BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226525
UNIVERSAL
LIBRARY

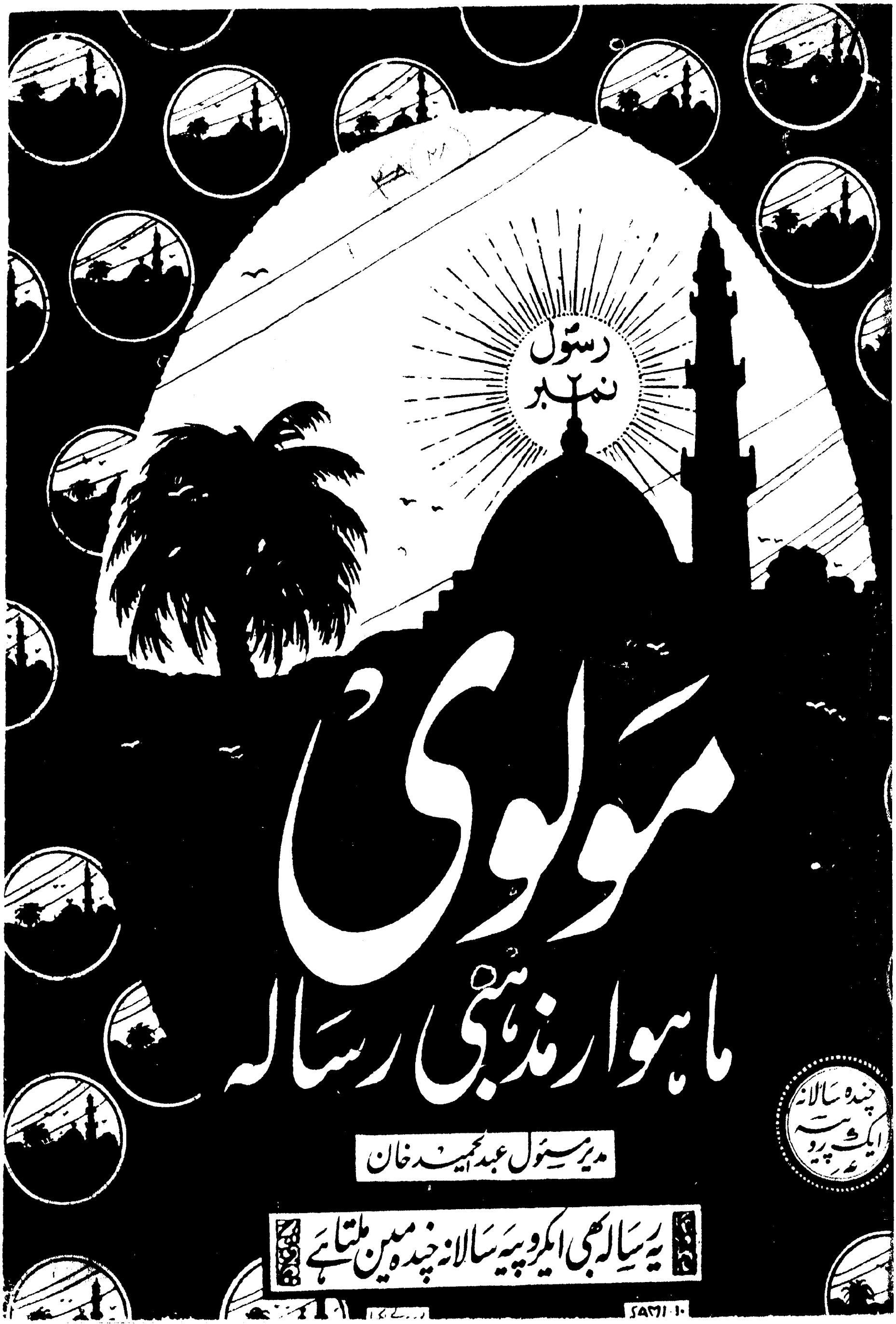
رسول نمبر
مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
مدیر مسئول عبدالحمید خان
چندہ سالانہ ایک روپیہ
یہ رسالہ بھی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں ملتا ہے

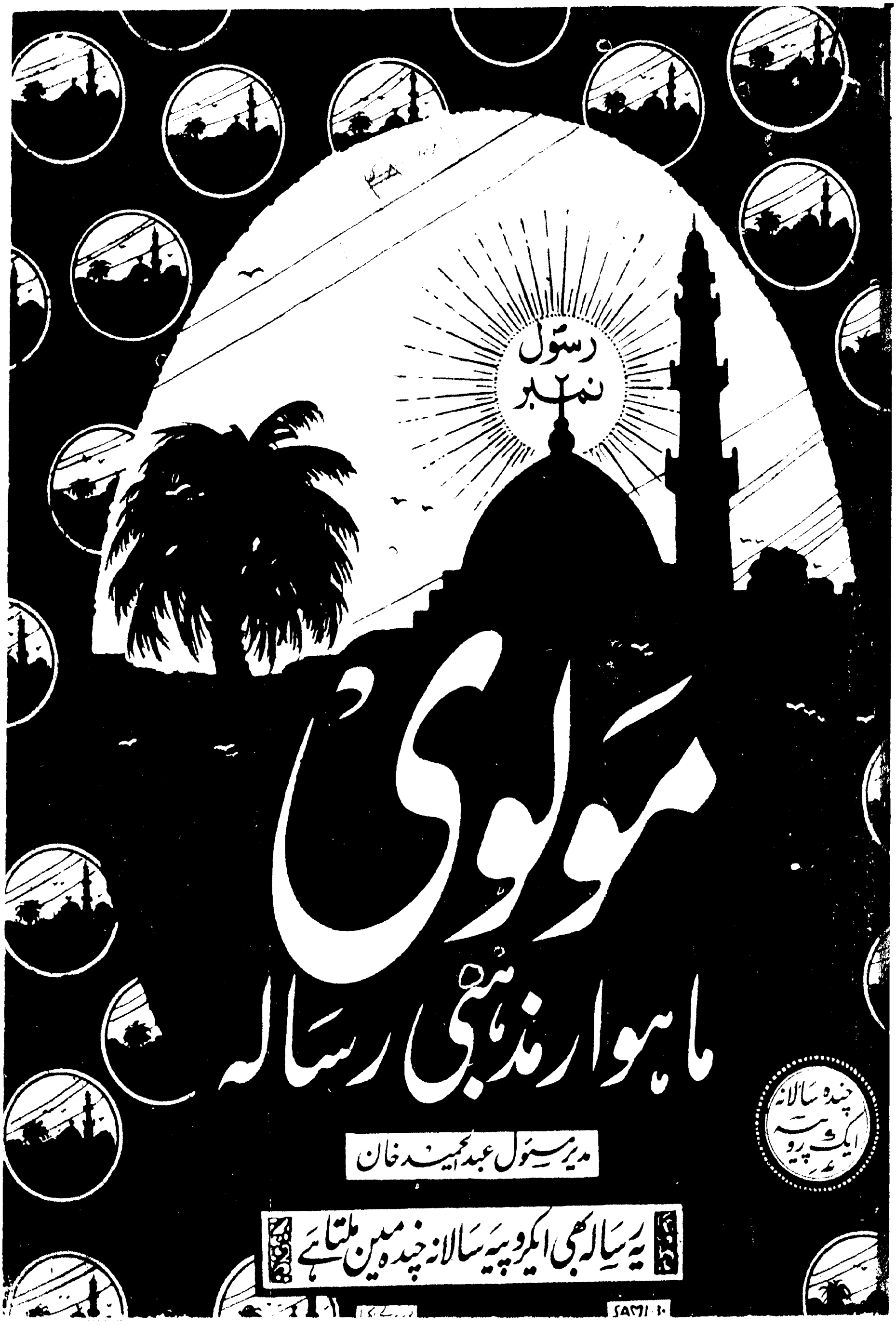
رسول نمبر
مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
مدیر مسئول عبد الحمید خان
چندہ سالانہ ایک روپیہ
یہ رسالہ بھی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں ملتا ہے

Checked 1963

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ
اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ
قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا

خوشنما سولہ[16] سطری لاجواب قرآن مجید مصری

جو صرف ۶ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پڑھایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعویٰ ہے کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا یہ ایسا قرآن شریف ہے کہ صرف بغدادی قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ہر بچہ قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ لیتا ہے منشی ممتاز علی صاحب یگانہ خوشنویس مہاجر مکی کے صحیح جانشین منشی صلاح الدین صاحب نے کتابت کا کمال اصلی قرآن شریف میں دکھایا ہے اور بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھ کر اس کی کتابت کی ہے یعنی حروف کی نشست اور ان کے جوڑ اس قدر واضح رکھے ہیں کہ بچہ بلا قصد غلط پڑھ ہی نہیں سکتا اور بچہ کو یہ سمجھ لینے کے لئے ذرا بھی توقف کرنا نہیں پڑتا کہ اس لفظ میں کونسا حرف پہلے ہے اور کونسا بعد میں، اس قسم کی غلطیاں الفاظ کے درمیانی ت، ن، ی، ب وغیرہ میں ہوتی ہیں، اور چونکہ حروف کی گنجانی اور جوڑوں کی درآوردگی کی وجہ سے ان کو یہ حروف میں اشتباہ ہو جاتا ہے اس لئے بچہ کا پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے، قابل خطاط نے یہ دشواری ملحوظ رکھ کر کتابت کی ہے تجربہ شاہد ہے۔ دعویٰ ہے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق گھنٹہ بھر میں یاد کرتا ہے تو اس قرآن شریف میں پندرہ منٹ میں یاد کرے گا، اور کم از کم اس قرآن شریف میں کبھی غلط نہیں پڑھے گا، اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ استاد کو اس قرآن کا ایک دفعہ کا پڑھایا ہوا سبق بچہ کے ذہن نشین کرنے کے لئے اتنا موثر ہوگا، جتنا دوسرے قرآن شریف میں چار دفعہ پڑھایا ہوا۔ اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ جن عورتوں کو ذرا بھی حروف شناسی ہوگی، وہ اس قرآن شریف کو باسانی پڑھ لیں گے، ہر صفحہ گرداگرد نقش و نگار سے مرصع ہے اور ہر پارہ کے شروع و آخر اور بیچ کے نقوش سے آراستہ ہے، ہر پارہ علیحدہ ہو سکتا ہے، اصل قرآن اس نمونہ سے بدرجہا بہتر ہے، بس یہ سمجھ لیجئے کہ یہ نقل ہے اور وہ اصل ہے **قاریوں** کے لئے ایک آسانی یہ ہے کہ اختلاف قرأت جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے، ابتدا میں قرآن شریف کے متعلق ضروریات کا خلاصہ ہے، آخر میں دعائے ختم القرآن ہے اور صحت کی سند مع سوا استند حافظ صحیح قرآن شریف کی ضمانت کی مہریں ہیں اس لئے ذرا سے نقطہ کی غلطی کا بھی امکان نہیں،

چھپائی دعوے ہے اور شدید دعوے کہ مصری قرآنوں میں اس سے بہتر نہیں اس کے برابر کوئی قرآن شریف نہیں چھپا **واللہ** یہ اشتہاری مبالغہ نہیں، اس قرآن کے سامنے آنے کے بعد مجھ پر ہی نہیں آپ پر بھی انشاء اللہ یہی اثر ہوگا، اور میں نے جو اپنے ذہن میں الفاظ سے زیادہ اس میں خوبیاں پایا ہوں، اس لحاظ سے تو یہ قرآن شریف اور بھی اہم ہو جاتا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے، ایک جلد **مجلد چرمی ڈیڑھ روپیہ** مجلد پارچہ فی جلد صرف ایک روپیہ **پانچ** جلد مجلد چرمی سات روپے مجلد پارچہ للعہ **دس جلد** مجلد چرمی ساڑھے تیرہ روپے مجلد پارچہ ساڑھے آٹھ روپے۔ **اب محصول ڈاک بڑھ گیا ہے**۔ اس لئے ایک جلد خواہ چرمی ہو یا پارچہ ۱۱؍ ۵ جلد کا ندر روپے پانچ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے، اس لئے اب پانچ جلد اور دس جلد بذریعہ ریل منگانا ہے **ریل** کے پارسل پر علاوہ کرایہ ریل ۱۲ روپیہ ضرور خرچہ آتا ہے، ریل کے اسٹیشن اردو و انگریزی دونوں میں لکھئے اور لائن بھی۔ ریلوے پارسل کے روپے پیشگی آنے ضروری ہیں، ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

Checked 1975

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد الذی قال فیہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

رسالہ مولوی دہلی کا رسول نمبر ۱۳۵۱ھ

اللھم صل علی محمد الذی دعی لہ ابراھیم ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم

جلد ۱۵ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۲، ۳

شذرات

ہم نے خطبہ میں مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اسوۂ حسنہ رسول اللہ کی پیروی کریں اور لکھا ہے کہ چاہیئے تو یہ کہ بال برابر اسوۂ حسنہ سے انحراف نہ کریں لیکن اگر نہ ہو سکے تو اتنا تو ہونا چاہیئے کہ اسوۂ حسنہ میں چند امور کو مخصوص کرلیں اور ان پر سختی کے ساتھ مداومت کریں چند روز کے بعد وہ جزو عادت ہو جائینگے پھر اور چند امور کو مخصوص کرلیں اور ان پر بھی اسی طرح مداومت کریں اگر اس طرح سچے دل سے اتباع اسوۂ حسنہ کی مخلصانہ سعی و کوشش کی جائے تو ناممکن ہے کہ ہماری زندگیاں اتباع اسوۂ رسول سے محروم رہیں چنانچہ ہم بضمن شذرات بعض امور کو نمایاں کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

حجۃ الوداع کے احکام

آخری حج کے موقع پر حضور نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا وہ نہایت اہم تھا یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف ہر ایک مسلمان کے لئے حرز جان اور تعویذ ایمان ہے اور ہونا چاہیئے مگر آخری حج کا آخری خطبہ نہایت اہم ہے اور اس مقدس خطبہ میں مسلمانوں کو نہایت اہم نصائح فرمائے ہیں اگر ہم اسی ایک خطبہ کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنالیں تو سعادت دارین کی بہشت ہمارے قدموں میں ہوگی۔

جان مال اور عزت مسلم

حضور سرور کائنات نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"لوگو تمہارے جان تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم پر آج کے دن اس شہر مکہ کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو لوگو تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔"

ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقعہ پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں سب سے پہلی نصیحت ہم کو کیا ارشاد فرمائی دیکھیئے کہ وہ نصیحت ہمارے لئے کس قدر اہم ہے اگر ہم اس پر پوری طرح عمل کریں تو ہم دنیا میں کس قدر سربلند و سرفراز قوم بن سکتے ہیں اگر خون مسلم مال مسلم اور عزت مسلم مسلمانوں کے درمیان عملاً حرام ہو جائے تو قدرتی نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ ان کے اندر کبھی کوئی قصہ قضیہ پیدا نہ ہوگا ان کی باہمی جنگ و جدل کے تمام امکانات کا خاتمہ ہو جاتا ہے چنانچہ یہی تین باتیں ہیں جن کی بنا پر لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں خون اور قتل تو ان میں سب سے بڑا سبب جنگ و جدل اور فتنہ و فساد کا ہے لیکن اس کے بعد تمام خرابیوں اور جھگڑوں کی بنیاد مال ہے دنیا میں جسقدر جھگڑے برپا ہوتے ہیں ان میں سے ۹۰ فیصدی مال سے متعلق ہوتے ہیں اگر ہم ایک دوسرے کا مال اپنے اوپر حرام کرلیں تو ۹۰ فیصدی باہمی جھگڑوں کا آج خاتمہ ہو جاتا ہے مال سے مراد نقد مال ہی مراد نہیں ہے بلکہ تمام مالی منفعت مقصود ہے خواہ اس کا تعلق نقد سے ہو یا کسی قسم کی جائداد سے یا تجارت اور صنعت و حرفت سے متعلق ہو یا زمین و مکان وغیرہ سے بہرحال ہر قسم کی مالی منفعت اگر ہم ایک دوسرے کی اپنے اوپر حرام کرلیں تو ۹۰ فیصدی سے زائد باہمی تنازعات اور باہمی جھگڑے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں۔

خون اور مال کے بعد عزتوں کی حفاظت و نگہداشت کا حکم ہوا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مال کے بعد زیادہ جھگڑے عزتوں کے لئے ہوتے ہیں مثلاً محض بات کی پچ کے لئے یا اپنی عزت کی حفاظت کے لئے یا عزت کی زیادتی یا اپنے خاندان کی عزت کے لئے کوششوں میں جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر ہم سب ایک دوسرے کی عزت و آبرو کو اپنی عزت و آبرو سمجھنے لگیں تو عزت و آبرو کے ناتوں سے جو جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو جائے۔

غرضکہ اس ارشاد نبوی پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام باہمی جھگڑے تمام باہمی جنگ و جدل اور تمام فتنہ و فساد کے دروازوں پر ایک ایسا قفل لگ جاتا ہے جو کبھی کھل نہیں سکتا۔ ساتھ ہی اس ارشاد پاک پر عمل کرنے کا دوسرا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہ صرف جھگڑے نہ پیدا ہوں گے بلکہ آپس میں اتحاد و اتفاق اور

محبت و اخلاص پیدا ہوگا کیونکہ جب ہم ایک دوسرے کے خون و مال اور عزتوں کو اپنا خون اپنا مال اور اپنی عزت خیال کریں گے تو قدرتی طور پر ہمارے اس طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ محبت و اخلاص کا سرچشمہ ہمارے درمیان پوری روانی اور تیزی کے ساتھ موجزن ہو جائے گا اور ہماری قومی و ملی طاقت اس قدر بڑھ جائے گی کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے گا۔

بہرحال صرف یہی ایک ارشاد نبوی ہمیں قومی و ملی نقطہ نظر سے دین اور دنیا دونوں میں سربلند اور سرفراز کر سکتا ہے۔

پس آج جبکہ ہم ولادت باسعادت محمد رسول اللہ کی خوشیاں منا رہے ہیں ہمارا فرض ہے کہ آنحضرت کے آخری خطبہ کے اس ارشاد اولین کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیں اور ہرگز اس سے تجاوز و انحراف نہ کریں۔

اصلاح کا قدم پہلے خود اٹھاؤ

اسی خطبہ میں حضور نے ارشاد فرمایا:-

"لوگو میں جاہلیت کی تمام باتوں کو اپنے پیر کے نیچے پامال کرتا ہوں"

مطلب یہ ہے کہ جس قدر بری رسمیں اور بری باتیں زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں ان سب کا میں خاتمہ کرتا ہوں اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا کہ دماء الجاھلیۃ موضوعۃ جاہلیت کے تمام قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں یعنی سب پر مٹی ڈال دی گئی اب کوئی کسی سے بدلہ نہیں لے سکتا اور فرمایا کہ:-

"پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا میں اس کو چھوڑتا ہوں"

اور پھر فرمایا:-

ربا الجاھلیۃ موضوع و اول ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب فانہ موضوع کلہ یعنی جاہلیت کے زمانہ کا سود در سود ملیامیٹ کر دیا گیا اور پہلا سود اپنے خاندان کا جو مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

اس تقریر میں جس چیز کی طرف ہمیں آپ کی توجہ مبذول کرانی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نے جس اصلاح کی طرف بھی قدم بڑھایا پہلے خود اس کے متعلق قدم بڑھایا اور اس پر عمل کر کے دکھا دیا چنانچہ اوپر کے دونوں امور دیکھئے کہ جاہلیت کے قتلوں اور جاہلیت کے سود کو آپ نے معاف کر دیا اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا قصاص اور سود چھوڑ دیا اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اصلاح قوم و ملت کا ارادہ کرے تو پہلے خود اس کی طرف قدم بڑھائے اور اٹھانا چاہیے کیونکہ لغزشوں کے اصلاح میں ہمیشہ یہی اصول رہا ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی مصلح اپنی قوم یا ملک کی اصلاح میں کامیاب ہو سکے جب تک کہ وہ اصلاح اپنے اندر اور اپنے خاندان کے اندر پہلے نہ کرے خصوصاً اپنی ذات کے اندر اصلاح کے بغیر تو محال ہے کہ ذرہ برابر کامیابی ہو سکے۔

آج کل علماء اور واعظین کس قدر کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں شہروں میں سینکڑوں کی تعداد میں اور کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں جہاں ہمارے علماء اور واعظین نہ پہنچے ہوں اور قوم و ملت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرتے ہوں اور جو خرابیاں اور عیوب ہماری ملت میں پیدا ہو گئی ہیں ان کی اصلاح کی کوشش نہ کرتے ہوں مگر ہم اور آپ دونوں دیکھ رہے ہیں کہ نتیجہ سوائے صفر کے اور کچھ نہیں نکلتا کیوں محض اس لئے کہ ملک اور ملت کی جس اصلاح کی آواز ہمارے حلقوم سے بلند ہوتی ہے اس کا تعلق چونکہ ہمارے دل سے نہیں ہوتا اس لئے ہمارا عمل اور ہمارا فعل ہمارے قول سے مختلف ہوتا ہے اور چونکہ زبان اور دل میں کوئی تعلق و یگانگت نہیں ہوتی اس لئے کوئی اثر نہیں ہوتا اور جو نتائج مطلوب ہوتے ہیں وہ مترتب نہیں ہوتے۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملت کی کوئی خدمت کریں اس کے بگڑے ہوئے اخلاق اس کی بگڑی ہوئی معاشرت اس کے بگڑے ہوئے رسم و رواج کی اصلاح کریں تو قبل اس کے کہ کوئی صدائے احتجاج ہمارے حلق سے بلند ہو ہمارا فرض ہے کہ پہلے ہماری زندگی اس کے مطابق ہو جائے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خدا کے برگزیدہ رسول اور اس کی جانب سے مامور و مبعوث نبی و پیغمبر تھے ان کو اس چیز کی چنداں ضرورت نہ تھی کہ پہلے خود ہی عمل کرتے مگر خدا نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس لئے ہر ایک قول کو عمل سے مزین فرما کر امت کے لئے اسوۂ حسنہ پیش کرنا اور اس پر ہدایت خلق کا ایک روشن صراط مستقیم قائم کرنا لازمی تھا۔

بہرحال وہ لوگ جو اصلاح ملت و رہبری و رہنمائی امت کے کاموں میں مشغول ہیں ان کا فرض اولین یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ کا اتباع کریں کہ اصلاح کی جو صدا حضور نے بلند فرمائی ساتھ ہی سب سے پہلے اس پر خود ہی عمل کیا ورنہ بقول حافظ شیراز کے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ کہیں گے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

کتاب اللہ کا اعتصام

اسی خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ:-

"لوگو میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے"

کون مسلمان ہے جو اس ارشاد نبوی کی صداقت پر ایمان نہ رکھتا ہو ہر ایک مسلمان کا ایمان اور عقیدہ یہی ہے کہ قرآن حکیم ہی تمام سربلندیوں تمام صداقتوں اور تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے اور ہر قسم کی روشنی اگر کہیں سے مل سکتی ہے جو صراط مستقیم تک رہنمائی کرے اور دنیا اور دین دونوں میں مسلمانوں کو سرخرو اور سربلند کرے تو وہ روشنی قرآن حکیم ہی سے مل سکتی ہے۔

اگرچہ ہم رات دن اسی عقیدہ کا زبان سے اعلان کرتے رہتے ہیں مگر حقیقت حال افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس زبانی اعلان سے مختلف ہوتی ہے یعنی ہم اعلان تو یہ کرتے رہتے ہیں کہ قرآن ہی سب کچھ ہے مسلمانوں کا منبع ہے قرآن ہی روشنی کا مخزن ہے قرآن ہی برکتوں اور رحمتوں کا سرچشمہ ہے تو قرآن مگر افسوس ہے کہ ہماری زندگیاں قرآن حکیم کے احکام و ہدایات سے بہت کم مطابقت رکھتی ہیں اور یہ اب ایسی امر ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد اچھی طرح محسوس کر سکتا ہے ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی کو قرآن حکیم کی روشنی میں دیکھنا چاہیے اگر چشم بصیرت سے معائنہ کریں گے تو روز روشن کی طرح یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جائے گی کہ واقعی قرآن حکیم جس قسم کی زندگی چاہتا ہے ویسی ہماری زندگیاں نہیں ہیں۔

یہ ایک بدیہی امر تو یہ ہے کہ مسلمان کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ اگر ان کی زندگی قرآن کے احکام و ہدایات کے مطابق ہو تو اس کا وعدہ انتم الاعلون کا ثمرہ ضرور پیدا ہوگا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری حالت انتم الاعلون کے برعکس ہو رہی ہے کہ اس کا

ایک ہی سبب ہو سکتا ہے اور وہی ہے یعنی یہ کہ انتم الاعلون کے ساتھ ان کنتم مومنین کی شرط لگی ہوئی ہے اور ہم نے اس شرط کو نظر انداز کر رکھا ہے اگر ہم مومن قانت ہوتے تو یقینی امر تھا کہ انتم الاعلون کا وعدہ بھی پورا ہوتا اور اس حالت ذلت و مسکنت میں ہرگز نہ ہوتے جس میں ہم آج ہیں۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ گمراہی دلدل سے بچیں تو ہمیں آج ہی سے اس ارشاد نبوی صلعم پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنا چاہیئے یعنی قرآن حکیم کو مضبوط پکڑنا چاہیئے تاکہ ہم پر آسمانی برکتوں اور الٰہی نعمتوں کا نزول ہو رشد و ہدایت کی روشنی ہر وقت ہمارے سامنے رہے اور صراط مستقیم پر ہمارے پاؤں مضبوطی سے جمے رہیں۔

خطبۃ الوداع کے دیگر ارشادات

اس خطبہ میں چند امور کی طرف حضور صلعم نے اور بھی مسلمانوں کی توجہ مبذول فرمائی ہے چنانچہ عورتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ:۔

لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا ہے اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو صرف ایسی مار مارو کہ ہڈی پسلی نہ ٹوٹے اور چوٹ جسم پر نمودار نہ ہو یعنی ہلکی مار مارو اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ۔

لیکن یہ نہ سمجھو کہ صرف کھانا کپڑا اچھی طرح دے دینا ہی سب کچھ ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث قدسی میں آیا ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے کہ جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے گویا انسان کی خوبی و بہتری کا معیار ہی حضور نے یہ مقرر فرما دیا کہ اپنے اہل کیساتھ جو اچھا ہوگا وہی اچھا ہوگا یعنی بغیر اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہونے کے کوئی شخص بہتر نہیں ہو سکتا۔

آخری حج کے اس اہم خطبہ میں خصوصیت کے ساتھ عورتوں کی طرف توجہ دلانا اس امر کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کو خاص طور پر عورتوں کا خیال اور لحاظ رکھنا چاہیئے عورتوں کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ مبذول کرانے کی ضرورت اول تو اس لئے محسوس ہوئی کہ اسلام سے قبل عورت کا کوئی درجہ اور مرتبہ دنیا میں تھا ہی نہیں لہذا ضرورت تھی کہ دنیا عورتوں کے ساتھ جو زیادتی اور ظلم و ناانصافی کرتی تھی اس سے ان کو نجات دلائی جائے دوسری ضرورت یہ تھی کہ حضور مردوں کی اس جبلت سے واقف تھے کہ وہ صنف نازک پر جبر و تشدد سے مشکل سے باز آتے ہیں لہذا ضرورت تھی کہ مردوں کو آخری مرتبہ تنبیہ فرما دیں کہ دیکھو ایک ضعیف نگر نازک اور خوبصورت صنف کے ساتھ ظلم و زیادتی نہ کرنا۔

اب ہمیں اپنی خانگی زندگیاں دیکھنی چاہئیں کہ اس ارشاد نبوی کی روشنی میں ان کی کیا حالت ہے اگر شمع نبوت کی روشنی میں ہماری خانگی زندگی چمکے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اگر داغ دھبے نظر آئیں تو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

عبادت و اطاعت

اسی خطبہ میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ:۔ لوگو نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو نماز پنجگانہ ادا کرو رمضان کے روزے رکھو زکوٰۃ خوش دلی سے ادا کرو حج کرو اور احکام اسلام کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم خداوند قدوس کی خوشنودی کی جنت میں داخل ہوگے۔

اس حصہ میں جن امور پر توجہ دلائی گئی ہے وہ سب فرائض ہی ہیں اور ہر شخص کو ان کی فرضیت کا علم ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہی ہے کہ ان فرائض کی طرف بھی ہم پوری توجہ نہیں دیتے چونکہ آخری حج اور اس کا آخری خطبہ تھا اس لیئے حضور نے ان اہم فرائض کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ ان کی طرف سے غفلت و بے پروائی نہ کریں مگر افسوس ہے کہ اس قدر اہم فرائض اور ان کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے اس قدر تاکیدی احکام پھر بھی انکی جانب سے اس قدر غفلت برتی جاتی ہے کہ اپنی بدبختی پر افسوس ہوتا ہے۔

بہرحال اگر ہمیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے تو ہمیں ان فرائض کے فرائض ہونے پر بھی ایمان ہونا چاہیئے اور پھر یہ سمجھنا چاہیئے کہ فرض کی طرف سے غفلت و بے پروائی برتنا کس قدر دین و دنیا کی تباہی و بربادی کا موجب ہوگا۔

تبلیغ

آخر خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں اس کی تبلیغ کرتے رہیں ممکن ہے کہ بعض حاضرین سے وہ لوگ زیادہ اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن کو تبلیغ کی جائے۔

اس میں اس امر کی ضرورت کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول فرمائی ہے کہ تبلیغ احکام و ہدایات ہر ایک مسلمان پر واجب ہے اور یہ کہ اگر اس کے کان میں کوئی اچھی بات پڑے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو دوسروں تک بھی پہنچا دے اور حاضر کو غائب کے لئے تبلیغ کا جو حکم دیا ہے اس کی مصلحت بھی بیان فرما دی ہے یعنی یہ کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ جو موجود نہیں ہیں ان میں ایسے لوگ ہوں جن کے اندر نصیحت کو قبول کرنے اور اچھی بات پر عمل کرنے کی صلاحیت زیادہ ہو اس لئے ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ احادیث کی عموماً اور اس خطبۃ الوداع کی خصوصیت کے ساتھ دوسروں سے تبلیغ کرتا رہے ہم تمام ناظرین مولوی سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اس خطبہ میں جو ہدایات کی گئی ہیں اور جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ان لوگوں تک پہنچائیں جن کی نظر سے مولوی کا رسول نمبر نہ گذرے یا مولوی کا رسول نمبر ان کی نظر سے نہ گذرا ہو اور اس طرح ارشاد نبوی پر تعمیل کرکے ثواب دارین حاصل کریں۔

مردانہ ورزشوں کا حکم

مردوں کے لئے ورزش کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ حسنہ سے ہوتا ہے حضور اکثر لوگوں کو مردانہ ورزشوں کا شوق دلایا کرتے تھے مثلاً کشتی گھوڑ دوڑ تیر اندازی وغیرہ چنانچہ رکانہ عرب کا مشہور شہ زور پہلوان تھا اور اس کو اپنی طاقت اور پہلوانی پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ اپنے پچھڑ جانے کو اس نے اسلام لانے کی شرط ٹھیرا دیا تھا۔ چنانچہ خود حضور سرکار دو عالم نے اس سے کشتی کی اور اس کو تین مرتبہ پچھاڑا۔

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ورزش کرنا کشتی لڑنا اور اس طرح اپنی طاقت جسمانی کو بڑھانا کس قدر ضروری امر ہے آجکل لوگوں کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ ورزش کرنے اور کشتی وغیرہ لڑنے کو معتدل کام سمجھنے لگے ہیں یہ غلط اور گمراہ کن خیال پیدا ہو گیا ہے کہ جو بزدلی اور نیچے درجے کے لوگ ہیں یہ انہی کا کام ہے

شریفوں کا یہ کام نہیں ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ کوئی شریف ہو سکتا ہے پھر دیکھو کہ وہ اشرف الشرفاء اور وہ سید الانبیا اور وہ خیر البشر کس طرح نہ صرف ورزش کا شوق لوگوں کو دلاتا ہے بلکہ خود مشہور ترین پہلوان سے کشتی لڑ کر امت کے لئے ایک اسوۂ حسنہ قائم کرتا ہے کہ وہ بھی اس کا اتباع کریں اور اپنے اندر طاقت و قوت پیدا کریں جو مردانگی کا جوہر اور ضروری وصف ہے۔

اسی طرح تیر افگنی اور نشانہ بازی کا شوق لوگوں کو دلایا کرتے اور ترغیب دیا کرتے تھے نشانہ بازی کی مشق کے لئے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ تیر چلاؤ میں اس پارٹی میں ہوں یہ سنکر دوسری پارٹی نے تیر چلانے سے ہاتھ روک لیا یعنی ادب کی وجہ سے حضورؐ نے ہاتھ روک لینے کا سبب دریافت فرمایا انہوں نے کہا کہ جب اس پارٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں تو ہم اس کے مقابلہ میں کس طرح تیر افگنی کر سکتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

تیر افگنی بھی ایک مردانہ ورزش ہے اور علاوہ ورزش کے فوجی ضرورت کی ایک اہم چیز ہے تیر افگنی اور نشانہ بازی کی ترغیب دینے اور خود اس میں حصہ لینے کے یہ معنی ہیں کہ حضورؐ نے مسلمانوں کو فوجی اور حربی تعلیم سیکھنے اور حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے گو آج تیر افگنی فوجی حیثیت سے کوئی قیمت نہیں رکھتی مگر اس عہد میں تیر اور تلوار دو ہی سب سے بڑے ہتھیار تھے اور تیر کا استعمال اس وقت تک بیکار ہے جب تک اس کی مشق نہ کی جائے جس طرح آج بندوق ہے کہ آپ جب تک نشانہ لگانا نہ سیکھیں اس وقت تک اس کا پاس رکھنا فضول ہے۔

بہرحال تیر افگنی اور نشانہ بازی کی ترغیب دینا اور اس کا مسلمانوں کو شوق دلانا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس حقیقت سے واقف ہو جائیں کہ ان کا ہر ایک فرد اسلامی اور ملکی فوج کا سپاہی ہے اس لئے اس کو سپاہی کی جو خصوصیات ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے آجکل حربی اور فوجی ضروریات دوسری قسم کی ہیں اس لئے ہمیں موجودہ زمانہ کے مطابق فوجی تعلیم سیکھنی چاہیئے اور اگر اس کا امکان نہ ہو تو اس کی ابتدائی ضروریات نعد پوری کرنی چاہئیں مثلاً بندوق چلانا گھوڑے پر بیٹھنا جسم کو توانا اور تندرست رکھنا۔

حضورؐ نے گھوڑ دوڑ بھی کرائی ہے لمبی دوڑ پانچ میل کی اور ہلکی دوڑ ایک میل کی ہوتی تھی اس سے بھی زیادہ تر فوجی اور حربی ضرورت کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کرانی مقصود تھی کیونکہ اس سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں ایک تو گھوڑوں کو دوڑنے کی مشق ہوتی ہے جو فوج میں ضروری ہے دوسرے گھوڑے پر بیٹھنے کی مشق ہوتی ہے جو ایک فوجی سپاہی کے لئے لازمی ہے تیسرے نہایت عمدہ ورزش ہے جس سے جسم میں پھرتی آتی ہے اور بدن میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور صحت و تندرستی میں اضافہ ہوتا ہے بہرحال ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ مردانہ ورزشیں کرے۔

وفات سے کچھ قبل کے نصائح اور وصایا

وفات سے ایک ماہ قبل مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا:۔

"لوگو مرحبا، خدا کی سلامتی، خدا کی حفاظت و نصرت تمہارے ساتھ ہو خدا تمہیں رفعت، ہدایت اور توفیق عطا فرماوے خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے آفات سے بچائے اور تم کو سلامت رکھے۔

ان ابتدائی دعائیہ کلمات پر غور کرو اس ایک جملہ میں لطف و عنایت اور شفقت و رافت اور محبت و رحمت کی کتنی بارش کی گئی ہے اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور انور کو مسلمانوں کے ساتھ کتنی محبت تھی کہ دعا کے لئے زبان اقدس کو جنبش ہوئی تو وہ سب دعائیں زبان اقدس سے بیساختہ ادا ہو گئیں جو دین و دنیا کی برتری و سرفرازی کے لئے ضروری ہو سکتی ہیں کیا جس نبی اللہ کو اپنی امت سے اس قدر محبت ہو اس امت کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس سراپا رحمت و رافت رسول پر دل و جان سے قربان ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی احکام کی اطاعت کر کے حب رسول کا ثبوت دے۔

دعائیہ کلمات کے بعد ارشاد فرمایا:۔

میں تم کو تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور تم کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور خیال کرتا ہوں تم کو لازم ہے کہ سرکشی تکبر کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں پھیلنے دو آخرت کا گھر اسی کے لئے ہے جو دنیا میں بڑھ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔

اس فقرہ میں حضورؐ نے تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کی ہے تقویٰ ہی وہ عمل ہے جو تمام حسنات کا منبع اور مخزن ہے تقویٰ نہایت وسیع المفہوم شرعی اور قرآنی اصطلاح ہے اس کا مختصراً مفہوم یہ ہے کہ انسان جو حرکت بھی کرے خواہ اس کا تعلق اعضا اور جوارح سے ہو یا قلب و دماغ سے اس حرکت پر غور کرے کہ اللہ کے نزدیک وہ مستحسن ہو گا یا مبغوض و مقبوح اور اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو گی یا ناراضی اگر ذرہ برابر بھی کسی امر میں یہ شبہ ہو کہ اس فعل سے اللہ کی خوشنودی حاصل نہ ہو گی بلکہ اندیشہ اس کے غضب کا ہے تو اس سے بچنا تقویٰ کہلائے گا تقویٰ کا درجہ بہت بلند ہے خدا نے فرمایا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اللہ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے اسی لئے حضورؐ نے سب سے پہلے تقویٰ کی ہدایت کی اگر مسلمان تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیں تو اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ فلاح دارین ان کے گھر کی کنیز بن سکتی ہے۔

تقویٰ اور خدا ترسی کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اس ارشاد میں کوئی تخصیص نہیں ہے کسی ایک شخص کو یا صرف چند شخصوں ہی کو جانشین نہیں بنایا بلکہ عام ارشاد ہے اور ہر ایک مسلمان پر حاوی ہے یعنی یہ کہ حضورؐ نے ہر ایک مسلمان کو خدا کے احکام کی تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنا جانشین بنایا ہے جانشینی کا منصب نہایت اہم ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے احکام اور حضورؐ کے ارشادات کی تبلیغ کا منصب ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور جس طرح حضورؐ نے تندہی اور مستعدی سے اور جس صبر و ضبط اور حلم و بردباری سے لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچایا ہے اسی طرح ہر ایک مسلمان کو پہنچانا چاہیئے جانشینی کے ساتھ یہ فرض حضورؐ نے ہم پر عائد کیا ہے کہ ہم بھی عذاب الٰہی سے ڈریں اور لوگوں کو بھی ڈراتے رہیں اور یہ فرض بھی عائد کیا کہ تکبر و سرکشی اور بڑھ چلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دیں۔

تکبر و سرکشی ایک ایسا خبیث مرض ہے کہ جس دل میں اس نے جگہ بنائی پس اس کو پھر کہیں کا نہیں رکھتا امراض روحانی میں اس کو ام الامراض کہنا چاہیئے یہ مرض

دل اور روح پر معرفت الٰہی کے دروازے بند کر دیتا ہے بلکہ جہنم کے دروازے کھول دیتا ہے اور دلوں کی بستیوں کو تباہ کر ڈالتا ہے اس لئے حضور ؐ نے یہ فرض ہر ایک مسلمان پر عائد کیا کہ وہ بخل اور سرکشی کو پھیلنے نہ دیں۔

مشرک بننے کا ڈر نہیں مگر

اسی خطبہ میں حضور ؐ نے ارشاد فرمایا کہ:-

"میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہوں گی مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن یہ ڈر ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔"

ہمیں اس ارشاد پر غور کرنا چاہیئے اور اپنی حالت کو اس ارشاد نبوی ؐ کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہے شرک سے تو بفضلہ ابھی تک امت مرحومہ کا دامن ایمان بڑی حد تک پاک ہے لیکن جس چیز کا حضور ؐ کو خوف تھا کیا وہ خرابی ہمارے اندر موجود ہے؛ یہ دیکھنے کی چیز ہے دوسری امتوں کی ہلاکت کی خبر مخبر صادق نے دیدی اب دیکھو کہ آجکل کیا ہم دنیا کے فتنہ میں مبتلا نہیں ہیں دنیا طلبی دنیا کا فتنہ نہیں ہے دنیا میں ترقی کرنا عروج حاصل کرنا اور خدا کے فضل و عطا سے بہرہ مند ہونا اور بہرہ مند ہونے کی سعی کرنا یہ دنیا کا فتنہ نہیں ہے کیونکہ اس کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے اور قومی و ملی ضرورت ہے کہ مسلمان دنیا کی دوسری قوموں کی طرح دنیاوی حیثیت سے بھی سربلند و سرفراز ہوں بلکہ دنیا کا فتنہ یہ ہے کہ اس میں پڑ کر انسان خدا کو بھول جائے اس کے احکام کو ٹھکرانا شروع کر دے اور دنیا کے لئے دین کو بھول جائے اور باہم فتنہ و فساد میں دنیا کے لئے مبتلا ہو جائے یعنی دنیا کے لئے خدا اور بندوں کے حقوق کو نہ صرف فراموش کر دے بلکہ اور بجائے ان کی خلاف ورزی شروع کر دے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کے خون مال اور عزتوں کو حلال کر لے بس یہ ہے وہ فتنہ جو امتوں اور قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اگر ہم غور سے اپنی حالت دیکھیں تو گو دنیا کے مکمل فتنہ میں نہ پڑے ہوں مگر ہمارے قدم تیزی کے ساتھ اسی فتنہ کی طرف اٹھ رہے ہیں اس لئے حضور رسول پاک ؐ کی اس وصیت پر خصوصیت کے ساتھ عمل کرنے کی ضرورت لاحق ہو گئی ہے۔

قبر پرستی سے اجتناب کی وصیت

وفات سے پانچ روز قبل حضور ؐ نے مسلمانوں سے فرمایا:-

تم سے پہلے ایک قوم ہوئی ہے جو انبیاء و صلحاء کی قبور کو سجدہ گاہ بناتی تھی تم ایسا نہ کرنا فرمایا خدا ان یہودیوں اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنھوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے فرمایا اے خدا میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا دیجیو کہ اس کی پرستش ہوا کرے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جنھوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنایا دیکھو میں تمھیں اس سے منع کرتا رہا ہوں دیکھو میں تبلیغ کر چکا خدایا تو اس کا گواہ رہ۔

غور کیجیے کہ وفات سے صرف پانچ روز قبل حضور ؐ نے مسلمانوں کو کس چیز سے منع فرما رہے ہیں اور منع بھی کس قدر تاکید کے ساتھ فرما رہے ہیں ان قوموں پر لعنت بھیج رہے ہیں جنہوں نے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنے کی جگہ بنا لیا یعنی ان کی قبر کو پوجنے لگے اور ان کے آگے سجدہ کرنے لگے پھر اپنی قبر کے متعلق خدا سے دعا مانگی کہ الٰہی میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا دیجیو کہ اس کی پرستش ہونے لگے۔

اس قدر تاکید کا مطلب کیا ہے۔ یہی کہ مسلمان قبر پرستی کی گمراہی میں مبتلا نہ ہوں جس طرح کہ دوسری قومیں ہو گئیں اور وہ انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو پوجنے لگیں۔ مسلمان کا وصف اولین توحید اور توحید خالص ہے تمام انبیاء کرام کی یہی تبلیغ تھی مگر ہمارے سرکار دو عالم ؐ نے توحید کی منادی اس بلند آہنگی اور اس قدر بے لوث طریقہ پر کی کہ شرک کے لوث و آلودگی کا کوئی امکان باقی نہ رہا لیکن حضور ؐ انسانوں کی کمزور طبائع کے اس توہم پرستی سے آگاہ تھے کہ گو خدا کے ساتھ مسلمان کسی کو شریک نہ کریں مگر ہو سکتا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ خوش عقیدگی کی افراط ان کو اسی طرح قبر پرستی کی ضلالت و گمراہی میں نہ مبتلا کر دے جس طرح یہود و نصاریٰ ہو گئے۔

اب ہمیں اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا چاہیئے اور اس ارشاد نبوی کو سامنے رکھکر ہم میں سے بہتوں کی جو حالت قبور اولیاء اللہ کے ساتھ ہے اس کو دیکھنا چاہیئے اور اگر واقعات کی طرف سے آنکھ نہ بند کی جائے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ بالآخر خوش عقیدگی نے ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو ان بلند اور خالص توحید کے معیار سے نیچے گرا دیا جو اسلام کی امتیازی خصوصیت تھی اور ہے یعنی یہاں ایک حد تک بعض طبقات میں قبر پرستی کی ایک شکل مروج ہو گئی ہے گو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اہل علم و ارباب بصیرت قبر کی پرستش کرتے ہیں مگر ان کو قبور اولیاء کے ساتھ جو شغف ہے اور جسکو وہ تعظیمی بوسہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہی رسم عوام میں پہنچکر کھلی ہوئی قبر پرستی میں بدل جاتی ہے۔

ہمارا مسلک ایسے مسائل میں ایسی بحث کرنے کا نہیں ہے جو نزاع بین المسلمین کا سبب بن جائے اس لئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف مسلمانوں کی توجہ مبذول کراتے ہیں جو وفات سے صرف پانچ روز قبل آپ نے فرمایا امید ہے کہ مسلمان اس ارشاد نبوی کو سامنے رکھکر اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ مبذول کریں گے۔

حضرت عائشہ ؓ کا نوحہ

حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جو نوحہ کہا وہ ہم سب مسلمانوں کے غور کرنے کے قابل ہے حضرت عائشہ صدیقہ نے وفات رسول ؐ پر فرمایا:-

دریغ وہ نبی جس نے فقر کو غنا پر اور درویشی کو تونگری پر اختیار کیا
حیف وہ دین پرور جو امت عاصی کی فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا
جس نے ہمیشہ بڑے استقامت و استقلال سے نفس کے ساتھ محاربہ کیا۔
جس نے منہیات کو نصف بھر بھی نگاہ التفات سے نہ دیکھا۔
جس کے ضمیر منیر کے دامن پر مخالفین کے ایذا و اضرار کا ذرہ بھر بھی غبار نہ بیٹھا۔
جس نے جود و احسان کے دروازے ارباب فقر و احتیاج کبھی بھی بند نہ کئے
آہ جس نے کبھی دو دن سیر ہو کر نان جویں نہ کھائی۔
آج دنیا سے رخصت ہوا۔

آپ جانتے ہیں کہ یہ نوحہ کیوں زیب قرطاس کیا گیا ہے؟ یہ اسلئے کیا گیا ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان صفات پر روشنی پڑتی ہے جن کی ہم کو پیروی کرنے کی سخت ضرورت ہے حضرت عائشہ ؓ کے قول کے مطابق

حضورؐ نے فقر و درویشی کو غنا و تونگری پر اختیار فرمایا ہم اس صفت سے کیا سبق حاصل کر سکتے ہیں؟ ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ باوجودیکہ حضورؐ پر خزائن عرب کے دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے تھے اور آخر عمر میں تمام عرب زیر نگیں آگیا تھا مگر حضورؐ نے باوجود فقر و درویشی کو غنا و تونگری پر ترجیح دی تھی اور بقول حضرت عائشہؓ کے دو دن برابر کبھی بھی سیر ہو کر نان جویں بھی نہیں کھائی یہ فعل اختیاری تھا گویا آپ نے قصداً غنا اور تونگری سے رشتہ نہیں جوڑا اگر معرفت الٰہی کے دروازے ہم اپنے اوپر کھولنا چاہتے ہیں تو یہی صفت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے کہ سونے اور چاندی کے دریا پیروں کے نیچے بہ رہے ہوں مگر ہم ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یعنی دل کو دنیا اور اسباب دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو۔

امت عاصی کا فکر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ امت عاصی کی فکر میں حضورؐ کبھی پوری رات آرام سے نہیں سوئے فکر کس قسم کا تھا یہ ایک سوال ہے جس کا جواب صاف ہے کہ امت کے دین و دنیا کے بہبود کا فکر ہر وقت حضورؐ کو دامنگیر رہتا تھا یہی فکر حضورؐ کو سونے نہیں دیتا تھا حضورؐ اپنے پروردگار سے دعائیں کرتے تھے کہ الٰہی امت کی مغفرت فرما اس کو صراط مستقیم پر قائم رکھ اس کو سربلند اور سرفراز کر۔

اللہ اللہ کیا نبی اور کیا پیغمبر خدا نے ہماری ہدایت اور ہماری دین و دنیا کی فکرمندی کے لئے مبعوث فرمایا تھا کہ ساری عمر یعنی عہد رسالت کے تمام عرصہ میں کبھی کسی رات پوری رات آرام سے نہ سویا اسی فکرمندی کا یہ نتیجہ تھا کہ خدا نے امت محمدیہ کے ایسے مراتب کئے اور دین و دنیا میں سربلندی عطا فرمائی۔

مگر سوچنا یہ ہے کہ ہمارا طرز عمل کیا ہے ایک طرف آقائے مدینہ کا یہ حال تھا کہ ہمارے فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سوئے اور ایک ہم ہیں کہ حضورؐ کے احکام و ارشادات اور اسوہ حسنہ کا اتباع بھی نہیں کرتے حالانکہ اس میں بھی ہمارا ہی دین و دنیا کا بھلا ہے کیا اس سے ہم کوئی سبق نہیں لے سکتے۔

مخالفین کی مخالفت کا اثر

حضرت صدیقہؓ اپنے نوحہ میں فرماتی ہیں کہ آہ وہ نبی جس کے ضمیر منیر پر مخالفین کے ایذا و اضرار کا ذرہ بھی غبار نہ بیٹھا۔

مخالفین کیسے تھے انہوں نے حضورؐ کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے مکہ معظمہ میں جب تک حضورؐ تشریف فرما رہے وہ ظلم و ستم کئے کہ انسانیت اس کی داستان غم سنکر آج بھی کانپ اٹھتی ہے تین سال تک محصور رکھا ہر قسم کی تکلیفیں دیں پتھر برسائے جسم اطہر کو لہو لہان کیا آخر میں قتل کے لئے مکان کو گھیر لیا پھر قتل کا انعام مقرر کیا آپ کے ساتھیوں کو قتل کیا جلا وطن کیا اور طرح طرح کے دکھ دیئے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور جلا وطنی کے بعد بھی چین نہ لینے دیا برابر حملے کرتے رہے اور قتل کے لئے آدمی مقرر کئے غرض یہ کہ مخالفت و عناد کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

لیکن اس کا اثر قلب نبویؐ پر کیا ہوا کیا کبھی آپ نے ان کے مظالم کا بدلہ اور انتقام لیا کبھی ان کو زجر و توبیخ کی کیا کبھی ان کی بربادی و تباہی کے لئے کوئی ادنیٰ سی کوشش بھی کی ان سب کا جواب نفی میں ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ان کے حق میں کبھی بددعا تک نہ کی اور فرمایا تو یہ فرمایا کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ مجھکو نہیں جانتے۔

مسلمانوں کو رسول اللہ کے طرز عمل پر غور کرنا چاہیئے کہ اس کا کیا اثر ہوا ظاہر ہے کہ اسی طرز عمل نے صرف ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ساری عرب کی اس طرح کایا پلٹ کر رکھدی کہ وہی عرب جو کل تک جان کا دشمن تھا جاں نثار بن گیا

اگر ہم چاہیں تو حضورؐ کے اس اسوہ حسنہ سے بہت کچھ کامیابی دین اور دنیا کے کاموں میں حاصل کر سکتے ہیں۔

ارباب احتیاج اور حضورؐ کا جود و کرم

نوحہ صدیقہ میں ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ آہ وہ نبی جس نے جود و احسان کے دروازے ارباب فقر و احتیاج پر کبھی بند نہ کئے۔

کس قدر صاحب جود و کرم تھے ہمارے آقائے دو عالم اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خواہ کسی قدر مال و دولت آپ کے پاس آیا ہو مگر کبھی اس پر ایک رات بسر نہیں ہونے دی بعض اوقات مسجد نبویؐ کا صحن مال و اسباب سے بھرپور گیا ہے مگر جب تک سب کو تقسیم نہیں کر دیا اس وقت تک حضورؐ استراحت فرمانے کے لئے حجرہ میں تشریف نہیں لے گئے کبھی کسی سائل کو محروم نہیں واپس کیا اگر دینے کو کچھ پاس نہیں ہوتا تو فرما دیتے تھے کہ میرے نام پر قرض لے لو میں ادا کر دوں گا

یہ جود و کرم یہ فضل و عطا ہم کو کیا سکھاتا ہے کیا ہم اس اسوہ حسنہ سے یہ سبق نہیں سیکھ سکتے یقیناً ہمیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر خدا ہم کو اپنے فضل و کرم سے بہرہ مند فرمائے تو ارباب احتیاج کی دستگیری کرنا اپنا شیوہ بنا لیں اور خستہ حالوں بینواؤں کے دکھ کو دور کریں اللہ کے نزدیک سب سے اشرف و افضل فعل یہی ہے کہ اس کے درماندہ محتاج و صاحب احتیاج بندوں کی حاجت روائی کی جائے دولت ہاتھ کا میل ہے یہ رکھنے اور قارون کا خزانہ جمع کرنے کے لئے نہیں ہے نہ اس کا یہ مصرف ہے کہ عیش و نشاط کی جنتیں اپنے لئے تعمیر کی جائیں اور اپنے راحت و آرام پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جائے بلکہ اس لئے ہے کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال اور ذوی القربیٰ کی تمام جائز ضروریات معتدل پیمانہ پر پوری کی جائیں اور اس کے بعد اللہ کے ان بندوں کی دستگیری کی جائے جو حاجت مند ہیں۔

پس ہمیں حضور سرور عالمؐ کے اسوہ حسنہ سے یہی سبق سیکھنا چاہیئے۔

اعتدال کا حکم

ہر ایک کام میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا بڑی دانشمندی کی بات ہے انسان کی کامیابی کا راز اعتدال پسندی میں مضمر ہے تمام بڑے بڑے لوگوں کی سوانح حیات کا مطالعہ کرو خواہ وہ بادشاہ ہوں یا علماء و فضلا ہوں یا اولیا و انبیاء ہوں یا تاجر و صناع ہوں انھیں لوگوں کو زیادہ کامیابی ہوئی ہے جو میانہ روی اور اعتدال پسندی کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے دریافت فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم راتوں کو برابر جاگتے اور دن کو برابر روزانہ روزہ رکھتے ہو حضرت عبد اللہؓ نے کہا ہاں حضور نے فرمایا۔

فلا تفعل اب ایسا نہ کرنا صم و افطر روزہ بھی رکھو اور کچھ دنوں کے لئے چھوڑ بھی دیا کرو قم و نم رات کو عبادت کے لئے جاگو بھی اور سو و بھی کیونکہ

لجسدک علیک حقا وان لعینک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا یا درکھو تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔

غور فرمایئے کہ اعتدال اور میانہ روی کی کیسی تعلیم اور کس قدر تاکید کے ساتھ فرمائی ہے نماز اور روزہ کے متعلق بھی اعتدال ہی سے کام لینا چاہیئے اور جب امور دینیہ میں یہ تاکید اعتدال ہے تو دوسرے امور کے متعلق کس قدر اعتدال سے کام لینے کی ضرورت ہوگی سچ یہ ہے کہ اعتدال بہت بڑی چیز ہے اور اگر ہم اپنے اوپر فلاح دارین کے دروازے مفتوح کرنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین و دنیا کی سرفرازیاں ہمارا ساتھ دیں تو اپنے ہر ایک کام میں ہم کو راہ اعتدال و طریق میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔

پسندیدہ تر عمل

خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا جوئی کے لئے بہت سے اعمال ہم کرتے ہیں اور ہر ایک عمل کا اجر مقرر ہے کوئی عمل بھی بغیر اجر کے نہیں اور نہ ہو سکتا ہے فرائض کو چھوڑ کر جن کا چوں و چرا ادا کرنا بہر حال فرض ہے دیگر اعمال و عبادات میں کونسا عمل خدا کو زیادہ پسندیدہ ہے اس کے متعلق حضور سے لوگوں نے دریافت کیا سرور عالم نے صرف چند لفظ ارشاد فرمائے مگر کس قدر جامع اور کس قدر حاوی ہیں فرمایا

ادومہ وان اقل جو عمل ہمیشہ کیا جائے اگرچہ مقدار میں قلیل ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ فی الواقع وہی عمل خدا کے نزدیک پسندیدہ تر ہو سکتا ہے جس میں مداومت ہو۔ مداومت اس امر کی دلیل ہے کہ دل پروردگار عالم کے ساتھ یکساں متعلق ہے اور ہمیشہ اس کی یاد میں رہتا اس سے ڈرتا اور اس کے حضور میں سر نیاز خم کئے رہنا پسند کرتا ہے اس کی کیفیت عبدیت و عبودیت میں کوئی فرق اور کمی بیشی کسی وقت نہیں ہوتی یکساں طور پر اس کی افتادگی اور عجز اور ذوق بندگی و نیاز مستقلا قائم و برقرار رہتا ہے اور اس بنا پر استقلال و مداومت کے ساتھ جو عمل بھی اختیار کیا ہے خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہو اس پر ہمیشگی کے ساتھ قائم ہے اور اس میں کبھی کوئی فرق نہیں آنے پاتا الغرض اگر ہم پسندیدہ تر عمل کے خواہاں ہیں تو وہ وہی ہے کہ ہمیشہ کسی ایک عمل کے پابند ہو جائیں خواہ وہ کسی قدر قلیل کیوں نہو۔

مسلمان کون ہے

حضور کا ارشاد مبارک ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان دونوں سے مسلمان محفوظ رہیں ان مختصر مگر جامع تر الفاظ میں حضور نے بتلا دیا ہے کہ ایک مسلمان کا سلوک دوسرے مسلمان کے ساتھ کیسا ہونا چاہیئے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان یعنی ہر ایک مسلمان محفوظ رہے محفوظ رہنے سے یہ مقصود ہے کہ اس کی جان اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو سب محفوظ رہے۔

غور کیجئے کہ تہمید اسلام کیسی ہے اور اگر اس پر ہم عمل کریں تو کس قدر دنیا اور دین کی برکات سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں لیکن اسی کے ساتھ ہمیں اپنی موجودہ زندگی کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ آیا اس شرط پر ہمارا اسلام پورا اترتا ہے یا نہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خواہ اور کچھ صفت ہو یا نہ ہو مگر یہ شرط تو بالکل مفقود ہے آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے ہاتھوں اور زبانوں سے ایک دوسرے کی نہ عزت محفوظ ہے اور جان اور نہ مال محفوظ ہے رات دن کتوں کی طرح باہم لڑتے رہتے ہیں کبھی مال و دولت کا نقصان ہوتا ہے اور کبھی کچھ کبھی کچھ اور ان سوالوں پر ایک دوسرے کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت اتارتے رہتے ہیں اور اس طرح لڑتے رہتے ہیں گویا ہمارے آقا نے ہم کو کوئی اس بارہ میں حکم ہی نہیں دیا حالانکہ اگر سب سے زیادہ تاکید اور سب سے زیادہ ترغیب کسی امر کی حضور نے دی ہے تو اتحاد بین المسلمین ہی کی ہے یا ان امور کی ہے جن سے مسلمان باہم شیر و شکر ہو کر زندگی بسر کر سکتے ہیں مثلاً فرمایا:۔

کمال ایمان

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ترجمہ تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث قدسی اور اس ارشاد مبارک میں صاف طور پر حکم دیا گیا ہے کہ بالکل اپنی ذات اور اپنے نفس کے برابر ہر ایک مسلمان کو سمجھو جس چیز کو اپنے لئے پسند کرو وہی ہر ایک مسلمان کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے پسند نہ کرو وہ کسی دوسرے مسلمان کے لئے بھی پسند نہ کرو اور اس کو بھی دوسری حدیث کی طرح ایمان کی شرط ٹھیرا دی یعنی اگر ایسا نہ کرے گا تو ایمان کامل کی دولت سے بہرہ ور نہ ہوگا اور اگر اس کے مطابق عمل کریگا تو ایمان کے کمال کی لذت حاصل ہوگی اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے ایمان کی لذت سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے اس کا ایمان کس قدر بے کیف ہوگا۔

ذرا اپنے دلوں پر ہاتھ رکھکر سوچئے کہ کیا ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں جس کا اس ارشاد نبوی میں ہمیں حکم دیا گیا ہے افسوس ہے کہ حقیقت اس کے خلاف ہے اور ہماری موجودہ حالت کو اس حدیث کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق اور ذرا بھی مناسبت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ حلاوت اور کیف ایمان سے ہم بے نصیب اور ذوق یقین سے محروم ہیں اور دین کے ساتھ ہماری دنیا بھی خراب ہے اور خراب کیوں نہ ہو دنیا کی سر بلندی و سرفرازی کا راز تو اس حقیقت کے اندر مضمر ہے کہ ملت کے افراد ایک دوسرے کو اپنا ہی سمجھیں اور اپنا ہی جیسا ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کریں تاکہ ان کے اندر محبت و یگانگت کے جذبات پیدا ہوں اور اتحاد و اتفاق بڑھے جو تمام قوتوں اور طاقتوں کا مخزن ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ:۔

المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک اصابعہ۔

"یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایسا ہے جیسے بنیاد کی اینٹیں ایک سے دوسرے کو قوت ملتی ہے پھر حضور نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا یعنی مومن اس طرح آپس میں ملے جلے اور متحد رہتے ہیں۔

دیکھو حضور نے مومنوں کی کیسی صفت بیان کی ہے یعنی ان کو کس طرح آپس میں رہنا چاہیئے اور کیسی زندگی بسر کرنی چاہیئے کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر اس طرح کی زندگی ہم بسر کرنے لگیں تو پھر دنیا اور دنیا کی طاقتیں ہماری غلام نہ ہوں گی۔

افسوس ہے کہ یہی چیز ہم میں سے جاتی رہی ہے اور اسی صفت کا فقدان ہے جس نے ہر قسم کی ذلتوں اور نامرادیوں میں ہم کو پھنسا دیا ہے اور یہی صفات ہیں جو رسول اللہ نے مسلمانوں کے اندر پیدا کر دی تھیں جن سے وہ روح پیدا ہو گئی تھی جس نے مسلمانوں کے آگے قیصر اور کسریٰ کے سروں کو جھکا دیا تھا وہ ایک دوسرے کے لئے بنیاد کی اینٹوں کی طرح سہارا تھے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایسی سخت و سنگین دیوار بن گئے تھے کہ اس سے ٹکرانے کے بعد بڑی سے بڑی طاقتیں بھی پاش پاش ہو جایا کرتی تھیں۔

اور اب ہماری حالت اس کے برعکس ہے نہ صرف یہ کہ ہم ایک دوسرے کے مددو معاون نہیں رہے ہیں بلکہ ایک دوسرے کی تخریب کے درپے رہتے ہیں اور اپنی طاقت کو خود ہی برباد کرتے رہتے ہیں جس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ امت محمدیہ جس کی چار دانگ عالم میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی آج ہر طرف ذلیل و خوار ہو رہی ہے دین پہلے ہی کھو بیٹھے ہیں اب دنیا نے بھی ہم سے منہ موڑ لیا ہے اگر اب بھی ہم سنبھل جائیں اور حضور کے ارشاد کے مطابق عمل کرنے لگیں تو سب کچھ بن سکتے ہیں۔

مساوات عامہ

اسلام نے مساوات عامہ کا سبق جس بلند آہنگی کے ساتھ مسلمانوں کو پڑھایا تھا اور حضور نے جس طرح اس مشکل مسئلہ کو حل کر کے عملاً مساوات عامہ کا دنیا کے سامنے مظاہرہ کیا تھا اس کی کوئی مثال اس سے قبل دنیا میں موجود نہ تھی اور آج بھی ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔

دنیا میں یہ سب سے بڑی لعنت تھی کہ انسان جو ایک ہی خدا کے بندے ہیں وہ مختلف ظاہری اسباب کی بنا پر ایک دوسرے کو ذلیل و خوار سمجھنے لگے تھے اور بڑائی کے امتیازات اپنے اپنے لئے قائم کر لئے تھے کہیں نسل و نسب کا غرور کہیں ملک کی تفریق کہیں ذات و قبیلہ کا گھمنڈ کہیں کالے اور گورے کا کبر و نخوت غرض خدا نے تو ایک ہی طریقہ پر لوگوں کو پیدا کیا تھا مگر شیطانی تفریق و تقسیم کے ذریعہ ہم نے انسانوں کے درمیان فرق و امتیاز کی حدیں قائم کر دی تھیں۔

لیکن دنیا کے محسن اعظم و مصلح اکبر نے اس لعنت کے خلاف پرزور صدا بلند کی اور اس زور سے اس لعنت کے خلاف جہاد کیا کہ بالآخر بڑی حد تک دنیا کو اس سے نجات مل گئی۔

سب سے پہلے قرآن حکیم نے منادی کی کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم تم میں اللہ کے نزدیک معزز اور محترم وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ:۔

لا فضل لعربی علی العجمی و لا لعجمی علی عربی و لا ابیض علی الاسود و لا اسود علی ابیض عرب کے کسی باشندہ کو عجم کے کسی باشندے اور عجم کے کسی باشندہ کو عرب کے کسی باشندے پر اور گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی کسی قسم کی فضیلت نہیں ہے اور فرمایا

الا بالتقوی

سوا تقوی کے یعنی فضیلت و برتری کا ذریعہ صرف تقوی اور پرہیزگاری ہے محض اس بنا پر کوئی معزز اور محترم نہیں ہو سکتا کہ وہ عربی ہے یا ایرانی و ترکی وغیرہ نہ گورے ہونے سے کوئی امتیاز و اعزاز مل سکتا ہے اور نہ کالے ہونے سے کوئی ذلیل و خوار ہو سکتا ہے خواہ کالا ہو یا گورا عربی ہو یا عجمی سب خدا کے بندے ہیں سب انسانیت و آدمیت میں برابر اور ایک دوسرے کے مساوی ہیں ہاں ایک اور صرف ایک چیز ہے جو اعزاز و امتیاز بخشتی ہے اور وہ تقوی ہے تقوی کی کمی اور بیشی عزت و احترام اور امتیاز و اعزاز میں کمی زیادتی کر سکتی ہے۔

یہ ہے مساوات کا سبق جو آقائے مدینہ و سرکار دو عالم نے ہم کو پڑھایا تھا الحمد للہ کہ اس سبق کو ہم نے بالکل تو فراموش نہیں کیا مگر افسوس کے ساتھ کہنا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں میں غیر مسلم اقوام کی دیکھا دیکھی کسی قدر اس لعنت کے جراثیم پیدا ہو گئے ہیں اور وہ خالص اسلامی مساوات نہیں رہی جس کا سبق اللہ اور اس کے رسول نے مسلمانوں کو پڑھایا تھا اور جس کے ذریعہ کالے گورے کی تمیز اور عربی و عجمی کے امتیاز کو مٹایا تھا۔

پھر کیا ہم اسلامی مساوات کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

غیر مسلم اہل قلم کا شکریہ

مولوی کے رسول نمبر کی ہمیشہ سے یہ خصوصیت رہی ہے کہ اس میں ممتاز برادران ہنود کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں جو خاص طور سے مولوی کے رسول نمبر ہی کے لئے لکھے گئے ہیں ان حضرات میں ممتاز اخبارات کے ایڈیٹر اور مشہور و ممتاز پبلک لیڈر اور رہنما شامل ہیں۔

اس مرتبہ بھی متعدد ممتاز شخصیتوں کے مضامین کے حاصل کرنے میں مولوی کو کامیابی ہوئی ہے اور یہ ایسی حالت میں مضامین لکھے گئے ہیں کہ ان حضرات میں سے اکثر کا ایک پاؤں باہر اور ایک جیل کے اندر تھا اور اس وقت ان میں سے اکثر زندان فرنگ میں محبوس و مقید ہیں۔

میں نہایت خلوص اور نیاز آگینی کے ساتھ ان بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ باوجود سخت مصروفیت و مشغولیت کے ان حضرات نے مولوی کے رسول نمبر کے اس امتیازی پہلو کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے اپنا بیش قیمت وقت صرف کیا اور باوجود اس قدر عدیم الفرصت ہونے کے میری درخواست منظور فرمائی اور مجھکو ادائے شکر و سپاس کا موقع بہم پہنچایا۔

———(٥)———

خطبہ

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا کما امر واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ارغاما لمن جحد بہ وکفر قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن المبارک ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقال اللہ تعالیٰ ما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین۔ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

حمد وثنا بیان کرو اس خداوند حی وقیوم اور اس قادر مطلق کی جس نے جملہ کائنات عالم کو کلمۂ کن کے ذریعہ کتم عدم سے جلوۂ ظہور بخشا اور انسان ضعیف البنیان کو تمام مخلوقات عالم پر شرف افضلیت عطا فرمایا اور اس کو باوجود ظلوم وجہول ہونے کے اپنا امانتدار بنایا اور چونکہ صفت ظلوم جہول سے متصف تھا اس لئے اس کی ہدایت کے واسطے انبیاء کرام کو مبعوث فرما کر سلسلہ رشد وہدایت جاری فرمایا تاکہ انسان اپنی سعادت کے منتہیٰ کو پہنچے اور ضلالت وگمراہی کے غار ہلاکت میں گرنے سے محفوظ رہے۔

اور اس خدائے بزرگ وبرتر کی ستائش کرو جس نے سلسلۂ نبوت وارشاد کو ذات محمدیؐ پر ختم فرما کر اس کو مکمل فرما دیا اور انسانی ہدایت وسعادت کا ایک مکمل قانون نازل فرما دیا۔ اما بعد

برادران اسلام۔ یہ ماہ ربیع الاول ہے اور یہ وہ ماہ مبارک ہے جس میں رشد وہدایت کا کبھی نہ غروب ہونے والا آفتاب طلوع ہوا تھا اور جس آفتاب سعادت نے طلوع ہو کر دنیائے انسانیت کو اپنے نور ہدایت سے جگمگا دیا اور حق کی روشنی تاریک ترین گوشوں میں بھی پہنچا دی۔

عالم انسانیت کی سب سے بڑی خوشی اور خوش نصیبی یہی ہو سکتی ہے کہ وہ اس کے لئے ایسا سامان ہدایت فراہم اور مہیا کر دیا جائے کہ وہ کبھی صراط مستقیم سے منحرف نہ ہو اور ضلالت وگمراہی کے گڑھے میں اگر بھٹک پڑے بھی جائے تو ہدایت کی ایسی صاف وشفاف روشنی سامنے موجود ہو کہ ہدایت وضلالت کی دونوں راہیں صاف نظر آ جائیں اور انسان ضلالت وگمراہی کے غار ہلاکت میں گرنے سے بچ سکے۔ یہ سامان دنیائے انسانیت کو مکمل اور اختتامی طور آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل خدا نے عطا فرمایا اور عالم انسانیت کے لئے یہ فضل وموہبت اسی ماہ مقدس ومبارک ربیع الاول میں عطا کی گئی تھی دنیا اور دنیا والوں کو یہ موہبت عظمیٰ محمد رسول اللہؐ کی شکل میں دی گئی تھی پس جس قدر بھی اہل دنیا اس ماہ مبارک کے آنے پر مسرت وخوشی کا اظہار کریں وہ کم ہے کیونکہ حقیقی مسرت ہی یہ ہے کہ دنیا کو اپنی سعادت کا حقیقی راستہ معلوم ہو جائے اور اس کو وہ روشنی مل جائے جو بھٹکنے اور بھٹکنے والے کو بھٹکنے اور ٹھوکر کھانے سے بچائے۔

برادران اسلام! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول ہم مسلمانوں کے لئے کس قدر مسرت وخوشی کا مہینہ ہے اور ہمیں اس ماہ کی آمد پر کس درجہ مسرور ہونا اور ہماری روحوں کو کس قدر انبساط ونشاط سے معمور ہونا چاہئے یہ ماہ مبارک ہر سال آتا ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ کتنے قلوب اور کتنی روحیں اس مسرت سے مسرور اور اس بادۂ روحانی سے مخمور ہوتی ہیں اور کتنے ہیں جو اس میخانہ ہدایت کے فیض سے دانستہ یا نادانستہ محروم رہتے ہیں۔

برادران اسلام! جب ہم کہ میخانہ محمدیؐ کے بادہ خوار کہلاتے ہیں اپنی کی یہ حالت ہے کہ ربیع الاول کے فیض سے محروم رہتے ہیں تو دوسروں کا کیا ذکر ہے ہماری محرومی کا یہ عالم ہے کہ جس شان وشوکت اور جس اہتمام وانتظام کے ساتھ اس ماہ مبارک کا ہمیں استقبال اور خیر مقدم کرنا چاہئے ویسا نہیں کرتے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بدبختی یہ ہے کہ آپس میں لڑنے لگتے ہیں اور جواز وعدم جواز اور بدعت وتوہب کے قضیہ میں باہم دست وگریبان ہو جاتے ہیں حالانکہ ہم سب کا فرض تو یہ تھا کہ ہم سب مل کر کم از کم سال میں ایک دفعہ تو دنیا کے سامنے خدا کے اس عظیم رحمت وفضل کا نظارہ کر دیا کرتے جس سے اس نے ہمارے دامنوں کو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل مالا مال کر دیا تھا اور دنیا کو بتلاتے کہ آؤ اور دیکھو کہ وہ موہبت عظمیٰ جو ساڑھے تیرہ سو قبل دنیا کو عطا کی گئی تھی اس کا فیضان اور بخشش آج بھی جاری ہے اور سعادت ابدی کی جس کسی کو بھی پیاس ہو وہ اس چشمۂ بقا سے اپنی پیاس بجھا سکتا ہے اگر ہم سال میں ایک دفعہ بھی اس قسم کا مظاہرہ کر سکیں اور دنیا کو بتلا سکیں کہ سعادت ابدی کا مخزن کون ہے اور وہ ذات گرامی کون تھی کیسی تھی اور اس نے دنیا کی بھلائی اور سعادت کے لئے کیا کیا تو ہم شاید اس قابل ہو سکیں کہ اپنے آپ کو وابستۂ دامن محمدیؐ کہنے پر فخر کر سکیں۔

مگر برادران اسلام! ہم اپنی بدبختی پر کس طرح ماتم کریں کہ ہر سال ماہ ربیع الاول آتا ہے اور ہم میں سے اکثر اس کی اہمیت اور اس کی برکتوں سے واقف ہی نہیں ہوتے اور جو چند اس طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں تو اس طرح کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے ہماری سب سے بڑی توجہ یہ ہوتی ہے کہ چند میلاد کی محفلیں منعقد کر لیتے ہیں اور ایک رسم کے طور پر ایک چیز کو پورا کر کے ختم کر دیتے ہیں اور اس چیز کو بھی بلا اختلاف نہیں ہونے دیتے بلکہ جائز وناجائز اور حرام وبدعت کا ایک ہنگامہ برپا رہتا ہے رسالہ بازیاں ہوتی ہیں تکفیر وتفسیق کے فتوے نکلتے ہیں اور بعض جگہ تو دست وگریبان تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ سب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ہم اس حقیقت کی اہمیت سے ناواقف ہیں کہ محمد رسول اللہؐ کی ولادت عالم انسانیت کے لئے عموماً اور جو وابستگان دامن محمدؐ ہونے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں ان کے لئے خصوصیت کے ساتھ کس قدر سعادت عظمیٰ ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا کی سعادتوں اور برکتوں سے اپنے دامن کو مالا مال کریں اور اگر آپ کی خواہش ہے کہ گم کردہ راہ دنیا اس سعادت سے آشنا ہو جائے جو اس کے لئے ازل میں مقدر ہو چکی تھی مگر اپنی بدبختی سے اس سے منحرف اور سرگرداں ہو گیا ہے تو ہمارا اور آپ کا یہ فرض ہے

کہ ربیع الاول یعنی ولادت باسعادت محمد رسول اللہ کی تقریب کے موقع سعید کو ضائع اور رائیگاں نہ جانے دینا چاہیے اور اس موقع سے ایک طرف اپنی روحوں اور دلوں کو انوار و برکات الٰہیہ سے مستفید کرنا چاہیے اور دوسری طرف ان گم کردہ راہ دنیا والوں کو بھی اس موہبت عظمیٰ الٰہیہ سے مستفید و آشنا کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان ہی لوگوں کا فرض ہے کہ جو ایک نعمت سے آگاہ ہوں کہ اس سے دوسرے محروموں کو آگاہ کریں یہ موہبت صرف کسی ایک گروہ ایک جماعت اور ایک مطلب کے لئے مخصوص نہیں کی گئی بلکہ کافۂ انام اور تمام عالم انسانیت پر از راہ غایت شفقت و لطف و اکرام کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کی تکمیل انسانیت و ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لئے محمد رسول اللہ کو مبعوث فرمایا اور سعادت اخروی کے ساتھ فلاح دنیوی پر مشتمل ایک کتاب آئین اپنے پیغمبر آخر و نبی خاتم پر نازل فرمائی۔

پھر کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اس مقصد عظیم و جلیل کو پیش نظر رکھکر اس مبارک ماہ ربیع الاول کا اس طرح خیر مقدم کریں کہ وہ مقصد عظیم و جلیل ہمارے سامنے آجائے اور بھولا ہوا سبق پھر سے ہمیں یاد آجائے

برادران اسلام! اس ماہ مبارک ربیع الاول کے سلسلہ میں سب سے مقدم امر تو یہ ہے کہ ہمارے دل اور ہماری روحیں بادۂ حب رسول سے اس قدر سرشار رہیں جائیں کہ جس کسی کی بھی نگاہ پڑ جائے وہ دیکھتے ہی کہہ اٹھے

بادۂ حب نبی میں ہیں یہ سرشار ضرور

حب رسول کا کیا معیار ہے یہ ایک سوال ہے جس کا جواب بھی اچھی طرح مل سکتا ہے اگر ہم قرآن حکیم نے نہایت فصاحت کے ساتھ فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اگر تم کو اللہ سے عشق و محبت ہے تو اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ اے لوگو میرا اتباع کرو میرے نقش قدم پر چلو اور میری پیروی کرو اگر ایسا کروگے تو خدا بھی تم سے محبت کرنے لگیگا۔"

پس معلوم ہوا کہ اصل محبت رسول اتباع رسول کے سوا اور کچھ نہیں اور صرف یہی ایک ذریعہ ہے جسکے ذریعہ ہم حب رسول کا ایسا مظاہرہ کرسکتے ہیں جو ہمارے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی مفید و بابرکت ثابت ہوسکتا ہے اور سعادت و فلاح دارین کے دروازے ہم پر کھل سکتے ہیں اور ہمیں دیکھکر دوسرے بھی اپنے اوپر ان دروازوں کو کھول سکتے ہیں۔

برادران اسلام! ماہ ربیع الاول ہر سال آتا ہے اور گذر جاتا ہے مگر اس سے ہم جس قدر برکات اور جس قدر سعادتیں حاصل کرسکتے ہیں اپنی محرومی قسمت کی وجہ سے وہ حاصل نہیں کرسکتے

یا غفلت پرستی سے حاصل نہیں کرتے اور اصل سرچشمۂ سعادت سے غافل ہوکر اس مبارک مہینہ اور اس مہینہ کی سعادت پرور دنوں کو یونہی گذار دیتے ہیں حالانکہ محبت رسول کے کیف سے اپنی روحوں کو سیراب کرنے اور صہبائے حب نبی سے اپنے قلوب کو سرشار کرنے کے لئے ان دنوں سے بہتر شکل سے دوسرے دن ہم کو میسر آسکتے ہیں۔

برادران اسلام! جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اصل اصول حب رسول کا اتباع رسول ہی ہے اور یہی چیز قرآن حکیم نے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۂ حسنۃ کے جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ اسوہ کے معنے نہایت وسیع ہیں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ طریق زندگی اس میں فعل کے ساتھ قول بھی شامل ہوجائیگا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کا دعویٰ اس وقت تک کسی کو زیب نہیں دیتا جب تک کہ آنحضرت کی حیات طیبہ کی پوری پیروی نہ کی جائے۔ برادران یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کبھی کسی سر میں عشق و محبت کا سودا سماتا ہے تو اس کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ محبوب کی ہر بات اس کی چال ڈھال بول چال رہنا سہنا نشست و برخاست غرضکہ ہر ایک بات میں ایک دلکشی اور دل آویزی نظر آنے لگتی ہے اور عاشق کے دل میں ان سب کے لئے سب سے اونچی جگہ ہوتی ہے اور وہ معشوق کی ہر حرکت اور ہر ایک قول و فعل کی پیروی میں لذت و مسرت محسوس کرتا ہے۔

یہ حالت تو اس عشق کی ہے جو فساد گندم سے ہوتا ہے اس کے مقابلہ پر اس عشق و محبت کا قیاس کیجئے جو آلودگی نفس و لوث ہوس سے پاک ہوتا ہے اس میں تو منتہائے مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ رضائے یار کو مقصد حیات ٹھیرا لیا جاتا ہے اور ہر ایک طریقہ پر اس کی سعی و کوشش ہوتی ہے کہ محبوب کی ہر ادا پر جان نثار کی جائے۔

اب سوچئے کہ اگر ہم محمد رسول اللہ کی محبت اور آپ کے عشق کا دعویٰ کریں اور ہماری حالت یہ ہو کہ اسوۂ رسول کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوں اور حضور کے نقش قدم کی پیروی کو ضروری نہ سمجھتے ہوں تو ہمارا یہ دعویٰ کہاں تک معقول اور مدلل سمجھا جاسکتا ہے۔

محبت رسول کیسی ہونی چاہیے اس کے متعلق خود ایک حدیث قدسی میں بیان فرمادیا گیا ہے کہ ماں باپ بھائی بہن بال بچے اور مال و دولت اور عزت ان سب چیزوں سے زیادہ محمد رسول اللہ کی محبت جب تک دل میں جاگزیں نہ ہوگی اس وقت تک کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا یعنی کمال ایمان کے لئے ضروری ہے کہ دنیا اور دنیا کی ہر ایک چیز اور ہر ایک تعلق سے زیادہ حب رسول ہو۔

اب ہم سب کو اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیے کہ حب رسول کی جو تعریف بیان کی گئی ہے ہم اس معیار پر ٹھیک اترتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں تو کیوں اور کیا ہم کو اپنے ایمانوں کو کامل نہ کرنا چاہیے اور ناقص ہی ایمان لیکر خدا کے سامنے جانا چاہیے۔

یوں تو زندگی کا ہر ایک لمحہ قیمتی ہے اور اس کو انمول سمجھکر گذارنا چاہیے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اس لئے جو وقت بھی میسر ہو اس میں دل و دماغ اور روحوں کا جائزہ لیکر ان کی اصلاح کی سعی کرنی چاہیے مگر ماہ ربیع الاول کے دامن فیض میں اس قدر برکات اور حصول برکات کی ترغیبیں پوشیدہ ہیں کہ ہم اچھی طرح اپنے نقائص ایمان کی اصلاح اور تکمیل ایمان کی سعی کرسکتے ہیں اور حب رسول سے اپنے سینوں کو معمور کرسکتے ہیں۔

برادران اسلام! ایک طرف تو قرآن حکیم و حدیث رسول نے ہم کو تبلادیا ہے کہ حب رسول کسے کہتے ہیں اور اس کے کیا معنے ہیں اور کیا علامتیں ہیں دوسری طرف ہمارے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا نمونہ ہے کہ وہ کس طرح حب رسول کی آگ اپنے سینوں میں رکھتے تھے جس کے شعلے ہر وقت بھڑکتے رہتے تھے اور دوسروں کے سینوں میں بھی یہی آگ مشتعل کردیتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حب رسول مشہور ہی ہے کہ مہینہ کفا

کے مظالم ہیں حضور کے سینہ سپر رہے اور ہر وقت حضور کا منہ ہی تکتے رہتے تھے کہ زبان اقدس سے کچھ نکلے اور اس کی تعمیل کی جائے گویا کہ شمع نبوت کے پروانے تھے کہ دن اور رات جان و مال نثار کرنے کے لئے تیار رہتے تھے یہ حب رسول ہی تھا جس نے دربار نبوت سے حضرت ابو بکر کو صدیق اکبر کا معزز خطاب دلوایا تھا اور یہ حب رسول ہی تھا جس نے ایسا کامل ایمان حضرت صدیق اکبر کو عطا کیا تھا کہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کلام نبوی اور دعاوی رسالت میں شک و شبہ نے ایک طرفۃ العین کے لئے بھی جگہ نہیں پائی چنانچہ معراج کی صبح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کل خدا نے مجھکو معراج کرائی اور مکہ سے مسجد اقصیٰ لے گیا اور راستہ کے تمام عجائبات کا ذکر کیا تو اس واقعہ کو کفار نے کہا کہ اب تو ابوبکر بھی آپ کے منکر ہو جائینگے چنانچہ انھوں نے اسی انداز میں حضرت ابو بکر سے ذکر کیا کہ اور تو اور اب تو محمد نے معراج کا دعویٰ کیا ہے کیا اس کے بعد بھی تم محمد کی تصدیق کروگے حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا بیشک چنانچہ حضرت ابو بکر نے سب سے پہلے معراج کے واقعہ کو سنتے ہی اس کی تصدیق کی اور دربار رسالت سے آپ کو صدیق اکبر کا خطاب عطا ہوا۔

جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ غار ثور میں بوقت ہجرت رسول اللہ کے قبل آپ ہی اندر گھسے تھے اور اس کو صاف کیا تھا اور ایک سوراخ کو بند کرنے کے لئے جب کپڑا نہ رہا تو آپ نے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کو بند کر لیا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ سانپ یا کسی دوسرے کیڑے نے انگوٹھے کو ڈس لیا لیکن باوجود شدت کرب کے آپ نے پاؤں نہیں ہٹایا کیونکہ آپ کی ران پر آنحضرت اپنا سر مبارک رکھے ہوئے سو رہے تھے حضرت ابوبکر کو خیال ہوا کہ اگر میں نے پاؤں ہٹایا تو حضور کی آنکھ کھل جائیگی اور استراحت میں فرق پڑے گا مگر شدت درد سے آنکھ سے آنسو بہ کر رخسار مبارک پر ٹپک پڑا جس سے حضور کی آنکھ کھل گئی آنحضرت نے واقعہ دریافت فرما کر انگوٹھے پر لعاب دہن لگایا جس سے درد و کرب دفع ہو گیا

اسی طرح ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک غزوہ کی تیاری کے لئے حضور نے اپیل کی جس سے جو کچھ ہو سکے وہ اللہ کے راستہ میں صرف کرے اور ایثار و انفاق کے فضائل بیان فرمائے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے گھر کا نصف اثاثہ لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنے دل میں سمجھنے لگے کہ میں آج ضرور ابوبکر صدیقؓ سے بڑھ جاؤں گا مگر جب حضرت ابوبکر سامان حضور نبوی میں لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت عمر سے دریافت فرمایا کہ تم کیا لائے اور کیا گھر چھوڑ آئے تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ ٹھیک دو حصہ کر کے تمام سامان اور نقد کا نصف حصہ یہاں لایا ہوں اور دوسرا نصف گھر پر چھوڑ آیا ہوں اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے حضور نے دریافت کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ گھر پر اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں اور سب کچھ خدمت اقدس میں لا کر حاضر کر دیا ہے یہاں تک کہ جسم پر صرف ایک ہی کمبل تھا جو سر سے پاؤں تک اوڑھے ہوئے تھے اور کانٹوں سے اس کو سجا رکھا تھا

برادران اسلام! یہ تو صرف ایک صحابی کے واقعات ہیں اس قسم کی جانبازی و جاں سپاری اور ایثار و انفاق کی مثالیں ہر ایک صحابہ کے یہاں بکثرت مل سکتی ہیں اور یہ سب ایمان کامل کا نتیجہ تھا اور ایمان کامل حاصل ہوتا ہے حب رسول سے اور حب رسول کی اصل ہے اتباع اسوۂ حسنہ۔

حضرات ایسے تو بہت کم لوگ ہوں گے جو اس امر کے خواہشمند نہ ہوں کہ ان کا ایمان کامل ہو اور اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ہماری خواہش یہ نہو کہ ہم حب رسول کی شراب سے مست ہوں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے باوجود آخر وہ کون سے موانع ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہو جاتے ہیں اور ہم باوجود خواہش کے اس راستہ پر نہیں چل سکتے جو صراط مستقیم ہے اور فلاح دارین کا ضامن و کفیل۔

برادران اسلام! اگر ہم غور سے دیکھیں تو پتہ چلیگا کہ اول تو صحیح اور سچی خواہش کی ہمیں اس راستہ پر چلنے سے باز رکھتی ہے اور دوسری چیز فقدان ارادہ ہے اگر سچی خواہش دل میں پیدا ہو جائے تو لازمی طور پر اس سے دوسری چیز جو پیدا ہوگی وہ مضبوط ارادہ اور عزم راسخ ہے ناممکن ہے کہ سچی خواہش ہو اور اس کے ساتھ مضبوط ارادہ پیدا نہ ہو اگر مضبوط ارادہ پیدا ہو جائے تو ناممکن ہے کہ راستہ کے موانع و مشکلات پر عبور حاصل نہ کیا جا سکے۔

پس اے حضرات پہلے تو اپنے قلوب میں اتباع رسول و تبعیت اسوۂ حسنہ کی سچی خواہش پیدا کیجئے اس کے بعد خود بخود مضبوط ارادہ پیدا ہوگا اور وہ ہمیں اس راستہ پر ڈال دے گا بلکہ زبردستی اس راہ پر لیجائے گا جو پیروی اسوۂ حسنہ کی راہ ہے یہی وہ راہ ہے جو نجات کے دروازہ پر لیجائے گا جو پیروی اسوۂ حسنہ کی راہ ہے یہی وہ راہ ہے جو نجات کے دروازہ تک ہم کو پہنچاتی اور فلاح و سعادت اخروی کا باب ہم پر کھولیگی اور آسمان کی برکتیں ہم پر بارش بنکر برسیں گی اور یہی وہ راہ ہے جو عرفان و معرفت کی راہ کہلاتی ہے اور فیضان غیب کے اسرار و رموز کا انکشاف کرتی ہے پھر کیا ہم اس قدر خواب غفلت میں جاتے ہیں کہ آنکھیں بند ہی رکھیں گے اور آفتاب کی روشنی سے اپنی آنکھوں کو محروم ہی رکھیں گے۔

برادران اسلام! اس دفعہ ماہ ربیع الاول میں اپنے دل میں ٹھان لو کہ خواہ کچھ ہو جائے مگر اب سے اس ہادی برحق اور اس حق و عرفان کے راہبر و پیغامبر کے نقش قدم کی خاک اقدس کو چشم دل اور دیدہ روح کا سرمہ بنائیں گے اور قلب و روح کو عشق رسول اور حب نبی کی روشنی سے منور رکھیں گے یاد رکھو ماہ ربیع الاول تخم عشق کی کاشت کے لئے بہترین موسم ہے اگر تم چاہتے ہو کہ دل کی بستی جو اجڑی پڑی ہوئی ہے وہ آباد ہو اور روح کی ویرانگی دور ہو کر معمورہ بنے تو اس ماہ مقدس کی برکتوں سے اپنا رشتہ استوار کرو پھر دیکھنا کہ کس طرح تمہارے قلب و روح کا ویرانہ معمور و آباد ہوتا ہے۔

بارك الله لنا ولكم في القرآن العظيم انه تعالى جواد كريم ملك بر رؤف رحيم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله وصلى الله تعالى على خير خلقه

محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم اما بعد

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اس سرکار مدینہ اور آقائے دو جہان پر جس نے دنیا کو ہمیشہ کے لئے ضلالت گمراہی کے خطرات سے نجات دی اور ہدایت وسعادت کا ایک ایسا روشن مینار قائم کردیا کہ ہر ایک گمراہ اور دنیا کا بھٹکا ہوا مسافر اس بلند اور قائم و استوار روشنی سے راہ حق و صراط مستقیم معلوم کرسکتا ہے اور اس منزل میں پہنچ سکتا ہے جو راہ حق کی آخری منزل ... ... ہے یعنی کم از کم منزل نجات اور زیادہ کی انتہا نہیں کیونکہ بس و منت حق و عرفان الٰہی کی منازل کی کوئی انتہا نہیں

اے برادر بے نہایت درگہی ست
ہر چہ بروے می رسی بروے مایست

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب اور تمام آل و ازواج مطہرات پر جو عشق رسول و حب نبی کی شراب طہور سے مخمور و سرشار تھے اور جن کے دل میں ماں باپ بھائی بہن بیٹا بیٹی مال و دولت اور عزت سب سے زیادہ حضور کی محبت تھی اور جو ذرہ برابر حضور کے اسوۂ حسنہ کے خلاف قدم باہر نہیں رکھتے تھے اور بالکل قدم بقدم آنحضرت کے چلتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کے قلوب بادۂ عرفان الٰہی سے سرشار اور ان کی روحیں ایمان کامل کی لذتوں سے کامیاب و بہرہ مند تھیں حضرت خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر صدیق جن کو دریائے نبوت سے حب رسول و عشق نبی کی وجہ سے صدیق اکبر کا خطاب ملا۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جن کے قلوب ایمان کامل کی روشنی سے آفتاب عالمتاب سے زیادہ روشن اور منور تھے اور جن کو یہ عرفان الٰہی کی روشنی حب رسول اور پیروی اسوۂ حسنہ سے حاصل ہوئی تھی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن حضرت امام حسین اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضوان اللہ علیہم پر جو کہ سب سنت رسولؐ کے متبع اور حب نبی میں مست تھے اور اتباع اسوۂ حسنہ میں فرد تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو ہماری واجب الاحترام مائیں تھیں اور آنحضرت کے عشق و محبت میں متوالی تھیں اور حضور کے اسوۂ حسنہ کی مقلد تھیں اور ان کے سینے ایمان کامل کی دولت سے مالا مال تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح پر جو سابقین اولین میں سے تھے اور حب نبی اور عشق رسول اور پیروی سنت ہی کے صدقہ میں جنت عرفان کی بشارت سے سرفراز ہوئے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت پر جو کہ سب دریائے معرفت کے گوہر شاہوار تھے جن کے قلوب عشق رسول کی آگ سے گرم اور جن کی روحیں حب نبی کی خوشبو سے معطر تھیں اور جنہوں نے کبھی کوئی قدم رسول خدا کے نقش قدم سے باہر نہیں اٹھایا۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر علمائے صالحین اور اولیاء مقربین و مشائخ کرام خصوصاً حضرت امام غزالی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور اور حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی پر جو راہ علم و عرفان حقیقی کے شہسوار تھے اور جن کو یہ مراتب عرفان حب رسول و پیروی اسوۂ حسنہ سے حاصل ہوئے تھے۔

اور اے اللہ تمام شاہان اسلام کی قبر کو اپنی رحمت کاملہ سے بھر دے جو متبع سنت رسول تھے اور جن کے قلوب عشق رسول و حب نبی سے معمور تھے۔

اے اللہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ محمد رسول اللہ کے عشق و محبت کی دولت سرمدی سے مالا مال ہو جائیں اور اسوۂ حسنہ رسول اللہ کی پوری پوری پیروی کرنے لگیں اور ایمان کامل سے ان کی روحیں اور قلوب جگمگا اٹھیں۔ عباد اللہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر

مصری بہت شگفتہ ٹائپ کا چھپا ہوا بے نظیر مجلد سفید جرمنی کاغذ والا قرآن شریف

یہ قرآن شریف یورپ کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے جو جرمنی میں چھپا ہے ایسی صاف چھپائی ہے گویا سنگ مرمر پر سیاہ پچی کاری ہو رہی ہے کاغذ بھی بہت خصوصیت کے ساتھ جرمنی میں بنایا گیا ہے جو بائیبل پیپر کے نام سے مشہور ہے اس کی تقطیع مولوی سے نصف ہے اور جرمنی سے ہی مجلد شدہ آیا ہے وہ لوگ جو قرآن شریف بھی ایسا اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں جیسی یورپ کی اور بہترین کتابیں، ان کو یہ قرآن شریف ضرور منگانا چاہیئے بچوں کے پڑھنے کے لائق نہیں ہے اس لئے ان کے لئے نہ منگائیں۔

یہی وہ قرآن شریف ہے جو پچھلے دو سال میں کئی ہزار ہدیہ ہوا جب اس کی قیمت مع محصول ڈاک تین روپے تھی اور اب عید میلاد کی رعایت میں اس کا ہدیہ بھی کم کردیا گیا ہے۔

یہی وہ قرآن شریف ہے جو ریاست حیدرآباد کے ہزارہا شوقین نوجوانوں کے زیر مطالعہ رہا ہے کیونکہ آپ ٹو ڈیٹ نوجوان ظاہری خوشنمائی اور نفاست کے بہت دلدادہ ہوتے ہیں اسی لئے یہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا۔

بمبئی میں تقریباً ہر قرآن شریف پڑھنے والے کے پاس یہ قرآن شریف موجود ہوگا اور جانا میں تو سوائے اس قرآن شریف کے اور کوئی دوسرا قرآن پیارا نہیں ہوتا آپ بھی ایک منگا کر تحفۃً خرید لیجئے۔ ہدیہ مجلد رعایتی عہ محصول ڈاک ۱۲؍ کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

کتاب الاسلام

باب الجنائز

(بسلسلہ گذشتہ)

غسل میت کا بیان

غسل میت کے فرض ہونے پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے اور اس پر بھی کہ غسل میت کا حق ہے اور زندوں پر فرض کفایہ ہے اگر ایک آدمی بستی میں سے دیدے تو سب پر سے ادا ہو جاتا ہے۔

طریقہ غسل

غسل کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختہ یا چارپائی پر غسل دینا چاہیں تو پہلے اس کو تین یا پانچ مرتبہ دھونی دیں پھر اس پر میت کو لٹا کر گھٹنوں سے ناف تک کسی کپڑے سے ڈھک دیں پھر غسل دینے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی پہلے منہ پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر یہ واضح رہے کہ میت کے غسل میں کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا اور گٹوں تک ہاتھ دھونا نہیں ہے ہاں اگر کپڑے یا روئی یا کپڑے کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر اگر میت کے سر اور ڈاڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں نہ ہوں تو پاک صابن یا کسی اور صاف کرنے والی چیز سے ورنہ خالی پانی سے ہی دھو ڈالیں اس کے بعد پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک نیم گرم پانی بہائیں اس قدر کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کریں اگر بیری کے پتے میسر نہ آئیں تو نیم جوش دیا ہوا پانی ہی کافی ہے اور بیری کے پتے تو صرف اس وجہ سے ڈالے جاتے ہیں کہ اس کے پانی سے بدن صاف ہو جاتا ہے ورنہ اور کوئی بات نہیں ہے اس لئے اگر بیری کے پتوں کی جگہ اور کوئی پانی صاف کرنے والی چیز میسر آئے تو اس کا ڈالنا بھی جائز ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو سادے پانی سے ہی غسل دیں۔

پھر سہارا دیکر ذرا اونچا کریں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں وضو اور غسل دوبارہ نہ کرائیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ صاف کر دیں ایک مرتبہ تمام بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت ہے اور مستحب ہے کہ جہاں غسل دیں پردہ کر لیں کہ سوا نہلانے والوں کے اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے نہلاتے وقت خواہ اسی طرح لٹائیں جس طرح کہ قبر میں رکھتے ہیں یا میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کریں یا جو طریقہ سہل سمجھیں وہ اختیار کریں غسل دینے والا باطہارت ہو۔ جنبی مرد یا حائضہ عورت نے غسل دیا تو وہ مکروہ ہوگا اور اگر بے وضو والے مرد اور عورت نے غسل دیا تو اس میں کراہت بھی نہیں ہے۔

غسل دینے والا خواہ مرد ہو یا عورت لیکن میت کا قریبی رشتہ دار ہو مرد کو مرد اور عورت کو عورت نہلائے ہاں چھوٹے لڑکے یا لڑکی کو مرد اور عورت دونوں نہلا سکتے ہیں عورت اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے اور اسی طرح عورت کو خاوند غسل دے سکتا ہے اگر کسی مقام پر پانی میسر نہ آئے تو میت کو تیمم کرائیں۔

اگر کوئی ریل میں کٹ جائے اور اس کا نصف حصہ ملے تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر اس حصہ میں سر ہو تو اس کو غسل دیں اور کفن بھی دیں اور اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی جائے پھر دوسرے حصہ کو غسل دیں اور اس کو کفن دیں اگر فقط کا دھڑ ہے تو اس پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے باقاعدہ غسل دینے کی ضرورت نہیں صرف کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

اور اس حالت میں نماز پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں اگر میت کا سارا بدن سڑ جائے تو یہ دیکھیں گے کہ غسل کے قابل ہے یا نہیں اگر غسل کے قابل ہے تو غسل کرا دیں اور اگر بدن اس کا اس قابل نہ رہے اور کھال علیحدہ ہو جائے تو صرف پانی بہا دیں۔

میت کے سر کے یا پنڈلیوں کے بال نہیں مونڈنے چاہئیں اور نہ خط بنانے کی ضرورت ہے ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو اس کو درست کر دیں غسل دینے کے بعد میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں نہ تو سینہ پر رکھیں اور نہ اس طرح رکھیں جس طرح نماز میں رکھتے ہیں۔

عن ام عطية قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذالك ان رايتن ذالك بماء وسدر واجعلن في الاخرة كافورا او شيئ من كافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا اذناه فالقى الينا حقوه وقال اشعرنها اياه وفي رواية اغسلنها وترا ثلاثا او خمسا او سبعا وابدان بميامنها ومواضع الوضوء منها وقالت فضفرنا شعرها ثلثة قرون فالقيناها خلفها

ام عطیہ جو ایک صحابیہ ہیں کہتی ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اس وقت آپ کی صاحبزادی زینب کو ان کے مرنے کے بعد غسل دے رہے تھے حضور نے فرمایا زینب کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ اگر زیادہ کی ضرورت دیکھو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کافور کا استعمال کرو فرمایا تھوڑے سے کافور کا استعمال کرو اور جب نہلانے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو چنانچہ جب ہم فارغ ہوئے تو پیغمبر صاحب کو اطلاع دی آپ نے ہمارے پاس اپنا تہ بند پھینک دیا اور فرمایا زینب کو اس میں لپیٹ دو اور ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ زینب کو طاق یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ نہلاؤ اور اعضائے وضو کی سیدھی طرف سے شروع کرو اور ام عطیہ

کہتی ہیں پھر ہم نے حضرت زینب کے بالوں کو تین مینڈھیاں گوندھکر انھیں پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

تشریح

اس حدیث میں میت کے غسل میں تین باتوں کو صاف کر دیا گیا ہے اول پانی ڈالنے کی تعداد دوسرے دائیں جانب اور اعضاء وضو سے ابتدا کی جائے تیسرے غسل کے بعد میت کے کفن اور جسم پر کافور ملا جائے۔

عن عائشة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كفن في ثلثة اثواب يمانية بيض سحولية من كرسف ليس فيها قميص ولا عمامة

ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات کے آپ کو تین دھلے ہوئے کپڑوں میں کفنائے گئے اور ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا من ثيابكم البياض فانها من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم ومن خير اكحالكم الاثمد فانه ينبت الشعر ويجلو البصر رواه ترمذی و ابن ماجه

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو کیونکہ یہ تمہارے سب کپڑوں میں بہتر ہیں اور ان ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفناؤ اور تمہارے سب سرموں میں بہتر سرمہ اثمد ہے کیونکہ وہ پلکوں کے بال اگاتا اور بینائی روشن کرتا ہے۔

عن ابی سعید الخدری انه لما حضره الموت دعا بثياب جدد فلبسها ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الميت يبعث في ثيابه التي يموت فيها۔ ابوداؤد۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب آگیا تو گھر والوں سے نئے کپڑے پہننے کو مانگے پھر کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میت اپنے انہی کپڑوں میں قیامت کے روز اٹھایا جائے گا جن میں وہ مرتا ہے یہ ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

عن عبد الله ابن عباس قال ان رجلا كان مع النبي صلى الله عليه وسلم فوقصته ناقته وهو محرم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبيه ولا تمسوه بطيب ولا تخمروا راسه فانه يبعث يوم القيمة ملبيا رواه البخاری ومسلم

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور کے ساتھ ایک آدمی حج کرنے جا رہا تھا اتفاقاً اونٹنی پر سے گرا اور وہ محرم تھا حضور نے فرمایا اس کو اس پانی سے نہلاؤ جس میں بیری کے پتے ہوں اور انھیں دو کپڑوں میں اس کو کفنا دو اور خوشبو نہ ملو نہ اس کے سر کو ڈھانکو کیونکہ یہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اٹھایا جائیگا (روایت کیا بخاری و مسلم)

—— (۰) ——

کفن کیونکر پہنایا جائے

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد کسی نرم اور پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں تاکہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو پہنانے سے پہلے پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں اور پھر اس طرح بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہ بند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجدہ یعنی پیشانی ناک ہاتھ گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے اس کے بعد چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ دایاں اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے سینے پر ڈالیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کا طول نصف پشت سے سینے تک ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے پھر ازار لفافہ لپیٹ دیں پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔

جنازہ لیجلنے کا بیان

جنازہ اٹھانا عبادت اور سنت ہے اور طریقہ مسنون یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں اور صرف دو تا اور کو بھی جائز ہے اور کندھا دینے والے کے لئے سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں سرہانے کندھا دے پھر دائیں پائتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائتی جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے گردن یا پیٹھ یا چوپایہ پر لادنا مکروہ ہے۔ بچہ اگر شیر خوار ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو تو اس کو ایک شخص ہاتھوں پر اٹھا کر لے چلے اور یکے بعد دیگرے ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں جنازہ کو درمیانہ رفتار سے لے جائیں اور ساتھ جانے والوں کے لئے پیچھے چلنا انسب ہے دائیں بائیں چلنا ٹھیک نہیں عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے اور لوگوں کو خاموش رہ کر موت اور قبر کی تکلیف کو سامنے رکھنا چاہیے اور جنازہ کو جب تک قبر میں نہ رکھا جائے بیٹھنا مکروہ ہے جنازہ اٹھانے پر اجرت لینا مکروہ ہے جو لوگ جنازہ کے ساتھ جائیں ان کو جب تک نماز نہ پڑھ لیں واپس نہیں جانا چاہیے اور اگر کوئی ضروری کام ہو تو ولی سے اجازت لیکر جا سکتا ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسرعوا بالجنازة فان تك صالحة فخير تقدمونها اليه وان تك سوى ذالك فشر تضعونه عن رقابكم متفق عليه

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جنازے کو قبر میں لیجانے کی جلدی کرو کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو قبر اس کے لئے آرامگاہ ہے جس میں تم اسے جلدی پہنچا دیتے ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ خود ایک مصیبت ہے جس کو تم اپنے سروں سے اتار کر ڈال دیتے ہو متفق علیہ

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۝
أُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا
مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ
اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

(ترجمہ) جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالے پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے تو ان لوگوں کو ضرور اللہ تعالے ان کے ثواب دیں گے اور اللہ تعالی بڑی مغفرت والے ہیں"

تفسیر:۔ دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کرنے کا حکم پہلی آیت میں ہوچکا ہے اب پھر روئے سخن اُن بدبخت سیاہ کاروں کی طرف کیا جاتا ہے جو اپنی برائی پر اڑے ہوئے ہیں ارشاد ہوتا ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں خدا کے رسولوں میں تفرقہ ڈالتے ہیں بعض کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے ہیں یہود حضرت عیسیٰؑ و محمد رسول اللہؐ دونوں کے منکر ہیں اور حضرت موسیٰؑ و عزیرؑ کے قائل ہیں نصاری انبیاء بنی اسرائیل کو تو مانتے ہیں لیکن نبی عربیؐ (فداہ ابی و امی) کا انکار کرتے ہیں تو یہ لوگ مومن اور نیکوکار نہیں ہیں بلکہ یقینی کافر ہیں انہوں نے حکم خدا کے خلاف ایک درمیانی راستہ اختیار کر رکھا ہے ان کے لئے عذاب جہنم تیار ہے در حقیقت یہ یہود و نصاریٰ کا رد ہے جن کو مدینہ کے منافقوں نے اپنا پیر و مرشد اور سلسلہ انبیاء کا کلید بردار سمجھ رکھا تھا اس کے بعد سچے مومنوں کی مدح ہے اور ان کے حسن نتیجہ کا تذکرہ ہے حکم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا اور رسولوں پر ایمان لے آئے ہیں اور سب کو برابر برحق مانتے ہیں کسی کا تفرقہ نہیں کرتے یہ لوگ حقیقی مومن ہیں اور ہم ان کو بہت جلد ان کے ایمان اور نیک اعمال کی جزا دیں گے اور اگر ان سے کچھ لغزشیں ہوگئی ہوں گی تو ان کو بھی معاف فرما دیں گے ہم غفور رحیم ہیں خواہ مخواہ ہم جرم کی سزا دینے پر مجبور نہیں ہیں۔

مقصود بیان:۔ تمام انبیاء پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری ہے ایمان کامل کے بعد معمولی قصور معاف ہوسکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں بد اعمالی پر عذاب اور نیکوکاری پر ثواب ملیگا لیکن خدا مجبور نہیں ہر جرم کی ضرور ہی سزا دے بلکہ مختار ہے چاہے بخشدے یا عذاب کرے۔

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ
فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللّٰهَ
جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَآتَيْنَا
سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

(ترجمہ) آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اُن کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگوا دیں سو انہوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی اور یوں کہا کہ ہم کو اللہ تعالی کو کھلم کھلا دکھلا دو جن پر ان کی اس گستاخی کے سبب ان پر کڑک کی بجلی آ پڑی پھر انہوں نے گوسالہ کو تجویز کیا تھا بعد اس کے کہ بہت سے دلائل ان کو پہنچ چکے تھے پھر ہم نے اس سے درگزر کر دیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا"

تفسیر:۔ گذشتہ آیات میں اہل کتاب نے افعال زشت کی مذمت کی تھی کہ وہ رسولوں میں تفرقہ کرتے ہیں اور اسی بنا پر اپنے آپ کو مقدس اور مومن سمجھتے ہیں ان آیات میں ان کی دوسری جہالت بیان کی گئی ہے یہ آیات جھتا فنا عظماء ملت یہود، یہود کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں یہود مدینہ معجزات و آیات بینات دیکھکر بھی ایمان نہ لائے تھے اور عناد سے یہ کہتے تھے کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو ایک بار آسمان سے کامل کتاب اتروا دیجئے جس طرح موسیٰ کو دو ملوحے الواح یعنی تختیاں خدا کے ہاں سے لکھوا کر لائے تھے غالباً اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید مختلف مصالح و اسرار کی وجہ سے حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ جبرئیل حضور اکرمؐ کے قلب مبارک پر القا کرتے تھے اور جو آنحضرت صلعم کی نظر سے آتے تھے آپ ان آیات کو لوگوں کو سنا دیتے اور کاتبوں کو لکھوا دیتے تھے اور یہود نے حضرت موسیٰ کے متعلق یہ سن رکھا تھا کہ وہ یکبارگی لکھی لکھائی تختیاں لائے تھے جن کو بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اسی بنا پر انہوں نے بھی یہ سوال پیدا کیا کہ اسلام سے بھی لکھا لکھایا کیوں نہیں نازل ہوتا لیکن یہ سوال سرکشی کی وجہ تھا اور عادت ان کو یہی جاری ہے کہ ایسے سوال پر ان کی خواہشات پوری نہیں کی جاتی ہیں اس لئے جواب دیا گیا کہ ان کی عادت میں سرکشی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اس سے پیشتر بھی انہوں نے یعنی ان کے بزرگوں نے حضرت موسیٰ سے اس سے بھی بڑھکر سوال کیا تھا کہ ہم کو اعلانیہ خدا کو دکھلا دو تب ہم ایمان لائیں گے

حالانکہ خدا کو کھلم کھلا ان آنکھوں سے دیکھنا بشری طاقت سے خارج ہے مگر یہ سوال ہی بوجہ سرکشی اور عناد سے تھا اس لئے غضب الٰہی نازل ہوا بجلی گر پڑی اور یہ لوگ ہلاک ہو گئے پھر اس کے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ پیدائشی اور جبلی کج طبع اندھ کور مغز لوگوں کو کوئی معجزہ فائدہ نہیں دیتا ازلی گمراہ معجزا دیکھنے کے بعد بھی ویسے ہی گمراہ رہتے ہیں ان کو راہ ہدایت کسی طرح نہیں مل سکتی دیکھو باوجودیکہ انہوں نے موسیٰؑ کے معجزات (مصر میں اور مصر سے باہر نکل کر) دیکھے تختیاں بھی دیکھیں لیکن اس کے بعد پھر بھی بہت بڑی گمراہی اختیار کی (سامری کے بنائے ہوئے) بچھڑے کی پوجا شروع کر دی مگر ہم نے اس پر بھی ان کو معاف کیا اور موسیٰؑ کو سلطان مبین عطا کی۔ سلطان مبین کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں کوئی سلطان مبین سے معجزات مراد لیتا ہے کوئی حکومت و غلبہ لیکن صحیح یہ ہے کہ سلطان مبین سے مراد نبی کی وہ مخصوص شان ہے جس کا اثر لوگوں پر پڑتا ہے اور مخلوق ان کی طرف رجوع کرتی ہے اور ان کے زیر حکم آجاتی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بھی یہ شان عطا کی تھی جس کی وجہ سے بنی اسرائیل ان کے تابع ہو گئے تھے آیت میں اسی طرف اشارہ ہے کہ سلطان مبین خاتم المرسلینؐ کو بھی عطا کی گئی تھی جس سے عرب جیسے متکبر جاہل وحشی سفاک خود بخود حضورؐ کی طرف کھچے چلے آتے تھے اس سے بڑھکر اور معجزہ کیا ہو سکتا ہے کھی کھائی کتاب کے نازل ہونے سے یہ بہت بڑھکر ہے۔

مقصود بیان:۔ خدا تعالیٰ ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا یہ بہت سرکش قوم ہے۔ قانون قدرت اور نظم فطرت کے خلاف کوئی کام نہیں ہو سکتا عادت الٰہی جو جاری ہو چکی ہے اور ازل سے ابد تک قائم ہے اس کے خلاف خدا تعالیٰ نہیں کرتا ہے۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ط وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

(ترجمہ) اور ہم نے ان لوگوں سے قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر ان پر معلق کر دیا تھا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارہ میں تجاوز مت کرنا اور ہم نے ان سے قول و قرار نہایت شدید لئے سو ہم نے سزا میں مبتلا کیا ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر کی وجہ سے احکام الٰہیہ کے ساتھ اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ ان کے کفر کے سبب ان قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بند لگا دیا ہے سو ان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔

تفسیر:۔ یہ بھی آیات سابقہ کا تتمہ ہے اس میں یہود کی جہالتیں اور اس پر جو ان کو سزائیں ہوئی تھیں ان کا بیان ہے اول یہود کی تین حالتیں بیان کی گئی ہیں
(۱) جب ان سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا کہ تم خدا تعالیٰ کے احکام پر چلنا کسی سے سرتابی نہ کرنا اور انہوں نے خلاف ورزی کی تو کوہ طور کو ان کے ڈرانے کے لئے اٹھایا گیا کہ اگر حکم الٰہی نہ مانو گے تو پہاڑ تم پر گر پڑے گا۔
(۲) ان کو شہر اریحا (بعض کے نزدیک بیت المقدس ہے اور بعض کے نزدیک شام میں ایک شہر کا نام ہے) فتح ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس نعمت کے شکریہ میں جب شہر کے دروازوں میں داخل ہو تو جھکتے ہوئے انکساری کرتے ہوئے عاجزی کے ساتھ جانا تکبر نہ کرنا مگر ان لوگوں نے اس کی خلاف ورزی کی اور خدائی حکم کا مذاق اڑایا۔
(۳) ان کو سنیچر کے دن تعظیم کرنے کا اور اس روز کاروبار بالکل نہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اس پر ان سے سخت عہد بھی لیا تھا مگر انہوں نے سبت کی تعظیم نہ کی لامحالہ حضرت داؤدؑ کے عہد میں ان کو اس کی سزا ملی اور بعض لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر کی شکلیں کر دی گئیں اس کے بعد ان مصائب کا بیان ہے جو ان پر وقتاً فوقتاً نازل ہوئیں مثلاً فلسطینوں کا ان پر غالب آنا تابوت سکینہ (ایک صندوق تھا جس کے اندر موسیٰؑ کی لاٹھی، اور چپلیاں اور بعض دیگر سامان تھا اس کا خاصہ تھا کہ جب یہ مسلمانوں کے پاس ہوتا تھا تو ان کو کامیابی ہوتی تھی اور اگر کفار چھین کر لیجاتے تو ان میں ہلاکت و تباہی پیدا ہوتی تھی) کا چھن جانا صورتیں مسخ ہو جانا اور پھر بخت نصر اور شاہ کیرش (کیخسرو شاہ ایران) کے ہاتھوں سے قوم ملک اور یروشلم کا برباد ہونا سلطنت و اقبال کا جانا غیر قوموں کے ہاتھ میں قیدی اور غلام ہونا اور طرح طرح کی ذلتیں اور رسوائیاں پیش آنی وغیرہ اس کے بعد خدا تعالیٰ ان کی نالائق حرکات کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ خاندانی اور نسلی شرپر ہیں اے نبی تم سے سرکشی کرنی کوئی نئی بات نہیں ہے یہود کی بیہودہ حرکات جو چھ نمبروں میں تقسیم کیا گیا ہے (۱) سب سے پہلے جو عظیم الشان

گناہ ان سے سرزد ہوا یہ تھا کہ انہوں نے اپنے اس عہد کو جو موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا توڑ ڈالا جناب موسیٰؑ سے عہد کیا تھا کہ ہم توحید پر قائم رہیں گے اور احکام شرع کی کبھی خلاف ورزی نہ کریں گے گر موسیٰ کے زمانہ میں ہی انہوں نے گوسالہ پرستی شروع کر دی سامری نے سونے کا ایک بچھڑا بنایا تھا اور حضرت جبرئیل کے گھوڑے کے قدم کی خاک جو اس کو ایک ذریعہ سے مل گئی تھی بچھڑے کے منہ میں ڈالدی تو بچھڑا بولنے لگا سامری بنی اسرائیل سے کہنے لگا کہ یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے بنی اسرائیل چونکہ فطرتاً محسوس پرست واقع ہوئے تھے اس لئے انہوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی بچھڑے کے آگے ڈھول بجا جاتا تھا اور یہ اس کے سامنے ناچتے تھے اور خوب سجدے لگاتے تھے حضرت موسیٰ اس وقت کوہ طور پر توریت لینے کے لئے گئے ہوئے تھے حضرت ہارون نے موسیٰ کی غیبت میں ہر چند منع کیا مگر یہ نہ مانے بلکہ حضرت ہارون کو مارنے کے لئے تیار ہو گئے، اس کے بعد شام میں آکر غیر قوموں کی صحبت بد کی وجہ سے بت پرستی اور زناکاری میں مبتلا ہو گئے احکام الٰہی کا کچھ لحاظ نہ کیا اور توراۃ کو پس پشت ڈالدیا۔

ٔ۲ یہود نے آیات خدا سے انکار کیا اور ان کو نہ مانا آیات اللہ سے مراد مفسرین کے نزدیک یا تو توراۃ کی آیات ہیں یا انبیا کے معجزات یا قدرت کی وہ نشانیاں جو ہمیشہ توحید الٰہی پر دلالت کرتی ہیں مثلاً آسمان چاند سورج رات دن کا باہمی اختلاف و تبادلہ زمین کی اشیاء کا وجود نشو ونما تغیر اور آخر میں فنا ہوجانا جن پر اگر غور و فکر کیا جائے تو توحید الٰہی پر ایک عجیب روشنی پڑتی ہے بہرحال یہود کو بصارت اور کور بصیرت تھی انہوں نے آیات خدا سے کفر کیا سرتابی کی پھر اس کی سزا کو پہنچے۔

ٔ۳ بنی اسرائیل میں جب بت پرستی زناکاری اور دیگر افعال قبیحہ زوروں پر ہو گئے اور سینکڑوں برس تک یہی حالت رہی کبھی کسی نبی یا نیک بادشاہ کی کوشش سے درستی پر آجاتے تھے پھر چند روز کے بعد سرکش ہو جاتے تھے اور انبیاء و صلحین کو ناحق قتل کر ڈالتے تھے سلیمان کے بعد سلطنت یہود کے دو ٹکڑے ہو گئے تو ایک سلطنت وجس کو اسرائیل کی سلطنت کہا جاتا تھا اکثر بادشاہ بے ایمان ظالم اور بت پرست ہوتے تھے انہوں نے ناحق بہت سے انبیا کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اخیر میں حضرت زکریا اور یحییٰ کو ناحق قتل کیا اور حضرت عیسیٰ کو بھی بزعم خود دار پر کھینچا ایک وقت میں یہود نے تقریباً تین سو انبیاء کو قتل کیا تھا، ٔ۴ یہود کہتے تھے کہ ہمارے دل علم کا غلاف یا جزدان ہیں ہمارے سینے میں تمام علوم بھرے پڑے ہیں اب ہم کو کسی کے وعظ و نصیحت کی ضرورت نہیں چنانچہ جب حضرت ایلیا اور حضرت مسیح نے اس بیہوش قوم کو بیدار کرنا چاہا تو یہ ویسے ہی خواب غفلت میں سرشار رہے ان کے پیشوا اور کاہن وعظ سننے سے منع کرتے تھے یا غلف کے معنے غلاف میں لپٹے ہوئے کے ہیں کیونکہ مدینہ کے یہود کہا کرتے تھے کہ ہمارے دلوں پر غلاف پڑے ہوئے ہیں اسے محمد ہم آپ کی نصیحت کو اپنے دل میں مگر نہ دیں گے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ غلاف ولاف کچھ بھی نہیں ہے صرف ان کے کفر کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں پر گمراہی کی مہر لگادی ہے جس کی وجہ سے ان کے دلوں کے اندر ایمان نہیں جا سکتا ہاں کسی قدر ایمان ان کے بعض افراد میں پایا جاتا ہے اس سے مراد وہ یہود ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے،

ٔ۵ انہوں نے حضرت مریم پر ایک زبردست تہمت لگائی معاذ اللہ ان کو زناکار کہا یہ نالائق فعل یہود سے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے وقت سرزد ہوا حضرت مسیح چونکہ بغیر باپ کے خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے تو یہود اس سے منکر ہو گئے اور حضرت مریم جیسی پاک دامن پر زنا کی تہمت لگائی اور یہی سے آخیر تک حضرت مسیح کو بنظر حقارت دیکھتے رہے بعض یہود کا یہ بھی گمان تھا کہ حضرت مسیح یوسف نجار وہ حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی تھے کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں بعض کہتے تھے کہ حضرت مسیح حضرت زکریا کے بیٹے ہیں کیونکہ حضرت زکریا اس وقت یروشلم کے نگراں تھے اور حضرت مریمؑ انہی کی نگرانی میں یروشلم کے ایک حجرے میں رہا کرتی تھیں مگر یہ سب زبردست تہمت ہے مریم پاکدامن تھیں زکریا نبی معصوم تھے ویسے تو کسی پاکدامن پر زنا کی تہمت لگانی ہی بہت بڑا افترا ہے مگر یہود نے تو ایک عظیم الشان ہستی کو یعنی حضرت زکریا کو اس گناہ میں آلودہ کرنا چاہا تھا اسی لئے اس کو بہتان عظیم کہا گیا۔

ٔ۶ یہود بڑے فخر کے ساتھ کہتے تھے کہ عیسیٰ مسیح جن کو رسول اللہ کہا جاتا تھا ہم نے ان کو قتل کر ڈالا ان کے رد میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے نہ عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ ان کو اشتباہ اور دھوکہ ہو گیا پھر اس کی توضیح فرماتا ہے کہ جن لوگوں کو اس بارہ میں اختلاف ہے ان کو خود یقین نہیں ہے بلکہ ایسی ہی ظنی باتیں کر رہے ہیں ان الذین اختلفوا سے عیسائی مراد ہیں متقدمین نصاریٰ کے تین فریق تھے نسطوریہ ملکانیہ یعقوبیہ اول فریق کا یہ گمان تھا کہ مسیح کو صلیب جسم کے طور پر ہوئی روح کے طور پر نہیں ہوئی۔ اسکندریہ کے پادری آریوس کا عقیدہ اسلی کے قریب قریب تھا اس کی وجہ سے عیسائیوں میں بڑا اختلاف پڑا اور قسطنطین شاہ روم کو مجلس قائم کرنی پڑی دیکھو تاریخ کلیسہ خصوصاً الدرۃ النفیسہ فی تاریخ کلیسہ مطبعہ بیروت دوسرا فرقہ کے نزدیک مسیح کی روح کو صلیب ہوئی نہ جسم کو تیسرے گروہ کے نزدیک جسم و روح دونوں کو صلیب ہوئی بعض فرقے کہتے ہیں کہ مسیح کو صلیب نہیں ہوئی بلکہ کسی دوسرے شخص کو ہوئی یہ بیہودہ چونکہ سنی سنائی مارتے ہیں۔ سدی وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ ان الذین اختلفوا سے یہود ہی مراد ہیں کیونکہ جب یہود نے حضرت مسیح کو مکان میں بند کر دیا تو حضرت عیسیٰ کو خدا نے چھت سے بلند کر کے آسمان پر اٹھا لیا اور ان کی شکل میں ایک یہودی کو کر دیا جسکو خود یہود نے دار پر کھینچا چونکہ اس کے اختیار کرنے میں حضرت مسیح کے کمالات کا اظہار تھا اس لئے یہود نے کہدیا کہ ہم نے خود مسیح کو قتل کر دیا بہرحال خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو نہ قتل کیا نہ صلیب، صرف ان کی گمانی باتیں ہیں خدا زبردست حکمت والا ہے اس پر قادر ہے کہ مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھالے اور پھر ایک وقت خاص میں ان کو دنیا میں بھیجکر مخلوق کو ان کے ذریعہ ہدایت کرائے۔

مقصود بیان:۔ میثاق خدا کی خلاف ورزی ہلاکت و تباہی کا باعث ہے دنیا میں ذلت و رسوائی فقر و افلاس غلامی وغیرہ اپنی ہی بد اعمالی کا نتیجہ ہے ہر نعمت کا شکریہ ضروری ہے خصوصاً حکومت اور فتح ممالک خدا کی بڑی نعمت ہے اس لئے اس کا شکریہ بہت ضروری ہے کسی پر ناحق تہمت لگانی کسی کا بلا وجہ ہیدریغ خون بہانا مذہبی رہنماؤں کے پیچھے پڑجانا باعث ہلاکت ہے۔ انسان کو احکام الٰہی کی پابندی کرنی چاہئے تاکہ دین کامیاب اور آخرت میں سرخرو ہو کائنات ارضی و سماوی

صحیح بخاری اردو

بسلسلہ گذشتہ

(نوشتہ حضرت مولانا سید حامد بخاری)

باب. نماز کفارہ ہے۔

۴۹۱۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فتنے کے بارے میں یاد رکھتا ہے میں نے کہا میں جیسا کہ آپ نے فرمایا کہا تم اس پر البتہ دلیر ہو میں نے کہا انسان کا فتنہ اپنے اہل اور مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہمسایہ کے حق میں اس کا کفارہ نماز ہے اور روزہ اور صدقہ اور اچھی بات بتانا اور بری بات سے روکنا حضرت عمر نے کہا میری مراد اس سے نہیں لیکن وہ فتنہ جو اس طرح موج مارتا ہے حذیفہ نے کہا اے امیر المومنین آپ پر اس سے کوئی خوف نہیں آپ کے اور اس کے درمیان البتہ ایک بند دروازہ ہے عمر نے کہا کیا وہ توڑا جائیگا یا کھولا جائے گا حذیفہ نے کہا توڑا جائے گا عمر نے کہا تو وہ کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا کیا عمر اس دروازہ کو جانتے تھے کہا ہاں جیسا کہ کل کے آگے رات ہو میں نے اسے ایسی حدیث سنائی کہ وہ غیر معتبر نہیں پس ہم ڈر گئے کہ حذیفہ سے پوچھیں تو ہم نے مسروق سے کہا تو اس نے حذیفہ سے پوچھا اس نے کہا وہ دروازہ عمر ہے۔

(۴۹۲) (حضرت نافع عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ (کا ارادہ) فرماتے اور (ایام) حج میں جبکہ (بقصد حج مکہ معظمہ کا سفر) اختیار کرتے تو ہمیشہ مقام ذی الحلیفہ میں کیکر کے درخت کے نیچے اس مسجد کی جگہ جو ذی الحلیفہ میں ہے نزول فرمایا کرتے تھے اور جب آپ کی کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپسی ہوتی اور اسی راستہ میں آپ کا گذر ہوتے تو وادی (عقیق) کے نشیب میں اتر جاتے اور جب نشیب وادی سے اوپر آتے تو ناقہ مبارکہ اس پتھریلی زمین میں بٹھاتے جو وادی مذکور کے مشرقی کنارہ پر (واقع) ہے اور شب آخر وہیں بسر کرتے حتیٰ کہ صبح آپ کو وہیں ہوجاتی وہ (مقام مذکور) نہ اس مسجد کے قریب ہے جو پتھروں پر ہے اور نہ اس ٹیلہ پر ہے جس پر مسجد بنی ہوئی ہے وہاں ایک خلیج سی تھی حضرت عبداللہ بن عمر اس کے قریب نماز پڑھتے تھے اس کے نشیب میں ریت کے اونچے اونچے ٹیلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھتے تھے لیکن سیل نے اس خلیج میں سنگریزے بھر دیئے یہاں تک کہ وہ جگہ جہاں (حضرت) عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے دب گیا اور حضرت عبداللہ نے اپنے بیٹے نافع سے یہ بھی فرمایا تھا کہ رفاء کے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی جہاں وہ چھوٹی مسجد ہے جو اس مسجد کے پاس ہے جو موضع شرف روحا میں واقع ہے حضرت عبداللہ نافع سے) فرماتے تھے کہ جس وقت تم مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہو تو وہ جگہ تمہارے داہنی جانب پڑے گی اور وہ مسجد راستہ کے داہنی کنارہ پر ہوگی اس وقت جبکہ تم مکہ جا رہے ہوگے اس چھوٹی مسجد کے اور اس بڑی مسجد کے درمیان کم و بیش ایک پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر کبھی اس پہاڑی کے قریب بھی نماز پڑھتے تھے جو موضع روحا کے آخر میں (پڑتی) ہے اور اس پہاڑی کا کنارہ راستہ کے کنارہ پر ختم ہوا ہے اور وہاں اب ایک مسجد اور بنا دی گئی ہے عبداللہ ابن عمر اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے اسے اپنی بائیں طرف اور اپنے پیچھے چھوڑ جاتے تھے اور اس کے آگے پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے تھے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور آخر روحا کے درمیان واقع ہے اس وقت جبکہ تم مکہ جا رہے ہو اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا دستور تھا کہ آپ روحا سے چل کر نماز ظہر اس وقت تک نہ پڑھتے تھے جب تک کہ آپ اس مقام تک نہ پہنچ لیتے تھے اور جب آپ مکہ سے واپس آتے اور صبح ہونے سے گھڑی بھر پہلے یا سحری کے آخری وقت میں وہاں سے گذرتے تو وہیں اتر جاتے یہاں تک کہ صبح کی نماز وہیں ادا کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے فرزند نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے نیچے موضع رویثہ کے پاس راستہ کی داہنی جانب راستہ کے بالمقابل ایک وسیع اور نرم جگہ اترتے تا آنکہ آپ اس ٹیلہ سے جو رویثہ سے دو میل ورے ہے نکلتے اور اب اس درخت کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا اس لئے وہ دوہرا ہوکر اپنے بیچ میں آگیا لیکن اپنے تنے پر اب بھی کھڑا ہے اس کے تنہ میں بہت سے ریت کے ٹیلے ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹیلہ کے کنارہ بھی نماز پڑھی ہے جو مقام عرج کے پیچھے ہے مقام عرج کے پیچھے اس وقت (واقع) ہوگا جبکہ تم (مقام) ہضبہ کی طرف جا رہے ہو اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں قبروں پر بڑے بڑے پتھر ہیں راستہ کے داہنی طرف راستہ کے پتھروں کے قریب ان پتھروں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کا دستور تھا کہ آپ مقام عرج سے سورج ڈھلنے کے بعد دوپہر کے وقت چلتے تھے اور ظہر کی نماز اسی مسجد یعنی مقام نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے بڑے درختوں کے پاس بھی اترتے تھے جو راستہ کے بائیں ہرشی کے قریب نالہ میں ہیں یہ نالہ کوہ ہرشی کے کنارہ سے ملا ہوا ہے اس کے اور کوہ ہرشی کے مابین تقریباً ایک تیر کی ایک مسافت کی حضرت عبداللہ بن عمر اس بڑے درخت کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے جو سب درختوں سے زیادہ راستہ کے قریب ہے اور جو سب سے زیادہ (لمبا) ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے نافع سے یہ بھی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نالہ میں بھی اترا کرتے تھے جو مقام مر الظہران کے نشیب میں ہے مدینہ کی سمت چلا ہے جبکہ تو صفراوات سے اترے گا تو دیکھے گا) آپ اس نالہ کے نشیب میں اترتے تھے راستہ کے بائیں طرف اس وقت جبکہ تو مکہ جا رہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کی منزل گاہ ہے اور راستہ میں ایک پتھر کی مارکا فاصلہ رہ جاتا ہے

(۴۹۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کسی نامحرم عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نادم ہوکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتراف جرم کا کیا اور اپنی ندامت کا حال عرض کیا پس اللہ عزوجل نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور آیہ کریمہ اقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات نازل کی یعنی یہ تلقین کی کہ صبح شام رات ہر وقت معین نماز ادا کر اور نیکیوں کی طرف مائل ہو اس لیے نیکیاں برائیوں کا کفارہ ہوتی ہیں اس پر اس نے دریافت کیا یہ غلطت ایزدی میرے لئے مخصوص ہے حضور نے فرمایا نہیں بلکہ میرے تمام گنا ہگاران امت کے لئے۔

باب۔ نماز کی فضیلت اس کے معین وقت پر بہت ہے

۴۹۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا عمل پیارا ہے ارشاد فرمایا وہ نماز جو اپنے وقت معین پر ادا کی جائے حضرت ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد فرمایا اطاعت والدین حضرت ابن مسعود نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد فرمایا جہاد فی سبیل اللہ حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ چونکہ میں نے سوال بند کر دیا اس لئے آنحضرتؐ نے مجھ سے اتنا ہی ارشاد فرمایا اگر میں آپ سے استفسار کرتا تو آپؐ اور ارشاد فرماتے۔

باب۔ پنجگانہ نمازیں اگر ان کے معین وقت پر ادا کی جائے تو جماعت کے ساتھ ادا ہوں تو اور بغیر جماعت کے ادا ہوں تو دونوں صورتوں میں گناہوں کا کفارہ ہیں۔

۴۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے (اور دریافت کرتے) سنا ہے کہ (مسلمانو!) اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر دریا یا نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو تمہارا قول ایسے شخص کے بارہ میں کیا ہے کیا یہ غسل پنجگانہ اس کے جسم پر میل کچیل باقی چھوڑے گا صحابہ نے عرض کیا حضور نہیں یہ غسل اس کے جسم پر میل کچیل باقی نہ رکھیگا آپ نے فرمایا نماز ہائے پنجگانہ بھی ایسی ہی ہیں اللہ ان کے ذریعہ اپنے ایماندار بندوں کے جسم و روح دونوں کے میل کچیل مٹا دیتا ہے۔

باب۔ نماز کو اس کے وقت معین پر نہ پڑھنے اور وقت سے ٹلا دینے میں عذاب ہوتا ہے۔

۴۹۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جو باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پائی جاتی تھیں پابندی وقت وغیرہ اب ان میں سے میں ایک بات بھی دیسی نہیں پاتا ہوں ان سے کہا گیا کیا نماز کی صورت بھی ویسی نہیں فرمایا کیا تم نے اسے اس کے وقت سے نہیں ٹلایا کیا نماز میں تم نے وہ نقص نہیں پیدا کیا جو کیا۔

۴۹۷۔ زہری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوا ایسی حالت میں کہ ان پر زاری و بکا طاری تھا صورت حال دیکھکر میں نے عرض کیا آپ کو کس بات نے رلا رکھا ہے کہ جو (عمدہ خصلتیں اور نیک) باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے مسلمانوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھی ہیں اب ان میں ایک بھی نہیں پاتا بجز نماز یعنی نماز کی خصوصیت یعنی اس کے وقت کی پابندی نہ بھی مٹا دیگئی ہے

۴۹۸۔ حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت فرماتے ہیں کہ نماز کے سجدوں میں اپنے ہر عضو کو اعتدال پر کرو کتوں کے مانند تم میں سے کوئی آدمی اپنے دونوں ہاتھوں کو نہ بچھا دیا کرے اور جب کوئی تھوکے تو نہ اپنے بائیں طرف تھوکے اور نہ اپنے سامنے اس لئے کہ تھوکنے والا اپنے خالق اپنے رب سے مناجات اور شکوہ کرتا ہے۔

سعید بروایت قتادہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے آگے یا سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں طرف یا اپنے پیر کے نیچے (لوگوں کی نظروں سے بچا کر تھوکے) نیز شعبہ کا بیان ہے کہ کوئی شخص نہ اپنے سامنے تھوکے اور نہ اپنی دائیں جانب بلکہ اپنی بائیں طرف یا اپنے پیر کے نیچے (لوگوں کی نظروں سے بچا کر تھوکے) نیز حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص قبلہ کی سمت نہ تھوکے اور نہ اپنی دائیں جانب بلکہ اپنی بائیں یا اپنے قدم کے نیچے

باب۔ گرمی کی تیزی میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا (یعنی ٹھنڈے وقت میں ادا کرنا) کیسا ہے؟

۴۹۹۔ ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن رخاص یعنی حضرت بلال حبشی) نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے انھیں روک دیا اور فرمایا ابھی سخت گرمی ہے ذرا ٹھنڈک ہونے دو ٹھنڈک ہونے دو (یا الفاظ مذکورہ کی بجائے) ارشاد فرمایا کہ گرمی کی تیزی نار جہنم کے جوش مارنے سے پیدا ہوتی ہے اس لئے جب گرمی تیزی پکڑ جائے تو نماز ٹھنڈک میں پڑھا کرو یعنی تاوقتیکہ ہم ٹیلوں کا ڈھلتا ہوا سایہ نہ دیکھ لیں۔

۵۰۰۔ حضرت ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب گرمی زیادہ بڑھ جائے تو نماز ظہر میں عجلت نہ کیا کرو ٹھنڈک سے ادا کیا کرو اس لئے کہ گرمی شدت نار دوزخ سے رمعرض وقوع میں آتی ہے۔

۵۰۱۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھو اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے۔

باب۔ سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھنا چاہیئے۔

ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے موذن نے چاہا کہ اذان دے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈک ہوجانے دو پھر اس نے چاہا کہ اذان دے تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈک ہوجانے دو یہانتک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے لہذا جب گرمی کی شدت ہو جائے تو ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھو (اور ابن عباس نے کہا تتفیأ کے معنے ہیں تمیل (یعنی ہٹ جائے)

۵۰۲۔ ظہر کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو نماز پڑھتے تھے

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب آفتاب ڈھل گیا باہر تشریف لائے اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ منبر پر کھڑے ہوگئے اور آپ نے قیامت کا ذکر کیا اور بیان فرمایا کہ اس میں بڑے بڑے حوادث ہوں گے اس کے

[illegible] تک کہ اس مقام میں ہوں لوگوں نے رونے کی کثرت کی اور آپ

[illegible]

قرآن پاک اور مسلمان

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ مولانا مراد مارہروی)

قرآن کریم کی تلاوت

حدیث قدسی ہے کہ ساری عبادتوں سے افضل واعلیٰ قرآن کریم کی وہ تلاوت ہے جو کھڑے ہو کر نماز کے دوران میں کی جائے حضرت علیؓ کا بھی ارشاد ہے کہ نماز میں تلاوت قرآن کا بیحد ثواب ہے اور اس کے پڑھنے والے کو ہر ہر حرف کے بدلے سو سو ثواب عطا کئے جائینگے۔ بشرطیکہ کھڑے ہو کر پڑھا جائے۔ جھک کر نماز میں پڑھنے والوں کو پچاس پچاس ثواب عطا ہوں گے ویسے باوضو قرآن پڑھنے والوں کو پچیس اور بے وضو پڑھنے والوں کو دس دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز قرآن کریم سے بہتر بندے کا کوئی شفیع نہ ہوگا۔ پیغمبروں اور فرشتوں کی شفاعت سے بھی زیادہ اس کی شفاعت خداوند قدیر کے نزدیک مقبول ہوگی کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ خدائے قدوس فرماتا ہے کہ جو شخص تلاوت قرآن میں مصروف و مستغرق ہونے کے باعث مجھ سے دعا نہ مانگ سکے تو میں اسے بلا مانگے ہی اتنا ہی دونگا جتنا مانگنے والوں کو بھی نہیں ملتا ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلوں میں بھی لوہے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا حضرتؐ پھر اس کے دور کرنے کی بھی کوئی صورت ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کرنے یا موت کی یاد کرنے سے۔

افسوس ہے کہ اس دور میں تو مسلمان تلاوت قرآن کریم کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہمارے بزرگوں اور اسلاف کا یہ طریقہ تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ایک ایک پارہ قرآن ضرور پڑھ لیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے گھروں میں سپیدۂ سحر کے ابتدائی لمحے بہت مبارک اور سعید ہوتے تھے گھر کے تمام بڑے چھوٹے تلاوت میں مصروف نظر آتے یہی وجہ تھی کہ ان کے قلوب آئینہ کی طرح صاف تھے ان کی زندگیاں مطلق گندی نہیں اور دن بھر خیر و برکت رہتی تھی اس زمانہ میں تو مسلمان فرائض مذہبی کی تکمیل سے بالکل غافل ہو گئے اور تلاوت تو ایک طرف نماز ہی کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور جو نماز پڑھتے بھی ہیں تو اس طرح کہ اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہوتا ہے شاذ ہی کوئی ایسا ہوگا جو سکون و آہستگی سے نماز ادا کرتا ہو نہیں تو نمازوں کی ادائیگی کی نوعیت میں بھی گستاخی اور بے ادبی کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے بندہ اپنے آقا کے حضور میں حاضر ہے لیکن خالی الذہن ہو کر وہ اس عجلت و سرعت سے اٹھ بیٹھ رہا ہے اور سجدہ کرتا ہے کہ خفگی الٰہی کے امکانات قوی تر ہوتے چلے جاتے ہیں ایک دفعہ ایک مسلمان نے نماز ادا کی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ دوبارہ نماز پڑھ کہ تیری نماز قبول نہیں ہوئی دوبارہ پڑھ اس نے پھر پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب بھی تیری نماز قبول نہیں سہ بارہ پڑھ جب اس مرتبہ بھی یہی ارشاد ہوا تو اس نے بہ ادب عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح پڑھوں کہ یہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو آپ نے فرمایا کہ سکون و آہستگی سے نماز ادا کر نماز وہی مقبول ہوتی ہے جو سکون و آہستگی سے ادا کی جائے۔"

اب آپ نماز پڑھنے والوں کے آئین و اطوار کو بغور دیکھیں آپ کو ۹۹ فیصدی ایسے نمازی نظر آئینگے جن کے سجدے بھی پورے نہ ہوتے ہوں گے اور اس طرح نماز ادا کر رہے ہوں گے جیسے کوئی دشمن کے پیچھے چلا آرہا ہے اندیشہ شدید خطرہ لاحق ہو جب حالت یہ ہو تو نماز میں تلاوت کا لطف کیا مل سکتا ہے اور اس پر کیا ثواب حاصل ہو سکتا ہے نماز کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد باری ہے کہ "یہ برے کاموں اور بےحیائی سے روکتی ہے۔" ضرور روکتی ہے لیکن انہی کو جو نماز کو اس کے تمام لوازمات کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور سکون و آہستگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اگر نماز نماز کے طریق پر ادا کی جائے اور اس میں خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت کلام الٰہی بھی کی جائے تو اجر عظیم کے مستحق ہونے کے علاوہ ان کی دنیا بھی سنبھل جائے!

اصلاح مسلمین کے دو نسخے

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مسلمانوں کو وصیت کی تھی کہ میں تمہارے لئے دو اہم چیزیں اور دو موثر نسخے چھوڑے جاتا ہوں اگر ان کے مطابق عمل کرو گے تو تمہیں جادہ صداقت و حقانیت سے کوئی چیز منحرف نہ کر سکے گی اور تم دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب رہو گے ان میں ایک موت کی یاد ہے اور دوسرا قرآن کریم ہے واقعہ یہ ہے کہ موت بہت موثر و مصلح چیز تھی اور اس کی یاد انسان کو بہت سے گناہوں اور لغزشوں سے بچانے والی تھی لیکن مسلمانوں نے اسے تو بالکل گلدستہ طاق نسیاں بنا دیا اور انھیں عیش کے زمزموں اور غفلتوں کی فراوانیوں میں موت یاد ہی نہیں آتی آپ انسانوں کی تغافل شعاری کے راز سے بھی پوری طرح واقف تھے اسی لئے آپ نے موت کے بے ساختہ یاد آنے کی ایک صورت یہ بھی بتائی تھی کہ روز نہیں تو ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور عبرت حاصل کرنے کے لئے قبرستان ہو آیا کرو جنازہ میں شرکت اور نماز جنازہ میں شمولیت کی تاکید کا مقصد بھی یہی تھا لیکن اب تو مسلمانوں نے تمام اسلامی طریقوں کو خیرباد کہہ کے صرف ایک غفلت کی چادر اوڑھ لی ہے اور انھیں موت کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں آتی کہ عبرت ہو اور اس سے اصلاح عمل کی صورتیں پیدا ہوں۔

رہا قرآن کریم تو یہی زمین و آسمان اس امر کے شاہد ہیں کہ ایک صدی تک تو تنہا یہی کتاب مسلمانوں کے لئے درس عمل بنی رہی اور ان کی رہنمائی کرتی رہی قرآن کریم کے سوا حدیث و فقہ بھی موجود نہ تھی تمام مسائل و فرائض کا استخراج قرآن اور صرف قرآن سے کیا جاتا تھا دنیا جانتی ہے کہ اسی ایک کتاب کی روشنی میں اس ایک صدی ہی کے اندر اندر زمانہ کی سب سے بڑی سب سے زبردست اور سب سے عظیم الشان طاقت بن گئے اور چار دانگ عالم میں انہی کی سطوت و اقبال کا ڈنکہ بجنے لگا تاریخ عالم کے اوراق کا ہر صفحہ اور ہر ورق اس عہد کی

اسلامی صولت و دارائی کی داستانہائے عظمت سے لبریز ہے ولید و ہشام کے زمانہ میں اتنی وسیع اور اتنی پرشکوہ سلطنت اسلامیہ اسی نیلگوں آسمان کے نیچے قائم تھی روما کی سطوت و جبروت بھی اس کی وسعتوں میں غرق ہوگئی تھی دیوار چین سے لیکر مراکش تک چپہ چپہ پر پرچم اسلامی لہرا رہے تھے اور ربع مسکوں میں کوئی فرزندان توحید کا مقابل نظر نہ آتا تھا۔

یہ دارائی یہ شکوہ اور یہ اقبالمندی مسلمانوں کو قرآن اور صرف قرآن کے احکام و اوامر پر کاربند ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی قرآن ہی ان کا آئین قرآن ہی ان کا دستور العمل اور قرآن ہی ان کا رہنما تھا اور اسی کے بتائے اور دکھائے ہوئے راستہ پر گامزن ہوکر وہ مراحل ارتقا سرعت و تیز رفتاری کے ساتھ طے کرتے چلے جاتے تھے جس لمحہ سے انہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات سے اعراض برتنا شروع کیا اسی لمحہ سے ان کے قوائے عمل میں اضمحلال شروع ہوگیا اور وہ گوناگوں مشکلات اور مصائب میں پھنسنے اور گرداب حوادث میں غوطے کھانے لگے مسلمانوں کی عبرت و بصیرت کے لئے یہ حقائق موجود ہیں لیکن اس پر بھی ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ وہ یورپ کے صنمکدوں اور امریکہ کے ایوانوں میں روشنی ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور اپنی نجات و رستگاری کے لئے قرآن کریم کی طرف نہیں بلکہ برک و برائٹ کی تعلیمات کی طرف ان کی نگاہیں اٹھتی ہیں۔

غور و توجہ کی تلقین

قرآن کریم اپنے متبعین کو پکار پکار کر غور و تدبر کی تلقین کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ کوئی مشکل اور ادق نہیں بلکہ ایک آسان کتاب ہے اس کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں لیکن مسلمان ہیں کہ اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتے اور برابر غفلت کی گہرائیوں میں ڈوبے پڑے ہیں قرآن کریم ہی میں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر لیکن نہ ہماری نظریں اس ارشاد باری پر رکتی ہیں اور نہ ہمارے قلب میں کوئی اثر ہوتا ہے اسی ذہنیت کی بنا پر خدائے قدوس فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوبھم اقفالھا کیا یہ لوگ قرآن کے مطالب پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں اگر قفل نہ لگے ہوتے تو ہم قرآنی مطالب کی طرف سے ایسی بے پرواہی اور بے التفاتی نہ برتتے اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حقیقت میں ہمارے قلوب کے دروازے مقفل ہو گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان سب کچھ دیکھتے ہوئے جانتے ہوئے بھی خدائی امر و نواہی پر غور نہیں کرتے اور معاصی کے قعر میں گرتے اور پستی کی گہرائیوں میں گرتے چلے جاتے ہیں اگر وہ آج بھی قرآن کو اپنا دستور عمل بنائیں تو ان کی پستی عروج سے بدل جائے اور وہ عظمت و ارتقا کی بلندیوں پر آفتاب بنکر چمکنے لگیں۔

اس زمانہ میں بھی یقیناً ایسے مسلمان موجود ہیں جو قرآن کریم پڑھتے اور روزانہ تلاوت کرتے ہیں لیکن اس طرح کہ زبانوں سے گذر کر دلوں کی گہرائیوں تک اس کا کوئی اثر نہیں پہنچتا اور انھیں یہ محسوس ہی نہیں ہونے پاتا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں کیوں پڑھ رہے ہیں اور خدائے قدوس انھیں کیا ہدایت کر رہا ہے قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا تھا کہ ہم اس کے ظاہری ادب و احترام پر اکتفا کریں اسے چومیں آنکھوں سے لگائیں اور طوطے کی طرح پڑھ کر اسے کسی بلند جگہ پر رکھدیں اور نہ اس کے نزول کا یہ مقصد تھا کہ مسلمان اسے محض برکت کے لئے پڑھیں اس کی آیات مختلف امراض و عوارض کے انسداد کے لئے کام میں لائیں سب جانتے ہیں کہ آجکل ۹۹ فیصدی سے بھی زیادہ مسلمان قرآن کریم کو محض برکت و ثواب کے لئے پڑھتے ہیں اور انھیں اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ قرآن کریم کے پڑھنے اور سمجھنے سے مقصد اصلی کیا ہے جب تک یہ علم ہی نہ ہو کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں اور باری تعالیٰ نے ہمیں کیا احکام دیئے اور کون کونسی راہیں بتائی ہیں اس وقت تک اس کے پڑھنے اور تلاوت کرنے سے ہمیں کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

یہ ہم ہی نہیں کہتے بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی یہی ارشاد ہے آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کے ایسے پڑھنے سے کوئی نفع ہی حاصل نہیں ہو سکتا کہ اس کے معانی و مطالب ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم اسے سمجھکر غور و فکر سے اس کا مطالعہ نہ کریں حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ تم اس خیال میں نہ رہو کہ جلد جلد قرآن ختم ہوتے چلے جائیں اور سمجھ میں آئے یا نہ آئے کسی طرح قرآن ختم ہو جائے یاد رکھو اگر تم ایک ہی آیت شریف کو سوچ سمجھکر رات بھر پڑھتے جاؤ گے تو اس ایک آیت کا پڑھنا پچاس ختم قرآن سے بہتر ہوگا جو سمجھکر نہ پڑھے جائیں ایک مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بسم اللہ شریف کو کم از کم بیس مرتبہ پڑھا اور ہر دفعہ اس سے نیا حظ اٹھایا ایران میں مسلمانوں کا ایک قافلہ قطع مراحل کرتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک مقام پر یکبارگی اس پر ڈاکو ٹوٹ پڑے قافلہ والوں میں سے کوئی ایک صاحب آہستہ آہستہ قرآن کریم پڑھتے چلے جا رہے تھے جب لوٹ شروع ہوئی تو آپ نے بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا جب سکون ہوا تو آپ کی زبان پر یہ آیت تھی الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ "کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ قلوب خداوند قدوس کی خشیت سے لرزنے لگیں" ڈاکوؤں کا سردار عربی زبان پر عبور رکھتا تھا۔

انتہائی ظلم کا موقع مظلوموں کی چیخ و پکار مسافروں کا راہ میں لٹنا خود ایک موثر نظارہ تھا کہ اس اثناء میں اس کے کان میں اس آیت کی گونج پیدا ہوئی وہ ایک ساتھ اپنی شدت سے یہ کہتا ہوا اللہ کھڑا ہوا کہ آگیا آگیا۔ اس کا قلب بے چین ہوگیا اور خشیت الٰہی سے تمام جسم لرزنے لگا اس نے سارا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور آیندہ کے لئے صدق دل سے توبہ کرکے بقیہ عمر توبہ و استغفار اور یاد الٰہی میں بسر کی

دیکھا آپ نے یہ ہے آیات قرآنی کا کمال و اثر کہ اگر ذرہ برابر بھی توجہ سے کام لیا جائے تو قلوب سینے میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ اٹھتے ہیں اور انسان میں صبر و ضبط کی تاب باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح لکھا ہے کہ ایک بزرگ کہیں تشریف لیجا رہے تھے اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک لڑکا مکتب کے دروازہ پر کھڑا زار و قطار رو رہا ہے تختی ہاتھ میں ہے جسے وہ بار بار دیکھتا اور روتا جاتا ہے آپ کو ترس آیا اور قریب جاکر پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے کیوں اس شدت کے ساتھ رو رہے ہو اس نے تختی سامنے کر دی اور کہنے لگا دیکھئے تو کس شدت و شکوہ کی وعید ہے بندہ اسے دیکھکر اور پڑھکر دنیا سے بیزار اور نفور نہ ہو جائے تو کیا کرے آپ نے تختی ہاتھ میں لیکر پڑھی تو اس پر "الملک شریف" کی نصف سورت مرقوم تھی آپ خود بھی متاثر ہوئے اور فرمانے لگے بیٹا خاموش رہ

اپنے آنسو روک لے کل مجھے پھر رونا ہے کل تیرا استاد آخری لطف صورت جب دیکھ لیگا اس وقت دل کھول کر رو لینا کہ اس وقت مزید گریہ وزاری کا موقعہ ہوگا۔ دوسرے روز جو آپ اس طرف سے گزرے تو دیکھا کہ تختی پر بقیہ صورت بھی لکھی ہوئی ہے اور وہ لڑکا مردہ پڑا ہے اس کے تاثرات قوی دماغ تیز اور احساسات بہت ذکی تھے وہ اس وعید اور شکوہ تہدید کو برداشت نہ کر سکا اور اس کا قلب پھٹ گیا۔ ایک وہ لڑکا تھا اور ایک ہم ہیں ہم نے بلاشبہ یہ صورت اپنی زندگی میں ہزار مرتبہ تو ضرور ہی پڑھی ہوگی لیکن اثر ہونا تو کجا اس طرف کبھی ذہن بھی منتقل نہ ہوا ہوگا۔ اور منتقل تو جب ہو کہ ہم قرآن کریم کو سمجھکر پڑھیں اور آیات کے معانی و مطالب کو سمجھیں۔

قرآن کریم کا احترام

قرآن کریم کو ہم پڑھتے تو ہیں لیکن یہی نہیں کہ ہم سمجھکر نہیں پڑھتے بلکہ کلام الٰہی کا واجبی احترام بھی ہمارے پیش نظر نہیں رہتا جتنا جلد کوئی قرآن شریف پڑھتا ہے اتنا ہی فخر کرتا ہے جب پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ڈاک گاڑی چھوڑ دیتے ہیں اور پوری سرعت و عجلت کے ساتھ پڑھتے چلے جاتے ہیں اس وقت اس کے ادب و احترام کا نہیں بلکہ اس کا خیال ہوتا ہے کہ جتنی جلد ہم پارہ ختم کر سکیں کر لیں ہم کہہ چکے ہیں کہ اس طرح تلاوت گستاخی کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور ثواب کیا الٹا ہم پر گناہ ہوتا ہے خدائے قدوس کا کلام اور اسے اس سرعت اور بھونڈے طریق سے پڑھنا معصیت کے سوا اور کیا نتائج پیدا کر سکتا ہے جس وقت قرآن کریم کو پڑھنے بیٹھیں اس وقت یہ خیال کر لینا چاہیے کہ اب ہمیں رب العزت پروردگار عالم سے ہمکلامی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے ہم اس کی بارگاہ رفیع میں حاضر ہیں خشوع و خضوع کا جذبہ ہم پر مستولی ہونا چاہیے۔

جس طرح ایک بڑے رتبہ کے انسان سے ہمکلام ہونے میں ہمیں اس کی بڑائی اور عظمت کا ہر لمحہ خیال دامنگیر رہتا ہے اور ہم سنبھل سنبھل کر اس سے گفتگو کرتے ہیں کم از کم اتنا خیال تو اس وقت ہمیں ہونا ہی چاہیے قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے غور و فکر کی چشم بصیرت وا کر لینی چاہیے اور رک رک کر اور ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی توجہ اور آہستگی کے ساتھ پڑھنا چاہیے یہی صورت ہے جو معانی و مطالب کبھی ہم پر واضح کر دیتی ہے ورنہ عجلت میں تو مطالب کی طرف ذہن ہی منتقل نہیں ہوتا اس وقت باوضو اور ہر امر سے خالی الذہن ہونا بھی لازمی ہے اور اگر ممکن ہو تو اس وقت کچھ خوشبو بھی ضرور سونگھ لینی چاہیے اگر دوران تلاوت میں تلاوت کے آداب و احترام کا خیال ملحوظ نہ رکھا جائے تو اس کا فیضان جاری نہیں رہتا اور نہ ایسے پڑھنے سے کوئی ثواب اور فائدہ ہوتا ہے۔

اجر عظیم کی بشارت

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے وہ اپنے بندوں پر کرم و نوازش کے بہانے ڈھونڈھتا رہتا ہے اور ان کی محنت کے پھل کو کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا اگر بندہ واقعی مجبور ہے تو وہ اس کے اجر کو پیش نظر رکھتا ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ عربی زبان سے واقف نہیں صرف اسے دیکھ کر پڑھ لیتے ہیں ایسے افراد کو تلاوت کے ثواب سے ہرگز محروم نہ کیا جائے گا شرط یہی ہے کہ وہ تلاوت کے آداب و احترام کو ملحوظ رکھیں

اور آہستہ آہستہ حروف و الفاظ کو واضح کر کے پوری انکساری و تضرع کے جذبات سے تلاوت کریں اور یہی کہیں کہ ہم دربار خداوندی میں حاضر ہیں ایسی صورت میں ... ... اس کے بے معنی پڑھ لینے میں بھی ثواب حاصل ہوگا اور پڑھنا تو ایک طرف اس کے دیکھنے کا بھی ثواب ملیگا جو لوگ پڑھ نہیں سکتے وہ اگر اسے احترام کی توجہ سے سنیں تو وہ بھی ثواب و اجر سے محروم نہ کئے جائینگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور یہ فرمایا ہے کہ لاخیر فی قراۃ لا تدبر کہ بے سوچے سمجھے قرآن کریم کی تلاوت سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور ورتل القرآن ترتیلا کے اتباع میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی نے فرمایا ہے کہ قرآن ٹھیر ٹھیر کر پڑھو اور جو شخص تین روز سے کم مدت میں قرآن کریم ختم کرے گا وہ ثواب سے محروم رہے گا قرآن کی تلاوت بھی بجائے خود ایک عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہوتی ہے جس میں رجوع قلب اور سکون دل کی روح موجود ہو واضح رہے کہ قرآن و حدیث کے اول مخاطب عرب تھے جن کی مادری زبان عربی تھی حضرت امام غزالی کا یہ قول کہ بلا سمجھے قرآن پڑھنا ایک گستاخی ہے یا رسول کریم کی اسی مضمون کی احادیث انھیں لوگوں کے انتباہ کے لئے تھیں اور ہم میں سے وہ اشخاص بھی اسی انتباہ کے مورد بن سکتے ہیں جو عربی سمجھتے ہیں اور پھر بلا غور و فکر جلد جلد پڑھتے چلے جاتے ہیں ساتھ ہی وہ لوگ بھی ثواب کے مستحق نہیں ہو سکتے جو تعلیم یافتہ ہیں ترجمہ سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر نہیں اٹھاتے بلا ترجمہ پڑھے ایک پارہ کی تلاوت سے اس ایک رکوع کا پڑھ لینا زیادہ اجر کا باعث ہے جو غور اور ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے۔

حضرت امام غزالی کی نصائح

حضرت امام غزالی بہت بڑے خدا دوست اور خداشناس بزرگ گزرے ہیں آپ نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی و معارف کے متعلق غور کرنے کے بارہ میں بہت سی مفید اور قابل عمل باتیں مرقوم فرمائی ہیں اور واضح کیا ہے کہ قرآن کریم کو کس طرح پڑھا جائے اور اس کے مطالب و اسرار پر غور و فکر کی کیا کیا صورتیں اختیار کی جائیں آپ لکھتے ہیں:۔

جو آیت بھی نماز میں یا قرآن کریم میں پڑھی جائے ضروری ہے کہ اس کے مطالب و معانی پر بھی غور کرے اور ہر طرف اور ہر سمت سے خیال ہٹا کر توجہ اسی طرف مرکوز کر دے حتی کہ اس وقت کسی اور دینی امر کی طرف بھی اپنا خیال منتقل نہ ہونے دے جیسے صفات الٰہی، محامد رب قدیر اور قدرت ایزدی کے اسرار و غرائب اور رموز اور حکمتیں اس پر واضح ہوتی جائیں گی اسے لطف بھی آتا جائے گا اور اس کی توجہ بھی قائم ہوتی جائے گی۔

آپ مثالاً فرماتے ہیں کہ جب آیت شریفہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ زبان سے ادا ہو تو نطفہ کے عجائبات اور اس کی بار آوریوں کی طرف اپنی دماغی توجہ مرتکز کرے اور سوچے کہ پانی کے ایک حقیر و ناچیز قطرے سے خدائے ذوالجلال نے کیا کیا اور کیسی کیسی مختلف چیزیں تیار کر کے رکھدیں گوشت پوست رگیں، اعصاب، ہڈیاں، ناخن بال، سر آنکھیں کان اور اعضائے انسانی اس سے بنائے اور پھر انسانی پتلے میں روح پھونک کر اسے کتنی شاندار دماغی و قلبی قوتیں عطا فرما کر اشرف المخلوقات کے خطاب رفیع سے مشرف

فرمایا۔ اسی طرح مختلف المعانی آیات کے مطالب ومفاہیم کی طرف پڑھنے والے کا دماغ وذہن منتقل ہوتا چلا جائے رحمت کی آیت سامنے آئے تو قلب میں شادمانی وانبساط کے جذبات امنڈ آئیں اور جب کسی خوف وبیم کی آیت پر پہنچے تو دل پر ہراس واضطراب کا عالم طاری ہو جائے اسی طرح جب معبود برحق کی صفات کاملہ کی کوئی آیت زبان پر آئے تو ایک پیکر انکسار وتواضع بن جائے اور جب کفار کے اقوال اور ان کی سرکشی کی عادات کی آیت سامنے آئے تو شرم وخجالت کا رنگ چہرہ پر نمودار ہو اسی طرح ہر مضمون کی آیت اور ہر مفہوم کی نص پر اس کے معانی کے مطابق اثر پیدا کرتا جائے اور قلب کو تاثر کے لئے تیار وآمادہ رکھے۔

آپ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں اور یہ مومنوں کی عجائب گاہ ہے اگر کوئی شخص قرآن کریم کے مطالب پر غور کرے تو پھر وہ اور کسی چیز کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا اور اس کی یہ مشغولیت اس کے خیال کو کسی طرف متوجہ نہیں ہونے دیگی جو شخص قرآن کریم کے معنی نہ سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی وہ بڑا ہی بدنصیب ہے ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے ایک بار سمجھ میں نہ آئے تو دوبارہ غور کرے۔

حضرت حسن بصری کی تلقین

حضرت حسن بصری رح فرماتے ہیں کہ قرآن کریم بڑی عظمت والی چیز ہے پہلے لوگ یہ خیال ویقین کرتے تھے کہ قرآن حکیم خدائے قدوس کا ایک فرمان ہے جسے اس نے بندوں کے نام صادر کیا ہے اسی لئے وہ اسے پڑھتے اور اس پر غور وتامل کرتے تھے لیکن جب سپیدہ سحری نمودار ہوتا اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے تم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ صرف اس کی قرات اور اس کا پڑھنا اختیار کر لیا ہے کہ تم اس کی صحت اور زیر وزبر کا تو خیال کرتے ہو لیکن اس کے معانی پر غور کرنے کا تمہیں خیال ہی نہیں، آنا خوب سمجھ لو کہ پڑھنا واقف ہونے کے لئے ہے اور واقف ہونا عمل کے لئے ہے جو لوگ قرآن پڑھتے اور سنتے تو ہیں مگر سمجھتے اور غور نہیں کرتے اور نہ عمل کے لئے تیار ہوتے ہیں اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے نام اس کے مالک کا فرمان آئے جس میں تعمیلی احکام ہوں اور وہ غلام اسے لیکر خوش الحانی سے پڑھنے بیٹھ جائے اس کے حروف کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرے مختصر یہ کہ وہ اس کے پڑھنے اور اس کی تلفظ درست کرنے کی طرف تو توجہ کرے لیکن اس فرمان کی غرض وغایت کو خاک نہ سمجھے نہ سمجھنے کی کوشش کرے اور نہ اسے اس فرمان کی تعمیل کا خیال آئے پھر وہ اس فرمان کو کسی ریشمی یا زربفت کے کپڑے میں لپیٹ کر اور خوشبو لگا کر کسی بلند جگہ پر رکھدے خود غور کرو کہ مالک ان حرکات پر اس غلام کو اچھا سمجھے گا یا برا اور اس کا کیا حال کرے گا اور اس عدم تعمیل فرمان میں وہ مستوجب سزا قرار پائے گا یا نہیں۔

اگر یہ غلام اپنے آقا کے فرمان کے اس ادب واحترام پر بھی قابل سزا ہو تو یقین جانو کہ خدائے قدوس بھی ان بندوں سے ضرور باز پرس کرے گا جو اس کے فرمان کی تعمیل اور اس کی کتاب کے احکام کی پابندی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور ظاہری ادب واحترام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یہ اس کی بندہ نوازی اور شان کریمی کا مظاہرہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو تلاوت محض کا ثواب بھی عطا کر دیتا ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ قرآن سمجھنے اور احکام الٰہی کی تعمیل کے لئے نازل کیا گیا ہے افسوس ہے کہ مسلمان اصل مقصد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور صرف اس کے بلا سوچے سمجھے پڑھ لینے اور اس کا ظاہری احترام کر لینے پر اکتفا کرتے ہیں مسلمانوں کو اپنی اس خامی اور بے توجہی کی طرف اپنا خیال اولین فرصت میں منتقل کرنا چاہیئے اور اگر وہ عربی زبان سے واقف بھی نہ ہوں تو قرآن کریم کے ترجمہ سے انہیں فیض حاصل کرنا چاہیئے۔

کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام نیک اور عمدہ ہو تو اسے شروع کیا جائے اور اگر انجام درست نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں اور جوگیوں کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع اور برباد نہ کریں ان لوگوں کے لئے ایسے ایسے معتبر اور مستند صحیح فالنامے تیار کئے ہیں اور بڑی جانفشانی سے لکھے ہیں کہ جن سے ہر شخص اپنے کام کا انجام معلوم کر سکتا ہے اور ان لٹیروں کے پھندے سے محفوظ رہ سکتا ہے جو ان کے ایمان پر نہ صرف ڈاکہ ہی ڈالتے ہیں بلکہ ان کو مالی نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔

ان بزرگوں میں سب سے زیادہ ماہر حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ استخارہ قرانیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام۔ فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ ودیگر فالنامے شامل کر دیئے ہیں۔

یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی کاغذ لکھائی چھپائی ٹائٹل اعلیٰ رنگین

قیمت آٹھ آنے

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

مقالات غوث الاعظم

بسلسلہ گذشتہ

فاما تعطه في الدنيا وعوضت عنه في الآخرة بما يزيدك قربة وزلفى الى العلي الاعلى وما تقر به عيناك في الفردوس الاعلى وجنة الماوى وان كنت لم تطلب ذلك وتامله وتوجه وانت في دار الدنيا التي هي دار الفناء والتكاليف بل رضا به وانت فيها وجه الذي خلق وبرا ومنع واعطى وبسط الارض ورفع السماء اذ ذلك هو المراد والمطلوب والمنى فربما عوضت عن ذلك بما هو ادنى من ذلك او مثله في الدنيا بعد انكسار قلبك لبعده عن ذلك المطلوب والمراد والمنى وتحقق العوض في الآخرة على ما ذكرنا وبينا ۔

کسی شے کا ارادہ تقاضا نہیں ہو تو کچھ میں ارادہ اشیا میں سے کوئی شے کا ارادہ پیدا کیا جائے گا اور جب تیرا ارادہ اس میں ثابت ہو جائے گا تو پھر وہ شے دور اور معدوم کر دی جائے گی اور تو اس چیز سے واپس کیا جائے گا پھر وہ شے تجھے دنیا میں نہیں دی جائیگی بلکہ اس کا عوض آخرت میں تجھے ایسا دیا جائے گا جو حضرت باری میں تیرے قرب کو زیادہ کرے اور جس سے جنت الماوی اور فردوس اعلیٰ میں تیری آنکھیں روشن ہوں اور اگر تو نے اس دنیا دار فنا اور دار تکلیف میں اس چیز کی طلب نہ کی امید نہ رکھی اور اس کی طرف مائل ہوا بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے تیری امید صرف وہ ذات پاک رہی جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اظاہر کیا اور کسی کو دیا اور کسی کو نہ دیا اور زمین کو بچھایا اور آسمان کو بلندی دی اور بیشک یہی ذات پاک مراد و مطلوب اور آرزو ہے تو اکثر اوقات ایسا ہوگا کہ تیرے دل شکستہ ہونے کے بعد (اور اپنے مراد و مطلوب اور آرزو سے رکتے ہوئے) باز رہنے اور دنیا میں ان کی خواہش نہ کرنے کے سبب ان کا بدلہ آخرت میں تیرے لئے ثابت و برقرار رکھتے ہوئے ان کی مثل یا ان سے کم دنیا میں بھی تجھے دیا جائے گا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور بیان کیا۔

المقالة العشرون

مقالہ بیسواں

(في قوله صلعم دع ما يريبك الى ما لا يريبك)

(بیان حدیث کہ شک کی چیز کو چھوڑ دو)

قال في قوله صلعم دع ما يريبك الى ما لا يريبك دع ما يريبك اذا اجتمع ما لا يريبك فخذ بالعزيمة التي لا يشوبها ريب ولا شك ودع ما يريبك واما اذا تجرد المريب المشوب الذي لا يصفو عن حزازة القلب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جو چیز تجھے حلال و حرام کے شک میں نہ ڈالے اسے اختیار کر۔ فرمایا اس حدیث میں کہ جب امر مشتبہ غیر مشتبہ کے ساتھ جمع ہو جائے تو اس عزیمت کو اختیار کر جس میں شک شبہ نہ ہو اور اس چیز کو چھوڑ دے جو شک

وحكمه كما جاء في الخبر الاثم حزاز القلوب فتوقف فيه وانتظر الامر فيه فان امرت بتناوله فخذ ذلك وان منعت فكف فليكن ذلك عندك كان لم يكن ولم يوجد وارجع الى الباب وابتغ عند ربك الرزق ان ضعفت عن الصبر او الموافقة والرضاء والفناء فهو عز وجل لا يحتاج ان يذكر فليس بغافل عنك وعن غيرك هو عز وجل لا يحتاج ان يذكر فليس بغافل عنك وعن غيرك هو عز وجل يطعم الكفار والمنافقين والمدبرين عنه فكيف ينساك ايها المؤمن الموحد المقبل على طاعته والقائم بامره في اناء الليل والاطراف وفيه وجه آخر دع ما يريبك لما لا يريبك دع ما في يد الخلق فلا تطلبه ولا تعلق قلبك به ولا ترجو الخلق ولا تخافهم وخذ من فضل الله وهو ما لا يريبك فليكن لك مسئول واحد ومعط واحد وهمة واحدة وهو ربك عز وجل الذي نواصي الملوك بيده وقلوب الخلق بيده التي هي امراء الاجساد واموال الخلق له والخلق وكلاءه وامناءه وحركة ايديهم بالعطاء لك باذنه عز وجل وامره وتحريكه وكذا عن عطائك

میں ڈالنے والی اور جب محض شک کی چیز ہو اور شے مشکوک وہ ہے کہ جس کے خلجان اور خلش سے دل صاف نہ ہو جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے گناہ دلوں کا خلجان اور سوزش ہے تو ایسی حالت میں توقف کر اور اس میں امر باطن کا انتظار کر اگر تجھے اس کے حاصل کرنے کا حکم دیا جائے تو تو اسے لے اور اگر منع کیا جائے تو باز رہ پھر چاہیے کہ وہ مشتبہ چیز تیرے نزدیک ایسی ہو جائے گویا کہ وہ موجود ہی نہ تھی اور خدا کے دروازہ کی طرف رجوع کر اور اپنے پروردگار سے رزق مانگ اگر صبر یا موافقت یا رضا یا فنا سے تو ضعیف اور بے صبر ہو جائے تو تو یاد رکھ کہ اللہ عزوجل اس کا محتاج نہیں ہے کہ اسے یاد دلایا جائے اور وہ تجھ سے اور تیرے غیر سے کبھی غافل نہیں ہے اور وہی پروردگار عالم کفار اور منافقین اور اپنی طاعت سے برگشتہ لوگوں کو بھی رزق دیتا ہے پھر اے مومن موحد اسے اس کی طاعت پر جمے رہنے والے اور شب و روز اس کے حکم کی پابندی کرنے والے تو تجھے کس طرح بھول جائے گا اور دوسرے معنے حدیث دع ما یریبک کے یہ ہیں اس چیز کو جو مخلوق کے پاس ہے چھوڑ دے اس کو طلب نہ کر اس سے دل نہ لگا مخلوق سے امید نہ رکھ اور ان سے خوف نہ کر اور خدا کے فضل سے لے اور وہ فضل ایسی شے ہے کہ تجھے شک میں نہ ڈالے گی اور اس کا پہنچنا یقینی ہے پس چاہیے کہ تیرے لئے در طلب ایک دینے والا ایک اور ارادہ ایک ہو اور وہ تیرا ہی رب عزوجل ہے اس کے قبضہ میں بادشاہوں کی پیشانیاں ہیں اور اس کے ہاتھ میں مخلوق کے قلوب ہیں جو اجساد و اجسام کے بادشاہ ہیں اور ان میں عامل و متصرف ہیں اور

کذلک قال عز من قائل واسئلوا الله من فضله وقال ان الذین تدعون من دون الله لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند الله الرزق واعبدوه واشکروا له وقال اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان وقال ادعونی استجب لکم وقال ان الله هو الرزاق ذو القوة المتین وقال ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب

اور تجھے دینے میں لوگوں کے ہاتھ کی حرکت کے اذن حکم اور جنبش دینے سے ہے اور تجھے دینے سے مخلوق کا باز رہنا بھی اسی طور پر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو اور فرمایا تم خدا کے سوا جنھیں پکارتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں پس اللہ ہی سے رزق طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو اور فرمایا اے نبی جب میرے بندے میری نسبت آپ سے سوال کریں تو بیشک میں اپنے بندوں سے قریب ہوں میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جبکہ کوئی مجھے پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور فرمایا اللہ ہی رزاق (رزق دینے والا) صاحب قوت اور مضبوط ہے اور فرمایا اللہ جس کو چاہتا ہے اُسے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

المقالة الحادية والعشرون

(فی مکالمة ابلیس)

قال رضی الله عنه رأیت ابلیس اللعین فی المنام وانا فی جمع کثیر فهممت بقتله فقال لی لم تقتلنی وما ذنبی ان جرى القدر بالشر فلا اقدر اغیره وانقله الی الخیر وای شیء بیدی ورأیت صورته علی صورة المخانث لین الکلام مشنوء الوجه فیه طاقات شعر فی ذقنه حقیر الصورة ذمیم الوجه وکانه یتبسم فی وجهی تبسم خجل ووجل وذلک فی لیلة الاحد ثانی عشر ذی الحجة احدی وتسعین واربعمائة۔

مقالہ اکیسواں

(ابلیس کی گفتگو)

فرمایا رضی اللہ عنہ میں نے خواب میں ابلیس لعین کو دیکھا کہ میں ایک جماعت کثیر میں ہوں میں نے ارادہ اس کے مار ڈالنے کا کیا اُس نے کہا آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں میرا کیا گناہ ہے اگر تقدیر شر کے ساتھ جاری ہوتی ہے تو خیر کے ساتھ بدلنے اور خیر کی طرف اُسے پلٹنے کی میں طاقت نہیں رکھتا اور اگر تقدیر خیر کے ساتھ جاری ہو تو میں طاقت نہیں رکھتا یہ کہ اسے شر کی جانب پلٹ دوں پس کونسی چیز میرے اختیار میں ہے میں نے اس کی صورت مخنثوں کے انداز دیکھی نرم اور سست کلام لمبا منہ لمبی ناک ٹھوڑی کے نیچے چند بال تھے صورت حقیر شکل ذلیل گویا وہ ایک خوف زدہ اور شرمگین شخص کی طرح میرے روبرو متبسم تھا میں نے یہ خواب ذی الحجہ کی بارہویں تاریخ ۴۹۱ھ میں اتوار کے دن دیکھا تھا۔

المقالة الثانیة والعشرون

فی ابتلاء المؤمن علی قدر ایمانه

قال رضی الله عنه لا یزال الله یبتلی عبده المؤمن علی قدر ایمانه فمن عظم ایمانه وکثر وتزاید عظم بلاؤه فالرسول بلاؤه اعظم من بلاء النبی لان ایمانه اعظم والنبی بلاؤه اعظم من بلاء البدل وبلاء البدل اعظم من بلاء الولی کل واحد علی قدر ایمانه ویقینه واصل ذلک قول النبی صلی الله علیه وسلم انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل فیدیم الله تعالی البلاء لهؤلاء السادة الکرام حتی یکونوا ابدا فی الحضرة ولا یغفلوا عن الیقظة لانه تعالى یحبهم فهم اهل المحبة ومحبوب الحق والمحب ابدا لا یختار بعد محبوبه فالبلاء خطاف لقلوبهم وقید لنفوسهم یمنعهم من المیل الی غیر مطلوبهم والسکون والارتکان الی غیر خالقهم فاذا دام ذلک فیهم ذابت اهویتهم وانکسرت نفوسهم وتمیز الحق من الباطل فتنزوی الشهوات والارادات والمیل الی اللذات والراحات باجمعها دنیا واخری الی ما یلی النفس ویصیر السکون الی وعد الحق والرضاء بقضائه والقناعة بعطائه والصبر علی بلائه والامن من شر خلقه الی ما یلی القلب فتقوى شوکة القلب فتصیر الولایة علی الجوارح الیه لان البلاء یقوی القلب والیقین ویحقق الایمان والصبر

مقالہ بائیسواں

(مومن پر بقدر اس کے ایمان کے بلا آتی ہے)

فرمایا کہ عادت الٰہی جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ پر اس کے ایمان کے بقدر بلا ڈالتا ہے پس جس شخص کا ایمان زیادہ قوی ہے اس کی بلا زیادہ عظیم ہے رسول کی بلا نبی کی بلا سے عظیم ہے کیونکہ رسول کا ایمان اعظم ہے اور نبی کی بلا ابدال کی بلا سے زیادہ بڑی ہے کیونکہ نبی کا ایمان ابدال کے ایمان سے زیادہ بڑا ہے اور ابدال کی بلا ولی کی بلا سے زیادہ عظیم ہے ہر شخص بلا میں اپنے اندازۂ ایمان و یقین کے مطابق مبتلا کیا جاتا ہے اور اس کی اصل فرمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے فرمایا ہم گروہ انبیا بلحاظ بلا کے اور لوگوں سے سخت تر ہیں پھر انبیاء کے بعد اسی طرح درجہ بدرجہ اور ان سادات کرام کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ مبتلائے بلا اس لئے رکھتا ہے تاکہ وہ دوام و محل قرب اور حضوری میں رہیں اور شہود حق کی بیداری سے غافل نہ رہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انھیں دوست رکھتا ہے اور وہ اہل محبت اور محبوب حق ہیں اور محب کبھی اپنے محبوب کے بعد کسی کو پسند نہیں کرتا پس بلا اُن کے قلوب کو حق کی طرف کھینچنے والی ہے اور ان کے نفوس کے لئے قید ہے اور غیر مطلوب کی طرف مائل ہونے اور خالق کے غیر سے آرام لینے اور اس کی طرف جھکنے سے ان کو روکتی ہے پھر جب ان پر نزول بلا ہمیشہ رہتا ہے تو ان کی خواہشیں پگھل جاتی ہیں اور ان کے نفوس ٹوٹ جاتے ہیں اور حق باطل سے ممتاز ہو جاتا ہے پھر شہوتیں اور ارادے اور لذتوں کی خواہشیں اور دنیا و آخرت کی راحتیں یہ سب کے سب ان کے گوشۂ نفس میں سمٹ آتی ہیں اور پھر وعدہ حق پر سکون اس کی قضا پر رضا اس کی عطا پر قناعت اور اس کی بلا پر صبر اور خلق کے شر سے امن یہ سب ان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور ان کے دل کی شوکت قوی ہو جاتی ہے پھر قلب کو تمام اعضاء پر بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

تاریخ اسلام

(سلسلہ گذشتہ)

حبش میں پہنچ کر غریب ستائے ہوئے مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا اور نجاشی کے زیر سایہ امن و چین کی زندگی بسر کرنے لگے قریش جب یہ خبر سنتے تو پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے بالآخر سب نے مل کر طے کیا کہ ایک سفارش نجاشی کو بھیجی جائے کہ وہ ہمارے مجرموں کو ہمارے حوالہ کر دے اور یا اپنے ملک سے نکال دے چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن العاص اس کام کے لئے منتخب کئے گئے نجاشی اور اس کے درباریوں کے لئے گرانبہا تحفے مہیا کئے گئے بڑے تزک و احتشام اور سرو سامان سے یہ سفارت حبش کو روانہ ہوئی سب سے پہلے یہ سفیر درباری پادریوں سے ملے اور ان کی خدمت میں نذریں پیش کرکے ان کو ہموار کیا اور اس طرح گانٹھا کہ ہمارے شہر کے چند نادانوں نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا ہے جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں کے خلاف ہے اس جرم میں ہم نے ان کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے جو تمہارے ملک میں آکر پناہ گزیں ہوئے ہیں کل ہم جو درخواست ان کے متعلق دربار میں پیش کریں تو آپ ہماری مدد اور تائید فرمائیں تاکہ اس وبا سے آپ کا ملک محفوظ رہے دوسرے دن جب دربار میں درخواست پیش ہوئی کہ ہمارے مجرمین کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے تو نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کونسا نیا دین ایجاد کیا ہے مسلمانوں نے اپنی طرف سے گفتگو کرنے کے لئے حضرت جعفر کو منتخب کیا اور انہوں نے اس طرح تقریر شروع کی۔

حضرت جعفر کی تقریر

ایہا الملک! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے بت پوجتے تھے مردار کھاتے تھے ہمسایوں کو ستاتے تھے بدکاریاں کرتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ قوی لوگ کمزوروں کو کھا جاتے تھے اس اثنا میں ہم میں ایک شخص پیدا ہوا جس کی شرافت اور صدق و دیانت سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے اس نے ہم کو اسلام کی دعوت دی اور یہ سکھایا کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں۔ خونریزی اور دغابازی سے باز آئیں نماز پڑھیں روزے رکھیں زکوٰۃ دیں۔ ہم اس پر ایمان لائے شرک اور بت پرستی چھوڑ دی اور تمام اعمال بد سے باز آئے اسی جرم پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی اور ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم اسی گمراہی میں واپس آجائیں۔

یہ مختصر مگر جامع و مانع پر تاثیر اور دلنشیں تقریر سنکر نجاشی نے کہا کہ اچھا جو کلام تمہارے پیغمبر پر اترا ہے کہیں سے پڑھو یہ سنتے ہی حضرت جعفر نے سورہ مریم کی ابتدائی آیتیں شروع کر دیں جن کا یہ اثر ہوا کہ نجاشی پر رقت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں پھر سفرائے قریش سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ میں ان کو ہرگز واپس نہ کروں گا۔

جب سفرائے قریش نے دیکھا کہ تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور کلام الٰہی کی للٰہی تاثیر نے نجاشی کو بھی مسحور کر لیا تو دوسرے دن عمرو بن العاص نے ایک اور چال چلی اور دربار میں آکر نجاشی کو یوں بھڑکانا شروع کیا۔

کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہیں نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر اس سوال کا جواب مانگا اب مسلمانوں کو تردد ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے سے انکار کرتے ہیں تو نجاشی کا ناراض ہونا یقینی ہے اور اگر حق و صداقت سے گریز کرتے ہیں تو ایمان جاتا ہے حضرت جعفر نے کہا کہ بہرحال کچھ ہی ہو ہمیں سچائی کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے خواہ انجام کچھ بھی ہو الغرض جب یہ لوگ دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے پوچھا کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق تم کیا اعتقاد رکھتے ہو حضرت جعفر نے آگے بڑھکر کہا۔ ہمارے پیغمبر نے بتلایا ہے کہ وہ خدا کا بندہ، پیغمبر اور کلمۃ اللہ ہے۔ یہ سنکر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا واللہ جو تم نے کہا عیسیٰؑ اس تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہے اس باطل سوز منظر نے تمام درباری پادریوں کو برہم کر دیا اور وہ غصہ سے پیچ و تاب کھانے لگے مگر نجاشی نے درباریوں کے غصہ کی کوئی پرواہ نہ کی سفرائے قریش خائب و خاسر اور ناکام و نامراد واپس آئے اور مسلمان امن سے رہنے لگے فسبحان اللہ وبحمدہ۔

احسان کا بدلہ احسان

اسی زمانہ میں نجاشی کے ملک پر کسی دشمن نے حملہ کیا اور نجاشی کو خود مقابلہ میں جانا پڑا جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہمارے محسن کا ملک تاراج ہو رہا ہے اور تخت خطرہ میں ہے تو صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا روش اختیار کرنی چاہیئے چنانچہ یہ رائے قرار پائی کہ ہم میں سے ایک شخص جنگ کے موقع پر موجود رہے اور دم بدم خبریں بھیجتا رہے اور اگر ضرورت پڑے تو ہمیں نجاشی کی ہر طرح مدد کرنی چاہیئے حضرت زبیرؓ اگرچہ اس وقت سب سے کم سن تھے مگر انہوں نے اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کر دیا اور ایک مشک کے ذریعہ دریائے نیل کو تیر کر رزمگاہ میں جا پہنچے ادھر یہ حالات کا معائنہ کر رہے تھے اور منتظر تھے کہ اگر ضرورت ہو تو ہم مدد دیں ادھر صحابہ نجاشی کی فتح کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے چند روز کے بعد حضرت زبیرؓ واپس آئے اور یہ خوشخبری لائے کہ اللہ پاک نے نجاشی کو فتح دی۔

یہ تھے قرن اول کے مسلمانوں کا اخلاق اور دیگر مذاہب والوں سے برادرانہ سلوک مذہبی تعصب کا اُن میں نام تک نہ تھا زمانہ سازی سے وہ ناواقف تھے دراصل اسلام نام ہی صلح و سلامتی کا ہے مسلمان وہ ہے جو صلح جو امن پسند اور بنی نوع انسان کا دلی بہیر خواہ ہو مسلمانوں کے لئے اب تک یہ بات باعث فخر و امتیاز ہے کہ وہ اپنے اور غیروں کے دلی خیرخواہ اور دردشریک ہوتے ہیں وہ جہاں بھی رہتے ہیں امن پسندی اور سلوک و رواداری کے ساتھ۔

محرم سنہ ۷ نبوی اور شعب ابوطالب

اسلام کا روز افزوں بڑھتا ہوا اثر و اقتدار قریش کے لئے سوہان روح بنا ہوا تھا حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا سخت صدمہ پہنچا رہا تھا جن پر ان کا کوئی بس نہ چلتا تھا اور نہ ان کی وجہ سے وہ مسلمانوں پر زیادہ زور و تشدد کر سکتے تھے نیز مسلمانوں کا حبش میں چلے جانا اور وہاں امن و چین کی زندگی بسر کرنا یہ چیزیں ایسی نہ تھیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے

دیکھتے رہتے ان حالات نے ان کو انگاروں پر لٹا رکھا تھا آخر حالات پیش آمدہ پر غور کرنے اور مسلمانوں کی روز افزوں جماعت کے خطرات سے قوم کو آگاہ کرنے کے لئے ایک مجلس مشورت منعقد کی گئی اور اس مجلس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اگرچہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب سب کے سب ابھی مسلمان نہیں ہوئے ہیں لیکن محمد صلعم کی حمایت اور رعایت پر وہ ضرور ہیں اور ان کے اقتدار کے سایہ میں تحریک اسلام پنپ رہی ہے لہذا ابی طالب سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ محمد صلعم کو ہمارے حوالہ کر دیں اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کر دیں تو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو مکمل طور پر بائیکاٹ کر دیا جائے شادی بیاہ میل ملاقات سلام اور بندگی وغیرہ سب ترک کر دیا جائے کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ فروخت کی جائے کھانے پینے کی کوئی چیز ان کے پاس نہ پہنچنے دی جائے اور اس اذیت رساں مقاطعہ کو اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ محمد صلعم کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں اس مقاطعہ کے متعلق ایک عہد نامہ لکھا گیا تمام رؤسائے قریش نے اس پر عمل درآمد کرنے کی قسمیں کھائیں عہد نامہ پر دستخط کئے گئے یہ عہد نامہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا اور مقاطعہ نہایت زور شور سے شروع ہو گیا۔

ابو طالب خاندان ہاشم اور عبد المطلب کو لیکر مکہ کے قریب ایک پہاڑی درے میں جا کر محصور ہو گئے اور جس قدر مسلمان تھے وہ بھی آپ کے ہمراہ محصور ہونے پر مجبور ہو گئے اس مقاطعہ اور نظر بندی سے صرف ایک شخص ابو لہب آزاد رہا کیونکہ وہ کفار قریش کے ساتھ تھا مقاطعہ سختی کے ساتھ شروع ہو گیا درے میں جانے کا صرف ایک تنگ راستہ تھا کوئی شخص اس سے باہر نہ نکل سکتا تھا غلہ وغیرہ جو محصور لوگ اپنے ساتھ لے گئے تھے وہ جلد ختم ہو گیا اور مسلمانوں کو بڑی بڑی تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوا جن کے تصور سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں چونکہ کفار مکہ کے نزدیک بھی حج کے ایام میں امن عام کے دن ہوتے تھے اس لئے محصور مسلمان حج کے دنوں میں باہر نکلتے اور ضروری چیزیں خرید لیجاتے آنحضرت صلعم بھی انہی دنوں میں باہر نکلتے اور تبلیغ اسلام میں مشغول ہو جاتے باہر سے آنے جانے والوں کو تبلیغ کرتے مگر ابو لہب آپ کے ساتھ ساتھ رہتا جہاں جہاں آپ جاتے ساتھ جاتا اور کہتا جاتا کہ یہ شخص جادوگر اور دیوانہ ہے اس کی بات کوئی مت سننا۔

خاندان ہاشم اگرچہ تمام کا تمام حلقہ بگوش اسلام نہ ہوا تھا لیکن یہ بھی اپنے آپ کو اس مقاطعہ سے علیحدہ نہ رکھ سکے۔ خاندان و نسل کا پاس و لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس نے آنحضرت صلعم کا ساتھ دینے اور ان کی مدد کرنے پر مجبور کر دیا یہی نسلی امتیاز اور خاندانی حمیت کا گرامی قدر جذبہ ہے جسے بنی ہاشم کو مستحق تکریم بنا دیا تین سال تک قید و بند میں رہکر حضور کا ساتھ نہ چھوڑنا ایک ایسا خاص پاکیزہ جذبہ ہے جس نے واقعی بنی ہاشم کو ممتاز و سرفراز کر دیا مسلمان تین سال تک شعب ابو طالب میں محصور و مقید رہے اور ہر قسم کی سختیاں برداشت کیں اس سہ سالہ نظر بندی کی مصیبت اور سختی اس قدر سخت اور دردناک تھی کہ قریش کے بعض افراد بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے دراصل یہ مصائب ہی ایسے زہرہ گداز تھے کہ سنگدل بھی سنکر موم ہو جاتے تھے مگر ظالم قریش نرم نہ ہوتے تھے بچوں کا بھوک کے مارے تڑپنا اور بلکنا والدین کا حسرت و یاس سے اپنے بچوں کی مصیبت دیکھنا بھوک کی تاب نہ لا کر درختوں کے پتوں تک کو کھا جانا حتیٰ کہ چمڑہ بھی بھون کر کھا جانا یہ چیزیں ایسی نہ تھیں جو قریش میں سے کسی پر اثر نہ ہوتا چنانچہ بہی ہوا سب سے پہلے بنی ہاشم کی مصیبت کو زہیر بن امیہ بن مغیرہ نے محسوس کیا جو ابو طالب کے ماموں تھے پھر انہوں نے رشتہ داری کا واسطہ ڈالکر ابو البختری بن مطعم بن عدی اور زمعہ بن الاسود کو بھی اپنا ہمخیال بنا لیا اور عہد نامہ کو توڑنے پر آمادہ کر دیا ان لوگوں کے ذریعہ عام لوگوں میں بھی بنی ہاشم کی مظلومی کا چرچا ہونے لگا اور بہت سے لوگ اس ظالمانہ عہد نامہ کی تنسیخ کے حامی بن گئے انہی ایام میں ایک دن حضور سرور کائنات صلعم نے ابو طالب سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ عہد نامہ کی تحریر کو کیڑوں نے کھا لیا ہے اور صرف وہ جگہ باقی رہ گئی ہے جہاں جہاں اللہ کا نام لکھا تھا ابو طالب یہ عجیب و غریب بات سنکر گھاٹی سے باہر نکلے اور آکر قریش سے کہا کہ میرے بھتیجے نے یہ خبر دی ہے کہ عہد نامہ کی تحریر کو کیڑوں نے کھا لیا اگر یہ صحیح ہے اور عہد نامہ کی تحریر معدوم ہو چکی ہے تو مقاطعہ ختم ہو جانا چاہیئے چنانچہ قریش دوڑے ہوئے خانہ کعبہ میں گئے اور دیکھا تو واقعی دیمک نے تمام حروف سوائے لفظ اللہ کے کھا لئے سب حیران و ششدر رہ گئے اور اسی وقت مقاطعہ ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

نبوت کا دسواں سال اور ابو طالب وحضرت خدیجہؓ کی وفات

شعب ابو طالب سے نکلنے کے بعد مسلمانوں کے مصائب کم نہیں ہوئے بلکہ اور زیادہ ہو گئے حتیٰ کہ اس سال کا نام ہی عام الحزن یعنی غموں کا سال مشہور ہو گیا خصوصاً آنحضرت صلعم کی مصیبت اور بیکسی میں اور بھی اضافہ ہو گیا کہ اسی سال ماہ رجب میں ابو طالب اسی سال کی عمر میں وفات پا گئے جو حضور کی پشت و پناہ تھے یہ جب تک زندہ رہے تھے بہی خالفین قریش کی دشمنیاں اور سختیاں اور بھی بڑھ گئیں کیونکہ کفار انہی کے اثر و اقتدار سے ڈرتے تھے ان کی وفات کے ساتھ ہی مکہ سے بنی ہاشم کی اقتدار و تسلط بھی جاتا رہا اور اب خود آنحضرت صلعم اور آپ کے جاں نثار متبعین کو ستانے اور نقصان پہنچانے کا راستہ صاف ہو گیا اس پر مزید ستم بر ستم یہ ہوا کہ ماہ رمضان میں اسی سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا بھی انتقال ہو گیا جو رسول خدا کے تمام مصائب و تکالیف میں رفیق و مونس تھیں یہ ہمیشہ آپ کی ہمت بندھاتیں اور مصیبتوں میں تسلی دیتیں ادہر تو قریش کے آزار ایذا رسانیوں میں اضافہ ہو رہا تھا اور ادہر قدرت نے ایک رفیق و مونس کو آپ سے جدا کر دیا اس نے آپ کو حضرت خدیجہ کی وفات نے بہت ہی زیادہ غمگین بنا دیا۔

شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی آ جائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں ہے۔ یہ کتاب ہر دو سال میں تیس ہزار فروخت ہو گئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ۳۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۶ر کل عہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

اغیار کے ساتھ برتاؤ

والدین، زوجین، اعزا و اقارب اور اولاد کے متعلق برتاؤ کے سلسلہ میں جو کچھ کہا گیا وہ بہر بڑی حد تک انفرادی اور خانگی امور تھے یہ ضرور ہے کہ اس سلسلہ کی بے احتیاطیاں بھی بعض اوقات اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہو جاتی ہیں پھر بھی ان کی نوعیت انفرادی ہی رہتی ہے یتامیٰ کے ساتھ سلوک کا معاملہ ایک اہم قومی معاملہ تھا اس کی اجتماعی نوعیت صرف اسی قدر تھی کہ اثرات مابعد قوم کو متاثر کریں البتہ قومی اعتبار سے یہ بیحد ضروری چیز تھی ان تمام ابواب پر بحث کے اب ہم ایک اور اہم منزل میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جب اسلام نے اہل خانہ اور متعلقین اور بڑوسیوں یتیموں کے متعلق ہمیں اس قدر بتایا ہے اور اتنی ہدایات دی ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنوں کے بعد غیروں سے سلوک کے متعلق کیا کہتا اور کیا حکم دیتا ہے۔

غیروں میں کئی قسم کے لوگوں سے ہمیں سابقہ پڑتا ہے ان میں کچھ ہمارے دوست احباب ہوتے ہیں کچھ معاند و دشمن ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے رشتہ انسانیت کے سوا ہمیں کوئی تعلق نہیں ہوتا حقیقت یہ ہے کہ مؤخر الذکر طبقہ ہی وہ طبقہ ہے جس سے ہمارے دوست اور دشمن پیدا ہوتے ہیں اگر ہمارا سلوک بہتر ہے برتاؤ اچھا اور پسندیدہ ہے اور اخلاق قابل تعریف ہیں تو ہمارے دوستوں کی تعداد یقیناً بہت زیادہ ہوگی اور حقیقی دشمنوں کی تعداد بھی اسی نسبت سے کم ہوتی چلی جائے گی اسی لئے اسلام نے درستگی اخلاق کے لئے اپنے پیروؤں کو بہت زور دیا ہے بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا حقیقی مقصد ہی بتایا گیا ہے کہ آپ اخلاق کی تکمیل کریں اور لوگوں کی عادتیں سنواریں۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضور نحوست کیا ہے آپ نے فرمایا اخلاق کا خراب ہونا۔ بدخلقی نیک عمل کو ایسا بگاڑ دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔ بدخلق آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

ایک جگہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پورے زور کے ساتھ فرمایا کہ جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

اور سنئے آپ برابر اخلاق پر زور دیتے چلے گئے ہیں فرماتے ہیں کہ تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک تم خدا کی مخلوق پر رحم نہ کرو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم سب رحم کرتے ہیں سرکار نے ارشاد فرمایا اسے رحم نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنے دوستوں پر رحم کرے بلکہ میری مراد اس رحم سے ہے جس کا تعلق عام مخلوق سے ہو (طبرانی) خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو دیدہ و دانستہ بھی غلطی اور نادانی کی وجہ سے بھی ... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس شخص نے کسی ایسے انسان پر ظلم کیا جس کا سوائے میرے کوئی مددگار نہیں اس نے میرے غصہ کو بھڑکایا (طبرانی)

کتنا معرکۃ الآرا کتنا سبق آموز اور کتنا بصیرت افروز حکم کہ "الخلق عیال اللہ" (تمام انسان اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں) اب غور کیجئے جب مسلمان تمام انسانوں کو عیال اللہ سمجھنے پر حکماً مجبور ہیں تو وہ کسی کے ساتھ خواہ وہ کوئی ہو کس طرح برا سلوک کر سکتے ہیں اور اگر کریں تو اس کی ذمہ داری کرنے والوں ہی پر عائد ہوگی وہ موجب معصیت قرار پائیں گے۔ اسلام تو اپنے فریضہ سے آزاد ہو چکا اور اس نے واضح کر دیا بتا دیا جتا دیا کہ تمام انسان عیال اللہ اور اچھے سلوک کے مستحق ہیں سب سمجھتے اور جانتے ہیں کہ غیروں سے زیادہ تر تعلق اخلاق ہی کا ہوتا ہے کوئی کسی کو کچھ دے نہیں دیتا اور عام انسانوں کی اچھائی برائی کا اندازہ محض ان کے اچھے یا برے اخلاق ہی سے لگایا جاتا ہے اگر کوئی شخص ہمارے پاس آئے اور ہم اس سے اچھی طرح پیش آئیں تو وہ یقیناً ہمارے متعلق اچھا خیال قائم کرے گا اور اس کی طرف توجہ نہ کریں کشادہ دلی کے ساتھ نہ ملیں اور پیشانی پر بل پڑے ہوں تو وہ ضرور بھی کرے گا کہ ہمارے پاس آنے اور ہم سے ملنے سے بھی گریز کرے گا اور ہمیں برا بتائے گا گویا دنیا کے نزدیک عام انسانی اچھائی برائی کے جانچنے اور اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنے کا معیار سادہ اخلاق اور محض اخلاق ہے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ آجکل "گندم نمائی اور جو فروشی" کا دور دورہ ہے۔ انسان نے اخلاق اور شیریں کلامی کو بھی ایک چلتا ہوا جادو سمجھکر اس سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے اور اسے بھی ایک نفع و نقصان کی چیز سمجھ لیا ہے اخلاق کا مقصد کبھی یہ نہ تھا کہ محض چرب زبانی سے دوسروں کو متاثر کر کے اپنا کام نکال لیا جائے اور زبان اور دل کا تعلق قائم نہ رہے زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ۔

اسلام نے جس اخلاق کو سراہا ہے وہ مخلصانہ اخلاق ہے نہ کہ ریاکارانہ خوش خلقی آج کل یورپ میں یہی اخلاق ہے یہودیوں، ہندوؤں اور مغربیوں میں یہی سکہ چل رہا ہے اور مغربیت یہانتک پہنچ چکی ہے کہ جس سے ملو مخلصانہ نہ ملو، اپنا مفاد بہرحال مقدم رکھو۔ انتہا یہ ہے کہ اپنے آرام اور اپنے فائدہ کے لئے دوسرے کے عیش و آرام کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ آج سے پچاس ساٹھ برس بیشتر ہندوستان میں جو اخلاص و ایثار نظر آتا تھا مغربی سیلاب اسے بہا لے گیا۔ اب یورپ ہو، امریکہ ہو یا ہندوستان ہر جگہ مطلب پرستی کا دور دورہ ہے وہ حقوق کا احترام بھی کرتے ہیں عزت بھی کرتے ہیں اخلاق سے بھی پیش آتے ہیں اچھا سلوک بھی کرتے ہیں لیکن انہی کے ساتھ جو ان سے طاقت میں زیادہ ہوں، یا برابر کی قوت رکھتے ہوں یا جن سے انھیں کام نکلنا ظاہر ہو اور اس عمل سے کچھ فائدہ ہونے اور کچھ کام نکلنے کی توقع ہو۔

اگر یہ بات نہیں تو وہ اپنا ایک باغ بنانے، ایک کارخانہ قائم کرنے اور چند سو یا چند ہزار روپیہ کا فائدہ کرنے کے لئے دوسروں کے پچاس گھر بھی اجاڑ کر

رکھدیں گے اور وہ گاؤں ہی برباد کر دیں گے انھیں مطلق یہ پرواہ نہ ہو گی کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے یا کسی کو تکلیف پہنچتی ہے ان کے لئے صرف یہ دیکھ لینا کافی ہے کہ انھیں اس عمل سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں کسی کے حقوق برباد ہوں کسی کو نقصان ہو کسی کے چوٹ لگے انھیں اپنا نفع اور اپنا آرام دیکھنا ہے اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ غیر تو غیر اپنوں کے مقابلہ میں بھی اسی اصول اور اسی حربہ سے کام لیا جاتا ہے اور عام طور پر لیا جاتا ہے سب سے عقلمند اور صاحب فراست وہی سمجھا جاتا ہے جو زیادہ سے زیادہ انسانوں کو بیوقوف بنا سکے اور اپنا کام نکال سکے۔

یہ اسی سلوک اور برتاؤ کا کرشمہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف حقوق کی جنگ برپا ہے کالے گوروں کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں مزدور سرمایہ دار سے دست و گریبان ہے مسلمان ہندوؤں سے جھگڑ رہے ہیں اچھوت اعلیٰ ذات کے ہنود کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں اور ماتحت حاکموں سے برسر جنگ ہے گلزار امن بڑا اجڑ رہا ہے تمدن کی فلک فرسا عمارتیں کھوکھلی ہوتی چلی ہیں اور کوئی کسی سے مطمئن نہیں کسی کو کسی پر اعتماد نہیں ایک عالمگیر مصیبت اور بے چینی ہے جو پوری دنیا پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ خدائے قدوس کا مقصد یہ تھا کہ دنیا میں امن قائم رہے زبردست زیردستوں کا خیال رکھیں اور کسی کے حقوق و مفاد پر ضرب نہ پڑنے دیکھیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ آفتاب کی روشنی میں اسی نیلگوں آسمان کے نیچے دھڑا دھڑ حقوق پر ڈاکے پڑ رہے ہیں زبردستوں نے زیردستوں پر رحم کے بجائے عرصۂ حیات تنگ کر دیا ہے۔

جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہے بھینس اسی کی سمجھی جاتی ہے بدسلوکی عام ہے ظلم و جبر کی فرمانروائی ہے جب حالت یہ ہو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہو تو امن عالم کیونکر قائم رہ سکتا ہے اور منشائے قدرت کی تکمیل کیونکر ہو سکتی ہے۔ اندازہ کر سکتا ہے انسان تو درندگی اختیار کر چکا ہے زبانوں پر انصاف مساوات اور جمہوریت کے نام ہیں لیکن عملاً مطلب استبداد اور خود غرضی کی حکومت ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس عمل اس سیاست اور اس بدسلوکی کے نتائج کیا مترتب ہو رہے ہیں اور دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ اب مذاہب کی حکومت کہیں باقی نہیں رہی ہر گوشہ میں طاقت اور دبدبہ کی حکومت ہے جس کے استیصال کے لئے اسلام دنیا میں آیا تھا ہمیں یہ تو اعتراف ہے کہ دیگر مذاہب میں بھی اخلاق و امن کی تلقین کی گئی ہے لیکن جس طرح اسلام نے اپنے پیروؤں کو تلقین کی ہے اور امن عالم کی مقتضیات کو نباہا ہے ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر کسی مذہب میں نہیں مل سکتی اس لئے کہ یہ ایک فطری مذہب ہے۔

ہندوؤں کو دیکھو وہ مذہباً غیروں کو ملیچھ اور ناپاک سمجھتے ہیں اچھوتوں کے متعلق نہایت شدید اور امتیازی قوانین موجود ہیں یہودیوں نے اپنے دور میں عیسائیوں کو بیدین سمجھکر برباد کرنے میں کونسا دقیقہ فرو گذاشت کیا جب عیسائیوں کو طاقت حاصل ہوئی تو انہوں نے یہودیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے رکھدیا ہندوؤں نے پسماندہ اقوام کو تباہ کر کے رکھدیا آپ اسی صدی کے حالات ملاحظہ فرمائیں افریقہ، اسٹریلیا اور نیوزیلینڈ وغیرہ کے اصلی باشندوں سے کیسے کیسے بہیمانہ سلوک روا رکھے گئے اور ان کے ساتھ ایسے وحشیانہ

اور انسانیت سوز سلوک کئے گئے کہ ان کی نسلیں ہی تقریباً مفقود ہو گئیں۔

ذرا امریکہ میں جاکر دیکھئے اسٹریلیا کے میدانوں میں گھومئے آپ کو اصلی باشندوں کی بستیاں پہاڑوں کے غاروں میں نظر آئیں گی یا جنگلوں کے بن میں لیکن اسلام چونکہ پیام مہر و اخلاق بنکر دنیا میں آیا تھا اس لئے اس نے تمدنی امور میں اپنے اور پرائے کے مابین کوئی فرق امتیاز روا نہ رکھا اور جس طرح بدھ ہندوستان سے اور مسلمان ہسپانیہ سے نکلے اور نکالے گئے تھے اس طرح کسی ملک کے باشندوں کو نکالنا تو ایک طرف کسی کو خفیف سی تکلیف بھی نہیں پہنچائی اور سب کے حقوق کا پورا احترام کیا یہ مسلمانوں کا عمل تھا اور کیوں نہ ہوتا اسلام نے انھیں سبق ہی یہی پڑھایا تھا اور اس سے انحراف کی صورت میں شدید سزا کی وعید سنائی تھی اسلام صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا

"اے مسلمانو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور خدا لگتی گواہی دو اگرچہ وہ گواہی تمہارے نفس یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ پڑے اگر ان میں کوئی مالدار یا محتاج ہے تو اللہ سب سے بڑھکر ان کی پرداخت کرنے والا ہے تم ان کی خاطر اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو اور حق ہی سے انحراف نہ کرنے لگو اور اگر دبی زبان سے گواہی دو گے یا گواہی دینے ہی سے پہلوتہی کرو گے تو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ باخبر اور آگاہ ہے۔"

وہاں اپنا فائدہ اور اپنا آرام ہی سب کچھ ہے اور جب حمایت کی جاتی ہے تو ایمان اور انصاف سب کو بالائے طاق رکھکر تو اپنوں اور اپنی قوم ہی کی کیجاتی ہے اور یہاں یہ عالم ہے کہ مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ خواہ مقابلہ پر تمہارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں خدا لگتی ہی کہو اور صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں حق کا اظہار کرو پھر تمہیں یہ باتیں نہیں لگا رہنے دیا جاتا حکم دیا جاتا ہے کہ دبی زبان سے بھی نہ کہو بلکہ بلا پس و پیش صاف صاف الفاظ میں کہو کہ حق چھپانا درست نہیں۔

اور یہ حکم کیوں دیا گیا اس لئے کہ کان الناس امۃ واحدۃ (کل تمام دنیا کے انسان ایک ہی کنبہ اور ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں) پھر اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ سب انسانوں اور تمام دنیا کے لوگوں کی بہبودیت بتا کر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ "تم لوگ (مسلمان) باقی سب لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم کی حیثیت سے دنیا میں لائے گئے ہو تم شرع و فطرت کے مطابق لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے رہو اور خدا کی ذات و الاصفات پر پورا ایمان اور یقین رکھو" واضح کر دیا گویا انسانی حیثیت سے سب برابر ہیں صرف یہ امتیاز ضرور حاصل ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور دنیا کو اچھی باتیں بتاتے اور برائیوں سے روکتے ہیں کیا یہ افسوسناک امر نہیں کہ اس دور میں مسلمان اپنی

اس امتیازی شان و شوکت کو کھو بیٹھے اگر وہ تبلیغ کرتے رہتے اور خدائے قدوس پر بھروسہ اور ایمان رکھتے تو دنیا پر انہی کا قبضہ ہوتا اور وہی عروج کی بلندیوں پر آفتاب بن کر چمکتے ہوتے اور دنیا ان کے نمونۂ عمل سے اپنے اعمال کی اصلاح کا سبق لیتی یہ محض ہمارا ہی دعوی نہیں بلکہ قرآن ربی ہے کیا اس نے مسلمانوں سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین تم ہراساں نہ ہو اور کسی غم اور اندیشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دو اگر تم ایماندار ہے اور خدائے قدوس پر بھروسہ رکھا تو دنیا میں تمہیں سب پر فائق و برتر رہو گے۔

اگر ہمارے اعتقاد کی بنیادیں متزلزل نہ ہو گئی ہوتیں اور ہم نے خود جادۂ مستقیم کو نہ چھوڑ دیا ہوتا تو اس وقت دنیا کے چپے چپے پر ہمارے ہی تخت بچھے ہوتے! دنیا ہماری ہوتی اور ہم اس کے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ہماری غفلتوں اور بداعمالیوں نے تباہ کیا ورنہ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے مسلمان ہرگز زوال پذیر اور محکومانہ حالت میں نہ رہ سکتے تھے یہ تمام دنیا کا والی بنا لینے کی ضامن تھی جب تک ہم اس پر کاربند رہے دنیا ہماری کنیز بنی رہی اور جب سے اسے چھوڑ دیا اسی وقت سے ذلتوں اور خواریوں کے گرداب میں پھنس گئے کیا یہ کچھ کم عبرتناک اور دلدوز واقعہ ہے کہ جو دنیا میں شاہی اور فرمانروائی کرنے آئے تھے وہ زمانہ بھر کی محکومی کا داغ اپنی پیشانی پر لئے ہوئے پیچ و حرمان کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کو ربانی الفاظ میں وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان تم نیکی اور تقوی کے کاموں میں تو سب کی امداد و معاونت کرو لیکن ظلم و معصیت کے کاموں میں سب سے علیحدہ رہو اور کسی کے شریک نہ ہو ایک سیدھا سادھا اصول بنا دیا گیا تھا لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو بالکل بھلا دیا اب حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت اور اس سے بیزاری دلبعد ایک بھولی بسری کہانی ہے۔ مسلمانوں کو اب نفس کی حمایت کی جتنی پرواہ ہے اتنی ربانی ہدایت و حکم کی ہرگز پرواہ نہیں اگر وہ اپنی معاونت حق و باطل کا معیار یہی رکھتے اور اسی حکم کی پیروی میں اپنی عمریں بسر کرتے تو آج پوری دنیا انہی کی گرویدہ ہوتی اور اس تاریکی میں اس کی رہنمائی کے لئے ایک ہی روشنی کا مینار قائم ہوتا۔

چینی ہوں یا بربری عیسائی ہوں یا موسائی، امریکی ہوں کہ فرانسیسی ہندو ہوں یا زرتشتی سب کے ساتھ سلوک و شرکت کے لئے یہ عام اصول ہے یہاں مسلم کا لفظ استعمال نہیں ہوا اگر ہندو حق پر ہوں اور وہ ہماری شرکت و معاونت کے طلبگار ہوں یا نہ ہوں مسلمان مجبور ہیں کہ وہ ان کی شرکت کریں۔ اور انہیں مدد دیں اس حکم کا منشا یہ ہے کہ کوئی مسلم و غیر مسلم کی تمیز روا نہ رکھی جائے اگر مسلمانوں کا بھی کوئی طبقہ حق پر نہ ہو تو اس کی بھی امداد نہ کرو بخلاف اس کے اگر غیر مسلم حق پر ہو تو ضرور اس کی امداد کرو۔ مسلم و غیر مسلم تو پھر کوئی چیز نہیں یہاں حقیقی بھائی اور باپ کا بھی معاملہ ہو تو مسلمان حق و باطل کے امتیاز کے بعد حق ہی کو ساتھ دے گا۔

دنیا میں اس وقت جو بدامنی اور فتنے پھیلے ہوئے ہیں ان کا حقیقی سبب یہی ہے کہ لوگ اپنے مطلب و مفاد کے لئے دوسروں کی حمایت کرتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ حق پر کون ہے جنگ عظیم میں دنیا نے دیکھ لیا کہ کوئی رشتہ کوئی معاندت کوئی انتقام اور کوئی دوستی کے جذبے سے سرشار ہو کر شریک ہوا اور کسی نے یہ نہ دیکھا کہ حق پر کون ہے اور باطل کس کی طرف تاریک بادلوں کے گھٹا ٹوپ گھرے ہوئے ہے اگر اس وقت حق کو معیار شرکت قرار دیا جاتا تو آج دنیا کا نقشہ وہ نہ ہوتا جو آج ہے اور نہ انتقام و معاندت کے وہ شعلے دلوں میں بھڑک گئے ہوتے جو اس وقت بھڑک رہے ہیں بلکہ اس کے فوراً بعد ہی دنیا میں ایک دیرپا امن قائم ہو جاتا اور باطل پرست قومیں خود شرمندہ ہوتیں۔

بہترین تدبیر وہی ہے جو دنیا سے نقض امن اور جھگڑوں کے اسباب و محرکات کا خاتمہ کر دے۔ نہ دوسرے کی عورت کی طرف نگاہ اٹھائے نہ دوسرے کے مال کو تاکے اور نہ کسی کی زمین کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے اگر سب اس معاملہ میں حق ناسے کا ساتھ دیں تو مجرم قومیں اور مجرم افراد کے حوصلے پست ہو جائیں یہاں یہ کوئی نہیں دیکھتا اور انہیں مختلف جذبات سے متاثر ہو کر جس طرف ان کا نفس اور ان کی نفسانی اغراض اجازت دیتا ہے اس طرف ہو جاتے ہیں جب دوسروں کی عورتوں، مالوں اور جائدادوں کی طرف حریصانہ نگاہیں اٹھیں گی اور کچھ باطل پرست ان کی حمایت کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے تو لامحالہ اضطراب بڑھے گا اور فتنے بھی پیدا ہوں گے۔

اسلام کی فطرت شناسی ملاحظہ ہو کہ نہایت بلاغت کے ساتھ جزئیات تک کے متعلق احکام دیتا اور ہر صورت اور ہر معاملے کے متعلق حکم دیتا چلا جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ بسا اوقات یہی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے بڑے فتنوں کا باعث بن جاتی ہیں یتیم کے مال کے متعلق حکم ہے

ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن حتی یبلغ اشدہ

یتیم کے مال کو اس صورت کے علاوہ جس میں اسی کی بہتری ہو ہاتھ بھی نہ لگاؤ اور جب وہ بالغ ہو جائے تو سب کچھ اس کے حوالہ کر دو۔

ناپنے اور تولنے کے متعلق ارشاد ہے کہ

واوفوا الکیل والمیزان بالقسط ناپ اور تول میں انصاف کو مدنظر رکھو، یعنی کوئی بے ایمانی اور چالاکی نہ کرو کہ اس سے جھگڑے پیدا ہونے کا امکان ہے کوئی چیز کم نکلے گی خریدار کو غصہ آئے گا اور جھگڑا پیدا ہو گا۔

قرآن کریم میں کئی جگہ اس مضمون کی آیات اور حکم موجود ہیں مثلاً

اوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم

ناپ اور تول بالکل پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو"

واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان تم لوگ تولنے میں ناانصافی نہ کرو اور ایمانداری کے ساتھ ٹھیک تولو اور کم چیز نہ دو"

ایک اور جگہ تو ایسے لوگوں کے لئے جو اشیا تولنے میں دیانتداری سے کام نہیں لیتے سخت وعید فرمائی۔

ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون کم دینے والوں کے لئے بڑی ہی خرابی اور تباہی ہے وہ اور لوگوں سے تو ناپ اور تول کر پورا پورا لیتے ہیں اور جب خود ناپ یا تول کر لوگوں کو دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔

ترمذی کی ایک حدیث ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ان لوگوں

سے جو ناپ تول کر رہے تھے فرمایا کہ تم لوگوں کے متعلق ایسے دو کام کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے پہلی امتیں غارت ہو چکی ہیں یعنی ناپنا اور تولنا بڑے نازک کام ہیں اور انھیں بے ایمانی کرنے ہی کے باعث دوسری قومیں غارت اور برباد ہوئی ہیں اس لئے خدائے قدوس اپنے بندوں کو بے ایمانی کرتے دوسروں کو نقصان پہنچاتے دیکھ کر بہت جلد غضبناک ہو جاتا ہے۔

نامناسب ہوتا اگر بے ایمان تاجروں کی وعید کے ساتھ ایماندار اور شریف تاجروں کے ثواب اور اجر کا ذکر نہ کیا جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ التاجر الامین الصادق مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین (ترمذی) جو امین اور راست باز تاجر ہیں وہ حشر کے دن نبیوں صدیقوں، شہیدوں اور صالحوں کی صف میں ہوں گے۔

مہاجنی طریق خرید و فروخت کا امتناع

یہانتک تو ان سوداگروں کے کردار و عمل کے متعلق احکام تھے جو دوکانوں اور منڈیوں میں کام کرتے ہیں یہ تو بہر جزوی نقصان پہنچاتے ہیں پھر بھی اتنی سخت وعید ہے کیونکہ بہر حال کوڑی کی ہو یا اشرفی کی بے ایمانی پھر بے ایمانی ہے لیکن سب سے زیادہ نقصان دہ اور اضطراب افزا وہ نظام و دستور ہے جس کی کاشتکاروں کو فصل سے پیشتر روپیہ دیکر فصل پکنے سے پہلے ہی اونے پونے سے خرید لیتے ہیں اور غریب کاشتکار دیکھتا ہی رہ جاتا ہے خود ایسا نہیں کرتا تو عدالت کے ذریعہ سے ایسا کرا لیتا ہے اس غریب کو اپنی جانفشانی اور عرق ریزی کا کچھ بھی بدلہ نہیں ملنے پاتا پھر اسی پر اکتفا نہیں کی جاتی بلکہ ملک و قوم کو ایک اہم نقصان پہنچایا جاتا ہے وہ یہ کہ غلہ خرید کر اور فصلیں کٹوا کر اندر رکھ لی جاتی ہیں خریدتے ہیں گوداموں میں اور سارا ہاتھ میں آجانے پر اسے من مانی قیمت میں خود قائم کردہ نرخ پر فروخت کرتے ہیں۔

جب یہ چیز اجتماعی صورت اختیار کر لیتی ہے تو اور خوفناک بن جاتی ہیں دس بارہ کروڑپتی اور منڈی والے مل جاتے ہیں اور اس غلہ کی فروخت سے کروڑوں روپیہ فائدہ اٹھاتے ہیں اصلی محنت کرنے والے اور رات دن کی مشقت سے غلہ پیدا کرنے والے تو محروم رہتے ہیں اور یہ سرمایہ دار عیش اڑاتے ہیں اور اس طرح ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے رہتے ہیں اس سے کاشتکاروں کو تو جو نقصان پہنچتا ہے وہ تو پہنچتا ہی ہے لیکن ملک اور قوم بھی اس سے محفوظ نہیں رہتی اور اسے بھی نرخ کی گرانی سے نقصان پہنچتا ہے اور غرباء کو یہ گرانی بہت گراں گذرتی ہے ایک محدود طبقہ اپنے نفع کے لئے ملک کے ملک کو پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے اسلام کی دوربین نگاہ نے اس لعنت کو جو دنیا پر مسلط ہو چکی ہے پہلے ہی تاڑ لیا تھا اور صاف اور غیر مبہم الفاظ میں منع کر دیا تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احتکر فہو خاطی جس نے اس نیت سے غلہ جمع کر کے رکھا کہ نرخ بڑھنے پر فروخت کروں گا وہ گنہگار ہے۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا جب تک کہ ان میں پختگی کے آثار نہ پیدا ہو جائیں کسی نے کہا کہ حضرت اس کی پختگی کس طرح پہچانی جائے تو آپ نے فرمایا یہانتک کہ وہ سرخ ہو جائے اور فرمایا کہ بھلا بتاؤ تو کہ اگر خدا پھل کو پکنے اور تیار ہونے سے روک دے تو تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کا مال کس طرح مفت لے سکتا ہے۔

حضرت ابن عمر کی روایت یوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کی خرید و فروخت سے بھی منع فرمایا یہانتک کہ وہ سفید نہ پڑ جائیں اور آفات سے محفوظ نہ ہو جائیں خریدار کو بھی منع فرمایا اور بیچنے والے کو بھی روکا۔ (بخاری مسلم)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بازار کے بھاؤ غلہ لاکر فروخت کرتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور جو شخص گرانی کے انتظار میں غلہ کو روک کے رکھتا ہے وہ ملعون ہے۔

حضرت معاذ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ گرانی کے انتظار میں غلہ روک رکھنے والا برا بندہ ہے کہ اگر خدا تعالے نرخوں کو ارزاں کر دیتا ہے تو غمگین ہوتا ہے اور گراں کر دے تو خوش ہوتا ہے۔

یہی نہیں تجارت اور کاروبار میں ہر نوع کے دھوکہ اور عیاری کو بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے اور خراب مال کو فروخت کرنے کی لعنت کر دی گئی ہے (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر غلہ کے ایک انبار پر ہوا آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو انگلیوں میں نمی محسوس ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے غلہ والے یہ کیا ہے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے اسے تر نہیں کیا ہے بارش سے بھیگ گیا ہے آپ نے فرمایا ایسا تھا تو تو نے بھیگے ہوئے غلہ کو اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ اسے سب دیکھ سکتے جو شخص دھوکہ دے وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے (مسلم)

اسقع کے بیٹے واثلہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص ناقص اور عیب دار چیز خریدار کے ہاتھ اس کے عیب سے آگاہ کئے بغیر فروخت کرے گا وہ ہمیشہ غضب الٰہی میں گرفتار رہے گا اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کریں گے۔ (ابن ماجہ)

مسلم میں ایک اور حدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! تم غلہ خریدنے کے لئے شہر سے باہر جاکر قافلے سے نہ ملو اور ایک شخص ایک چیز خرید رہا ہو اور خریدار اور فروخت کنندہ دونوں راضی ہو گئے ہوں تو ان کے معاملہ کو بگاڑ کر تم اسے نہ خریدو اور قیمت بڑھا کر تم اسے دھوکہ نہ دو اور شہری دیہاتی کی کوئی چیز فروخت نہ کرے اور اونٹ اور بکری کا دودھ بھی نہ چڑھاؤ پھر جو شخص ایسے جانور کو خریدے اسے دودھ دوہ لینے کے بعد پورا اختیار ہے کہ پسند ہو تو رکھ لے اور ناپسند ہو تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع (ایک پیمانہ) ہے جو ڈھائی سیر اور ڈھائی چھٹانک کا ہوتا ہے، بھی دے

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص دودھ چڑھی ہوئی بکری خریدے اسے تین روز تک اس کے واپس کر دینے کا اختیار ہے، پھیرنا چاہے تو اس کے

ساتھ ایک ساتھ غلہ بھی دے مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ معاملات میں کوئی جعل و فریب کریں یا کوئی ایسی حرکت کریں جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ اس دور میں صدہا فریبناک طریقے ایجاد ہوگئے ہیں سوداگروں کی سعی یہی ہوتی ہے کہ جس طرح ممکن ہو سکے خود زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں زیادہ سے زیادہ مال کی نکاسی کریں اور برے اور نقصدار مال کو اپنی حکمت سے نکال دیں اس کی پرواہی نہیں ہوتی کہ خریداروں کو کچھ نقصان بھی پہنچے گا یا نہیں بھڑکیلا اور بظاہر خوشنما کپڑے اچھی اور معقول قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں خریدار ان کی صورت دیکھکر فریفتہ ہو جاتا ہے لیکن حالت یہ ہوتی ہے کہ چار دن بھی نہیں چلتے۔ اور تو اور مسلمان عطار پرانی سے پرانی دوائیں نئی بتاکر فروخت کر دیتے ہیں عرقوں کے عوض خوشبودار پانی فروخت کیا جاتا ہے اور یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس سے کسی کو نقصان پہنچے گا۔ اسلام نے ایسی خرید و فروخت اور چالاکی کی مذمت کی ہے اور جہاں ذرہ برابر بھی نقصان کا امکان نظر آیا ہے وہیں انگلی رکھدی ہے اور سختی کے ساتھ روک دیا ہے مقصد یہی ہے کہ دنیا میں امن قائم رہے اور لوگ نیکوکاری و راست بازی کو اپنا شعار عمل بنالیں جب کسی کو نقصان پہنچیگا تو اسے اشتعال پیدا ہوگا۔ غصہ آئیگا۔ جھگڑے پیدا ہوں گے اور اگر ایمانداری کے ساتھ کام ہوتا رہے گا تو کسی کو کسی کی طرف سے شکایت پیدا نہ ہوگی امن بھی قائم رہے گا اور تمدن کو بھی ترقی ہوگی۔

آج پوری دنیا میں کاروباری احتیاطیوں اور گندم نما جو فروشیوں ہی کی وجہ سے بدامنی پھیلی ہوئی ہے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور دوسرے کو نقصان پہنچا کر اپنا فائدہ کرنے کی کوشش میں منہمک رہتا ہے اور دنیا میں آئے دن فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اسلام نے فتنوں کے استیصال اور جھگڑوں کے استیصال کی خاص سعی کی ہے اس نے بہرکیف ایمان کو مقدم رکھا ہے اور ناجائز فائدہ کو قطعاً حرام بتایا ہے اپنا ہو یا پرایا دنیا میں انسان کو کام تو سب ہی سے پڑتا ہے علی الخصوص کاروبار اور تجارت میں اس لئے اسلام نے ایسے اصول منضبط کر دیئے کہ جھگڑے اور فتنے کا امکان ہی باقی نہ رہے اور سب مل جل کر اطمینان کی زندگی بسر کریں۔

بارہ مجالس

بالکل آسان اردو میں وعظ کی بینظیر تازہ کتاب

یہ وعظ و مجالس کی سلسلی کتاب ابھی حال میں حمیدیہ پریس دہلی نے شائع کی ہے اور یہ دعویٰ ہے کہ اس موضوع پر یہ کتاب آپ اپنی نظیر ہے چونکہ وعظ کی مجالس ہندوستان کے ہر حصہ میں محرم ربیع الاول ربیع الثانی اور رجب میں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں خاص طور پر بیرونجات کے واعظ بمشکل فراہم کئے جاتے ہیں اس لئے یہ کتاب بہت ہی سہل اردو میں تیار کرائی ہے تاکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں باسانی سمجھی جائے اور اپنی اپنی مجالس میں ہر بھائی اس کی روزانہ ایک مجلس پڑھ دیا کرے اور اس طرح علاوہ اجر آخرت کے ہر پڑھنے والا خاصا اچھا مقرر اور شیریں زبان واعظ ہو سکتا ہے اس کتاب میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں:۔

پہلی مجلس ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت۔ یہ وعظ بہت ضروری ہے تاکہ عوام صرف لفظاً ہی تو لا اِلٰہ نہ مانیں بلکہ خدا کی ہستی کو خوب سمجھکر اور مجبور ہوکر ایمان لائیں۔

دوسری مجلس توحید الٰہی۔ یہ بحث اسلام کا مابہ الامتیاز ہے اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ خدا ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اہرمن۔ یزدان۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس اور تمیں کروڑ دیوتاؤں کی جھنجھٹ سے خدا پاک ہے۔

تیسری مجلس توحید کے پروانے یہ مجلس بہت جوش انگیز اور ولولہ خیز ہے اس کے ذریعہ سے روح مسلم میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور مومن اسلاف کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔

چوتھی مجلس نبوت و رسالت۔ اس میں نبوت و رسالت کی تحقیق کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین اور دنیا کا آخری مصلح ثابت کیا ہے۔

پانچویں مجلس ختم نبوت اس میں ہزارہا ثبوت سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسول کریم کے ساتھ خدا کی پیام رسانی کا سلسلہ دنیا میں ختم ہوگیا الیوم اکملت لکم کی تفسیر ہے

چھٹی مجلس فضائل رسول اس میں رسول اعظم کا تفوق دیگر انبیاء پر بتلایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ساتویں مجلس اسوۂ حسنہ رسول محترم بحیثیت انسان کے جس قدر مکمل تھے اس کی پیروی ہر امت پر واجب ہے اس کی تشریح اس مجلس میں ہے۔

آٹھویں مجلس محبت رسول۔ اس میں محبت رسول کے ہزارہا واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی نجات ہی رسول کی اطاعت و محبت میں ہے۔

نویں مجلس۔ فضائل اخلاق اور حسن معاشرت اس میں ہر دو عنوان پر بہت ہی دلچسپ انداز میں ایک مسلمان کی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے جو ہر مدعی ایمان کے لئے قابل تقلید ہے

دسویں مجلس۔ اسلامی وحدت اور اسلامی مساوات اس میں دوسرے تمام مذاہب سے اسلام کی وحدت و مساوات کا موازنہ بہت لطیف اور موثر پیرایہ میں ہے۔

گیارہویں مجلس اسلام میں عورت کے حقوق کے وہ مدعی جو عورتوں کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ہیں اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں معلوم کریں۔

بارہویں مجلس واقعات کربلا۔ یہ مجلس بہت ہی دردناک انداز میں مرتب کی گئی ہے واقعات شہادت نہایت صحت کے ساتھ لئے گئے ہیں گویا سارے واقعات آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں کوئی شخص بلا آنسو بہائے دو سطریں نہیں پڑھ سکتا جو صاحب مدارس میں مفت تقسیم کرنا چاہیں ان کے لئے مخصوص رعایت ہے

کتاب دو سو صفحات مجلد ہے اور قیمت صرف رعایتی عمہ محصول ۴ر کل عہ

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔**

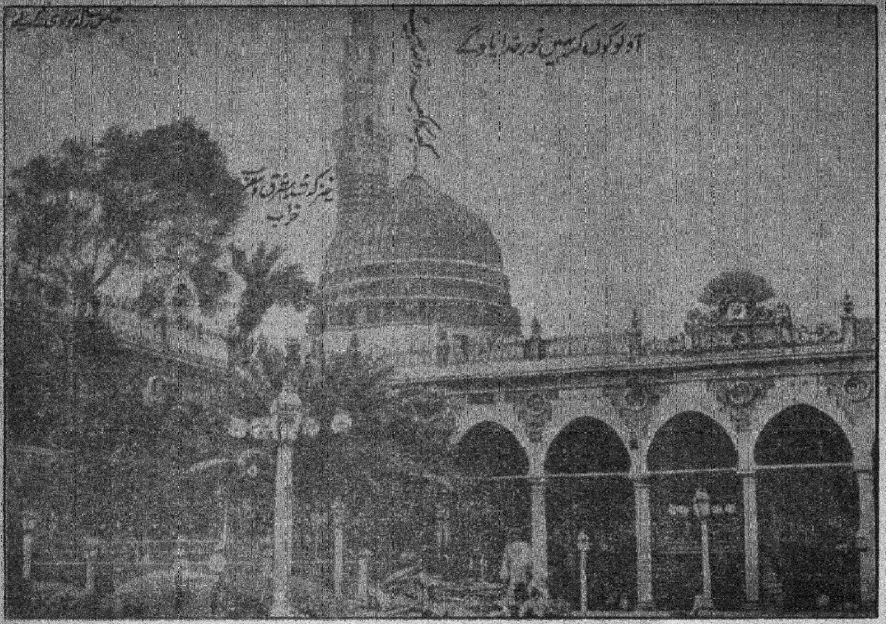

کشکول مقدس

Murari Art Press, Delhi

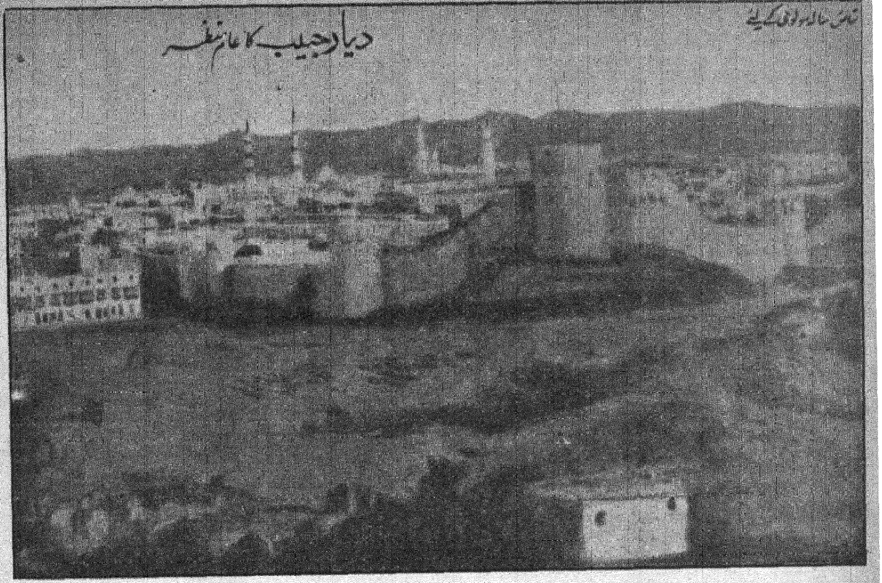
دیار حبیب کا عام منظر

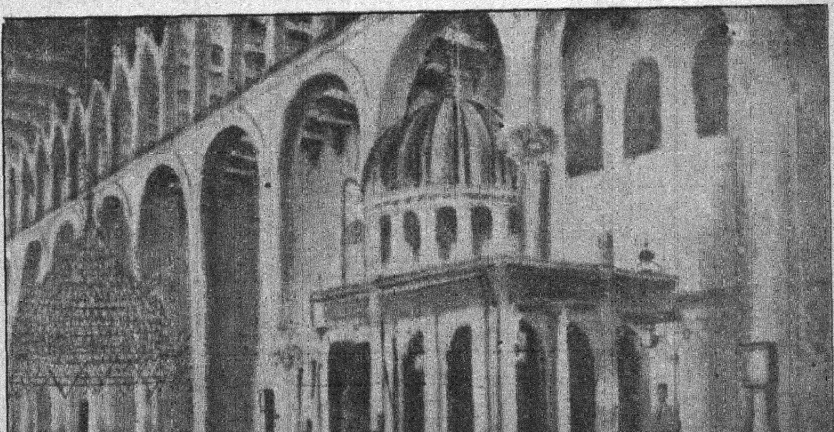

مولوی

سرکار رسالت کا نذرانہ

مرتب: عبدالحفیظ خان

اے بدر ماندگی پناہ ہمہ — کرم تست عذر خواہ ہمہ
بندۂ نعلین چاکران درت — شرف تکمہ کلاہ ہمہ
قطرۂ ز ابر رحمت تو بس است — شستن نامہ سیاہ ہمہ
از رہ بر مرا کہ در تو رسم — اے بسوئے در تو راہ ہمہ
گنہ ما فزون ز قیاس — عفوت افزوں تر از گناہ ہمہ
خسرو از تو پناہ مے جوید — اے پناہ من و پناہ ہمہ

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

سلام

(نوشتہ عبدالحمید خاں)

سلام سلام اور ہزار سلام ہے اس قدسی صفات نبی پر جس کا نام محمد ﷺ ہے جو اپنے یتیموں اور بے کسوں اور دکھیوں سے لطف کی بات بلکہ التفات کے ہر ذرہ کو [illegible] سکتا ہے۔ سلام ہے اس کالی کملی والے پر جس نے مکہ کے صحراؤں میں بکریاں چرائیں اور اس کے سنگریزوں کو بے بہا لعل و گہر بنا دیا۔ سلام ہے اس یتیم پر جس کی آغوش [illegible] نے شفیق باپ کا چہرہ بھی نہ دیکھا مگر عالم کے تمام یتیموں کا خود باپ بنکر رہا اور باپ ہی کی طرح ان کے سروں پر دست شفقت پھیرتا رہا اور اصل حق ادا کیا۔ سلام ہے اس مسکین بچے پر جس کے سر پر نہ باپ کا سایہ رہا نہ جسے محبت کے گہوارہ میں سلانے والی ماں کی آغوش نصیب ہوئی لیکن خود اس نے بچوں کے ساتھ ماؤں اور باپوں سے زیادہ سلوک کئے اور جیتے جی انھیں کبھی یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ ہم بے کس ہیں۔ محمد پیارا جس کا حامی ہو اس کی بے کسی ہی اس قابل ہے کہ اس پر زمانہ کے تاجدار اور وقت کے بادشاہ رشک کریں۔ سلام ہے اس مظلوم پر جس کے نازک و نحیف جسم کو ظالم کے پتھروں اور ستمگر دشمنوں کے تیروں نے مجروح کیا اور کامل تیرہ برس تک جس پر [illegible] رہیں مگر [illegible] کے درد سے کچھ ایسا آشنا ہوا کہ مظلوموں کی دوستی کے لئے ہمیشہ کے لئے وقف ہو گیا اور اس جہان جہالت و ضلالت سے ظلم کا خاتمہ کر کے دم لیا۔

سلام ہے اس گرامی منزلت نوجوان پر جس نے اپنے شباب و جوانی کی بہاریں تجرد و تنہائی کی وسعتوں میں گم کر دیں اور [illegible] عیش و عشرت اور راحت و آسائش کا آرزو مند نہ ہوا۔ سلام ہے اس [illegible] امانت و دیانت پر جس نے کبھی [illegible] ماحول میں [illegible] ناآشنا [illegible] سلام ہے اس سپہ سالار پر جس نے جنگ و جدال کے ہنگاموں اور حرب و ضرب کی [illegible] میں [illegible] سلام ہے اس رحمدل پیغمبر پر جس نے [illegible] اپنے رفقاء کو دیکھتے ہوئے انگاروں پر [illegible] اور [illegible] زینب کی [illegible] میں کبھی [illegible] غضب سے سرخ [illegible] دعا کے لئے [illegible] ہوا ہوں۔

سلام ہے اس داعی حق پر جو تن تنہا مکہ کی گلیوں میں پھرتے اور آتے جاتے لوگوں کو درس توحید دیتا پھرتا ہے انھیں خدائے واحد لاشریک کی طرف بلا رہا ہے اور انھیں عذاب الٰہی سے ڈرا رہا ہے لیکن ابوجہل [illegible] اور لوگوں سے کہتا چلا جا رہا ہے کہ لوگو یہ مجنون ہے تمہارے دین سے تمھیں بہکاتا ہے تمہارے بتوں کو برا کہتا ہے اس کی نہ سننا اس کی نہ ماننا۔ یہ ہے کہ اپنی دھن اور اپنے کام میں مصروف ہے اور نہ خاک کی پرواہ ہے اور نہ طعنوں اور تانوں کا خیال۔ سلام ہے اس مبلغ ربانی پر جو اکیلا کفرستان طائف میں جا نکلتا ہے اور توحید کا نعرہ لگاتا ہے پتھر برستے ہیں لونڈے اور غنڈے پیچھے پڑ جاتے ہیں جسم اطہر سے خون کے فوارے ابلنے لگتے ہیں اور جوتے خون میں بھر جاتے ہیں لیکن اسے نہ کسی کے غنڈے پن کا خیال ہے نہ اس سنگباری کی تکلیف و اذیت کا احساس۔ دعا کرتا ہے کہ بارالہا یہ ناواقف ہیں انھیں شعور نہیں مجھے سمجھتے نہیں تو انھیں ہدایت دے ان کی آنکھیں کھول دے یہ مجھے پہچانیں اور جانیں۔

سلام ہے اس کوہ تحمل پر جو جنگ احد میں چٹان کی طرح اپنی جگہ پر جما کھڑا ہے ہر طرف سے تیروں کی بارش ہو رہی ہے دندان مبارک شہید ہو جاتا ہے ایک غار کی سمت گر پڑتا ہے، اٹھتا ہے بڑھتا ہے للکارتا ہے مگر میدان سے نہیں ہٹتا اور قریش کو یہ کہنے کا موقعہ نہیں دیتا کہ مسلمانوں کا سردار تاب مقاومت نہ لا سکا۔ سلام ہے اس قائد پر جو جنگ حنین میں عین اس وقت کہ دشمن چھ ہزار تیر اندازوں کو تول تول کر اور تاک تاک کر تیر چلا رہے ہیں کثرت تعداد کے باوجود مسلم صفیں اس قیامت خیز تیر باری سے پھٹتی اور ادھر ادھر ہوتی چلی جاتی ہیں اور شکست و ہزیمت امکان مجسم ہو کر سامنے آ رہے ہیں لیکن کیا مجال جو اس قائد کے پائے ثبات میں لغزش ہو سکے۔ یہ ہے کہ حضرت علی شیر خدا اور دیگر بہادران اسلام کو بھی اس وقت سکون و پناہ کی کوئی جگہ اگر نظر آتی ہے تو [illegible] اور اس کی استقلال [illegible] سلاسل و اغلال میں بند ہے [illegible] ساتھ ساتھ [illegible] اندر ہوتا ہے۔

سلام ہے اس ہمت والے سردار پر کہ جب اسی جنگ حنین کے ہی چھ ہزار اسیر چند ساعت پہلے اس کے اور اس کے توحید پرست رفقاء کے خون کے پیاسے اور جان کے لاگو بنے ہوئے تھے جب ایک صف میں اس کے سامنے لائے جاتے ہیں تو عروج و زوال کی عبرت انگیز تصویر اس کی نگاہوں میں پھر جاتی ہے رحیم و کریم قلب درد سے بھر جاتا ہے ان دشمنوں کی بے کسی ہی نہیں دیکھی جاتی دریائے رحمت [illegible] دیکھتے دیکھتے سیلاب آ جاتا ہے اور ایک اشارہ چشم کے [illegible] ہوا ہو جاتے ہیں سب کو بخش دیا جاتا ہے اور بخشا بھی اس شان کے ساتھ جاتا ہے کہ دربار نبوت کا عطا کردہ ایک ایک جوڑا زیب تن ہوتا ہے اور موت کے چنگل سے چھوٹ کر [illegible] دعائیں دیتے ہوئے یہ رخصت ہوتے ہیں۔

سلام ہے اس فاتح پر جس نے مفتوحوں کے ساتھ فرشتوں جیسا سلوک کیا کبھی ان کی رگوں سے گرم خون کا ایک قطرہ بھی اپنے خنجر کی نوک سے نہ نکالا اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ سلوک کیا کہ انھیں اپنی آزادی کے مقابلہ میں یہ غلامی خلد بریں کی نکہت محسوس ہونے لگی۔ سلام ہے اس دریا دل [illegible] پر جو [illegible] و اقتدار [illegible]

کا پرچم اٹھانے کے ساتھ ہی عفو عام کی بارش شروع کر دیتا ہے ازلی دشمنوں کے گھروں کو دارالامان بناتا ہے اور کانپتے ہوئے ہاتھوں اور لرزتے ہوئے انسانوں کو ڈھارس دیتا اور بتاتا ہے کہ تمہارا فاتح بخت نصر نہیں ٹائٹس نہیں نپولین نہیں ابرہہ نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا کام بخشنا اور صرف بخشنا ہے۔

سلام ہے اس پیغمبر پر جس نے شکم اطہر پر ایک ایک نہیں دو دو نہیں تین تین پتھر باندھے ہوئے ہیں، فاقوں اور بھوک کی شدت نے بیتاب کر رکھا ہے اپنا خیال نہیں اپنی جگر گوشہ اور پیاری بیٹی فاطمہ کی تکلیف و اذیت کا خیال نہیں بلکہ [illegible] کی تڑپ ہے مسکینوں کا درد ہے محتاجوں کی فکر ہے کھانا ہے تو پہلے انہیں کھلاتا ہے [illegible] اور اپنی دختر کے پیٹ میں کچھ ڈالتا ہے۔

سلام ہے اس غریب نواز پر جس کی پوری زندگی غربا پروری کی ایک تفسیر مسکین پروری کی ایک تصویر اور بیکس نوازی کا ایک مرقع ہے اکثر دن میں [illegible] ہوا ہے ایک بڑا پیالہ سامنے رکھا ہے عسرت والوں کے ساتھ [illegible] اصحاب صفہ بھی اسی میں سے کھا رہے ہیں اور آپ بھی [illegible] اسی میں سے [illegible] بتایا جاتا ہے۔ سلام ہے اس بوریہ نشین شہنشاہ پر جس کا نام سن کر [illegible] اور دوسروں کے اجسام پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور جس کی سطوت و جبروت کے سامنے سارا عرب [illegible] فتوحات کا سیلاب [illegible] سیم کے انبار لگا جاتا ہے مگر اپنی حالت یہ ہے کہ [illegible] کے اندر ایک چٹائی پر دارین کا تاجدار پڑا سو رہا ہے [illegible] پہلو مبارک پر اس کے نشان ابھر آئے ہیں اور جسم درد کر رہا ہے۔ سلام ہے اس پیکر قدسی پر جو اکثر پوری پوری راتیں نماز و عبادت میں کھڑے کھڑے گزار دیتا ہے پائے مبارک ورم کر آتے ہیں سینہ مثل دیگ کے ابلتا ہے [illegible] تسبیح و تلاوت تو جیسے روحانی غذا ہے [illegible] کی عبادت کی جاتی ہے۔ سلام ہے اس [illegible] پیغمبر پر جو مدینہ منورہ کی [illegible] مسجد [illegible] سب سے بڑے [illegible] فرمانرواؤں [illegible] کو خط لکھتا ہے کہ میں بندہ خدا کا [illegible] رسول [illegible] تمہیں بھی دعوت دیتا ہوں کہ اسلام قبول کرو اور خدا کی بادشاہت میں داخل ہو جاؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔

پھر سلام ہے اس [illegible] نبی پر جب کسریٰ اس کے فرمان کے پرزے اڑا دیتا ہے تو آپ فرماتے ہیں اور پورے طمطراق اور اطمینان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اچھا ہم نے بھی اس کی سلطنت کے پرزے اڑا دئے اسے پارہ پارہ کر ڈالا [illegible] بھی ہوتا ہے خسرو پرویز [illegible] عظیم الشان [illegible] اور فاتح روم [illegible] بیٹے ہی کے ہاتھ سے چند روز اذیت [illegible] ہلاک ہوتا ہے اور اس کی حکومت کی بنیاد دیکھتے دیکھتے تار تار ہو کر رہ جاتی ہے [illegible] اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے مگر حکمرانی کی لذت اسے اس سعادت سے مشرف ہونے نہیں دیتی۔ سلام ہے اس [illegible] پیغمبر پر جس کی امانت و دیانت کا [illegible] غیر میں بھی ہے اور جس کے محاسن و مکارم [illegible] ابو سفیان جیسے دشمن اسلام کو دربار میں اس کی [illegible] صداقت کا اعتراف ہی کرتے بنتی ہے۔

سلام ہے اس جرأت و جلادت والے رسول پر جو فاقوں اور روزوں کی

منتشر کر اور بے پناہ قوت کو خاطر میں نہیں لاتا اور اپنے ایلچی کے قتل کا قصاص لینے کے لئے شام میں لشکر کشی کر دیتا ہے اور لڑائی نہیں بھی ہوتی تو صرف شام کے قبائل کے گوش میں تو اپنی اطاعت کا حلقہ ڈال ہی کر واپس ہوتا ہے۔ سلام ہے اس صاحب قرآن پر جو [illegible] کو نظر انداز کرتا رہا ہے اور جب [illegible] نہیں آتے [illegible] جیسے ناپاک اور مکروہ جرم پر بھی انہیں قتل کرنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ ایک کو ان [illegible] کے سپرد جلا وطن کر دیتا ہے اور دوسرے کو اس کی قوت کا فیصلہ کرنے کے لئے [illegible] کے سپرد کر دیتا ہے اور پھر بھی اپنی دولت اور جتھوں اور اپنی طاقت کا گھمنڈ انہیں مخالفت اسلام سے اجتناب پر راضی نہیں ہونے دیتا تو خیبر میں اس کی حربی قوت کو [illegible] جاتا ہے۔ سلام ہے اس اولوالعزم پر جس نے تن تنہا [illegible] ہو کر پورے عرب کا مقابلہ اور قریش و یہود و عیسائی تمام قوتوں کو پارہ پارہ کر دیا مگر ان دشمنوں [illegible] اذیت و تکلیف نہ ہونے دی۔

سلام ہے اس مصلح اعظم پر جس نے عرب کی فضاؤں سے بت پرستی شراب خواری قماربازی قتل و غارتگری چوری ڈاکہ زنی غلامی زناکاری اور تمام اخلاقی ذمائم کے جراثیم کو فنا کر کے وحشیوں [illegible] نا آشنا بندوں کو فرشتہ بنا دیا انسان بنا دیا مہذب بنا دیا اور وہ کچھ بنا دیا کہ روئے زمین پر کوئی ان کا نظیر و مثیل نظر نہ آیا اور کسی کو ان کے [illegible] ہونے کی جرات نہ ہوئی۔ سلام ہے اس معجزہ کار پر جس نے [illegible] جانثار [illegible] اور خدا کا [illegible] سلام ہے اس [illegible] پر جس نے غالب ہو کر [illegible] سب کو بخش دیا سب کچھ [illegible] نہ قصاص لیا نہ بدلہ لیا نہ شکایت [illegible] سلام ہے اس صاحب [illegible] پر جو براق میں [illegible] اس منزل تک رسائی کی جہاں تک نہ کوئی پہنچ سکا [illegible] نہ جا سکا اور نہ جا سکے گا اور جہاں [illegible] حضرت جبریل امین [illegible] الگ ہو گئے تھے ۔

اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

سلام ہے اس محبوب رب العالمین پر جس نے دنیا کو اس راستہ اور اس مذہب پر لانے کی سعی کی [illegible] سے بھی بڑی ہے اور جس پر چل کر انسان دونوں جہان کی کامرانیاں [illegible] حاصل کر لیتا ہے۔

سلام ہے اس سید المرسلین پر جس نے وحشیوں کے غول کو انسانوں کی جماعت بنایا ان میں قربانی کی روح پیدا کی اور اپنے محترم نواسے کو [illegible] تربیت میں لیکر ایسا [illegible] بنا دیا [illegible] اور اس قدر [illegible] اور فداکار [illegible] بنا دیا کہ انہوں نے میدان کربلا میں اپنے اعزا و اقربا اپنے رفقا و ہمنوا اور خانوادہ نبوت کے نونہالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے حمایت حق میں کٹوا دیا اور [illegible] دنیا والوں کی دی ہوئی [illegible] اذیتیں سہہ کر اور تین دن کی بھوک پیاس سے [illegible] جام شہادت نوش کیا۔ سلام ہے اس نور پر جس نے [illegible] کر دشت و جبل [illegible] سینہ [illegible] کر کے اس کی [illegible] انسانوں کے [illegible] قلب میں [illegible] ہو گئیں اور اسی طرح انسان ضعیف البنیان [illegible] شرک [illegible] وحشت اور دیوانہ انسان

اس امانت ربانی کا قیامت تک کے لئے حامل بن گیا جس کے برداشت کرنے کی تاب پہاڑ اور کہسار بھی نہ لا سکتے تھے۔ سلام ہے اس سید عرب و عجم پر جس نے عرب و عجم کو اس وقت کا بہترین خطہ بنا دیا اور انھیں وہ شوکت و نظامت عطا کی کہ تا قیام قیامت ان کے اقطاع مہبط انوار الٰہی بنے رہیں گے۔

سلام ہے اس صاحب جود و کرم پر جنے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک تنفس میں مخلوق کو [illegible] دیا ایسا تونگر ایسا امیر اور ایسا [illegible] کہ [illegible] کرامی وقت تک نہیں اور کسی جگہ دیکھا تھا [illegible] مصیبتیں اٹھائیں بھوک اور پیٹ پر پتھر باندھ کر بھوکا سونا دیا یعنی گوارا نہ کیا مگر دوسروں کی تکلیف گوارا نہ کی آفت زدہ زندگی صدائے درد و نہ سنی گئی اور درد رسیدہ دل کا ٹوٹنا نہ پسند کیا۔ سلام ہے اس شمس الضحیٰ پر جس کے غلاموں اور [illegible] میں صلاح الدین اور نور الدین نام الدین شاہجہاں اور الپ ارسلان جیسے صاحب دل اور خلق اور شہنشاہ پیدا ہوئے جس کے انوار تجلیات کے پرتو نے غوث الاعظم و جنید بغدادی شبلی اور معین الدین اجمیری قطب الاقطاب حبیب الٰہی اور شیخ عبدالحق ورمضان جیسے اولیاء اللہ کو نظر عام پر لا کھڑا کیا اور جس کے صحابہ کرام کی جماعت مقدس نے ابوبکر عمر عثمان علی زبیر طلحہ سعد خالد ابن عبیدہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو [illegible] جلوہ گر کر کے دنیا بھر میں ایک غلغلہ اور ایک شور پیدا کر دیا کہ نام و ننگ ان کے عامل ایسے ہوتے ہیں اور بنیاد دین کو اس طرح نبھایا جاتا ہے۔ سلام ہے [illegible] [illegible] سے جھلکتے ہوئے [illegible] علوم و فنون کے [illegible] بہائے وہ نیرنگ [illegible]

جاری کیں وہ تبسم عالم افروز پلائی وہ بہاریں پیدا کیں کہ تاریخ نے اپنے اوراق الٹ دیئے دنیا نے صد ہزار سال بعد گردش ایام [illegible] کا رخ ادھر سے ادھر ہوگیا۔ سلام ہے اس حامل شریعت پر جس کی شریعت اور جس کے مدوّنہ قوانین کے سامنے تمام شریعتیں اور جملہ قوانین درہم برہم ہوگئے جس نے قیامت تک بنی نوع انسان کی بہبودی و بہتری کی کفالت کر لی اور جس پر آج بھی پوری دنیا حیرت [illegible] سے سامنے [illegible] ہے اور مجبور رہ جاتی ہے سلام ہے یتیموں اور بیواؤں کے اس یاور و ناصر پر جس کی راحت رسانی کی خاطر اس شہنشاہ کونین نے اپنے اوپر ہر قسم کی آسائشیں حرام کر رکھیں بادشاہی میں بھی فقیری کی تونگری میں بھی غریب رہا اور وصل کے وقت بھی ان کی حمایت اور ان کی چارہ سازی ہی کا خیال شب مبارک میں رہا اور آخری وصیت میں بھی کہا تو یہی کہا کہ ضعیفوں کمزوروں غلاموں اور عورتوں کو نہ بھولنا ان کے دکھ سکھ کا خیال رکھنا۔ درود و سلام ہے اس اولوالعزم پیغمبر پر جس نے دنیا کی ارذل ترین مخلوق اور بدترین انسانوں کو بہترین مخلوق بنا دیا شیطان انسان بن گئے اور انسان فرشتوں سے بازی لے گئے درود ہو اس رسول پر جس کے غلاموں میں بے شمار انبیاء صفت پیدا ہوئے اور جنھوں نے اپنے انفاس سے تمام دنیا کو خس و خاشاک سے صاف کر دیا۔ سلام ہے اس شیرازۂ امت پر جس کی اصلاح و تربیت میں اس نے دن کو دن کہا اور نہ رات کو رات اور جنھیں وہ انسانوں سے بالاتر بنا کر دنیا سے رخصت ہوا۔ اور درود و سلام ہو اس سرمد کا شانہ پر جس نے ہمیں ایمان و ایقان کی دولت لازوال سے بہرہ مند کیا اور ہمارے اوپر نجات اور رحمت ربانی کی راہیں کھول دیں۔ سلام ہے ہمارے آقائے نامدار پر جس نے ہمیں مومن بنایا اور شکر ہے اس رب قدیر کا

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے؟

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے نا واقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائیں گے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کو بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے قیمت ۴/

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد دل تو آپ کو خود شوق ہوگا اس کے مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور عیب یا مذمت کی وعیدیں الحفیظ والامان عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تارک نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت صرف ۳/

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل ہو گیا تو ہو جانے کا اور نماز کی تعبیروں سے دل لرزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے عورتوں کو پڑھائیے بڑوں کو سکھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۲/

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل لکھدیے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲/

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نمازیں کیسی ہوتی تھیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں ہی تھیں جو دنیا کی برتری دیتی تھیں دین بھی نہیں دنیا کے بھی ہزار فائدے اس کے مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہئے کیونکہ اس میں اچھا بیان ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۲/

سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور غیر مجلد کی قیمت نہیں بڑھے گی قیمت پانچوں کتابیں مجلد ایک روپیہ عہ/

کتابوں کے ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

آمد

نوشتہ غلام غلامان سرورِ عالم سید عبدالحمید خان دہلوی

آمد آمد ہے کس کی ؟ شہ لولاک کی صاحب تاج قوسین کی، دارین کے تاجدار کی !!! چمنستانِ عالم میں بہت سی بہاریں آئیں لیکن جو بہار آج آنے والی ہے جو غنچے آج چٹکنے والے ہیں جو پھول آج کھلنے اور آج شگفتہ ہونے والے ہیں نہ ایسی بہار اس چمن میں آئی نہ ایسے غنچے اس چمن میں چٹکے اور نہ کبھی ایسے پھول نکلے اور کبھوں نہ کھلیں چمن کا مالی گلزار کا رکھوالا اور بوستان کا باغی تو اب آرہا ہے ازل سے غنچوں کی چٹک اور پھولوں کی مہک اسی کی تو منتظر تھی۔ پھول اسی کے آمد کے انتظار میں تو اپنی نکہت بیزیوں اور شگفتگیوں کے بہروا ماں لئے بیٹھے تھے آج ان کا انتظار و تردد ختم ہونے والا ہے آج ان کی چشم انتظار بند ہونے والی ہے آج انھیں موقع ہے کہ وہ اپنی تمام شگفتگیاں اور پوری دلربائیاں اپنے والی دنیا کے والی اور دنیا والوں کے والی کے خیر مقدم و پیشوائی کے نذر کردیں اور جتنے شوق حقیقی تراب اور حقیقی دالہیت کی اہتمام ان سے ہو سکے راہیں سرورِ کائنات فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آئیں اور صد لاکھ بہاریں اور صد ہزار شگفتگی ان کے قدموں پر نثار ہوں۔ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد

پنکھڑیاں دوش نسیم پر رقص کر رہی ہیں کہ براتِ عالم کے دولہا کے قدموں کے نیچے جانے کی سعادت انھیں نصیب ہو پھول ہمہ تن ہم بہ تن کہ آج انھیں صاحب معراج پر نثار ہونے کا شرف حاصل ہونے والا ہے غنچے پھولے نہیں سماتے کہ ان کی چٹک اور مہک آج جسم عنبر کے استقبال کو بڑھنے والی ہے۔ آمد ہے سرور ہے تیاری ہے نبی کریم کی پیغمبر جلیل کی بنائے دہر کی ہر روشنی اور ہر خیابان سنواری ہوئی ہے۔ ہر نہال نہایا ہوا ہے ہر شگوفہ لبا ہوا ہے سمن دیا سمن لالہ و نرگس سنبل ریحان بنفشہ و گل سب آراستگی و محویت کے عالم میں ہیں سرو صف بندی میں مصروف ہیں صنوبر پر قمریاں حق سرہ کے نعرے لگا رہی ہیں گلزار میں بلبلیں باغوں میں کوئل جنگلوں میں [illegible] درختوں پر طیور چہچہا رہے ہیں دریاؤں میں مچھلیاں سمندروں میں مگر ریگستانوں میں اونٹ فضاؤں میں جگنو آسمان میں تارے سماوات میں ملائک سب جوش میں ہیں سب پر ایک کیف طاری ہے سب کے بدن میں ایک امنگ سب کے قلوب میں امنگ اور سب کے سینوں میں شوق و ارمان کی بستیاں آباد ہوتی چلی جارہی ہیں کہ محمد پیارا اللہ کا دلارا ہندوں کی آنکھ کا تارا دنیا کا رکھوالا فلک زدوں کا سہارا بے چاروں کا آسرا کملی والوں کا کملی والا اور ہر درد کا مداوا یعنی محمد پیارا آنکھوں کا سکھ کلیجہ کی ٹھنڈک اور دلوں کا چین بنکر آرہا ہے۔

بہاریں اپنی آرائشوں نسیم اپنی نکہتوں اور چمن اپنی نزہتوں کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ شب ماہ کی نورانی چادریں ہر طرف بچھی ہوئی ہیں چاند نے اپنی چاندنی کھیت کر رکھی ہے فضا امن و سکون سے لبریز ہے چکور چاند کی طرف مژدہ آمد بہار سنانے کو بڑھ رہی ہے خنک ہوا کے جھونکے مرحبا کہتے ہوئے ادھر ادھر گشت میں مصروف ہیں کائنات اور کائنات کی ہر مخلوق اور ہر ذرہ بزم عالم کی تزئین میں لگا ہوا ہے کہ آرہا ہے اپنے سیٹ پر پتھر باندھکر دو سروں کا پیٹ بھرنے والا اپنے جگر گوشہ بیٹے تڑپتا دیں اور آنکھ کے تاروں کو بھوک اور پیاس میں بلکتا اور تڑپتا چھوڑ کر غیروں کو کھلانے پلانے والا آرہا ہے۔ خاطیوں کی خطا سے درگذر کرنے والا قصور داروں کو بخشنے والا دشمنوں کو معاف کرنے والا اپنے خون کے پیاسوں کو رحم کرکے چھوڑنے والا معتقدوں کا حامی مصیبت زدوں کا یار غمزدوں کا آسرا دوستوں کا خلیل اور زمین پر مسیحا بنکر آرہا ہے۔ مظلومیت خوش ہو کہ اس کا حامی اور بیکسی جشن منائے کہ اس کا والی آرہا ہے۔ حق کو مژدہ کہ اس کا بول بالا کرنے والا انسانیت شکر کرے کہ اس کا مجد و شرف بڑھانے والا اور اسے ملائکہ و ملکوت سے بالا کردینے والا یعنی آمنہ کا لال عبدالمطلب کا پوتا اور زمانہ کا آقا آرہا ہے۔

[illegible] و اس پر نسیم صلا مرادیں ہوگا اس کی آمد کو عیش اور اس کا [illegible] نشانہ ہے وہ سمندر آرہا ہے جس کا پیارا آرہا ہے جو ایوان کسریٰ میں زلزلہ ڈالنے والا ہے روم و عجم کی شوکت کا پیرہن تار تار اور کفر و ضلالت کی اندھیریوں کو ملیا میٹ کرنے والا ہے آرہا ہے اس شریعت والی اور پیغمبر اسلامی کی جس کے نعرہ توحید کی گرج سے ایران کے مجوسیوں کی آتش کدے عرب و یمن کے بتکدے روشنی بھش کے مندر سے سرد و منہدم ہوجائیں گے ستم گاہوں میں خاک اڑنے لگی آتشکدوں میں توحید کی صدائیں بلند ہوں گی ایوان کسریٰ میں کپکپی پیدا ہوگی ظلم و جور کے دریا خشک ہوجائیں گے تو بد نظمی کے چشمے خشک ہوجائیں گے بت پرستی کو شرک کے کاشانے ویران ہوجائیں گے دنیا کے جباروں اور قہاروں کے وہ تخت جو انسانیت کے مجد و شرف کی لاشوں پر بچھے ہوئے تھے اوندھے ہوجائیں گے۔ وہ مصلح اعظم آرہا ہے اور اس محسن آپ کی آمد آمد ہے جو ذمائم اخلاق اور قبائح انسانی کا استیصال کردیگا چوری ڈاکے ظلم و جور زنا غیبت کبر و رعونت سود خوری فریب کاری اور شر و شیطنت کا خاتمہ کردے گا اور اجڑی ہوئی بستیوں اور ویران پڑے ہوئے گلزاروں میں آبادیاں اور نئی بستیاں بسائے گا۔ وہ صاحب تسنیم و کوثر آرہا ہے جو اسی دنیا میں رکھکر جنت کا ارزو کو اسی دنیا میں جنۃ عیش اور آخرت میں جام طہور پلائے گا جو ایمان اور ایمان و عمل کے مکارم سے آراستہ ہونے والوں کو ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ کا مصداق بنا کر دنیا میں جنت اور جنت میں خلد نعیم کے عیش کرائے گا۔

عروس کائنات کی مانگ موتیوں سے بھری ہوئی ہے اس کے جسم ناز نین پر چاندنی کا نورانی لباس ہے اس کا سرتاپا پھولوں کے زیور سے لدا ہوا ہے زمرد کی وشت لہلہاتے سبزہ زاروں کی شکل میں حد نگاہ تک بچھے ہوئے ہیں من کل الحسن والحسن کی جبین پر چمکتی مطلع الفجر کی شہنائیاں بج رہی ہیں جاء الحق وزھق الباطل کا شور بلند ہے نغمت ربی کے گلاب چہرے جا رہے ہیں اللہ اللہ کی نوبت بج رہی ہے کہ محمد آرہا ہے رسول اللہ کی آمد آمد ہے سیارگان فلک چشم شوق وا کئے ہوئے منتظر جمال ہیں ملکہ قمر آسمانی نیل میں اپنی نورانی کشتی ڈالے ہوئے عالم امکان کی تزئین و آرائش دیکھنے اور سواری برات کی آن بان و اعتنا و شکوہ و اظہار اور جلوس سلطنت دیکھنے کے لئے مشاہدہ کر رہی

کے لئے سیر کو نکل کھڑی ہوئی ہے شجر و حجر بام و در اور وحوش و طیور سب معجز طرازی عالم کا تماشا دیکھنے کے لئے سنور گئے ہیں رات کے تارے دن کا آفتاب سحر کا سپیدہ شام کی کالی کالی گھٹائیں سب منتظر نظارہ ہیں۔

جس دن کا انتظار ازل کو تھا جس دن کی منتظر ارواح انبیا تھیں جس طلوع سحر کا انتظار صد ہزار سال سے ہو رہا تھا جس ساعت کے نظارہ کے لئے آفتاب ہزار ہا سال سے طلوع و غروب کی منازل طے کر رہا تھا اور جس بہار کا انتظار زمانہ کی بہاریں بے چینی کے ساتھ کرتی چلی آ رہی تھیں وہ دن اور بہار آج آ رہی ہے پوری دلربائیوں پوری دلفریبیوں اور پوری دلکشیوں کے ساتھ آ رہی ہے اور محمد پیارے کو آغوش ناز اور پہلوئے آرزو میں لئے چلی آ رہی ہے رحم و رافت کی حوریں، کرم و عطا کی پریاں، جود و بخشش کی حسین دیویاں اور خلق و صفا کی نازک اندام بانوئیں اپنے ساعد سیمیں اور کف بلوریں میں شوق و تمنا کے ترو تازہ گلدستے لئے کھڑی ہیں گلاب پاش پاس رکھے ہیں عطر کے کنٹر پہلو میں لٹک رہے ہیں کہ آمنہ کا لال عرب کا پیغمبر دنیا کا آقا آئے اور ایک طرف نعت و ثنا کے ترانے سریلی آوازوں میں شروع کر دیں اور دوسری طرف تمام گلدستے سارے پھول کلیوں کے تمام ذخیرے اس پر نچھاور کر دیں گلاب کا چھڑکاؤ کریں اور عطر کے انڈیلوں سے اس کے قدموں کو اس کے جلوس کو اور اس کے جلوس میں چلنے والوں کو فضا کو اور فضا کی ہواؤں کے ہر جھونکے اور کائنات کے ہر ذرے کو بسا دیں اور ہواؤں کو عطر و عنبر کی ہوائیں بنا دیں آسمان اور آسمان والے مشک و عنبر کی گولیاں لئے اور زمین اور زمین والے لعل و گہر کی کشتیاں بھرے ہوئے صف بستہ کھڑے ہیں کہ آمنہ کی گود اور عبدالمطلب کا گھرانا آباد ہو اور ہم سارے دوست اس پر نثار اور سارے جواہرات کا اس پر اور اس کے قدموں پر بارش کر دیں یہ ہی نہیں دریاؤں اور سمندروں میں بھی جوش تلاطم ہے، طغیانی طوفان ہے اور ہر جھیل اور ہر موج موتیوں کے ہار لئے عمق دریا اور چاہ زمزم سے منہ نکالے کھڑی ہے کہ تاجدار مدینہ آئیں ان کی سواری نکلے ان کی آمد کا غلغلہ بپا ہو اور ہم تحفہ نذرانہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیں مشرق و مغرب میں ماتم بپا ہے شروں کی دنیا میں شعلے بلند ہو رہے ہیں قیصر و کسریٰ کے کنگرے متحرک ہو رہے ہیں مجوسیت کھڑی سر پیٹ رہی ہے کفر و شرک کی بستیاں بیدار و نغاں بنی ہوئی ہیں ستارہ پرستی بت پرستی اصنام پرستی وحوش پرستی، دہریت، نیچریت، شیطنت، معصیت کے گروہ در گروہ ہلاکت و تباہی کے انتظار میں ہیں فسق و فجور اور گناہ و نافرمانی کی جھونپڑیوں میں آگ لگ رہی ہے کیونکہ آ رہا ہے حامی دین اور ناخدائے دین، ظلمت کی نہیں نور کی رات ہوگی اب لات و ہبل نہیں پوجے جائیں گے خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش ہوگی۔

سیارگان فلک خوش ہیں کہ ہمیں پوجنے والے رب قدیر سے شرمسار کرنے والے تھے کہاں تو بنتے تھے اب صابئین کا بھی وجود ارض گیتی سے مٹنے والا ہے آفتاب شاد و خرم ہے کہ مجھے معبود بنا کر اب کوئی عرق ندامت میں غرق کرنے والا نہ رہے گا شجر و حجر پر سکتہ کا عالم ہے کہ اب مخلوق پرستی آخری سانس لینے والی ہے آمنہ کے لال نازش ہاشمی کے چشم و چراغ لبیک لبیک تو آ رہا ہے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہمارے کلیجہ کی تسکین ہماری راحت کا سامان بن کر آ رہا ہے اب گلشن آرزو میں نئے پھول کھلیں گے نئے غنچے چٹکیں گے نئی زمین ہوگی نیا آسمان نئے والی ہوں گے اور نئی ولایت والے۔ عبداللہ کے یتیم انسانیت کا تاج تیرے ہی فرق مقدس پر زیب دیگا نبوت کا حلہ اور رسالت کا خلعت تیرے ہی جسم پر راست آئے گا دنیا کی نجات تجھی سے ہوگی تو اخلاق اللہ کا نمونہ تو محبت الٰہی کا پیکر تو حکومت الٰہی کا مجسمہ ہے دنیا کی حکمرانی و حکومت کا سہرا تیرے ہی وجود کا طالب ہے کونین کی شاہنشاہی تجھے ہی زیب دیتی ہے شاہی کرنا تجھے ہی آتی ہے گناہوں کے جراثیم سے بھرے ہوئے اور معصیت کی غلاظتوں سے لتھڑے ہوؤں کو تو ہی پاک و صاف کرائیگا عبد و معبود کا رشتہ تو ہی استوار کرے گا خالق و مخلوق میں تعلق تو ہی قائم کر سکتا ہے پیاری پرستش کے آئین تو ہی بتائے گا۔ آ آ کہ آنکھیں تیرا انتظار کر رہی ہیں آ آ آج کائنات کا ہر ذرہ تیرے لئے بیتاب ہے آ آ کہ اسلام کا بول بالا تجھی سے ہوگا ملت ابراہیمی کا نام تو ہی زندہ کرے گا۔

آ اے یتیموں کے زخم یتیمی کو سہلانے والے اور مصیبت زدوں کی جراحت ہائے سینہ پر مرہم کا پھاہا رکھنے والے آ کہ اورنگیتی نے انسان پیدا کرنے بند کر دیئے شر و فساد کا قحط ہو گیا شرافت کے کاشانے اجڑ گئے انسانیت کے گہوارے تباہ ہو گئے اخلاق کی بستیوں میں خاک اڑ رہی ہے توحید کائنات کا نور ہو چکا ہے خدا پرستی معدوم ہو گئی آ آ اور بتا کہ گمراہ بندے کیا کریں کہاں جائیں کس کا سہارا ڈھونڈیں ضلالت کی گھاٹیوں شرک و بت پرستیوں کی بھول بھلیوں معصیت و سیاہ کاریوں کی غلاظتوں سے دنیا والوں کو بچا انھیں بتا کہ وہ کیا تھے کس لئے مخلوق ہوئے تھے کیوں پیدا کئے گئے تھے اور اب کس ظلمت میں پھنس گئے کس تاریکی کے غار میں جا پڑے اور کس کی پرستاری کے لئے آئے تھے اور کس کی پوجا پرچی رہے ہیں۔ آقا و مولا آ آ اور حرم قدس کو بتوں کی غلاظت سے بچا اس اللہ کے گھر میں اللہ کی آواز بلند کر بتوں کو نکال کسی میں جرات نہیں رہی اور جرات کیسی روح پر موت طاری ہو چکی احساس مردہ ہو گئے کوئی جانتا ہی نہیں سمجھتا ہی نہیں آ اور کعبہ اللہ کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دے صدیوں کے سوتوں کو جگا۔ بندوں کے سر اطاعت مالک حقیقی کی چوکھٹ پر ڈال کہ یہ اس سے سٹ کر اس سے ٹوٹ کر اسے چھوڑ کر کہیں کے نہ رہے دنیا سے بھی گئے دین کے بھی نہ رہے دنیا والے شیاطین ہی انھیں ٹھکرا رہے ہیں اور دین کے رہبر بھی ان کی خبر لینے والے نہ رہے، آ آ کہ گمراہی عام ہو چکی کفر و ضلالت کی غلاظت نے پوری دنیا کا احاطہ کر لیا جو پوجنے والا تھا اس نے پوجا چھوڑ دیا اور جو اپنے بنائے اور ٹھکرائے ہوئے تھے اس کے سامنے سر جھکانے لگے اور وہ سر جھکانے لگے جو وحدہ لاشریک کے آستانہ کے سوا کسی در پر اور کسی کے آگے ہی نہ جھکتے تھے اور نہ جھکنے کے لئے پیدا ہوئے تھے آ آ کہ بندے تیری یارگری اور تیری دستگیری کے محتاج ہیں۔ آ آ کہ دنیا میں جہالت و لاعلمی کے دیو ہر طرف منہ کھولے کھڑے ہیں علوم و فنون کے دریا بہا دماغوں میں روشنی اور دلوں میں تہذیب پیدا کر اور اپنے جلووں سے دنیا کو معمور کر دے نازنینان حرم پر عرصہ حیات تنگ ہے اللہ کی مخلوق کا ایک حصہ اپنے ہی جیسے انسانوں کی غلامی کے جوے کے نیچے دبا ہوا حیوانوں سے زیادہ مشقت کر رہا ہے نہ اسے اپنی جان پر اختیار ہے اور نہ جسم پر نہ کمائی پر قبضہ ہے نہ ہاتھ پاؤں اپنے ہیں ان بیکسوں اور مظلوموں کی خبر لے داد رسی اور امداد کو پہنچ روم میں ایران میں ایشیا کے سبزہ زاروں

میں یورپ کے کہساروں میں، افریقہ کے صحراؤں میں اور ہندوستان کی وادیوں میں انسانیت کے موتی اور شرافت و نجابت کے جوہر خاک میں پڑے رُل رہے تھے انھیں اس نکبت و ذلت کے غار سے نکال۔

آمد آمد ہے شہ بطحا کی اس مہتم بالشان ہستی کی جس کی امت کے غلام جس کی قوم کی کنیزیں ایک طرف فراعنہ مصر اور دوسری طرف چندر گپت اور اسوکا کے تخت کی وارث ہوں گی اور چنگیزی و تاتاری جوش کے قہار اقتدار پر ایک ضرب اور ایک چوٹ لگا کر اس کے "ہبل" کو پاش پاش کر دے گی۔ آمد آمد ہے اس بزرگ انسان کی جس کے غلام جوش فتح و فیروز مندی میں للکارتے ہوئے اور دنیا بھر کی جبار طاقتوں کو ٹھکراتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور ایک طرف ہسپانیہ اور وادی تاریں اسلامی پرچم لہرائیں گے اور دوسری طرف گنگا اور جمنا کے کنارے ان کے تخت بچھیں گے جس کے ادنیٰ خادم ایک سمت طارق کی شکل میں ساحل یورپ پر پہنچ کر اسلام کا بول بالا کریں گے اور دوسری طرف وہ دریاؤں اور صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے لب گنگا اپنا جھنڈا گاڑ دیں گے۔ آمد آمد ہے اس صاحب تسنیم و کوثر کی جس کی تعلیمات کو لیکر اس کی امت دنیا کی تمام وسعتوں اور پہنائیوں پر غالب ہونے والی ہے۔

آرہا ہے وہ نبی جو بتائے گا کہ انسان احسن تقویم بنکر فضا کی ہواؤں میں اڑیگا سمندر کا سینہ چیر کر مشرق سے لیکر مغرب تک کا سفر کر ڈالیگا زمین کی چھاتی پر ریلیں دوڑائے گا اور وہ کرے گا اور وہ خدمات انجام دے گا جو آج تک انسان اور انسانیت کے تصور میں بھی نہ آئی تھیں۔ آمد آمد ہے اس صاحب قرآن کی جس نے بندوں کو بتایا کہ خدائے قدوس نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی اور اس کے ذرہ ذرہ پتہ پتہ اور ریزہ ریزہ کو انسان کا مطیع و منقاد بنا دیا ہے اور شجر و حجر اور بحر و بر اس کے فرمانبردار ہیں آمد آمد ہے اس رحیم و کریم بزرگ کی جس نے قیام ازل کے روبرو بندگان خدا کے ساتھ ہر حالت اور ہر صورت میں نوازش کرنے کی قسم کھائی ہے۔ آمد آمد ہے اس سپہ سالار اعظم کی جو مسلمانوں ہی کو نہیں دنیا والوں کو بتائے گا کہ لڑائیاں اس طرح لڑی جاتی ہیں محاربین و غیر محاربین سے امتیازی سلوک کا طریقہ کیا ہے مفتوحوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے گرے ہوؤں کو کس طرح اٹھاتے اور مفتوحوں کو کیونکر رکھتے ہیں، آمد آمد ہے اس پیغمبر کی جو پیغمبرانہ فرائض کی ادا کاری میں حیرت انگیز اور حیرت بار استقلال کا ثبوت دیگا۔ صد ہزار مصائب اور صد لاکھ ابتلاؤں میں بھی حوصلہ و ہمت سے کام لیگا سالہا سال تک اپنی یتیمی و بیکسی کو سینہ سے لگائے ہوئے مسلسل و متواتر باطل کا مقابلہ کرے گا کفر سے لڑیگا شرک سے جنگ کرے گا اور آخر بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر اللہ کے نام کی منادی کرے گا آمد آمد ہے گلشن دہر میں اس عندلیب نواسنج کی جس کی زمزمہ پیرائیاں ملاء اعلیٰ کے ملکوتیوں اور قدوسیوں کو وجد میں لا دیں گی آمد آمد ہے اس باغبان کی جو چمن عالم کی از سر نو تختہ بندی کرے گا خیابانوں کو سنوارے گا اور طیور نواسنج کی وہ نغمہ سنجیاں سنائی دیں گی جن کی نوا ہر طرف ایک سرشاری اور ایک کیف پیدا کر دیگی وہ نور چمکا وہ آفتاب رسالت طلوع ہوا وہ آئے وہ ملا آمنہ کی آغوش میں آ گئے پڑھو درود پڑھو

صل علی محمد صل علی محمد

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر حضرات اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالہ ایسا جس سے بچوں کی تعلیمی استعداد اور ترقی کے ساتھ ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کئے جائیں۔ انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کیا مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضروریات سے آپ پورے طور پر واقف ہیں تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص طور سے لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برے اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل دینیہ بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں۔

ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے بہرحال مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جس کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک ان رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اب تک مدارس اسلامیہ اور قومی اسکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے۔ برما بنگال یوپی پنجاب گجرات میں خصوصیت کے ساتھ پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے ان رسالوں کی گجراتی بنگالی برہمی اردی مرہٹی زبانوں میں ترجمہ ہو گیا ہے بعض اہل خیر کا یہ خیال بھی ہو رہا ہے کہ انگریزی میں بھی ترجمہ کیا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز روزہ اور زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد ہیں۔ توحید۔ کتب آسمانی۔ ملائکہ۔ جنت۔ دوزخ۔ عذاب و ثواب معجزات رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مکمل و مفصل بیان و تشریح صحابہ کرام اور اولیاء اللہ اور کرامات اولیاء اللہ کا ذخیرہ اور اس کا ثبوت اور مسئلہ تقدیر کے متعلق بیان عام فہم جو بچوں اور عورتوں کے ذہن جلد آسکے نہایت خوش اسلوب طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اعمال صالحہ کا حال اور کفر و شرک بدعات وغیرہ کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ قیمت بہت کم رکھی گئی ہے

یعنی کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد عہ علاوہ محصول ڈاک

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رسول کریمؐ کی رضاعت

کائنات کا سرتاج آغوش حلیمہ میں

(از حضرت علامہ راشد الخیری مدظلہ العالی)

جاہلیت کا عرب روشنی کے ہندوستان سے بدرجہا بہتر تھا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت ان کی نگاہ میں نہایت ضروری تھی غلط محبت اور اندھی ماستا اولاد کے مستقبل پر اثر نہ ہونے دیتی تھی ماں باپ بچوں کی زندگی کو برباد کرکے اپنا کلیجہ ٹھنڈا نہ کرتے تھے۔ جس طرح زبان کی فصاحت و بلاغت کے جھنڈے خاص خاص خاندانوں میں گڑے ہوئے تھے اسی طرح ان کو یہ بھی یقین کامل تھا کہ گاؤں کی صاف اور تازہ ہوا شہر کی گندی اور خراب ہوا سے بہتر ہے جو بچوں کی نشوونما کے لئے میدانوں میں کھلی اور کوچوں سے اچھی ہوتی ہے اسی واسطے یہ دستور عام ہو گیا تھا کہ قریشا اپنے لڑکے آس پاس کے گاؤں میں جو دودھ پلانے والی انائیں ہر چھٹے چھمینے اسی مقصد سے مکہ آتی تھیں اور ماں باپ سے گفتگو اور معاملہ کرکے بچوں کو اپنی ذمہ داری پر ہمراہ لے جاتی تھیں اور ان کی طلبی پر زیادہ دن ہو جاتے تو خود لاتیں اور لے جاتیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جب تک بچہ دودھ پیتا رہتا برابر جاری رہتا اور اس کے بعد بھی خاص خاص حالات میں اس کے بعد بھی پانچ چھ برس کی عمر تک۔

سرکار دو عالم عرش عبداللہ یعنی اپنی ماں آمنہ کا دودھ پی رہے تھے کہ انائیں بچے لینے آئیں۔

قدرت کے ڈالے ہوئے خاموش پردے جنہوں نے مستقبل کو نگاہ انسانی سے پوشیدہ رکھا ہے آنکھوں کی اندھی اناؤں کے چہروں پر پڑے ہوئے تھے یہ لالچ کی بیماریاں اور دولت کی دیوانیاں اصلی گوہر کی آب و تاب نہ پہچان سکیں اور غریب و یتیم سمجھ کر وارث و والی اور دولتمندوں پر گریں۔ عبدالمطلب اور آمنہ دونوں منہ تکتے رہے گی گئیں نے ادھر کا رخ نہ کیا۔

حلیمہ سعدیہ جب اس دولت سے مالا مال ہونا تھی اور جس کی صداقت تاریخ اسلام میں ابد الآباد تک چمکے اور دمکیں گی محبت کے قدموں سے آگے بڑھیں دونوں کی پیشانی عبداللہ کی چوکھٹ پر جھکا دی دار ابن یوسف کی زمین کو بوسہ دے کر عبدالمطلب سے کہا:

"مطلب بھائی! اپنے کلیجہ کا ٹکڑا اور دودھ پلانے کی خدمت سپرد کرو میں تمہارے لال کو سر آنکھوں پر رکھوں گی۔"

عبدالمطلب حلیمہ کو لے کر بہو کے پاس آئے اور دنیا کی بہترین ہستی اور کائنات کا کامل انسان اس مکہ سے ولی کیا حلیمہ کی خواب پر یتیم عبداللہ کے ساتھ گود میں گرا اور گراں قدر رحمتوں کی خوشبوں معصومیت کے ساتھ ہر قربان جس اور اب شجر اسلام کا بے مثل ثمر دریائے عرب کا سید نظر نواں سعدیہ کی آغوش میں کھیل رہا تھا۔

حلیمہ! خوش نصیب قربان تیری تقدیر کے نثار تیرے خدمات اور ان جذبات کے جو تیرے دل میں اور اس دل کے جو تیرے پہلو میں اور اس شفقت کے جو تیری آغوش میں اور اس لال کے جو تیری گود میں پڑا انگوٹھا چوس رہا ہے۔ تیری آنکھیں بینا تھیں کہ حقیقت کی کسوٹی پر بن باپ کے بچہ کو پرکھا اور پتہ لگا لیا کہ آسمان ایمان کے اس چاند کی روشنی ایک عالم کو دمکائے گی۔ انصاف کے چشمے ان قدموں سے پھوٹیں گے عرب اس پر فخر اور قریش اس پر ناز کریں گے۔

کیا نازک اور کتنا درد انگیز وقت ہے آمنہ بی بی اپنے بچہ کو مضطرب دل اور روتی ہوئی آنکھوں سے وداع کر رہی ہیں مطلب کی پرنم آنکھیں اور ناگوش لگا ہیں درِ یتیم کو رخصت کرنے آگے بڑھیں بی بی آمنہ نے اختیار کو عبدالمطلب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور بہو کی زندگی تھی جس کو دودھ پلانے کی عزت حاصل ہوئی تھی سامنے آئی گھر والی نے تیم رکھا اور شہسوار عرب کی سواری حلیمہ کی گود میں گھر روانہ ہوئی۔

کس قدر خوش نصیب تھا ہوازن کا قبیلہ ان کی محلہ اور گھر جہاں خدا کی یہ نعمت برکت بن کر نازل ہوئی حلیمہ کی بچی شیما نے اس جوہر کی منزلت پہچانی دل کی آنکھیں محبت کے نشہ میں جھومتی ہوئی اٹھیں سینہ سے چمٹایا گلے سے لگایا اور دونوں ماں بیٹیاں اب دیوانہ وار آمنہ کی امانت پر نثار ہوتی تھیں انکھیں بچھاتی تھیں سے

حلیمہ سعدیہ اس لال کی ایسی ہوئی شیدا\
کہ اب اس کے سوا اس کو دکھائی کچھ نہ دیتا تھا

اگر دل شاد تھا اس سے تو گھر آباد تھا اس سے\
بصارت تھا وہ آنکھوں کی کلیجہ کی وہ ٹھنڈک تھا

کھلاتی تھی پلاتی تھی ہنساتی تھی سلاتی تھی\
بچھونا خاب تھا اس کا تو دیکھیں اس کی جھولا

نثار ہوتی تھی چہرہ پر فدا ہوتی تھی صورت پر\
کبھی قربان پاؤں پر کبھی ہاتھوں پہ پروانہ

بلائیں چاند سے مکھڑے کی لیکر پیار کرتی تھی۔\
نہ تھی کچھ فکر جینے کی نہ تھا کچھ ہوش کھانے کا

گلے سے خوب چمٹا کر سلاتی، لوریاں دیتی\
یہ کہتی سو مرے پیارے مرے نور نظر سو جا

اجالا ہے مرے گھر کا ہے میرا بھولا سیرا بالا\
مرے اس گھر کا گھر والا مرے لخت جگر سو جا

جوانی کھیلتی آئی تو سنہ یا بالتی آئی\
ادب سے گھر میں آئی مرے رشک قمر سو جا

امانت آمنہ کی ہے تو خدمت ہے حلیمہ کی۔\
رہیں میں سرخرو مولا مرے خوشیوں کے گھر سو جا۔

معصومیت کا خوشنما طائر اپنے خوشنما پروں سے شباب کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا اور وقت کی مہ جبین حسینہ اپنی پوری رفتار سے اچھلتی کودتی قدم بڑھا رہی تھی ریگستانِ عرب کے گوشے اور مکانِ مکیں اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھیں بی بی آمنہ کے لال کو دائی حلیمہ کی گود میں دو سال سے زیادہ گذر گئے اور وہ ذات جو کیفیتِ عالم کو متغیر کرنے کے لئے پیدا ہوئی تھی گھٹنیوں چلنے لگی نازک ہاتھوں سے اشارے ہوتے اور مبارک منہ سے پھول جھڑتے حلیمہ اور حلیمہ کی بچی شیمہ ان اشاروں سے اپنا دامن ایمان پھولوں سے اپنی گود بھر رہی تھیں آفتاب و ماہتاب سینکڑوں مرتبہ طلوع اور غروب ہوئے اور گھٹے اور بڑھے ہوا نے موسم بدلے درختوں نے ہیئت بدلی اور عربستان کی سرزمین پر وہ دن آیا کہ زمین کی آنکھیں یتیم عبداللہ کی انگشتِ شہادت حلیمہ سعدیہ کے ہاتھوں میں دیکھیں ؎

زمیں تیرے قدموں سے آنکھیں ملے — خوشا گود جس گود میں تو پلے
حلیمہ قدم تیرے سر پر رکھے — خوشا اس کی قسمت مقدر زہے
یہ دل تیری معصومیت پر فدا — ترے رخ پہ قربان صلِ علیٰ
مبارک سلامت کی ہے دھوم دھام — شبِ عیش کی آن پہنچی ہے شام

قدرت کی بلند نگاہیں مخلوق کے اعمال کو دیکھ اور پرکھ رہی تھیں اعمال کی جزا و سزا کا قانون جس کا زندگی میں بھگتنا حیاتِ انسانی کے واسطے لازم ہے جاری و ساری تھا ملک کی بت پرستی اور مکہ والوں کی بداعمالی روز بروز لحظہ بلحظہ ترقی کر رہی تھی اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ شرم و حیا کے گوہرِ آبدار خاک میں مل کر قریش کے مردوں اور عورتوں نے بےحیائی کے ایسے ڈھنگ دکھانے شروع کر دیئے تھے کہ عالمِ بالا کی کائنات منہ ڈھانک رہی تھی بالآخر خدا کا قہر وبا کی صورت میں نازل ہوا اور کڑیل جوان دیکھتے ہی دیکھتے قبروں میں پہنچنے لگے گھر کے گھر صاف ہوئے اور حالت یہ ہو گئی کہ موت کے نظارہ نے مکہ کی زمین سر پہ اٹھا لی۔

ادھر یہ ہو رہا تھا ادھر حلیمہ سعدیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بی بی آمنہ کے چاند کو ماں سے بچھڑے اور دادا سے چھوٹے دو سال کے قریب ہو گئے دودھ پلانے کا زمانہ ختم ہوا میں اپنی خدمات پوری کر چکی اور جس لال کو اتنے روز سے کلیجہ سے لگائے رہی اب جدا کر دوں اور عبدالمطلب کی امانت جن آنکھوں سے لی تھی ان ہی آنکھوں سے واپس کر دوں اتنا سوچتے ہی حلیمہ کے دل پر چوٹ سی لگی اندیشۂ فراق درد بنکر دل میں اٹھا آنکھ سے آنسو نکل پڑے مگر ایمان کی روشنی نے قلبِ مجروح پر مرہم رکھا انصاف نے تسکین دی اور آمنہ کی مامتا صبر کی صورت میں سامنے آ کھڑی ہوئی سرکارِ دو جہاں کو ساتھ لیکر مکہ روانہ ہوئی۔

منزلِ مقصود پانچ فرسنگ تھی دوپہر کے آفتاب کی تیز کرنیں حلیمہ کے اونٹ کا جائزہ لینے آگے بڑھیں ہوا گرم ہوئی اور لو تیز۔ دائی حلیمہ گھنے ان درختوں میں اتر پڑی گرم ہواؤں نے تھپکا اور زیتون و کھجور کے پتے موسیقی میں مصروف ہو کر لوریاں دینے لگے حلیمہ پر نیند غالب ہوئی اور کائنات کی وہ بے مثل نعمت جو ایک معصوم کی صورت میں سپرد تھی کھیلتی مالتی آگے بڑھ ہو گئی حلیمہ بے خبر پڑی سو رہی تھی اور عبداللہ کا یتیم بچہ قدرت کے تماشے دیکھ رہا تھا دھوپ اس کے پاؤں کی رفتار کے ساتھ گردش کر رہی تھی اور درختوں کا سایہ اس ننھے سے قد پر نثار تھا بچپن نے بے فکری کا خلعتِ گراں بہا زیب تن کر دیا اور بے پروا معصومیت آمنہ کے لال کو اپنی گود میں لئے چاروں طرف اڑنے لگی موسم کی گرمی نے حلیمہ کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور اس امانت سے بے خبر ہو گئی جس کے ساتھ جان لگی ہوئی تھی درختوں کا سایہ معصومیت کے اس ڈھیر کو جو بچہ کی صورت میں مناظرِ قدرت کا مشاہدہ کر رہا تھا کھینچ کر کہیں لے گیا زمین نے شوق کی آنکھیں بچھائیں اور خاموش پتے اچھلتے کودتے استقبالِ معصوم کو آگے بڑھے ہوا کے جھونکے دست بستہ سامنے آئے اور ادب سے اپنا راگ شروع کر دیا حلیمہ کے نازک ہاتھوں کے بدلے آفتاب کی تیز شعاعیں لوریاں دے رہی تھیں نیند غالب ہوئی اور ماں کی آغوش سے بچھڑا ہوا بچہ دائی سے دور نرم نرم پتیوں پر لیٹ گیا۔

خوش نصیب تھے وہ پتے جن کے خاموش منہ اس جسم کو بوسے دے رہے تھے جس کی نزاکت گلاب و یاسمن کو شرما رہی تھی سنسان دوپہر نے کائناتِ ارضی کی بےمثل پیداوار کو اپنے سینہ سے لگایا۔ جنگل محافظ بنا اور آمنہ کا لال قانونِ قدرت کے تحت میں دنیا سے بے خبر ہو گیا۔

تند و تیز ہوا کے ایک گرم جھونکے نے حلیمہ کو جھنجھوڑا اٹھی ادھر ادھر نظر دوڑائی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا مگر عبداللہ کی امانت نظر نہ آئی۔ ہوش اڑ گئے چاروں طرف ڈھونڈتی پھری آوازیں دیں۔ چیخی چلائی، تڑپی بلبلائی ناامیدی کی بجلی نے کلیجہ خاک سیاہ کر دیا دودھ کا جوش دل میں کچوکے دے رہا تھا۔ بلند آوازوں سے صدائیں لگاتی تھی خاموش آنکھوں سے گنجان درختوں میں گھورتی تھی اور چپ چپاتے ہاتھوں سے جھنڈوں کو ٹٹولتی تھی کہ شاید چھوٹی ہوئی آواز اور بچھڑی ہوئی صورت کانوں اور آنکھوں کو منور کرے ڈاڑھیں مار مار کر روئی اور چیخ چیخ کر جنگل سر پر اٹھا لیا آفتاب سے خطاب کیا اور درختوں سے باتیں کیں پرندوں سے دریافت کیا چرندوں سے پوچھا اور دیوانہ وار ہر سمت آوازیں دے دے کر دوڑنے لگی آفتاب اس دیوانگی پر ہنسا زمین اس عقلمندی پر مسکرائی ہوا نے قہقہے لگائے دھوپ نے ٹھٹھے مارے مگر اس کی کیفیت میں تغیر اور حالت میں فرق نہ ہوا کلیجہ میں گھونسے مارتی تھی اور چھاتی کوٹتی تھی دھوپ کی خوشامد میں ہوا کی منتیں جانوروں کی التجا، ہر تدبیر بیکار اور ہر کوشش بے سود تھی، شکستہ دل کی صدائیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئیں وحشت خیز جنگل میں رس گئیں اور محمد محمد کے نعروں سے جنگل گونج اٹھا بلبلاتی تھی اور پکارتی تھی روتی تھی اور کہتی تھی کہ جنگل کے رہنے اور بسنے والے جاندار اور بے جانو عرب اور وطنِ حلیمہ کا معصوم بچہ تمہارا مہمان تھا تم نے دغا کی اور میرے کلیجہ کا ٹکڑا مجھ سے چھین لیا میری آنکھیں پھوٹ رہی ہیں میرا دل رو رہا ہے میری جان نکل رہی ہے اور میرا خون خشک ہو رہا ہے مجھ پر رحم کرو انصاف کرو کرم کرو مجھ مردہ کو جلا دو اور میرا بچھڑا ہوا لال میرے کلیجہ سے چمٹا دو مکار درختو دغاباز بھیڑیو خدا کا واسطہ اپنے معبود کا صدقہ ایمان سے کام لو اور میری نذر یاد، ریت کے ذرو اور آفتاب کی شعاعو پتہ بتا دو میرے لال کا، درخت کے پتو اور جنگل کے تنکو نشان دو میرے معصوم کا اس کی بھولی بھولی صورت میرا کلیجہ مسل رہی ہے اس کی پیاری پیاری باتیں

میرے دل کے ٹکڑے اڑا رہی ہیں ہوا کے ظالم جھونکوں تم درد محبت سے نا آشنا چمکتے ہوئے سورج کی تیز کرنوں تم ممتا سے ناواقف ہو زمین پر منہ رکھو، خاموشی سے چرنے والی بھیڑ تیرے بچے جئیں تیرے بھلے دا سے لال رہیں اور مجھ میں میری مدد کر دکھیاری ہوں مصیبت کا پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑا زندگی وبال ہوگئی میرے گھر والے باؤں والا میرا مینا سی باتیں لگانے والا جس کے منہ سے پھول جھڑتے تھے جس کے ہونٹوں سے خوشبو آتی تھی مجھ سے بچھڑ گیا ممتا والی بکریوں آؤ میرے بچے کو تلاش کر دیکھوں والی اونٹنیوں چرنا چھوڑ دو اٹھو اور میرا لال ڈھونڈو۔

بلبلاتی ہوئی ہر سمت دوڑی مگر محروم آنکھیں اس جمال سے مشرف نہ ہوئیں اور وہ آواز جس کو دل ڈھونڈھ رہا تھا کان میں نہ آئی مایوس نظریں تھک کر گریں اور نا امید دل ڈھونڈ کر ہارا خیال آیا کہ آمنہ کے سامنے کس منہ سے اور عبد اللہ کے روبرو کس دل سے جاؤں اور کہوں کہ تیرا لال کھویا گیا۔ اطلاع دوں کہ تیرا بچہ گم ہوا آئی روتی ہوئی چلی اور تڑپتی ہوئی بڑھی رستہ بھر کلیجہ پر گھونسے لگاتی اور درختوں سے ٹکریں مارتی عبد اللہ کے گھر پر پہنچی۔

بے خبر ماں دنیا کے مشاغل میں بیٹھی تھی کہ گریہ وزاری کی آواز کان میں آئی سامنے دیکھا تو حلیمہ دروازہ میں کھڑی رو پیٹ رہی ہے ممتا نے ہوش اڑا دیئے اور بچہ کی تصویر آنکھ کے سامنے پھر گئی بے ساختہ چلا اٹھی ؎

میرا بچہ تو ہے اچھا، تو کیوں روتی ہوئی آئی یہ کیا حالت ہوئی تیری بتا خیر ہے دائی
میرا دولہا کہاں چھوڑا ہوئی ہے گود کیوں خالی بتا جلدی سنا جلدی خبر ہے ساتھ کیا لائی
ہزاروں وہم ہوتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے قیامت ہے ترا رونا غضب ہے تیری تنہائی
پریشاں یہ تری صورت کسی صدمہ کی شاہد ہے خبر کچھ اور دیتی ہے یہ تیری شکل مرجھائی
ترے کملائے ہونٹوں میں کوئی آفت ہے پوشیدہ حلیمہ ہے نشان رنج رنگت تیری سنولائی
تو ہنستی بولتی رخصت ہوئی بچہ مرا لیکر ہوئی نا بس تو اب ہے اس طرح سی شکل کملائی
حلیمہ میرے گلفام شکل بچہ کی دکھا مجھکو بڑی ہے تجھ پہ کیا بیتا ارے کچھ تو بتا مجھکو

بی بی آمنہ کے اضطراب نے حلیمہ کی حالت اور ردی کر دی بلبلاتی ہوئی آگے بڑھی اور رو کر کہا جنگل کے درختوں نے زیتوں کے پتوں نے گھاس کے تنکوں نے تیرا بچہ مجھ سے چھینا۔ چپہ چپہ ڈھونڈھا۔ کونہ کونہ دیکھا اور گوشہ گوشہ چھان مارا۔ آسمان نے دغا کی زمین نے دھوکہ دیا اور جنگل نے آنکھیں بدلیں اچھا بھلا جیتا جاگتا کھیلتا لال چھین کر لیٹی ہائے ہوا کے جھونکوں نے مجھ سے دشمنی کی اور نیند کا پردہ میری آنکھوں پر ڈال دیا ہشیار ہوئی تو تیرا چاند میری آنکھوں سے جدا تھا کیا کہوں کس منہ سے کہوں اور کس دل سے بتاؤں کہ کیا ہوا کیونکر ہوا اور کس طرح ہوا۔ آمنہ گنہگار ہوں مجرم ہوں جو چاہے سمجھ اور جو سمجھ میں آئے کہہ گردن تیرے خوف سے اونچی نہیں ہوتی اور زبان ندامت سے اٹھتی نہیں آمنہ تیرا لال کھو گیا۔

ماں ایک چیخ مار کر یہ کہتی ہوئی گری "ہائے میرا بچہ" اندھیرے کی آواز ہوا میں گونجتی ہوئی باہر پہنچی مطلب گھبرا کر اندر آئے کیفیت دیکھی اور حقیقت سنی حلیمہ کو ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچے آفتاب کی آنکھیں ٹمٹما رہی تھیں پر کے جھکڑ کمزور ہو چکے تھے مگر زمین سنگلاخ اب تک شعلے اگل رہی تھی مطلب کی نگاہیں چاروں طرف ڈھونڈھتی ہوئی گنجان درختوں میں کیا دیکھتی ہیں کہ آسمان عرب کا دمکتا ہوا تارہ اور چمکتا ہوا چاند چتوں میں جگمگا رہا ہے

باآواز بلند کہا حلیمہ اور میرا آمنہ جیتی بچہ کو گود میں اٹھایا اور یہ مختصر سا قافلہ واپس روانہ ہوا۔

گھر پہنچے تو ممتا کی ماری ماں دروازہ میں کھڑی تھی آنسوؤں کی زار و قطار دریا یاں آنکھ سے جاری تھیں رات کا اندھیرا ہر سمت چھا رہا تھا جب آمنہ کے کانوں نے قدموں کی آہٹ سنی تو شفقت مادری حیا پر غالب آئی کہنے لگی حلیمہ میرا بچہ ملا، وہ عجیب لمحہ تھا آمنہ کا کلیجہ دھکڑ دھکڑ کر رہا تھا اور کان جواب کے واسطے تڑپ رہے تھے مطلب خاموش تھے مگر مسرت چہرہ پر کھیل رہی تھی حلیمہ نے کہا

"اے آمنہ تیرا بچہ تجھکو مبارک ہو"۔

بے قراری اطمینان سے اور گریہ وزاری مسرت سے بدلی روتی ہوئی ماں کے محبت بھرے ہاتھ آگے بڑھے بچہ کو گود میں لیا اور خوشی کے آنسو آنکھ سے نکل آئے دفعتاً خیال آیا کہ یہ موسم سخت اور ہوا خراب ہے وبا کا زور انتہا کو پہنچ گیا اور موت کا شور گھر گھر سے بلند ہو رہا ہے رات آنکھوں میں کاٹی اور صبح ہی حلیمہ سے کہا بچے کو اور چند روز کے واسطے لیجا بیماری کم اور وبا ختم ہو جائے تو پہنچا دیجو حلیمہ نے یہ گفتگو سنکر مطلب کی صورت دیکھی اور رو کر جواب دیا۔

بیوی! پال کی آگ پیٹ سے زیادہ ہوتی ہے میرا ہی دل جانتا ہے کہ اس ٹھا کو کس طرح لائی ہوں۔ آمنہ! جدائی کا پتھر بڑی مشکل سے دل پر رکھا جاتی ہوں کہ یہ پھول سا مکھڑا ایک نہ ایک دن مجھ سے بچھڑنے والا ہے، تیرا لال مجھے نصیب ہو میں تو خدمت کرنے اور پال دینے والی تھی میں نے دودھ پلایا خدا نے میری مدد کی اور آج میرا دولہا جو کل میری گود میں انگوٹھا چوس رہا تھا پاؤں چلنے کے قابل ہو گیا ہوئی جس آگ کے شعلے کلیجہ بھون رہے ہیں وہ جلد روز میں دب جائیگی آنکھیں رو رو کر خاموش اور دل تڑپ تڑپ کر صحیح ہو جائے گا یہ جانتی ہوں کہ جب تک جان میں جان ہے محمد کی یاد دل سے نہ جائیگی اس کی جدائی میں روؤں گی جب تک زندہ ہوں اور تڑپوں گی جب تک دم میں دم ہے مگر میرا کام ختم ہو چکا اور میں جو آگ دبا چکی اب اس کو کیوں کریدتے ہو میری بچی شیما نے جو تیرے لال سے کھیلی ہے تیرے بچہ کی جدائی پر کہرام مچا یا مگر خدا صبر دیتا ہے مجھے تو اسی کی لالے تھے کہ جن آنکھوں سے تیری شکل کا چاند لے گئی تھی ان ہی آنکھوں سے واپس کر دوں خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے سرخرو کیا اور گود کا خدا ہی حافظ ہے مگر وہ لال جو دو سال میرے کلیجہ پر سویا اور سینہ پر لیٹا تجھے واپس کر رہی ہوں میں نے سوچا تھا کہ ہم دونوں ماں بیٹیاں حلیمہ اور شیما جب دل بگڑے گا اور یاد ستائیگی تو آکر صورت دیکھ لیں گے اب پھر جائیں اس میں شک نہیں آنکھوں کو تسکین اور کلیجہ ٹھنڈا ہوگا لیکن جدائی کا وقت جو بھگت چکی ہوں وہ پھر آئیگا اور جو سماں کل سے اب تک دیکھ رہی ہوں دوبارہ دیکھنا پڑے گا بیوی آمنہ خدا تجھکو بچہ مبارک کرے مگر یاد رکھ یہ بچہ معمولی بچہ نہیں ہے آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں زبان اس کو الٹ نہیں سکتی حکم کی تعمیل کرتی ہوں اور لیجاتی ہوں۔

حلیمہ اور شیما دونوں ماں بیٹیاں آمنہ کے لال کو لیکر اونٹ پر سوار ہوئیں اور گھر پہنچیں دوبا جو بی بی آمنہ کو دہلا رہی تھی بالآخر ختم ہوئی اور آقائے نامدار کی عمر چھ سال ہی کی تھی کہ حلیمہ روتی ہوئی آمنہ کی امانت واپس کر گئی خوش نصیب تھی حلیمہ اس کی بیٹی شیما اور اس کا شوہر حارث جنہوں نے چھ سال تک خدمت کی سعادت حاصل کی اور قریشی قبیلہ بنی سعد پروانہ وار نثار ہوئے کیسے اچھے بھاگ تھے قبیلہ ہوازن کے جس کی گود میں فخر الموجودات نے زبان سیکھی جس پر خود بھی فخر فرماتے تھے۔ (آمنہ کا لال)

فخر دو عالمؐ کا بچپن

از جناب مولوی مرتضیٰ احسن صاحب صدیقی ایم اے مراد پور

فخر دو عالم ۱۲ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ آپ کو شکم مادر ہی میں چھوڑ کر رنگمزائے عالم بقا ہو گئے تھے اور شفیق باپ کی شفقت آپ سے پہلے رد گرداں ہو چکی تھی آپ کے دادا عبد المطلب قوم کے سردار اور سرکردہ بزرگ تھے یتیمی کا داغ آپ ہی اٹھا چکے تھے مزید براں یہ کہ آپ کے فرزند حضرت عبد اللہ نے عین عالم شباب یعنی ۲۴ سال کی عمر میں انتقال کر کے آپ کے قلب کو پاش پاش کر دیا تھا اس لئے آپ نے رسول کریم کو اپنے مرحوم فرزند کی یادگار سمجھ کر بہت محبت اور پوری شفقت و توجہ کے ساتھ پرورش شروع کی آپ کی پیدائش کی خبر سنتے ہی عبد المطلب ہشاش بشاش گھر میں آئے آپ کو گود میں اٹھا لیا گیا اور خانہ کعبہ میں حصول برکت کے لئے لے گئے اور وہاں کھڑے ہو کر آنسوؤں کے ساتھ پوتے کی صحت اور عافیت و اقبال کے لئے دعا مانگی۔

ساتویں روز عبد المطلب نے پوری دھوم دھام کے ساتھ عقیقہ کیا قربانی کی اور تمام قریش کو ایک شاندار اور مکلف دعوت دی اس دعوت میں قبیلہ قریش کے تمام اکابر شریک تھے انفراغ ضیافت طعام کے بعد سب نے بچے کو دیکھا دعا دی خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا آپ نے اس کا نام کیا تجویز کیا ہے۔

عبد المطلب نے بچہ کا منہ چوم کر فرمایا کہ میں نے اپنے اس پیارے بیٹے کا نام محمدؐ رکھا ہے لوگوں کو تعجب ہوا اور انہوں نے پوچھا کہ عبد المطلب یہ کیا بات ہے کہ آپ نے اپنے خاندان کے تمام مروجہ ناموں کو چھوڑ کر بچہ کا نام محمدؐ رکھا ہے عبد المطلب نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ میرا بچہ دنیا بھر کی توصیف و ستائش کے شایاں قرار پائے۔

عبد المطلب کو کیا خبر تھی کہ یہ آرزو اور یہ خواہش ان کی زندگی میں نہ سہی مگر ایک روز پوری ہو کر رہے گی قدرت اُن سے یہ خود کہلوا رہی ہے اور ایک دن آنے والا ہے کہ افق مکہ پر یہی بچہ آفتاب رسالت بنکر ضیا افروز ہوگا اور نہ صرف دنیا والے بلکہ خود خدائے ذوالجلال اس بچہ کا ثناخواں بنے گا۔

رضاعت

دو تین روز کے بعد ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا اس عہد کا یہ دستور تھا کہ شہر کے رؤسا اور شرفا اپنے بچوں کو دیہات و قریات میں پرورش کے لئے بھیجا کرتے تھے شہروں کی زبان کتنی ہی شستہ ہو مگر تمدن کی وسعت و ترقی اور غیر اقوام سے تعلقات دوسری زبانوں کے الفاظ و محاورات بھی زبانوں پر رواں کر ہی دیتے ہیں۔ قصبات و قریات کی زبان پھر صحیح و صاف ہوتی ہے پھر عرب کی زبان جس پر عربوں کو اتنا فخر تھا کہ یہ اپنے مقابلہ میں دنیا بھر کو گونگا سمجھتے تھے جو بچے دیہاتوں میں پلتے اور بڑھتے تھے ان میں فصاحت و بلاغت کے جوہر پیدا ہو جاتے تھے بدوؤں کی زبان انھیں ازبر ہو جاتی تھی اور اس طرح عرب کی خاص خصوصیات محفوظ رہتی تھیں یہ رسم بنو امیہ کے عہد تک قائم رہی گو اب شاہانہ سطوت و جلال پیدا ہو چلا تھا اور دمشق کا تمدن روم اور مدائن کے تمدن کو شرما رہا تھا مگر عربوں کا یہ امتیاز ایک تاریخی حقیقت ہے کہ خلفائے بنو امیہ کے شہزادے بھی صحراؤں میں بدوؤں کے گھروں کے اندر ہی پلتے تھے صرف ایک ولید خاص اسباب و وجوہ کی بنا پر صحرا کی فصاحت بار اور بلاغت نواز فضاؤں میں نہ پل سکا یہی وجہ تھی کہ وہ عربی صحیح نہ بول سکتا تھا سال میں دو تین مرتبہ دیہات سے عورتیں آیا کرتی تھیں اور شرفائے عرب اپنے شیر خوار بچوں کو ان کے حوالہ کر دیا کرتے تھے اسی دستور کے مطابق قبیلہ بنو ہوازن کی چند عورتیں آئیں ان میں حضرت حلیمہ سعدیہ بھی تھیں پہلے تو انھوں نے خیال کیا کہ یتیم بچہ کو لیکر کیا کریں گی لیکن اتفاق سے اس مرتبہ کوئی بچہ ہاتھ نہ لگا تھا اس لئے خالی ہاتھ جانے سے یہی بہتر سمجھا کہ محمدؐ کو لیتی جائیں انھیں کیا علم تھا کہ یہ یتیم دنیا بھر کے یتیموں کا ملجا و ماویٰ بنے گا اور کونین و دارین کی شاہی اسی کے لئے مقدر ہو چکی ہے آپ چند برس تک حلیمہ سعدیہ کے یہاں رہے آپ کی رضاعی بہن شیما کو آپ سے بہت انس ہو گیا تھا اور وہی آپ کو کھلایا کرتی تھیں۔

رضاعی بہن بھائیوں کی محبت

آپؐ کے چار رضاعی بہن بھائی تھے جن کے ساتھ آپ کھیلتے کودتے رہتے تھے اور بیحد محبت کرتے تھے آپ کو حلیمہ سعدیہ سے بھی انتہائی محبت تھی عہد نبوت میں جب وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ "میری ماں" "میری ماں" کہکر ان سے لپٹ گئے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے جو سلیقہ اور جو تمیز اس چھوٹی سی عمر میں اس بچہ میں مشاہدہ کیا وہ کسی بچہ میں نہ دیکھا نہ سنا تمام اطوار نہایت شائستہ تھے فطرتاً صفائی پسند تھے اور بچوں کی طرح گرد و خاک میں لوٹنے سے بچتے تھے صاف زمین پر کھیلتے تھے رونے بہت ہی کم تھے بچوں سے لڑنے جھگڑنے کی بالکل عادت نہ تھی ہر وقت بشاش رہتے تھے دودھ بھی وقت پر پیتے تھے اور کھاتے بھی وقت پر تھے کسی رضاعی بہن کو روتا دیکھتے تو خود بھی چشم پرنم ہو جاتے مجھ سے اور بہن بھائیوں سے بیحد محبت تھی ایسی سلیقہ مندی کی باتیں کرتے تھے کہ تعجب ہوتا تھا میرے ساتھ گویا عشق تھا۔

بچپن کی یاد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک جب چھ برس کا ہو گیا تو اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ایک ماہ تک وہیں مقیم رہے راستہ میں آپ کی والدہ ماجدہ کا بھی انتقال ہو گیا آپ کو قیام مدینہ کی بہت سی باتیں یاد رہ گئی تھیں جب آپ عہد نبوت میں ایک دفعہ بنو عدی کی منازل سے گذرے تو فرمایا اسی مکان میں میری والدہ ٹھیری تھیں یہی وہ تالاب ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا تھا اسی میدان میں میں انیسہ کی ایک لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

ہوازن کا قبیلہ جہاں آپ نے پرورش پائی تھی فصاحت و بلاغت کے لئے مشہور ہے ابن سعد کی روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب میں فصیح تر ہوں اس لئے کہ میں قریش کے خاندان سے ہوں اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے جو اسی قبیلہ کا نام ہے۔

دادا کی نگرانی

چھ برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے کہ آپ پر ماں کی

آغوش سے محرومی کا جگر دوز صدمہ پڑ گیا اور آپ اس صدمہ سے بیتاب ہو کر کچھ روز تک برابر روتے رہے عبد المطلب نے آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لیا دو ہی برس کے بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا دادا کے جنازہ کے ساتھ یہ ہشت سالہ بچہ بھی تھا جو فرط محبت سے روتا جاتا تھا یہ موت اس اعتبار سے بھی ایک صدمہ عظیم تھا کہ ان کے خاندان سے اقتدار ہٹ گیا اور بنو امیہ بنو ہاشم پر غالب آ گئے۔ عبد المطلب کے دس بیٹے تھے انھوں نے آپ کے حقیقی چچا ابو طالب کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دیا آپ کی تربیت پوری توجہ کے ساتھ کی اپنی اولاد سے زیادہ آپ پر شفقت کرتے آپ کو بھی بہت انس ہو گیا تھا ابو طالب آپ کو ساتھ ہی سلاتے اور باہر بھی جاتے تو ساتھ لیکر جاتے گو آپ کو بہادرانہ کھیل دوڑ کشتی اور تیراکی والدہ ہی نے سکھانی شروع کر دی تھی مگر شفیق چچا نے اس طرف زیادہ توجہ کی بارہ برس کی عمر میں آپ بکریاں چرانے لگے جو اسی دور کا ایک شریفانہ پیشہ تھا کیونکہ ملک کی جغرافیائی حالت اسی امر کی مقتضی تھی اس عرصہ میں آپ اکثر جھڑبیریوں کے بیر توڑ کر کھایا کرتے تھے ایک تو خاندانی حالت اور دوسرے زمانہ کا دستور آپ کے پڑھنے لکھنے کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔

شام کا سفر

چچا کی خواہش تھی کہ آپ کاروبار سیکھ لیں چنانچہ وہ آپ کو اکثر اصول بتاتے رہتے تھے آپ کی عمر ابھی بارہ ہی سال کی تھی کہ ابو طالب نے حسب دستور سفر شام کا ارادہ کیا آپ لپٹ گئے اس لئے آپ کو ساتھ لے لیا اسی طرح آپ نے متعدد سفر کئے کاروباری حالات دیکھے اور تجارت کا شوق بڑھتا گیا عرب میں بت پرستی، افسانہ گوئی شاعری قمار بازی اور شراب خواری کے طوفان بپا تھے۔ بچوں کی مجلسیں علیحدہ ہوتی تھیں صحبتیں خراب تھیں اخلاق گندہ تھے اسی لئے آپ کا بچپن اور لڑکپن ان خرافات و لغویات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا آپ بچوں اور لڑکوں کے ساتھ کھیلے ضرور مگر جہاں جھگڑا ہوا غنڈاپن کی نوبت آئی آپ کھسک گئے بلکہ آپ ساتھیوں کو بھی روک دیتے تھے کہ لڑائی نہ کرو جھگڑا نہ کرو لغویات سے علیحدہ رہو جو بہت قوی الجسم تھے کوئی آپ سے لڑ کر جیت نہ سکتا تھا اس لئے کوئی چھیڑتا ہی نہ تھا۔ کبڈی دوڑ تیراکی اور اسی قسم کے دوڑ دھوپ کے کھیلوں میں آپ کی شرکت ثابت ہے تاہم خرافات میں کبھی حصہ نہ لیا نہایت سیدھے سادے اور نیک سرشت بچے تھے شرارت سے گریز کرتے تھے زیادہ تر گھر میں رہتے تھے غرض آپ کا بچپن بہت شاندار رہا بزرگوں کی اطاعت ہمیشہ کرتے رہے اور کسی کو آپ نے شکایت کا موقع نہ دیا آخر تو آپکے سر پر نبوت کا تاج جگمگانے والا تھا۔

باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے ضرور

زنانہ بستہ

منگا کر پڑھائیں

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گزار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جس کو گلدستہ بہار زندگی کہتے ہیں اس میں بچوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدہ بتائے ہیں کہ الف بے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بھی بتلائے گئے ہیں ابکی مرتبہ تیسری بار بڑی تختی پر شایع ہوئی ہے کتابیں حسب ذیل ہیں :-

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب۔ (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز۔

جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے۔ اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے مثلاً کھانا پکانا۔ سینا پرونا۔ گھرداری کا سلیقہ اور انتظام۔ لکھنے پڑھنے کی پوری واقفیت حاصل کر لیں۔

قیمت فی جلد مجموعہ مجلد عہ محصول ڈاک ۶ ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

جس میں یہ بتایا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ ایک جودھیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کر کے اور باوجودیکہ لوہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی۔

یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور معصر معارف اعظم گڑھ اور الجمعیتہ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو ساوتری کی ۵۰ جلدیں ۸ ر فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد تر توجہ کرنی چاہئے ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸ ر محصول ۵ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انیس الوارثین

کا مطالعہ ہر ایک شخص کو بتائے گا کہ جائداد میں ان کا کیا حصہ ہے علامہ مصنف نے بڑی محنت سے ہر ایک وارث کا حصہ نکال کر درج کر دیا ہے علم فرائض کے جو مسئلے بڑے بڑے مفتی عالم نہ حل کر سکیں وہ اس کتاب کی مدد سے حل ہو جاتے ہیں. قیمت ۸ ر محصول ۵ ر کل ۱۳ ر

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

رسول کریمؐ کی جوانی

از جناب مولوی سید ممتاز احمد صاحب قریشی مدنی نقشبندی شملہ

جوانی اور پھر عرب کی جوانی ایک "طوفان ربغل" زمانہ ہوتا ہے پھر "جوانی دیوانی" مشہور ہے لیکن رسول کریمؐ کی جوانی نسیم مشکبار کا ایک جھونکا اور آفتاب سعادت کی ایک کرن تھا آپ جوان تھے مگر جوان صالح شباب کی امنگوں سے آپ کا سینہ بھی متلاطم تھا لیکن شرافت و سعادت کے سانچے میں عرب کے جوان میخواری بادہ نوشی قمار بازی زناکاری فحش گوئی افسانہ طرازی جنگ وجدل اور شاعری میں مصروف و مست اور آپ غور و فکر تجارت و کاروبار اور امن و صلح کے پیکر۔ حضرت ابوطالب کو آپ سے بیحد محبت تھی مگر وہ معاش کے افکار میں مبتلا تھے تمام خاندان کی سرپرستی و پرورش کا بار آپ پر آ پڑا تھا باپ کے مرنے کے بعد وسائل معاش محدود ہو گئے تھے زیادہ تر سفر میں رہا کرتے تھے کثیر العیال تھے اس لئے آپ کی تربیت و تعلیم کی طرف جتنی توجہ مبذول کی جانی چاہیے تھی مبذول نہ کی جا سکی اور اگر آپ کا استاد و رہبر اگر کوئی بن سکا تو وہ صحیفہ قدرت تھا خدائے قدوس نے آپ کو ایک مفکر دماغ عطا کیا تھا سوچنے کی عادت تھی چشم بصیرت وا ہو چکی تھی رسوم بد اور عرب کی لغو اور مشرکانہ عادات و خصائل سے آپ کو طبعی نفرت تھی اور آپ کی فطرت سلیمہ آپ کو کبھی اس طرف متوجہ نہ ہونے دیتی تھی۔

رسول کریمؐ کی عادات

آپ کی عادت تھی کہ ہر چیز پر غور و فکر کرتے اور اس کے نتائج پر نگاہ ڈالتے اصل حقیقت تو یہ ہے کہ خدائے عزوجل کی قدرت آپ کی تربیت و تہذیب میں منہمک تھی مگر بادی النظر میں سیرت نگاری کے ٹھوس پہلو کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو چونکہ سلیم فطرت اور مذاق صحیح عطا ہوا تھا اس لئے اپنی لاعلمی اور ناواقفیت کے باوجود آپ کی خداداد ذہانت آپ کو نتائج کی تہ تک پہنچا دیتی تھی اور عواقب امور پر آپ کی نظر پڑ جاتی تھی آپ نے ذمائم اخلاق اور رسوم مشرکانہ کے نتائج کا اندازہ اپنی ذہانت سے کر لیا تھا اس لئے آپ از خود اپنا دامن اخلاقی دھبوں سے بچائے رہے اور اس پر کوئی چھینٹ نہ پڑنے دی۔ جھوٹ فریب ریا ظاہرداری کبر و نخوت، بغض، حسد، خوشامد کاری گندہ زبانی اور لڑائی جھگڑوں سے مجتنب رہے اور کبھی ان صحبتوں کے قریب بھی نہ پھٹکے جو اخلاق و انسانیت کے لئے جراثیم ہلاکت سے کسی طرح کم نہ تھیں۔

یہی وجہ تھی کہ غلاظت اخلاق کی کوئی چھینٹ آپ کے سفید دامن پر نہ پڑنے پائی اور آپ کی جوانی پاکبازی صداقت اور شرافت کا مظہر و نمونہ بنتی چلی گئی چلن نہایت شریف عادات نہایت ستودہ اور خصائل نہایت پاکیزہ صورت اختیار کر گئے قلب مبارک جذبات کا پھوڑا بنا ہوا تھا کسی کی مصیبت و ایذا دیکھ نہ سکتے تھے اور درد کی ہر تڑپ اور تکلیف کی ہر کراہ آپ کو بے چین کر دیتی تھی اس لئے آپ کے اندر غمخواری و ہمدردی دلسوزی و شفقت رحم و مروت شیریں سخنی و فیاضی، حمایت حق اور مخالفت باطل، عفو و درگذر سلوک و خدمت اور کرم و رافت کے احساسات پیدا ہو گئے صدق و دیانت امانت و پاس وفا کی خوبیاں آپ کے اخلاق کا زیور تھیں تعصبات و کدورت کے بوٹ نے خانۂ دل میں کوئی گوشہ بھی اپنے لئے محفوظ نہ پایا اور حیا و پاکدامنی آپ کا شعار عمل بن گئی۔

غریبوں اور ضعیفوں کی غمگساری

غریبوں کی غمگساری مظلوموں کی اعانت

یتیموں کی امداد، بیواؤں کی خدمت بیکسوں کی دستگیری بے چاروں کی یادگیری بیواؤں کی خبر گیری اور درد رسیدوں کی دادرسی صداقت اقوال اور سچائی عمل آپ کا شیوہ بن گیا ہر سادہ مزاج کو قاتل اور زانی کوئی بھی ہو۔ عمل میں کتنی ہی غلاظتیں لپٹی ہوں و طیرہ کچھ ہو عادات بد نے کتنا ہی قابو پا لیا ہو مگر برائی کو اچھائی سفید کو سیاہ اور عیب کو ثواب تو کوئی بھی نہیں کہتا چور چوری کرے مگر اسے برا ضرور کہیگا۔ زانی بھی زنا کی اچھائی کا تو کبھی معترف نہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کی اخلاقی گندگیوں اور غلاظتوں میں لتھڑے ہوئے کفار عرب بھی آپ کو "الامین" کا خطاب دینے پر مجبور ہو گئے اور آپ کو آپ کی اخلاقی خوبیوں اور انسانی بھلائیوں کے باعث وقعت و احترام کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ اور آپ کی شرافت و نیک چلنی کا شہرہ ہو گیا۔

قیام امن کی مجلس

عرب میں خانہ جنگیوں اور باہمی لڑائیوں کے طوفان بپا تھے۔ بغض و عداوت کی آندھیاں اٹھ رہی تھیں اور فتنہ و امن سوزی کے سیلاب امڈے چلے آ رہے تھے کوئی صورت اور کوئی چارہ کار اس تباہی عمل کے انسداد کا نہ تھا آپ دیکھتے اور کڑھتے تھے آخر نہ رہا گیا تو آپ نے اصلاح کی "بسم اللہ" کر دی ایک صحبت میں اکثر قبائل کے سرداروں اور قوم کے معززین اور صاحب فہم بزرگوں کو جمع کیا ان کے سامنے ملک کی بدحالی قوم کی تباہی وطن کی بدامنی کا خوفناک نقشہ مؤثر ترین طریق پر پیش کیا غربا پر زبردستوں کے مظالم و شدائد مسافروں پر ڈاکوؤں اور رہزنوں کی دستبرد راستوں کی خطرناکی اور عام بدامنی کے نقصانات واضح کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی صحبت میں مکہ مکرمہ کے اندر قیام امن اور نگرانی حقوق کے لئے ایک انجمن قائم ہو گئی بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تمیم اس میں شریک ہوئے اس انجمن میں جو مزید ممبر داخل ہوتے گئے ان سے یہ عہد و اقرار کرایا گیا کہ وہ

(۱) ہم ملک کی بدامنی کے ارتفاع کے لئے ہر امکانی سعی سے کام لیں گے۔

(۲) ہم مسافروں اور راہگیروں کی حفاظت کریں گے۔

(۳) ہم غربا اور کمزوروں کی اعانت و دستگیری میں سرگرم رہیں گے۔

(۴) ہم زبردستوں کو زیر دستوں پر ظلم و جبر کی تباہیاں برپا کرنے سے روکیں گے

نبوت کا تاج فرق مقدس پر رکھے جانے کے بعد آپ اس انجمن کا ذکر خاص ذوق و شغف کے ساتھ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی ایسی مشترکہ انجمن بے لوثی کے ساتھ قائم کرے اور مجھے دعوت شرکت دے تو میں سب سے پہلے اس کی شرکت و امداد کے لئے تیار ہو جاؤں گا اس انجمن نے ظلمتکدۂ عرب میں امید و توقع

کی ایک روشنی پیدا کردی تھی اور فی الواقع بنی نوع انسان کے تحفظ جان و مال اور قیام امن کے لئے بہت کچھ کیا۔

کعبہ مقدس کی تعمیر

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ جوانی ہی میں وطن و قوم کی بہتری کے کیسے ستودہ جذبات کے حامل تھے اور قبائے رسالت جسد مبارک پر راست آنے سے پیشتر ہی اللہ جل جلالہ نے آپ کی فطرت کو پاکیزہ خیالی اور شریفانہ اعمال سے منور کرنا شروع کر دیا تھا اور آپ کے اندر نبوت و رسالت کے نور کو اپنے قلب میں مرکوز کر لینے کی پوری استعداد پیدا ہو چلی تھی۔

سرور کائنات کی عمر ابھی ۳۵ سال ہی کی تھی جب قریش نے کعبہ شریف کی از سر نو تعمیر کا عزم کیا کیونکہ اس کی دیواریں سیلاب کے صدمہ سے پھٹ گئی تھیں کعبہ مقدس اس وقت بھی کفار میں احترام و تقدس کا سرمایہ دار سمجھا جاتا تھا اس لئے تمام قبائل نے اس میں شرکت کی اور اس شرکت کو بڑا فخر سمجھا تعمیر تو سب کی امداد اور سب کی اعانت سے مکمل و مختتم ہو گئی لیکن جب حجر اسود کے نصب کا وقت آیا تو باہم ایک طوفان اختلاف برپا ہو گیا اس لئے کہ ہر قبیلہ کی خواہش اور آرزو یہی تھی کہ یہ کام اس کے ہاتھوں انجام پائے پورے چار روز تک یہی جھگڑا ہوتا رہا قریب تھا کہ تلواریں میانوں سے نکل کر تڑپنے لگیں اور خون کی ندیاں بہ جائیں کہ ایک معمر شخص ابو امیہ بن مغیرہ نے کھڑے ہو کر یہ رائے دی کہ کسی کو اور ثالث بنا لیا جائے اور سب اس کے فیصلہ پر عمل کریں اس رائے سے سب نے اتفاق ظاہر کیا اور یہ قرار پایا کہ اس وقت کے بعد جو کوئی سب سے پہلے حرم پاک میں آئے وہی حکم سمجھا جائے۔ بالکل اتفاقی امر تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑنی تھی کہ ہر طرف سے اطمینان اور مسرت کا ایک شور بلند ہوا اور ھذا الامین رضینا کے نعرے لگنے لگے یعنی امین آ گیا ہم سب اس کے فیصلہ پر دل سے راضی و تیار ہیں۔

معاملہ بہت نازک تھا فیصلہ کیا جائے تو کیا کیا جائے اور یہ شرف کسے عطا ہو لیکن آپ نے اس اہم موقعہ پر نہایت فرزانگی معاملہ فہمی اور عواقب بینی سے کام لیا اور وہ فیصلہ کیا کہ اس وقت تو خیر موقعہ ہی تھا آج بھی اس فیصلہ کی نوعیت پر غور کر کے بڑے بڑے فضلا حیران اور انگشت بدندان رہ جاتے ہیں اور آپ کی عقل و دانائی کی تعریف و توصیف پر مجبور ہو جاتے ہیں رحمت عالم نے گوارا نہ کیا کہ تنہا اس شرف سے بہرہ مند ہوں آپ نے فرمایا کہ جو دعویدار قبائل ہیں ان سب کا ایک ایک سردار منتخب کر لیا جائے اس انتخاب کے بعد آپ نے ایک چادر بچھا کر حجر اسود اس کے اندر رکھ دیا اور سرداروں سے کہا کہ وہ سب مل کر چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر اٹھائیں جب چادر موقع کے برابر آ گئی تو آپ نے حجر اسود اٹھا کر نصب فرما دیا آپ کی اس حسن تدبیر سے ایک شدید جنگ رک گئی اور عرب ایک بڑی مصیبت سے بچ گیا۔

شغل تجارت

ہم واضح کر چکے ہیں کہ ابو طالب کثیر العیال تھے اور دولت کعبہ نکل جانے سے آپ کی زندگی عسرت میں بسر ہوتی تھی اسی لئے آپ نے تجارت کی طرف سرگرمی کے ساتھ توجہ شروع کر دی تھی اور آپ کو بھی خود اور شفیق چچا کے ایما سے یہی صورت بہتر نظر آئی چونکہ آپ حسن معاملت اور صدق امانت میں مشہور تھے مگر سرمایہ پاس نہ تھا اس لئے منافع میں شرکت کے اصول پر آپ نے کاروبار شروع کر دیا اور لوگ خوشی خوشی آپ کو شریک کرنے لگے اس سلسلہ میں آپ نے شام، بصرے و یمن کے متعدد سفر کئے اور ہر دفعہ آپ کو معاوضہ میں ایک اونٹ ملا۔ حضرت خدیجہ کا مال لیکر آپ عرب کے دور دراز مقامات پر جاتے اور کاروبار کرتے رہے بحرین بھی گئے آپ نے اس قابلیت اور ذہانت کے ساتھ کاروباری فرائض انجام دیئے کہ ہر طرف دھوم مچ گئی آپ کے دست مبارک سے بکثرت مال فروخت ہونے اور گرانقدر نفع پر بکنے لگا جو آپ کے ساتھ شرکت کرتا کثیر نفع اٹھاتا۔ حسن معاملہ پاس عہد اور کاروباری قابلیت کی بدولت آپ نے اس تجارت میں اتنی ترقی اور کامیابی حاصل کر لی کہ اگر آپ کی توجہ اسی طرف مبذول رہتی تو ایک وقت آتا کہ آپ مکہ کے دولتمند تاجروں میں شمار ہوتے لیکن اللہ جل جلالہ کو آپ سے اس سے بھی کہیں اہم ترین کام لینے تھے اس لئے آپ کی توجہات دوسری طرف مرکوز ہونی شروع ہو گئیں۔

شادی

حضرت خدیجہ دور کے رشتہ سے آپ کی چچیری بہن تھیں بیوہ تھیں عمر چالیس سال کی تھی نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق ہونے کے علاوہ بہت دولتمند بھی تھیں اور ان کا کاروبار دور دور تک پھیلا ہوا تھا طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ جب اہل مکہ کا قافلہ تجارت کو روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ایک ان کا سامان ہی تمام قریش کے سامان تجارت کی برابر ہوتا تھا ان کے کان میں جو آپ کی شہرت پہنچی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ میرا مال تجارت لیکر شام کو جائیں تو میں جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں اس سے دو چند دونگی یہ بہت بڑی کامیابی تھی کہ آپ مکہ کی سب سے بڑی تجارتی فرم کے کمیشن ایجنٹ مقرر ہو گئے اور مال لیکر بصرے تشریف لے گئے۔ عرب میں اتنی بات ضرور تھی کہ عورتوں کو بالغہ ہوں یا نابالغہ اپنی شادی کے متعلق بات چیت کا کامل اختیار حاصل تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے اندر کچھ ایسے جوہر اور شریفانہ فضائل درخشاں و تاباں نظر آئے اور کاروباری فوائد خیال کئے کہ انہوں نے آپ کے سفر سے واپس ہونے کے تین ماہ بعد آپ کو شادی کا پیغام دیدیا ان کے والد کا تو انتقال ہو چکا تھا صرف چچا عمرو بن اسد زندہ تھے مگر انہوں نے خود ہی تمام مراتب طے کئے تمام رؤسائے خاندان کو جمع کیا اور پانسو طلائی درہم مہر پر نکاح کر لیا خطبہ نکاح آپ کے چچا ابو طالب نے پڑھا میاں بیوی میں بیحد محبت رہی۔

رسول کریم کی عمر اس وقت ۲۵ سال کی تھی حضرت خدیجہ کے پہلے دو شوہروں سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں رسول کریم کے جس قدر اولاد بھی ہوئی بجز ابراہیم کے حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہوئی۔

مراسم شرک سے احتراز

آپ منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر بھی تمام مراسم شرک سے ہمیشہ مجتنب رہے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش آپ کے لئے کھانا لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیا یہ ان جانوروں کے گوشت پر مشتمل تھا جو کسی بت کے نام پر ذبح کیا گیا تھا آپ کو قدرتاً اس سے نفرت و کراہت پیدا ہوئی اور آپ نے اسے کھانے سے انکار کر دیا خدائے قدوس نے آپ کو عقل مآل اندیش عطا فرمائی تھی آپ دیکھتے تھے کہ لوگ خود ہی بتوں کو تراشتے ہیں اور خود ہی لوگ انھیں پوجتے ہیں پوجنا چاہئے تو اسے جس نے کائنات اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اس لئے آپ نے اعلان

نبوت سے پہلے ہی بت پرستی کی برائی شروع کردی تھی اور اپنے حلقہ احباب میں اور ان لوگوں سے جن پر آپ کو کلی اعتماد تھا اس سے منع کیا کرتے تھے۔ باطل پرستوں میں بھی حق پرستوں کا وجود ہمیشہ موجود رہا ہے اس کلیہ سے یہ عہد تاریک بھی مستثنیٰ نہیں تھا اور بعثت نبوی سے پہلے ہی عرب میں فیضان ربی کی روشنی کسی قدر پھیلنی شروع ہوگئی تھی چنانچہ روایت ہے کہ عبداللہ بن جحش عثمان بن الحوارث زید بن عمر بن نفیل، قیس بن ساعدہ اور ورقہ بن نوفل نے بت پرستی سے انکار کردیا تھا ان لوگوں سے آپ کی دوستی تھی اور آپ سے یہ لوگ ملتے جلتے رہتے تھے۔

حلقہ احباب

نبوت سے پہلے آپ کے جتنے بھی احباب تھے سب کے اخلاق نہایت پاکیزہ اور عادات پسندیدہ تھے اور مکہ میں بھی انھیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ان میں سے بھی حضرت ابوبکر صدیق امتیازی رتبہ رکھتے تھے آپ برسوں آپ کے شریک صحبت اور دوست رہے۔ حضرت خدیجہ کے بھتیجے بھائی حکیم بن حزام جو قریش کے ایک معزز رئیس تھے ان کا شمار بھی آپ کے احباب خاص میں تھا حرم کا منصب رفادہ انہی کے ہاتھ میں تھا دار الندوہ کے مالک بھی یہی تھے جسے انہوں نے اسلام کے بعد ایک لاکھ درہم میں حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور یہ تمام رقم خیرات کردی ہجرت کے آٹھویں سال تک ایمان نہیں لائے تھے لیکن محبت آخر تک برابر کرتے رہے اور کسی وقت میں بھی آپ کے خلاف نہ ہوئے انہوں نے پچاس اشرفیوں کا ایک گرانبہا حلہ خریدا کعبہ میں ذویزن کا جو اسباب نیلام ہوا تھا اس میں سے منتخب کرکے اسے خریدا تھا محبت کے تقاضے سے مجبور ہو کر آپ مدینہ گئے اور اسے اپنے دوست کو نذر کرنا چاہا رسول کریم نے فرمایا تم میرے دلی دوست ہو محبت مجھے بھی بیحد ہے میں اس سے بہت خوش بھی ہوا لیکن مجبور ہوں کہ میں مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتا البتہ قیمت ہو تو لے سکتا ہوں حکیم بن حزم نے مجبور ہو کر قیمت لینی گوارا کرلی اور حلہ دیدیا۔

ضماد بن ثعلبہ جاہلیت میں طبابت اور جراحی کا پیشہ کرتے تھے قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے یہ بھی آپ کے احباب خاص میں سے تھے ایک دفعہ عہد نبوت میں مکہ آئے تو دیکھا کہ آپ راستہ میں جارہے ہیں پیچھے پیچھے لونڈوں کا غول ہے مکہ والے آپ کو مجنون کہتے ہی تھے ضماد نے بھی یہی قیاس کیا آپ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ محمدؐ! میں جنون کا علاج کرسکتا ہوں آپ نے جواب میں حمد و ثنا کے بعد چند موثر جملے ارشاد فرمائے جنھیں سنتے ہی ضماد مسلمان ہوگئے

رسول کریم کے ساتھ جو لوگ کاروبار میں شریک تھے اور دوستانہ تعلق بھی رکھتے تھے ان میں سے ایک صاحب قیس بن سائب بھی تھے۔ مجاہد بن جبیر جو مشہور مفسر بھی گذرے ہیں انھیں قیس کے غلام تھے ان کا بیان ہے کہ شرکا کے ساتھ ان کا معاملہ نہایت صاف ہوتا تھا نہایت خلق و دیانت سے کام کرتے تھے کبھی کسی سے جھگڑا اور تنازع پیش نہ آتا تھا۔

عرب میں فسانہ گوئی کی مجالس کا بھی عام رواج تھا لیکن آپ ان میں کبھی شریک نہ ہوئے اور ایک روز شریک ہونا بھی چاہا لیکن قدرت نے ایسے اتفاق پیدا کردیے کہ آپ شریک نہ ہوسکے اس پوری مدت میں آپ کے برتاؤ آپ کی شرافت اور آپ کے خصائص کے سب معترف رہے شراب اس زمانہ میں حرام نہ تھی بہت بعد کو حرام ہوئی لیکن آپ نے کبھی اُسے ہاتھ نہ لگایا اور بیوی بچوں بزرگوں اور دوستوں میں سے کبھی کسی کو شکوہ کا موقعہ ہی نہ دیا بزرگوں اور بڑوں کا ہمیشہ احترام کرتے رہے چھوٹوں پر شفقت کی نگاہ رکھی بیکسوں سے انس رہا۔ بیوی سے نہایت محبت اور بچوں سے بیحد شفقت کرتے تھے۔

غار حرا کی عبادت

آپ کے متعلق مورخ کارلائل نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ سفر و حضر میں ہر جگہ آپ کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے تھے کہ میں کیا ہوں یہ غیر متناہی عالم کیا ہے میں کن کن چیزوں پر اعتقاد کروں! کیا کوہ حرا کی چٹانیں کوہ طور کی سربفلک چوٹیاں کھنڈر ریگستان کسی نے ان سوالوں کا جواب دیا نہیں اور ہرگز نہیں دیا بلکہ سر گنبد گرداں گردش لیل و نہار چمکتے ہوئے ستارے برستے ہوئے بادل کوئی جواب نہ دیسکا۔ آخر آپ نے مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار میں مراقبہ شروع کردیا کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے اور کبھی حضرت خدیجہ پہنچا دیتیں اور کبھی ختم ہونے پر خود آکر لیجاتے مہینوں اس مراقبہ کا سلسلہ شروع رہا بخاری کی روایت کے مطابق وہاں آپ غور و فکر اور عبرت پذیری کی عبادت میں مصروف رہتے گویا حضرت ابراہیم کی سنت ادا ہو رہی تھی یہ مراقبہ نبوت کا دیباچہ تھا آخر الامر پہلے آپ پر خواب میں اسرار منکشف ہونے شروع ہوئے جو کچھ دیکھتے وہی پیش آجاتا۔ اس کے بعد آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی آپ کو ہیبت الٰہی سے خوف پیدا ہوا تو آپ کی رفیقہ حیات نے آپ کو تسکین دی کہ آپ غریبوں اور بیکسوں کی مدد کرتے رہے ہیں خدائے قدوس آپ کو کوئی تکلیف ہرگز نہ پہنچائیگا ورقہ بن نوفل نے بھی تصدیق کی اب وہ وقت آگیا کہ نبوت کا اعلان اور تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دیں چنانچہ آپ نے جس عزم و استقلال اور جس شکوہ و شان کے ساتھ یہ فرائض انجام دیئے وہ ایک عالم آشکار حقیقت ہے اللہم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہوگیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ مرقاۃ العربیہ اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ سمجھدار آدمی بغیر استاد کی مدد کے مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے کچھ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کرسکتا ہے۔

قیمت ہر حصہ ایک روپیہ آٹھ آنے عہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رسالت سے پہلے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب)

شرفاء عرب میں قدیم سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ اپنے نوزائیدہ بچوں کو بدوؤں کی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ جنگلوں میں پرورش پائیں اور عرب کی صحیح زبان بولنی سیکھ جائیں اس زمانہ میں قبیلہ بنی سعد اپنی فصاحت کے لئے مشہور تھا اور حضور کی دائی حلیمہ اسی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں حلیمہ کی آغوش میں آپ نے تقریباً چھ سال کی عمر تک پرورش پائی اور اس کے بعد جب اپنی والدہ کی گود میں واپس آئے تو چند ہی روز کے بعد ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو گئے۔

ابھی آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی کہ مہربان اور شفیق دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا اور ان کی وصیت کے مطابق آپ کی پرورش آپ کے چچا ابوطالب نے اپنے ذمہ لے لی۔ ابوطالب آپ کے حقیقی چچا تھے، اور اپنی اولاد سے بھی کچھ زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے۔

قوم کے جسم اور قوم کے مال پر حکومت کرنے کے لئے تو یہ ممکن ہے کہ جماعت کے اندر سے کوئی شخص ہٹلر، مسولینی، یا رضا شاہ پہلوی بنکر ضرورت کے وقت اٹھ کھڑا ہو اور اپنے زور بازو یا اپنے حسن تدبر کے ذریعے سے لوگوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے لیکن قوم کے دلوں پر حکومت کرنے کے لئے صرف زور بازو اور کمال تدبر کافی نہیں ہیں صاحب طاقت کے سامنے ہمارے سر جھک سکتے ہیں لیکن ہمارا دل جب کبھی جھکیگا اسی کے سامنے جھکیگا جس کی انسانی خوبیوں کا سکہ ہمارے دلوں پر بیٹھا ہوا ہو مفتوح اور مغلوب ہوکر یہ تو ممکن ہے کہ پورس اپنے دشمن اسکندر کی بالادستی اور فوقیت کو تسلیم کرے لیکن اس کا دل سکندر کی محبت سے لبریز نہیں ہو سکتا دلوں پر حکمرانی کرنے کے لئے سکندر اور نپولین کی فوجیں بیکار ہیں اور آتش و آہن توپوں اور تفنگوں سے یہاں کوئی کام نہیں چلتا اس قسم کی حکومت کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے وہ ایسی ہوتی ہیں کہ جیسی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ میں موجود تھیں دنیا کی تاریخ اس قسم کے واقعات سے پر ہے کہ ایک معمولی فقیر نے ایک جلیل القدر بادشاہ سے زیادہ شہرت حاصل کی بلکہ گذرے ہوئے زمانہ کی تاریخ کے ورق الٹنے کی ضرورت نہیں ہے اس کی ایک اچھی خاصی مثال خود ہمارے اپنے زمانہ میں مہاتما گاندھی کی صورت میں موجود ہے۔

لیکن کوئی شخص ایک دن میں مہاتما گاندھی نہیں بنا کرتا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص جس کی عادات و اخلاق سے ہمیں کوئی واقفیت نہ ہو دفعتاً ہمارے سامنے آجائے اور ہم فرط محبت سے بیتاب ہوکر اس کے قدموں پر گر پڑیں کسی کی محبت اور عظمت اس حد تک ہمارے دلوں میں راسخ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم نے ایک عرصہ دراز تک اس کی خوبیوں کا مشاہدہ کیا ہو اور اس کی زندگی کے وہ حصے بھی ہماری نگاہوں کے سامنے آچکے ہوں کہ جو عام طور پر انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ تاریک ہوتے ہیں ہمارا دل اس کی خوبیوں کا ایسی حالت میں معترف ہوتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی زندگی کے وہ پہلو بھی روشن اور منور ہیں جو دوسروں کی زندگیوں میں بالکل تاریک رہتے ہیں، بہادری، سچائی، شرافت، ایمانداری، انصاف، ظلم سے نفرت مظلوموں اور کمزوروں سے ہمدردی وطن قوم اور ابنائے جنس کی محبت اور سب سے بڑھکر دوسروں کے آرام اور فائدہ کی خاطر اپنی جان پر تکلیف اٹھانا یہ سب خوبیاں ایسی ہیں کہ اگر نمود و نمائش کے لئے نہیں بلکہ فی الحقیقت کسی انسان کے اندر موجود ہوں تو ہمارا دل محبت اور تعلیم کے جذبہ سے اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اپنی قوم ہی کے دلوں پر نہیں بلکہ آگے چلکر دنیا کی آبادی کے ایک بہت بڑے حصہ کے دلوں پر حکومت کرنی تھی اس لئے ضروری تھا کہ یہ تمام خوبیاں شروع ہی سے آپ کی سرشت میں داخل ہوں آپ نے نبوت کا دعویٰ کہیں پردیس میں جاکر نہیں کیا تھا کہ جہاں آپ کو کوئی واقف نہ ہوتا بلکہ خاص اپنے وطن ہی میں کیا تھا جہاں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے آپ کا بچپن اور آپ کا شباب دیکھا تھا اور اگر انھیں آپ کے دامن اخلاق پر کہیں کوئی چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر آتا تو ناممکن تھا کہ ان کے دلوں میں آپ کی عزت کبھی قائم ہو سکتی آپ انہی لوگوں میں پلے اور انہیں میں بڑے ہوئے اور نبوت کا دعویٰ اس وقت پیش کیا کہ جب قوم آپ کو صدیق اور امین کا خطاب دے چکی تھی اور جب آپ کی عقلمندی اور آپ کی انصاف پسندی کا چرچا تقریباً ہر زبان پر موجود تھا۔

بچپن ہی میں آپ کی عادات و خصائل میں بہت سی ایسی باتیں موجود تھیں جو عام طور پر بچوں میں نہیں ہوا کرتیں اور یہ "پوت کے پاؤں پالنے میں نظر آتے" ہی کا اثر تھا کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے یہ پیشن گوئی کر دی تھی کہ میرا فرزند بڑا آدمی بنے گا" آپ کے دادا کے انتقال کو ابھی بہت زمانہ نہیں گذرا تھا کہ آپ کو اپنی حق پرستی کا امتحان دینا پڑا اور انصاف پرستی کا یہ پہلا امتحان تھا جس میں کامیاب ہوکر آپ نے اپنی شہرت کی بنیاد قائم کر دی۔ قبیلہ قریش اور قبیلہ قیس میں ایک عرصہ سے کچھ جھگڑا چلا آرہا تھا جس نے رفتہ رفتہ اب ایک جنگ کی صورت اختیار کر لی تھی اس تنازع میں اہل قریش حق پر تھے اس لئے آپ نے انھیں کا ساتھ دیا اور گو آپ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا نہ قتل کیا لیکن آپ معرکہ میں برابر قریش کے شریک رہے قریش کو پہلے شکست ہوئی پھر غلبہ حاصل ہوا اور بالآخر جنگ ایک صلح پر ختم ہو گئی۔

لڑائیوں کے ختم نہ ہونے والے سلسلے سے تنگ آکر بہت سی طبیعتوں میں امن اور صلح کی خواہش پیدا ہوئی اور اس جنگ فجار سے واپس ہوکر کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک ہوئے تھے آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے کوشش کی کہ باہمی صلح کا ایک معاہدہ ہو جائے۔ یہ معاہدہ ہوا اور اس قدر گفت و شنود کے بعد جب عقل سلیم سے کام لیا گیا تو معاہدہ کی وہی شرط مقرر ہوئی جو مذہب اسلام کی اس تعلیم کا منشا ہو کہ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی گناہ اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ اشتراک عمل نہ کرو معاہدہ کی شرط یہ تھی کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کریگا اور کوئی ظالم مکہ میں نہ رہنے پائیگا۔

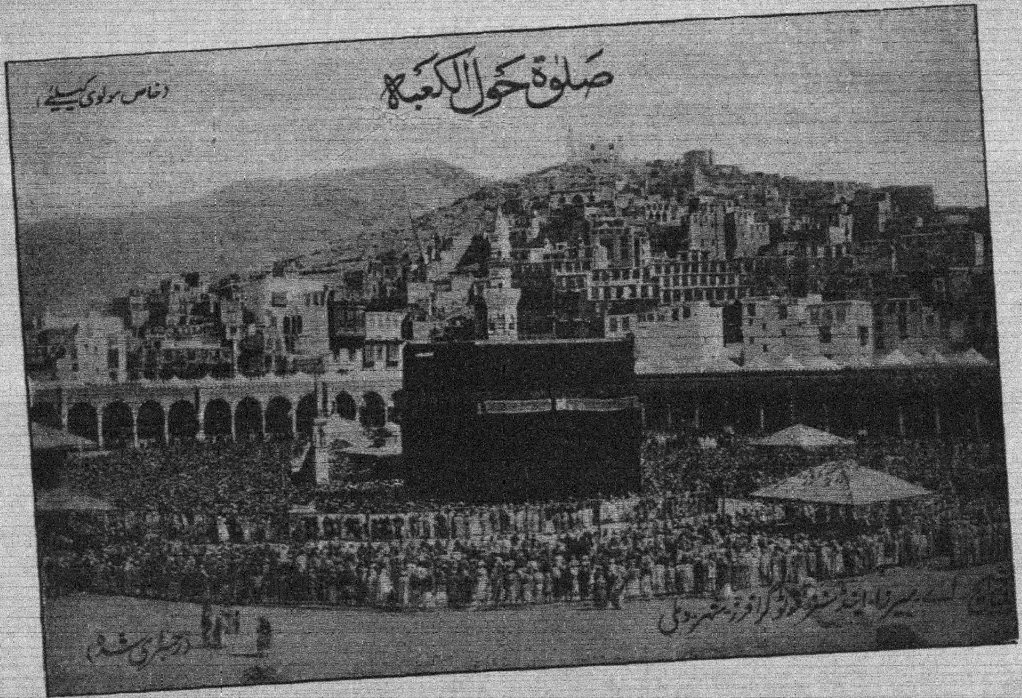

صلوٰۃ حول الکعبۃ

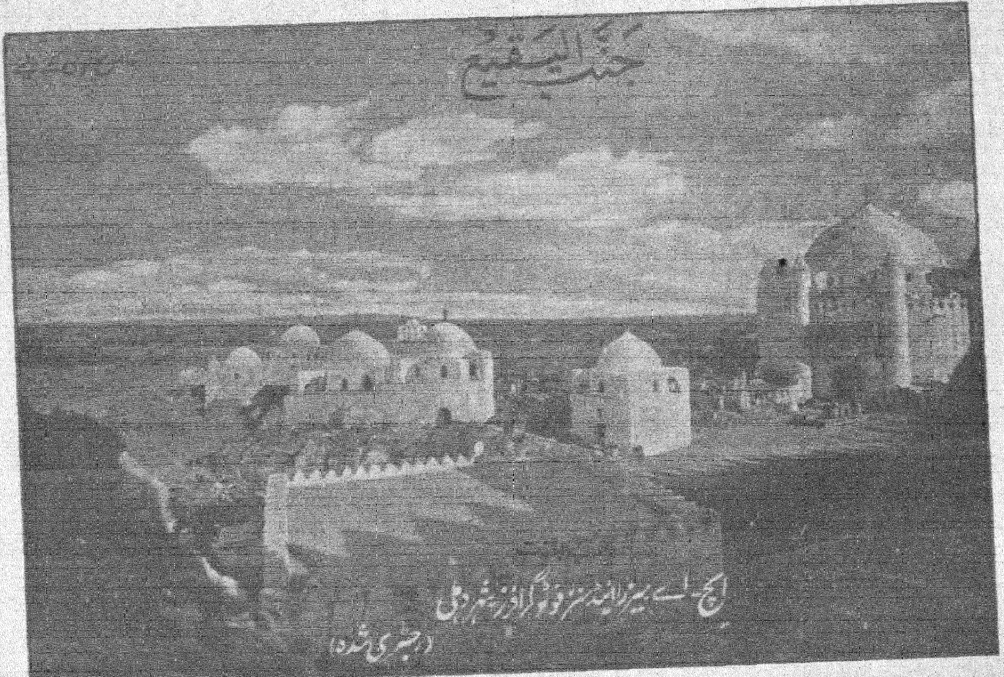
جنت البقیع
ایچ۔ اے۔ میرزا اینڈ سنز فوٹوگرافرز شہر دہلی
(رجسٹری شدہ)

انسان اور حیوان سب کی ہیئت سے یہی فطرت چلی آرہی ہے اور یہی آئندہ بھی ہمیشہ رہے گی کہ جب کبھی کسی ایک فرد یا ایک جماعت کی طرف سے ظلم ہوتا ہے تو اسے ظلم سے روکنے کے لئے باقی سب لوگ مظلوم کی حمایت کرنے لگتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا اب تک کبھی کی کسی ایک خود پرست اور ظالم بادشاہ کی ستم رانیوں پر قربان ہو چکی ہوتی سانپ انسانوں اور حیوانوں کو کاٹ کاٹ کر اپنے زہر سے ہلاک کرتا رہتا ہے اس لئے جب کبھی وہ اپنے سوراخ سے باہر نکلتا ہے تو اسے کہیں اپنے کسی بہی خواہ یا دوست کی صورت نظر نہیں آتی ہر شخص اسے دیکھتے ہی یہ خواہش محسوس کرنے لگتا ہے کہ اسے مار دیا جائے خواہ اس نے اس موقع پر کسی کو نقصان پہنچایا ہو یا نہ پہنچایا ہو ایسے لوگ ہیں کہ جنھیں کسی جاندار کا ایک قطرۂ خون بھی زمین پر گرنا گوارا نہیں ہوتا شیر کے شکار کی خوشی سے اجازت دیدیتے ہیں بلکہ ضرورت کے وقت اسے ہلاک کرنے کے لئے خود بھی آمادہ ہو جاتے ہیں، اور یہ صرف اس سبب سے ہے کہ شیر کی ظالمانہ عادتوں سے سب کو واقفیت ہے اور سب جانتے ہیں کہ ایک شیر کو زندہ رکھنا ہزاروں جانداروں کی جان لینے کا ہم معنی ہے۔

ڈاکوؤں کے خلاف ہر شخص کا شمشیر بدست گھر سے باہر نکل آنا اور حملہ آور سلطنت کے مقابلہ کے لئے بہت سی سلطنتوں کا باہم متحد ہو جانا سب اسی تدارک کے مختلف مظاہرے ہیں جن کی تعلیم ہمیں فطرت سے ملی ہے یہ معاہدہ جس پر عرب کے متخاصم قبائل نے متفقہ طور پر دستخط کئے انسانی فطرت کے بالکل مطابق تھا اور ناممکن تھا کہ ایک ایسی ہستی جسے آگے چل کر دین فطرت کا حامل بننا تھا اس معاہدہ میں شریک نہ ہوتی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ میں شریک ہوئے اور بڑے ہو کر جب آپ مرتبۂ نبوت پر سرفراز ہوئے ہیں تو فرمایا کرتے تھے کہ اگر معاہدہ کے مقابلہ میں مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تب بھی میں نہ بدلتا اور اب بھی ایسے معاہدوں کی شرکت کے لئے تیار ہوں اگر مجھے بلایا جائے۔ بظاہر آپ کا یہ فرمانا آپ کی بے شمار نصیحتوں کے مقابلہ میں ذرا بھی اہم نہیں معلوم ہوتا لیکن اس سے آپ کے رجحان طبع کا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ آپ دو شخصوں، دو قبیلوں، یا دو قوموں میں صلح کرانے کے کس حد تک خواہشمند تھے اور اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ عالم طفلی میں ہی آپ کا اس قسم کے اصلاحی اور تعمیری کاموں میں حصہ لینا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی جس کی بدولت آپ قوم میں روز بروز ہر دلعزیز بنتے اور مشہور ہوتے چلے جا رہے تھے۔

خانہ کعبہ اسلام سے پہلے بھی حرم تھا اور کفار عرب بھی اس زمانہ سے ایک مقدس زیارت گاہ خیال کیا کرتے تھے اس کی عمارت چونکہ نشیب میں واقع تھی اس لئے اکثر اس میں پانی بھر جاتا اور عمارت کو نقصان پہنچتا رہتا تھا اس خرابی کو دور کرنے کے لئے یہ تجویز ٹھہری کہ اسے از سر نو تعمیر کیا جائے اور اسے کار خیر سمجھ کر ہر ایک قبیلے نے اس میں حصہ لینے کی کوشش کی۔ تعمیر جب ختم ہو گئی تو ایک پیچیدہ سوال یہ پیدا ہوا کہ حجر اسود کو اس جگہ پر کون رکھے ہر شخص کی یہ دلی تمنا تھی کہ یہ فخر اور یہ اعزاز اسی کو حاصل ہو اس لئے معاملہ نے اس قدر طول کھینچا کہ تلواریں کھنچنے تک نوبت پہنچ گئی لیکن بالآخر یہ طے پایا کہ دوسرے دن صبح کو جو شخص سب سے پہلے خانہ کعبہ میں آئے اسی کو یہ عزت دی جائے اب اسے اتفاق کہئے یا مشیت ایزدی کہ دوسرے دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے پہنچے اور چونکہ یوں بھی آپ کو قوم میں بہت کچھ ہر دلعزیزی حاصل ہو چکی تھی اس لئے سب اس بات پر خوشی سے راضی ہو گئے کہ یہ فخر آپ کے حصہ میں لکھے آپ ابھی تک بچہ ہی تھے اور آپ کی جگہ اور کوئی بچہ اگر ہوتا تو وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا اور جلدی سے اس پتھر کو اٹھا کر خانہ کعبہ میں رکھدیتا لیکن ایک ایسا بچہ کہ جسے بڑھ کر خدا کا پیغمبر بننا ہو اس سے بہت زیادہ عقلمند ہوتا ہے آپ کو معلوم تھا کہ محض اتفاق نے یہ سعادت آپ کو دلادی ہے ورنہ اس اعزاز کے آرزو مند قبیلوں کے بڑے بڑے سردار ہیں اور گو انہوں نے متفقہ فیصلہ کے آگے سر جھکا دیا ہے لیکن ان کے دل کو رنج اور افسوس ضرور ہے پیغمبر کا دل کمسنی میں بھی بہت بڑا ہوتا ہے اور اسے ایسی کوئی بات کبھی پسند نہیں آتی جس سے دوسروں کا دل دکھے نبوت کے دماغ نے ان تمام حالات پر غور کر کے ایک ایسی عجیب و غریب ترکیب نکالی کہ اس سے بہتر کوئی پرانے سے پرانا دماغ بھی نہ سوچ سکتا تھا آپ نے چادر بچھائی اور حجر اسود کو اٹھا کر اس چادر پر رکھدیا اور پھر قبیلوں کے سرداروں سے درخواست کی کہ سب مل کر چادر کو اٹھائیں اور پتھر کو خانہ کعبہ میں پہنچادیں اس طرح ہر شخص اس ثواب یا اس سعادت میں بھی شریک ہو گیا اور کسی کو ایک دوسرے پر کوئی فوقیت بھی حاصل نہ ہوئی جو باعث فساد ہو سکتی تھی۔ واقعہ معمولی سا ہے اور ایک بڑی حد تک بالکل غیر اہم لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اسی ذرا سی بات نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی منصف مزاجی اور عقلمندی کا سکہ نہ بٹھا دیا ہو گا یہ اس پیغمبر کے عہد طفولیت کے واقعات ہیں جس کے متعلق بعض متعصب اور شریر مصنف بے سوچے سمجھے یہ لکھ مارتے ہیں کہ اس نے جنگ اور خونریزی کی تعلیم دی ہے یہ ہے وہ جنگ اور خونریزی کا معلم جو کسی حالت میں بھی کسی شخص کے دل دکھنے کو گوارا نہیں کرتا اور جو عمر بھر اپنے بچپن کے اس واقعہ پر فخر کیا کرتا ہے کہ وہ دو قبیلوں کے صلح کے معاہدے میں شریک ہوا تھا۔

ہونہار درختوں کے پتے شروع ہی سے چکنے چکنے ہوا کرتے ہیں دنیا کی بزرگ ترین ہستی بننے والے لڑکے کی عادات و خصائل کا بھی غیر معمولی طور پر اچھا ہونا لازمی تھا بچپن کا زمانہ گذرنے سے پہلے ہی آپ تجارت کے بعض سفروں میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ گئے تھے اور اسی عمر میں کہ جب آپ کے ہمسن بچوں کو سیر و تفریح دیکھنے کی بھی تمیز نہ تھی آپ کی غیر معمولی صداقت اور راست بازی نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا دادا کے انتقال کے بعد جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو آپ نے کسب معاش کی خاطر تجارت ہی کے پیشے کو پسند فرمایا اور آجکل یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جس امت کے پیشوائے اعظم نے خود تجارت کی ہو اور اس پیشہ کو پسند فرمایا ہو وہ امت فن تجارت سے بالکل نابلد رہے بلکہ ایک حد تک تجارت پیشہ لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔

اب جبکہ آپ نے باقاعدہ تجارت شروع کر دی تو آپ کی دیانتداری اور راستبازی کی اس قدر شہرت ہوئی کہ ساری قوم نے بالاتفاق آپ کو امین کا لقب دیدیا اور اکثر لوگ اپنا سرمایہ اس غرض سے آپ کے سپرد کرنے لگے

کہ اس سے تجارت کریں اور منافع میں شریک ہو جائیں عبد اللہ بن ابی الحمار نے اسلام لانے کے بعد اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے اور اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا کے اس برگزیدہ پیغمبر کو اپنے وعدوں کے ایفا کا کس درجہ خیال رہتا تھا اور کس قدر تکلیف اٹھا کر آپ وعدہ کا ایفا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ واقعہ یہ تھا کہ عبد اللہ نے زمانہ نبوت سے پہلے آنحضرتؐ سے خرید و فروخت کا کچھ معاملہ کیا تھا معاملہ کے متعلق بعض باتیں ابھی طے نہیں پائی تھیں کہ عبد اللہ یہ کہکر چلے گئے کہ میں پھر آؤں گا اور آپ ان کا انتظار کرنے پر رضامند ہو گئے عبد اللہ کچھ ایسے مصروف ہوئے کہ واپس پہنچنے کا مطلق خیال نہ آیا اور تیسرے دن جب وعدہ یاد آیا تو اس جگہ پر پہنچے لیکن ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم اسی جگہ ان کا انتظار کر رہے ہیں اور اس سے بھی زیادہ حیرت یہ دیکھکر ہوئی کہ آپ کی پیشانی پر بل تک نہ تھا۔

آپ کی دیانتداری اور امانت ہی کا نتیجہ تھا جس نے حضرت خدیجہ کو جو ایک متمول بیوہ عورت تھیں اس بات پر آمادہ کر دیا کہ اپنا مال آپ کو تجارت کرنے کے لئے دیں آپ نے خوشی سے حضرت خدیجہ کی اس درخواست کو منظور فرمایا اور ان کا مال لیکر تجارت کی غرض سے متعدد سفر کئے اس تجارت نے آپ کو دنیا سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ دیا اور حضرت خدیجہ کے دل میں آپ کی عزت اس قدر بڑھا دی کہ بالآخر انھوں نے آپ سے شادی کی درخواست کی جسے آپ نے منظور کر لیا اب آپ کی عمر پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہ چالیس برس کی ہو چکی تھیں۔

منصب نبوت پر فائز ہونے سے پیشتر کی آپ کی تمام زندگی میں چند باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل لحاظ ہیں۔

(۱) آپ کی انتہائی راستبازی اور دیانتداری کا نزدیک و دور شہرہ ہو چکا تھا اور قوم کی طرف سے آپ امین کے خطاب سے سرفراز کئے جا چکے تھے۔

(۲) بت پرستوں کے اندر پیدا ہونے اور پرورش پانے کے باوجود آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا تھا اور ابتدا ہی سے آپ کے دل میں یہ خیال راسخ تھا کہ جن بتوں کو ہم اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں اور جن میں اتنی بھی مقدرت نہیں ہوتی کہ اپنے منہ پر سے مکھی ہی اڑا دیں وہ ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتے کہ انھیں اپنا معبود بنایا جائے۔

(۳) عرب میں اس زمانہ میں شعر و شاعری حد سے زیادہ عام تھی لوگ سر راہ عورتوں کو مخاطب کر کے انھیں چھیڑا کرتے تھے اور مبتذل اشعار پڑھا کرتے تھے اس کے علاوہ اپنا بیشتر وقت صرف لہو و لعب میں گذارا کرتے تھے ان حالات پر نظر رکھیں تو قیاس یہی چاہتا ہے کہ اس زمانے کے ہر نوجوان میں کم و بیش یہی عادتیں اور اسی قسم کے اخلاق موجود ہونے چاہئیں لیکن برخلاف صحیح یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے کبھی اس قسم کی حرکتوں میں حصہ نہیں لیا تمام عمر میں صرف دو مرتبہ آپ نے داستان گوئی کے جلسوں میں شرکت کرنے اور افسانے سننے کا ارادہ کیا تھا لیکن غالباً مشیت ایزدی یہ تھی کہ آپ کے وقت عزیز کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی کسی فضول کام میں صرف نہ ہو اس لئے دونوں مرتبہ کچھ ایسے اتفاقات پیش آگئے کہ آپ شریک جلسہ نہ ہو سکے۔

(۴) آپ کے احباب کا حلقہ بھی تمام تر نیک اور اچھے لوگوں پر مشتمل تھا اور آپ کے ہم صحبتوں میں ایک شخص بھی ایسا شریک نہ تھا جو قوم میں بدنام ہو یا جس کے چال چلن مشتبہ خیال کیا جاتا ہو۔

(۵) غور و فکر کا مادہ آپ میں شروع ہی سے زیادہ تھا اور جس قدر آپ کی عمر زیادہ ہوتی گئی اسی قدر یہ شوق بڑھتا چلا گیا منصب نبوت ملنے سے پہلے آپ کی یہ عادت تھی کہ آپ مکہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر ایک غار حرا تھا اس میں جا بیٹھا کرتے تھے اور وہاں عالم تنہائی میں اسرار قدرت پر غور فرمایا کرتے تھے اس غور و فکر کی وجہ سے آپ کے خیالات بہت ہی بلند اور آپ کی معلومات بہت ہی وسیع ہو گئی تھیں۔

کارلائل ایک انگریز مورخ نے آپ کے اس غور و فکر کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

> سفر و حضر میں ہر جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ہزارہا سوال پیدا ہوا کرتے تھے میں کیا ہوں؟ یہ لامحدود دنیا کیا چیز ہے؟ نبوت کیا چیز ہوتی ہے؟ میں کن چیزوں کا اعتقاد کروں؟ میں کیا کام کروں؟ لیکن کیا کوہ حرا کی چٹانیں، طور کی سربفلک چوٹیاں، کھنڈر اور میدان کسی نے ان سوالوں کا جواب دیا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ گردون گردان، گردش لیل و نہار، روشن تارے، برستے ہوئے بادل، کوئی بھی ان سوالوں کا جواب نہ دے سکے۔

یہ سب تیاریاں تھیں اس منصب عظیم کے لئے جس پر آپ کو فائز ہونا تھا اور جو اس طرح آپ کو تفویض کیا گیا کہ ایک روز حسب معمول آپ اپنے اسی غار میں مصروف عبادت یا محو خیال تھے کہ آپ کو نظر آیا کہ فرشتہ غیب آپ سے یہ کہہ رہا ہے کہ اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق ه اقرأ و ربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم

یعنی اس خدا کا نام پڑھ کر جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا خدا اکریم ہے وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خاں اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح سلطانوں کی مجاہدانہ بہادری سے پھلی پھولی عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کر دینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخر حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا ترکوں کا وہ عروج ہوا کہ بڑی بڑی سلطنت کے تاجداروں نے ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرض کہ اس کتاب میں ترکوں کے ۲۷ بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کر کے آخر میں ترکان احرار کے غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب کا نام "تاریخ سلاطین آل عثمان" ہے جس کی قیمت عہ ہے محصول ڈاک ۶ کل عہ

ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

تذکار ولادت نبوی

(از جناب سید قریش شمسی مدفیضہ)

انسانی ضمیر کی روشنی جبکہ ظلمت و ضلالت سے چھپی ہوئی تھی فطرت کے حسن اصلی پر جب انسان نے بداعمالیوں کے پردے ڈال رکھے تھے قوانین الٰہی کا احترام دنیا سے اٹھ چکا تھا طغیان و سرکشی کے سیلاب میں خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہ رہی تھیں۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس — خشکی اور تری دونوں میں انسانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد پھیل گیا تھا

اس وقت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، دنیا کے لئے نجات و ہدایت کی بشارت لیکر آئے آپ نے جہل و باطل پرستی کی غلامی سے دنیا کو دائمی نجات دلائی افضال و نعائم الٰہیہ کے فتح باب کا مژدہ سنایا نئی عمارت گو خود نہیں بنائی مگر پرانی عمارتوں کو ہمیشہ کے لئے مستحکم و مضبوط کر دیا نئی تعلیم گو خود نہیں لایا لیکن پرانی تعلیموں میں بقائے دوام کی روح پھونکی مختصر یہ کہ فطرت کی گم شدہ حکومت پھر قائم ہو گئی۔

یہی ماہ ربیع الاول تھا جس میں دنیا کے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا اسی ماہ کی شب دوازدہم تھی جس میں ارض الٰہی کی روحانی و جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا اور یہ اس قانون الٰہی کے ماتحت ہوا جس کی خبر داؤد کو دیگئی تھی۔

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون — اور ہم نے زبور میں پند و نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت و وراثت کے مالک ہمارے صالح بندے ہونگے

اس قانون کے مطابق دو ہزار سال تک بنی اسرائیل دنیا کی وراثت پر قابض رہے اور خدا نے ان کی حکومتوں ان کے ملکوں اور ان کے خاندان کو سارے عالم پر فضیلت دی

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین۔ — اے بنی اسرائیل ان نعمتوں کو یاد کرو جو ہم نے تم کو دی تھیں اور نیز اسے بھی یاد کرو کہ ہم نے تم کو اپنی خلافت دیکر تمام عالم پر فضیلت بخشی تھی۔

یہی مہینہ اور اس کی بارہویں تاریخ تھی جس میں آلٰہی قانون کے مطابق نیابت الٰہی کا ورثہ بنی اسرائیل سے لیکر بنی اسمعیل کے سپرد کیا گیا وہ پیمان محبت جو خداوند نے بیابان میں اسحاق سے باندھا تھا وہ پیغام بشارت جو یعقوب کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے وقت سنایا گیا تھا وہ الٰہی رشتہ جو کوہ سینا کے دامن میں خدا نے ابراہیم و اسحاق نے بزرگ موسیٰ کی امت سے جوڑا تھا اور سرزمین فراعنہ کی غلامی سے ان کو نجات دلائی تھی آہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ خود ان کی طرف سے توڑ دیا گیا داؤد کے بنائے ہوئے ہیکل کی دور عظمت ختم ہو چکا تھا اور وقت آگیا تھا کہ اب اسماعیل کی چھپی ہوئی دیوار روں پر خدا کے جلال و کبریائی کا تخت بچھایا جائے یہ نصب و عزل عزت و ذلت قرب و بعد ہجر و وصال کا مہینہ اور اس کی رات تھی جس میں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا ایک کے دائمی سرگشتگی اور دوسرے کو ہمیشہ کے لئے وصل کی کامرانی عطا ہوئی ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہو گیا مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی۔

یہ اس لئے ہوا کہ زمین کی وراثت کے لئے عبادی الصالحون کی شرط تھی بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی اس کے احکام سے سرتابی کی اس کی بخشی ہوئی نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتلائی ہوئی ادنیٰ چیزوں سے بدل لیا خدا ئے قدوس کی زمین گندگی و کثافت کے لئے نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جماعت کو چن لیتا ہے تاکہ اس کی طہارت کے ذمہ دار ہوں لیکن جب خود ان کا وجود زمین کی طہارت و نظافت کے لئے گندگی ہو جاتا ہے تو غیرت الٰہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کر دیتی ہے۔ بنی اسرائیل نے اپنے عصیان آلودگی سے ارض الٰہی کی طہارت کو جب داغ لگایا تو اس کی رحمت و غیور نے کوہ سینا کے دامن کی جگہ بو قبیس کی وادی کو اپنا گھر بنایا شام کے مرغزاروں سے روٹھ کر حجاز کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا تاکہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہاں تک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے

ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون — اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں۔

پس ماہ ربیع الاول نافرمانوں اور ناقدروں کی عظمت کا اختتام اور فرمانبرداروں اور قدر دانوں کے اقبال کا آغاز تھا اس کے ورود ہمارے لئے جشن مسرت کا ایک پیغام ہوتا تھا کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفہ اقبال کا صفحہ اولین تھا اس ماہ کی آمد ہم کو یاد دلاتی تھی کہ ہمارا عالمیں نے کیونکر بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمال حسنہ کے افتخار نے کس طرح ہمیں برکات الٰہی کا مورد و مہبط بنایا۔

اس کی بارھویں تاریخ آفتاب ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی اور کس طرح آفتاب رحمت نے طلوع ہو کر دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتیاں دور کیں۔

غرض یہ ربیع الاول کی یادگار اس وقت تک کے لئے عیش و سرور کا دن تھا جب تک عزت و ظلمت ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا اور اسی کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت جلال پر ہم متمکن تھے لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانہ ماضی رہ گیا ہے دنیا کی دوسری قومیں ہمارے لئے وسیلہ عبرت نہیں لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے ہمارے عیش و عشرت کا دور ختم ہو گیا اب یہ مہینہ اور اس کی بارھویں تاریخ اگر یادگار رہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کے لئے اگر یادگار واقعات ہیں تو عطا و بخشش کی کامیابی کے لئے نہیں بلکہ ناقدری اور کفران نعمت کی مایوسی کے لئے پہلے اگر خوشی و مسرت تھی تو اس پیام روح افزا کی

کہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین اور اب ماتم ہے تو اس پیشنگوئی کے ظہور کا کہ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا

ماہ ربیع الاول کی یاد جشن و مسرت کا پیام اس لئے تھا کہ اس مہینہ کے ابتدائی ہفتہ میں مصلح اعظم رحمت عالم دنیا کا نجات دہندہ افضل البشر خاتم رسل صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا فرمان رحمت لیکر دنیا میں آیا جس کے ظہور قدسی نے دنیا کی شقاوت و حرمانی کا موسم بدل دیا گناہوں کی تاریکی اور بدیوں کی ظلمت کافور ہوگئی اخوت و مساوات کی لہر نے عداوت و دشمنیوں کو نیست و نابود کردیا بھولی بسری ہوئی مخلوق کا رشتہ خالق سے جوڑ دیا گیا لیکن آج جبکہ تم عید میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہو تو کیا کبھی تمھیں اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے کہ تمہاری جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا کبھی تم نے اس بات پر بھی ندامت کے آنسو بہائے کہ اس ماہ میں آنے والے نے تمھیں کچھ دیا تھا وہ سب کچھ تم نے کھو دیا کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہوائے نفس کی مبتلائی ہوئی راہ و مزلت سے بدل دیا اور خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی تم غیروں کو دیکر ذلت و عقوبت سے دوچار ہوئے آہ کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہے کیا دنیا میں نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے یہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ بہار کی خوشبو کی رسم تو مناتے ہیں مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے عید میلاد کی خوشیوں میں تو سرمست عیش و نشاط ہوتے ہیں مگر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول جاتے ہیں۔ بزم عیش مکانوں کی آراستگی کس لئے ہے جبکہ خدا اپنے دل کی بستی اجڑی ہوئی ہے۔ بجلی کے قمقمے کافوری شمعوں کی قندیلیں کیوں روشن کی جاتی ہیں جبکہ اپنی تاریکی قلب کو دور کرنے والا چراغ ہم نے کھودیا رنگ برنگ کے پھولوں کے گلدستوں سے ان محافل کی زیبائش کیوں کیجاتی ہے جبکہ ہمارے اخلاق کے پھول مرجھا چکے ہیں؟ عید میلاد کی بزموں کو خیر باد کیجئے ان فرش و فروش کو اپنے بخت زبوں کی طرح الٹ دیجئے اور اس کی جگہ ٹاٹ بچھا کر خاک وگرد بھر بھر کر اپنے سر و سینہ پر اڑائیے اور اپنی کھوئی ہوئی دولت پر ماتم کیجئے۔

ما خانہ رسیدگاں ظلیم پیغام خوش از دیار ما نیست

تم میلاد کی بزمیں اور محفلیں آراستہ کرو اور یقیناً آراستہ کرو اس لئے کہ محبت نبوی اور عشق محمدی کے ویسے ہی تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہیں تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد اور مدح و ستائش میں بسر کرو اس لئے کہ کرۂ ارض کی سطح پر ایک انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو کہی جاسکتی ہے زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ جو مدح و ثنا کی جاسکتی ہے سب کا سب صرف اسی ایک کامل و مکمل انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مخصوص ہے اس کے سوا اور کوئی مستحق نہیں مگر یاد رکھو وہ تمہاری تعریف و ستائش کا محتاج نہیں اس کی عزت و عظمت خود اس کے رب نے فرمائی ہے اس کی مدح و ثنا خود اس کے بھیجنے والے نے فرمائی ہے۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی ولکن مدحت مقالتی بمحمد

بلکہ اس کی مدح و ستائش سے تمہاری ہی عزت ہوتی ہے اس کی طرف نسبت کرنے سے تمہاری ہی تقدیس ہوتی ہے لیکن صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ عمل سے بھی اس لئے خدا کے لئے ان مجلسوں میں اس مقدس وجود کے مقصد ظہور سے غافل نہ ہو وہ جس غرض سے مبعوث ہوا تھا اس کے لئے اپنے اندر تڑپ اور جوش پیدا کرو۔

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہوجائیں انسانی تگ و دو مجبور ہوکر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہوجائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع ہوتی ہے اس کا نام **اوراد و وظائف** ہے یہی دنیا دی تکلیف کا آخری زینہ ہے یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت سے اور انہی سے ہزار ہا مصیبت زدوں کی جان بچی ہے ان میں سے علی الخصوص **حضرت تاج العارفین مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ** کے اوراد و وظائف بہت ہی مجرب ہیں اور اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ صاحب کا کہ انہوں نے رفاہ عام کی خاطر اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کردیا عرشی شاہ صاحب کو یہ گنجینہ معرفت اس سلسلہ سے ملا ہے اور اسی سلسلہ سے آپ کو اجازت ہے

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از سید حمزہ صاحب از حضرت سید امیر علی صاحب از حضرت میر زہیر علی صاحب از حضرت سید باز علی صاحب از حضرت سید شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نانامی احمد شاہ ثانی از حضرت سید عبدالعزیز صاحب از حضرت شاہ عبدالکبیر صاحب از حضرت سید نا مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت** ہے۔

مختصر فہرست اوراد و ظائف ذیل ہے:۔ محبت الٰہی۔ محبت رسول۔ ایمان کی حفاظت۔ گناہوں کی معافی۔ عذاب قبر سے نجات۔ شیطان کو مغلوب کرنا۔ صلوۃ التسبیح۔ تسخیر و محبت۔ استخارہ۔ ہر حاجت پوری ہو۔ دشمن کو مغلوب کرنا۔ نصیبہ کی یاوری۔ قرض ادا ہونے کے لئے۔ رزق کی کشائش۔ اولاد ہونے کے لئے۔ بچوں کی حفاظت و تندرستی۔ بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے۔ عورتوں کے مخصوص امراض کے فائدے کے لئے۔ بسایان۔ درد سر۔ بخار۔ ہر قسم۔ چیچک اور آشوب چشم۔ طاعون۔ زہر کا اثر۔ جوہے گیدڑ کی حفاظت کے لئے نقش و وظیفے اس کے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے۔ دشمن کے مقہور کرنے۔ لڑکے پیدا ہونے۔ انگلی رزق وفور ہونے۔ کھیتی کی حفاظت۔ مصیبتوں سے آزادی۔ دشمن کو برباد کرنا۔ گم شدہ کو حاضر کرنا۔ محبت و تسخیر۔ پانچوں نمازوں کے وقت کے وظیفے۔ اسم اعظم کا وظیفہ۔ الغرض دنیا کے ہر کام کا وظیفہ۔ **قیمت دس آنے**

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

روضۂ شریف حضرت امام موسیٰ کاظم و حضرت امام محمد تقی ؑ

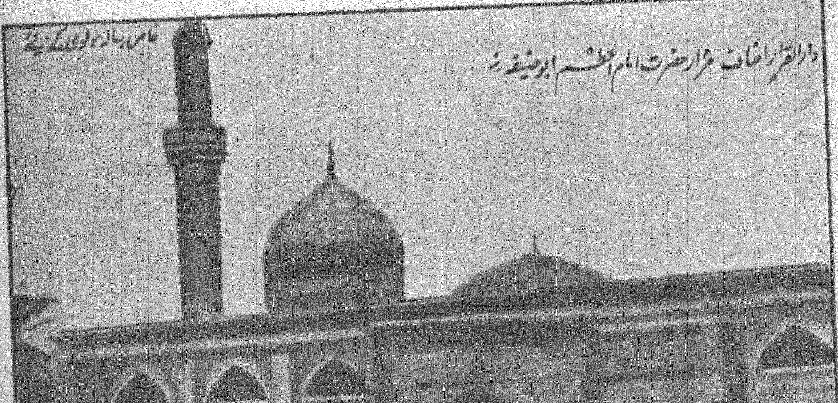
خاص رسالہ مولوی کے لیے
دار القرار احناف مزار حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رض

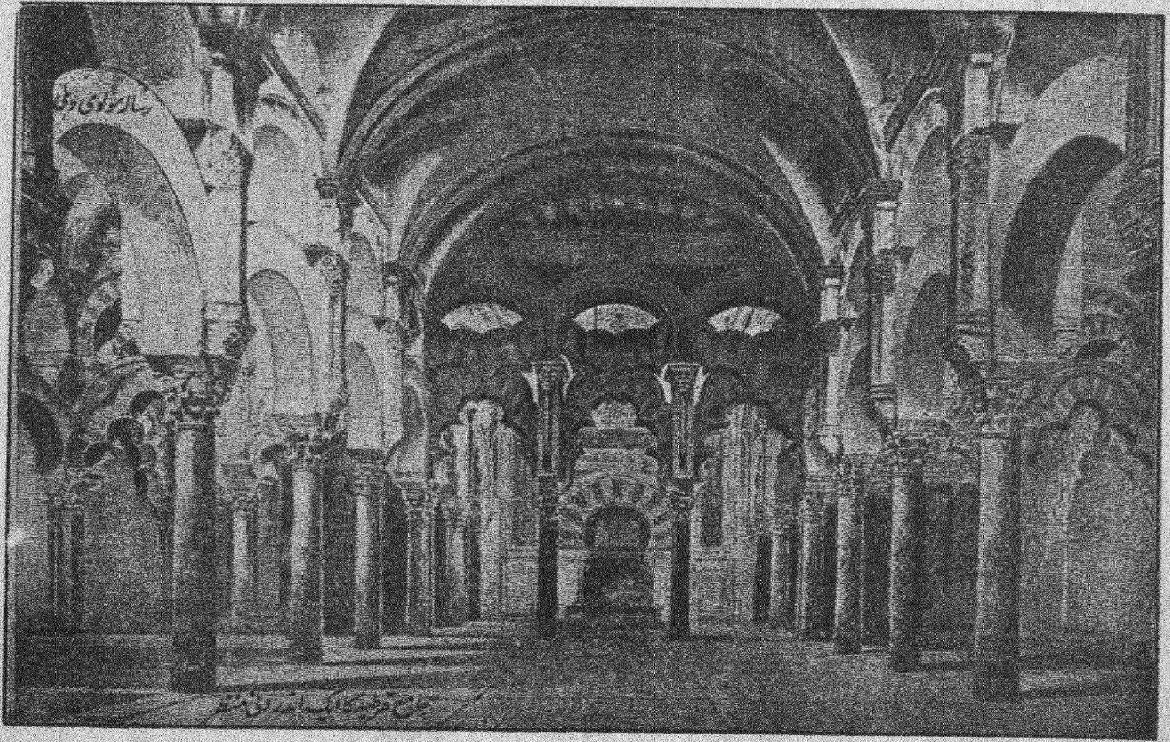

Murari Art Press Delhi

سب سے زیادہ طاقتور تھے جو رومیوں کے آلہ کار بنے ہوئے تھے بکر، جذام لخم، وائل، بہردہ اور عاملہ وغیرہ قبائل عرب ان کے ماتحت تھے شاہ بصریٰ کو خط لیجاتے ہوئے ان غسانیوں نے حارث بن عمیر کو قتل کردیا اب غسانیوں کی طاقت دیکھیے اور پھر رسول کریمؐ کی عزیمت و شجاعت پر نظر ڈالیے ان کی تادیب کے لئے آپ تین ہزار کا لشکر بھیجتے ہیں غسانیوں کے حامی و آقا رومیوں کا جرار لشکر علیحدہ پڑا ہے اور یہ خود بھی ایک لاکھ کا ٹڈی دل لیکر میدان میں نکلتے ہیں یہ مٹھی بھر مسلمان اس سے بھڑتے ہیں مگر کوئی فیصلہ نہیں ہوتا اور دونوں فوجیں واپس ہوتی ہیں ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آتا ہے خبریں ملتی ہیں کہ رومی حملہ آوری کے لئے عیسائی عربوں کی ایک فوج گراں مرتب کر رہے ہیں اور ایک سال کی پیشگی تنخواہ بھی دے چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غسانی بھی آراستگی لشکر میں مصروف ہیں گھوڑوں کی نعلبندی ہو رہی ہے اسی بنا پر آپ تیس ہزار کی جمعیت لیکر خود ہی ان کی طرف بڑھتے ہیں پھر شجاعت و عزیمت کا یہ کتنا فقید المثال مظاہرہ ہے کہ آپ بیس روز تک انتظار میں پڑے رہتے ہیں لیکن کوئی مقابلہ پر نہیں آتا نہ غسانی اور نہ رومی جنگ تو ہوئی نہیں لیکن یہ کامیابی بھی کچھ کم کامیابی نہ تھی کہ غسانیوں کے علاوہ تمام روساء نے رومیوں کو چھوڑ کر اسلام کی حمایت قبول کرلی رسول کریمؐ کو شجاعت لئے جاتی کئے ہوئے تھی آپ نے مرض الموت ہی میں ایک اور لشکر عظیم تیار کیا مگر اس کی تکمیل عہد صدیقی میں ہوئی ۸ھ میں آپ نے دعاۃ اسلام ایران کی طرف بھی روانہ کردیئے اور یمن بحرین اور عمان بے لڑے ہی ایرانیوں سے نکل کر لوائے اسلام کے سائے میں آگئے۔

کیا عزم ہے اور کیسی بے نظیر شجاعت کہ قریش و یہود تو کجا آپ قیصر و کسریٰ کی طاقت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے اور لاکھوں کے مقابلہ میں ہزاروں بے سروسامانوں کو بھیجکر ان کے چھکے چھڑا دیتے ہیں پھر لطف و شجاعت یہ تھی کہ جنگ دفاع کی صورت میں نہیں ہجومی شکل میں کرنے کا ارادہ کیا جاتا ہے مختصر یہ ہے کہ آپ کا استقلال و عزم کارفرما ہوکر نو دس برس میں دنیا کا نقشہ پلٹ کر رکھدیتا ہے قریش و یہود کی سازشوں اور قوتوں کا طلسم ٹوٹ کر رہ جاتا ہے غسانیوں کی ہمت نہیں پڑتی قیصر و کسریٰ کے ماتحت قبائل اسلام کے زیر تحت آتے ہیں ہر طرف امن و امان ہوجاتا ہے اور آپ اسلام کو ایک زبردست اور دنیا کی قوی ترین طاقت بناکر رفیق اعلیٰ عالم بقا ہوتے ہیں۔

سیرۃ الحبیبؐ

یہ مولوی فاضل محمد عبدالتواب صاحب کی کتاب ہے مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف سیر و تاریخ احادیث صحیحہ سے نہایت آسان سلیس اردو میں ترجمہ کرکے حضور پر نورؐ کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے آیات و احادیث کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم اعراب اور حوالے نقل کئے ہیں۔ بدیں وجہ علمائے کرام نے اس کتاب کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند روایات کی بنا پر اس کتاب کی بہترین عالمانہ تعریف کی ہے اور اس پر بے حد اچھی تقریظیں لکھی ہیں۔ مجالس وعظ اور محفل میلاد میں اس کے پڑھنے اور سننے سے عجیب کیفیت اور رقت طاری ہوتی ہے پس جو مسلمان حضور پر نور کے صحیح حالات زندگی اور فرمان سے مستفید ہونا چاہیں وہ سیرۃ الحبیب کا ضرور مطالعہ کریں۔ قرآن شریف پڑھی ہوئی عورتیں، اردو جاننے والے بچے عدیم الفرصت مسلمان اس کتاب کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ قیمت ۱۲/ محصول ۵/ کل ۱/۱

رحمۃ للعالمین کامل

امت وسطی اور امت مرحومہ کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے جو تفریق بین المسلمین کا باعث ہو اور ایسی راہ اختیار کرے جس میں زیادہ سے زیادہ گروہ مسلمین متفق ہوجائے۔ بزم میلاد بھی ہماری بدبختی کے باعث موجب انتشار ہے اور کچھ نہیں تو قیام و اہتمام پر ہی لوگ کٹے مرتے ہیں سادہ کی کراہت اور عام ثقاہت ہی پرچہ چل جاتا ہے اس چیز کو مدنظر رکھکر حمیدیہ پریس دہلی نے رحمۃ للعالمین کامل کتاب مجالس میلاد کے لئے پیش کردی ہے جو ان سب اعتراضوں سے پاک ہے اور بزم میلاد کے لئے سب سے اچھی کتاب ہے اس میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے کہ جہاں یہ کتاب پڑھی جائے وہاں کے سامعین ایک دوسرے پر معترض نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ہمدرد و معاون ہوں اس کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ ظہور قدسی کے وقت کیا کیا معجزات ظہور پذیر ہوئے بلکہ اس میں اس سے بحث کی ہے کہ حضور کی بعثت نے کس قدر معجزانہ طور سے دنیا کا نظام بدل ڈالا اور حضور کی تعلیم کا اثر دنیا پر کیا پڑا اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ مردوں کے لئے اور دوسرا عورتوں کے لئے۔

قیمت کامل یک جا ۱۰/ محصول ۵/ کل ۱۵/

سیرۃ نبویؐ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل انوکھی سیرۃ رسولؐ یہ عجیب و غریب کتاب اپنی نوع کی بے نظیر تصنیف ہے سات سو چار صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور مقامات مقدسہ کے ۱۲ فوٹو ہیں۔ تمام چھپائی سنہری رنگ کی ہے کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔

اس کتاب کی جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں سات سو چار مضامین ہیں اور مضمون کا ہر صفحہ سیرت رسولؐ کا ایک واقعہ ہے اس طرح ۷۰۴ واقعات رسول اللہ کی زندگی کے اس کتاب سے معلوم ہوجاتے ہیں۔ کوئی سیرت رسول آجتک نہیں لکھی گئی جس میں سیرۃ رسولؐ کی اتنی زیادہ تفصیل بھی ہو اور تعلیم و تربیت کے جدید سائنس کی حکمت بھی مدنظر رکھی گئی ہو۔

اس کتاب کی نسبت لارڈ ارون گورنر پنجاب، گورنر یوپی، ہوم ممبر یوپی اور اکثر بڑے بڑے والیان ریاست نے خطوط کے ذریعہ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور مختلف ریاستوں میں اس کو داخل نصاب کرلیا گیا ہے اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ کتاب کیسی خوبیوں سے لبریز ہے۔

قیمت دو روپے محصول ڈاک ۶/ کل دو روپے چھ آنے ۲/۶

یہ تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

حجاز کا رخشندہ آفتاب

از جناب مولانا عبد العزیز صاحب سنگرامی

اے خاور حجاز کے رخشندہ آفتاب
صبح ازل ہے تیری تجلی سے فیضیاب

زینت ازل کی ہے تو ہے رونق ابد کی تو
دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب

چوما ہے قدسیوں نے ترے آستانہ کو
تھامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب

شایاں تجھ کو سرور کونین کا لقب
نازاں ہے تجھ پہ رحمت داور کا خطاب

برسا ہے شرق و غرب پہ ابر کرم ترا
آدم کی نسل پر ترے احسان ہیں بیحساب

خیر البشر ہے تو تو ہے خیر الامم وہ قوم
جس کو ہے تیری ذات گرامی سے انتساب

لیکن یہ قوم آج زمانہ میں ہے ذلیل
حالانکہ تھی تمام زمانہ کی انتخاب

مغرب کی دستبرد سے مشرق ہوا تباہ
ایماں کا خانہ کفر کے ہاتھوں ہوا خراب

صد ہا ترے غلام نصاریٰ کی قید ہیں
دن زندگی کے کاٹ رہے ہیں بصد عذاب

جب اس وسیع ترین اور خوشنما دنیا میں اس گہری زمین اور اونچے آسمان میں آدم کا بدبخت فرزند ہمہ تن معصیت میں غرق گناہوں کی تاریکیوں میں بھٹکتا چلا جا رہا تھا بدقسمت انسان رات کی تاریک خاموشیوں اور دن کی نورانی رونقوں کو اپنی سیاہ مستیوں سے سنسان کر رہا تھا ضمیر انسانی بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کی دلدل میں پھنس کر فنا ہو چکی تھی بدبخت انسان کی عمر عزیز کا بہترین حصہ اور فانی عمر کی گرانبہا فرصتیں ناعاقبت اندیشیوں کے تلاطم خیز سامان میں بہی چلی جا رہی تھیں اس کے فہم و ادراک کی کارفرمائی حیوانی و شہوانی قوتوں سے مغلوب ہو رہی تھی بنیک اعمالیوں نے آسے ناقابل اصلاح پا کر ایک وقت معین کے لئے چھوڑ دیا تھا نیکی کا فرشتہ مایوس ہو کر عالم قدس کی پہنائیوں میں گم ہو چکا تھا اور سپیدۂ سعادت کی روشنی لرزاں عریانیوں سے محجوب ہو کر سمٹی چلی جا رہی تھی۔

اور جبکہ جگمگاتے ہوئے تاروں چمکتے ہوئے چاند اور اس کی پرفضا ولولے دکھتے ہوئے سورج اور اس کے قیامت خیز شعلوں کے باوجود کفر و شرک کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اور یہ عالم تیرہ و تار تھا کہ یکایک افق عرب سے ایک نیر اعظم چمکا اس نے اپنی لاتعداد اور تیز کرنوں کو فضائے عالم میں دوڑا کر ہر ملک ہر شہر ہر مقام ہر گھر ہر بتخانہ ہر پردہ اور ہر تاریکی کو غرضکہ دنیا کے چپہ چپہ کو بہ نگاہ تنقید دیکھا اور دیکھتے ہی اپنی لمعہ افگنی کی کو کو بڑھا دیا اور اپنی نورانیت کو ایسا عالمگیر اور تیز کیا کہ اس کا نور تمام عارضی روشنیوں پر غالب آگیا ہر تاریکی منور ہو گئی ہر تاریکی میں اجالا ہو گیا وہ تمام جھوٹی اور مصنوعی خدائیاں جو جہالت اور ظلمت کے تاریک پردوں میں مستور ہو کر پرورش پا رہی تھیں بیخود ہو کر اس خورشید وحدت کی کرنوں کے قدموں پر آ پڑیں اس کی وسیع النظری نے سب کی آوارگی اور انتشار کو نوازا اور ان سب کو اپنے پیکر نور میں جذب کر لیا۔

وہ آفتاب عالمتاب وہ خورشید منور وہ نیر اعظم وہ مہر ذرہ پرور وہ شمس الضحیٰ وہ سپہر ہدایت کا چمکتا ہوا سورج اور وہ نور و ہدایت کا منبع و مخزن کون تھا جس نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس ظلمت کدے کو منور فرمایا۔

جہاں تاریک تھا ظلمتکدہ تھا سخت کالا تھا۔
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر اجالا تھا

یہ وہی آفتاب عالمتاب اور نور عالم افروز ہے جس کی تعریف قرآن مبین نے یوں کی ہے:۔

اللہ نور السموات والارض	اللہ پاک آسمانوں اور زمین کا نور ہے یعنی ان کو منور کرنے والا ہے۔
مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح	اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ ہو۔
المصباح فی زجاجۃ	وہ چراغ شیشے کی قندیل میں ہو۔
الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبرکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ویضرب اللہ الامثال واللہ بکل شیء علیم۔	وہ قندیل گویا ایک چمکتا تارہ ہے وہ چراغ زیتون کے درخت (تیل) سے روشن کیا جاتا ہے نہ پورب کی سمت میں ہو نہ پچھم کی قریب ہو کہ اس کا تیل خود بخود جل اٹھے اگرچہ اس کو آگ نہ پہنچی ہو روشنی پر روشنی ہے اللہ اپنے نور اسلام کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شئے کو جانتا ہے۔

نور ایمان کی ایک لطیف مثال

اللہ پاک نے یہ اس نور ایمان کی مثال دی ہے جو مومن کے دل میں ہے جس کی روشنی اس کو گناہوں کی اور سیاہ کاریوں کی تاریکیوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی ٹھوکر کھانے سے بچاتی ہے مطلب یہ ہے کہ مومن کے ایمان کا نور نہایت قوی ہے وہ ایک ایسے چراغ کے نور کی مانند ہے جو طاق میں ہو اس کی روشنی ادھر ادھر منتشر ہو کر مدہم نہیں پڑتی وہ چراغ طاق میں ہی ایک شیشہ کی قندیل میں جل رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی روشنی اور بھی تیز پڑتی ہے کیونکہ شیشہ کی قندیل خود ہی چمکتی ہے اس طرح گویا وہ آسمان کا ایک چمکتا ہوا تارہ معلوم ہوتا ہے اور وہ چراغ اس تیل سے جل رہا ہے جس کا مبارک درخت نہ شرقی ہے نہ غربی یعنی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے مومنوں کے قلب کو نور ایمان سے منور کیا ہے نہ یہودی ہیں نہ نصرانی بلکہ ابراہیمی ہیں تو مومن کے دل میں جو نور ہے وہ نور علی نور ہے ایک نور ابراہیمی ہے اور دوسرا نور محمدی۔ طاق ابراہیمؑ ہیں قندیل اسمٰعیلؑ اور چراغ محمدؐ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و اوصاف بغیر ظاہر کئے کالشمس فی النہار ہیں۔

ایمان کا چراغ مسجدوں میں جلتا ہے

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاٰصال وہ چراغ ایسے گھروں میں جلتا ہے جنکی نسبت خدائے قدوس نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم

کی جائے اور اس میں ان کا نام لیا جائے یعنی وہ چراغ مسجدوں میں جلتا ہے ان گھروں میں ہر صبح شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی نمازیں پڑھتے ہیں۔

چراغ ایمان کی روشنی مدہم نہیں پڑتی

یعنی ہوائے نفسانی اور وساوس شیطانی کی تند تاریک آندھیاں اس کی روشنی کو بجھانا تو درکنار مدہم بھی نہیں کر سکتیں یعنی مشاغل دنیوی ایک مومن کے لئے عبادات و طاعات میں روک نہیں بن سکتے۔

رجال لا تلہیہم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ۔ مسجدوں میں ایسے آدمی اللہ کا ذکر کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید روکتی ہے اور نہ بیع

قربان اس آفتاب رسالت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنہوں نے مومنوں کے قلب کو نور ایمان سے منور کیا اور ان کو نور کے سانچہ میں ڈھال دیا ؎

چھوڑا جو سینۂ شب تار راست سے اس فیدا دلیں کا اجالا تمھیں تو ہو

عالم روحانی کا آفتاب و ماہتاب

جس طرح آفتاب اور ماہتاب اس مادی عالم کی تمام ظلمات کو دور کرتے اور اس کی ترقی کے لئے حرارت و روشنی مہیا کرتے ہیں اسی طرح تمام نبیوں کے سردار دونوں جہان کے سرکار جناب احمد مختار محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم روحانی کے لئے آفتاب و ماہتاب ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کا ظہور کرۂ ارضی کے کمال جہل و فقدان علم کے وقتوں میں ہوا اور اس لئے ہوا کہ علم و نور سے دنیا کو بھرپور کر دے اور یہی وجہ ہے کہ دین اسلام خروج من الظلمات الی النور کی راہ ہے چنانچہ خود خدائے قدوس نے حضور کو سراجاً منیرا کر کے یاد فرمایا ہے یعنی جس طرح اس مادی عالم کے لئے آفتاب و ماہتاب کے علاوہ کسی اور شے اور حرارت کا تجویز کرنا عبث اور ناممکن ہے اسی طرح سراجاً منیرا کے بعد جو عالم روحانی کو منور کرتا ہے کسی دوسرے نبی، ہادی اور پیغامبر کا تجویز غیر ضروری اور ناممکن ہے اسی لئے حضور کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔

دین اسلام سے انحراف تاریکیوں اور گمراہیوں میں گم ہونا ہے

سردار دو جہان حبیب خدا اشرف انبیاء نے دنیا میں آتے ہی عام اعلان کر دیا کہ میں جو مذہب دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور جس علم و نور سے دنیا کو بقعۂ نور بنا رہا ہوں یہ علم و بصیرت، حجۃ و برہان، یقین و اعتقاد حکمت و موعظت طمانیت اور سرور راحت اور ہدایت و سعادت کی راہ ہے ارسلہ بالھدیٰ و النور و الموعظۃ خدا نے مجھے ہدایت نور اور موعظت کے ساتھ بھیجا ہے اس لئے جو کوئی اس معرفت و حقیقت کی راہ سے منہ موڑے گا وہ ظلمت اور گمراہیوں کی تاریکی میں بھٹک کر بالآخر بڑی ہلاکت میں جا پڑے گا چنانچہ وارفتگی وحی الٰہی سے تمام نوع بشر کو سنا دیا گیا۔

کفر و شرک کی تاریکیوں کی مثال

والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً حتیٰ اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد اللہ عندہ فوفٰہ حسابہ و اللہ سریع الحساب اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے میدان میں چمکتا ریت پیاسا اس کو پانی گمان کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ پیاسا پانی سمجھ کر اس کے پاس آیا تو اس نے اس کو کچھ نہ پایا اور اس کے پاس اللہ کو پایا سو اس نے اس کا حساب پورا پورا چکا دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے (سورہ نور)

یعنی کافروں کے مذہب اور ان کے نیک اعمال کا حال یہ ہے کہ وہ ان کو نجات اور ثواب کا ذریعہ خیال کرتے ہیں ان کے مذہبی اعمال ایسے ہیں جیسے پیاسا ریت کو دور سے پانی سمجھ کر اس کے پاس جائے اور وہاں پانی کا نشان تک نہ پائے کافر اپنے مذہبی اعمال کو ثواب کا ذریعہ خیال کرتے ہیں مگر قیامت کے دن معلوم ہوگا کہ وہ سب کے سب رائیگاں گئے۔

ایک دوسری مثال

او کظلمٰت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمٰت بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰہا و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ؕ

(ترجمہ) یا ان کے اعمال کی مثال ان تاریکیوں کی ہے جو اس گہرے سمندر میں ہوتی ہیں جس پر ایک موج سوار ہو اور اس کے اوپر ایک اور موج ہو اس کے اوپر بادل ہو تہ برتہ تاریکیاں ہیں ایک کے اوپر ایک جب وہ اپنے ہاتھ کو باہر نکالتا ہے تو سخت تاریکی کی وجہ سے اس کو دیکھ نہیں سکتا اور جسکو اللہ نے دین اسلام کی روشنی نہیں دی اس کے لئے کہیں بھی روشنی نہیں ہے (سورہ نور)

یعنی ان کے نیک اعمال محض دھوکہ کی ٹٹی ہیں اور ان کے کفریہ عقائد و اعمال کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی شخص سمندر کے بیچ میں تین تاریکیوں میں پھنسا ہوا ہو۔ اول سمندر کی تاریکی دوم امواج کی تاریکی اور سوم بادل کی اندھیری یعنی کافر تین اندھیریوں میں پھنسا ہوا ہے اول اعتقاد کی ظلمت میں دوم قول کی ظلمت میں اور سوم عمل کی ظلمت میں یا یوں سمجھئے کہ اس کا دل ایک عمیق سمندر ہے اس پر شک و تردد کی موجیں چڑھی ہوئی ہیں اس پر مزید تباہی کا سامان یہ کہ اعمال سیئہ کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔

ابی بن کعب کہتے ہیں کہ کافر پانچ اندھیریوں میں ہے اول اس کا کلام دوم اس کا عمل سوم اس کا اٹھنا چہارم اس کا بیٹھنا اور پنجم قیامت کے روز آتش جہنم کے دھوئیں کی اندھیری میں رہے گا۔

الغرض جس نے علم و نور کی راہ دین اسلام سے انحراف کیا اس کا حال یہ ہے کہ وہ شک و ریب کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا رہا ہے ایک تاریکی سے نکل کر دوسری تاریکی میں ڈوب جاتا ہے اور ادھر تاریکیوں کا یہ عالم ہے کہ خود اپنا ہاتھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔

اس کے فہم و ادراک کا یہ حال ہے کہ وہ ایک گتھی سلجھانا چاہتا ہے تو دس اور نئے الجھاؤ رشتہ ادراک میں پڑ جاتے ہیں ہر نیا مرحلہ ایک نئی گمراہی کا پیام لاتا ہے اور ہر منزل ایک نئے بعد و گم گشتگی کی مایوسی اپنے ساتھ لے آتی ہے

اور اس کی ساری امیدوں اور تمام خوشیوں کی حیثیت اس پیاسے سے زیادہ ثابت نہیں ہوئیں جو ریگستان افریقہ کو فرات سمجھ کر بے تحاشا دوڑ رہا ہو۔

اللہ اللہ کا فرلوں اور فلاسفروں کی حقیقت کی طلب وجستجو اور عقدہ ہائے لاینحل کی کیسی عمدہ لطیف اور پر از معانی مثال ہے کیسی روشن حقیقت اور کس قدر واضح مثال ایک آدمی کی زبان اقدس سے ظاہر ہوئی ہے یہی تو اس اعلم الخلائق اعرف العباد اور دنیا کے سب سے بڑے رہبر امی کی شان خصوصی اور تبحر علمی ہے جس کی وجہ سے رسول امی کے بتلائے ہوئے حقائق و معارف اور آپ کے اصول نے ایشیا سے یورپ اور امریکہ کے حقیقت شناس فلسفیوں تک کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے اصول اسلام کی روز افزوں ترقی کے سامنے دنیا کے خود ساختہ اصول اور نظریئے ٹوٹتے جارہے ہیں آج لینن، ٹالسٹائی اور کارل مارکس جیسے مقنن اور مدبر آپ کے فلسفہ معاشرت کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں مزدور تحریک کے تمام قائد خود بخود اسلامی نظریات کو مانتے چلے جارہے ہیں اور دنیا کے صاحب بصیرت انسان کفر کی تاریکیوں سے نکل نکل کر اسلام کی روشنی میں آرہے ہیں کیا یہ فلک حجاز کے درخشندہ آفتاب کی تہ لمعانیاں نہیں جنہوں نے یورپ کی ناری روشنیوں کو شکست فاش دیدی ذٰلك هو الفوز العظيم۔

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وبارك وسلم۔

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے ہر ہر گنبد پر
وحدت کی تجلی کوندگئی آفاق کے سینہ زاروں میں

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اب اسلام، نور و ظلمت کے سین اور کفر و اسلام کی حالت و انجام دکھلا کر ان دونوں راہوں میں سے کوئی راہ اختیار کرنے فہم و ادراک کی قوتیں صرف کرنے غور و فکر کرنے اور حقائق و بصائر کی جستجو کرنے کی بنی نوع انسان کو اس طرح دعوت دیتا ہے وما يستوى الاعمى والبصير ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما يستوى الاحياء ولا الاموات ان الله يسمع من يشاء وما انت بمسمع من فى القبور ۔ (سورۂ فاطر)

" اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہوسکتا اور نہ اندھیرا اجالا نہ چھاؤں اور دھوپ اور مردے اور زندے برابر ہوسکتے ہیں اللہ ہی جسے چاہتا ہے سناتا ہے اور اے پیغمبر جو لوگ قبروں میں پڑے ہیں تم ان کو اپنی باتیں نہیں سنا سکتے

کیا نور و ظلمت برابر ہیں؟

یعنی کافر و منکر جو باطل کو حق اور برائی کو اچھائی سمجھے ہوئے ہیں اور کفر و انکار کی آخری حد کو پہنچ گئے ہیں اب ان میں ایمان کی صلاحیت باقی نہیں رہی وہ تو اس اندھے کے مانند ہیں کہ اس کے آگے لاکھ چراغ رکھو مگر وہ کسی طرح دیکھ ہی نہیں سکتا اور جو صاحب ایمان ہیں اور ایمان کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ گویا بینا ہیں سب کچھ دیکھتے ہیں یعنی جس راستہ چلنا چاہیئے اس راستہ پر چلتے ہیں اور جن باتوں اور راہوں سے بچنا چاہیئے ان سے بچتے ہیں پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نور و ظلمت، کفر و ایمان اور مردہ و زندہ برابر ہو جائیں جو لوگ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے وہ مردہ صفت ہیں گو چلتے پھرتے ہیں مگر فہم و ادراک اور عقل و تمیز سے جو آثار حیات ہیں بالکل کورے ہیں پھر فرمایا۔

وقد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدى به الله من اتبع رضوانه سبل السلام ويخرجهم من الظلمت الى النور۔

اور تمہارے پاس ایک نور اور ایک واضح کرنے والی کتاب آگئی ہے اس سے ان لوگوں کو جو اس کی پسند کے مطابق راہ چلنا چاہیں اللہ پاک امن و سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے اور ان کو ظلمت سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔

نور بصارت اور نور بصیرت

اس آیت میں نور سے مراد حضور سراپا نور محمد الرسول اللہ صلعم ہیں اور کتاب سے قرآن مبین آنحضرت صلعم ظاہری نور ہیں جس سے ادراک اشیاء کی بصر کو تقویت ملتی ہے اور قرآن باطنی نور ہے جس سے ادراک حقائق و معقولات میں بصیرۃ کو تقویت پہنچتی ہے یہ دونوں روشنیاں ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف لیجاتی ہیں۔ اصطلاح شرح میں کفر کو ظلمت سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ کافر اپنے کفر کی حالت میں ایسا ہی متحیر و پریشان رہتا ہے جیسے اندھیریوں میں پھنسا ہوا انسان۔ اسلام کا دنیا والوں کے لئے پیام ہے کہ میں ظلمت نہیں سرتاسر نور ہوں میری بنیاد نور السموات والارض پر ہے میں اوہام و ظنون کی تاریکیوں میں ادھر ادھر بھٹکنے والا قدم اور ٹٹول ٹٹول کر چلنے والی آنکھ نہیں ہوں بلکہ معرفت و شہادت کا اجالا ہوں ہوں میرے عقائد و اعمال میں الجھاؤ اور پیچیدگیاں نہیں ما زاغ البصر وما طغى نہ میری حقیقت میں آنکھ کے لئے کوئی زیغ اور کجی ہے اور نہ میرے دل منزل شناس قدم کے لئے کوئی ٹھوکر میری ابتداء ہی اگرچہ ایمان بالغیب ہے مگر دیدہ و دل کے لئے مجاہدات و ریاضات کا سرمہ بصیرت ہی دیتا ہوں اس لئے ایمان و ایقان کی نورانیت میں بے خوف لغزش اور بے خطرہ گمراہی دوڑنے والا قدم اور حقائق ایمانیہ کو دیکھ لینے اور پالینے والی بینائی ہوں اور شک و گمان کے میدان میں بھٹکے ہوئے فلاسفروں کی طرح میرا منتہائے فکر و ادراک علم و بصیرت "انی اعلم" "انی اشهد" "تبيانا لكل شیء" اور "انی علی بینة من ربی" ہے

آنحضرت کی نورانی دُعا

حضور سرور کائنات اگرچہ سراپا نور اور نور علی نور تھے لیکن اپنی امت کو تعلیم دینے کے لئے رات کو اس طرح دعا مانگا کرتے تھے اللهم اجعل فى قلبى نورا وفى لسانى نورا واجعل فى سمعى نورا واجعل فى بصرى نورا واجعل من خلفى نورا ومن امامى نورا واجعل لى من فوقى نورا ومن تحتى نورا اللهم اعطنى نورا۔ اے اللہ میرے قلب میری زبان میری کان میری آنکھ میں نور بھر دے اور ان کو منور کردے اور میرے پیچھے میرے سامنے میرے اوپر اور میرے نیچے نور ہی نور کردے اور اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔

پس جنت کی خوشخبری ہو اس خیر الامم قوم کے لئے جس کو اس ذات گرامی سے انتساب ہے اور بڑی خوش قسمت ہے وہ قوم جس کی راہ امن وسلامتی کی راہ ہے جس کے لئے نہ کبھی شک کی بےچینی ہے اور نہ جہل و ظلمت کا ہراس اور جو مشکوٰۃ معرفت اور نور حقیقت کی روشنی میں آئی ہوئی ہے۔

(فمن شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه فويل للقسية قلوبهم من ذكر الله اولئك في ضلال مبين۔ کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکی میں پڑا ہوا ہے پس افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہوگئے ہیں یہی لوگ تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

انوار عرفان

وادیٔ ایمن یہی ہے جلوہ گاہ طور ہے — قلب سوزاں یاد حق کے نور سے معمور ہے

حسن بے پایاں پھر سو منظر انوار ہے — ذرہ ذرہ پیش عارف آفتاب نور ہے

ہر طرف برپا سرد مہری ہے اس قدر — سالک و مجذوب عالم میں سدا مخمور ہے

میکش عرفاں کا سر نیزہ پہ ہو مست الست — کربلا کا پر مصائب حادثہ مشہور ہے

دیدۂ بینا مثال آئینہ حیرت میں ہے — معرفت میں ہر گل تر دفتر مسطور ہے

یہی خدا کے پیارے مومن بندے مستحق بشارت ہیں جنھوں نے خسران عظیم اور ہلاکت ابدی سے ڈر کر ایمان و اتقا کی راہ اختیار کی ہے اور یہی عقل و ہدایت سے بہرہ ور ہیں۔

ذی بصیرۃ انسانوں سے خطاب

منطق و فلسفہ کے ہیچ در ہیچ مقدمات اور مبنی بر ظن و تخمین مسلمات میں پھنسے ہوئے فلاسفرو! فکر و استدلال کی ناکامیابیوں سے مایوس حکیمو! بادیۂ ضلالت میں بھٹکے ہوئے عاقلو! اور یقین و اعتقاد کے مریضو! اگر تمہاری روحیں اقرار و طمانیت کی بھوکی پیاسی ہیں اگر تم علم و بصیرت کے اونچے مینار پر پہنچنا چاہتے ہو تو آؤ یہ بات تمھیں ایک امی یعنی محمد عربی (فداہ ابی و امی) کے دار الشفاء وحی میں حاصل ہوگی۔

ایک طرف دیگر مذاہب اور فلسفہ کے الہا ؤ ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر تم ہماری طرف آؤ گے تو ہم تمھیں شک و ریب سے معمور کر دیں گے دوسری طرف اسلام کہتا ہے کہ میرے پاس یقین اور برہان کے سوا اور کچھ نہیں۔ میں حقیقت و بصیرت اور علم و نور ہوں بتلاؤ تم کدھر جاؤ گے اور نور و ظلمت، کفر و ایمان، موت و حیات، طمانیت و بیقراری یقین و شک اور حق و باطل میں کس کو اختیار کرو گے اگر تمھیں تعصب و عناد نے گونگا نہیں کر دیا تو جواب دو کہ آج دنیا کے فلسفہ معاشرت کے سامنے سرنگوں ہے علم و بصیرت کا اصلی سرچشمہ کہاں ہے تہذیب و تمدن کا منبع کہاں ہے اور کونسا مذہب قلوب و ارواح میں گھر رہا ہے اگر تم اس کا جواب نہیں دے سکتے تو اس کا جواب اسلام کا مستقبل دیگا۔

دنیا میں ایک نور آیا مگر دنیا نے اس کی قدر نہ جانی بلکہ الٹا اس نور حق کو بجھانے کے لئے آمادہ ہوگئی مگر ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

مسلمانوں کا عروج وزوال اور روح ایمان

دنیا کی داستانوں میں ہمارا عروج جیسا حیرت خیز تھا اسی طرح ہمارے زوال کی کہانی عبرت انگیز ہے کبھی ہم دین و دنیا کی فائز المرامیوں اور شادکامیوں سے فرحاں و شاداں تھے ہمارے الہیات، اخلاق، اصول معاشرت اور قانون تمدن کی دنیا میں دھوم تھی اور ہماری شان و شوکت کے سامنے ساری دنیا سرنگوں تھی مگر اب ہم انحطاط و زوال ہیں ہمارے جسم بے روح ہیں جنھیں زندہ قوموں کی چھوٹی سے چھوٹی قوم سے کسی امر میں مقابلہ کی قوت نہیں۔ تمام قوم کے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی ہے اور وہ قومیں بھی ہم پر ہنس رہی ہیں جنھیں ہم منہ لگانے کے قابل بھی نہ سمجھتے تھے کسی یوروپین نے ایک مسلمان کو صحیح طعنہ دیا تھا کہ "تمھیں ایک ایسا عالمگیر مذہب ملا تھا مگر تم اسے صحیح طریقہ سے پیش نہ کر سکے۔ تمھیں اتنی بڑی سلطنت ملی تھی مگر تم اسے محفوظ نہ رکھ سکے اب تمہاری طرف دیگر اقوام کے میلان کے لئے کیا رہ گیا ہے۔

مسلمانو! تم کسی کے فریب خوردہ نہیں ہو اور تمھیں کسی دشمن نے شکست نہیں دی ہے بلکہ خود اپنے کو دھوکہ دیا اور تم نے خودکشی کی تمہارے انحطاط کا سبب اعلیٰ یہ ہے کہ تم میں روح ایمان ضعیف سے ضعیف تر ہوتی چلی جارہی ہے روح ایمان دم توڑ رہی ہے تمہارے اندر روح عرفان کی وہ تابش نہیں رہی جو آفتاب رسالت کا پرتو تھی۔

ایسے وقت میں ہمارا اگر کوئی فریضہ ہے تو صرف یہ ہے کہ احیائے روح ایمان کی تدبیر کی جائے کیونکہ اس کے بغیر تمام مجالس ملیہ بیکار، تمام مجالس قومی بیسود اور تمام فنڈ دہوپ عبث ہے احیائے روح ایمان کی تدبیر کیا ہے اور نور ایمان سے قلوب و ارواح کو روشن کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہو بہت سیدھا سادا مسلک ہے حقیقۃ الحقائق قرآن مقدس سے نور حقیقت اور مشکوٰۃ نبوت سے نور معرفت حاصل کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اس عہد میں بلکہ جب تک یہ دنیا باقی ہے صاحب قرآن کی سیرۃ و حیات مقدس کے مطالعہ سے بڑھکر نوع انسانی کے تمام امراض قلوب و علل ارواح اور کوئی علاج نہیں سارے دکھوں کا علاج دار الشفاء وحی ہیں ہے جب تک سراجاً منیراً یعنی آفتاب رسالت کی شعاعیں قلوب تاریک میں نہ پڑیں گی ہمارا خانۂ دل منور اور طاہر نہ ہوگا یہ آفتاب اس نور کا پرتو ہے جو صبح ازل میں چمکا اور توحید کو جگمگا گیا اس آفتاب ہدایت سے اکتساب نور کرو جس قدر ہر قدم پر روح ایمان کی تابش زیادہ ہوتی جائیگی اتنی ہی سرعت کے ساتھ ہماری دنیا سنورتی جائیگی اگر روح ایمان نے ترقی نہ کی اور ہم نے مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب نور نہ کیا تو پھر حکم لگا دینا چاہیئے کہ کوئی تدبیر کوئی طاقت اور کوئی پروگرام اس کو ابھار نہیں سکتی اور پھر بحسرت کہنا پڑے گا ؎

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم۔

کامیاب تر نبوت

(از جناب مولوی سید موسیٰ رضا صاحب بریلوی)

عربوں کی ذہنیت میں انقلاب و عظیم تغیر

بات کیا تھی کہ نہ روما سے نہ ایران سے دبے
چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے

بھید کیا تھا کہ جو آپس میں ملے تھے نہ کبھی
ہو گئے مشرق و مغرب کے ملانے والے

جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے

پیشوائی کو نکل آئی خدائی ساری
گھر سے نکلے جو محمد کے گھرانے والے

برادران اسلام! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن مسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے یہ ماہ سعید اس عدیم النظیر و عظیم الشان انقلاب کی یادگار ہے جس کا اثر رہتی دنیا تک کائنات کے ذرے ذرے میں نمایاں رہے گا کائنات ہستی اس پر ناز کرے گی اور اس کی یاد ہمیشہ گلشن گیتی کے لئے پیغام بہار لاتی رہیگی۔ جانتے بھی ہو یہ کون مہینہ ہے اور اس میں کون سے عدیم النظیر انقلاب کی یاد تازہ ہوتی ہے؟ سنو! یہ وہ ماہ سعید ہے جس میں اس تیرہ خاکدان ہستی کو منور کرنے کے لئے عرب کے تاریک تر مطلع پر وہ آفتاب عالم افروز طلوع جس کی نورانی شعاعوں سے تمام عالم بقعۂ نور بن گیا جہل و شرک کی تاریکی مٹ گئی اور علم و توحید کے نور سے ساری دنیا جگمگا اٹھی یعنی اسی مہینہ میں وہ نفس قدسی مشیمۂ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا اور خدا کا وہ فرمان رحمت و ہدایت دنیا میں آیا جس نے بنی نوع انسان پر مادی و روحانی ترقیات اور سعادتوں کا دروازہ کھولدیا جس کے نور سے ظلم و طغیان اور فسق و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں جس نے ہر پست و بلند مقام کو اپنی شعاعوں سے روشن کر دیا۔ رہ نوردان بادیۂ ضلالت جو منزل ہدایت و سعادت اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹک رہے تھے وہ اس نور کی طرف دوڑے اور خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا اور وہ بندوں کو وہ عہد یاد آگیا جو انہوں نے ازل میں اپنے معبود سے باندھا تھا ظلم و استبداد کی گرفت سے کمزور و درماندہ انسانوں نے رہائی پائی اور انسانیت کے پاؤں سے غلامی کی گراں بار زنجیریں خود بخود کٹ کر گر پڑیں۔

حضور پر نور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت سے پہلے دنیا کی جو حالت تھی وہ کسی سے مخفی نہیں دنیا کی ہر ایک قوم پر ہر ایک ملک اور ہر ایک بستی قطعی طور پر خدا سے منہ موڑ چکی تھی اور بجائے خدا پرستی کے بت پرستی اصنام پرستی، دیوتا پرستی، شجر پرستی، حجر پرستی اور چرند پرند پرستی کا دور دورہ تھا حتی کہ لنگ اور بھگ تک کی پرستش ہوتی تھی دماغوں میں جہل و اوہام بھرے ہوئے تھے سو نہیں پست و ذلیل بعض دنیا کی ہر ایک قوم خواہ وہ مہذب تھی یا غیر مہذب اور متمدن تھی یا وحشی فہم و ادراک کو جواب دیکر ذلیل سے ذلیل عقائد و اعمال کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے دماغ کند افکار اور خیالات پست ہو چکے تھے آزادی ضمیر مفقود تھی روحانیت مر چکی تھی انسانی حریت کا نشان نہ تھا خود داری کا دیوالہ نکل چکا تھا اور عقل و ذہن کی بےراہ روی کے باعث ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقیات کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ان دیں حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے عربوں کے عادات، اخلاق اور خیالات میں کیا تبدیلی کی اور وہ اپنی بعثت کے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہم اس مختصر مضمون میں ان سوالات کا تفصیلی جواب دینے کی کوشش نہ کریں گے بلکہ صرف چند تاریخی واقعات پیش کر دینے پر اکتفا کریں گے جن سے ناظرین یہ امر تسلیم کر لینے پر مجبور ہوں گے کہ اگر دنیا میں کوئی کامیاب تر نبوت کہی جاسکتی ہے تو وہ صرف بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور کا اولین اعجاز یہ تھا کہ معبودان باطل کے آستانوں پر جھکی ہوئی گردنوں کو معبود حقیقی کے سامنے جھکا دیا اور بتخانوں سے بجائے بتوں کی مدحت و ثنا کے تکبیر و تہلیل کی صدائیں آنے لگیں دوسرا اعجاز یہ تھا کہ حضور کی تربیت و تعلیم سے عرب کے شتربان جہانگیر و جہانبان بن گئے ان کی شوکت و عظمت کے سامنے شان کئی و آن جمی سرنگوں ہو گئی قیصر و کسریٰ کے تاج ان کے قدموں پر نثار ہو گئے اور جہانگیری و جہانبانی کے ایسے ایسے زریں اصول و قوانین وضع کر گئے اور فلسفۂ معاشرت کے وہ وہ گر سکھا گئے جن کی روشنی میں آج دنیا ارتقائی منازل طے کر رہی ہے اور دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو ان کے تمدن و معاشرت کی رہین منت نہ ہو جس نے ان کے خرمن سے خوشہ چینی نہ کی ہو اور ان کے سامنے زانوئے ادب طے نہ کیا ہو۔

حضور کا تیسرا اعجاز یہ تھا کہ آپ کے فیضان تربیت نے عرب والوں کے دماغ سے خوف غیر اللہ کو نکال پھینکا اور ان کی فطرت میں جرأت و آزادی کا جوہر کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عربوں کی ہستی دنیا میں قابل ذکر نہ تھی اور یہ وحشی قوم کبھی شمار و قطار میں نہ تھی ان کی کوئی تہذیب اور ان کا کوئی تمدن نہ تھا وہ اقوام عالم کی نظروں میں بہت ذلیل و خوار تھے ہر شخص انھیں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور دنیا میں ان کی پرکاہ کی برابر بھی قدر و منزلت نہ تھی یہ صرف حضور کی ذات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کرشمہ اور آپ کی تعلیم و تربیت کا اعجاز تھا کہ تعلیم نبوی نے چند سال میں ان کی کایا پلٹ دی اہلیوں نے اقوام میں جس قدر بھی عزت و شوکت حاصل کی حضور کی غلامی کی برکت تھی۔ فقیر آپ کے ساتھ لگے اور بادشاہ بن گئے شتربان آپ کے در ہدایت پر جھکے اور جہانبان بن گئے آپ کی صحبت نے بوریہ نشینوں کو تخت نشین بنا دیا جب وہ کفر و ضلالت کی تاریکی سے نکل کر بارگاہ محمدی میں پہنچے تو آفرینندۂ کون و مکان نے اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر رکھکر کائنات کی تمام مادی طاقتوں کو ان کے زیر نگیں کر دیا اور فرشتوں نے ان کی پیشوائی کی۔

مختصر یہ کہ انہوں نے جو کچھ پایا اور جتنے ارتقائی منازل طے کیں وہ اسوہ رسول کی اطاعت و تابعداری کا کرشمہ اور ظہور تھا اور مسلمانوں کو آیندہ جو کچھ

ملے گا اسوۂ رسول ہی کی اطاعت سے ملیگا۔

حضرت جعفر بن طیار کی ایک تقریر

سوال یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم اور فیضان نبوی میں وہ کونسی کشش کونسی خوبی اور کونسی تاثیر ایسی تھی جس نے ایک تھوڑے سے عرصہ میں ایک ایسی جاہل واکھڑ قوم کو جو جہالت و وحشت خونریزی ظلم و فسق و عصیان اور سفاکی و خونریزی میں ڈوبی ہوئی تھی اس کو پاکیزہ اخلاق اور بہترین امت بنا دیا اور ان میں امانت و دیانت اور تقوی و پرہیزگاری کی روح پھونکدی اس کا جواب حضرت جعفر طیار کی اس تقریر میں ملتا ہے جو آپ نے بادشاہ حبش کے سامنے قریش کے وفد کے جواب میں بیان فرمائی۔

"اے بادشاہ! ہم جاہل تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے اور مردار کھاتے تھے نہ ہم میں حیا تھی اور نہ قریبیوں کے حقوق کی پاسداری کا خیال تھا ہم میں انسانیت اور ایمانداری کا شائبہ تک نہ تھا ہم اپنے ہمسایوں کے حقوق تک نہ پہچانتے تھے اور نہ ہم میں کوئی قاعدہ اور قانون تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا اور ہمارے لئے ایک رسول مبعوث کیا جس کے حسب و نسب صدق و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری سے ہم خوب واقف تھے اس نے ہمیں توحید کا سبق دیا اور ایک خدا کی طرف بلایا اسکی کی عبادت کرنے کی تلقین کی اور ہمیں پتھروں کی پوجا سے منع کیا اس نے ہمیں سچ بولنے کا حکم دیا اور کہا کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرے وعدہ ایفا کرے کمزوروں پر رحم کرے گناہوں سے دور رہے اور برائیوں سے بچے اس کے علاوہ اس نے ہمیں جھوٹ بولنے یتیموں کا مال کھانے اور عورتوں پر جھوٹا الزام لگانے سے روکا اور نماز و روزہ کی تلقین کی ہم نے ان باتوں کو تسلیم کیا اور اس کے نبی ہونے کا اقرار کر لیا"

یہ تھی اسلامی تعلیم کی وہ خوبی جس نے عرب والوں کی کایا پلٹ دی تھی جس نے ان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگا دیا تھا اور جس نے ان کے قلوب و ارواح کو مسخر کر لیا تھا۔

مصر میں اسلامی اخلاق کی جان بازیاں

جب اسلام کی بخشی ہوئی دولت اخلاق اور محاسن و فضائل لئے ہوئے محمد عربی کے غلام مصر میں پہنچے اور عرب کی بادیہ نشین ابر رحمت بنکر مصر کے مطلع پر نمودار ہوئے تو مقوقس بادشاہ مصر نے حضرت عمرو بن العاص فاتح مصر کے پاس پیغام مصالحت دیکر چند سفرا کو روانہ کیا جب یہ سفارت واپس آئی تو مقوقس نے ایک قاصد سے مسلمانوں کے حالات پوچھے اس نے کہا۔

"وہ ایک ایسی قوم ہے جسکو زندگی سے موت پیاری ہے۔ تواضع و انکسار ان کو شان و شوکت سے زیادہ عزیز ہے ان کو دنیا کی طرف ذرہ برابر بھی رغبت نہیں یہ لوگ خاک پر بیٹھتے ہیں اور سواریوں کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کھانا کھا لیتے ہیں انکے سردار اور عامی میں کوئی امتیاز نہیں ہے ان کے یہاں اس امر کا مطلق پتہ نہیں چلتا کہ کون بڑا ہے اور کون ان میں چھوٹا ہے اور کون آقا ہے اور کون غلام نماز کا وقت آتا ہے تو کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا جو ہاتھ منہ دھو کر عبادت الٰہی کے لئے مستعد نہ ہو جائے"

مقوقس نے بغور اس فرشتہ خصلت قوم کے حالات سنے اور جواب دیا "اس ذات کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ایسے لوگ اگر پہاڑ سے بھی ٹکرا جائیں گے تو اسے بھی اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے کوئی قوت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی"

ایوان کفر میں حضرت عبادہؓ کا نورانی وعظ

مقوقس نے مسلمانوں سے صلح کے لئے چند امرا بھیجے تھے حضرت عمرو بن العاص نے بھی مقوقس کے پاس دس آدمیوں کا ایک وفد روانہ کیا جس کے رئیس حضرت عبادہ بن صامت تھے آپ سیاہ فام تھے لیکن جو نور ایمان ان کے قلب صافی میں ضوفشاں تھا اس کی وجہ سے رنگ حور و غلمان تھے آپ نے مقوقس کے سامنے یوں تقریر شروع کی۔

"میں نے تمہاری باتیں سنیں اب بگوش ہوش ان کا جواب سنو۔ جن لوگوں کے پاس سے میں آیا ہوں ان میں ایک ہزار کالے آدمی اور بھی موجود ہیں جن کا رنگ مجھ سے کالا ہے اور صورت مجھ سے زیادہ مہیب ہے۔ اگر تم ان کو دیکھ لو گے تو کیا حال ہوگا؟ باوجودیکہ میں بوڑھا ہوں اور میرا شباب رخصت ہو چکا ہے لیکن الحمدللہ میں تنہا سو آدمیوں سے بھی نہیں ڈرتا یہی حال میرے اور ساتھیوں کا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ہمارا مقصد اصلی اور ہماری مرغوب ترین چیز خدا کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کی رضامندی حاصل کرنا ہے ہم دشمنوں سے کسی دنیوی خواہش یا غلبہ کے لئے جنگ نہیں کرتے ہم احکام الٰہی کے ماتحت جہاد کرتے ہیں اس نے مال غنیمت ہمارے لئے حلال کیا ہے ہمیں دنیوی تمول کی کوئی پرواہ نہیں ہمارے پاس لاکھوں درہم ہوں یا صرف ایک درہم دونوں حالتیں ہمارے لئے برابر ہیں ہمیں دنیا میں زیادہ سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اتنی غذا ہے جس سے بھوک رک جائے لباس میں ایک چادر ہمیں بس ہے لہذا اگر ہمارے پاس کچھ نہ ہو تو ہمیں اس کی پرواہ نہ ہوگی اور اگر لاکھوں روپے ہوں تو ہم انھیں خدا کی خوشنودی میں صرف کر ڈالیں گے ہمارے لئے دنیا کی نعمتیں اور راحتیں کچھ وقعت نہیں رکھتیں ہماری اصلی نعمت اور راحت آخرت ہے ہمارے رسول نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہمارے پاس مال دنیا سے اسی قدر ہوگا کہ ہم بھوک روک سکیں اور ستر کو چھپا سکیں اس کے بعد ہماری ساری ہمت اور کل کوششیں خدا کی رضامندی حاصل کرنے اور اس کے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے وقف رہے گی"

مقوقس نے حضرت عبادہؓ کی اس ولولہ انگیز تقریر کو سنکر کہا کہ جو کچھ تم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کی نسبت کہا میں نے سن لیا اور بیشک تم اپنی وجوہ سے لوگوں پر غالب آتے رہے ہو اور اس درجہ پر پہنچے ہو مگر فی الحال تم مجھ سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ میرے پاس اس قدر رومی فوج جمع ہو چکی ہے جس کے مقابلہ میں تم کبھی فتحیاب نہیں ہو سکتے وہ شجاعت اور دلیری میں مشہور ہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تم ان پر غالب نہ آسکوگے پس بہتر یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص کو دو دو دینار اور تمہارے خلیفہ کے لئے ایک ہزار دینار دیدونگا یہ رقم لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔

حضرت عبادہؓ کی دوسری تقریر

حضرت عبادہؓ نے مقوقس کی یہ تقریر سنکر جواب دیا۔

تم اور تمہارے ساتھی دھوکہ میں نہ رہیں تم ہمیں رومیوں کی ٹڈی دل فوج سے ڈراتے ہو مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ ہمیں اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے بلکہ تمہاری گفتگو نے جذبۂ جنگ کو بڑھا دیا ہے اب ہم یہاں دو برکتوں میں سے ایک ضرور حاصل کر کے رہیں گے ہم فتحیاب ہوئے تو کثرت سے مال غنیمت ہاتھ آئیگا۔ اور اگر تم غالب آئے تو ہم شہید ہوں گے اور ہمارے ہاتھ آخرت کی دولت آئیگی ہم لیں کوئی شخص ایسا نہیں جو صبح و شام خدا سے شہادت کی دعا نہ کرتا ہو ہم میں سے کوئی شخص اہل و عیال میں جانے کا مشتاق نہیں ہم سب نے اپنے اہل و عیال کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے تمہارا یہ کہنا کہ ہم تنگی میں ہیں نہایت غلط ہے ہم نہایت آرام میں ہیں اگر ہم کو ساری دنیا مل جاتی تو ہم اس میں سے اپنے لئے صرف اسی قدر لیتے جس قدر اس وقت ہمارے پاس موجود ہے تمہیں صاف صاف اپنا ارادہ بیان کر دینا چاہیے ہم تین صورتیں تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اوّل اسلام قبول کرو یہ پاک دین ہے جس کے سوا خدا کے نزدیک کوئی دین مقبول نہیں یہ خدا کے نبیوں رسولوں اور فرشتوں کا دین ہے جو شخص اس کی مخالفت کرے اور اس سے اعراض کرے ہم اس سے مقابلہ کریں گے اگر وہ اس دین میں داخل ہو جائے تو اس کا نقصان ہمارا نقصان اور ہمارا مال اس کا مال ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تم ذلت کے ساتھ جزیہ دو لیکن اس صورت میں تمہارا وہ اعزاز نہ ہوگا ہاں تمہارے ساتھ ہم ہمیشہ ایسا سلوک کرینگے جس کو ہم بھی پسند کرتے ہیں اور تم بھی اس سے راضی ہو جو تم پر حملہ کرے گا ہم اس سے لڑیں گے تمہارے ملک تمہاری جانوں اور تمہارے مال کی اس وقت تک حفاظت کرینگے جب تک تمہاری ذمہ داری ہم پر ہوگی۔ لیکن اگر تم کو اس سے بھی انکار ہے تو پھر تلوار ہمارا اور تمہارا فیصلہ کر دے گی یہانتک کہ ہم سب کے سب مر جائینگے یا جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ حاصل کریں گے۔

یہی ہوا کہ مصر پر یہ خدا کے پیارے بندے اور خدا کی چنی ہوئی قوم قابض و متصرف ہو گئی مگر اس خوبی اور خوبصورتی کے ساتھ کہ اپنے اخلاق کی روشنی اور پاکیزہ جذبات سے اعداء کے دلوں کو بھی مسخر کر لیا۔

محمد عربی کے غلام یزدجرد کے دربار میں

قادسیہ کی جنگ سے پہلے یزدجرد نے صلح کی غرض سے سفرائے عرب سے ملاقات کی خواہش کی تو اسلامی افواج کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص چودہ سرداران قبائل کو اس کے پاس روانہ کیا جن پر نعمان بن مقرن کو قائد مقرر کیا جس وقت یہ سفارت یزدجرد کے دربار میں پہنچی تو یزدجرد اور سفرائے عرب میں اس طرح گفتگو ہوئی۔

یزدجرد۔ تم ہمارے ملک میں کیوں آئے ہو؟

نعمان بن مقرن رض نے یزدجرد کے سوال کے جواب میں پہلے تو اسلام کے مختصر حالات اور محاسن بیان کئے اور پھر کہا ہم تمام دنیا کے سامنے تین چیزیں پیش کرتے ہیں اسلام۔ یا جزیہ اور تلوار

یزدجرد۔ اب تم بڑھ بڑھ کے باتیں کر رہے ہو کیا تمہیں وہ وقت اور حالت یاد نہیں کہ تم سے زیادہ دنیا میں کوئی ذلیل اور بدبخت قوم نہ تھی تم جب کبھی ہم سے سرکشی کیا کرتے تھے تو سرحد کے زمینداروں میں سے کسی نام حکم بھیج دیا جاتا تھا اور وہ تمہارا سارا بل نکال دیتا تھا۔

اس پر مغیرہ بن زرارہ نے اٹھکر کہا:۔

"یہ لوگ (اپنے رفیقوں کی طرف اشارہ کرکے) سردار عرب ہیں اور حلم و وقار کی وجہ سے زیادہ باتیں نہیں کر سکتے انہوں نے جو کچھ کہا ان کو وہی زیبا تھا لیکن کچھ باتیں کہنے کے قابل رہ گئیں ان کو میں بیان کرتا ہوں یہ سچ ہے کہ ہم بدبخت اور گمراہ تھے آپس میں کٹ مرتے تھے اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے لیکن پروردگار عالم نے ہماری حالت پر رحم کیا اور احسان عظیم فرمایا کہ ہم پر اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر کو مبعوث کیا اول اول ہم نے اس کی مخالفت کی لیکن رفتہ رفتہ اس کی بات نے ہمارے دل میں اثر کر لیا وہ جو کچھ کہتا تھا خدا کے حکم سے کہتا تھا اور جو کچھ کرتا تھا خدا کے حکم سے کرتا تھا اس نے ہم کو حکم دیا کہ اس مذہب کو تمام دنیا کے سامنے پیش کرو جو لوگ اسلام لائیں وہ تمام حقوق میں تمہارے برابر ہیں اور جن کو اسلام سے انکار ہو اور وہ جزیہ دینے پر رضامند ہوں وہ اسلام کی حمایت میں ہیں جن کو دونوں باتوں سے انکار ہو ان کے لئے تلوار ہے۔"

یزدجرد یہ بیباکانہ تقریر سنکر غصہ سے بیتاب ہو گیا اور کہا اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر نہ جاتا یہ کہکر اس نے مٹی کا ٹوکرا منگوایا اور کہا:۔

"تم میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟

عاصم بن عمرو نے بڑھکر کہا کہ "میں" ملازموں نے وہ مٹی کا ٹوکرا ان کے سر پر رکھدیا انہوں نے بخوشی اس کو قبول کیا اور گھوڑا اڑاتے ہوئے حضرت سعد کے پاس پہنچے اور کہا فتح مبارک ہو دشمن نے اپنی زمین خود ہم کو دیدی۔

یہ تھے ایمان و ایقان کے وہ آبگینے اور عقیدت و وفا کے مجسمے جن کو معلم الاخلاق حضور ؐ نے طیار کیا تھا اور آپ کی پاکیزہ ترین تعلیم نے تھوڑے عرصہ میں عرب کے بادیہ نشین حجاز کے گنوار اور فاران کی چوٹیوں کے نزدیک رہنے والے بدویوں کو تخت قیصر اور تاج کسریٰ کا مالک بنا دیا تھا جن کے علمی کمالات اعلیٰ کیریکٹر اور بلند اخلاق کے آوازے سے ہی ابھی تک فضائے عالم لبریز ہے۔

اس موقعہ پر ہم اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جس کے بغیر اس مضمون کو ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا جس سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں میں کیا عظیم انقلاب پیدا کر دیا تھا کہ وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی ہستی سے مرعوب نہ ہوتے تھے اور بڑے بڑے گردن کشوں کے سامنے بھی سر تسلیم خم نہ کرتے تھے سنیئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے۔

مادی شان و شوکت میں روحانی سادگی کی کرشمہ سازیاں

جنگ قادسیہ سے پہلے ایرانی افواج کے سپہ سالار رستم نے اسلامی فتوحات کا بڑھتا ہوا سیلاب دیکھکر اور مجاہدین

اسلام کی شمشیر خارا شگاف کی تاب نہ لاکر عربوں سے صلح کرنے کے لئے حضرت سعد بن ابی وقاص لشکر اسلامی کے سپہ سالار کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ کا کوئی معتمد ہمارے پاس آئے تو بہت ممکن ہے کہ صلح ہو جائے آپ نے اس خدمت کے لئے ربعی بن عامر کو مامور فرمایا یہ تیار ہو گئے اور یہ جس شان و شوکت کے ساتھ تیار ہوئے وہ بھی سن لیجئے۔

عرق گیر کی زرہ بنائی اور اسی کا ایک ٹکڑا سر سے لپیٹ لیا کمر میں رسی کا پٹکہ باندھا کمر میں تلوار باندھی مگر اس طرح کہ وہ بھی میان کی جگہ چیتھڑوں سے لپٹی ہوئی ادھر تو یہ بانکے مجاہد اس آن بان اور ہیئت کذائی سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے ادھر ایرانیوں نے مجاہدین اسلام کو مرعوب کرنے کے لئے بڑے ساز و سامان سے اپنے دربار کو سجایا دیبا کا فرش بچھایا زریں گاؤ تکیے لگائے حریر کے پردے ڈالے اور صدر میں تخت مرصع بچھایا غرض شاہانہ ٹھاٹ باٹ کی انتہائی نمائش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اب ربعی بن عامر جس وقت فرش کے قریب پہنچے تو گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کی باگ ڈور ایک تکیے سے اٹکا دی درباری یہ بے پروائی اور سادگی دیکھکر دنگ تھے وہ اگرچہ کچھ نہ بولے مگر تاہم دستور کے موافق ہتھیار رکھوا لینے چاہے اس پر ربعی نے کہا کہ میں بلایا ہوا آیا ہوں اگر میرا اس طرح آنا تمھیں ناگوار ہے تو ابھی واپس چلا جاتا ہوں رستم نے خوشی سے اجازت دیدی اب یہ بے پروائی اور سادگی کی ادا سے آہستہ آہستہ تخت شاہی کی طرف بڑھے مگر اس شان تجمل اور نفرت و حقارت سے کہ اپنے نیزہ کی انی فرش میں چبھوتے جاتے تھے جس سے وہ فرش قالین جگہ جگہ سے پھٹ کر بیکار ہو گئے تخت کے قریب پہنچکر نیزہ زمین پر مارا جو فرش سے آر پار ہو کر زمین میں گڑ گیا۔

رستم نے پوچھا تم اس ملک میں کیوں آئے ہو؟

ربعی نے کہا اس لئے کہ مخلوق کی بجائے خالق کی عبادت کی جائے۔

رستم نے اس لطیف اشارہ کو سمجھ لیا اور کہا کہ اچھا میں اس کا درباریوں سے مشورہ کر کے جواب دوں گا" ادھر تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر درباری بار بار ربعی کے پاس آکر ان کے ہتھیار دیکھتے اور کہتے تھے کہ کیا اسی ساز و سامان پر ایران کی فتح کا ارادہ ہے کہ تلوار کے لئے تم کو میان تک میسر نہیں اس کے جواب میں جب ربعی نے تلوار کو بے پردہ کیا تو درباریوں کی آنکھ میں بجلی سی کوند گئی اور جب اس کی کاٹ کی آزمائش کے لئے ڈھالیں پیش کی گئیں تو ربعی نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔

مغیرہ کی سفارت

دوسرے دن کی سفارت میں مغیرہ گئے تو اس دن ایرانیوں نے اور بھی زیادہ شان و شوکت سے دربار سجایا۔ مغیرہ گھوڑے سے اتر کر سیدھے رستم کی طرف بڑھے اور اس کے پاس زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اس حرکت سے درباری سخت برہم ہوئے مگر آپ نے کہا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ تمہارا بلایا ہوا آیا ہوں کیا مہمان کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے جو تم کرنا چاہتے ہو کہ ہاتھ پکڑ کر تخت سے اتار دیا جائے تمہاری طرح ہمارے ہاں یہ دستور نہیں ہے کہ ایک شخص خدا بنکر بیٹھے اور تمام لوگ اس کے آگے سر جھکائے بیٹھے رہیں یہ مسحور کن پاکیزہ جذبہ دیکھکر بعض درباری بول اٹھے کہ ہماری غلطی تھی کہ ہم نے ایسی قوم کو ذلیل سمجھا اور اس کے ایک فرد کے سامنے ذلیل کر نادم و پشیمان ہوئے۔

اس کے بعد رستم نے بے تکلفی سے مغیرہ کے ترکش سے تیر نکال کر کہا کہ "ان تکلوں سے کیا ہوگا۔ مغیرہ نے کہا "آگ کی لو گو چھوٹی ہوتی ہے مگر پھر بھی آگ ہی ہوتی ہے رستم نے مغیرہ کی تلوار کا میان دیکھکر کہا یہ بہت بوسیدہ ہے مغیرہ نے جواب دیا یہ ٹھیک ہے مگر تلوار پر باڑھ ابھی جانی گئی ہے اس نوک جھونک کے بعد اصل گفتگو شروع ہوئی۔

یہی تو وہ جذبہ صداقت، زہد و تقویٰ، شان تقدس اور پارسائی و سادگی تھی جس نے قیصر و کسریٰ کے تختے الٹ دیئے اسلامی فتوحات کے مقابلہ کی تاب دنیا کی کوئی استبدادی و قہرمانی طاقت نہ لا سکی اور دشمن خائب و خاسر اور نامراد ہو کر رہ گئے اور دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسلام کا ڈنکا بج گیا۔

تھا اس جوش صداقت پہ تو اسلام کو ناز نہ کہ یہ تیرہ دروغی کہ جہاں میں ممتاز

عرب کے بدوؤں اور محمد کے غلاموں نے کفار کی شان و شوکت خاک میں ملادی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سراپا اطاعت کے جو مجسمے تیار کئے اور اپنے بعد جو اپنے نام لیوا چھوڑے انہوں نے کمال عبدیت کا وہ اکمل و اتم نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا جس کو دیکھکر ان کے فرشتے ہونے کا گمان ہوتا ہے انہوں نے دکھا دیا کہ بادشاہی و جہانبانی کے ساتھ فقیری اور درویشی کو کیونکر جمع کیا جا سکتا ہے وہ پیٹ پر پتھر باندھکر اپنے سے دو چند آدمیوں پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے صفایا کر دیتے تھے اور مغلوب و مفتوح اقوام کے دلوں تک کو مسخر کر لیتے تھے انہوں نے خدا کے دین کی حمایت اور اشاعت اس جوش و سرگرمی اور استقلال سے کی کہ مصائب کے پہاڑوں کو آسانی اور خندہ پیشانی سے اٹھا لیا اور دین حنیف کی اشاعت سے منہ نہ موڑا دین الٰہی کا حق اس طرح ادا کیا کہ توحید کی امانت کو سینوں میں لیکر دنیا کے کونہ کونہ میں اس جانبازی اور عزم و ثبات سے پھر گئے کہ نہ راستے میں پہاڑ حائل ہوئے اور نہ دریا مزاحم تشنۂ توحید سے ایسے سرشار اور قرآنی تعلیم کے اثر سے وہ کچھ ایسے مسحور تھے کہ پہاڑوں کو پرکاہ سمجھکر ڈرایا اور دریاؤں کو پایاب کیا نصر من اللہ و فتح قریب کے جھنڈے ہاتھوں میں لئے ہوئے اور انا فتحنا سے مدہوش جس جگہ پہنچے ظفریاب ہو کر لوٹے اور انسان تو انسان پتھروں تک سے توحید کی شہادت لے لی ؎

کچھ غلبۂ باطل نے اشاعت سے نہ روکا اندیشۂ قاتل نے اشاعت سے نہ روکا
زنجیر و سلاسل نے اشاعت سے نہ روکا افواج مقابل نے اشاعت سے نہ روکا

قائم رہے تبلیغ کے میدان میں ڈٹ کر
لوٹے بھی تو قوموں کے نوشتوں کو الٹکر

تکبیر کی آواز اٹھی دشت و جبل سے اور گونجی ایوان قیصر و کسریٰ کے محل سے
رونے لگے اصنام گلے مل کے ہبل سے وہ رعب تھا کفار کے بازو ہوئے شل سے

آتشکدہ خسرو جم ہو گئے ٹھنڈے
گرمی نہ رہی اہل عجم ہو گئے ٹھنڈے

منوا دیا توحید الٰہی کو جہاں سے وحدت کا سخن سنتے ہیں ہر اک کی زباں سے
عالم نے اک اقرار لیا ہو تو کہاں سے سیکھی ہو دیا نند نے توحید یہاں سے

تثلیث کا بھی اب تو فقط نام ہے باقی
نقشوں کی الٹ پھیر ہے اسلام ہے باقی

یہ سرکار دو عالم کی تعلیم و تربیت ہی کا اثر تھا کہ جانشینان محمد عربی نے گم شدگان راہ ہدایت اور ملبگاران حیات ابدیت کی صحیح رہنمائی فرمائی اور رہبری کا فخر حاصل کیا دنیا سے کفر و شرک کا استیصال باطل کا قلع قمع اور حق کا ظہور کیا خدائے واحد سے روٹھے اور بچھڑے ہوئے نافرمان بندوں کو ملایا گردن کشوں اور مغرور انسانوں کو خدا کے دروازے پر لا گرایا۔

دنیا کو حقیقی امن و امان کا پیغام دیا اور ہمدردی انسانی کا سبق پڑھایا ان کا ابر لطف و کرم بلا تمیز دوست و دشمن سب پر یکساں برسا کہ بغض و عناد کی آگ ٹھنڈی ہو گئی غریبوں کو سرفراز غلاموں کو آزاد اور آقاؤں کا ہمسر بنا دیا یتیموں بیواؤں بیکسوں اور لاچاروں کی امداد و دستگیری کو اپنا شیوہ اور مقصد حیات قرار دیا اپنی نصفت شعاری معدلت گستری اور سلوک و رواداری سے دوست و دشمن سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا یہی وجہ تھی کہ عزت و اقبال نے ان کے قدم چومے حکومت و دولت گلے کا ہار ہو گئی اور فتح و نصرت ہم رکاب رہی اس پر جہانبانی اور سیاست دانی کے وہ اصول و قوانین ایجاد کئے جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے اخلاق و مروت مودت و اخوت اور رواداری و مصالحت کا وہ شاندار کا میاب موثر اور اعلیٰ نمونہ چھوڑا کہ رہتی دنیا تک متفرق و منتشر اقوام کے لئے مشعل راہ بنا رہے گا بانئ اسلام فداہ ابی و امی کے مقدس ہاتھوں نے وہ رشتہ اخوت باندھ دیا تھا جس کو مخالفوں کی کوئی طاقت نہ توڑ سکی عرب جیسی بکھری ہوئی قوم شیر و شکر ہو گئی ذرے مل کر پہاڑ ہو گئے تمام افراد محبت و یگانگت سے مانند ایک جسم کے بن گئے اور ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا شاندار تمغہ خداوندی حاصل کر لیا ؎

کبھی ایک محفل میں سب اہل دیں تھے ۔۔۔ محبت کے گلشن کے سب خوشہ چیں تھے

انا نوں کی دنیا کے مسلم کہیں تھے ۔۔۔ نہ وہ اہل مغرب نہ وہ اہل چیں تھے

نہ جھگڑا تھا تن کا نہ چاہت تھی دھن کی

وہاں دال گلتی نہ تھی اہرمن کی

نہ بلبل نہ صیاد اہل چمن تھے ۔۔۔ نہ بلبل تھی نالاں نہ گل خندہ زن تھے

اخوت کا رشتہ تھا سب ہم وطن تھے ۔۔۔ سبھی ایک جاں تھے سبھی ایک تن تھے

جو دکھتا تھا کپڑا تو روتی تھیں آنکھیں

تڑپتی تھیں بے چین ہوتی تھیں آنکھیں

غرض صحابہ کرام نے اسوۂ نبوی کی روشنی میں آفتاب نبوت سے مستنیر ہو کر اپنے علم و عمل کی روشنی سے ظلمتکدۂ عالم کو بقعۂ نور بنا دیا اور معاشرت و تمدن کے تمام مراحل اس قدر سرعت کے ساتھ طے کئے کہ دنیا حیران رہ گئی وہ دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال اور زندگی کے ہر شعبہ میں باکمال تھے دارین کی کامیابی سرفرازی اور بلند اقبالی میں بےمثال تھے خلق محمدی کا مجسم نمونہ تھے اور ان کا وجود اسلام کی عملی تفسیر تھا وہ سچے اور صحیح معنوں میں مسلمان تھے اور ایسے باکمال مسلمان اور فرشتہ خصلت انسان تھے جن کے تقرب کی انتہا ملائکہ مقربین کو بھی معلوم نہ ہو سکی ان کی روحانی بےنیازی کے سامنے فرشتوں کی بے نیازی ماند پڑ گئی ان کے پاک اوصاف اور مقدس صحیفۂ زندگی کو دیکھکر دنیا خود بخود اسلام کی طرف کھنچی چلی آتی تھی مگر اب وہ مقدس وجود کہاں ؎

کہاں چل دئے وہ دلارے ہمارے ۔۔۔ نظر آ کے چھپتے نہیں وہ پیارے

تو یہ سحر کے تھے گویا ستارے ۔۔۔ جگانے کو نکلے جگا کر سدھارے

چمک کر زمانہ میں گم ہو گئے وہ

جگا کر زمانہ کو خود سو گئے وہ

عربوں پر اسلام کی برکتیں

اللہ اللہ اسلام کی بھی کیا شان ہے کہ ہمارا رسول افضل الرسل ہماری کتاب افضل الکتب اور ہمارا دین افضل الادیان ہے اسی طرح یہ امت بھی افضل الامم ہے اس کے ثبوت میں مذکورہ بالا واقعات پر نظر ڈالئے اسلام نے اپنی اعلیٰ تعلیم و تربیت سے ان میں کیا مذہبی علمی تمدنی اور معاشرتی انقلاب پیدا کر دیا تھا کہ عرب کے وحشیوں کی تمام زمانہ میں دھوم مچ گئی اسلام کی برکت اور بانی اسلام کی صحبت سے بام ارتقاء و معراج ترقی پر پہنچ گئے اور دنیا کے تمام کمالات اور جہاں کی تمام خوبیوں کے مالک بن گئے وہ اگرچہ سب قوموں سے زیادہ حقیر و ذلیل تھے مگر اللہ نے انھیں سب سے زیادہ معزز و ممتاز بنا دیا اسلام سے پہلے وہ بے آب و گیاہ صحرا کے مالک آوارہ گرد تھے اور ان کی زندگیاں اونٹ کے گوشت دودھ اور سوسمار کے گوشت پر بسر ہوتی تھیں مگر جب اسلام نے ان کو اپنے سایہ میں لیا تو فخر دو دو عالم خواجۂ دو جہان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کرۂ ارضی کی تمام نعمتوں سے لبریز خزانوں کی کنجیاں بخشدیں دنیا کا رزق ان کے ہاتھ سے بٹنے لگا اور وہ اقوام و ملل کے مالک بن گئے انھیں کا سکہ چار دانگ عالم میں رائج ہوتا ہے انھیں کے ہاتھوں میں کارگاہ عالم کا بست کشاد کا انتظام اور خزائن ارضی کی کنجیاں دیدی جاتی ہیں مگر لطف یہ کہ اس جہانبانی میں فقیری کی شان قائم رہتی ہے ؎

سیل کی طرح جو نکلے تھے بیابانوں سے ۔۔۔ آپ جو بن گئے گذرے جو خیابانوں سے

دہا جو ابنا سے دہی لطف تھا بیگانوں سے ۔۔۔ گردنیں دب گئیں اسلام کے احسانوں سے

اب جو آئی ہے پلٹ کے گلشن گیتی میں بہار ۔۔۔ رنگ لا لائی ہے ان کے ہی گلستانوں سے

اس کے پینے کے لئے چاہئے ظرف عالی ۔۔۔ یہ شراب آئی ہے توحید کے خمخانوں سے

ہم رہ سست عناں منزل سلمی کی خبر ۔۔۔ یہ جو نا گیوں نہیں نیر کے حدی خوانوں سے

پھر نہیں غلغلہ آفاق میں ہوتا ہے بلند ۔۔۔ شیر کی گونج پھر اٹھتی ہے نیستانوں سے

ہم نے دیکھا ہے ان آنکھوں سے اور طارق کو ۔۔۔ نعرہ خالد کا سنا ہے اور ان کانوں سے

بوئے تیغ آتی ہے پہلوئے فلسطیں سے ہنوز ۔۔۔ جوئے خون بہتے کو ہے قدس کے میدانوں سے

مصر بے تاب ہوا ہند ہوا آتش بجگر ۔۔۔ ہے یہ سب گرمی ہنگامہ مسلمانوں سے

یہ سب کچھ حضور کے فیضان تربیت کا اعجاز اور اسوۂ نبوی کا ظہور تھا کہ جو مفاسد و رذائل عرب کی طبیعت ثانیہ قرار پا چکے تھے ان کی جگہ محاسن و فضائل نے لیلی گویا حضور نے صرف چند سال میں اہل عرب کی فطرت تبدیل کر دی مورخین عالم کو اس حقیقت پر پورا پورا اتفاق ہے کہ حضور کے اس ایک کارنامہ کی مثال کسی نبی کسی رسول کسی رفیع کسی بڑے سے بڑے آدمی کی زندگی اور کارنامہ میں نہیں ملتی حضور کی تعلیم اور فیضان تربیت کا نتیجہ تھا کہ عرب کے بادیہ نشین ابر رحمت بنکر تمام دنیا پر چھا گئے غرض بادیہ نشینان عرب کی تمام تہذیب و عمرانیت ایک کملی والے شہنشاہ کے طفیل انھیں حاصل ہوئی تھی اور خلاق دو عالم نے ایک رسول کے ذریعہ ان کو اس بلند مقام پر پہنچایا۔

عربوں کی ترقی کا راز اور اسکے متعلق غیر مسلم حضرات کی رائے

حضور انور کی تعلیم میں دیگر خوبیوں اور خصوصیتوں کے علاوہ عقیدہ توحید ہی تھا جس کی وجہ سے عرب کچھ سے کچھ بن گئے یہ صرف ہماری ہی خوش فہمی اور دل بہلانا نہیں بلکہ اس پر انصاف پسند اور حقیقت بیں غیر مسلم حضرات بھی متفق ہیں چنانچہ مسٹر موتی لال صاحب ماتھرام لے فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں کے اندر جرأت و بےخوفی اور شجاعت و بسالت پیدا کر دی اور عزم و ارادہ میں پختگی اس قدر پیدا کر دی کہ پہاڑوں کی اپنی بلندی و مضبوطی ہیچ نظر آنے لگی اور سمندر رنوں کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کی جڑیں کھوکھلی ہو گئیں اور ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں اور خدا کے سوا ہر قسم کا خوف دلوں سے نکل گیا مخلوق اور اس کی مصنوعات کا ڈر بالکل جاتا رہا اور خدائے واحد کی ایسی عظمت پیدا ہوئی کہ دنیا کی تمام عظمتیں اور شوکتیں ہیچ نظر آنے لگیں جلال خداوندی کے جلوے ایسے نظر دیں بہانے کہ شاہان عالم کا جلال و جبروت بے وقعت ہو گیا۔ یہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا نتیجہ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا واحد مشن یہی تہا کہ ایک خدا کی حکومت اپنے پیروؤں کے دلوں میں قائم کر دیں اور باقی تمام باطل اور فانی حکومتوں کا نقش جلال و جبروت ان کے دلوں سے محو کر دیا چنانچہ آپ کو اس مقصد عظیم میں پوری پوری کامیابی ہوئی"

فاضل راڈویل کہتا ہے:۔

محمد عربی کی تعلیم و تلقین سے ایسے بدل گئے جیسے ان پر کسی نے جادو یا سحر کر دیا ہو وہ سلطنتوں کے قائم کرنے والے ملکوں کے فاتح شہروں کے بسانیوالے وہ علمی ذخیروں اور کتب خانوں والے ہو گئے ان کی قوت و عظمت اور سطوت و جبروت قسطنطنیہ، بغداد، قرطبہ، سسلی اور دہلی سے ایسی ظاہر ہوئی کہ عیسائی یورپ کو اپنی ہیبت و شوکت سے کپکپا دیا اور اس میں ایک تہلکہ ڈالدیا"

پروفیسر مارس صاحب لکھتے ہیں:۔

کوئی چیز عیسائیاں روم کو اس ضلالت و غوائیت کی خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی"

ڈاکٹر ایس سیتا رام صاحب ایم اے فرماتے ہیں:۔

دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے اسلام نے ایشیائی تہذیب کی روشنی کو اونچا کر رکھا یورپین زیادہ تر تعلیم حاصل کرنے کے لئے مسلمان استادوں کے پاس گئے سکھ مذہب جس کے بانی باوا نانک اور گورو گوبند سنگھ جی ہیں اور بنگال کا فرقہ سیتا رام بانا اسلام ہی کی بدولت ظاہر ہوا"

غرض آنحضرت کی ذات سے جو جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے احسان سے دنیا دبی ہوئی ہے اور ہمیں لوع انسان کو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکرگزار ہونا چاہیے۔

کیا اس کے مقابلہ میں کوئی ثبوت پیش کی جاسکتی ہے اور کیا اب بھی کسی کو یقین نہیں آسکتا کہ دنیا میں صرف کامیاب تر نبوت محمد الرسول اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کہی جاسکتی ہے۔

استبدال نعمت

آج حاملین شان اسلام کو وہ رفعت و سربلندی حاصل نہیں جو ان کے اسلاف کا امتیاز تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سے اسلاف کے خصائص ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے وہ شعائر اللہ کا احترام کرتے تھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ہر قول و فعل میں تمسک کرنا اور اسوۂ نبی کے اتباع میں مرمٹنا ان کا شعار تھا مگر ہم شعائر اللہ کا احترام کرنے کے بجائے ان کی ہجو مستی پر کمربستہ ہیں اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اعتصام کرنے کی جگہ نظر و استدلال اور اپنی عقل خام کے اتباع کو ذریعہ فلاح سمجھتے تھے مگر ہم خود بھی غلام بننے پر رضامند اور اپنی غلامانہ ذہنیتوں سے دوسروں کو بھی غلام ہی رکھنا چاہتے ہیں ان کا دل خوف غیر اللہ سے خالی تھا اور خدا کے سوا ان کی گردنیں کسی کے سامنے خم نہ ہوتی تھیں مگر ہمارے دلوں میں ستبدادی و قہرمانی قوتوں کا خوف گھسا ہوا ہے اور ساری پیشانیاں آستانہ حکومت پر جھکی ہوئی ہیں۔ آہ ہم سب کے سب غلامی کے اطواق و سلاسل میں جکڑے ہوئے ہیں اور اس سے رہائی کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اور الٹا جو لوگ آزادی کی قربانگاہ پر قربانیاں چڑھا رہے ہیں ان کا تمسخر اڑاتے ہیں اور آزادی کے پروانوں کو زک پہنچانے پر مستعد ہوتے ہیں غرض ہماری حالت یہ ہے کہ ہم احکام دین کی تعمیل میں مفقود اور غلامی کی زنجیر ہمارے زیب گلو تفریق و تشتت ہمارا شعار اور جمود و تعطل ہمارا وطیرہ بنا ہے اگر وہ سربلندی حاصل نہیں تو رونا کس کا ہے؎

جو بڑھے گا حوصلہ اس کا بڑھایا جائیگا   جو گرے گا اپنے رتبہ سے گرایا جائیگا

قرآن کریم نے تو آج سے تیرہ سو سال پہلے ہی انسانی اقوام و ملل کے ارتقاء و تنزل کے اسباب کھول کھول کر بیان کر دیئے تھے تنازع للبقا اور جہد للحیات کا ایک واضح پیغام سنا دیا تھا اور قوموں کی ترقی اور ان کے انحطاط کا یہ راز ذہن نشین کر دیا تھا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں فرماتا جب تک کہ افراد قوم خود اپنے آپ میں تبدیلی نہ کر لیں؎

خدا کی عادت رہی سدا لا یغیر ما بقوم
مگر بدلتی رہی ہیں قومیں عمل کی بادشاہی پاکر

تازیانہ عبرت و ندامت

ہائے افسوس ہماری حالت ایسی دگرگوں اور ابتر ہوئی کہ گمان تک نہیں ہوتا کہ ہم وہی ہیں جو پہلے تھے ہماری تباہ حالی کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ اب سوائے نسیاً منسیا ہو جانے کے تباہی کا کوئی مرحلہ باقی نہیں رہا گلشن اسلام پر خزاں آئی اور وہ ہرا بھرا چمن ویران ہو گیا؎

خزاں نے گلشن اسلام خوب لوٹا ہے   گلوں سے دامن فصل بہار چھوٹا ہے

مسلمانوں ذرا انصاف سے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر خدا لگتی کہنا کہ کیا تم وہی ہو جو پہلے تھے نہیں نہیں تم میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس سے تمہارے اسلاف سے تمہارا سلسلہ لگاؤ ثابت ہو ذرا آئینہ اسلاف میں اپنی صورت دیکھو کس قدر مسخ ہو گئی ہے؎

تم بنتے ہو عالم کے جو مخدوم غلط ہے   کہتے ہو کہ ہو امت مرحوم غلط ہے

سب دعویٰ ہستی معدوم غلط ہے ہستی تری اے نقطۂ موہوم غلط ہے

اسلاف کی عادت کوئی باقی ہو تو جانیں

جو ہر کوئی اخلاف میں دکھلاؤ تو مانیں

کیا تم ہو مسلمان نہ ہے عظمت نہ جلالت نے جاہ نہ ثروت ہے نہ حکمت نہ حکومت

یاروں کی حمایت نہ مروت نہ حمیت اک ساغر غفلت پہ بکی دین کی دولت

تھے باپ تمہارے کبھی جرار تو کیا ہے

قبضہ میں تمہارے رہی تلوار تو کیا ہے

اسلام کی مٹی ہوئی عظمت کا ماتم کرنے والو کبھی تم نے سوچا ہے کہ آخر یہ کیا بات تھی کہ تمہارے اسلاف دین و دنیا کی دولت سے مالا مال تھے وہ بھی مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں مگر وہ زندگی کے ہر شعبہ میں باکمال تھے اور ہم ہر معاملہ میں پست حال وہ بھی عامل بالقرآن تھے اور ہم بھی عمل بالقرآن کے مدعی ہیں اگر یہ صحیح ہے تو ؎

گلشن کو کرے گل نہ معطر تو غضب ہے پھل دے نہ اگر نخل ثمر ور تو غضب ہے

تاباں نہ ہو شب کو مہ انور تو غضب ہے سورج نہ کرے دن کو منور تو غضب ہے

آخر یہ تضاد کیوں ہے! کیا بات ہے سوچو غور کرو تمہاری زندگی اور ارتقا کا انحصار اسی معمہ کے حل میں مضمر ہے تو سنو بات حقیقت میں یہ ہے کہ وہ سچے مومن، پرجوش مسلم، اسلام کی عملی تفسیر، عاشق نبی، متبع رسول اور صحیح معنوں میں عامل بالقرآن تھے ؎

عمل قرآن پر جب تھا تو اک دنیا مسخر تھی ؛ مسلماں جب مسلماں تھے تو کشتہ ذوق عمل تھا

ایک آخری نکتہ

مسلمانوں کی ترقی اور تنظیم کا سرچشمہ روحانی اور مادی فلاح کا زینہ دنیوی و اخروی سعادت کا اصل الاصول، امت کی مذہبی سیاسی اور مجلسی اصلاح کا ذریعہ ہر ہر مرض کی دوا اور تمام کمزوریوں کا واحد علاج یہ ہے کہ امت کے اس بکھرے ہوئے گلے کو اسوۂ حسنہ نبوی کی روشنی میں لایا جائے پیغمبر اسلام صلعم کی زندگی سے روشناس کرایا جائے اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ اقبال تک پہنچایا جائے ؎

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم

حضرت مولانا ابوالکلام مدظلہ العالی اپنے ایک گرانقدر مضمون میں فرماتے ہیں:— پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لئے خوشی و مسرت کا زمانہ تھا تو صرف اس لئے کہ اسی مہینہ میں دنیا کے لئے دنیا کا سب سے بڑا انسان آیا …… جس نے مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی نعمت یعنی خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی عطا فرمائی تھی اور اس کو اس کی خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کی ایک پاک و محترم امانت ٹھیرایا پس ربیع الاول انسانی آزادی کی پیدائش کا مہینہ ہے خوف غیر اللہ کی ہلاکت کی یادگار ہے خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے اسی میں ظلم و فساد اور شر و ضلالت کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

پس اے غفلت شعاران امت! تمہاری غفلت پر صد فغاں و حسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ و بکا اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی غیرت و حقیقت سے بے خبر ہو اور صرف زبانوں کے ترانوں، در و دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں میں ہی اس کے مقصود یادگاری کو گم کر دو، صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

میلاد نامہ

حضرت خواجہ حسن نظامی کی وہ معرکۃ الآرا تصنیف ہے جس کے بارہ ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں ایک سو چھتیس صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی نہایت عمدہ، کاغذ سفید اس کتاب کے اندر دو حصے ہیں پہلا حصہ ۹۰ صفحہ کا ہے جس میں حسب ذیل بیانات ہیں:—

میلاد شریف کی فضیلت اور احتیاط صاحب میلاد کے بزرگوں کے احوال۔ ولادت آنحضرت یہ ایسا موثر ہے کہ تمام محفل میلاد میں ذوق شوق پیدا ہو جاتا ہے نثر بھی اور نظم بھی اس بیان میں ولادت سے لیکر جوانی تک کے حالات میں بچپن کی پوری کیفیت بھی ہے اور جوانی کی بھی یعنی پہلی شادی تک کا ذکر ہے اس کے بعد یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے اور دوسرا حصہ رسول ہستی شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیم کی بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں اور ذکر معراج ہے اور بنی ہاشم اور حضرت ابوطالب کی امداد کا حال ہے اور غریب مسلمانوں پر ستم حضرت حمزہ کا اسلام حضرت عمر کا مسلمان ہونا، مسلمانوں کا بائیکاٹ، مدینہ کی ہجرت جہاد کا پہلا سفید جھنڈا، بدر کی لڑائی یہودیوں سے لڑائی۔ احد کی لڑائی حضرت عائشہ پر تہمت۔ خندق کی لڑائی بنی قریظہ کا حملہ، فتح مکہ اور سفر مرنے کے حالات

قیمت بکر د بہ محصول ۵ کل ۱۲ (حمیدیہ پریس دہلی)

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو انتظار تھا نہایت آب و تاب کے ساتھ چھپکر تیار ہے اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جائیگی اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے فخر کے ساتھ بلا سکیں گی اور اعلیٰ التعلیم یافتہ مرد بڑے ذوق و شوق سے آمنہ کے لال کا مطالعہ کریں گی کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جا سکے نثر کے ساتھ ساتھ جہاں نظم ہے وہ بھی اس قدر موثر ہے کہ اہل دل تڑپ اٹھیں کیونکہ تمام اشعار علامہ محترم ہی کے ہیں

آمنہ کے لال میں علامہ راشد الخیری کا بہترین لٹریچر ہے

آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے آمنہ کے لال کی عبارت حد درجہ فصیح اور دلآویز ہے۔ آمنہ کے لال میں حالات پیدائش اس درجہ ولولہ انگیز ہیں کہ محفل پر بیخودی طاری ہو جاتی ہے

غرضکہ میلاد کی کتابوں میں سب سے بہتر اور موثر کتاب ہے

قیمت ایک روپیہ عہ محصول چھ آنے ۶ کل ایک روپیہ چھ آنے

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کریمؐ بحیثیت پیغمبر اعظم

(از جناب مولوی عبدالواحد خانصاحب رامپوری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تبلیغ شروع کی ہے اور پیغمبری کا منصب جلیل آپ کو عطا ہوا ہے اس وقت پوری دنیا ظلمت و تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اور ہر طرف زندقہ و الحاد اور کفر و شرک کی آندھیاں چل رہی تھیں انگلستان میں برٹن اور سیکسن وحشی قومیں آباد تھیں اس کے اضلاع میں دروڈی بت کی پرستش ہوتی تھی فرانس میں جنگ و غارت کا بازار گرم تھا اور دریائے الب کے کنارے سیکسن قیدی پوری بیرحمی کے ساتھ ذبح کئے جارہے تھے ہنگری وحوش کا مرکز بنا ہوا تھا یہی حالت جرمنی روس ہالینڈ وغیرہ کی تھی پاپائیت نے ایک شور قیامت برپا کر رکھا تھا علم کے وارث یہی بن بیٹھے تھے اور تمام اخلاقی ذخائر یہاں مرکوز ہوکر رہ گئے تھے ایران میں آتش پرستا والحاد کے بعد مزدکیہ کا دور دورہ چل رہا تھا جنہوں نے عورتوں تک کو مشترکہ مال بناکر اخلاقی پستیوں کو بری طرح نمایاں کردیا تھا ارض ہند کی حالت کچھ نہ پوچھئے غلاظت کی گنگا بہ رہی تھی بام مارگی فرقہ کی کمان چڑھی ہوئی تھی مناد میں زن و مرد کے برہنہ بت رکھے ہوئے تھے منادر کے درو دیوار پر ایسی فحش تصاویر منقوش و مرتسم تھیں کہ تہذیب ان کے تصور سے گھن کھاتی تھیں اعضائے انسانی تک کی پوجا ہوتی تھی پرانوں کا دور شروع ہوگیا تھا۔

چین میں بارش، امن، اولاد و ہر چیز کے جدا جدا بت تھے کانفیوشس مذہب پیدا بھی نہ ہوا تھا مصر میں عیسائیت تھی صابئیت اور بت پرستی سب کچھ تھی مگر سب خود کو بھولے ہوئے فواحش و زنا مکر و دغا چوری اور رہزنی اور فتنہ و فساد میں مشغول تھے۔ یہودیوں نے مدینہ کے قرب و جوار میں بڑے بڑے مستحکم قلعے بنا رکھے تھے دولت پاس تھی آزاد رہتے تھے جو کرتے وہ تھوڑا تھا قریش مکہ کے تو سر سے اوپر پانی گذر گیا تھا تمام عرب میں شبانہ روز قتل ہوتے رہتے تھے قبائل کی جنگوں کی غیر متناہی سلسلہ قائم تھا کسی ایک گوشہ میں بھی تو امن و امان کی خنکی موجود نہ تھی کعبہ اقدس میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے کسی کی جان لے لینا کسی کو لوٹ لینا کسی کی عورت کو پکڑ کر خراب کردینا ادنیٰ امور تھے رذائل و دنائت کی ایک بھیانک صورت تھی جو عرب پیش کررہا تھا۔

ریگزار چمن بن گئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس فضا اور ان حالات میں علم رسالت ایسی حالت میں لیکر نکلتے ہیں اور اس عزیمت و استقلال اس جوش و طمطراق اور اس شان و اہتمام سے نکلتے ہیں کہ مادہ گیتی لرزہ براندام ہوجاتی ہے اور آسمانوں اور زمینوں میں ہلچل پڑ جاتی ہے اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کے جبابرہ و فراعنہ کے حلقوں میں تہلکہ پڑجاتا ہے ایک طرف خسرو پرویز شہنشاہ اپنے پورے شکوہ حکمرانی کے ساتھ مصروف حکمرانی ہے اور عرب کے بڑے بڑے زرخیز و زرریز صوبے یمن بحرین اور عمان اس کے زیر نگیں ہیں دوسری طرف قیصر روما کی سطوت و جبروت اپنے عروج کی مراحل طے کررہی ہے مصر و حبش کے بھی تاجدار آخر بادشاہ ہیں اور خود اندرون ملک میں زبردست اور طاقتور قبائل کی چھاؤنیاں پڑی ہوئی ہیں لیکن مکہ کا ایک یتیم و غریب انسان صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چٹانوں کو دعوت شکست ان تمام پہاڑوں کو پیغام ہزیمت اور ان تمام ذخار سمندروں کو صلائے اطاعت دیتا ہوا اٹھتا ہے شیاطین و نمارده جہاں کی مقابلہ کرتا ہوا اور کفر و شرک کے لات و منات کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور ۲۳ سال کی قلیل مدت میں نہ صرف عرب بلکہ ایک دنیا کی کایا پلٹ کر رکھدیتا ہے۔

ویرانے گلزار کھنڈر آتی محل، ریگزار چمن اور خارستان گلستان بنجاتے ہیں۔ تہذیب و اخلاق کا مہر منیر ذرپوری تابانیوں کے ساتھ چمکتا ہے اور دنیا والوں کی شبستان عیش میں ایمان و ایقان کے برقی قمقمے روشن ہوجاتے ہیں اور میکدۂ عالم میں بادۂ توحید کے وہ دور چلتے ہیں کہ شجر و حجر اور آسمان و سیارے تک کیف و سرور میں ڈوب جاتے ہیں نہ وہ آسمان آسمان رہتا ہے اور نہ وہ زمین زمین قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں مٹتی ہیں فراعنہ و نمارده کے نام لیوا فنا ہوجاتے ہیں ارض ہند کی چھائی ہوئی تاریکی دور ہوتی ہے اور اس کی جگہ عباسی عظمت، امیہ جبروت فاطمی شکوہ اور مغلیہ اقتدار کے لئے بنائیں استوار ہوتی ہیں جہاں انسانی ہاتھوں کے تراشے ہوئے بت پوجے جارہے تھے وہاں خدائے وحدہ لاشریک کے آستانۂ عالیہ پر سجدے ہورہے ہیں جہاں ناقوس کی آوازوں کا شور برپا رہتا تھا وہاں اب اذانوں کی صدائیں ہنگامہ پیدا کئے ہوئے ہیں غرض یہ کہ ذرے جواہر ریزے لعل ہیں، مس کندن میں، حیوان انسانوں اور انسان خداپرستوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں اور ناممکن ممکن اور محال آسان بنجاتا ہے یہ کیا پیغمبر اسلام نے اور یہ تھا کارنامہ نبوی۔

تبلیغ کا آغاز

خدائے قدوس نے جبرئیل امین کے ذریعہ پہلا سبق یہ پڑھایا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم. اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان مالم يعلم اور اسی کوہ میں روح الامین نے وضو کرکے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور سکھائی تھی یہ سب سے پہلا سبق توحید تھا آپ نے گھر پہنچتے ہی تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا اور سب سے پہلے حضرت خدیجہ (بیوی) حضرت علی (چچیرے بھائی) حضرت ابوبکر صدیق (دوست) اور زید بن حارثہ (غلام) پہلے روز مسلمان ہوگئے حضرت ابوبکر بہت بڑے دولتمند تاجر تھے ان کی سعی و کوشش سے عثمان بن غنی، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ، سعد بن وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، عبدالاسد بن ہلال عثمان بن مظعون، عامر بن فہیرہ (ذکی)، ابوحذیفہ بن عتبہ، سائب بن عثمان، ارقم، بلال، عمرو بن عنبسہ اور خالد رضی اللہ عنہم چند ہی روز میں رسول کریم کے دست مبارک پر ایمان لے آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین برس تک چھپکے چھپکے تبلیغ کرتے رہے جب نماز کا وقت آتا سب مسلمان ایک پہاڑ کی گھاٹی میں جاکر نماز ادا کرلیتے۔

اس کے بعد حکم ربانی وانذر عشیرتك الاقربين اور فاصدع بما تؤمر کے مطابق آپ نے بنی ہاشم کی دعوت کرکے اسلام کی تبلیغ کی لیکن سب نے مذاق میں بات اڑادی ایک روز آپ نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہوکر فرمایا۔

دو یقین کرلو کہ موت تمہارے سر پر کھڑی ہے تمہیں خدا کے دربار میں اس کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں جیسے تم

دنیا کو دیکھ رہے ہو کسی نے اس پر بھی دھیان نہ دیا اب آپ کا یہ طریقہ ہو گیا کہ ہر مجلس ہر میلے اور ہر گلی کوچہ میں پہنچتے لوگوں کو سمجھاتے توحید کی خوبیاں بتوں پتھروں اور درختوں کی پرستش کی برائیاں واضح کرتے دختر کشی، زنا، قمار بازی، عہد شکنی کی مذمت سختی کے ساتھ کرتے اور فرماتے کہ چاند سورج درخت اور آسمان سب خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں سب اسی کے محتاج ہیں دعا کا قبول کرنا، بیمار کو صحت دینا اور مرادیں پوری کرنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس کی مرضی اور حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا فرشتے اور نبی بھی اس کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔

قریش کی مخالفت

قریش برافروختہ ہو گئے اور انہوں نے اسلام کا نام و نشان مٹا دینے کی ساعی شروع کر دیں اور غریب مسلمانوں پر مظالم وحشیانہ شروع کر دیئے اور وہ وہ اذیتیں پہنچائیں جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے حضرت بلال کی گردن میں رسیاں ڈال کر کھینچتے، گرم ریت پر لٹایا جاتا گرم گرم پتھر ان کے سینہ پر رکھ دیا جاتا بری طرح زدوکوب کی جاتی۔ دھوپ میں بٹھایا جاتا بلال ان سب صورتوں میں اَحَدٌ اَحَدٌ کا نعرہ لگاتے آخر حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ عمار اور ان کے والدین مسلمان ہو گئے ابو جہل نے انھیں سخت عذاب پہنچائے اس کمبخت نے ان کی والدہ سمیہ کے اندام نہانی میں نیزہ مار کر ہلاک کر دیا آپ نے یہ عذاب دیکھے تو فرمایا صبر کرو تمہارا انعام جنت ہے۔

خباب بن ارت کو بارہا انگاروں پر لٹایا گیا اور گردن مروڑی گئی۔ لبینہ، زنیرہ نہدیہ اور ام عبیس بیچاری لونڈیاں تھیں اسلام کے سنگدل آقاؤں کو ایسی ہی وحشیانہ سزائیں دیا کرتے تھے لونڈی غلاموں ہی پر کچھ موقوف نہیں وہ اپنے عزیزوں اور فرزندوں کے ساتھ بھی ایسے ہی سنگدلانہ برتاؤ کرتے۔

عثمان بن عفان کا چچا انھیں کھجور کے کلف میں باندھ کر لپیٹ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا مصعب بن عمیر کو ان کی والدہ نے گھر سے نکال دیا بعض صحابہ کو قریش اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے اور اور بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے جلتے پتھروں میں گرا دیا کرتے تھے لیکن ان کے ایمان اتنے پختہ تھے کہ اس تعذیب سے بھی ان کے ایمانوں میں کوئی تزلزل پیدا نہ ہوتا تھا۔

رسول کریم کے ساتھ بدسلوکیاں

رسول کریم کو ستانے اور تکلیف دینے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے گندگی ڈالی جاتی دھول اڑائی جاتی ایک دفعہ عقبہ نے چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا حضرت ابوبکرؓ نے چھڑایا تو چند شریروں نے انھیں بھی زدوکوب کیا ایک دفعہ اور خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے سجدہ میں ہو گئے تو ابوجہل کے اشارہ سے غلاظت بھری اوجھڑی آپ کی گردن پر رکھدی اور دور کھڑے قہقہے مارتے رہے۔

ابولہب کی صدارت میں آپ کو ہر طرح ستانے کے لئے سرداروں کی ایک کمیٹی بنی جب مصائب کا کوئی ٹھکانا نہ رہا تو سوا سو مسلمان زن و مرد کا ایک قافلہ حبش کو ہجرت کر گیا کافر وہاں بھی پہنچے شاہ حبش سورہ مریم سنکر آبدیدہ ہو گیا تھا اس نے ان کفار کو دربار سے نکلوا دیا مجبور ہو کر کفار کے صلاح و مشورہ پر مکہ مشہور سردار

آپ کے پاس آیا اور بولا میرے بھتیجے محمد! اگر دولت کی خواہش ہو تو ہم زر و جواہر کا انبار تیرے قدموں پر لگائے دیتے ہیں عزت کی طلب ہے تو ہم تجھے اپنا رئیس مانے لیتے ہیں حکومت چاہتے ہو تو عرب کا تاج حاضر ہے اور خلل دماغ ہے تو ہم علاج کرائے دیتے ہیں۔

رسول کریم نے فرمایا مجھے کسی چیز کی بھی خواہش نہیں میری حقیقت تمھیں قرآن کی ان آیتوں سے معلوم ہو گی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت ایاتہ قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا و نذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون و قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ الخ یعنی یہ فرمان خدا کے حضور سے آیا ہے وہ بڑا رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے یہ برابر پڑھی جانے والی کتاب ہے عربی زبان میں ہے سمجھدار لوگوں کے لئے اس میں سب باتیں کھلی کھلی درج ہیں جو لوگ خدا کا حکم مانتے ہیں ان کے واسطے اس فرمان میں بشارت ہے اور جو انکار کرتے ہیں ان کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہے تاہم بہت سے لوگوں نے اس فرمان سے منہ موڑ لیا ہے اور وہ اسے سنتے ہی نہیں ... اور کہتے ہیں کہ اس کا ہمارے دل پر کوئی اثر نہیں اور ہمارے کان اس کے شنوا نہیں اور ہم میں اور تم میں ایک طرح کا پردہ پڑا ہوا ہے تم اپنی تدبیر کرو اور ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں اے نبی لوگوں سے کہدیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے اور خدا کے فرشتے نے یہ بتلا دیا ہے کہ سب لوگوں کا مقصود صرف ایک ہے عتبہ یہ کلام سنکر انگشت بدندان رہ گیا اور جا کر اپنی حیرت کا اظہار کیا۔

جب ادھر سے بھی ناکامی ہوئی تو سب اکٹھے ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے کہا اب ہم اپنے بتوں کی توہین گوارا نہیں کر سکتے اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ ورنہ ہم اسے مار ڈالیں گے انہوں نے بھی سمجھایا آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھدیں تب بھی اپنے کام سے نہ ہٹوں گا خواہ جان جائے یا رہے۔

ایک روز ابوجہل نے کوہ صفا پر پتھر کھینچ مارا جس سے سر مبارک سے خون بہنے لگا حضرت حمزہ کو غصہ آگیا اور انہوں نے اس کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ وہ مجروح ہو گیا واپس آکر کہنے لگے بھتیجے تم یہ سنکر خوش ہو گے کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا نبوت کی شان ملاحظہ ہو فرماتے ہیں چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوتا خوشی میری جب ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ تب مسلمان ہو گئے۔

فداکاران اسلام کی والہانہ فدائیت

حضرت عمر بڑے دلیر اور بہادر اور اسلام کے دشمن تھے اپنی لونڈی لبینہ کو اسلام لانے پر بے تحاشا مارتے تھے تھک جاتے تو دم لیکر پھر مارتے ایک روز رسول کریم کو شہید کرنے چلے راستہ میں نعیم بن عبد اللہ نے کہا گھر کی تو پہلے خبر لو بہن بہنوئی مسلمان ہو گئے تو بہن بہنوئی قرآن پڑھ رہے تھے پہلے تو چپ ہو گئے لیکن جب اتنی مار پڑی کہ لہولہان ہو گئے تو بہن بولیں کہ بھائی اب یہ نشہ تو نہیں اتر سکتا حضرت عمر کے دل پر کچھ اثر ہوا آخر بہن فرمانے لگے اچھا مجھے تو سناؤ کیا پڑھ رہی تھیں انہوں نے سنایا سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔ جب اس آیت پر پہنچیں آمنوا باللہ و رسولہ تو بے اختیار کلمہ شہادت زبان سے نکلا اور دربار نبوت میں پہنچکر اسلام قبول کر لیا اب تک نماز خفیہ پڑھی جاتی تھی لیکن عمرؓ کے

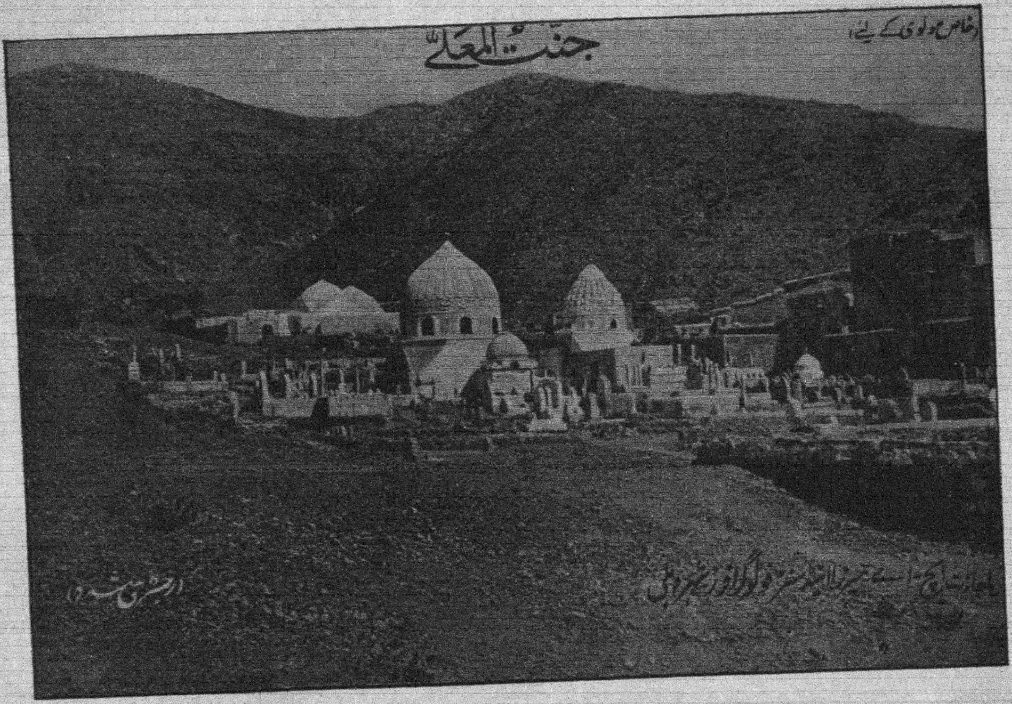
جنت المعلیٰ
(خاص مولوی کے لیے)
(رجسٹری شدہ)

جبل عرفات

رسول کریم بحیثیت مؤسس شریعت و تمدن

(از [illegible] حضرت مولانا شریف [illegible] صاحب مراد آبادی)

اسلام سنہ ۵ھ تک ایک طوفانی اور انقلابی دور سے گذرتا رہا تعذیب مؤمنین دستور ستمہائے مخالفین اندفاع ہنگامہ مساعی تبلیغ اسلام اور دارو گیر غرض وہ چیزیں تھیں جن میں حضرت سرور کائنات کی تمام توجہات معروف تھیں مکہ اور مکی زندگی جب تک [illegible] اس لئے کہ یہاں سکون کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہی مشکل تھا مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودی شورش انگیزیوں منافقین کی ریشہ دوانیوں اور قریش کی ہنگامہ خیزیوں اور ان کی پے بہ پے یلغاروں سے واسطہ پڑا ایسی تبلیغ ہی امن کے ساتھ نہ ہو سکتی تھی پھر شریعت کی تکمیل کا انتظام کیونکر ممکن تھا صدیوں کی جڑ پکڑی ہوئی عادتیں اور سہل پسند طبیعتیں کیا [illegible] پابندی کی خوگر بھی نہ بنائی جا سکتی تھیں علی الخصوص اس صورت میں کہ سکون نصیب ہو اور نہ اطمینان سے کھانے پینے کا سامان ہر شخص کے مذاق فطرت انسانی فطرت سے خوب واقف تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھتے تھے کہ پہلے زمین کی تیاری ضروری ہے [illegible] ہوتی ہے کہ زمین میں [illegible] پیدا کر دی جائے۔

احکام و اوامر کی نوعیت

ابھی تک [illegible] کے متعلق احکام و اوامر [illegible] نازل نہ ہو سکے تھے اسلام اس وقت تک حکمران طاقت بننے کی موقعہ نہیں ملا تھا [illegible] خالص مذہبی [illegible] احکام ان کی یہ حالت تھی کہ جیسے جیسے حالات مساعد و مقتضی ہوتے گئے [illegible] نازل ہوتا [illegible] ان کی تکمیل کا سامان کیا جاتا رہا اسلام محض مذہبی نکتے بتانے اور [illegible] اخلاقی [illegible] پیش کرنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ وہ عربوں کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر رہا تھا اور اس کا حقیقی مقصد یہ تھا کہ حیات مسلم تفسیر اسلام بن جائے اور جب حکم نازل کیا جائے مسلمان ان کے پابند ہی نہ ہوں اس لئے یہ احکام بتدریج نازل ہوتے اور تکمیل کو پہنچتے اور آہستہ آہستہ مکمل ہوتے رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حکمت کو نہایت برجستگی اور خوبی سے واضح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ سب سے پہلے ثواب و عذاب کی آیات نازل ہوئیں جب دلوں میں استعداد اور رقت پیدا ہو گئی تو احکام و اوامر کا نزول ہوا اگر پہلے ہی روز یہ حکم ہوتا کہ شراب نہ پیو تو کون اسے مانتا۔ جوں جوں مسلمانوں کی [illegible] مرتفع ہوتے گئے [illegible] بڑھتا گیا [illegible] ہوتی گئیں احکام تکمیل کو پہنچے اور شریعت مکمل ہو گئی۔

مکہ معظمہ کے قیام تک روزہ فرض ہی نہ تھا اس کی فرضیت کے احکام مدینہ منورہ میں نازل ہوئے زکوٰۃ اسلام کا کتنا اہم اور اساسی فریضہ ہے لیکن چونکہ رات دن کی جنگوں میں مالی حالت ترقی پذیر نہ ہو سکتی تھی اس لئے اس کی فرضیت سات آٹھ سال بعد ہوئی اسی طرح صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد تک مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں [illegible] رکھنے کی اجازت نہ تھی اس لئے حج فرض نہ کیا جا سکتا تھا اور فتح مکہ تک کیا گیا نماز ایک ابدی فریضہ قدسی ہے جس کی روزانہ ادائیگی ضروری ہے اور اسلام کے وجود کے ساتھ یہ فرض بھی رونما ہوا مگر اس کی تکمیل بتدریج ہجرت کے چھ سات سال بعد ہوئی۔ فتح مکہ کے بعد جب [illegible] مشرکین کی قوت ٹوٹ گئی [illegible] امن و امان اور اقتدار نصیب ہوا تو مذہبی احکام کی تفصیل اور تمام شریعت کی تکمیل کا موقع آیا اس وقت تک بھی یہ عالم تھا کہ بعض [illegible] احکام ایسے تھے جو ابھی سرے سے شروع ہی نہیں ہوئے تھے مثلاً حرمت ربوٰا حج زکوٰۃ وغیرہ کہ ان کے ابتدائی ارکان قائم ہو گئے تھے لیکن تکمیل کی موقع ہنوز نہ آیا تھا۔

رسول کریم اور تعلیم عقائد

رسول کریم پر سب سے پہلی وحی اقرأ باسم ربک الذی خلق اس میں توحید کے [illegible] نسبت کے ساتھ [illegible] عقیدے کی تعلیم تھی دوسری وحی یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطهر والرجز فاهجر [illegible] اے چادر اوڑھنے والے اٹھ۔ لوگوں کو ڈرا۔ اپنے پروردگار کی بڑائی کر۔ اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور بتوں کو چھوڑ دے۔

اس میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ خدا ہے [illegible] بہت بڑی ہستی ہے تمہیں [illegible] کو چھوڑ کر اسی کی یاد [illegible] چاہئے اور اس کے خوف سے ڈرنا چاہئے اور عبادت کے لئے ضروری ہے کہ انسان پاک و صاف رہے اس کے بعد جو آیات نازل ہوتی رہیں ان میں خدا کے جلال کی عظمت [illegible] جنت و دوزخ کا مؤثر بیان رسالت کی [illegible] قیامت کا خوفناک بیان اور شرک و بت پرستی کی مذمت کا ذکر تھا مکہ معظمہ کی سیزدہ سالہ حیات نبوت میں بیشتر و اکثر یہی مطالب ادا ہوتے رہے تاکہ لوگوں کے قلوب میں خشیت رقت اور دماغوں میں خدا کی عظمت و جلال کا تصور پیدا ہو یہ تمام چیزیں محض عقائد سے متعلق تھیں [illegible] عبارت میں توحید، رسالت ملائکہ قیامت جنت دوزخ اور حشر و نشر وغیرہ پر ایمان لانے سے ان کی تصریح [illegible] آیات سے کی جاتی تھی مدینہ منورہ میں سورہ بقرہ [illegible] نازل ہوئیں ان میں توحید قیامت کے اعتقاد اور رسول [illegible] موافقت پر [illegible] زور صرف ہوا اور [illegible] میں ایک قسم کا تسلسل بھی پیدا کر دیا گیا سورہ بقرہ کی اولین آیت یہ ہے الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰہم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ہم یوقنون "جو لوگ بن دیکھے ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور جو رزق انہیں ملا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو اے رسول تم پر اور تم سے پہلے پیغمبروں پر اللہ نے نازل کی تھیں اور انہیں آخرت پر بھی یقین ہے۔"

اسی سورہ میں ایک اور جگہ اسی انداز میں یہی اصول بار دگر دہرایا گیا ہے لکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملائکۃ والکتب والنبیین لیکن نیکی یہ ہے کہ خدا [illegible] روز قیامت فرشتوں پر کتاب پر

اور نہیں پر ایمان لائے۔

سورہ نساء میں ایک آیت ہے جس میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو کن عقائد کا حامل ہونا چاہیے:۔ یاایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ والکتب الذی نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل، ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضللاً بعیدا۔ ”اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو ایمان لاؤ خدا پر اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس کے پہلے اتاری اور جو شخص خدا کا اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اس کے پیغمبروں کا اور روز آخرت کا انکار کرے گا وہ سخت گمراہ ہو گا“ اصول اسلام کا آخری اعلان یہ ہے کہ اسلام کی بنا پانچ باتوں پر ہے اور اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں تو اس کا پیغمبر ہے نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کلیہ کی تکمیل کے بعد اسلام کے دیگر جزئیات کی بھی تعلیم دی گئی رسول کریم نے فرمایا ایمان کی کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں جن میں ایک شاخ حیا ہے، ایک دفعہ فرمایا کہ بہترین اسلام یہ ہے کہ مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہے ایک اور صاحب کے جواب میں ارشاد فرمایا بہترین اسلام یہ ہے کہ محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور کسی سے جان پہچان ہو یا نہ ہو اسے سلام کرو“ یہ بھی فرمایا کہ اس وقت تک تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم اپنے بھائیوں کے لئے بھی وہی پسند نہ کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

اسی طرح تمام اصول و فروع کی تعلیم آہستہ آہستہ تکمیل کو پہنچ گئی اور آخر ۱۰ھ میں بارگاہ صمدیت سے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آج ہم نے تمہارا مذہب کمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

وضو و نماز

اسلام میں عقائد کے بعد سب سے اہم فرض نماز ہے وضو پر عمل تو پہلے سے تھا لیکن اس کی فرضیت ہجرت کے چار پانچ سال کے بعد ہوئی پہلے لوگ عادی بن وضو کیا کرتے تھے آخر مدینہ میں یہ آیت نازل ہوئی یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین مسلمانو جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لو سر پر مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لو یہ آیت ۵ھ میں نازل ہوئی ابتدا میں وضو ٹوٹے یا نہ ٹوٹے ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرنا لازمی تھا لیکن آخر الامر ہر وقت وضو کرنا ضروری نہ رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام میں کوئی پابندی ایسی نہ رہے جو لوگوں پر گراں گذرے فتح مکہ کے وقت آپ نے اس کا اعلان بھی کر دیا۔ (صحیح مسلم)

نماز حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر فائز ہونے کے ساتھ ہی فرض ہو گئی تھی البتہ اس کی یہ صورت اس وقت ابتدا میں قائم نہ ہوئی تھی جو اب ہے۔ وربک فکبر یعنی اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر اس سے مقصد نماز ہی تھا تین برس تک دعوت اسلام مخفی رہی تھی کفار کے خوف سے علانیہ نماز پڑھنا ممکن ہی نہ تھا اس لئے صرف رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم تھا چنانچہ سورہ مزمل شریف میں جو ابتدائی سورتوں میں ہے یہ حکم موجود ہے

یاایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القران ترتیلا انا سنلقی علیک قولا ثقیلا ان ناشئۃ الیل ھی اشد وطا واقوم قیلا ان لک فی النھار سبحا طویلا واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا۔

اے کملی اوڑھ کر سونے والے رات کو تھوڑی دیر کے سوا ساری رات اٹھ کے نماز پڑھا کر آدھی رات تک یا اس سے بھی کچھ کم یا اس سے بھی کچھ بڑھا دے اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ ہم عنقریب تجھ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں رات کو اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت دعا کے لئے مناسب بھی زیادہ ہے دن کو تجھے زیادہ شغل بھی رہتا ہے اپنے پروردگار کا نام لے سب سے ٹوٹ کر اسی کا ہو رہ۔

عبادات کی ابتدائی صورت

کچھ عرصہ گذر جانے پر صبح و شام کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن الیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا صبح و شام خدا کا نام لیا کر اور رات کے وقت دیر تک اسے سجدہ کیا کر اور اس کی تسبیح بیان کر، رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا یہ حکم صرف ایک برس تک قائم رہا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ کا اور اکثر صحابہ کا اس پر ایک سال برابر عمل رہا نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے ایک برس گذرنے پر اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اب یہ حکم ہوا ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معک واللہ یقدر الیل والنھار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرءوا ما تیسر من القران علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ فاقرءوا ما تیسر منہ تیرا پروردگار جانتا ہے کہ دو تہائی رات سے کم اور آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتا ہے اور کچھ اور لوگ تیرے ساتھ خود ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے تم پر اس نے مہربانی کی اب جتنا ہو سکے اتنا ہی قرآن نماز میں پڑھو اس نے جان لیا کہ تم میں بیمار بھی ہوں گے مسافر بھی ہوں گے جو خدا کی روزی ڈھونڈنے کو سفر کریں گے اور لوگ خدا کی راہ میں سفر جہاد کریں گے بس اب جتنا ہو سکے اتنا ہی پڑھو۔

رات کی اس نفل نماز کا نام تہجد ہے نماز نفل کے تہجد ہو جانے کے بعد فجر مغرب اور عشا تین وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفا من الیل دن کے دونوں انتہائی کناروں (یعنی فجر و مغرب) اور تھوڑی رات گذرے بعد نماز پڑھا کر و نبوت کے پانچویں سال میں معراج کے اندر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق الیل وقران الفجر ان قران الفجر کان مشھودا ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک نماز کے اوقات زوال آفتاب سے لیکر ظلمت شب تک ہیں (ظہر عصر مغرب عشا) اور صبح کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور رات میں تہجد پڑھو یہ تیرے لئے مزید ہے“

یہ سب کچھ تھا احکام برابر نازل ہو رہے تھے مگر ابھی تک نماز کی رکعتیں دو ہی

تھیں مدینہ منورہ پہنچ کر جب اطمینان نصیب ہوا تو اس فرض نے بھی وسعت حاصل کی اور دو کے بجائے چار رکعتیں فرض قرار پائیں۔ لیکن ابھی تک مسلمانوں کو پورا سکون حاصل نہ تھا ارکان کی فرضیت تدریجی منازل طے کر رہی تھی خضوع و خشوع کی تاکید بھی ابھی نہ ہوئی تھی نماز میں آنکھ اٹھا کر لوگ آسمان کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے آخر رسول کریم نے اس کی ممانعت کر دی۔ عرصہ تک یہ صورت رہی کہ کوئی سلام کرتا تو نماز ہی میں جواب دیدیتے پاس کے آدمی نماز پڑھتے ہی ہوئے باہم بات چیت کر لیتے کسی کو کوئی کام یاد آ جاتا تو کہدیتا ۲ھ میں مہاجرین حبش واپس آئے اور سلام کیا تو جواب نہ ملا سب نماز میں مشغول تھے آپ نے انفراغ نماز کے بعد فرمایا کہ خدا نے نماز میں بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی ہے اس وقت یہ بات منسوخ ہوئی اور نماز پورے سکون و خاموشی کے ساتھ پڑھی جانے لگی۔ حضرت معاویہؓ نے بھی ایک دفعہ نماز میں کسی کو چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہدیا تھا تو آپ نے بعد کو ان سے فرمایا کہ نماز تسبیح و تکبیر اور قرأت کا نام ہے اس میں بات چیت جائز نہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

نماز کے متعلق آخری احکام

تشہد کا طریقہ بھی یہ نہ تھا مختلف اشخاص کے نام لیکر السلام علی فلاں کہا کرتے تھے بالآخر التحیات کے خاص الفاظ سکھا گئے جو آجتک جاری ہیں۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشہد) خود رسول کریم چھوٹے بچوں کو نماز میں دوش پر بٹھا لیتے تھے سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور پھر بٹھا لیتے حضرت عائشہ دروازہ کھٹکھٹاتیں تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ہی جا کر کنڈی کھول دیتے (ابوداؤد باب العمل فی الصلوٰۃ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ کو کندھے پر چڑھائے مسجد میں آئے اور نماز ادا کی۔

آخر جب تکمیل احکام ہوگئی تو نماز تمام تر خضوع و خشوع اور پیکر محویت استغراق بن گئی یہ آیت نازل ہوئی قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون فلاح پائے :اے مسلمان وہ مسلمان جو خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اس سے بات چیت اور ادھر ادھر دیکھنا اور سکون و اطمینان کے ساتھ ارکان نماز ادا کرنا فرض ہوگیا۔ انتہا یہ تھی کہ ایک شخص نے نماز ٹھہر ٹھہر کر نہیں پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ پھر پڑھو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا آخر آپ نے بتایا اور سمجھایا کہ قیام رکوع اور سجدہ سکون و اطمینان کے ساتھ ادا کرو۔

نماز جمعہ ہو رہی تھی شام سے تجارت کا قافلہ آیا دس بارہ اشخاص کے سوا تمام آدمی اٹھکر قافلہ کی طرف دوڑ پڑے تو یہ آیت نازل ہوئی واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما قل ما عند اللہ خیر من اللھو ومن التجارۃ اور جب لوگ تجارت یا کھیل تماشہ دیکھ پاتے ہیں تو ٹوٹ کر اس پر گرتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ دیتے ہیں کہدے کہ جو کچھ خدا کے یہاں ہے وہ تجارت اور کھیل تماشہ سے بہتر ہے (صحیح بخاری)

یا تو یہ حالت تھی یا خشوع کا حکم آنے پر محویت و خضوع کا یہ عالم ہوگیا کہ حضرت عمر فاروقؓ نماز میں مجروح تڑپتے ہیں یہ دلدوز منظر سامنے ہے لیکن ایک شخص بھی مڑ کر نہیں دیکھتا اس لئے کہ محویت و لذت انھیں کسی طرف متوجہ ہی نہیں ہونے دیتی ایک انصاری کے عین حالت نماز میں تیر کے زخم تین دفعہ لگتے ہیں لیکن نیت نہیں توڑتے ایک استغراق کا عالم طاری رہتا ہے حضرت علی کی بھی یہی محویت تھی کہ عین حالت نماز میں پہلو میں اترا ہوا تیر کھینچ لیا گیا اور خبر نہ ہوئی یہ سب تربیت و تعلیم پیغمبری کا ثمرہ تھا جب یہ حالت ہوگئی کہ نماز کے سامنے تمام دنیا کے خزانوں کی بھی کوئی وقعت نہیں رہی تو خدائے قدوس نے ان نمازیوں کی تحسین میں یہ فرمایا رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے نہایت خوبی اور دقیقہ رسی کے ساتھ قدم اٹھایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالات بمقتضیات وقت اور انسان کے نفسانی ارتقا کو منزل بمنزل برابر محسوس کرتے اور ذہنی ترقی کے ساتھ مسلمانوں کو آگے بڑھاتے رہے آپ کے پیش نظر محض تعلیم انسانی نہ تھی بلکہ عملی نوع انسان کی تربیت اور انھیں اپنی تعلیم کا عملی پیکر بنانا تھا اور جتنا سبق پڑھایا اور جو تعلیم دی پہلے فرزندان تعلیم کو اس کا خوگر بنایا اس کے بعد دوسرا سبق دیا اور جب اس پر عمل شروع ہوگیا تو تیسرا سبق دیا اس طریقہ تعلیم و تربیت میں دنیا کا کوئی بھی نوع کوئی مصلح اور کوئی معلم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا غلامی، اصلاح نسواں نکاح و طلاق حلال و حرام ماکولات و مشروبات اور سیاست و تمدن ہر شعبہ میں مسلمانوں کو اسی طرح مکمل کیا۔

فرضیت صوم

خدائے قدوس فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر خدا تعالیٰ تمہارے حق میں آسانیاں چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا یہ ایک مقدم اصول ہے جو تمام احکام اسلام میں مصروف کار فرمائی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے لا صرورۃ فی الاسلام اسلام میں جوگی پن نہیں ہے نیز آپ نے لا رھبانیۃ فی الاسلام یعنی اسلام میں ترک دنیا کوئی چیز نہیں ہے بھی فرمایا ہے

عرب میں یہود اور قریش عاشورے کے روز صرف ایک روزہ رکھتے تھے اسلام میں ابھی کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا آپ نے بھی اسی روزہ رکھنے کا حکم دیا یہود کی نظیر مدینہ منورہ میں سامنے تھی ان کے روزہ کی یہ کیفیت تھی کہ عشا کے بعد کھانا پینا حرام سمجھتے تھے اور عورت سے ہمبستر بھی نہ ہوتے تھے ابتدا میں اسلام میں بھی یہی طریق جاری ہوا اہل عرب روزہ کے خوگر و عادی بہت کم تھے اول اول ان پر روزہ بہت شاق گزرا یہی وجہ ہے کہ اسلام میں روزہ کے متعلق بھی احکام تدریجاً نازل ہوئے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سال میں صرف تین روزے رکھنے کا حکم دیا پھر جب روزہ فرض فرمایا گیا تو اختیاری امر رہا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور نہ چاہے تو اس کے عوض میں ایک غریب کو کھانا کھلا دے کچھ مدت کے بعد لوگوں کے عادی ہو جانے پر فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ جو رمضان کا مہینہ پائے وہ ضرور روزہ رکھے اب تو یہ لازمی فرض بن گیا فدیہ کی اجازت بھی صرف بیماروں اور مسافروں کے لئے رہی۔

اسلام کی آسانیاں

دیگر اقوام میں روزہ کا مطلب صرف اتنا سمجھا جاتا تھا کہ خود کو تکلیف میں مبتلا کر کے ثواب حاصل کیا جائے اسی لئے وہ گوناگوں تکالیف اٹھاتے اور جو لوگ زیادہ صابر ہوتے وہ اور زیادہ سختی برداشت کرتے اس وقت کی قوموں نے رہبانیت کو

کو بڑی چیز سمجھ رکھا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے روکتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سفر میں تھے دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے معلوم ہوا کہ شدت گرمی میں اس نے روزہ رکھا ہے آپ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا کچھ ثواب کی بات نہیں ہے۔ آپ نے مسلسل روزہ رکھنے یا تیسرے دن تواتر سے روزہ رکھنے سے بھی منع فرمایا ہے راتوں کو صبح صادق تک کھانے پینے اور تمام اشغال کی اجازت دی اور کھانے کی فضیلت بیان کی اور یہ بھی فرمایا کہ سحری بلکہ تاخیر سے کھاؤ جب تک وقت باقی رہے آیت نازل ہوئی احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر روزہ کی راتوں میں تمہارے لئے عورتوں سے تعلق رکھنا حلال کر دیا گیا ہے جب تک صبح کی سپیدی رات کی سیاہی سے الگ نہ ہو جائے تم کھاتے پیتے رہو۔ اس سے بڑی آسانی ہو گئی اور سختی کم ہو گئی۔ روزہ کا مقصد صرف معاصی سے نفس کو روکنا تھا اور روزہ سے اس میں مدد ملتی ہے اسی لئے رسول کریم نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ جو شخص روزہ میں جھوٹ و فریب نہیں چھوڑتا خدا کو اس کی فاقہ کشی کی کوئی حاجت نہیں۔ روزہ سنہ ۲ھ میں فرض ہوا۔

زکوٰۃ کے تدریجی احکام

زکوٰۃ سنہ [illegible] میں جاکر فرض ہوئی اس لئے کہ مسلمانوں کی مالی حالت اچھی نہ تھی البتہ خیرات کی تاکید ابتدا ہی سے ہونی شروع ہو گئی تھی ابتدائے ہجرت میں مسلمانوں پر فقر و افلاس کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی حدیثوں میں صحابہ کی جس تنگدستی و عسرت کے حالات ملتے ہیں اور جو بکثرت ملتے ہیں وہ اسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں زمانہ یہ تھا کہ بعض وقت کے مسلسل فاقے ہوتے تھے اور پیٹ پر پتھر باندھے رہتے تھے اس لئے حالات کے اقتضا کے مطابق حکم ہوا کہ جس شخص کے پاس ضروریات کے مصارف سے جو کچھ بچے سب خیرات کر دینا چاہیے ورنہ عذاب ہوگا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خیرات نہیں کرتے پھر آیت نازل ہوئی یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو یعنی لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خیرات کریں کہہ دے کہ جو کچھ مصارف ضروری سے بچ رہے سب خیرات کر دو پھر حکم ہوا یا ایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض یعنی مسلمانو اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کی اچھا حصہ خیرات کرو اس سے یہ جتانا مقصود تھا کہ عمدہ مال محفوظ رکھنا اور ردی اور نکمی چیزیں خیرات کر دینا کوئی ثواب اور برکت کا باعث نہیں وہ اچھی چیز دو مزید تاکید و تہدید کے لئے کہ لوگ غافل نہ رہیں اور غربا بھوکے نہ مریں حکم ہوا لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تمہیں اس وقت تک ثواب نہ ملے گا جب تک کہ تم وہ چیز خیرات نہ کرو جو تمہیں سب سے عزیز ہے مسلمان اس حکم کے بندے تھے اب کس کی ہمت تھی جو سب سے محبوب اور بہتر چیز روپے اور چاندی کو محفوظ رکھتا [illegible]

جن کے پاس کھانا بچ رہتا سب کچھ خیرات کر دیتا صدقہ و خیرات کی آیات نے انہیں مرغوب سے بنا دیا کہ غریب اور نادار لوگ صرف اس لئے بازاروں میں جاکر مزدوریاں کرتے اور بوجھ اٹھاتے تھے اور جو مزدوری ملتی لاکر پہنچاتے کہ جو کچھ مزدوری ہے تو ہم خیرات کریں اور ثواب میں شریک ہوں رسول کریم کے اس حکم نے کہ اگر ایک چھوارہ بھی ہو تو خیرات سے نہ چوکو کہ یہی تمہاری قبر کو روشن کر دے گا شدت آرزو پیدا کر دی [illegible] غریب [illegible] سب خیرات کرنے لگے اصحاب صفہ بعض دفعہ کئی کئی دن کے فاقے کرتے تھے مگر جب کچھ مال مل جاتا تو سر پر اٹھا کر لاتے اور مزدوری و غنیمت میں سے نصف ضرور خیرات کر دیتے خیرات و زکوٰۃ کی ترغیب ابتدا ہی سے شروع ہو گئی تھی اور مکہ میں خیرات نہ دینے والوں کے لئے یہ عتاب آلود آیت نازل ہوئی تھی ارأیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین کیا اس شخص کو دیکھا جو قیامت کو جھٹلاتا ہے یہی وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب لوگوں کو نہیں دیتا سنہ ۲ھ میں صدقہ فطر بھی واجب قرار پایا سنہ ۹ھ میں فتح مکہ کے بعد زکوٰۃ فرض ہو چکی تھی رسول کریم نے تمام مقبوضہ علاقوں میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے محصلین مقرر کئے اس زکوٰۃ کے مصارف حسب ذیل تھے انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم یعنی زکوٰۃ کے مصارف یہ ہیں فقراء مساکین زکوٰۃ کے وصول کرنے والے مؤلفۃ القلوب غلام جن کو آزاد کرانا ہے مقروض مسافر اور خدا کی راہ میں خدا کا فرض ہے اور خدا علیم و حکیم ہے۔

وراثت و وصیت

اور سنہ ۲ھ میں صرف صدقہ فطر نماز عید قربانی روزہ پر تحویل قبلہ کے متعلق تدریجی طور پر احکام نازل ہوتے رہے تعزیرات وراثت نکاح و طلاق و حرمت خمر و شراب حرمت سود وصیت وقف اور ماکولات میں حلال و حرام کے احکام بعد میں نازل ہوئے مسلمان مدینہ آئے تو صورت یہ تھی کہ باپ کافر ہے تو بیٹا مسلمان ایک بھائی مشرک ہے تو دوسرا مومن پھر مواخات کا طریق رائج ہوا کوئی انصاری مرتا تو اس کی وراثت مہاجرین کو ملتی عرب میں خود بھی یہ دستور تھا کہ دو دوست باہمی معاہدہ کر لیتے کہ ایک کے مرنے پر اس کے مال کا وارث دوسرا ہوگا ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں کوئی قطعی قانون توریث نافذ نہ ہو سکتا تھا جب مسلمانوں کی حالت سنبھلی اور اسلام کو وسعت ہوئی تو اس قاعدہ کی تنسیخ میں آیت واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض یعنی قرابت مند ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں نازل ہوئی اور عرب کا دستور منسوخ ہوا آیت توریث سے پیشتر قرآن ہی کی رو سے وصیت کا ایک طریق فرض ہوا تھا کہ مرنے والا مرنے سے پیشتر وصیت کر دیتا تھا کہ میری جائداد میں سے اتنا حصہ فلاں فلاں کو ملے کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی المتقین یعنی مسلمانو تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب

تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وہ کچھ مال چھوڑنے والا ہو تو ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے مناسب وصیت کر جائے متقی لوگوں پر یہ فرض ہے جو لوگ مسافرت میں مرتے ہیں ان کے لئے قرآن میں گواہی اور شہادت کا قانون مقرر کیا گیا اور شہادت کو چھپانا اور وصیت کا بدلنا جرم قرار دیا گیا سورہ مائدہ اور سورہ بقر میں اس کی تفصیلات موجود ہیں غزوۂ بدر کے بعد بہت سے خاندان مسلمان ہوئے اور یہ دقت سامنے آئی کہ کوئی جہاد میں شہید ہو گیا یا ناگہانی موت مر گیا تو شہادت کہاں سے آئے اور کس وصیت کی رو سے مال تقسیم ہو ایسی صورت میں جس کا قابو چلتا وہ مال اٹھا لیتا غزوۂ احد میں ایسی ہی صورت پیش آئی ایک دولتمند صحابی سعد بن الربیع شہید ہوئے انہوں نے دو لڑکیاں چھوڑیں سعد کے بھائی نے ساری دولت پر قبضہ کر لیا ان کی بیوی نے دربار نبوت میں استغاثہ کیا آپ نے فرمایا کہ خدا فیصلہ کرے گا آخر سورۂ نساء کی یہ آیت توریث نازل ہوئی جس میں والدین اور اقارب کے حصص کی تصریح مرقوم ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین [illegible] تمہاری اولاد کی نسبت حکم دیتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر [illegible] اس آیت کی شان نزول [illegible] حضرت [illegible] کے بھائی عبدالرحمن کی وفات [illegible] کیا [illegible] رسول [illegible] کو بلا کر [illegible] ان کی بیٹیوں کو دو تہائی [illegible] حق [illegible] دنیا میں عورت [illegible] بے مثل نظیر [illegible] کسی قوم [illegible] مذہب میں عورتوں کو [illegible] جاسکے [illegible] وراثت [illegible] میں عورتوں کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔

اس آیت توریث و وصیت [illegible] طریق بالکل ان کی ایک [illegible] ورثہ [illegible] کہ اس [illegible] حضرت سعد کی عیادت کو آپ تشریف لے گئے انہوں نے عرض کیا کہ [illegible] کہ کل مال خیرات کر دوں آپ نے اجازت نہ دی [illegible] رسول اللہ نے یہ بھی قبول نہ کیا کہا تہائی آپ نے فرمایا یہ بہت ہے ورثوں کو غنی چھوڑ کر مرنا اس سے اچھا ہے کہ وہ بھیک [illegible] آپ نے بہت تہائی کی [illegible] مقدار جائز رکھی تھی اس لئے اس وقت سے ایک ثلث سے زیادہ وصیت ممنوع ہو گئی اور اس پر آج تک عمل ہے۔

اوقاف و حقوق

اسلام میں اگرچہ وقف کی بنیاد [illegible] چیز ہے لیکن جتنا اسلام میں وقف کیا گیا ہے اتنا کسی مذہب میں بھی نظر نہیں آتا اسلام میں سب سے پہلا وقف بنو [illegible] کی زمین تھی جو دو یتیموں کی ملکیت تھی آپ نے قیمت دینی چاہی مگر انہوں نے کہہ دیا کہ ہم اس کی قیمت خدا ہی سے لیں گے وقف عام کی صورت رہی ہے بعد [illegible] میں آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو ابو طلحہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مدینہ کے قریب میری ایک زمین بیرحا ہے جو مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسے خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں

اور اس کا اجر خدا سے چاہتا ہوں آپ اسے جس مصرف میں چاہیں رکھیں چنانچہ آپ کے مشورہ سے انہوں نے اس کا منافع اپنے [illegible] پر وقف کیا اب تک وقف کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ ذاتی ملکیت سے نکال کر خدا کی ملکیت میں دیدیا اور یہی الفاظ اس کے لئے مستعمل ہوئے لیکن غزوۂ خیبر کے بعد شرعی حقیقت بالکل واضح ہو گئی خیبر [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک اراضی ملی تھی حضرت عمرؓ نے اسے وقف کرنا چاہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہو اصل جائداد باقی رکھو اور منافع صدقہ کر دو [illegible] وقف ہوئی [illegible] لا یورث یعنی اصل جائداد [illegible] نہ کی جائے اور نہ وراثت میں بانٹی جائے یہ [illegible] اور [illegible] وصیت اور وقف کے ان احکام سے یہ بھی صاف تشریح ہوتا ہے کہ خدا و رسول بندوں پر کوئی جبر روا رکھنا پسند نہیں کرتا اور نہ کسی ایسی صورت کو گوارا کرتا ہے کہ وہ آیندہ ہی بار محسوس ہوں یا مستحقین پر کوئی [illegible] کا حق تلف ہو [illegible] وہ صرف ہے [illegible] کے لئے وقف کیا جاتا ہے [illegible] مقدم فرمایا ہے اور وراثت و وصیت [illegible] وقف [illegible] تقدم اور انہی کی بہتری مقصود ہے دنیا [illegible] خیال [illegible] حق ہمارا اور [illegible] وراثت و وقف کا باعث ہوتا ہے اس سے اسلام نے [illegible] کا کوئی بعید تر موقع ہی پیدا نہیں ہونے دیا اور صاف فرما دیا کہ وارثوں کو غنی چھوڑ کر مرنا باعث اجر عظیم ہے۔

قتل و خونریزی کی سزا

قبل از اسلام قصاص کے متعلق عرب میں قانون [illegible] کا [illegible] جاتا تھا اور احکام و عمل میں مساوات کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا یہی بات کہ ان چھوٹا مارے تو قتل ہو اور بڑا مارے تو [illegible] یہود [illegible] بنو نضیر [illegible] خیال کئے جاتے تھے ان کے ہاتھ سے کوئی قرظی قتل ہو جاتا تو خون بہا دیا [illegible] لیکن یہ جرم کسی صورت میں قابل معافی نہ تھا عرب کے اکثر قبائل میں یہی آئین تھے حضرت سرور کائنات کی تشریف آوری کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں یہود کی طرف سے ایک ایسا ہی واقعہ پیش ہوا اس پر سورۂ مائدہ کی یہ آیات نازل ہوئیں وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس [illegible] توراۃ میں یہود کو حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ اور [illegible] کے بدلے [illegible] زخم پر قصاص اور عام مسلمانوں کے لئے آیت یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی [illegible] مسلمانوں پر مساوات اور برابری کا حکم نافذ کیا جاتا ہے [illegible] مساوات [illegible] خون بہا کا دستور موجود تھا [illegible] اسلام میں جزوی ترمیم کے ساتھ حکم ہوا اگر وارثان مقتول کی طرف سے خون بہا [illegible] معاف کر دیا جائے تو اس کی پابندی بطریق احسن ہونی چاہیے۔ قتل عمد [illegible] کوئی امتیاز نہ کیا جاتا تھا کئی واقعات مسلمانوں میں اس قسم کے پیش آچکے تھے [illegible] ان کے متعلق متعدد احکام نازل ہوئے کہ مسلمان کو ہرگز قتل نہ کرے اور اگر غلطی سے ایسا ہو جائے تو وارثوں کو خون بہا بھی دیا جائے اور ایک غلام بھی آزاد کیا جائے وارث

معاف کردیں تو اور باستثنیٰ اگر مقتول مسلمان ہو اور ہو وہ کسی دشمن قوم سے تو صرف ایک غلام آزاد کرو اور اگر اس کا تعلق کسی معاہد قوم سے ہو تو خونبہا بھی دو اور ایک غلام بھی آزاد کرو اور اگر قاتل کو مقدور نہ ہو تو اسے پیہم روزے دو ماہ تک رکھنے چاہئیں کہ خدا اس کی طرف رجوع ہو خدا علم و حکمت والا ہے اور جو کسی مومن کو جان بوجھکر قتل کرے تو اس کی جزا دوزخ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ خدا اس پر غضب اور لعنت بھیجیگا اور اس کے لئے اس نے بڑا عذاب مہیا کیا ہے۔

یہ سب سے آخری اعلان تھا۔ تحفظ جان کا اعلان فتح مکہ کے موقعہ پر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے تمام خون میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ اس کے بعد قتل خطا شبہ بہ قتل عمد کے خونبہا کی حد مقرر کر دی۔ قتل خطا کا خونبہا اہل قریہ کے لئے چار سو دینار مقرر ہوا۔ حیات دنیوی میں سب سے بہتر شے جان ہی ہے اور اسلام نے اس کی حرمت کا جس قدر خیال کیا ہے خونبہا میں بھی جان کی حرمت ہی کا راز مضمر ہے اس سے کہا جا سکتا ہے جان بیچ سکے انسان کی طرح اندازاً ہر دیا جائے۔ ورثہ جائیں تک ورثاء کو معاف کر دینے کا بھی اختیار ہو۔

رہزنی و چوری

سب سے پہلے مختلف مصروفیتوں کے باعث رہزنی کے متعلق کوئی سزا تجویز نہ ہوئی فرصت البتہ ہوتی رہی جب چرانے والے رہزنوں کے ہاتھوں حضرت ارت کے عذاب کے ساتھ ڈالے گئے اور ہوش بیوست گئے تو رسول کریم نے انہیں گرفتار کیا۔ اسی عذاب کے ساتھ جس کے ساتھ انہوں نے جرواہوں کو مارا گیا تھا مروا دیا یہ برابر کا انتقام تھا۔ خدا نے قدوس کی شان سب سے نرالی اور سب سے زیادہ یکتا اور رحم والی ہے وہ فرعون کی ہلاکت پر بھی رنج کرتا ہے اور ان ڈاکوؤں کے عذاب پر بھی اسی کا رحم آیا اسی سزا پر عتاب ہوا اور ڈاکوؤں کے لئے باقاعدہ طور پر یہ احکام نازل ہوئے انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا الخ یعنی ان لوگوں کی سزا جو خدا اور رسول سے لڑتے ہیں ملک میں فساد پھیلاتے ہیں یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا پھانسی دیئے جائیں یا ان کے ادھر ادھر کے ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالے جائیں یا ملک سے الگ کر دیئے جائیں یعنی قید کئے جائیں۔ جرم کی نوعیت معین ہوا جان کے بعد مال بڑی چیز ہے عرب میں اس کے لئے قطع ید کی سزا جاری تھی اسلام نے اس سزا کو قائم رکھا۔ قبیلہ مخزوم کی ایک شریف الخاندان عورت سے چوری کا جرم سرزد ہوا مسلمان اسے سزا سے بچانا چاہتے تھے حضرت اسامہ سے سفارش کرائی گئی آپ کو بہت غصہ آیا اور ایک زبردست خطبہ میں فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب یہی ہوا ہے کہ وہ نیچے طبقہ کے لوگوں کو تو سزا دیدیتے تھے اور اونچے طبقہ کے لوگوں کے جرم سے درگذر کرتے تھے خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ یہ تھا مظاہرہ انصاف و عدل یہی کہ جب عدالت کا کوئی موقع آتا تھا تو آپ تمام مسلمانوں کی متفقہ رائے بھی نہ مانتے تھے اور جہاں ہر معاملہ میں انتہا درجہ رحمدل اور درگذر کرنے والے تھے وہاں جرائم کی سزا میں ثبوت ہو جانے کے بعد ہرگز تامل نہ کرتے تھے۔

زنا و فواحش کا استیصال

زنا کی سزا کے متعلق بھی ۵ھ تک کوئی خداوندی حکم نازل نہ ہوا تھا آپ یہود کے قانون پر اس وقت تک عمل کرتے رہے عربوں میں تو زنا کی کوئی سزا ہی نہ تھی یہودیوں نے رجم کو چھوڑ کر کالا منہ کر کے بازار میں تشہیر کو سزا بنا لیا تھا ۴ھ میں یہود کا ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا آپ نے ان کا قانون پوچھا اور تورات منگوا کر دیکھا یہودی نے عبارت انگلی رکھکر چھپا دی آخر ایک مسلمان یہودی نے وہ آیت نکال کر دکھائی آپ نے فرمایا خداوندا یہ تیرا حکم ہے جسے لوگوں نے مردہ کر دیا ہے سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو تیرے اس حکم کو زندہ کروں گا چنانچہ آپ نے سنگسار کرنے کا ہی حکم دیا ۵ھ میں سورہ نور نازل ہوئی اور اس میں زنا کی سزا سو درے مقرر کئے گئے حضرت عمرؓ کا قول تو یہ ہے کہ رجم کی سزا ہی اسلام نے باقی رکھی تھی اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ بہرکیف احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بن بیاہے کے لئے سو درے اور بیاہوں کے لئے رجم کا حکم ہے ۸ھ میں ماعز اسلمی سے زنا کا جرم سرزد ہوا کسی کو اس کا علم نہ تھا تاہم آپ نے آخرت کے عذاب پر دنیوی سزا کو ترجیح دی اور دربار نبوت میں پہنچکر اقرار جرم کے بعد سزا پانے کی استدعا کی آپ نے تحقیق کے بعد سنگسار کرا دیا۔

اسی طرح قبیلہ غامد کی ایک اور عورت نے حاضر ہو کر بدکاری کا اقرار کیا اور اصرار کیا کہ مجھے سزا دی جائے مجھے حمل رہ گیا ہے آپ نے وضع حمل اور رضاعت تک اسے مہلت دی اس کے بعد یہ خود آموجود ہوئی آپ نے اسے بھی سنگسار کرا دیا۔

اسلام اور آپ کی تعلیم نے مسلمان زن و مرد کے قلوب میں وہ نور ایمان پیدا کر دیا تھا کہ خود ہی دربار رسالت میں آ کر جرم کا اقرار کر لیتے اور سزا دی پر اصرار کرتے کیا دنیا کے کسی اور مذہبی پیشوا کی زندگی میں ایسی بصیرت افروز نظیریں مل سکتی ہیں۔

میخواری کا انسداد

شراب ۳ھ میں حرام ہوئی اور اس کے متعلق بتدریج احکام نازل ہوتے رہے اس لئے کہ شراب عرب کی سب سے زیادہ محبوب چیز تھی تمام ملک اس مرض میں مبتلا تھا بڑے بڑے شرفاء علانیہ پیتے تھے مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے بھی زیادہ اس کا رواج تھا دلوں میں نور ایمان کی روشنی پیدا ہو چلی تھی لوگوں نے شراب کے متعلق پوچھنا شروع کیا اور حضرت عمرؓ نے دعا مانگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الخ یعنی لوگ پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کے متعلق کہدو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے فائدے بھی ہیں لیکن فائدے سے گناہ بڑھکر ہے۔ اس آیت پر بھی شراب کے دور چلتے رہے ایک انصاری نے حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کی دعوت کی جس میں شراب بھی تھی کھانے کے بعد ہی مغرب کا وقت آ گیا حضرت نے نماز پڑھائی لیکن نشہ میں کچھ کا کچھ پڑھ گئے حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی کہ خداوند کریم حکم صاف صاف بیان کرے اس پر حکم ہوا لا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ یعنی نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ جو کچھ تم کہو اسے سمجھ بھی سکو۔ اب اتنا ہوا کہ نماز کے وقت منادی کرا دی جاتی کہ مخمور نماز میں شامل نہ ہوں۔ نماز کے سوا باقی تمام اوقات میں بے تکلف شراب پی جاتی رہی ایک دفعہ لوگ شراب پی کر اتنے بدمست ہوئے کہ مار پیٹ تک نوبت پہنچ گئی حضرت عمرؓ نے پھر دعا کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب الخ یعنی مسلمانو بلاشبہ شراب اور جوا قمار کے تیر ناپاک ہیں آدمی کے کام ہیں تم ان سے باز آؤ تاکہ فلاح پاؤ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ

چونکہ ایک پڑا ہوا سا کام تھا پر اثر منظر دیکھ کر آپ آبدیدہ ہوگئے۔

حضرت عباس بدر میں گرفتار ہو کر آئے تو لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں بہت جکڑ کر باندھ دیئے تھے اور وہ درد سے کراہ رہے تھے ان کے کراہنے کی آواز گوش مبارک میں برابر پہنچ رہی تھی لیکن اس خیال سے اُن کے ہاتھ نہیں کھولتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ عزیزوں کے ساتھ غیر مساویانہ رحمدلی ہے تاہم نیند نہیں آتی تھی آپ بیچین ہو کر کروٹیں بدل رہے تھے لوگوں نے بیقراری کا سبب سمجھ کر ہیں ڈھیلی کر دیں حضرت عباس کی کرب و بیچینی رفع ہوئی تو آپ نے استراحت فرمائی غزوہ احد کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو گھر گھر شہیدوں کا ماتم بپا تھا مستورات اپنے اپنے شہیدوں کا نوحہ کر رہی تھیں یہ دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں انسان تو انسان آپ حیوانوں تک کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتے تھے اور انہیں تکلیف میں دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔

غلاموں پر شفقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کا اتنا خیال تھا کہ آپ نے اپنا جیسا کھلانے اور پلانے اور پہنانے کی تو تاکید فرمائی ہی تھی لیکن اس کے بعد یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوئی "میرا غلام" "میری لونڈی" نہ کہے "میرا بچہ" اور "میری بچی" کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند نہ کہیں۔ خداوند خدا ہے آقا ہیں مرض الموت میں بالکل آخری وصیت یہ تھی کہ غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا۔ حضرت ابوذر بہت بلند مرتبہ صحابی تھے ان کے غلام نے رسول کریم سے جا کر شکایت کی کہ مجھے برا بھلا کہا ہے آپ نے ابوذر کو سرزنش فرمایا کہ تم میں ابھی تک جہالت باقی ہے یہ غلام تمہارے بھائی ہیں خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو انھیں فروخت کر ڈالو خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو انھیں پہناؤ ان کو اتنا کام نہ دو جو وہ نہ کر سکیں اور اگر اتنا کام دو تو خود بھی اعانت کرو (بخاری)

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابو مسعود انصاری کو دیکھا کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے ہیں پیچھے سے آواز آئی ابو مسعود! جس قدر اختیار اس غلام پر تم کو حاصل ہے خدا کو اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے ابو مسعود نے مڑ کر جو دیکھا تو رسول کریم تھے عرض کی یا رسول اللہ میں نے لوجہ اللہ اس غلام کو آزاد کیا فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی اسی طرح آپ نے ایک صاحب کو اپنی لونڈی کو مارتے دیکھا اور حکم دیا کہ اسے آزاد کر دو جب مال غنیمت تقسیم ہوتا تو آپ اس میں سے غلاموں کا حصہ بھی دیتے تھے۔

جو غلام نئے آزاد ہوتے تھے چونکہ ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہ ہوتا تھا اس لئے جو آمدنی وصول ہوتی تھی اس میں سے سب سے پہلے آپ انھیں عنایت کرتے تھے مختصر یہ کہ ہمارے نبی کریم کی اخلاقی زندگی اور آپ کے خصائل و عادات اور طریق معاشرت و معیشت اس قدر بلند اس قدر ارفع اور اتنا شاندار تھا کہ اس کی نظیر مادر گیتی نے آجتک پیدا کی اور نہ پیدا کر سکے گی۔ فرزندان توحید کو اس سے بڑے بڑے گراں بہا سبق حاصل ہو سکتے ہیں۔

تاریخ مکہ معظمہ

اگر آپ گھر بیٹھے حرم محترم بیت اللہ کی زیارت کرنا چاہیں تو تاریخ مکہ معظمہ منگائیے یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔ یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو اسی مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا خطہ تھا یہ اس مقدس مکان کی تاریخ ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے پہلی مرتبہ بنایا تھا یہ اس خطہ مطہرہ کی تاریخ ہے جہاں اس کے مٹانے والے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے مٹا دیا ہر مسلمان کو جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اس قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج اور مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ فاران صفا و مروا منا چاہ زمزم اور ابواب مکہ نیز ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں جدید ٹائپ میں جدید ترقیوں اور حجاج کی کافی سہولتوں کا بھی تذکرہ ہے علاوہ قبلہ کی معلومات اور تاریخ کی واقفیت کے ایام حج میں ساتھ رکھنی بھی ضروری ہے قیمت ۱۲ محصول ۲ کل ۱۴

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ حضور اقدس و نقشہ غلاف روضہ مبارک و نقشہ مسجد نبوی کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہذا ہم نے بصرف کثیر برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے بے شمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے غرضکہ یہ کتاب آجتک کے حالات سے لبریز ہے اور اب ابن سعود کے زمانہ میں جس قدر مقابر و مآثر کی شکست و ریخت ہوئی ہے ان سب کی تاریخی اہمیت بتلائی گئی ہے عاشقان نبی کریم کے لئے ایک بیش بہا تحفہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۲ کل ۱۲

تاریخ حبیب آلہ

مولائے کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں بعض نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالا کیا ہے بعض نے ضعیف گر موثر روایات سے بزم میلاد کو گرماگرم کیا ہے لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے بھی سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے روایات اور سرخط کو بغیر سند لئے اور تحقیق کئے نہیں لکھا اس لئے دیوبندی سیلابوں نا ملوں میں کی کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو ملحوظ رکھکر لکھی گئی ہے یہ تاریخ اسلام بھی ہے تاریخ حالات رسول بھی ایک ایک واقعہ حدیث کی ترازو میں تلا ہوا ہے گو کتاب والہانہ نعتوں سے معمور نہیں ہے لیکن سنجیدہ اور متین نظموں سے بھی خالی نہیں ہے اور بہت حد تک آپ اپنی نظیر ہے۔

اس کی ضخامت دو سو صفحوں کے اندر ہے اور قیمت صرف ۱۲ر ہے محصول ۶ر کل ایک روپیہ دو آنہ میں آپ تک پہنچے گی

تینوں کتابوں کے ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

رسول کریمؐ بحیثیت معلمِ تعلیم

از جناب مولوی محمد احسن صاحب ایم اے ایجوکیشنل انسپکٹر سرگودھا

اسلام کا نظام تعلیم

بعثت نبوی سے پیشتر ارض عالم ایک ظلمتکدۂ جہالت بنا ہوا تھا اور کہیں کو شعاعِ علم نور بہت نظر نہ آتی تھی اور جہاں کچھ روشنی تھی بھی وہ چند جماعتوں اور مخصوص طبقوں تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور مجال نہ تھی کہ اس کی کوئی کرن پھوٹ کر باہر جا سکتی ہندوستان میں برہمن ایران میں زرتشتی یورپ میں پادری مصر میں راہب یہود میں احبار اور ربّی ہر جگہ علم کے وارث بنے بیٹھے تھے یہ وارث ہی نہیں تھے بلکہ وہ تو خزینہ علم کے تنہا مالک بن بیٹھے تھے اور اپنے موضوعات کے خلاف کسی کے اجتہاد کے متحمل نہ ہو سکتے تھے ارض ہند میں شودروں کو تو نہ صرف علم سے روک دیا گیا تھا اور نہ صرف روکا گیا تھا بلکہ ان کے لئے تحصیل علوم جرم قرار پا گئی تھی ویش کاروباری تجارت میں مصروف کر دیئے گئے تھے چھتریوں کا فرض صرف ملکی تحفظ اور جنگ لڑنا تھا اور علوم کو برہمنوں نے اپنے لئے وقف کر کے سب پر اس کے دروازے بند کر دیئے تھے یورپ میں بھی یہی حالت تھی کیا مجال تھا کہ کوئی شخص پادریوں کی اجازت کے بغیر منظر علم کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھ سکے کسی کو اجازت بھی مل گئی اور شاذ و نادر پڑھ بھی لیا تو معلم بھی تھے اور انہی کا فیصلہ اور انہی کا اجتہاد بالا رہتا تھا گیلیلیو نے کہیں یہ ثابت کیا کہ زمین گول ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے پاپائیت کی تہ آلودہ جبین کے تیور بدل گئے اسے کفر کا فتویٰ نہ دیا گیا اور کہدیا گیا کہ یہ نظریہ مذہبی تعلیمات کے خلاف ہے چنانچہ یہ شخص اسی علمی انکشاف کے جرم میں موت کی آغوش میں دے دیا گیا یونان کی فاضلہ ہائی پیشیا اپنے فضل و کمال کے ہی جرم میں مصر کی شاہراہوں پر خدا کی خون میں آغشتہ کر دی گئی اور ایک دنیا یورپ و مصر میں عہد ہا تنفنا بجرم حق علی کی چکی میں پیسکر رکھ دیئے گئے اور خزینہ داران علوم کے ظلم نے انہیں دنیا سے اسقدر رکھدیا ہر جگہ یہی آندھیاں اٹھ رہی تھیں اور جدہر دیکھو تحصیل علم پر پابندیوں اور ممانعتوں کے قفل پڑے ہوئے تھے عرب ہی یکسر جہالت کا شکار تھا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت کوئی باضابطہ اسکول کوئی کالج اور کوئی شہرت یاب درسگاہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی موجود تھی ہمیں اعتراف ہے کہ کسی عہد میں ہندوستان مصر یونان نے علمی میدانوں میں بڑی بڑی جولانیاں دکھائی تھیں بڑا بڑا کمال حاصل کیا تھا۔ لیکن اول تو یہ صدیوں کی لپیٹ اور مرور زمانہ کی گردش میں آ کر ایک افسانۂ کہن بن چکا تھا دوسرے یہ ترقیات محض ایک محدود طبقہ اور محدود جماعت کی ترقیات تھیں اور جو کچھ حاصل کیا گیا تھا وہ سینہ بسینہ کی حیثیت رکھتا تھا عمومیت علم کو کبھی نصیب نہ ہوئی تھی نہ کوئی ایسی مذہبی رسم یا عبادت کا کوئی طریق ایسا تھا کہ ہر انسان علم کے سیکھنے پر مجبور ہوتا۔ عیسائیوں میں تو بعض اقرار معاصی اور پادریوں کے ہاتھ پر توبہ ہی بخشش کے لئے کافی تھی۔ ہنود میں وید کے بھجنوں کا پڑھ لینا منتروں کا رٹ لینا یا دیوتا کے درشن کرا لینا پوری عبادت کے مترادف تھا مجوسیوں میں آگ کو پوج لینا۔ صابیوں میں ستارہ پرستی کر لینا اور یہود میں ایک مدمدہ رکھکر رٹی ہوئی آیتیں پڑھ لینا عبادت تھا پیشوا اپنے اقتدار کی خاطر کسی کو پڑھنا لکھنا دیکھنا گوارہ نہ کرتے تھے پھر علم عام ہی ہوتا تو کس طرح اور کیونکر۔

اسلام سے پیشتر دنیا کی جہالت و ظلمت پانچویں صدی کے متعلق

ڈریپر صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"یہ وہ زمانہ تھا کہ کلیسائے عیسوی کا شیرازہ پادریوں کے حب جاہ اور خباثت نفس کی وجہ سے پراگندہ ہو رہا تھا اجتہادات کو شان اجماع بخشنے کے بہانہ سے اکثر کونسلوں کے اجلاس منعقد ہوتے تھے لیکن انعقاد کا اصل مقصد پوشیدہ رکھا جاتا تھا اکثر اوقات ان کونسلوں میں جبر استبداد اور بد دیانتی کا سماں نظر آتا تھا مغرب میں بطارقیت کا عہدہ دولت و تمول عیش و عشرت اور شکوہ و طمطراق کی ایسی نیت آزما ترغیبات پیش کرتا تھا کہ اس عہدہ پر کسی پادری کے نامزد ہوتے وقت خونریز ہنگاموں کا واقع ہونا عام بات ہو گئی تھی تمام فرقوں میں انتہائی نفرت و عناد کی روح موجود رہتی تھی"

(معرکۂ مذہب و سائنس صفحہ ۱۰۵)

پروفیسر لیکی صاحب لکھتے ہیں :-

کلیسا کی اشاعت پر ہر ایک کے دل سیاہ ہو رہے تھے جنہیں علم و تمدن سے کوئی مس نہ تھا ظلم و جور مکر و فریب اور آوارگی اور اوباشی کی وہ گرم بازاری تھی کہ انسان ان کی داستانیں پڑھتے پڑھتے اکتا جاتا ہے ملکہ فریڈیگونڈ اور ملکہ برنہارٹ کا نمبر اپنی خون آشامیوں اور ہوسناکیوں کے اعتبار سے ایک سے ایک بڑا ہوا تھا ہر فرقہ نے فسق و فجور کو اپنا شعار بنا رکھا تھا غرض اس زمانہ کی تاریخ کا ہر صفحہ ظلم و شقاوت سفاکی و بے حسی اور بدطینتی و نفس پرستی کے مناظر کا ایک گھناؤنا نمونہ ہے۔ (تاریخ اخلاق یورپ جلد ۲)

مشہور مورخ روما ایڈورڈ گبن اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ :-

مکہ اور سارے جزیرہ نمائے عرب پر ایک عرصہ دراز سے روحانی موت طاری چلی آ رہی تھی یہودیت اور مسیحیت کا دماغ عرب پر صرف اتنا ہی اثر ہوا تھا جیسے ایک پرسکون جھیل کی سطح پر کچھ ہلکی موجیں لہرانے لگیں اور تہ میں بدستور سکون قائم رہے یہ لوگ وہم پرستی اور شقاوت و بیکاری میں ڈوبے ہوئے تھے ایک عام دستور یہ تھا کہ بڑے بیٹے کو باپ کی جائداد کے ساتھ اسکی بیویاں بھی ترکہ میں مل جاتی تھیں دختر کشی عام تھی حشر و نشر کے عقیدہ سے ناآشنا تھے شدید بت پرستی کے خوگر تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اس ملک میں کسی اصلاح مذہبی کا ہو جانا ایسا ہی بعید از قیاس معلوم ہوتا تھا جیسا کہ ان کا ملکی و سیاسی حیثیت سے ایک قوم بن جانا بت پرستی کے انسداد کی سعی مصری و شامی مسیحیت کی طرف سے مدتوں تک ہوتی رہی مگر کوئی کامیابی کبھی نہ ہوئی (تاریخ زوال سلطنت روما باب ۵۰)

یہ حالت تھی دنیا اور دینیات کی یوں تک کہ افق عرب پر آفتاب رسالت طلوع ہوتا ہے اور اس ظلمت کدہ ارضی میں بھی روشنی پھیلتی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت بڑا احسان قرار دیا ہے اور فرماتا ہے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے رسول مقرر کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھکر سناتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور یہ کہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

تعلیمات قرآنی کی جامعیت

قرآن کے اعجاز و بلاغت کی ایک دنیا معترف ہے جچے تلے الفاظ ہوتے ہیں اور ایک آیت میں ہزار معانی کو مرکوز کئے ہوئے متعدد واقعات المنشرح کرتا اور سب کچھ بتاتا اور سمجھاتا چلا جاتا ہے غور کیجئے کہ اس ایک ہی کتاب میں کتنی باتیں واضح کی گئی ہیں، احسان پر احسان جتایا گیا پھر یہ بھی بتایا گیا کہ احسان کن باتوں کا ہے اولاً تمہاری قوم ہی میں سے رسول پیدا کیا گیا ثانیاً وہ تمہاری آیتیں پڑھکر سناتا ہے ثالثاً تزکیہ نفوس کرتا ہے رابعاً قرآن کی تعلیم دیتا ہے خامساً حکمت و عقل بتاتا ہے سادساً اس سے پہلے سب لوگ گمراہی میں تھے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ معلم ربانی تھے جن کے خاص فریضے انسانوں پر اللہ کا کلام پڑھنا کہ اس سے قلوب میں اس قدر رقت پیدا ہو، تزکیہ نفوس کرکے اعلیٰ مدارج روحانی پر پہنچانا اور قرآن و عقلیات و سائنس و فلسفہ کی تعلیم دینا تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تعلیم آپ نے کس طرح دی کیونکر دی اور اس کے کیا نتائج دنیا میں رونما ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معلم ربانی تھے اس لئے آپ کو آغوش رحمت ہی میں تربیت دی گئی اور تمام طریقہائے تعلیم جبرئیل امین کے ذریعہ آپ کو الہام کئے گئے غار حرا میں آپ نے مجاہدات شروع کئے اور جب انوار ربانی کو جذب کرنے کی طاقت آپ کے قلب میں پیدا ہو گئی تو جبرئیل امین کے ذریعہ آپ کو وہ تعلیم پہنچنے لگی جو رب تبارک اپنے بندوں کو دینا چاہتا تھا سب سے پہلے آپ نے جو تعلیم شروع کی وہ نسل انسانی کے اتحاد اور عالمگیر اخوت اور توحید و رسالت کی تعلیم تھی مگر یہ تعلیم خفیہ رہی اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت علی مرتضیٰ حضرت زید بن ثابت حضرت ابوبکر صدیق حضرت عثمان حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص وغیرہ اسلام لے آئے پھر ربانی حکم نازل ہوا کہ جو کچھ تمہیں بتایا اور سکھایا گیا ہے اسے علانیہ اور واشگاف طور پر بیان کرو چنانچہ آپ نے اپنے حکم ربی کے مطابق سب سے پہلے اپنے اعزہ و اقرباء کو جمع کرکے تعلیم دی کہ خدا واحد لاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ شدید عذاب میں گرفتار ہوگے اس کے بعد حرم کعبہ میں تشریف لے جاکر توحید کی حمایت اور بتوں کے خلاف وعظ فرمایا ایک بتکدہ میں وعظ توحید بتوں کی سخت توہین سمجھی گئی اور مشرکین عرب آپ پر تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور آپ کو بچانے کے لئے آڑے آنے والے ربیب بن حارث ابن ہالہ پر اتنی تلواریں پڑیں کہ وہیں جان بحق ہوگئے اس عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی تھی اس لئے کفار نے تعلیم توحید کو روکنے کے لئے شدید ذرائع اختیار کئے ہر طرح ستایا اور خاندان نبوی کو شعب ابی طالب میں محصور کرکے آب و دانہ بند کر دیا حضرت ارقم کے جس کے گھر میں آپ رہتے تھے پکڑ کر دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا حضرت بلال حبشی کو گرم ریت پر لٹا کر مارا اور حضرت خباب کو برچھیوں سے ہلاک کر دیا یہ تیاغتیں برابر ٹوٹتی رہیں۔

طائف میں بھی یہی اذیتیں سہنی پڑیں مگر وہاں بھی ایک شخص اس تعلیم سے متاثر ہو ہی گیا اب آپ نے حج کے اجتماع اور مختلف میلوں پر ہونے والے ہجوم میں تعلیم شروع کی ان میلوں میں قبیلہ بنی ذہل کے سامنے آپ نے جو تعلیم پیش کی اس کا ایک نمونہ یہ ہے آپ نے سورہ انعام کی ذیل کی آیات پڑھیں:۔

"کہو: میں تمہیں پڑھکر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کونسی باتیں حرام کی ہیں یعنی خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو افلاس و عسرت کے خوف سے اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی تمہیں اور انہیں دونوں کو روزی دیتے ہیں فحش باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ یہ باتیں ظاہر ہوں یا پوشیدہ کسی کو قتل نہ کرو بجز اس صورت کے کہ اس کا قتل کرنا جائز ہو یہ نصیحت ہے جو تم کو کی جاتی ہے تاکہ تم سمجھو اور اس سے بصیرت حاصل کرو۔"

اس قبیلہ کو یہ تعلیم پسند تو آئی مگر اس لئے ایران کی حکومت سے کسی معاہدہ ہونے کے باعث مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔

یثرب میں تعلیم کی نشر و اشاعت

آپ بالکل مایوس نہ ہوئے اور اب آپ نے ان لوگوں کو جو مدینہ سے مکہ آتے رہتے تھے اسلام کی تعلیم پیش کی اور قرآنی آیات پڑھکر سنائیں چھ شخص مسلمان ہوگئے اور قرآن کا وہ حصہ جو اس وقت تک نازل ہو چکا تھا لیکر واپس چلے گئے اب اس تعلیم کے معلم یہی چھ تھے کیونکہ خود رسالت مآب حبش میں حضرت جعفر اور مدینہ میں یہ لوگ دوسرے سال کے اجتماع میں بارہ مسلمان ہوئے اور اس تعلیم کا مدینہ میں چرچا پھیلنے لگا اور اب آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو انہیں تعلیم اسلام کا درس دینے کے لئے مقرر کر دیا ان بارہ مسلمانوں نے عقبہ میں رسول کریم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی قبیلہ بنی ذہل کی تعلیم کا نمونہ آپ دیکھ چکے اب عقبہ میں جو تعلیم دی اس کا نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے:۔

"آؤ مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے چوری نہ کروگے زنا نہ کروگے اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے کسی پر بہتان نہ باندھوگے نیک باتوں میں میری نافرمانی نہ کروگے پھر جس نے تم میں سے ان باتوں کو پورا کیا اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو ذرا بھی اس اصول سے الگ ہوا اور اس دنیا میں اسے اس سبب سے تکلیف دی گئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو اس سے الگ ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کا عیب چھپا رکھا تو اس کا اجر اللہ کی طرف ہے چاہے عذاب دے اور چاہے چھوڑ دے (بخاری شریف)

یہ کتنی پاکیزہ اور مستقل تعلیم ہے اور کون ہے جو قیامت تک اس میں کوئی ترمیم، اصلاح کر سکے اور لیجئے کہ بدکاری، چوری، افترا پردازی، قتل انسان و اولاد اچھی باتیں ہیں اس باب سے انسان بری بات ہے آپ نے فواحش کو خواہ وہ چھپے ہوئے ہوں یا ظاہر بالکل ممنوع قرار دیا دنیا کا کوئی مصلح اس سے بہتر اور کیا تعلیم دے سکتا ہے جو آپ کی تعلیم خود عمل تھی اور آپ نے محض تعلیم ہی نہیں دی بلکہ جو کچھ سکھایا مسلمانوں کو اس کا عامل بنا دیا خصوصاً

ہیں آپ تمام مصلحین عالم سے ممتاز ہیں اس تعلیم میں برابر رکاوٹیں پیدا ہوتی رہیں اور دوسری طرف کفار کے ظلم و جور بڑھتے رہے آخر آپ مکہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مکہ معظمہ میں جتنی سورتیں اور آیتیں نازل ہوئیں وہ محض ثواب و عذاب اور عقائد کے متعلق تھیں اور ان میں یہ واضح کیا جاتا تھا کہ فلاں کام کرو گے تو جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو گے اور فلاں کام کرو گے تو جہنم کا عذاب دیا جائے گا مقصود یہ تھا کہ قلب میں استعداد و رغبت پیدا ہو جائے لیکن مدینہ پہنچ کر باقاعدہ تعلیم شروع ہو گئی اور فتوحات کی وسعت کے ساتھ جابجا معلم مقرر ہونے لگے۔

ترقی تعلیم کے لئے باقاعدہ جدوجہد

عرب میں کوئی نظام کوئی باضابطگی اور کوئی حکومت اور کوئی تمدن تو تھا نہیں اور نہ ہنوز اسلام اتنی ترقی حاصل کر سکا تھا اور نہ اس کا نظام اتنا مکمل ہوا تھا کہ باضابطہ طریق پر درسگاہیں اور اسکول قائم کیے جاتے اس لئے جو کچھ کیا گیا وہ انفرادی طور پر کیا گیا یہاں بھی اسلام کو ایک امتیاز حاصل ہے ورنہ دنیا کی اس وقت تک ہی نہیں بلکہ اب تک یہی دستور رہا ہے کہ فتوحات کے بعد سالہا سال اپنی قوت کے استحکام اور قیام امن میں گزر جاتے ہیں اور کہیں صدیوں بعد تعلیم کی طرف توجہ منعطف ہوتی ہے پھر اب بھی اس اصول سے عمومیت تعلیم کا کچھ اہتمام کیا بھی گیا ہے ورنہ ابتدائے عالم سے تعلیم محض چند طبقوں اور امراء تک محدود تھی تعلیم کو عام کرنے اور فتوحات کے ابتدائی زمانہ ہی میں تعلیم کی طرف متوجہ ہونے کا خیال اسلام اور صرف اسلام ہی کو ہوا اور پھر اس دور کی ابتدائی تعلیم سے اتنا ہی کیا ہے صرف نوشت و خواند کی اہلیت، نہ کوئی مذہبی سبق ملتا ہے اور نہ اخلاقی معاشرتی تمدنی اور سیاسی اور نہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ پڑھنے والے جو پڑھیں اس کے عامل بھی بنیں لیکن رسول کریم نے جو نظام تعلیم قائم کیا وہ کسی طبقہ اور کسی فرقہ سے مختص تھا عام تھا تعلیم مذہبی اخلاقی، انتظامی اور سیاسی و روحانی تھی اور جو کچھ پڑھایا جاتا تھا اس پر عمل کرنا بھی اتنا ہی ضروری تھا جتنا کہ اس کا پڑھنا تاریخ کے تمام صفحات کھنگال ڈالئے دنیا بھر کے تمام قدیم و جدید تعلیمی نظاموں پر نظر ڈالی جائے اور کرۂ ارض کے چپہ چپہ پر ڈھونڈھ چلئے کہیں بھی تو آپ کو ایسی پاکیزہ اتنی عام اور ایسی علمی و عملی تعلیم نظر نہ آئے گی اور نہ یہ مناظر کہیں دکھائی دیں گے یا تو عرب میں جہالت کا یہ عالم تھا کہ شرفاء میں پڑھنا لکھنا تک معیوب خیال کیا جاتا تھا یا کچھ دنوں بعد مدینہ منورہ میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ ایک ایک گھر فقہ و حدیث قرآن و تفسیر کا دار العلم بن جاتا ہے نشر علوم کی پہلی صورت تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں دوسری سعی جو اپنی وسعت کے اعتبار سے خاص اہمیت رکھتی ہے یہ تھی کہ ہر جماعت اور ہر قبیلہ میں ایسے معلموں کے مستقل رہنے اور رہنے کا انتظام کیا گیا جو تعلیم و ارشاد کے فرائض انجام دے سکیں قبیلہ کو تعلیم بھی دیں اور مسائل سے بھی آگاہ کریں قرآن کریم میں اسی کے متعلق حکم صادر ہوا تھا کہ سب کے سب مسلمان تو سفر کر کے مدینہ نہیں آ سکتے اس لئے ہر قبیلہ کے ایک گروہ کو آنا چاہئے تاکہ وہ شریعت اور دین میں تفقہ حاصل کریں۔ اور واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ لوگ بری باتوں سے رک جائیں اور اس سے اجتناب کریں۔

قبائل کی تعلیم کا اہتمام

اس حکم کے اتباع میں ہر قبیلہ سے ایک جماعت آتی تھی اور آپ کی خدمت میں رہ کر تعلیمات اسلامی سے بہرہ اندوز ہوتی تھی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ کا ایک گروہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس جاتا تھا اور آپ سے مذہبی امور دریافت کرتا تھا اور دین میں تفقہ حاصل کرتا تھا داعیان اسلام جو اطراف عرب میں بھیجے جاتے تھے انھیں یہی ہدایت کی جاتی تھی کہ لوگوں کو وطن چھوڑ کر مدینہ آنے اور یہیں بودوباش رکھنے کی تلقین کریں اس کا نام ہجرت تھا اس بنا پر بیعت کی دو قسمیں بیعت اعرابی اور بیعت ہجرت قرار پائیں بیعت اعرابی صرف ان بدوؤں کے لئے تھی جنھیں مدینہ رکھ کر تعلیم دینا مقصود ہوتا تھا اسی بنا پر بہت سے عرب خاندان اپنے گھروں سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تھے حضرت ابو موسیٰ اشعری پچاس شخصوں کو لیکر آئے اور مدینہ میں آباد ہوئے

تعلیم و ارشاد کے مختلف طریقے تھے جن میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ دس میں دن یا مہینہ دو مہینہ رہ کر عقائد اور فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیتے تھے اور اپنے قبائل میں واپس جاتے تھے اور ان کو تعلیم دیتے تھے مثلاً مالک بن الحویرث جب سفارت لیکر آئے تو بیس دن تک قیام کیا اور ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کی جب چلنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور ان میں رہ کر انھیں احکام شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو۔

اسلام کی اولین یونیورسٹی

دوسرا طریقہ رسول کریم کے خطبات تھے تیسرا طریقہ یہ تھا کہ لوگ براہ راست آپ کے پاس آتے جاتے اور ضروری تعلیم حاصل کرتے رہتے تھے۔ چوتھا طریقہ درس و تدریس کا مستقل انتظام تھا جس کی مظہر جامع صفہ ہے مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ آپ نے ایک وسیع چبوترہ بنوایا تھا جس پر کھجور کی لکڑی اور پتوں کی چھت تھی یہاں آپ نے طلبائے اسلام کی تعلیم و تدریس کی بنا ڈالی اس کی صورت بالکل آج کی یونیورسٹیوں جیسی تھی بورڈنگ بھی تھا اور کالج بھی یہ طلبا یہاں پڑھتے بھی تھے اور رہتے بھی تھے اور یہاں انھیں علمی عملی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی ہر قسم کی تعلیم دی جاتی تھی اس یونیورسٹی میں وہی طلباء داخل ہو سکتے تھے جو دنیوی تعلقات سے آزاد ہوتے تھے پڑھنے لکھنے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا تھا جب کسی کی شادی ہو جاتی تھی وہ اس جامعہ سے خارج کر دیا جاتا تھا۔ اس جامعہ کے پرنسپل یا معلم خاص تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے یہ لوگ ایک وقت مقررہ پر مسجد نبوی میں حاضر ہو جاتے اور احادیث سنتے رہتے تھے تعلیم و تدریس کا وقت رات کو مقرر کیا گیا تھا متعدد معلم ان کی تعلیم کے لئے مقرر تھے متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جامعہ کے معلمین میں حضرت عبادہ بن الصامت بھی تھے جو مشہور صاحب علم گذرے ہیں اور جنھیں حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں تعلیم فقہ و قرآن کے لئے فلسطین بھیجا تھا ابو داؤد میں حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے چند لوگوں کو قرآن مجید اور لکھنے کی تعلیم دی اس کے صلہ میں مجھے ایک شخص نے تحفتہً ایک کمان دی درس و تدریس کا سلسلہ شب بھر جاری رہتا تھا اس وقت کی اصطلاح میں جامعہ کے طالب علم قراء کہلاتے تھے ان کی تعداد میں کمی و زیادتی برابر ہوتی رہتی تھی جب

کوئی شادی کرلیتا اور وہ جامعہ سے خارج ہوجاتا تو اس کی جگہ دوسرے طلبا آجاتے اسی طرح فارغ التحصیل طلبا کی جگہ بھی اسی طرح پر ہوجاتی تھی بہرکیف ان کی مجموعی تعداد کم و بیش ۴۰۰ تک پہنچی تھی اس سے زیادہ جگہ بھی نہ تھی۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جامعہ صفہ کے علاوہ غالباً قلت گنجائش کے باعث کسی اور جگہ بھی صفاء کے قرا (طلبا) رات کو تعلیم پاتے تھے مسند امام حنبل میں ہے کہ حضرت انس سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ستر اشخاص رات کو ایک معلم کے پاس جاتے تھے اور صبح تک درس میں مشغول رہتے تھے (مسند جلد ۳)

طلبا کی غربت و سرگرمی

صفہ کے طالب علم اس درجہ غریب و نادار تھے کہ نہ پہننے کو کپڑا تھا اور نہ کھانے کو روٹی ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی ایک کپڑے سے زیادہ نہ تھا جسے گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے کہ چادر اور تہمت دونوں کا کام دے فاقہ پر فاقہ گذرتے تھے دو دو دن تک کھانا نصیب نہ ہوتا تھا اکثر ایسا ہوتا کہ عین نماز میں نقاہت و بھوک کے ضعف سے غش کھاکر گر پڑتے اور دوسرے انھیں اٹھاتے لیکن اس غریبی و مصیبت اور افلاس و عسرت میں بھی ان کی سرگرمی و جہد عدیم النظیر خودداری و وقار کا یہ عالم تھا کہ خود کسی کے سامنے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا کسی کے سامنے اپنی مصیبت کی شکایت نہ کی اگر تعلیم سے وقت ملتا تھا مگر پھر بھی یہ لوگ پاؤں توڑ کر نہ بیٹھتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں چن لاتے تھے جنھیں فروخت کرکے نصف رقم فوراً خیرات کر دیتے تھے اور نصف سے اپنا خرچ چلاتے تھے (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معلم مربی اور سرپرست تھے اور ان کی تالیف کا بھی خیال رکھتے تھے آپ کے پاس جب کہیں سے صدقہ کا کھانا آتا تو سب کا سب اٹھا کر ان کے پاس بھیجدیتے اور دعوت کا کھانا آتا تو انھیں بلا لیتے اور خود ان کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاتے بعض اوقات ساتوں کو آپ انھیں مہاجر و انصار پر تقسیم کر دیتے یعنی اپنے مقدور بھر ہر شخص ایک ایک دو دو کو اپنے ساتھ لیجاتے اور انکو کھانا کھلاتے حضرت سعد بن عبادہ نہایت دولتمند اور فیاض تھے وہ کبھی کبھی اسی مہمانوں کو اپنے ساتھ لیجاتے انتہائی توجہ اور خیال یہ ہے کہ جب ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ نے درخواست کی کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں ایک کنیز مجھے بھی کام میں امداد کے لئے عنایت ہو تو آپ نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور صفہ والے بھوک سے مریں ابھی تو انہی کا انتظام نہیں کر سکا ہوں۔

اسی طرح حضرت علی کی ایک درخواست پر آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر لپیٹے پھریں۔ صحابہ کرام میں سب سے مفلس اور نادار گروہ اصحاب صفہ ہی کا تھا اور صحابہ مختلف مشاغل تجارت صنعت اور زراعت وغیرہ میں مصروف رہتے تھے مگر ان میں تعلیم و عبادت کے سوا اور کوئی شغل نہ تھا اور درحقیقت وہ مسلمانوں کے مہمان عام کی حیثیت رکھتے تھے آپ ان کی اعانت کی طرف برابر سب کو توجہ دلاتے رہتے تھے صدقات کی آمدنی تو ان کے لئے وقف تھی۔

برکات قرآنی پر غور و توجہ

چونکہ اصحاب صفہ کو آیات قرآنی کے علمی عملی اور حکیمانہ اسرار و معانی کی تعلیم دیجاتی تھی تفسیر پر سطحی نظر کافی نہیں اور یہ تعلیم بہت فاضلانہ نوعیت رکھتی تھی اور یہ خود بھی اس پر پورا غور کرتے اور اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک آیت کو حق اور قابل عمل سمجھتے تھے اس کی پابندی بھی کرتے تھے اور پابندی اور اتباع کرنے والوں سے خدا نے قدرتی طور پر جو وعدے کئے اور بشارتیں دی ہیں انھیں سچ اور درست سمجھتے تھے اس لئے انہیں غضب کی غیرت اور دلیری پیدا ہوگئی تھی وہ جانتے تھے کہ اسلامی تعلیم کو نمونہ دیکر بتانے کا نتیجہ ایک روز دنیا کی فاتحانہ و خلافت کی صورت میں ظاہر ہوگا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے مستحق ہوں گے یہ انہوں نے کس طرح سمجھا اس طرح کہ قرآن کریم کو غور و فکر کے ساتھ پڑھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معلم رہے اور ان کی صحبت سے استفادہ کیا تفسیر میں معلوم ہے سے پڑھیں اور انھیں مذہبی اخلاقی و عقلی تمام تعلیمات حاصل ہوئیں قرآن خود ایک حکیمانہ کتاب ہے اور ایک ایسی شاندار تعلیم کی مظہر ہے کہ جس کے متعلق فضلائے یورپ بھی بلند سے بلند الفاظ میں اعتراف حقیقت کر چکے ہیں چنانچہ مشہور جرمن مستشرق ایڈورڈ مونٹ لکھتا ہے کہ:۔

"اس کتاب کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم اور رومیوں کی سلطنتوں سے بڑی دنیا فتح کرلی فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں ہوا تھا عربوں نے اسے اس کے دسویں حصہ وقت میں انجام پر پہنچایا اسی قرآن کی مدد سے تمام سیاسی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے حالانکہ یہاں اہل فنیشیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ بطور جلاوطنوں اور اسیروں کی حالت میں آئے تھے ان عربوں نے ہی دنیا کو روشنی دکھلائی جبکہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی" پروفیسر ارگو بیوہ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی اور فلسفی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے قرون وسطیٰ میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودی اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا قرآن ہی نے فلسفہ ہیئت ہندسہ اور دیگر علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق کتنا تھا عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا اسی نے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک مشاہیر قوم میں تبدیل کردیا اور اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کی بڑی سے بڑی سیاسی اور مذہبی جماعتیں قائم کیں۔"

ایک اور فاضل لڈ ولف کریہل لکھتا ہے کہ:۔

"قرآن میں عقائد و اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھدی گئی ہیں تعلیم عدالت حربی انتظامات مالیات اور نہایت محتاط قانون وغیرہ کی بنیادیں خدائے واحد کے یقین پر رکھدی گئی ہیں"

فاضل عیسائی ڈیوڈ آفندی نے بالکل درست لکھا ہے کہ جب کوئی مسلمان قرآن اور حدیث کا مطالعہ گہری نظر کے ساتھ کرے یا اس پر تدبر کی نظر ڈالے تو وہ ان دونوں میں دنیا و دین کی بہبودی کے اسباب مہیا و موجود پائے گا"

اصحاب صفہ نے بھی قرآن و احادیث کی مطالعہ پورے تدبر اور پوری یکسوئی کے ساتھ کیا اور سمجھ گئے کہ یہی راہ مستقیم ہے اور اسی پر چل کر وہ فائز المرام ہوں گے اور ملت کو فائدہ پہنچائیں گے۔ قرآن کریم میں جن علوم کی طرف

کتنا بتا اشارہ کیا گیا ہے اس کے مبادیات بھی انہوں نے دیکھئے آپ قرآنی علوم کو اس لئے معمولی چیز سمجھے ہوئے ہیں کہ آپ کو اس سے واقفیت حاصل نہیں مسلمان تو مسلمان آپ اہل مغرب کے خیالات بھی پڑھ چکے ہیں کہ قرآن کیا چیز ہے تنہا ایک ہی کتاب جو علوم پر حاوی ہے اسی ایک کتاب نے مسلمانوں کو پوری دنیا کا آقا بنا دیا اور تقریباً ایک صدی تک مسلمان دین و دنیا کے ہر کے متعلق اسی سے اصول و مسائل کا استخراج کرتے رہے پھر جب ملوکیت بھی ذات اقدس ہو تو بظاہر ہے کہ قرآن ایک سحر صحیح بنکر سامنے آئیگا اور اتنا کچھ بتائے گا کہ جو دنیا بھر کے تمام علوم بھی مجتمعاً نہیں بتا سکتے۔

انہوں نے قرآن ہی سے اشارے اور تذکرہ پاکر فلکیات، طبعیات، الٰہیات علم طبقات الارض، علم حیوانات، طب، فلسفہ، منطق غرض مختلف علوم کی طرف اپنے ذوق کو وسعت دی نتیجہ یہ ہوا کہ یہی غریب و مفلس طلبا جب اس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور جس میدان میں قدم رکھا اسے فتح کر کے چھوڑا۔ اصحاب صفہ کو خارجہ کے لکچروں کی طرح زبانی ہی تعلیم نہ دی جاتی تھی بلکہ لکھنے کی تعلیم بھی دی جاتی تھی اسیران بدر میں سے جو لوگ فدیہ دیکر رہا نہ ہو سکے تھے ان سے یہ شرط کر لی گئی تھی کہ وہ مدینہ میں رہکر بچوں کو لکھنا سکھا دیں چنانچہ یہ لوگ اصحاب صفہ کو لکھنا سکھاتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعلیم و تربیت کا بیحد خیال تھا اور آپ ہر طرح انھیں اسلامی تعلیم بنا دینا چاہتے تھے۔ مشکوٰۃ کتاب العلم میں روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت مسجد میں دو حلقے تھے ذاکر اور حلقہ درس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حلقہ درس ہی جا بیٹھے اور اپنے عمل سے واضح کر دیا کہ آپ علم اور تعلیم کو کتنی اہم چیز سمجھتے تھے غرض یہ کہ ہر لحاظ سے آپ نے ان طلبا کو مکمل انسان بنا دیا اور ان میں یہ اہلیت پیدا ہو گئی کہ وہ حکمران جماعت کا ایک لائق جزو و رکن بنا سکیں اور خلافت کی باگ سنبھال سکیں یہ غریب تھے مگر عزت نفس اور خودداری میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اس لئے کہ ان میں تمام اخلاق حسنہ پیدا ہو گئے تھے۔

طلبائے صفہ کے کمالات و ترقیات

طلبائے صفہ کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ جہاد کی بھی تعلیم دی جاتی تھی یہ لوگ جہاں رشد و ہدایت کے لئے مختلف قبائل میں بھیجے جاتے تھے وہیں اصحاب رکاب و خوارج بھی بنتے اور سبھی غزوات میں داد شجاعت دیتے تھے بلکہ حالانکہ گو وہ سبھی انہی میں سے مقرر ہوئے گویا صفہ کا طالب علم مستقیم بھی تھا، وہ متقی بھی تھا، مفسر بھی تھا، محدث بھی تھا، سپاہی بھی تھا، تاجر و زراعت پیشہ بھی قرآن ہر مسلمان کو یہی بنانا چاہتا ہے اور یہی یہ بن گئے پھر ہر منصب اور ہر عہدہ پر اپنی قابلیت کا اظہار کیا غربت و افلاس اکثر لوگوں میں دناءت و کمینہ جذبات پیدا کر دیتی ہے مگر تربیت کی خاص اور علم کے عمل نے ان سے یہ پیدا نہیں کیا بلکہ ان غربا کے جذبات عالیہ اور حسیات شریفہ کی ایک دنیا معترف ہے۔ عامر بن فہیرہ ایک کافر کے غلام تھے بیچارے دن رات بکری کی طرح پٹتا اور مار کھاتا تھا حضرت ابو بکرؓ نے رحم کھا کر ان کو خریدا اور آزاد کر دیا اور جب ہجرت کا وقت آیا تو ساتھ ساتھ چلے اور خدمت کا حق ادا کیا۔ مدینہ پہنچے اور یہاں صفہ میں داخل ہو گئے اور تعلیم حاصل کرنے لگے قرآن و احادیث اور دیگر کی تعلیم حاصل کی۔

پیدا ہو چکی ہے اور انسان میں وہ جوہر وہ اولو العزمی اور وہ دلیری و غیرت پیدا کر دی ہے کہ دوسرے تمام علوم اجتماعی حیثیت سے بھی یہ کام نہیں کر سکتے چنانچہ یہی حرام بن ملحان کا عالم تھا کہ نہایت عسرت اور افلاس کی بدحال حالت میں رہا تھا۔ فارغ التحصیل ہو کر نہایت بہادر جری نکلا کہ بدر و احد کی جنگوں میں پوری شجاعت و دلیری کے ساتھ لڑا اور بیر معونہ کے واقعہ میں مختصر جمعیت کے ساتھ قریب ستر صحابہ کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ عامر نے اپنے دم واپسیں تک شاندار جنگی خدمات انجام دیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رسول کریم کے تلمیذ قرآنی علوم کے فاضل جامع صفہ کے معلم نے کتنی گرانقدر خدمات انجام دیں ابتدا میں آپ رسول کریم ہی سے تعلیم حاصل کرتے اور حکم نبوی سے قرآن کی جمع و کتابت کا کام کرتے رہے پھر صفہ یونیورسٹی میں اسی سلسلہ کی بنا پر معلم مقرر ہوئے بدر و احد کے معرکہ میں داد شجاعت دیکر تاحد میں جنگ گوشت بدستان کر دیا پھر جب اسلامی حکومت کا ابتدائی خاکہ تیار ہوا تو سرور کائنات نے آپ کو صدقات کی آمدنی کا عامل و نگران بنا دیا حضرت عمر رضی اللہ کے عہد میں آپ حمص و فلسطین کے پہلے معلم قرآن مقرر ہوئے پھر فقہ اسلام کے متعلق فرائض پائے اور مدرسۃ الکبریٰ کے ماتحت اصحاب تک رہتے اور فلسطین والی رعایا کو تعلیم دی اور اس کے بعد انتظام عدالت میں مشیرانہ قانونی کے عہدہ پر مامور ہوگئے

صفہ یونیورسٹی کا یہ کمال دیکھئے کہ اس کی تعلیم کا دامن ما سوا اس کا معلم پروفیسر بھی بنتا ہے جنگ میں بھی شیر دل کی طرح لڑتا ہے کلکٹر بھی مقرر ہوتا ہے محکمہ تعلیم کا انچارج بھی رہتا ہے اور مشیر قانون کے عہدہ پر بھی فائز ہو کر لوگوں کو قانون اسلام کی باریکیاں اور دقائق سمجھاتا ہے کتنے متضاد فرائض ہیں مگر صفہ یونیورسٹی کا معلم ہر فریضہ عمل کو پوری اکملیت کے ساتھ انجام دیتا ہے۔ محکمہ تعلیم ہو کہ مال، محکمہ حرب ہو کہ محکمہ قانون ہر شعبہ کا افسر بنتا ہے کیا یورپ و مصر کی تہذیب اور ترقی کسی یونیورسٹی کے طالب علم میں اتنی مختلف قابلیتیں پیدا کر سکتی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ یونیورسٹی کتنی مکمل درسگاہ ہوگی اور اسلامی تعلیم کتنی حیرت انگیز اور کامل تعلیم تھی ایک عامر اور ایک عبادہ ہی پر منحصر نہیں اس کے تمام طلبا اس جوہر قابلیت کے حامل تھے اور آگے چل کر اسلامی حکومت کی مشین کے پرزے بھی بنے۔

زندگیوں میں انقلاب کے مظاہر

جدا ہے تو جدا ہے اس تعلیم نے ان فاقہ زدہ اور ستم زدوں کو جنہیں نہ کھانے کو روٹی تھی اور نہ پہننے کو کپڑے ذلت و نکبت میں زندگی بسر کرتے تھے کامل انسان بنا دیا اور ان کے اندر وہ قابلیتیں پیدا کر دیں جو دنیا میں بڑا آدمی بننے اور مشاہیر کی صف میں جگہ پانے کیلئے ضروری شرائط ہیں۔

واسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کی ورق گردانی کرو اور صفہ یونیورسٹی کے طلبا کے کمالات پر بھی ایک نظر ڈالو آج پورا مغرب اور یورپ تک حیرت و انگشت بدندان ہے کہ ایک یونیورسٹی اور ایک ہی نوع کی تعلیم نے قلیل وقت میں کس طرح مسلم طلبا کو جامع کمالات بنا دیا اور وہ ہر شعبہ حیات میں اور تمام صیغہ ہائے تعلیم میں ماہر فن اور قبلاً اس سے پہلے حضرت

ابوہریرہ کو دیکھو کہ ابتدا میں اتنے غریب اور مفلس تھے کہ فاقہ سے فاقہ کرتا تھا بکریاں چرائیں لکڑیاں کاٹ کر بیچیں مزدوریاں کیں لیکن جب آپ صفہ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے میدان میں نکلے تو بلا کے خود دار بلا کے بہادر بلا کے ذہین اور انتہائی قابلیتوں کے حامل تھے اور لوا لعزمی و شجاعت آپ پر قربان ہو رہی تھی زندگی کا یہ انقلاب دیکھئے کہ یہی فاقہ کش لکڑہارا ایک طرف محدث بنکر آٹھ ہزار احادیث کا فاضل اور راوی بنتا ہے اور اخلاقی و صلہ رحمی اور مذہبی نکات دنیا کو بتاتا ہے اور دوسری طرف خیبر کی خونناک اور فیصلہ کن جنگ میں پوری جرأت و بسالت کے ساتھ دشمنوں سے لڑ کر اپنی بہادری کا سکہ عرب پر قائم کرتا ہے اور تیسری طرف یہ ولایت بحرین کی گورنری کرتا نظر آتا ہے اور تعلیم جزئیات اور انتظامات میں کامل اترتا ہے پھر ایک قدم اور بڑھکر مدینہ کا دولت مند تاجر بھی بنجاتا ہے حضرت ابوہریرہ کی زندگی میں یہ عظیم الشان تغیرات کس طرح ہو رہے ہیں نبی کریم کی صحبت قرآن و احادیث پر عمل اور صفہ یونیورسٹی کی تعلیم سے پہلے مفلس تھے کہ بھیتی اور کرو ریتی کی حیثیت سے دنیا سے سدھارے مگر نہ مفلسی میں خدا کو بھولے نہ امیری میں دنیا زینت تھیں تب بھی سچے مسلمان تھے اور دولت و ثروت کا سیلاب امنڈ آیا تب بھی سر محو دیت آستانہ خداوندی پر برابر خم رہا افسوس آج مسلمان اس تعلیم کو بھلا بیٹھے جس نے بیس پچیس پچاس سال میں نہیں بلکہ چند ہی سال انسانوں اور مسلمانوں کی کایا پلٹ کر رکھ دینے کی ضمانت دی تھی اور جس نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قیادت و سیادت میں سمجکر حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ حضرت ابوعبیدہؓ حضرت سعد بن وقاص حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت عمرو بن العاص حضرت عثمان حضرت ابوایوب انصاری حضرت طلحہ حضرت ابوہریرہ اور حضرت زبیر پیدا کئے اور بعد کو اسی نور سے مستنیر ہو کر حضرت عقبہ نے سمندر میں گھوڑا ڈالدیا طارق نے ہسپانیہ فتح کر ڈالا محمد بن قاسم نے ہندوستان کے سبزہ زار جیت لئے اور محمد فاتح نے خشکی پر جہاز چلا دیئے اور معمولی افراد نے انسانوں کو فرش گمنامی سے اٹھا کر عرش عزت و شہرت پر بٹھا دیا جو یورپ صدیوں میں بھی نہ کر سکا وہ عرب نے چند سال میں کر دکھایا۔

دودھ دلی کو جس نے دوران بنایا گلہ بانوں کو عالم کا سلطان بنا یا

قرآن آج بھی موجود ہے رسالت کے فیوض آج بھی ہر طرف منتشر ہیں نمونہ تعلیم سامنے ہے مگر اس بدبختی کا کیا علاج کہ مسلمانوں کی نگاہ ہی ادھر نہیں اٹھتی مسلمان مغرب کی روشنی کے طالب ہیں اور مغرب آج بھی اسلام اور اسلامیوں سے طالب ہے۔ مسلمان علماء کا بیان ذکر کیا جا چکا ہے

اسلامی تعلیم کی فوقیت و برتری

موسیو سید یو لکھتے ہیں کہ "قرآن ایک واجب التعظیم کتاب ہے اس میں فلسفہ و اخلاق کی ہر قسم کی باتیں موجود ہیں حقیقت اشیا عبادت، اطاعت گناہ و معصیت کوئی چیز بھی ایسی نہیں قرآن جس کا جامع نہ ہو وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر قائم ہیں جن کی بنیاد عدل و انصاف پر قائم ہے جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں ان میں سے ایک جزئیہ بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو وہ اعتدال کا میانہ روی کا سیدھا رستہ دکھاتا ہے گمراہی سے بچاتا ہے اخلاقی کمزوریوں کی تاریکی سے باہر نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے (خلاصہ تاریخ عرب)

موسیو گاسٹن کار کہتے ہیں کہ:-

"یہ امر مسلم ہے کہ اسلام فی الحقیقت ایک طرح اجتماعی مذہب ہے دنیا کی ہستی اسی مذہب کی ہستی و بقا پر منحصر ہے ہمیں معلوم ہے کہ اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے اور جو گویا اسلام ہی کے امتزاج عناصر کا نتیجہ ہے اس حیرت انگیز سائنٹفک مذہب (اسلام) نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لئے ہر قسم کے بنیادی وسائل و ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے ہیں گو ہم میں سے کوئی بھی اس کی فضیلت کا اعتراف نہ کرے اور اس کے احسان کا رہین منت نہ ہو مگر امن و امان اسی کے دم سے قائم ہے اور قرآن نے اس میں بڑی مدد پہنچا رکھی ہے"

بدبختی یہ ہے کہ مسلمان قرآن کو سمجھتے ہی نہیں انہوں نے تو اسے برکت و ثواب کے لئے طوطے کی طرح پڑھ لینا اپنا شغل بنا لیا ہے نہ وہ سمجھتے ہیں اور نہ انہیں کوئی سمجھاتا جن مغربیوں نے اسے سمجھا اور بصیرت حاصل کی وہ اس کے شیفتہ ہو بن گئے اور تعصب کے باوجود اس کی قیمت کا اعتراف کیا۔ یہ علوم و فنون کی انسائیکلوپیڈیا ہے اور تنہا ایک ہی کتاب انسان کو کامل بنا دینے اور مسلمانوں میں عمر، سعد اور خالد پیدا کرنے کے لئے کافی ہے کتنی شرم کی بات ہے کہ مغرب اعتراف کرے اور ہم غافل رہیں کاش مسلمان پھر مسلمان بنیں اور سمجھیں کہ مسلمان بننے اور اسلامی انوار سے کسب ضیا اور اسلام سے ہی ترقی کر سکتے ہیں ان کی عظمت و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے

خیر القرون قرنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ سب سے بہتر قرن حضور ہی کا ہے اور اسلام نے جو منازل ترقی قرن اول میں طے کئے وہ دوسرے قرون میں اس سرعت کے ساتھ نہیں ہوئے اس لئے اگر آپ اسلام کی ابتدائی ترقیوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تاریخ قرن اول، **فردوس آسیہ** پڑھیے اس میں تاریخ محمدی سے لیکر وفات رسول تک بشرح و بسط حالات ہیں اس کے بعد حالات خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ مع حالات خلافت حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ مع حالات خلافت اور تاریخ آفرینش اسلام مع جنگ صفین اس کے بعد سوانحات امامین ہمامین مع حالات شہادت ان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات تو بہت ہی دردناک اور قیامت خیز ہیں کتاب اپنی جامعیت اور تفصیل کے لحاظ سے بہت بڑی کہ ۲۴۰ صفحات کے بہترین مضامین ہیں۔ قیمت فی جلد ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک کل دو روپیہ (عما)

ملنے کا پتہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

رسول کریمؐ بحیثیت معلم معاشرت

از جناب مولوی شریف احمد صاحب مراد مارہروی

حضرت سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک ہی میں رسالت کو پوری کامرانی حاصل ہو چکی تھی پورا اقتدار ہاتھ میں آگیا تھا کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہی تھی تمام عرب حدود شام سے لیکر عدن تک فتح ہو چکا اور مدینہ کی سرزمین میں زر و سیم کا ایک سیلاب آچکا تھا لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی زندگی میں اس انقلاب نے سر مو کوئی انقلاب پیدا کیا ہو اور آپ کی صفات عالیہ اور مکارم اخلاق میں کسی کے کوئی فرق محسوس کیا ہو وہی انکسار اور فروتنی رہی اخلاق و مروت وہی غربا پروری اور عدو نوازی وہی لینت و نرمی اور وہی عفو و رحم اور تحمل و کرم جو انتہائی مصائب و نوائب کے عالم میں رسالت کا طغرائے امتیاز بنا رہا آخر تک قائم تھا مصنفین یورپ کے سامنے چونکہ بدھ، زرتشت، شنکر اچارج، کنفیوشس، حضرت عیسٰی کی زندگیاں ہیں۔ راہبوں کی راہبانہ زندگی اور سادھوؤں اور مذہبی پیشواؤں کا تجرد اور ان کی فقیرانہ زندگی ہے اس لئے اصل حقیقت تک تو ان کی نگاہیں کم پہنچتی ہیں اور پہنچتی بھی ہیں تو وہ تسلسل و تنوع عنوانات کی الجھنوں میں پھنس کر رہ جاتی ہیں وہ جھٹ کہہ اٹھتے ہیں کہ جب تک آنحضرت مکہ میں رہے پیغمبر تھے لیکن مدینہ میں آتے ہی بادشاہ بن گئے اس کا ثبوت اگر ان سے پوچھا جائے تو وہ اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکیں گے کہ محاربات و غزوات شروع ہو گئے فتوحات کے سیلاب نے زر و جواہر کے ڈھیر سامنے لگا دیئے جنھیں تین تین وقت روٹی نہ ملتی تھی وہ تھیلیوں اور اشرفیوں کے مالک بن گئے۔

رسالت کا جدید فریضہ

اگر یہ لوگ یہ بھی سمجھ لیتے کہ اسلام محض نجات کی پرانی راہ دکھانے نہ آیا تھا وہ دین اور دنیا کی تقسیم کا حامی نہ تھا وہ اعلان کر رہا تھا کہ خدائے عز و جل رب العالمین ہے۔ دینداروں اور دنیاداروں دونوں کا مالک ہے جو اس کے احکام پر چلے گا وہ دونوں جگہ اور دارین کی عزت و عظمت کا حامل ہوگا دنیا میں بھی عیش کرے گا اور آخرت کی نعمتوں سے بھی بہرہ ور ہوگا آپ کے پیغمبرانہ فرائض میں رہبانیت کا قلع قمع کرنا بھی تھا کیونکہ قرآن کریم میں ایسی ہدایات موجود تھیں اور رہبانیۃ ابتدعوھا کہکر نصاریٰ کو ملامت بھی کی گئی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ نے جائز وسائل سے پیدا کی ہوئی دولت کو اچھا بتایا اس کی ترغیب دی اور لوگوں کو ہدایت کرتے رہے کہ حسب حیثیت کھانے پینے اور پہننے سے احتراز نہ کرو بلکہ ایسا ہی کھاؤ پہنو جس سے ظاہر ہو کہ تم پر فضل ربانی کی بارش ہو رہی ہے گو یہ ضرور ہے کہ کبھی کبھی آپ نے اچھے کپڑے بھی پہنے اور اچھے کھانے بھی کھائے اس لئے کہ ان کی ممانعت اسلام میں نہ تھی نہ اسلام سے کوئی معیوب چیز سمجھتا تھا لیکن آپ کا حقیقی میلان زخارف دنیوی سے اجتناب تھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فرزند آدم کو ان چند چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا حق نہیں رہنے کے لئے گھر ستر پوشی کے لئے ایک کپڑا اور شکم پری کے لئے روکھی سوکھی روٹی اور پانی (ترمذی)

لیکن یہ ذاتی رجحان کا مسئلہ ہے اور انسانی معیشت کا ایک سادہ اصول آج بھی بڑے بڑے دولتمندوں سے سوال کرو گے کہ انسان کی حقیقی ضروریات کیا ہیں تو وہ یہی جواب دیگا۔

اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ اچھے کھانے اور اچھے پہننے کو برا سمجھتے تھے آپ نے اس عیش کو برا اور اس دولت کو ضرور مذموم بتایا جو خدا سے بندہ کو غافل کرنے والی ہو اور جو مقصود بالذات بنجائے لیکن جو دولت اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے جس سے مخلوق خدا کو بھی فائدہ پہنچے اور دولتمند خود بھی فائدہ اٹھا سکے تو آپ نے صد ہزار برکات و حسنات کا باعث بتایا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ قابل رشک دو شخص ہیں ایک وہ دولتمند جسے خدا نے دولت و ثروت عطا کی اور پھر اسے جائز طور پر صرف کرنے کی توفیق بھی ملی۔ ایک وہ جسے علم و حکمت ملی اور اس نے اس پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی (بخاری) بخاری شریف ہی میں حضرت ابن عباس سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے ایک تندرستی دوسرے فراغت۔ ایک موقعہ پر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فخر و مباہات کے لئے مال جمع کرتا ہے اللہ تعالیٰ حشر کے دن اس پر غضبناک ہوگا۔ اور جو شخص سوال سے بچنے اور اپنی اہل کی حفاظت کی غرض سے مال حاصل کرتا ہے قیامت کے روز اس کا چہرہ مثال چہار دہم درخشاں ہوگا۔ آپنے یہ بھی صراحت کی ہے کہ اپنے عیال کے لئے جائز وسائل سے مال حاصل کرنا جہاد فی سبیل اللہ کے ثواب کے برابر ہے اور ایمانداری و دیانت سے دنیا طلب کرنے والا شہدا جیسا درجہ حاصل کرے گا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو جائز عیش جائز لذت اندوزی اور جائز دولتمندی سے کبھی نہیں روکا بلکہ زبردست سے زبردست الفاظ میں اس کی تلقین و ہدایت کی اور یہ چاہا کہ میری قوم اور اللہ کے بندے دین و دنیا دونوں کے لذائذ و نعائم سے فائدہ اٹھائیں مگر اللہ سے غافل اور اصلاح نفس سے بے پروا نہ رہیں رسول کریم کی زندگی حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ غربت میں بسر ہوئی پیہم دو دو ماہ تک چولھے میں آگ نہ جلتی تھی پانی اور کھجور میں گذر ہوتی تھی کبھی کبھی ہمسائے بکری کا دودھ بھیجدیتے تھے تو اسے پیکر سو رہتے تھے۔

زہد و قناعت

آپ نے تمام عمر کبھی چپاتی کی صورت نہیں دیکھی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مدینہ کے قیام سے لیکر وفات تک کے وقت تک آپنے کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ ایک دفعہ ایک فقیر نے آکر کہا سخت بھوکا ہوں آپ نے آٹھوں گھروں میں کہلا بھیجا مگر ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹ بدل رہے ہیں۔ ایک صحابی نے اپنی فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے جو شکم کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے تھے

ایک روز دوپہر کے وقت بھوک میں گھر سے نکلے راہ میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ ملے یہ دونوں بھی ہمراہ ہو گئے آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان پر پہنچے وہ اپنے نخلستان سے ایک خوشہ توڑ کر لائے اور پیش کیا اور عجلت سے بکری ذبح کر کے نصف کے کباب بنائے اور نصف بھون کر کھانا سامنے لا کر رکھا آپ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہ کو بھجوا دو کئی روز سے اسے کھانا نصیب نہیں ہوا ہے پھر صحابہ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا یا متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھ میں آنسو بھر گئے اور فرمایا کہ خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت میں نعیم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔ فدک اور خیبر وغیرہ کی آمدنی میں سے آپ بقدر نفقہ لے لیا کرتے تھے اور باقی سب خیرات کر دیا کرتے تھے لیکن صورت یہ تھی کہ آپ اپنے لئے جو کچھ لیتے تھے وہ بھی اہل حاجت کے نذر ہو جاتا تھا انتہا یہ ہے کہ آپ قرض لے کر بھی اہل حاجت کی ضروریات پوری کر دیتے تھے اور جب کبھی پاس نہ رہتا تو قرض منگا کر دے دیتے تھے ... بار بار آپ کے پاس آتے لیکن اس کا یہی علاج ہے کہ آپ جلدی سب بانٹ دیتے نا ممکن تھا کہ تین رات تک کوئی چیز آپ کے پاس باقی رہ جاتی ... یہودی کا ... اختیار کر لیا ... مسائل کو دیکھتے تو ... جاتے تھے۔

رسول کریمؐ کی معاشرت

گو آپ کی زندگی زاہدانہ تھی مگر ... بھی ... لذت ... اچھا کھانے اور اچھا پہننے سے یہ نہیں کہ نفرت ہی تھی مگر ... آپ اپنے ... طرف سے بار بار ... سمجھتے تھے اہل و عیال کی ... آپ کے ذمہ تھی کسی کو ... خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے اس لئے ہزاروں درہم و دینار کے متواتر وصول ہونے کے باوجود آپ کے پاس اتنا رہتا ہی نہ تھا کہ اطمینان سے کھا پی سکیں آپ اہلبیت کی ضروریات پر غرباء کی ضروریات کو مقدم سمجھتے تھے۔ بیٹی فاطمہ ... ازواج مطہرات کی طرف سے مطالبہ ہوتا تھا کہ آپ کچھ دیتے ... ساری عمر یہی حالت رہی جو آیا تقسیم کر دیا ... اس صورت میں کہ عام مسلمان غریب ہوں خود اچھا پہننا اپنے اہلبیت کو ... ہوتا تھا آپ نے حضرت عائشہ حضرت فاطمہ اور حضرت علی کے زیور ... ناگواری کا اظہار کیا تھا کہ اہلبیت تو آرام کریں اور عام مسلمان تکلیف میں رہیں ... طبیعت سادگی پسندی کی ... زاہدانہ زندگی اور غرباء پروری میں لطف آنے لگا تھا یہ بھی خیال تھا کہ معاندین اور معتقدین اہلبیت کے آرام و عیش دیکھ کر باتیں نہ بنائیں اور اپنے اصلی فریضہ یعنی اشاعت اسلام میں روک پیدا ہو اس لئے آپ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے کہ مقدم تبلیغ اسلام ہے نہ کہ ذاتی عیش

ورنہ آپ کا خود فرمان تھا کہ ترک دنیا اسلام میں کوئی چیز نہیں اللہ تعالیٰ نے بھی اسے بڑا اور قابل ملامت بتا ہی چکا تھا ... جاری ہو چکا تھا کہ جو آرام آسائش کی چیزیں ہم نے جائز کی ہیں انہیں کیوں ترک کر کے رہبانیت اور ... سے بھی ... تاہم آپ محض زاہدانہ حیات پر اکتفا کر لیتے جب کبھی موقع ہوتا ہے اور ... کوئی چیز بچ رہی ہے تو آپ نے اسے ضرور استعمال کیا ہے نجاشی نے جو موزے بھیجے آپ نے اسے استعمال کیا ہے یمن کی

دھاری دار چادریں جو اس زمانہ میں بہت اچھی سمجھی جاتی تھیں آپ کو پسند تھیں بعض اوقات شامی جبائیں استعمال کی ہیں آپ نے حلہ حمرا اور سیاہ سرخ سبز زعفرانی ہر رنگ کے کپڑے پہنے ہیں لیکن سفید رنگ بہت مرغوب تھا بعض اوقات اس قسم کی چادریں اوڑھی ہیں جن پر کجاوے کی شکل بنی ہوئی تھی۔

خوش لباسی

جاہ پسندی اور تکلف سے جو کچھ کراہت تھی اس کا باعث یہی اسباب تھے جو سطور بالا میں مذکور ہوئے ورنہ آپ نے کبھی کبھی خوشنما اور بیش قیمت لباس بھی استعمال کئے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس حروریہ کے پاس سفیر ہو کر گئے تو وہ نہایت قیمتی یمنی کپڑے پہنے ہوئے تھے حروریہ نے کہا کہ یہ کیا لباس ہے فرمایا کہ تم مجھ پر معترض ہو حالانکہ میں نے خود رسول اللہ کو بہتر سے بہتر لباس میں دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس بہت متقشف بزرگ تھے آپ نے بازار سے ایک شامی حلہ خریدا گھر آ کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس پر سرخ دھاریاں تھیں جا کر واپس کر آئے حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسماء کو جو معلوم ہوا تو آپ نے رسول اکرم کا جبہ منگوا کر دکھایا کہ دیکھو اس کی جیبوں آستینوں اور دامن پر ریشمی سنجاف تھی۔ بعض امراء و سلاطین نے آپ کو نہایت قیمتی کپڑے ہدیۃً بھیجے آپ نے انہیں قبول بھی فرمایا اور کبھی کبھی پہنا بھی زرد اور سفید رنگ بہت پسند تھے سرخ ناپسند تھا مگر عورتوں کے لئے اس کے استعمال کو جائز رکھتے تھے

نظافت پسندی اور عطریات

عرب کی حالت اس زمانہ میں بہت خراب تھی تمدن سے ناآشنا تھے جہاں کھڑے ہوتے تھوک دیتے مسجدوں میں بھی تھوک سے باز نہ آتے تھے آپ اسے نہایت ناپسند کرتے تھے اور خود چھڑی سے کھرچ دیتے تھے کبھی کبھی اس جگہ خوشبو کی انگیٹھیاں سلگائی جاتی تھیں جن میں بعض اوقات کافور جلایا جاتا تھا ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ انہیں دھو لیا کرے اسی طرح ایک شخص خراب کپڑے پہنے ہوئے خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے استفسار کیا تمہیں کچھ مقدور حاصل ہے بولا ہاں آپ نے فرمایا جب خدا نے نعمت دی ہے تو صورت سے بھی اس کا اظہار ہونا چاہیئے۔ رسول کریم مشک و عنبر بھی اکثر استعمال کرتے تھے۔

ایک روز مسجد میں کاروباری لوگ میلے کپڑے پہنے چلے آئے جگہ تنگ تھی پسینہ کی بو تمام مسجد میں پھیل گئی رسول کریم نے فرمایا کہ اگر آج نہا لیتے تو اچھا ہوتا اسی روز سے غسل جمعہ ایک شرعی حکم بن گیا۔ ایک شخص کے بال پریشان دیکھ کر فرمایا اس سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ بالوں میں کنگھی کر لیا کرے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ جمعہ کے روز مساجد میں خوشبو کی انگیٹھیاں جلائی جایا کریں اہل عرب صفائی و نظافت پسندی کے نام تک نہ جانتے تھے راستہ میں یا درختوں کے نیچے بول و براز پھرنا ... رستے میں پیشاب کرنا عادتوں اور کانوں میں تھوکتے پھرنے اور پسینے سے تر کپڑے پہننا عام بات تھی آپ نے اس سلسلہ میں خاص انتظامات کئے اور ان امور اور اس گندگی سے منع فرما کر صفائی و نظافت غسل اور صاف کپڑے پہننے کی خاص ہدایت کی پیشاب کے چھینٹوں سے بچانے یا استنجا کرنے کا بھی رواج ہی نہ تھا آپ نے دو قبریں راہ میں دیکھ کر فرمایا ان میں سے ایک صاحب قبر پر محض اس وجہ سے عذاب ہو رہا ہے یہ اپنے کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا۔ غسل و صفائی کی بہت ہدایت کرتے اور تازہ

وضو کی تاکید فرماتے۔

خوشبویات اور عطریات بہت پسند تھے کوئی خوشبو کی چیز کوئی ہدیۃً بھیجتا تو کبھی رد نہ فرماتے ایک خاص قسم کی عطر جسے سکت کہتے تھے ہمیشہ آپ کے استعمال میں رہتا تھا صحابہ کہتے ہیں کہ آپ جس گلی سے نکل جاتے وہ معطر ہو جاتی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کو ایسا عطر اور ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہیئے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کو ایسی کہ رنگ نظر آئے اور خوشبو نہ پھیلے۔

اس سے کسی قدر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی غربت بعسرت ایسی نہ تھی جیسی کہ ظاہر آتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے کپڑے بوسیدہ ہوں مگر صاف و شفاف اور معطر رہتے تھے اور پسینہ کی بو آتی تھی فوراً اتار کر دھو لیتے اور غسل کرتے تھے آپ نے ایک دفعہ اون کی چادر اوڑھی پسینہ جو آیا فوراً اتار کر رکھ دی۔ بیاز لہسن اور بودار چیزوں سے سخت نفرت تھی حکم تھا کہ انہیں کھا کر کوئی مسجد میں نہ آئے۔ عام لباس چادر قمیص اور تہبند تھا ایک دفعہ پاجامہ بھی استعمال فرمایا مردوں کی عادت نہ تھی لیکن پاجامہ کو استعمال ہی کیے عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا جس کے شملے سر سے لٹکتی ہوئی ہوتی تھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں یہی امتیاز ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں (ابو داؤد)

غذاء و طعام

قناعت اور ایثار کا یہ عالم تھا کہ اس کے باعث اکثر فاقہ سے ہوتے رہتے تھے عمر بھر چپاتی کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی تاہم آپ سرکہ شہد علاوہ ایک اور کھانا جو کی بھوسی اور کھجور ڈال کر پکایا جاتا تھا آپ کو بہت مرغوب تھا آپ نے گوشت کے اقسام سے دنبہ بھیڑ مرغ کو زیادہ پسند کیا گوشت زیادہ بکری اور اونٹ کی گوشت کھایا ہے دست کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا متعدد روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ کو گوشت بہت مرغوب تھا اور گوشت ..... فرمایا کرتے تھے ..... کھیرے ..... تھے ..... ایک وقت ..... اور ..... کبھی آپ نے ..... کھجوریں روٹی کے ساتھ بھی لیتے تھے۔

حضرت صفیہ کے نکاح میں آپ نے ولیمہ کی کھانا ہی کیا جو صرف ستو اور کھجور پر مشتمل تھا دودھ بہت پیا کرتے تھے کبھی خالص اور کبھی اس میں پانی ملا لیتے تھے کشمش انگور اور کھجور پانی میں بھگو دی جاتیں اور جب ..... پی جاتا ..... پانی ..... ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا ..... کبھی ..... تھا ..... کھانے ..... ہاتھ ..... سے کھاتے تھے ..... کھانے کی ہدایت کے متعلق ایک حدیث مشہور موجود ہے یہاں ابو داؤد نے اسے ضعیف کہا ہے

سواری کا شوق

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا اور آپ اسے بہت پسند کرتے تھے یوں سوار ہونے کو آپ اونٹ خچر اور گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے آپ کی سواری کے لئے جو گھوڑا مخصوص تھا اس کا نام لحیف تھا خچر کا نام دلدل اور ..... اونٹوں کا نام قصواء اور عضباء اور گدھے کا عفیر تھا گھوڑوں کے کھیل بہت پسند تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا ایک گھوڑا اسکب نامی تھا ایک دفعہ آپ نے اسے بازی میں دوڑایا اور جب اس نے بازی جیت لی تو آپ کو بہت مسرت ہوئی۔

مدینہ منورہ سے باہر ایک وسیع میدان جہاں سیل طویل و عریض تھا اس میں آپ گھوڑ دوڑ لی شق ..... کرتے تھے گھوڑ دوڑ کی تمام انتظام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تفویض کر دیا گیا تھا انہوں نے اپنی طرف سے یہ خدمت ایک اور صاحب سراقہ بن مالک کو سپرد کر دی تھی پہلے گھوڑوں کی صفیں قائم کر دی جاتی تھیں اور تین دفعہ پکارا جاتا تھا کہ جسے لگام درست کرنی ہے یا کسی کو دور رکھنا ہے یا زین الگ کرنی ہے وہ اس دفعہ میں کرلے جب کوئی آواز نہ آتی تھی تو تین تکبیریں کہی جاتی تھیں اور تیسری تکبیر پر گھوڑے میدان میں ڈال دیئے جاتے تھے اگر گھوڑے کے کان دوڑنے میں آگے نکل جاتے تھے تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ آگے نکل گیا اور بازی لے گیا۔

حضرت علی رضؓ کا طریقہ تھا کہ آپ خود میدان کے انتہائی اور آخری سرے پر بیٹھ جایا کرتے تھے ایک خط کھینچ دیا جاتا تھا اور دو آدمی اس خط کے دونوں کناروں پر کھڑے کر دیئے جاتے تھے گھوڑے انہی دونوں آدمیوں کے درمیان میں ہو کر نکلتے تھے اس کھیل نے اس زمانہ میں بڑی دلچسپی پیدا کر دی تھی اور اس گھوڑ دوڑ کو دیکھنے کے لئے بڑا مجمع ہوتا تھا آپ کے نزدیک یہ کھیل بہت دلچسپ بہت مردانہ اور بہت مفید تھا۔

اونٹوں کی دوڑ بھی اسی طرح ہوتی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ عضباء ہمیشہ اس دوڑ میں بازی لیجاتا تھا ایک دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ ایک بدوی نے اونٹ کو پکڑ اس سے بازی لی تو اس کی اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو عضباء کے ہارنے کا بہت صدمہ ہوا آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں "خدا پر حق ہے کہ دنیا کی جو چیز گردن اٹھائے اسے نیچا کرے"

گھوڑوں کی دم کاٹنے کو منع فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مکھیاں اڑانے کے لئے یہ ان کا قدرتی مورچھل ہے۔ گھوڑے کے تمام رنگوں میں آپ کو کمیت صندلی اور مشکی رنگ بہت پسند تھے۔ اب غور کیجئے کہ دنیوی اعتبار سے آپ کی زندگی کتنی پاکیزہ کتنی سادہ، کتنی شائستہ اور کتنی سبق آموز تھی تمام دنیوی فرائض آپ نے بدرجۂ احسن ادا کئے غریبی اور فاقہ کشی کی تکلیف ضرور اٹھائی لیکن چیزیں سب اختیاری تھیں کمال شرف تو یہی ہے کہ شہنشاہی میں گدائی کی جائے یہی آپ نے کیا مگر بطریق احسن۔

شرطیہ چھ ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ سوسن صاحب کی انگلش ٹیچر کا سبق سمجھکر روزانہ پڑھ لینگے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تین ہزار فروخت ہوئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریباً ..... صفحات قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۶ کل عہ

(منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے)

رسول کریم بحیثیت تاجر

(سیٹھ عبداللہ ہارون صاحب، فورٹ، بمبئی)

تجارت معیشت انسان کا ایک سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ گرانقدر جزو ہے یہی ایک اتنا اور ایک ایسا پیشہ ہے جو انسان کو فارغ زندگی کی انتہا پر فائز کر دیتا ہے اور اسی کی بدولت بنی نوع بشر ایک کامیاب اور مسرور زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں آپ نے اپنی حیات قبل نبوت اس شریف پیشہ کو اختیار کیا اور اپنی تعلیمات میں اسے ایک اہم درجہ عطا فرمایا کسب معیشت کی بہت سی اقسام ہیں مثلاً صنعت حرفت زراعت تجارت ملازمت وغیرہ لیکن تجارت کو ان سب پر فوقیت حاصل ہے اور اس لئے حاصل ہے کہ اس میں انسان کی بہترین ذہنی و دماغی طاقتیں مصروف رہتی ہیں نفسیات انسانی کے نازک پہلوؤں تک انسانی نگاہ پہنچتی ہے اخلاقی تربیت ہوتی رہتی ہے خدائے وحدہ لاشریک پر توکل رکھتا ہے سعی و محنت کی عادت پڑتی ہے کیونکہ اس میں جتنی محنت کی جائے اتنے ہی زیادہ نفع کی توقع ہوتی ہے اور دماغ و عقل جس قدر اعلیٰ سوجھ اور کام میں لائی جائیں اتنا ہی کاروبار ترقی پاتا ہے مصروفیت زیادہ رہتی ہے جو انسان کو فضول و لغویات کی طرف مائل ہونے کی فرصت ہی نہیں دیتی اخلاق حسنہ ترقی پذیر ہوتے ہیں اس لئے کہ جتنی خوش خلقی اور خوش مزاجی سے کام لیا جائے اتنے ہی خریدار اس کی طرف مائل ہوتے ہیں دست و بازو کام میں لگے رہتے ہیں عقل و دماغ تدابیر کامیابی سوچنے میں مصروف رہتے ہیں قلب خدا کی طرف مائل رہتا ہے اور زبان و قلب دعا میں کہ خدا اسے اچھی برکت دے اور کاروبار چمکائے گا اور خریداروں کو مائل کرے گا توکل کی خو روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور تاجر اپنی کامیابی کے لئے اپنے دست و بازو اور عقل و دماغ کے ساتھ حقیقی بھروسہ خدا ہی پر رکھتا ہے اور بڑے سے بڑے دہریئے اور ملحد تاجر تک خدا کی اعانت اور امداد پر منحصر ہو جانے کے عادی ہو جاتے ہیں۔

نفع کے ساتھ شوق و ہمت اور جرأت و حوصلہ میں ترقی ہوتی ہے وہ کاروبار کو دلیری کے ساتھ وسعت دیتا چلا جاتا ہے اور توکلت علی اللہ کہہ کر اپنی دولت محض اعانت الٰہی کے بھروسہ پر خاک میں جھونک دیتا ہے اور جب منفعت ہوتی ہے تو یہ اعتقاد اور بڑھتا اور تقویت ایمان کا باعث بنتا چلا جاتا ہے وہ اپنے کاروبار کے تحفظ و ترقی کے لئے سب سے محبت اور اخلاص سے ملتا اور لڑائی جھگڑوں سے گریزاں رہتا ہے جس سے تمام امن میں امداد ملتی ہے نفع بیشمار ہوتا ہے تو وہ بنی نوع انسان کے مفاد کے لئے بیشمار روپیہ خرچ کرتا ہے چونکہ کاروبار میں ہر قوم اور ہر طبقہ کے افراد سے تعلق رہتا ہے اس لئے تعصب و تنگ دلی کے جذبات دن بدن ضعیف سے ضعیف تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور ایثار و اخلاص کی عادت پڑ جاتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ کاروبار میں بے احتیاطی نقصان عظیم کا باعث بن جاتی ہے اس لئے غور اور سمجھ سے کام لیتا ہے ۔۔۔ ہوشیاری اور عاقبت بینی کے جوہر پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں ذرا سی لغزش اور معمولی حرص بھی رسوائی اور بدنامی اور شہرت کے مجروح ہو جانے کا باعث بن جاتی ہے اس لئے وہ اپنے کاروبار میں پوری دیانتداری نیک نیتی اور راستبازی سے کام لیتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ خصائل اس کی فطرت کا جزو بن جاتے ہیں اور وہ اپنا معاملہ بھی صاف رکھتا اور دیانتداری سے کام لیتا ہے پھر چونکہ یہ پیشہ بہت نفع خیز اور جلد دولت مند بنانے والا ہوتا ہے اس لئے اس کے روپیہ اور اس کی دولت سے جمہور، حکومت اور تمدن کو بھی بڑی امداد ملتی ہے اور غریب عوام کے لئے اس سے کافی موقعہ ملتا ہے غرض تجارت ایسا شریف اور بزرگانہ پیشہ ہے جس سے تمام انسانی محاسن و مکارم انسان میں تدریجی طور پر پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں اخلاقی و دماغی تربیت ہوتی رہتی ہے انسان کے تمام قوا کام میں لگے رہتے ہیں اور انسان ایک مسرور با عزت اور پر عیش زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتا ہے خود بھی عیش کرتا ہے اور اس کی بدولت مخلوق انسانی کے ایک بڑے حصہ کی پرورش و خدمت ہوتی رہتی ہے اسی لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس پیشہ کو خود بھی اختیار کیا شریفانہ پیشہ بھی بتایا اور موثر سے موثر اور پرزور سے پرزور الفاظ میں مسلمانوں کو اسے اختیار کرنے کی ہدایت کی اور کرتے رہے انتہا یہ ہے کہ آپ نے فرمایا تجارت کرو اس لئے کہ خدا نے رزق کے جو دس حصے مقرر فرمائے ہیں ان میں سے نو حصے تجارت ہی میں آگئے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ تجارت کو کسب حلال کے تمام ذرائع و وسائل میں تجارت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور سب سے زیادہ اور جلد مالدار بنانے والا پیشہ ہے اور انسان ضرور کامیاب ہوتا ہے اس لئے کہ جب نو حصے رزق اسی میں ہے تو سب نہیں تو چند حصے تو ضرور ہی ہاتھ آئیں گے اور دنیا کا روزانہ کا مشاہدہ بھی ۔۔۔

رسول کریم کی کاروباری تعلیمات

صنعت و حرفت یا زراعت، ملازمت کی آمدنی پھر محدود رہتی ہے اور بصورت جنس ہوتی ہے کہ ایک کے ہزار اور لاکھ بنیں اور تمام جمہور سے براہ راست ان کا تعلق ہو محنت کے مطابق نفع بھی نہیں بڑھتا اور ترقی پھر بھی محدود رہتی ہے مگر تجارت کی ترقیات غیر محدود اور بے پایاں ہیں اور انسان جتنی محنت و تدبیر اور توکل سے کام لے اتنی ہی ترقی ہوتی جاتی ہے حضرت سعد بن الربیع ایک دولتمند انصار تھے مدینہ منورہ میں سلسلہ مواخات قائم ہوا تو عبدالرحمن بن عوف ان کے بھائی قرار پائے اور انہوں نے انہیں نصف حصہ میں شریک بنا لینا چاہا جب انہوں نے ایک ایک چیز کا بانٹ کر عبدالرحمن سے نصف لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا خدا یہ سب آپ کو مبارک کرے مجھے آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے سعد نے قینقاع کا جو مشہور بازار تھا اس کا راستہ بتا دیا آپ نے وہاں پہنچ کر بازار کے ڈھنگ اور خرید و فروخت کے طریقے پر ایک نگاہ ڈالی اس کے بعد آپ نے کچھ تھی وغیرہ خرید کر اسے فروخت کیا شروع کیا چند ہی دنوں میں اتنا سرمایہ ہو گیا کہ آپ نے شادی کی رفتہ رفتہ ان کی تجارت کو وہ ترقی نصیب ہوئی کہ ان کا خود قول تھا کہ خاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو میرے لئے سونا بن جاتی ہے ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس روز مدینہ پہنچتا تھا تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔ (اصابہ)

دیکھئے اور غور کیجئے کہ محنت و تدبیر اور توجہ و توکل نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ایک مختصر و قلیل مدت ہی میں کیا سے کیا بنا دیا اور آپ کی تجارت کس قدر حیرت انگیز ترقی کر گئی۔

آپ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ مدینہ منورہ پہنچتے ہی متعدد صحابہ نے تجارت شروع کر دی اور بڑی دولت پیدا کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سنح میں تھا ہاں وہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنو قینقاع کے بازار میں کھجور کی خرید و فروخت کرتے تھے ہزاروں روپیہ پیدا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے اور ان کی تجارت ایران تک پہنچ گئی تھی اور صحابہ بھی چھوٹی بڑی تجارت کرنے لگے تھے حضرت ابوہریرہ پر جب کثرت روایت کی وجہ سے اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا کیا قصور ہے لوگ بازار میں تجارت کرتے تھے اور میں بارگاہ نبوت میں حاضر رہتا تھا ان صحابہ نے بھی بڑی ترقی حاصل کی۔

کسب معاش فرض ہے

اسلام نے دین اور دنیا دونوں کو ساتھ رکھا ہے اور کسی کو نظر انداز نہیں ہونے دیا کسب معیشت اور تجارت کی نسبت جو اہتمام کیا ہے اور جس کثرت سے اس کی ترغیب دلائی اور ہدایتیں کرتے رہے اس کی مثال آپ کو دنیا کے اور کسی مذہب میں نہ ملے گی اگر ذرا ان تعلیمات کو سمجھ کر عمل شروع کر دیں تو چند ہی سالوں میں ان کی کایا پلٹ ہو جائے افسوس یہ ہے کہ دین کے اس حصہ کو ترک ہی کر دیا گیا حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے "افضل الجہاد" اور "افضل العبادت" بتایا ہے اور بتانا چاہتے تھے اس لئے کہ جس کو اپنی گرسنگی سے فرصت نہ ہو وہ دین کی کیا خدمت انجام دے سکتا ہے اور جو خود محتاج ہو وہ خیرات، زکوٰۃ اور حج کے ثواب سے کس طرح متمتع ہو سکتا ہے آپ نے کسب معیشت کو اسی لئے عبادت و جہاد کا درجہ دیا ہے کہ مسلمان جوش خدا پرستی میں دنیا سے غافل ہو کر رہبانیت کے جنگل میں نہ پھنس جائیں اور اپنی زندگیاں خراب نہ کر لیں آپ نے فرمایا "طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" یعنی فریضہ الٰہی کی ادائیگی کے بعد حلال روزی کی طلب کرنا فرض ہے آپ اسے مستحب یا سنت یا مباح قرار نہیں دیتے بلکہ فرض بتاتے ہیں اور فرض ایسی اہم چیز ہے جسے انسان معصیت کی گندگی سے بری طرح آلودہ ہوئے بغیر ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اس سے رہبانیت، ترک دنیا اور جوگی پن کی بھی شدید تنقیص لازم آتی ہے اور یہ چیزیں معصیت ٹھیرتی ہیں پھر اسی پر اکتفا نہیں ہوتی بلکہ صاف اور غیر مبہم الفاظ میں "افضل الاعمال الکسب من الحلال" فرماتے ہیں اور ایک اور موقع پر کہتے ہیں "طلب الحلال جہاد" خود ہی سوچئے کتنے مسلمان ہیں جو کسب حلال کو بھی "افضل الاعمال" اور سب سے بڑا ثواب کا کام سمجھتے ہوں اور طلب الحلال کو اتنا ہی بڑا اور اعلیٰ فرض سمجھتے ہوں جتنا کہ جہاد ہے یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ جہاد بہت ہی بڑے ثواب کی چیز ہے اور فرض ہے لیکن یہ بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کسب حلال بھی اسی جیسا افضل ہے اگر مسلمانوں کے سامنے تواتر کے ساتھ یہ تعلیم پیش کی جائے اور وہ اس کی اہمیت ذہن نشین کر لیں تو دنیا میں کوئی ایک مسلمان بھی بیکار اور مفلس نہیں رہ سکتا اسلام کے نزدیک یہ ایک ایسی پستی ہے کہ وہ عیسائیوں کے راہبوں، سنیاسیوں کے سادھوؤں اور دیگر مذاہب کے فقراء کی طرح بیکار رہ کر عبادت کرنے ہی کو ثواب عظیم اور زہد و تقدس سمجھنے لگے ہیں انھیں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ اور مذاہب میں یہ چیزیں ثواب کا باعث ہوں تو ہوں لیکن اسلام میں اسے باعث عذاب قرار دیا گیا ہے اور اپنی لاعلمی سے وہ جس چیز کو ثواب یا مقدس زندگی کا مظہر سمجھ بیٹھے ہیں وہ درحقیقت ایک معصیت عظیم ہے جب ہمارے علماء سارا زور عبادت ہی پر دیں گے تو ظاہر ہے کہ دیگر امور کی اہمیت نظر انداز ہو جائیگی حالانکہ اسلام میں کسب حلال بھی عبادت ہی کا درجہ رکھتا ہے اور یہ بھی عبادت ہی کی برابر ثواب کا کام ہے حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے "طلب الحلال مثل مقارعۃ الابطال فی سبیل اللہ ومن بات عیا من طلب الحلال بات واللہ عنہ راض" یعنی حلال کی طلب کرنا ایسا ہے جیسا خدا کی راہ میں بہادروں سے لڑنا اور جو شخص رات کو روزی کی طلب میں تھک کر سو جاتا ہے تو وہ ایسی حالت میں سوتا ہے کہ خدا اس سے خوش ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے "ان اللہ تعالیٰ یحب ان یری عبدہ تعبا فی طلب الحلال" یعنی خدا تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے بندہ کو رزق حلال میں دیکھے کہ وہ طلب حلال میں تھک کر سو گیا ہے۔ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے "ان کان خرج یسعی علی ولدہ صغارا فھو فی سبیل اللہ وان کان خرج یسعی علی نفسہ یعفھا فھو فی سبیل اللہ وان کان خرج ریاء ومفاخرۃ فھو فی سبیل الشیطان" یعنی اگر کوئی شخص ایسی حالت میں گھر سے نکلا کہ اپنے بچوں کے لئے کوشش کے ساتھ رزق تلاش کرے تو خدا کی راہ میں نکلا اور اگر وہ اس غرض سے نکلا کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے لئے محنت کرکے رزق کمائے گا تو وہ بھی گویا خدا کی راہ میں نکلا اور اگر وہ اس غرض سے نکلا کہ اپنی ذات کے لئے کوشش کرے تو وہ بھی خدا کی راہ میں نکلا لیکن اگر وہ محض نمائش کے لئے نکلا تو شیطان کی راہ میں نکلا۔

"افضل الاعمال" اور تجارت

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول کریم کی اس بہترین تعلیم کو قطعی بھلا دیا اور ایسا بھلا دیا کہ کسی کا ذہن بھی اس طرف منتقل نہیں ہوتا کوئی سعی کرتا بھی ہے تو اسے "افضل الاعمال" یا خوشنودی رب کا ذریعہ سمجھ کر نہیں بلکہ دنیاداری سمجھ کر بلکہ وہ دل میں محسوس کرتا ہے کہ میں اس دنیاداری جیسے برے کام میں پھنس گیا ہوں اگر مجھے بھی اطمینان ہوتا تو زندگی عبادت اور روزہ نماز اور یاد الٰہی میں بسر کر دیتا عاقبت کی یہ کتنی اندوہناک مثال ہے اور یہی ہماری تمام ذلتوں اور رسوائیوں کی ضامن ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرمائیں "من مات فی طلب الحلال مات مغفورا لہ" یعنی جو شخص طلب حلال کی جدوجہد کرتے کرتے مر گیا وہ بخشا جائیگا اور مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ موت غفلت کی موت ہے اور جو کچھ ہے وہ نماز روزہ ہی ہے کسب معیشت بہترین اعمال، پاکیزہ ترین اعمال، افضل جہاد اور اس حالت میں موت کو باعث مغفرت تو بتائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم اپنی جہالت و بدبختی سے اسے دنیاداری کہیں، ان احادیث نبوی کو پڑھئے اور پھر سوچئے کہ اس سے زیادہ انسان کی ترغیب کے لئے اور کیا کہا جا سکتا

ہے اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ اور کیا ترغیب دی جاسکتی ہے کہ کسب معیشت عبادت بنا دیگئی۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دل و دماغ کسب معاش حلال کی تزئینات کا اس درجہ خوگر ہو چکا تھا کہ آپ بار بار صحابہ کو اپنے دست و بازو سے روزی پیدا کرنے کی طرف راغب کرتے تھے اور ایسے لوگوں کو تقرب بارگاہ و محبوبیت سے نوازتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ کے حضور میں تذکرہ کیا کہ فلاں شخص صائم الدہر اور قائم اللیل ہے اور یاد الٰہی میں رات دن مشغول رہتا ہے اور کسی سے کوئی سروکار نہیں رکھتا حضور نے دریافت فرمایا تو پھر کھانا کہاں سے ہے عرض کیا اس کا ایک بھائی ہے جو کماتا ہے خود بھی کھاتا ہے اور اسے بھی کھلاتا ہے آپ نے یہ سنکر فرمایا اخوہ افضل عنہ یعنی اس کا بھائی اس سے افضل ہے آپ نے خود ہی بہترین نمونہ پیش کیا اور اوائل زندگی سے لیکر دم واپسیں تک تجارت و فلاحت میں گذاری محنت سے زندگی بسر کی اور نہ صرف یہ کہ اپنے اہل و عیال کو کھلایا بلکہ مزید [illegible] یتیموں کی دستگیری کی۔

مشاہیر اسلام کی تجارت

آج کل کو علم دین پڑھانے والا اور کوئی [illegible] پاتے لیکن زمانہ سابق میں جن مسلمانوں نے [illegible] سے بہرہ حاصل کیا اور کسب حلال اور دست و بازو کی کمائی کی اہمیت کو سمجھا [illegible] کی طرح ان اعلام دین کی تحصیل کی طرف توجہ کے ساتھ [illegible] علماء و اتقیا [illegible] کے پیش نظر [illegible] علم سمجھتے اور [illegible] اختیار کرتے رہے اور [illegible] [illegible] [illegible] حالت تھے حضرت جنید بغدادی خزاز تھے حضرت عماد الدین نقشبندی [illegible] کرتے تھے شیخ ابو الفضل [illegible] حلیم [illegible] کا کام کرتے تھے۔ حضرت ابو یزید بسطامی [illegible] تھے ابو بکر محمد بن احمد ابو یعقوب سراج الدین خوارزمی سکاک تھے اور [illegible] تھے حکیم شیخ [illegible] بن عطار تھے [illegible] ابوبکر مروزی نقال تھے [illegible] اور سلطان ناصر الدین [illegible] گذرے ہیں کہ [illegible] جیل میں بنتے تھے اور قرآن کی کتابت بھی کرتے تھے اور [illegible] قرآن لکھکر اس سے اپنی روزی پیدا کرتے تھے مولانا [illegible] کے مرشد گرامی رات کو عبادت [illegible] میں مصروف رہتے تھے اور دن کو نقشہ نویسی کرتے تھے یہ وہ بزرگ تھے جو تاریخ اسلام کے [illegible] شہرت و عظمت کے مہر و ماہ تھے انہوں نے درس و تدریس کا کام کیا اور [illegible] مگر [illegible] تکمیل کے بعد اپنی روزی اپنے ہاتھ سے پیدا کی چاہتے تو زر و سیم کے انبار ان کے قدموں کے آگے لگ جاتے مگر دست و بازو کی روزی افضل اعمال تھی جہاد کی برابر ثواب تھا اور خوشنودی رب قدیر کا سبب سمجھتے تھے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے بخوبی واقف تھے اور کسب معاش کی عظمت [illegible] سمجھتے تھے اور کیا انھیں معلوم نہ تھا کہ حضرت ادریس نے خیاطی حضرت [illegible] نے کاشتکاری حضرت داؤد نے زرہ سازی حضرت نوح نے نجاری اور خود حضور کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اپنی معاش [illegible] ایجنٹی و وکیل تجارت کی حیثیت سے پیدا کی تھی اور یہ کام عبادت و جہاد کی برابر

تو آپ کا کام تھا حضرت ابراہیم بن ادہم کسانی حضرت سعد بن وقاص تیر سازی کا اور حضرت حذیفہ سر عشی خشت پزی کرتے رہے تھے ان بزرگوں کے سامنے رسول کریم کی یہ حدیث تھی العبادۃ سبعون جزءً وافضلھا طلب الحلال عبادت کے ستر حصے ہیں ان میں افضل ترین جز کسب حلال ہے مسلمانوں کی طرح وہ اسے دنیا پرستی نہ سمجھتے تھے۔

رسول کریم کی تجارت

کسب حلال میں سب سے منفعت انگیز شعبہ تجارت تھا اور رسول کریم نے دس حصے رزق میں سے نو حصے رزق تنہا اسی میں بتا کر یہ فرمایا کہ دیانتدار تاجر خوب کماتا ہے اور بزدل تاجر نقصان میں رہتا ہے اس کی [illegible] واضح کردی تھی اسلئے [illegible] تجارت [illegible] خدمت نوع انسان کو پیش نظر رکھنے والے بزرگوں نے تجارت ہی کو ہاتھ میں لیا حضرت ابو بکر حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت میمون بن مہران [illegible] حضرت محمد بن سیرین امام حضرت ابو حنیفہ نے تجارت کو لیا ان سب بزرگوں نے پیشہ کی [illegible] تجارت کی [illegible] کمال کو پہنچا دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہاشم بہت بڑے تاجر تھے آپ کے چچا ابو طالب بھی تجارت کرتے تھے اور وہ آپ کو شام کی سرزمین میں ساتھ بھی لے گئے تھے جب آپ سن رشد کو پہنچے اور فکر معاش کی طرف توجہ ہوئی تو آپ کو تجارت سے بہتر کوئی پیشہ نظر نہ آیا بچپن میں آپ [illegible] تھے [illegible] کا تجربہ حاصل ہو چکا تھا اور آپ کے حسن معاملہ کی شہرت [illegible] پھیل چکی تھی اس دور میں طریقہ یہ تھا کہ لوگ [illegible] تجربہ کار [illegible] کے ہاتھ میں [illegible] منافع میں شرکت کرتے تھے آپ کی شہرت دیانت داری [illegible] اور لوگ خود آپ کی طرف مائل ہونے لگے اور آپ کو [illegible] کاروبار کا شریک بنانے لگے آپ مال لیکر شام بصرہ اور یمن [illegible] تجارتی دیانت حسن معاملہ اور دیانت و راستبازی کی بدولت مال خوب فروخت کرتے اور نفع اٹھاتے تاجر کے لئے ایفائے عہد اور [illegible] کاروبار کی [illegible] حضور [illegible] اس اخلاقی جوہر کے بہترین حامل تھے [illegible] ایک صحابی عبداللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کیا تھا کچھ معاملہ ہو چکا تھا کچھ باقی تھا [illegible] تین دن تک مجھکو وعدہ یاد [illegible] آنحضرت کو اسی جگہ منتظر پایا لیکن اس وعدہ خلافی سے آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا صرف اس قدر فرمایا کہ تم نے مجھے زحمت دی میں اسی مقام پر تین دن سے موجود ہوں۔

دنیا جانتی ہے کہ کاروبار میں ساکھ بڑی چیز ہوتی ہے اور بعض ساکھ [illegible] کام کرتی ہے [illegible] آپ کی ساکھ اس قدر بڑھ گئی تھی کہ عرب کے بڑے بڑے تاجر آپ سے شرکت کی آرزو کرتے تھے اور ہر طرف شہرت پھیل گئی تھی ایک صحابی سائب مسلمان ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے ان کی تعریف کی آپ نے فرمایا میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں سائب نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ میرے شریک تجارت تھے لیکن ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔

جو لوگ آنحضرت کے ساتھ کاروبار میں شریک تھے ان میں سے ایک صاحب قیس بن سائب مخزومی تھے مجاہد بن جبیر جو مشہور مفسر گذرے ہیں انہی کے غلام تھے

ان کا بیان ہے کہ شرکار کے ساتھ آپ کا معاملہ نہایت صاف رہتا تھا اور کبھی کوئی جھگڑا یا مناقشہ پیش نہیں آتا تھا۔

رسول کریم کے تجارتی سفر

حضرت خدیجہؓ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق اور آسودہ دولتمند تھیں جب اہل مکہ کا تجارتی قافلہ روانہ ہوتا تھا تو اکیلا ان کا سامان تمام قریش کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اب پچیس سال ہو چکی تھی اور کاروبار کا سلسلہ بڑی خوبی کے ساتھ جاری تھا اور حسن معاملہ دیانتداری پابندی عہد اور آپ کی پاکیزہ اخلاقی شہرت کاروباری دیانت کے ساتھ مل کر دور دور پہنچ چکی تھی ہر شخص آپ کی شرافت دیانت کا معترف تھا اسی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال لیکر تجارت کے لئے شام کو جائیں جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا المضاعف دوں گی آنحضرتؐ نے قبول فرمایا اور مال تجارت لیکر بصرے تشریف لے گئے تین ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد آپ کے مکارم و محاسن دیکھکر اور آپ کی رفاقت کو کاروبار کے لئے مفید اور آپ کی معیت کو اپنے لئے مبارک سمجھکر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے ساتھ عقد کر لیا اور آپ وسیع پیمانہ پر کام کرتے رہے آپ کے کاروبار کی وسعت اور تجارتی دوروں کی کثرت دوری کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ نہ ریل تھی اور نہ سڑکیں صاف اور محفوظ تھیں آپ یمن اور بحرین اور شام جیسی دور دراز ولایتوں کے انتہائی مقامات تک مال لیکر گئے ہیں اور مختلف بازار و منڈیوں اور تجارتی مرکزوں میں تجارت کے لئے پہنچے اور خرید و فروخت کی ہے۔

ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ آپ ایک بعید و مشہور مرکز تجارت حباشہ بھی تشریف لے گئے حضرت خدیجہؓ نے جہاں جہاں آپ کو مال تجارت لیکر بھیجا ان میں جرش کی منڈی بھی شامل ہے جو یمن میں واقع ہے حاکم اور علامہ ذہبی دونوں نے لکھا ہے کہ آپ جرش میں دو مرتبہ تشریف لے گئے اور ہر دفعہ حضرت خدیجہؓ نے معاوضہ میں آپ کو ایک ایک اونٹ دیا۔

نبوت کے بعد جس سال آپ کی خدمت میں عرب کے دور دور دراز مقامات سے وفود آئے ان میں جب بحرین سے عبد القیس کا وفد آیا تو آپ نے بحرین کے ایک ایک مقام کا نام لیکر ان کا حال پوچھا لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ہمارے ملک کا حال ہم سے زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے ملک کی خوب سیر کی ہے۔ ایک یورپین مورخ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ آپ مصر بھی تشریف لے گئے تھے اور ڈیلٹا کا بھی معائنہ کیا تھا لیکن تاریخ سے اس کا ثبوت پیدا نہیں ملتا مصری سفر کا تو محض یورپی قیاس معلوم ہوتا ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ سفر شام کے دوران میں آپ نے ڈیڈ سی اور بحرین کے سفر میں خلیج فارس کا معائنہ کیا ہو۔

صحابہ کرام کا تمول

دیکھا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی اور کس وسیع پیمانہ پر کی اور اس سلسلہ میں کتنے دور دراز کے سفر کئے۔ ظاہر ہے کہ اس سے آپ نے سرمایہ بھی پیدا کئے ہوں گے اور کیا یہی نہیں عرب کی ایک دولتمند خاتون جو رفیق حیات اور شریک کاروبار تھیں کس قدر تمول اور دولت حاصل نہ کی ہوگی آخر چالیس برس کی عمر تک آپ یہی کرتے رہے اور زندگی کی جوانی کا بہترین زمانہ اسی میں گزرا

بچے بھی ہوئے ان کی شادیاں بھی کیں اللہ تعالیٰ عروج چاہتے اگر منصب نبوت کے اعلیٰ مشاغل آپ کی تمام تر توجہات جذب نہ کر لیتے تو آپ کی شہرت ایک دولتمند اور اعلیٰ پایہ تاجر کی حیثیت سے دور دور تک پہنچ گئی ہوتی لیکن صورت یہ تھی کہ آپ نے غریبوں اور بیکسوں کی امداد ہر وقت اور ہر زمانہ میں کی اور اپنی دولت اسی مقصد کے لئے وقف رکھی کتنے احسان کا مقام ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات کی تو پوری جوانی اور قبل نبوت کا پورا زمانہ تجارت اور محض تجارت کے مشاغل میں گزرے آپ مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اس کی تلقین کرتے رہے ہوں آپ نے اسے شریف پیشہ بتایا ہو اور یہ ارشاد فرمایا ہو کہ:-

"جو شخص وجہ حلال سے مال جمع کرنا پسند نہ کرے ایسا مال جس سے اپنی آبرو محفوظ رکھ سکے اپنا قرض ادا کر سکے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کر سکے ایسے شخص میں کوئی بھلائی نہیں"

اور مسلمان کوئی پرواہ نہ کریں اور تجارت سے علیحدہ رہیں آج تو اگر کسی سے کہئے کہ مال جمع کرنا بھی عبادت ہے تو فوراً اسے دنیا پرست ہونے کا طعنہ دیدیا جائے گا لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کی دنیوی ترقی کے انتہائی عروج اور دولتمندی کی فراوانی کا زمانہ وہی زمانہ تھا جبکہ مسلمان آجکل کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ عابد زاہد متقی پرہیزگار اور خدا پرست تھے اگر تجارت دولتمندی معیوب چیز ہوتی تو قرون اولیٰ کے مسلمان ایک خرقہ پوشوں کی جماعت ہوتی۔

لیکن حالت یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں دولت کے دریا نہیں سمندر بہہ رہے تھے حضرت عثمان غنیؓ نے ترکہ میں تین کروڑ پانچ لاکھ درہم ایک لاکھ دینار اور ہزار اونٹ چھوڑے۔

حضرت زبیرؓ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائداد چھوڑی حضرت طلحہؓ نے تین کروڑ درہم کی جائداد اور بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد ترکہ میں چھوڑے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے منجملہ اور جائداد کے سونے کی بہت سی بڑی بڑی اینٹیں چھوڑیں جو کلہاڑیوں سے کاٹ کر تقسیم کی گئیں حضرت ابوبکر قریش کے سب سے بڑے تاجر اور سب سے بڑے متمول اور سب سے زیادہ مالدار تھے۔ حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے نکاح کیا تو چالیس ہزار درہم نقد مہر ادا کیا۔ حضرت سعد بن وقاص ڈھائی لاکھ نقد درہم چھوڑ کر مرے۔ علاوہ ازیں کروڑوں روپیہ فی سبیل اللہ خیرات کیا۔ حضرت علیؓ نے خود فرمایا کہ اب تک چالیس ہزار دینار نقد خیرات کر چکا ہوں۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور حضرت ابوہریرہ نے بھی لاکھوں دینار چھوڑے یہ سب بزرگ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور زندگی ہی میں انھیں جنتی ہونے کی نوید مل چکی تھی۔ سب تاجر تھے گویا یہ کروڑپتیوں کی جماعت تھی۔ مال بری چیز ہوتا تو یہ لوگ کبھی اس کے حامل نہ بنتے۔

یہ تھیں تجارت کی کامگاریاں۔ دنیا بھی عیش میں گذری بیوی بچوں اور مال سے بہرہ مند رہے اور جنت بھی حاصل کی۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان حقائق پر عبرت کی نگاہ ڈالیں اور ان سے سبق حاصل کریں سچ فرمایا ہے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

رسول کریم کا تعبد شکن کارنامہ

ابن غوث الاعظم مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری لائل پور

آزادی اور اسلام

الف ہو ای وحی یوحی جکی شان آیا ہے — رحمت عالم بنکے اک امی اس مکتوب کے لایا ہے
منکشف اس نے کردئے سارے علم الاسما کے وہ رموز — جن کو سمجھ فاک کے آگے اونچے سر تھو ہرا یا ہے
جاء الحق و زھق الباطل اس کی زبان پر آتے ہی — کفر کے برج سرفلک پر پرچم دین لہرایا ہے
جن کے مقدر میں تھی غلامی اس نے انھیں آزاد کیا — نوع بشر کی لوح جبیں سے اس نے یہ داغ مٹایا
ابیض و اسود احمد و اصفر عالی و دانی خورد و بزرگ — سب کا بنا کر ایک ہی کنبہ ایک ہی گھر میں بٹھایا ہے

حضرت حق جل جلالہ نے اگرچہ انسان ضعیف البنیان کو خمیر خاک جیسے بے مایہ خمیر سے بنایا ہے مگر اس کو احسن تقویم کے سانچے میں ڈھال کر تمام موجودات ذوی العقول پر فضیلت و برتری عطا فرمائی و لقد کرمنا الآیہ فرمانی تاج اس کے سر پر رکھا اور تخت عزو رفعت پر بٹھا کر بحر و بر برق و باد شجر و حجر اور وحوش و طیور سب اس کے غلامان غلام بنا دئے گئے فرشتے سراپا عبادت و نور تھے لیکن "و علم آدم الاسماء" کے اعزاز و اکرام کی وجہ سے ان کی گردنیں بھی اس پتلے کے آگے جھکا دی گئیں شیاطین و اجنہ جو سرتا سر نار تھے اس کے سر اس کی چوکھٹ پر جھکا دئے کیونکہ انسان کو بارگاہ رب اکبر سے خلیفۃ اللہ فی الارض کا پر غرور لقب مرحمت ہوا تھا اور قسام ازل نے اپنے دست قدرت سے اس کی پیشانی پر لکھ دیا ہے یہ سر اپنے ہی بندہ ہے، اپنے ابنائے جنس میں سے کسی کا عبد نہیں ہو سکتا ظاہر ہے کہ آدم کا یہ شریف و نجیب فرزند جو خلیفۃ اللہ ہے اس کی پیشانی اگر کسی کے آستانہ کی گرد سے آلود ہو سکتی ہے تو صرف اپنے پروردگار کی دہلیز کبریائی کی خاک سے غرض غلامی سے اس کی نفرت آزادی کو ازلی و سرمدی نفرت ہے انسان کی فطرت کو یہ سبق روز ازل سے ملا ہے مگر وہ اس سبق کو بھولتا رہا اور اس پر خود فراموشی کی کیفیت طاری رہی اور ساتھ کے ساتھ خدا کی ربوبیت اور رحمت یزدانی بھی جوش میں آتی رہی اور وہ اپنے مخلص بندے کی معرفت اس سبق آزادی کو تازہ کرتا رہا اور اسے ان کی سوئی ہوئی غیرت کو جگاتا رہا دنیا میں جس قدر انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے سب کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ خدا کی حکومت قائم کی جائے شیطانی اور استبدادی حکومتوں کو پاش پاش کیا جائے انسان کی غلامی کی بیڑیاں کاٹی جائیں اور اسے حریت کامل کا درس دیا جائے۔

لیکن انسان اس سبق کو فراموش کرتا رہا اور خدا کی طرف سے یاد دہانی ہوتی رہی بالآخر رحمت عالمیان محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم با بنانا واجہا تبنا نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس تیرہ خاکدان عنصری کو رونق بخشی اور ابد الآباد تک کیلئے مظلوم انسانوں کے پاؤں سے غلامی کی بوجھل زنجیریں کاٹ ڈالیں آقا و غلام کی تمیز یکسر اٹھ گئی پست و بلند ایک ہو گئے شتربانوں و جہاں بانوں کو پہلو بہ پہلو بٹھا دیا اور غلامی و بادشاہی دو مترادف الفاظ بن گئے۔

آج اگرچہ آپ بجسد عنصری اس دنیا میں موجود نہیں لیکن آپ کی وہ ربانی تعلیم، آسمانی جادو، سحر حلال قرآن حکیم آج بھی بدستور کرشمہ سنج ہے جو آپ کے غلاموں کو اس زمانہ کے اکاسرہ و قیاصرہ کے استبداد کی فولادی زنجیروں اور غلامی کی بیڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے لئے دعوت عمل دے رہا ہے انھیں حریت کامل کا درس دے رہا ہے اور استخلاف فی الارض کی بشارت نورانی الفاظ میں سنا رہا ہے عرب کی آستین نبوت سے لانے والے اسلامی قومیت کے قصر رفیع کی تعمیر کرنے والے اور عرب کی نئی قومیت کے خلاق نے اپنے بعد ایک ایسی قوم بنا کر کھڑی کر دی جو قیامت تک مغایک الحال اور جبلادہ انسانیت کو درس حریت دیتی رہے گی غلامی کی ظلمتوں کے بادل کو چیر کر ربع مسکون کو مطلع الانوار بناتی رہے گی کائنات انسانی کو آزادی کے گر سکھاتی رہے گی اور غلامی کے خلاف جہاد کرتی رہے گی۔

نبی آخر الزماں کی بعثت کا مقصد

جن کو نور بصارت کے ساتھ بصیرۃ بھی عطا ہوئی ہے جو اسلام کے بخشے ہوئے دل اور اس کے بنائے ہوئے دماغ کے مالک ہیں جو علم اور دانائی کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں جو اسلام کے تزکیہ نفس اور درس کتاب و سنۃ کا بعد اکردہ صالح مزاج رکھتے ہیں اور جو کائنات کی زندگی اور بقا کے قوانین سے واقفیت تامہ رکھتے ہیں وہ اگر کتاب و سنت کا بامعان نظر مطالعہ کریں اور عقل و ادراک کی زیادہ تیز اور دور رس نگاہ سے سیرۃ نبوی کا تجزیہ کریں تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ حریت کاملہ کے اولین استاد ان کے آخری معلم نجات دہندہ نسل آدم ہادی اکبر اور مصلح اعظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں صرف غلامی کے خلاف جہاد کرنے زیر دستوں کو زبردست بنانے آقا و غلام کی تمیز مٹانے اور کائنات انسانی کو آزادی کے گر سکھانے کے لئے آئے تھے اور آپ نے جو بہترین امت تیار کی اس کی اساس و بنیاد حریت اور عبودیت الہی ہے۔

اسلامی قومیت کی بنیاد حریت کاملہ پر ہے

کیونکہ اسلام نے اپنے متبعین کو حاکمیت کے تمام قوانین دیئے ہیں اور یہ بتلایا ہے کہ تم دوسروں کو یعنی ذمیوں کو اپنی سلطنت میں کس طرح رکھو لیکن یہ نہیں بتلایا کہ تم غیروں کی سلطنت میں کس طرح رہو اور کیونکر زندگی بسر کرو بس اسلام کی حاکمانہ اقتدار و حیثیت کے متعلق احکام دینا اور محکومانہ و غلامانہ حالت کے متعلق تفصیلی احکامات نہ دینے سے خاموش رہنا صاف اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلامی قومیت کی بنیاد حریت کاملہ پر ہے اسلام غلامی و محکومی کا ہرگز متحمل نہیں اور اپنے متبعین کو کسی غیر مسلم طاقت کے پنجہ استبداد میں عملاً دائماً مقید رہنے کا معاہدہ کرنے کی کسی صورت سے اجازت نہیں دیتا اور وہ ایک غیر محدود اقتدار کے آگے ابدی غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے ؎

حبذا بود دست آنکس زبند — کہ بجوید خویش آند در کمند
بہ تیغم قلم خو بتر ہر دو دست — کہ پیش کسے باید دست بست

اگر چوں خودی را کنم بندگی
بہ مرگ بہ از جسماں زندگی

دنیا کے ممالک کے اقسام اور اسلامی احکام

اسلامی احکام کی رو سے اور فقہ اسلامی کے مطابق دنیا کے تمام ممالک تین قسموں پر منقسم ہیں (۱) دار الاسلام جہاں اسلام کی حکومت قائم ہے (۲) دار الحرب یعنی وہ ملک جو مسلمانوں سے برسر جنگ ہے (۳) اور دار الامن جو نہ اسلام کے ماتحت ہیں اور نہ ان سے برسر جنگ ہیں۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے ہندوستان کا کیا حکم ہے۔ دار الاسلام کی تفسیر تو غیر ضروری ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستان دار الاسلام نہیں اس بارہ میں محققین اور بالغ نظر علما کا فتویٰ یہ ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے اس میں شاید کسی کو شبہ ہو کہ دار الحرب تو اس ملک کو کہتے ہیں جس میں حاکمانہ اقتدار مسلمانوں سے برسر جنگ ہو حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ہندوستان میں نہ تو عبادات اسلامی کی بجا آوری میں کسی قسم کی رکاوٹ ہے اور نہ یہاں کی حاکمانہ اقتدار مسلمانوں سے برسر جنگ ہے پھر یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ دار الحرب ہے سو برسر جنگ کا مطلب صرف یہ نہیں رہا کہ نہ اقتدار ان کی عبادات و احکام اسلامی کے بجا آوری پر آزادی نہ دے اور ان سے خواہ مخواہ جنگ و جدال کرے بلکہ اگر کسی ملک میں احکام شریعت کی قوت تنفیذ بھی ان کے ہاتھ میں نہ ہو وہ شریعت کے ناموس کی حفاظت اپنے اختیار سے نہ کر سکتے ہوں یا جہاں اسلام کی عزت دنیا میں خطرہ میں ہو ان کی اسلامی ذہنیت اور دینی روح بے دینی سے مجروح ہوتی ہو وہاں کے تاثرات اسلامی کی معاشرتی تمدنی برکات کی غارت گر ہو اور کسی بیرونی تمدن و معاشرت سے رفتہ رفتہ ان کے قیمتی دینی خصائص کی شکست کرنا ہو جانا قطعی و یقینی ہو تو ایسا ملک جس میں یہ تمام صورتیں موجود ہوں وہ ملک اسلامی نقطۂ نظر سے دار الحرب قرار پائے گا کیونکہ برسر جنگ کے مفہوم میں یہ تمام صورتیں داخل ہیں پس جہاں بھی مسلمانوں کو عزت نفس مذہب تمدن اور وطن کی حفاظت کا اختیار حاصل نہ ہو وہ دار الحرب ہے اس لئے ان علماء کی رائے بہت مضبوط اور مدلل معلوم ہوتی ہے جنہوں نے ہندوستان کو دار الحرب کے حکم میں رکھا ہے۔

اب دار الحرب میں مسلمانوں کی بود و باش برا نہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہاں کے مسلمان اس ملک کی آزادی کے لئے صدق دل سے سعی کرتے رہیں کیونکہ اسلام صرف مذہبی عبادات ہی کی آزادی نہیں چاہتا بلکہ عزت نفس تمدن اور وطن کی آزادی بھی اسلامی زندگی کے لئے لازمی قرار دیتا ہے اس کے ثبوت میں ہم قرآن کریم کی صرف ایک آیت پیش کرتے ہیں جو اثبات مدعا کے لئے بہت کافی ہے۔

الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل	موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل
من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی	میں جو ایک گروہ ہوا ہے کیا تم ان کے
لهم ابعث لنا ملکا نقاتل	تعمیر کا حال نہیں دیکھا جب انہوں نے
فی سبیل الله قال هل	اپنے پیغمبر سے کہا ہمارے لئے ایک
عسیتم ان کتب علیکم	بادشاہ کو قائم کر جس کے ساتھ ہو کر ہم
القتال الا تقاتلوا قالوا	راہ الٰہی میں جہاد کریں اس نبی نے کہا کہ
مالنا الا نقاتل فی سبیل	مجھے تم سے یہ توقع ہے کہ اگر تم جہاد
الله وقد اخرجنا من دیارنا	فرض کیا جائے تو نہ لڑو کہنے لگے ہم کو کونسی
وابنائنا۔ (سورۂ بقرہ)	چیز مانع ہوگی جو ہم نہ لڑیں حالانکہ ہم

لوگ اپنے دربار اور اولاد سے نکالے گئے ہیں۔

اس کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔

"جب ایک ہی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں معاصی کی کثرت ہو گئی تھی اور بڑی بڑی کمزوریاں اور خرابیاں پیدا ہو گئیں تو پھر ان کے دشمن ان پر غالب آ گئے اور انہوں نے ان کی اولاد کو اپنا قیدی بنا لیا تو بنی اسرائیل نے اپنی یہ دینی اور سیاسی تباہی دیکھ کر اپنے نبی سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے کسی بادشاہ کو دینی و سیاسی تنظیم کے لئے مقرر کرے ان کی حالت کو سدھارے اور دشمنوں سے آزادی دلائے" (تفسیر کبیر)

تفسیر ابی السعود حاشیہ تفسیر کبیر وقد اخرجنا من دیارنا و ابنائنا کی تفسیر میں ہے وہ ہم کیوں نہ اپنے اموال و اولاد اور وطن کی آزادی کے لئے جہاد کریں گے جبکہ ایسے حالات درپیش ہیں جو موجب قتال ہیں مثلاً اموال و دیار سے خارج کر دینا وطن کی آزادی سلب ہو جانا۔

اس آیت شریفہ اور اس کی نقلی تفسیر سے حسب ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) کسی قوم میں گناہوں اور برائیوں کی کثرت اجنبی غلامی کا باعث ہے۔

(۲) محکومی و غلامی پر قناعت کئے رہنا تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے۔

(۳) غلامی سے رہائی پانے کے لئے جد و جہد کرنا اور دار الحرب میں استخلاص وطن میں ساعی ہونا دینی فرض ہے۔

(۴) آزادی حاصل کرنے کے لئے کسی سیاسی قائد و رہبر اور سیاسی جماعت کی اشد ضرورت ہے جو افراد قوم میں جہد للحیات لینے کے اصلی اور حریت کاملہ کے جذبات پیدا کرے اور ان کے دینی و سیاسی اختلال کو دور کرے۔

(۵) موجب جہاد یا ایثار و قربانی صرف دینی آزادی ہی نہیں بلکہ ملکی و قومی حقوق سے محروم ہو جانا یعنی قوم کی اقتصادی و شہری ترقی کے اصلی فوائد پر اجنبی اقتدار کا تسلط ہونا اور ان کے مال و متاع کو بلا کسی استحقاق کے محض تحکم و حرص کی بنا پر زبردستی قوت سے غصب کر لیا جانا بھی غلامی اور موجب قتال ہے۔

ان تفصیلات کی روشنی میں اگر مسلمانوں کی موجودہ حالت کا مطالعہ کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ جو خرابیاں اور کمزوریاں بنی اسرائیل میں پیدا ہو گئی تھیں اور جن حالات نے ان کو ایک بادشاہ کے ساتھ ہو کر جہاد پر مجبور کر دیا تھا انہیں حالات کا سامنا آج مسلمانوں کو ہے اور وہ زندگی کے انہیں ادوار سے گذر رہے ہیں اگر فرق ہے تو صرف یہ کہ وہ آزادی حاصل کرنے کے لئے جہاد پر مجبور تھے مگر آج جہاد کی مطلق ضرورت نہیں بلکہ آئینی جد و جہد اور امن پسندانہ طریق عمل کے ذریعہ دینی و سیاسی آزادی حاصل کرنا مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔

اسلام کسی حکومت سے غدر و بغاوت کی اجازت نہیں دیتا

اسلام بیشک طوق غلامی کا قائل نہیں اور فطرت انسانی کو غلامی سے ابدی و ازلی نفرت ہے مگر ساتھ ہی اسلام کسی حکومت سے غدر و بغاوت اور فساد فی الارض کی بھی اجازت نہیں دیتا کیونکہ وہ دنیا میں محض اس لئے آیا ہے کہ دنیا میں امن و امان

قائم کردے اور دنیا کے امن وامان کے حصول کے لئے اپنے متبعین کی زندگیوں کو ہلاکت میں ڈالدے سو وہ ہر حالت کے متعلق ایک علیحدہ حکم رکھتا ہے حاکمانہ اقتدار رکھنے کی صورت میں وہ یہ کہتا ہے کہ اگر تلوار اٹھاؤ تو محض خدا کے لئے اور دنیا کا امن بحال کرنے کے لئے چنانچہ ارشاد ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذوفضل علی العلمین اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا تو زمین فساد سے پُر ہوجاتی لیکن اللہ تعالیٰ صاحب فضل ہے"۔

پھر فسادیوں اور دنیا کا امن وامان خطرہ میں ڈالنے والوں کو تہدید فرمائی ان اللہ لا یحب المفسدین اللہ تعالیٰ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ اس حالت سے متعلق ہے جبکہ مسلمان صاحب اقتدار ہوں اور جب وہ حالت بے بسی اور بے دست وپائی میں ہوں تو اس وقت اسلام کہتا ہے کہ بہرحال امن کو قائم رکھو غلامی سے رہائی پانے کی کوشش کرو مگر امن پسندانہ اور آئینی طریقہ سے اگر غلامی سے رہائی پانا ناممکن ہو تو ایسی زندگی سے مرجاؤ مگر کسی کی انگلی تک نہ دکھاؤ یعنی ایسی آزادی جو کسی کا خون بہاکر اور قتل وخونریزی سے ملے وہ کسی کام کی نہیں بلکہ ایسی حالت میں خود آزادی کی قربان گاہ پر قربان ہوجاؤ بہرحال اسلام کہتا ہے کہ یا تو آزاد ہوکر زندگی بسر کرو یا ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دو۔

معاہدۂ طور اور آزادی

موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں جب بنی اسرائیل گوسالہ پرستی پر اتر آئے اور موسیٰ علیہ السلام واپس آکر ان کو ملامت اور سرزنش فرماتے ہیں اور ستر آدمیوں کا ایک وفد لیکر توبہ اور تجدید عہد کے لئے دوبارہ طور پر تشریف لیجاتے ہیں اور جب یہ وفد طور پر پہنچتا ہے تو تمام کے تمام بجز موسیٰ علیہ السلام کے زلزلہ سے بیہوش ہوجاتے ہیں اس وقت موسیٰ علیہ السلام نہایت تضرع سے عرض کرتے ہیں کہ بار الٰہا اگر ہم کو تباہ ہی کرنا تھا تو اس سے پیشتر ہی تباہ کردیتا دروازہ پر بلاکر تباہ کرنا تیری شان رحیمی کے خلاف ہے نیز چند ناعاقبت اندیش گراہوں کے کرتوت سے ہم کو کیوں ہلاک کیا جاتا ہے ہمیں معافی عطا فرما ہمارے حال پر رحم فرما اور دنیا وآخرت کی بہبودی سے ہمارے دامن بھردے۔

اس کے جواب میں بارگاہ الٰہی سے ان الفاظ میں جواب دیا گیا:۔

فسأکتبھا للذین یؤتون الزکوۃ والذین ھم بآیٰتنا یؤمنون ۝ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون" تو واجب کردیں گے ہم رحمت کو ان کے لئے جو پرہیزگاری کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو پیروی کرتے ہیں اس پیغمبر کی جو نبی امی ہے ان کی نشانیاں توراۃ اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں نیک ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے برائی سے منع کرتا ہے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے جس سے داخلی اصلاح اور خارجی اصلاح کی جاتی ہے ان کے خلاف فطرت بوجھوں اور خلاف قانون مشقتوں کو اتارتا ہے بس جو لوگ اس نبی امی پر ایمان لاتے ہیں اس کی تعظیم اور مدد کرتے ہیں اور اس روشنی کے تابع ہوتے جو اس نبی امی کے ساتھ اتری ہے وہی مراد پانے والے ہیں۔

معاہدۂ طور میں جس تعلیم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے اسکی پوری تشریح وتفصیل کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے ہم صرف حسب اقتضاء اور مناسبت مقام کے لحاظ سے ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم کی کچھ تشریح کرتے ہیں۔

غلامی کے اقسام اور نبی آخرالزماں صلعم

معاہدۂ طور میں اسلام کی عالمگیر تعلیم کی عظمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شان یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ آپ خلاف فطرت بوجھوں اور مشقتوں کو اتار پھینکیں گے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سے مراد کیا ہے

اس آیت میں دو لفظ ہیں اصر اور اغلال سو اصر کے لغوی معنے بوجھ کے ہیں اور اغلال جمع غل کی ہے جسکے معنے اس زنجیر آہنی یا تسمے کے ہیں جن سے کسی قیدی کو بے دست وپا کیا جائے یعنی اصر سے مراد وہ دماغی اور جسمانی بوجھ خوف اور دباؤ ہے جن سے جسم وروح اور ضمیر وایمان دبے ہوئے ہوں اور غل سے مراد وہ زنجیریں اور استبداد کی فولادی زنجیریں ہیں جن سے اقوام عالم کی آزادی سلب کرلی جاتی ہے بس اصر اور غل حقیقت غلامی کی دو تعبیریں ہیں جن سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ حضور علیہ التحیۃ والثنا دنیا میں آتے ہی مظلومیت کے آنسو بہانے والوں اور ذلت ونامرادی سے ٹھکرائے ہوئے انسانوں کو غیر الٰہی طاقتوں مستبد حکمرانوں اور ظالم آقاؤں کے پنجۂ اقتدار سے رہائی دلانے اور غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر رکھدینے آگئے گویا معاہدۂ طور میں کائنات انسانی کو یہ پیغام سنا دیا گیا تھا کہ اسلام دنیا میں نوع انسان کی چھینی ہوئی آزادی کو دلانے آتا ہے اور متبعین اسلام کو آگاہ کیا کہ یاد رکھو اسلام کسی ایسے اقتدار کو جائز تسلیم نہیں کریگا جو اجنبی ہو اور آزادی وجمہوریت پر مبنی نہ ہو کیونکہ خدا کے سوا کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ وہ بندگان خدا کو اپنا غلام اور محکوم بنائے رکھے انسانی حقوق کا یہ وہ اعلان ہے جس نے اقتدار اور شخصیت کے پر ہیبت وجبروت دیوتاؤں کو خاک مذلت پر گرا دیا اور قیامت تک دنیا جہان کے نمرودوں فرعونوں، قیصروں اور طاغوتی طاقتوں کو لرزہ براندام کئے رہے گا۔

یاد رہے کہ غلامی دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو سرمایہ داروں اور مستبد حکمرانوں کی دوسرے خود غرض مذہبی پیشواؤں، رسمی مولویوں اور مورد نی ونباوٹی پیروں کی پہلی قسم کی غلامی سیاسی ہے اور دوسری قسم کی مذہبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے دونوں قسم کی غلامیوں کو بیخ وبن سے اکھیڑ پھینکا اور اسلام جہاں انسان پرستی اور مذہبی غلامی کا دشمن ہے وہاں شاطران سیاست مدنیہ اور سرمایہ داروں کی سیاسی غلامی کا بھی دشمن اور انہی دونوں قسم کی غلامیوں کو اصر اور غل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

غلامی اور آزادی کی ایک مثال

قرآن کریم نے غلامی اور آزادی کی ایک مثال دیکر غلامی کی لعنت اور آزادی کی نعمت کو کیا اچھے پیرایہ میں ذہن نشین کرایا ہے ارشاد ہوتا ہے:۔

ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء ومن رزقناہ

منارزقاحسنا فھو ینفق منہ سرا و جھرا ھل یستوون۔ "ایک شخص جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے اس کو اپنی کسی چیز پر اختیار نہیں اور ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان جو اپنی ہر چیز پر قدرت و اختیار رکھتا ہے اور جو کچھ اسے خدا نے دیا ہے اسے ظاہر و پوشیدہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے تو کیا یہ دونوں آدمی برابر ہو گئے"

نیز قرآن کریم نے آزادی کو ایک نعمت قرار دیا ہے چنانچہ اللہ پاک بنی اسرائیل کو ایک جگہ اپنی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے بنی اسرائیل اس نعمت کو یاد کرو کہ ہم نے تم کو فرعون کی غلامی سے آزادی دلائی۔

اسلام نے آزادی پر کیوں اتنا زور دیا ہے

اس لئے کہ دائمی محکومی و ابدی غلامی سے بڑھکر کوئی لعنت نہیں یہ قومی و ملی خصائص اور انفرادی و اجتماعی فضائل کے لئے زہر ہلاہل ہے یہ عزت و حمیت ہمت و دیانت اور امانت کے لئے پیغام موت ہے اس سے غیرت دینی، جوش قومی علو نفس اور پاس ناموس مفقود ہو جاتے ہیں اور روحانیت و اخلاق عالیہ خاک میں مل جاتے ہیں ان کی جگہ خوشامد، تملق، چاپلوسی، کمینگی، بے عزتی، رذالت، وحشت اور دنائت جیسے رذائل قوم کی اکثریت پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ ابوسعید العربی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:-

"اجنبی قوم و بدنسلی ذات کی غلامی و محکومی دراصل ایک ایسا دردناک عذاب ہے کہ جس سے بڑھکر کوئی عذاب اور کوئی درد نہیں غلامی سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں غیرت و حمیت شجاعت و بسالت باقی رہتی ہے نہ وطن پر قربان ہونے کا جوش دل سے نکل جاتا ہے جہاں پر قدم نہیں اٹھتے عزت نفس نہیں رہتی جس کا لازمی نتیجہ فقر، خوشامد، چاپلوسی، ذلت و شکست اہانت کا آجانا ضروری ہوتا ہے نصاریٰ کے غلام سے زیادہ بدنصیب دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ فرماتے ہیں:-

"میرا اعتقاد ہے کہ آزاد رہنا ہر فرد اور قوم کا پیدائشی حق ہے کوئی انسان یا انسانوں کی بگڑی ہی ہوئی بیوروکریسی یہ حق نہیں رکھتی کہ خدا کے بندوں کو اپنا محکوم بنائے محکومی اور غلامی کے لئے کیسے ہی خوشنما نام کیوں نہ رکھ لئے جائیں لیکن وہ غلامی ہے اور خدا کی مرضی اور اس کے قانون کے خلاف ہے۔"

پیغمبر اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے طاغوتی و جابر حکومتوں کو مٹا کر خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان کیا خلافت ارضی و وراثت الٰہی کی بخشش سے اپنے امتیوں کو نوازا خلق خدا کو اوہام پرستی اور مدعیان ولایت و تصوف جابر حکومتوں اور سرمایہ داروں کی غلامی سے نجات دلائی اور بنی نوع انسان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر فلاح و بہبود انسانی اور ارتقائے اقوام کے راستے کو صاف کر دیا خلق خدا کو خدا کے دروازہ پر لا گرایا اور انسانیت کا مرتبہ ہر طرح بلند و بالا کر دیا۔ بس یہ ربیع الاول کا مبارک مہینہ اگر خوشی و مسرت کا مہینہ ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینہ میں دنیا کا سب سے بڑا انسان آیا اور مسلمانوں کو نفس غلامی، خواہشوں کی غلامی غیر الٰہی طاقتوں کی غلامی اور حکومتوں کی غلامی سے نجات دلا کر دنیا کی سب سے بڑی نعمت خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی مرحمت فرما گیا۔

اے غفلت شعاران ملت! اگر تمہارے پاؤں میں ماسوا اللہ کی عبودیت کی زنجیریں ہیں اگر تمہاری گردنوں میں انسانوں کی محکومیت و مرعوبیت کے حلقے ہیں ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی ہیں صدق اعمال حقہ کی روشنی سے محروم ہے خوف غیر اللہ سے تمہارے جسموں پر لرزہ طاری رہتا ہے اور دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے ڈرتے ہو تو نہیں ماہ ربیع الاول کی پاک اور مقدس یادگار منانے کا کوئی حق نہیں اس ماہ میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر تم اصلی عبرت اور حقیقت سے بےخبر ہو تو تمہارا وجود ہادی اکبر اور مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو بٹہ لگا رہا ہے اس ماہ مبارک کا جشن مسرت اور عزت و احترام اس میں نہیں کہ صرف زبانوں کے ترانوں در و دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصود یادگاری کو گم کرتے رہو یہ یادگار حریت ہے ربیع الاول انسانی آزادی کی پیدائش کا مہینہ ہے اپنے آپ کو محمد عربی کا سچا امتی ہونا ثابت کرو اور پھر جشن مسرت مناؤ۔

اسوۂ رسول کی روشنی میں مسلمانوں کا فرض

یہاں تک جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اپنے ملک و قوم کو اجنبی اقتدار سے آزاد کرانا مسلمانوں کا ملکی اور انسانی اور مذہبی فرض ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے ہندوستان میں بود و باش رکھنا اسی وقت روا ہے جبکہ وہ اس ملک کی آزادی کے لئے صدق دل سے ساعی ہوں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ابنائے وطن سے متفق ہو جائیں اور متفق ہو چکنے کے بعد اجنبی غلامی کا جوا اتار پھینکیں کیونکہ مسلمان یہاں اقلیت میں ہیں اس لئے وہ تن تنہا اپنے وطن اور اسلامی ممالک کو ہرگز ہرگز آزاد نہیں کرا سکتے اگر وہ ابنائے وطن کو ساتھ لئے بغیر آزادی آزادی کا شور مچاتے رہیں تو وہ اسلامی ممالک تو کیا زمین کا ایک گز ٹکڑا بھی آزاد نہیں کرا سکتے۔

مناسبت مقام کے لحاظ سے آخر میں ہم ایک ترک مدبر کا وہ سبق آموز اور عبرتناک مکتوب کا ضروری حصہ درج کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جو آزادی کی ضرورت و اہمیت کے لئے خوب ہے وہ لکھتے ہیں:-

ہم جب یورپ کمپنی کے تاروں میں مسلمان رہنماؤں کیساتھ "ہز ہائنس" "اور سر" وغیرہ کے انگریزی القاب دیکھتے ہیں تو سچ مانئے مسلمانان ہند کی عقلوں پر تعجب کرنے لگتے ہیں کہ اجنبی حکومت کے یہ منظور نظر کیونکر اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہو سکتے ہیں حکومت اسی شخص کو خطاب دیتی ہے جسے اپنا خیر خواہ سمجھتی ہے اور یہ مسلم ہے کہ اجنبی حکومت کا خیر خواہ اسلام اور مسلمانوں کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ہندوستانی مسلمان ہوتا تو ہر لیڈر کا ہاتھ پکڑ کر پوچھتا بتاؤ تم ہندوستان کی آزادی چاہتے ہو یا نہیں، اگر وہ کہنا چاہتا ہوں میں کہتا بس خبردار آئندہ آزادی کے سوا کوئی بات تمہاری زبان سے نہ نکلے اگر وہ کہتا کہ میں مسلمان ہوں اسلام کی آزادی میری نظر میں مقدم ہے مجھے فلسطین مصر شام عراق ترکی اور ایران زیادہ عزیز ہیں"، تو میں اسے کہتا اگر ہندوستان آزاد نہیں تو فلسطین و عراق کیسے آزاد ہو سکتے ہیں اگر تو سچا مسلمان ہوتا تو بیت المقدس کے قبضۂ کفار میں چلے جانے کے بعد ضرور مر گیا ہوتا لہٰذا نہ تجھے اسلام کی محبت ہے نہ ہندوستان کی"

مجھے یقین ہے کہ اگر آج ہندوستان کے مسلمانوں کو سچے رہبر مل جائیں تو وہ اپنی قوت ایمانی اور غیرت اسلامی کی طاقت سے نہ صرف ہندوستان کو بلکہ تمام دنیا کو غلامی سے آزاد کرا سکتے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ہندوستان کے عام مسلمان کیسے نیک اور دیانتدار ہوتے ہیں اور کیسے بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں مگر افسوس صد ہزار افسوس رہنما ان میں مفقود ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک اولوا الالباب۔

مسلمانوں کی ژولیدہ سیاست اور حضورؐ کا اسوۂ حسنہ

از حضرت مولانا مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری لائل پور

یہ ایک نہایت واضح، صاف اور روشن حقیقت ہے کہ مسلمان بحیثیت عملی مسلمان ہونے کے اپنی آزادی کامل اور حریت تام کا فطری حق کسی بڑی سے بڑی قیمت پر دینے کو تیار نہیں ہو سکتا وہ حریت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور حریت کے ساتھ مرتا ہے اور حریت کے ساتھ ہی دوبارہ اٹھیگا وہ اگر غلام ہے تو صرف ایک کا اس کے پیدا ہوتے ہی پہلی آواز اس کے کان میں یہ ڈالی جاتی ہے کہ وہ دنیا میں قدم دھرتے ہی خدا کا ہو چکا ہے اسی کا ہو کر رہے گا۔ اس کے پیدا ہوتے ہی پہلی آواز اس کے کان میں یہ ڈالی جاتی ہے کہ وہ دنیا میں قدم دھرتے ہی خدا کا ہو چکا ہے اسی کا ہو کر رہے گا اور ماسوی سے کٹ کر اسی ایک جاہ و جلال والے خدا سے وابستہ ہوگا۔

مسلمان سرزمین عرب سے پیدا ہوا ہے جس کی گردن ہمیشہ سلاطین کی طوق غلامی اور استبداد کی لعنت سے آزاد رہی ہے بیشک اس کا مذہب اسے غدر و بغاوت امن سوز حرکات کمزوروں پر ظلم و تشدد اور فساد فی الارض کی اجازت نہیں دیتا راعی و رعایا کی کشیدگی کو گوارا نہیں کرتا لیکن ساتھ ہی وہ کسی غیر مسلم طاقت کے پنجۂ استبداد میں عملی اور دوام مقید رہنے کا معاہدہ کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتا کسی غیر مسلم طاقت کے موقت و محدود ملکی نظم و نسق کے سامنے سر اطاعت خم کر دینا مسلمان کی شان سے بعید اور منافی اسلام نہیں لیکن ایک محدود اقتدار کے آگے اپنی ابدی غلامی پر رضامند ہونا جس سے رفتہ رفتہ قومی و ملی خصائص کا مٹ مٹ کر فنا ہو جانا قطعی و یقینی ہے مسلمان کے لئے ہرگز ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا اور وہ ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے غرض اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان حقائق کے تسلیم کر لینے پر ہر مسلم طوعاً و کرہاً مجبور ہے خصوصاً ایک ایسے زمانہ جبکہ مفکرین اور اقوام و ملل کے بڑھتے ہوئے افکار و آرا نے ہر قوم کو آزادی آزادی کی رٹ لگانے پر مجبور کر دیا ہو یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی شعور کی رہنمائی کرنے کے لئے دو مختلف جماعتیں اور دو متضاد پروگرام بروئے کار آئے ہوئے ہیں یعنی مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لئے دو جماعتوں کا ہاتھ مسلمانوں کے سر دل پر ہے ایک کانگریسی دوسری غیر کانگریسی۔

مسلم لیڈروں کی باہمی آویزش

مسلمان تو ان دو متضاد ذہنیتوں کے ماتحت ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں مگر ہندو قوم کی تمام ہستی اس سرے سے اس سرے تک ایک پروگرام اور ایک لیڈر پر متفق اور مجتمع ہے مگر مسلمان لیڈروں میں اختلاف آرا کے سبب لٹھم لٹھا اور جوتم بیزار ہوتی رہتی ہے اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ اختلاف مخالفت و بدگوئی اور ایک دوسرے پر ذاتی حملوں تک پہنچ جاتا ہے ہر فریق کے زیر کمان آدمیوں، مضمون نگاروں اور شاعروں کی فوج مصروف پیکار رہتی ہے کوئی چبھتی ہوئی تعریض کوئی جگر کو کاٹنے والا فقرہ اور کوئی دل کو چھلنی کرنے والا طعنہ ایسا نہیں جو یہ لوگ ایک دوسرے کی توہین و تذلیل میں کسی دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہوں یہ حال ہے ان رہبروں اور لیڈران قوم کا جو قوم کی کشتی کے ناخدا ہونے کے مدعی ہیں۔ انتہائی اندوہناک اور جگر خراش حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیڈر فریب خوردگی کے بعد ہوشیار ہونے پر بھی متحد ہونے پر بھی متحد نہیں ہو سکتے ذاتیات سے بلند و بالا ہو کر مسئلہ ہند کا جائزہ نہیں لے سکتے اور مسئلہ ملت کی نوعیت ماہیت اور حقیقت کو حل نہیں کر سکتے بلکہ شخصی رنجشوں اور باہمی رقابتوں سے قوم کو ورطۂ ہلاکت اور گرداب فنا میں مبتلا کر دیا ہے ملکوں اور ملتوں کی قسموں اور ان کے قیام و بقا کے مسائل کا حل اس طرح کی ہنگامی تجویزوں طوفانی کانفرنسوں اور ہیجانی تقریروں سے نہیں ہوا کرتا بلکہ اس کے لئے مرتب و سازگار اتحاد، فکر متین، ایمان محکم اور عمل صالح کی ضرورت ہے صحیح نصب العین اور عملی قوتیں درکار ہیں

آج اس سرزمین پر کروڑوں انسان سیاسی بدحالی اور خدا کے دین کی رسوائی پر ماتم کر رہے ہیں مسلمانوں کے بٹے ہوئے سیاسی اقبال کا مرثیہ پڑھا جا رہا ہے سب دردمند ہیں سب غمگین ہیں خدا کا دین رسوا ہو رہا ہے اور سب کے سب کسی روشن شاہراہ اور مستقل نصب العین کی طلب و جستجو میں ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں مگر افسوس کہ سالہا سال کی مرثیہ خوانی اور دوڑ دھوپ سے بدبخت اور خستہ مسلمانوں کا ذرہ برابر بھی بھلا نہیں ہوا بلکہ ان کی بدحالی اور پریشانی میں برابر اضافہ ہو رہا ہے سیاسی انتشار اور عملی بدحالی کی تمام تر بنیاد ہندو مسلم تعلقات کے سوال پر ہے ایک فریق کہتا ہے کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اس لئے ہمیں ان سے کلیۃً اجتناب کرنا چاہیئے اور آزادی ہند کے مسئلہ میں الگ رہنا چاہیئے دوسرا فریق کہتا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ تمام ہندو تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں اگر ایسا ہو بھی تو ہمیں ہندوستان کی فلاح و بہبود سے متعلق امور مشترکہ کاموں میں ان کے ساتھ شریک ہونا چاہیئے اور ہندوؤں سے ہمیشہ کی دشمنی مول نہ لینی چاہیئے اور جن شرائط پر بھی ہو سکے ان سے صلح و اتحاد کر لینا چاہیئے۔

ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ ہر ضرورت کے موقع پر پہلے ہمیں خدا اور اس کے رسول کے احکام معلوم کرنے چاہئیں اور امور متنازعہ کا فیصلہ کتاب اللہ کی روشنی میں کرنا چاہیئے اگر کوئی صاف و صریح حکم اس کے متعلق موجود نہ ہو تو پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کی تلاش و جستجو کریں اور دیکھیں کہ اس موقع پر حضور انور نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا اگر آپ کی حیات طیبہ میں اس قسم کی کوئی مثال مل جائے تو ہمارے لئے وہی اسوۂ حسنہ ہے اور ہمیں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیئے

سو اس معاملہ میں ہمیں اپنے ہادی برحق کے واقعات زندگی پر نظر ڈالنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ آج ہمیں جس قسم کی صورت حال سے سابقہ پڑا ہے کیا حضور انور کو

بھی کبھی ان حالات کا سامنا ہوا تھا یا نہیں آئیے مسلمانوں کی ژولیدہ سیاست کا فیصلہ سیرت نبوی کو سامنے رکھکر کریں۔

حضورؐ کا مدینہ میں داخلہ اور تعمیر ملت کا پہلا کام

ماہرین سیاست جانتے ہیں کہ ملکوں اور قوموں کے تعمیری کاموں کے کامیاب بنانے کے لئے اور قوم کے اندرونی صلاح و بقا کے لئے باہمی محبت متحدہ سعی اور امن و امان کی ضرورت ہے تاکہ تعمیر ملت کا کام بفراغ خاطر سرانجام پائے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پہنچکر پہلے جس چیز کی طرف خصوصی توجہ اور کوشش صرف فرمائی وہ شہر کا امن و امان اور وہاں کے عام باشندوں کے تعلقات باہمی کا خوشگوار بنانا تھا اس کا ایک پہلو تو مہاجرین و انصار میں مواخاۃ قائم کرانا تھا اور دوسرا یہودیوں سے معاہدہ کرنا۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ جس وقت حضورؐ مدینہ میں پہنچے تو اس وقت مسلمانوں کی کیا پوزیشن تھی اور دیگر باشندوں کی کیا حالت تھی مدینہ میں یہودیوں کی ایک نمایاں حیثیت قائم ہوچکی تھی جو مالدار اور صاحب اقتدار تھے گویا ان کی وہی حالت تھی جو آج ہندوستان میں ہندوؤں کی ہے یعنی وہاں کے تمام باشندے یہودیوں کے مقروض تھے ان کے مقابلہ میں مسلمان نہایت قلیل اور بے سروسامان تھے۔

ہجرت کے پہلے سال کا ہمارے لئے ایک سبق آموز اور حقوق پر اصرار کرنیوالوں کی آنکھیں کھولنے والا واقعہ یہ ہے کہ سرورکائنات صلعم نے تمام باشندگان مدینہ کے لئے ایک عہدنامہ مرتب فرمایا جس میں یہود و مشرکین سب شامل تھے اس عہدنامہ کی شرطیں یہ تھیں۔

(۱) مدینہ پر جب کوئی بیرونی دشمن حملہ کرے گا تو تمام مدینہ والے ملکر اس کی مدافعت اور مقابلہ کرینگے۔

(۲) یہودان مدینہ قریش مکہ یا ان کے حلیفوں کو مسلمانوں کے خلاف پناہ نہ دینگے۔

(۳) باشندگان مدینہ کوئی شخص کسی دوسرے کے دین و مذہب اور جان و مال سے تعرض نہ کرے گا۔

(۴) باشندگان مدینہ میں کوئی دو فریق کسی بات پر آپس میں جھگڑیں اور باہم کو خود نہ سلجھا سکیں تو اس کا ناطق فیصلہ آنحضرت صلعم صادر فرمائینگے جس سے کسی کو انکار نہ ہوگا۔

(۵) جنگ کے مصارف اور فوائد میں تمام باشندگان مدینہ بحصہ مساوی شریک رہینگے۔

(۶) جن قبیلوں یا قوموں سے مدینہ کے یہودیوں کا معاہدہ ہے اور وہ یہودان مدینہ کے دوست ہیں مسلمانان مدینہ بھی ان کو اپنا دوست سمجھیں گے اور دوستوں کی طرح رعایت کرینگے۔

(۷) اسی طرح جو قبیلے مسلمانوں کے دوست ہیں مدینہ کے یہودی بھی ان کے ساتھ دوستانہ سلوک کرینگے۔

(۸) مدینہ کے اندر کشت و خون کرنا حرام سمجھا جائے گا۔

(۹) مظلوم کی امداد سب پر فرض ہوگی۔

حضورؐ کا ایک سیاسی سفر

اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد رسول خدا صلعم نے کوشش فرمائی کہ جس طرح بھی ہوسکے مدینہ کے اردگرد کے علاقوں میں رہنے والے قبیلوں اور قوموں کو بھی اس معاہدہ میں شامل کیا جائے تاکہ بدامنی اور آئے دن کی خونریزی کا کلی استیصال ہو جائے چنانچہ اس غرض کے لئے آپ نے سفر بھی کئے مقام ودان جو مکہ و مدینہ کے درمیان تشریف لیجاکر قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف کو اس معاہدہ میں شریک فرمایا کر ان کے سردار عمرو بن مخشی سے اس پر دستخط کرائے کوہ لیاط کے لوگوں کو بھی شریک معاہدہ کیا اور نبو مدلج سے بھی معاہدہ پر دستخط کرائے غرض آنحضرت صلعم نے مدینہ پہنچتے ہی یہ کوششیں اختیار فرمائیں کہ شہر کا امن و امان بحال ہو رفاہ خلائق کو ترقی ہو تاکہ ادھر تو اسلام کی اساسی بنیادیں مضبوط ہوں اور ادھر غیر مسلموں کو اچھی طرح اسلام کو اطمینان سے سمجھنے کا موقعہ ملے۔

اپنی قلت سے خائف و ترساں حقوق کی آس پر جینے والے اور اپنی شان یثربی کو بٹہ لگانے والے سیاسی رہنماؤں کو اس معاہدہ کی دفعہ ہمارے دفعہ ہر دفعہ کو آنکھیں کھول کر دیکھنے چاہیئے اور وطن کی محبت و خدمت کا سبق سیکھنا چاہیئے بتلائیے آنحضرت سرورکائنات نے بیرونی دشمن سے مدافعت اور مقابلہ کرنے میں اور جنگ کے مصارف اور فوائد میں شریک ہونے اور مظلوموں کی امداد کرنے پر یہودان مدینہ سے کون سے حقوق و مراد مانگے تھے اور اس کے عیوض کونسی قیمت طلب کی تھی اور کون سے معاہدہ پر دستخط کرائے تھے کیا حقوق پر اصرار کرنے والے اپنی قلت پر رونے والے اور ہندوؤں کی تنگدلی کو آڑ بنا کر گوشۂ عافیت میں بیٹھ رہنے والے مذکورہ بالا معاہدہ کی روشنی میں ثابت کرسکتے ہیں کہ ان کا طرز عمل یثربی شان اور اسلامی آن بان کے شایان شان ہے اور کیا بیرونی دشمن کی مدافعت اور مقابلہ میں اور جنگ کے مصارف و فوائد میں شریک ہونے اور مظلوموں کی امداد کرنے سے پہلو تہی کرنا حضور انورؐ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے؟

سیرۃ پاکؐ کا ایک نہایت اہم واقعہ

صحابہ کرام کو اپنا پیارا وطن مکہ معظمہ کو چھوڑے ہوئے تقریباً چھ سال گذر چکے تھے اگرچہ انھیں محض اسلام کی وجہ سے مکہ میں سخت تکلیفیں اور زہرہ گداز مصیبتیں برداشت کرنی پڑی تھیں مگر دلوں میں مکہ معظمہ کی محبت بدستور موجزن تھی اور اس کی یاد میں سیراب خاطر رہا کرتے تھے حضرت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کفار کے ہاتھوں جو اذیتیں اٹھائی تھیں وہ ایسی بے چین کر دینے والی ہیں جن کے بیان سے دل پر لرزہ طاری ہوتا ہے لیکن وہ بھی مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ کو یاد کرکر کے رویا کرتے تھے اور یہ اشعار پکار پکار کر پڑھا کرتے تھے ؎

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ بواد وحولی اذخر وجلیل

کیا پھر کبھی وہ دن آسکتا ہے کہ میں مکہ کی وادی میں ایک رات بسر کروں اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل ہوں۔

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل

اور کب وہ دن بھی آسکتا ہے کہ مجنہ کے چشمہ پر اتروں اور شامہ و طفیل مجھے دکھائی دیں۔

وطن سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرنے والے مسلمانو! صحابۂ کرام سے وطن کی محبت کرنا سیکھو اور وطن پرستی کے جذبات زندہ کرو۔

فتح مبین کا پیش خیمہ

جنگ احزاب کو ایک سال کی مدت گذر چکی تھی اور اس جنگ میں مسلمانوں کو ظاہر ہو چکا تھا کہ اب کفار کی مجموعی طاقت بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جب ۶ھ کا حج قریب آیا تو ادھر تو مکہ معظمہ کی یاد نے صحابہ کے سینوں میں چٹکیاں لینی شروع کیں اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رویا میں دیکھا کہ آپ صحابہ کے ساتھ بیت اللہ

کا طواف کر رہا ہے ہیں اس لطیفۂ غیبی کا اشارہ پاتے ہی بارگاہ رسالت سے وطن کے پروانوں کو حکم مل گیا کہ عمرہ کا احرام باندھا جائے چنانچہ حضور اقدس چودہ سو صحابہ کی معیت میں مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے چونکہ حج سے سخت سے سخت دشمن کو بھی کبھی روکا نہ گیا تھا اس لئے حضور کو کفار کی مزاحمت کی کوئی تشویش نہ تھی تاہم احتیاطاً سب صحابہ کو یہ حکم دیدیا کہ جنگ کا سامان ساتھ نہ کیا جائے صرف تلواریں ساتھ لی جائیں مگر وہ بھی نیاموں سے باہر نہ رہیں ادھر حضور نے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو قریش کے ارادوں اور سرگرمیوں کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے لئے پہلے ہی روانہ کر دیا تھا جب سرفروشان توحید کا یہ مقدس قافلہ عسفان کے قریب پہنچا تو یہاں ایک قاصد نے اطلاع دی کہ قریش نے تمام قبائل کو اکٹھا کر کے فیصلہ کر چکے ہیں کہ آپکو مکہ معظمہ میں کسی طرح بھی داخل نہ ہونے دیں مقابلہ کی تیاریاں ہو چکی ہیں اور خالد ابن ولید دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر مقدمۃ الجیش کے طور پر لشکر اسلام سے قریب پہنچ چکے ہیں۔

حضورؐ کا پیغام صلح

یہ حالات سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ کے رئیس اعظم بدیل بن ورقہ کو قریش کے پاس یہ پیغام دیکر صلح کی سلسلہ جنبانی کی۔

"ہم عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں جدال و قتال مقصود نہیں لڑائیوں نے قریش کی حالت تباہ کر رکھی ہے ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ایک مدت معین کے لئے مجھ سے صلح کر لیں اور مجھے عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں اگر وہ اس پر راضی نہیں ہیں تو اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے اور خدائے برتر و توانا کو جو فیصلہ کرنا ہو کر دے"۔

قریش کے پاس جب حضور کا یہ پیغام پہنچا تو نوجوان اور پر جوش شریر بول اٹھے کہ ہمیں محمدؐ کا پیغام سننے کی ضرورت نہیں لیکن سنجیدہ لوگوں نے اس پیغام کو سنا اور قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی کو گفتگوئے صلح کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجا گیا اور حضور علیہ السلام افواج قریش کی اطلاع پا کر عسفان سے سیدھے حدیبیہ پہنچ چکے تھے۔

صلح حدیبیہ

حدیبیہ ایک مقام ہے جسے آجکل شمیس کہتے ہیں یہ حد حرم سے تقریباً ایک میل اور مکہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہاں ایک کنواں تھا جس کا نام حدیبیہ تھا اس وجہ سے اس گاؤں کا نام بھی حدیبیہ مشہور ہو گیا تھا چونکہ صلح نامہ یہیں لکھا گیا تھا اس لئے یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

غرض عروہ آپ کے پاس حدیبیہ میں پہنچا اور گفتگوئے صلح شروع ہوئی مگر اس کی گفتگو میں اس کی روش بڑی بیباکانہ اور گستاخانہ تھی جس پر حضرت ابوبکرؓ اور مغیرہؓ نے اسے گستاخی پر محمول کر کے سختی سے ٹوکا اتنے میں نماز کا وقت آگیا کوئی بات طے نہ ہونے پائی اور آنحضرت صلعم نے وضو کیا تو صحابہ کے اس عشق و عقیدت اور اس نادر منظر نے عروہ کو دریائے حیرت میں غرق کر دیا کہ وضو کا پانی زمین میں نہ گرنے پاتا تھا کہ صحابہ ہاتھوں میں لے لیکر اپنے بدن سے مل لیتے تھے قریش کے پاس جا کر عروہ نے کہا میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں مگر جو جاں نثار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملے ہیں ان کی نظیر نہیں دیکھی۔

بیعت رضوان

عروہ کے بعد حضور صلعم نے خراش بن امیہ کو قاصد بنا کر قریش کے پاس بھیجا مگر ان کا اونٹ مار ڈالا گیا اور وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر آپ تک پہنچے قریش نے صرف یہی حرکت نہیں کی بلکہ ایک دستہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا مگر وہ گرفتار ہو گیا چونکہ لڑائی سے بچنا مقصود تھا اس لئے رحمۃ للعالمین نے سب کو رہا کر دیا پھر حضرت عمرؓ کو گفتگوئے صلح کے لئے منتخب کیا گیا مگر آپ بوجہ شدید دشمنی نہ جا سکے اور بالآخر حضرت عثمانؓ کے حصہ میں یہ خدمت آئی یہ قریش کے پاس پہنچے تو انھیں نظر بند کر دیا گیا یہ خبر حضور انور کو پہنچی تو فرمایا کہ "عثمانؓ کے خون کا قصاص اپنا فرض ہے" یہ ارشاد فرماتے ہی آپ ایک ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور صحابہ سے جاں نثاری کی بیعت لینی شروع کر دی جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے:۔

"خدا مسلمانوں سے راضی تھا جبکہ وہ درخت کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے ان لوگوں کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ نے جان لیا اور ان پر تسکین نازل کی اور انھیں فتح قریب دی"

سہیل بن عمرو اور شرائط صلح

قریش کو جب بیعت رضوان کی خبر ملی اور ان کو معلوم ہوا کہ سرفروشان توحید جانیں فدا کرنے کا عزم صمیم کر چکے ہیں تو ان کے حوصلے پست ہو گئے اور سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور ہار جھک مار کر پھر دوبارہ سہیل بن عمرو کو گفتگوئے صلح کے لئے روانہ کیا اس نے قریش کے شرائط سنانے اور تھوڑے سے رد و کد کے بعد معاملہ طے ہو گیا وہ شرائط یہ تھیں:۔

(۱) مسلمان اس سال عمرہ ادا کئے بغیر واپس چلے جائیں۔

(۲) اگلے سال آئیں اور تین دن سے زائد مکہ معظمہ میں نہ ٹھہریں۔

(۳) ہتھیار لگا کر نہ آئیں صرف تلواریں ساتھ لائیں لیکن وہ بھی نیاموں میں رہیں۔

(۴) مکہ معظمہ میں جو مسلمان ہیں انھیں ساتھ نہ لیجائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی یہاں رہنا چاہے تو اسے نہ روکیں۔

(۵) مکہ والوں میں سے کوئی مسلمان ہو کر مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ معظمہ میں آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

(۶) قبائل عرب کو اختیار ہو گا جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کریں۔

جب یہ شرائط طے ہو گئیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کتابت پر مقرر ہوئے انھوں نے حسب قاعدہ اسلام عنوان پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا لیکن قریش نے اصرار کیا کہ قریش کے معمولی الفاظ باسمک اللھم لکھے جائیں کیونکہ وہ یہی لکھنے کے عادی تھے آنحضرت صلعم نے اسے منظور فرمایا معاہدہ کے شروع میں یہ فقرہ تھا ھٰذا ما قاضیٰ علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اس پر سہیل نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ تسلیم کر لیں تو پھر جھگڑا کیا رہا اس لئے ہم یہ لفظ گوارا نہیں کر سکتے حضورؐ نے کہا کہ تم میری تکذیب کرتے ہو لیکن خدا کی قسم میں خدا کا رسول ہوں یہ کہکر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کے الفاظ محو کر دیئے جائیں ان کو اس میں تامل ہوا تو حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے وہ جملہ مٹا دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔

آنحضرتؐ کا پاس عہد

یہ شرطیں بظاہر مسلمانوں کے لئے سخت خلاف اور ذلت آمیز تھیں اور ان کی غیرت و حمیت حق کا جوش انھیں بآسانی قبول کرنے پر رضامند نہ کر سکتا تھا اس لئے صحابہ اس میں متردد تھے اور کہتے تھے کہ یا رسولؐ اللہ آپ کفار کے سامنے کیوں دبے جا رہے ہیں اس پر صحابہ کو جوش و ہیجان میں لانے والا ایک اور واقعہ ہوا وہ یہ کہ سہیل کے صاحبزادے

ابو جندل جو اسلام لا چکے تھے اور مکہ میں کفار کے ہاتھوں سخت اذیت اٹھا رہے تھے وہ کسی طرح بھاگ کر عین اس وقت جبکہ یہ صلحنامہ لکھا جا رہا تھا حضور کی خدمت میں پہنچے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور اذیتوں و سزاؤں کے نشان ان کے جسم پر نمایاں تھے سہیل نے ابو جندل کو دیکھتے ہی کہا کہ صلح نامہ کی تعمیل کا یہ پہلا موقعہ ہے اس لئے ابو جندل کو ہمارے حوالہ کیا جائے آنحضرت نے بہتیرا چاہا کہ کسی طرح یہ اس صلح نامہ سے مستثنیٰ ہو جائیں مگر سہیل اپنی ہٹ پر قائم رہا ادھر ابو جندل اپنی بے بسی کے خیال سے روتے تھے اور اپنے نشان حضور کو اور مسلمانوں کو دکھا دکھا کر کہتے تھے کہ برادران ملت کیا تم یہ گوارا کرتے ہو کہ میں دوبارہ پنجۂ تعذیب میں پھنس جاؤں مگر سہیل کسی طرح نہ مانتا تھا اس واقعہ نے صحابہ کو اور بھی بے چین اور برافروختہ کر دیا آخر حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور اس درجہ آپے سے باہر ہوئے کہ حضورؐ سے یوں عرض کی

حضرت فاروقؓ۔ یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے رسول برحق نہیں؟

حضور صلعم۔ بیشک کیوں نہیں۔

حضرت کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

حضور صلعم۔ بیشک ہیں۔

حضرت فاروقؓ۔ تو پھر ہم یہ ذلت کیوں گوارا کریں اور کفار سے دب کر صلح کریں۔

حضور صلعم۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہی میری مدد کریگا۔

حضرت فاروقؓ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم حج کرینگے؟

حضور صلعم۔ مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ اس سال کریں گے۔

غرض یہ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد حضورؐ مدینہ کو واپس ہو گئے ابھی مدینہ نہ پہنچے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی انا فتحنا لک فتحا مبینا اے پیغمبر ہم نے تجھ کو کھلی فتح دی" اللہ اللہ اسلام کی بھی کیا نرالی شان ہے کہ جس چیز کو صحابہ ذلت سمجھ رہے تھے وہ دراصل ایک فتح عظیم کا پیش خیمہ تھی

حقیقت یہ ہے کہ بوجہ پیہم و مسلسل لڑائیوں اور جدال و قتال کے تو علمبرداران توحید کو یہ موقع ملا تھا کہ آرام و اطمینان کے ساتھ اللہ کا پیغام پہنچاتے اور نہ ہی بوجہ تنفر کفار کی طبیعتیں و فطرتیں نور اسلام سے پورے طور پر مستفیض ہو سکتی تھیں ضرورت تھی کہ امن و امان اور صلح کی حالت پیدا کی جائے تاکہ ایک طرف تعمیر ملت کا کام سرانجام پائے اور دوسری طرف اسلام کے پاک نمونے کفار کے سامنے پیش کئے جا سکیں اس چیز کو حضورؐ کی عقل جہاں بیں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا اور مشیت ایزدی نے مہر تصدیق ثبت کر دی انجام کار یہی ہوا کہ جب کفار کا اور مسلمانوں کا میل جول ہو گیا اور باہمی تنفر و کدورت دور ہو گئی تو اسلام کی تعلیمی تاثیر سے قلوب و ارواح متاثر ہونے لگے اور کفار جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے مورخین کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک اس کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ کبھی نہیں لائے تھے حضرت خالد ابن ولیدؓ جن کو تلواریں مسخر نہ کر سکیں یہ صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام لائے تھے۔

اب مسلمان حضورؐ کے طرز عمل اور اسوۂ نبیؐ کی روشنی میں اپنے موجودہ طرز عمل اور حالت پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہم بھی اس ملک میں اقلیت میں ہیں اور ایک مدت سے ہندوؤں سے صلح کی گفت و شنید بھی جاری ہے عوام الناس کو اسوۂ حسنہ کے مطابق اپنے لیڈروں کے اعمال و اقوال کی جانچ پڑتال کرنی چاہیے اور فیصلہ کرنا چاہیے کہ ہمارے لیڈروں کا طرز عمل کہاں تک اسوۂ حسنہ کے مطابق ہے۔

جو لوگ ایثار و قربانی سے نفور اور عیش و آرام کے بندے ہیں حضورؐ کے طرز عمل کے خلاف ان کی زبانوں پر ہے کہ ہمیں مناسب تحفظات کے بغیر ہندوؤں سے سمجھوتہ نہ کرنا چاہیے۔ ہائے افسوس یہ لوگ اس قدر پست اور ذلیل ہو گئے ہیں کہ وہ زندہ رہنے کے لئے گاندھی مالوی اور مونجے کے پروانۂ زندگی کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہیں ان خود فراموشوں کو محمد رسول اللہ کے خدا پر اعتماد اور بھروسہ نہیں بلکہ کونسل کی ممبریوں اور کرسیوں پر نظر ہے اور خدا کا دست غیبی چھوڑ کر اس کی امداد و نصرت کو بھلا کر ہندوؤں کے دست کرم کی طرف نگاہ لگائے ہوئے ہیں وہ کیوں نہیں اپنے خدا پر اعتماد کرتے کیوں نہیں اپنے اندر قوت حیات پیدا کرتے اور کیوں اپنے طرز عمل کو اسوۂ حسنہ کے مطابق نہیں بناتے۔

آج وہ ہندوؤں کی تنگ دلی اور تعصب کو رو رہے ہیں ان کی ضد و ہٹ دھرمی کا ماتم کر رہے ہیں اور "رام راج" کے منصوبوں سے خائف و ترساں ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ یہ تمام خوف و ہراس تردد و پریشانی اور خسران و ناکامی محض اسلئے ہے کہ ان کی سیاست اسلامی سیاست کے خلاف ہے ان کا طرز عمل اسوۂ حسنہ کے مطابق نہیں ان کی ذہنیت اسلامی فطرت کا آئینہ نہیں ان کا طرز عمل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی روشنی میں نہیں اور ان سے غیرت و حمیت توکل علی اللہ اور اعتماد اور ایثار و قربانی کے جذبات جاتے رہے ہیں ابھی کچھ نہیں گیا ابھی وقت ہے اگر مسلمانوں کو اپنی ناکامی و نامرادی کا احساس ہے اگر اپنی پست و ذلیل حالت سے کچھ شرم و ندامت ہے اور اگر انھیں اپنی ژولیدہ سیاست سے کچھ سبق مل چکا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج جس چیز کو ہندو نوازی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور جس جذبہ وطن پروری پر زبان طعن کھولی جا رہی ہے وہ عین اسوۂ نبیؐ کے مطابق اور اسلامی ذہنیت کا مظہر ہے اگر حضورؐ کے طرز عمل کی پیروی نعوذ باللہ کوئی قابل اعتراض چیز ہے اور ایسے لوگ مطعون کئے جانے کے قابل ہیں تو وطن پروروں پر جس قدر آوازے کسے جائیں خوب کسو ایک نہ ایک دن انشاء اللہ انھیں اپنی غلطی اور اسوۂ نبیؐ سے گم گشتگی کا احساس ہو ہی جائیگا۔

اے رب بے نیاز اور اے کریم کارساز مسلمانوں کی پریشانی اور بدحالی پر رحم فرما ہم نے تیرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے انحراف کر کے اور اسلامی روایات سے دوری حاصل کر کے کافی سزا پا لی ہے ہمارے لیڈروں کو عقل و سمجھ دے کہ وہ تیرے رسولؐ کے طرز عمل کی پیروی کریں تاکہ ہمارا پرچم اقبال بلند ہو اور تیرے دین کا بول بالا ہو یہ سچ ہے کہ ہم آئین رسول کے تارک ہیں ہمارے عمل کا معیار مصلحت وقت ہے ہماری آنکھوں میں شعار اغیار سمایا ہے اور ہماری نگہ طرز سلف سے بیزار ہو گئی ہے

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں کچھ بھی پیغام محمدؐ کا ہمیں پاس نہیں

دم تقریر مسلم کی صداقت بیباک عدل اس کا تھا قوی لوث مراعات سے پاک

شجر فطرت مسلم تھا حیا سے نمناک تھا شجاعت میں وہ اک ہستی فوق الادراک

مگر ہو لا ۔

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں زندگی مثل بلال حبشی رکھتے ہیں

آخر کو تیرے پیارے حبیب کی امت میں ہیں اور اس ذات گرامی سے انتساب رکھتے ہیں جس پر تیرے الطاف و اکرام ختم ہو گئے۔

اللہم صل علی محمدؐ و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اسلام اور اتحاد

(خطبہ مسٹر رام لال ورما۔ ایڈیٹر و قائم مقام ڈائرکٹر اخبار تیج دہلی)

اعتراف حقیقت کے تحت میں غیر مسلم مشاہیر کے مضامین آ گئے ہیں محترم ورماجی کا یہ مضمون بعد میں وصول ہوا اس لئے دوسرے مضامین میں شایع ہوا ہے میں اپنے مکرم دوست کی مصروفیت سے واقف ہوں جو ایک اتنے بڑے روزانہ پرچہ کی ذمہ دارانہ ایڈیٹری کی وجہ سے ہے اس لئے بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے میری درخواست باوجود اتنی مصروفیت کے بھی رد نہ فرمائی (اڈیٹر)

ایک مسلمان کا یہ دعویٰ کرنا یقیناً بڑا کشش انگیز معلوم ہوتا ہے کہ میں پہلے مسلمان ہوں اور بعد کو ہندوستانی جس طرح کسی ہندو کا یہ کہنا کہ میں پہلے ہندو ہوں اور بعد کو ہندوستانی جہانتک میں سمجھ سکا ہوں اس دعوی کے اس سے زیادہ کچھ معنی نہیں ہیں کہ دنیا میں ہر شخص عقیدہ کو سب سے بڑی چیز سمجھتا ہے پنجاب کے شاعر اعظم سر محمد اقبال کے قول کے مطابق عقیدہ وہ چیز ہے جس کے لئے انسان کو زندہ رہنا اور مرجانا چاہیئے میرا خیال ہے کہ کسی مذہب کے پیرووں کو اس قول کی صداقت سے انکار نہ ہوگا مگر کیا اس عقیدہ کی بدولت زمین کے ٹکڑے سے روح انسانی کے رشتہ" کی اہمیت کم کی جاسکتی ہے! کیا اس عقیدہ کی وجہ سے قومیت و وطنیت اور اتحاد و یگانگت کے جذبات کو خیرباد کہا جا سکتا ہے؟ یہ سوال ہے جس کے تسلی بخش جواب پر ہماری بہت سی موجودہ مشکلات کے حل کا دارومدار ہے یوں تو کوئی بھی سمجھدار ہندو یا مسلمان مشکل سے ایسا نکلیگا جو اس سوال کے جواب سے واقف نہو مگر کسی بات کا علم ہونا اور بات ہے اور احساس ہونا اور بات ہے بہت سی حقیقتیں ہیں جنھیں ہم بخوبی جانتے ہیں مگر اچھی طرح محسوس نہیں کرتے اور احساس کی کمی ہمارے طریق عمل پر لازماً اثر انداز ہوتی ہے۔

ایک مدت سے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کرنے کی سعی کی جارہی ہے کہ ان کا تعلق فقط مذہبی عقیدہ سے ہے قوم اور وطن سے انھیں کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیئے چنانچہ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں علیحدگی کا زبردست رجحان نظر آتا ہے اور علیحدگی کا رجحان اتحاد و یکجہتی کے جذبہ کے منافی ہے اس سے قدرتی طور پر کدورت اور خصومت پیدا ہوتی ہے جس میں ہم ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو حصہ لیتے ہوئے دیکھتے ہیں بمبئی اور کانپور کے خونریز سانحات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور ہم انھیں صبر و سکون سے برداشت کرتے ہیں غیر لوگ ہمارا مضحکہ اڑاتے ہیں ہمیں آزادی اور خود اختیاری کے نااہل بتاتے ہیں ہماری تہذیب و معاشرت پر پھبتیاں کستے ہیں اور ہم خون کے گھونٹ پیکر رہجاتے ہیں یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ ہم نے مذہبی عقائد کو صحیح طور پر نہیں سمجھا ہے یا کم سے کم ہمارے احساس حقیقت میں کچھ کمی اور خامی ہے۔

میں نے اس مضمون کا عنوان "اسلام اور اتحاد" اسی لئے منتخب کیا ہے کہ میری دانست میں اس وقت ملک سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی ترقی کے لئے اگر کسی چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ اتحاد ہے اور اتحاد کا سوال زیادہ تر ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان پیش ہے اگر ہم یہ معلوم کرلیں کہ اسلام میں قومی اتحاد کو کیا اہمیت حاصل ہے اور ساتھ ہی اسے محسوس بھی کریں تو ہماری نصف سے زیادہ مشکلات خود بخود حل ہو سکتی ہیں۔

میں اتحاد کے سوال پر سیاسی نقطۂ نگاہ سے بحث نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی ہندوؤں اور مسلمانوں میں موجودہ مشکلات کی ذمہ داری کی تقسیم کر رہا ہوں ایسا کرنے کے لئے یہ وقت اور موقع نہیں ہے اس مضمون کا تعلق صرف "اسلام اور اتحاد" سے ہے اور تمام تنقید و تبصرہ صرف اسی موضوع تک محدود ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ مضمون اسکی اسپرٹ میں پڑھا جائیگا جس میں کہ یہ لکھا گیا ہے

مذہبی عقیدہ ایک بڑی پاکیزہ چیز ہے یہ انسانی زندگی کا ایک بیش بہا سرمایہ ہے مگر کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہم میں سے بہتوں نے اس سرمایہ کی اصل قدر و قیمت اب تک نہیں سمجھی ہے! مذہب اور عقیدہ خدا اور انسان کے درمیان رشتہ کا نام ہے یہ رشتہ کیسا پاک اور متبرک ہے اب اگر ہم یہ فرض کرلیں جیسا کہ ہم میں سے بعض نے غالباً کرلیا ہے کہ ضبط و تحمل، حلم و بردباری اور خلوص و نیک اعتقادی جو کہ شرط انسانیت ہیں اس رشتہ سے خارج ہیں تو کیا یہ رشتہ انسانی زندگی کی نشو و نما اور ترقی کی طرف رہنمائی کرنے کی بجائے اس کو گمراہی کے غار میں لیجانے کا موجب نہ بن جائے گا پس جو لوگ مسلمانوں کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ زمین کے ٹکڑے سے ان کی روح کے عارضی رشتہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں ہے اور جو لوگ انھیں قومیت و وطنیت اور اتحاد و یگانگت سے متنفر کرتے ہیں کیا ان کی نسبت یہ سمجھ لینا درست نہیں ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کرتے ہیں بلکہ انھیں بیحد ضرر و زیان پہنچانے کی تدابیر کرتے ہیں وہ مسلمانوں کو اس راستہ سے گمراہ کرتے ہیں جو حضرت محمدؐ نے اپنی زندگی کے عمل سے انھیں بتایا تھا حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے مذہبی عقیدہ خدا اور انسان کے درمیان رشتہ اور خود اپنے رسول کے احکام کی توہین و تحقیر کرتے ہیں ایسے لوگوں کے متعلق یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بنی نوع انسان کے دشمن ہیں۔

ہم نے اسلام میں تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے گویا کہ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقا و ترقی کا انحصار تلوار پر ہی ہے ایسا کہنا خود اسلام کے معنے کی تردید کرنا ہے اس غلط اور شر انگیز عقیدہ کے حامیوں نے حضرت محمدؐ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھدیا ہے اور صداقت سے آنکھیں بند کرلی ہیں اسلام میں تلوار کی جگہ ہے مگر صرف وہی جو کہ کسی مذہب میں ہو سکتی ہے اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے مگر صرف وہیں تک جہانتک کہ صداقت اور سچائی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے اسلام میں امن و آشتی اور صلح و راستی کی جگہ تلوار سے کہیں بالاتر ہے اسلام تلوار کا نہیں بلکہ امن کا پیغام ہے جو حضرت محمدؐ نے تلوار اور سفاکوں کو سنایا تھا حضرت محمدؐ کی زندگی کا نقش فتنہ و شر نہیں بلکہ امن و

اتحاد تھا ان کی زندگی کا اصول انتقام نہیں بلکہ معافی و درگذر تھا۔ انھوں نے جنگ کی جب کفر و شرک کے مقابلہ کے لئے کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا مگر ایسی مثال کہاں ملے جس سے یہ واضح ہو کہ حضرت محمدؐ نے کسی موقعہ پر جنگ کو صلح پر ترجیح دی؟ اس کے برعکس انہوں نے مٹھی بھر مسلمانوں کے مستقبل کو خطرہ میں ڈال کر کثیر تعداد غیر مسلموں سے صلح کی اور معاہدے کئے انھوں نے اپنے قاتلوں کو معاف کیا انہوں نے زیردستوں کو زبردستوں کے مظالم سے بچایا انھوں نے اپنے دشمنوں کو جبر و تشدد کی بجائے راستی و صداقت سے زیر کیا جو شخص دشمنوں سے رواداری کا سلوک کرنے کا بانی تھا جو شخص مسلمانوں کو مختلف عقیدہ رکھنے والی غیر مسلم قوموں سے ملا کر ایک متحدہ قوم بنا سکتا تھا وہ ہمسایوں اور ہم وطنوں سے جنگ و جدل کرنے کا روادار کیونکر ہو سکتا ہے۔

حضرت محمدؐ نے مسلم اقلیت کی حفاظت کے لئے دوسری قوت کی امداد پر کبھی بھروسہ نہیں کیا نہ ہی آپ نے فرقوں کے درمیان اتحاد کے لئے تاجروں کے سے معاہدوں پر بھروسہ رکھا تھا جنہوں نے حضرت محمدؐ کی زندگی اور تعلیم کا سرسری طور پر بھی مطالعہ کیا ہے انھیں ایسی بہت سی مثالیں معلوم ہوں گی کہ حضرت نے مسلمانوں کے مفاد کو خطرے میں ڈال کر دوسری قوموں سے معاہدہ کیا اور اتحاد کی خاطر مسلمانوں کے فوری فوائد قربان کر دیئے مگر اس کا نتیجہ آخر میں اسلام کے لئے مفید ثابت ہوا۔

ایک عقیدہ کا تیرہ چودہ سو سال میں ریگستان کے ایک خطہ سے نکل کر کرۂ ارض کے تمام گوشوں میں پہنچ جانا اور اس کے دائرہ میں گنتی کے لوگوں سے بڑھکر دنیا کی آبادی کا ۱/۴ حصہ کا شامل ہو جانا ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ معجزہ نہیں ایک ٹھوس حقیقت ہے اور اس کا راز تلوار میں نہیں ہے اس کا راز اخوت و محبت میں ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے بحیثیت ہندوستانیوں کے جو سوال سردست سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے وہ قومی اتحاد کا سوال ہے جیسا کہ میں نے مضمون کے ابتدا میں ظاہر کیا ہے اور اس قسم کے اتحاد کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ مسلمان ہندو ہو جائیں یا ہندو مسلمان ہو جائیں۔ در حقیقت اتحاد کا لطف ہی ایک سے زائد میں ہے اتحاد وحدت میں نہیں بلکہ کثرت میں ہوتا ہے اتحاد کے یہ معنے ہیں کہ کثرت میں وحدت کا رنگ ہو مسلمان مسلمان رہیں ہندو ہندو رہیں اس کے باوجود ان سب کو ایک نام سے پکارا جا سکے اور وہ نام ہے ہندوستانی یہ نام قومیت و وطنیت کا مظہر ہے یہ نام زمین کے ٹکڑے سے اس کے باشندوں کی روح کے رشتہ پر دلالت کرتا ہے اسلامی عقائد کے بعض اعلیٰ مفسر خواہ کچھ کہیں میرا پختہ یقین ہے کہ دیگر مذاہب کی طرح اسلام میں بھی مذہبی عقیدہ کی تہ میں یا یوں کہو کہ خدا اور انسان کے رشتہ کے پس پشت قومیت و وطنیت کا تعلق موجود ہے جو کہ انسان انسان کے درمیان رشتہ کا نام ہے اگر یہ سچ ہے کہ خدمت خلق ہی وصل حق کا راستہ ہے۔ اور اسلام کا نبی اس قول کا قائل تھا۔ تو میں یہ کہنے کی جرأت کروں گا کہ خدمت ملک و ملت ہی خدمت خدا ہے اور قوم پرستی اور وطن پرستی ہی بہترین عقیدہ ہے۔ جو چیز ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بد اعتمادی کا جذبہ اور علیحدگی کا رجحان پیدا کرتی ہے وہ نہ ہندو عقائد کے ماتحت ہو سکتی ہے اور نہ اسلامی عقائد کے مطابق ہو سکتی ہے۔ اسلام کا بانی حب الوطنی، قوم پرستی، امن و آشتی اور اتحاد و یکجہتی کا علمبردار تھا ان سے انحراف کرنے والے کے لئے اسلام میں جگہ نہیں ہے۔

بیکس و مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت اگر کسی مذہب میں ہو سکتی ہے اور اگر کسی مذہب نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعویٰ نہیں بلکہ بین اور واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور ارشادات رسالت پناہی کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے کتاب اسلام اور عورت میں مختلف آیات و احادیث نقل کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر حصہ لیتی ہے ضمناً یہ بات بھی معرض بیان میں آگئی کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت مقرر کی ہے نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورت کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے کہ جہاں اسلام نے انھیں پہنچا دیا ہے کتاب حد سے زیادہ دلچسپ ہے اور فاضل مصنف نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیکر ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث ڈھونڈلی ہے۔ یہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی لاجواب تصنیف ہے قیمت دس آنے محصول ۵ر کل ۱۵ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اسلام اور مدنیت

اگر آپ مسلمان بننا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی بہترین تصنیف اسلام اور مدنیت پڑھیئے اس میں مشہور عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ کے سوا وہ سب کچھ بتایا گیا ہے جسے ایک پکے اور صحیح مسلمان کو جاننا چاہیئے کتاب جس قدر دلچسپ ہے اس کا اندازہ ناظرین مولوی کو ڈاکٹر صاحب کے ان افسانوں سے ہو سکتا ہے جو ہر مہینہ مولوی میں شائع ہوتے رہتے ہیں چند مضامین کے عنوان یہ ہیں:- مدنیت کی قسمیں، رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ، حقوق زوجین، اولاد کے ساتھ برتاؤ، نیچے والوں کے ساتھ برتاؤ، پڑوسیوں کے ساتھ برتاؤ، لونڈی غلاموں کے ساتھ برتاؤ، قوم کے بچوں یعنی یتیموں کے ساتھ برتاؤ، عام اغیار کے ساتھ برتاؤ، ربوا یعنی سود، چوری، لوٹ مار اور رشوت، مزدوری پوری دینا، گداگری، دشمنوں کے ساتھ برتاؤ، دشمنوں کے ساتھ سلوک کرنا، دشمن کی عورتیں اور بچے، اہل کتاب کے ساتھ برتاؤ، جانوروں کے ساتھ برتاؤ۔ یہی وہ کتاب ہے جس کو ہم غیر مذاہب والوں کے سامنے پیش کرکے ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلام ہی دنیا کا بہترین اور مکمل مذہب ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۲ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اعتراف حقیقت

رسول کریمؐ اغیار کی نظر میں

آنحضرت صلعم کے متعلق مشاہیر و مقتدر غیر مسلم بھائیوں کے خیالات

روشن ستارہ

از مہاتما گاندھی

جو وقت تمام مغرب (یورپ) پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اس وقت ایک روشن و چمکدار تارہ مشرق کے آسمان پر چمکا، اس نے نہ صرف ساری دنیا کو روشن کر دیا، بلکہ تمام مصیبت زدہ مخلوق کو آرام و راحت پہنچائی، اسلام ان مذاہب میں نہیں جو جھوٹے کہے جاتے ہیں، اگر ہندو احترام کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں، تو یقیناً وہ بھی میری طرح اس کا احترام کرنے لگیں گے۔

ترقی اسلام اور تلوار

از ڈاکٹر ایڈ برلنگھم

ترجمہ

مجھ کو کسی وقت یہ خیال بھی نہ ہوا، کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہون منت ہے، نہیں بلکہ اسلام کی کامیابی رسول اللہؐ کی سادہ بے لوث زندگی انکے اور دعدہ اصحاب و پیروؤں کی غیر معمولی حمایت توکل خدا اور ذاتی جرأت و استقلال سے وابستہ ہے۔

تجھ کو سب نے ہی مانا

مجموعہ و مرتبہ ابوالمکارم محمد عبدالبصیر صاحب متقی

۱۔ نضر بن الحارث جو کہ سخت ترین دشمنان اسلام میں سے تھا، اس نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا، کہ آنحضرتؐ معاذ اللہ جھوٹے ہیں، تو وہ بے اختیار بول اٹھا۔

"تحقیق (آنحضرتؐ) محمد (صلعم) تم ہی میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا، اور تم سب میں سے زیادہ پسندیدہ اخلاق والا تھا اور سب سے زیادہ راست گفتار سب سے زیادہ امین تھا، اور اس کے متعلق تمہاری یہی رائے تھی کہ جب تم نے اس کی زلفوں میں سفیدی دیکھی یعنی وہ جب بوڑھا ہو گیا اور وہ لایا تمہارے پاس جو کچھ بھی لایا (یعنی قرآن شریف) تو تم یہ کہنے لگے کہ وہ ساحر ہے، نہیں خدا کی قسم وہ جھوٹا تو ہرگز نہیں ہے

۲۔ نبی کریمؐ جب پہاڑ کی وادی میں دعوت اسلام دے رہے تھے تو اس وقت قریش نے کہا نعم ماجربنا علیك الا صدقا تجربہ سے ہم نے آپ کو سچا پایا۔

۳۔ امیہ بن خلف نے جب اپنے قتل کی پیشگوئی سنی تو اپنی بیوی سے کہا واللہ ما یکذب محمد اذ لحدث خدا کی قسم (آنحضرت محمد صلعم جب کوئی بات کہتے ہیں تو کبھی جھوٹ نہیں بولتے

۴۔ کعب بن زہیر بن ابی سلمی جو آپ کا جانی دشمن تھا وہ بھی آپ کو مامون ہی کہتا تھا

۵۔ ابو طالب نے مرتے وقت آپ کو انہی الفاظ میں یاد کیا جن کے ساتھ آپ مشہور تھے وانی اوصیکم بمحمد خیرا فانہ امین یعنی تو آنحضرتؐ محمد (ص) سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں، وہ قریش میں اور امین ہیں

۶۔ "اللہ اکبر اگر محمدؐ اس کے رسول برحق نہ تھے تو آج تک پھر کوئی رسول دنیا میں آیا ہی نہیں" مسٹر اسکاٹ مصنف اخبار الاندلس

۷۔ "وہ نام کیا تھا جس سے کہ مکہ کے تمام مرد اور عورت اور بچے آپ کی شناخت کرتے تھے، وہ نام امین تھا جس کے معنی ہیں اعتماد کے لائق، ہر دسم کے قابل بھروسہ امین سے زیادہ معزز اور شریف لقب ایسا کوئی نظر نہیں آتا جس سے یہ لوگ آپ کو جو چنیں

آپکے درمیان موجود تھے یاد کرتے ہوں" مسز اینی بسنٹ

۷ ۔ "کوئی شک نہیں کہ حضرت محمدؐ (صلعم) بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے" ڈاکٹر ای۔ اے۔ فریمن

۸ ۔ یہ امر حضرت محمدؐ (صلعم) کی صداقت کا بڑے زور سے موید ہے کہ جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ راست باز لوگ تھے بلکہ آپکے محرم راز دوست، یا آپ کے خاندان کے لوگ تھے جو آپ کی پرائیوٹ زندگی سے کامل آگاہی رکھتے تھے اور وہ اس اختلاف سے بے خبر نہ تھے جو ایک مفتری کی اندرونی و بیرونی حالت میں لازمی طور سے ہوتا ہے۔ بیشک میں یہ تسلیم کرتا ہوں، کہ آپ کے مذہب اسلام میں پرہیزگاری خدا ترسی ایسی کامل درجہ پر ہے جو دوسرے مذاہب میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اخلاق انسانی کی ترقی کا باعث صرف اسلام ہی ہوا ہے" ولیم میور

۹ ۔ "حضرت محمدؐ (صلعم) کے خیالات و زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص انکی اولوالعزمی، اخلاقی جرات، نہایت خلوص نیت، سادگی، رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہی صفات کے ساتھ استقلال عزم اور حق پسندی و معاملہ فہمی کی قابلیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی لطف و کرم اور اخلاق کو بلا خیال مرتبہ قائم رکھا" لفٹنٹ کرنل سائکس

۱۰ ۔ میں نے اپنی تحقیق میں کوئی ثبوت نہیں پایا جس سے حضرت محمدؐ (ص) کی رسالت میں شبہ ہو سکے، یا انکی مقدس ذات پر فریب و مکر کا الزام لگایا جا سکے (مسٹر سیل)

۱۱ ۔ کتب مقدسہ ساویہ میں انبیائے بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی بجز ایک یعنی (آنحضرتؐ) ایسا عالی مرتبہ و جلیل الشان معلوم نہیں ہوتا" لایف آف محمدؐ سر ولیم

۱۲ ۔ تقریباً سارا یورپ کل امریکہ اور آسٹریلیا حضرت عیسیٰؑ کا پیرو کار ہے چین۔ جاپان، سیام اور تاتار مہاتما بدھ کا دم بھرتا ہے، مگر جس عزت و توقیر، تعظیم و تکریم صدق و ارادت اور پریم بھگتی کے ساتھ خاتم الانبیا محمدؐ صاحب کا نام لیا جاتا ہے کسی دیگر پیر، پیغمبر، ولی، گورو، رشی، اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا، جو اخوت پیغمبر اسلام نے قایم کی ہے کوئی نہیں کر سکا، جس مضبوط چٹان پر اسلام کی بنیاد حضرت محمدؐ نے رکھی ہے نہ وہ کسی کو ملا ہے اور نہ ملے گا، یہ ساری باتیں اس امر کا یقینی ثبوت ہیں کہ حضرت محمدؐ صاحب غیر معمولی طاقت والے غیر معمولی انسان تھے اور انسان کی اصلاح کے لیئے خدا کے فرستادہ تھے" (لالہ کشن داس جی جہلمی منقول از زمیندار ۱۲)

۱۳ ۔ پیغمبر اسلام ایک باعمل انسان اور بہت بڑے مدبر تھے انکی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی چیز نہ بجھا سکی، انہوں نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں اہل فلسفہ کی تعلیم کبھی نہیں دی بلکہ مصیبت اور دکھوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہنے کا اصول انکی زندگی کا جزو بنا دیا محمدؐ (صلعم) نے ہمیشہ ٹالرینش (رواداری) کی تعلیم و تلقین کی ہے اور وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے ہیں" سی پی رام سوامی آئر۔ ہندو مدراس $\frac{9}{2}$ ۱۲

۱۴ ۔ میں مذہب اسلام سے انس رکھتا ہوں، اور آپ کی تعظیم کے بعض حصوں کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر کو مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں" لالہ لاجپت رائے بجلسہ نیگ میں ایسوسی ایشن ۵ مارچ ۱۹۳۰ء

۱۵ ۔ حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی دنیا کو مفید سبق دیتی ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھیں سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو" سوامی ستیہ دیو ہاری

۱۶ ۔ چالیس کروڑ افراد حضرت محمدؐ صاحب سے پیار کرتے ہیں اسی سے سمجھ لو کہ لفظ محمدؐ نے کروڑ دلوں پر کوئی خاص اثر و قوت رکھتا ہے جب سے تیرہ چودہ صدیوں کے بعد بھی انسانوں کے قلوب پر اس لفظ محمدؐ کا قبضہ ہے، ہم جب محمدؐ صاحب کی سوانح عمری پر غور کرتے ہیں تو انکی سوانح عمری میں اگر کوئی سب سے زیادہ خوبی والی بات نظر آتی ہے تو وہ اللہ پر ایمان کامل ہے" سکھ جنٹلمین اڈیٹر اخبار خالصہ سماچار گروپ نمبر

۱۷ ۔ لا الہ ہرنے پاپم الا اللہ پرمہ پدم جناوی کنٹھ پرا پنولی توجہیتے نام محمدم" اتھروں وید بحوالہ بشارت احمد تلنگی

لا الہ کہنا تمام گناہوں کو دھو دیتا ہے، اور الا اللہ سے حیات جاوید نصیب ہوتی ہے جس کو بہشت بریں کی آرزو ہے ان کو چاہئے کہ اس نام پاک محمدؐ صلعم کا ہمیشہ ورد کرتے رہیں،

۱۸ ۔ سری رام چندر جی مہاراج بھگوان کرشن جی، گورو نانک دیو جی، حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ روحانی بادشاہ تھے اور میں کہتا ہوں کہ انمیں ایک روحانی شہنشاہ بھی تھا جس کا مقدس نام حضرت محمدؐ (صلعم) تھا جس کے معنی ہی مہا کئے گئے ہیں، اور جس کی پوتر لائف کے متعلق کچھ کہنا ہے اسمیں شک نہیں کہ ہر ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا، مگر حضرت محمدؐ صاحب نے دنیا پر اس قدر احسان کئے ہیں کہ جنکی مثال نہیں مل سکتی، میں خوش ہوں کہ ہماری قوم میں بہت ایسے لوگ ہیں، جو حضرت محمدؐ صاحب کے مشن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ کی تعلیم کے اثر کو محسوس کرتے ہیں، اگرچہ ہر مذہب کے لوگوں نے آپ کے متعلق اچھی رائے دی ہے، مگر میں چند ایک ہندو بھائیوں کے ناموں کا اظہار کرتا ہوں۔ پروفیسر رام دیو صاحب بی اے مہاتما گاندھی، ڈاکٹر گوکل چند، پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لا، لالہ لاجپت رائے مسز اینی بسنٹ، اور یہ مندرجہ ذیل وہ ہندو ہیں جنہوں نے آپکے گیت گائے، پنڈت گنیش لال خستہ، بھگت سائیں داس ایڈوکیٹ کوہ مری منقول از اخبار رہبر دکن حیدرآباد

۱۹ ۔ چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی جب کوئی باشندہ عرب مر جاتا تھا تو وہ اپنی عورتیں بطور داشتہ چھوڑ جاتا تھا، جس کے بعد اسکا بیٹا سوائے اس عورت کے جس کے پیٹ سے وہ پیدا ہوا ہے، باقی سب عورتوں کو اپنی بیوی بنا لیتا تھا، علاوہ ازیں عارضی شادیاں بھی ہوتی تھیں، عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان نہ تھا، یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے، خیالات تھے کہ یہ قوم کبھی اٹھ نہیں سکتی، لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ہوا ہے، کہ حضرت محمدؐ نے اس قوم میں جان ڈالدی، حضرتؐ نے انہیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور ایک خدا کو مانو، شروع میں حضرت محمدؐ صاحب کے صرف تین معاون اور مددگار تھے، انکی جاتی قریش ان کی مخالف تھی۔ یہانتک کہ آخرکار انمیں جادو کی بجلی بھر دی، وہ بجلی جو انسان کو دیوتا بنا دیتی ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری تھی، بلکہ عام لوگوں میں اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ اشاعت اسلام کے لیئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی، اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھا دے" پروفیسر رام دیو صاحب بی، اے پروفیسر گروکل کانگڑی

۲۰ ۔ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے واقعات کو پڑھو جس وقت وہ پیدا ہوئے عرب میں بت پرستی کا بازار گرم تھا، مکہ کے بت خانے کی زیارت کو دور دور سے لوگ آتے تھے، عیسائی دنیا کا یہ حال تھا کہ مسیحؑ کے وعظ اور نیک خیال کو بھلا دیا تھا، ان کے حواریوں نے ان کے مذہب کو اور کچھ رنگ چڑھا دیا، پادریوں نے جھوٹے عقائد کی بھرمار کردی، ان کو خدا سمجھنے لگے، اور حضرت مریمؑ کے بت کے آگے سر جھکانے لگے، ایک

خدا کی بجائے تثلیث کا مسئلہ زور پر تھا، کیا حضرت محمد صاحب نے بت پرستی اور تثلیث کو جو اسوقت اعلیٰ رکن دہرم سمجھے جاتے تھے جائز رکھا یا نہیں، ان دونوں کے خلاف وحدہ لاشریک کا وعظ شروع کیا، اپنے شہر سے ہجرت کرنی پڑی، اور آخر اپنی امت کے لئے جنگ کرنا پڑا، اگر وہ زمانہ کے مطابق عمل کرتے تو بت خانے کے پجاری یا عیسائیوں کے پادری بن جاتے، مگر نہیں، ان میں کچھ اور جوش تھا، دیکھا کہ یہ سب باتیں جھوٹی ہیں، اللہ کے بھروسے پر کام شروع کر دیا، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ انکو بت پرستوں یا شام کے عیسائیوں نے پیدا کیا، اگر عرب والوں میں روح نہ پڑتی، تو کس کی مجال تھی کہ دنیا کو پلٹا دیتے" رائے بہادر لالہ بیٹا کروت، ای، اے، سی

۲۱ - یہ سب حالت جو اسلام میں پائی جاتی ہے اس کا انحصار اس مقدس شخص کو حاصل ہے جو خدا کا بھیجا ہوا رسول تھا اور جس نے عرب جیسے وحشی ملک میں اخوت کی روح پھونکدی تھی " ہندو بنگالی (اخبار نور قادیان)

۲۲ " میں مذہب اسلام سے محبت رکھتا ہوں، اور اسلامی پیغمبر کو دنیا کے بڑے بڑے مہاپرشوں میں سمجھتا ہوں، آپ کی سوشل لائف اور پولیٹیکل تعلیم کا مداح ہوں اور اسلام کا بہترین رنگ وہ ہے جو حضرت عمر رض کے زمانہ میں تھا لیکچر لالہ لاجپت رائے

۲۳ - اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانی میں رسوخ حاصل نہیں کیا، بلکہ پیغمبر کی انتہائی سادگی، بےنفسی، عہود و میثاق کا انتہائی احترام اپنے رفقا و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرات، بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصود و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔

مہاتما گاندھی

۲۴ - حضرت محمد (ص) کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا، لوگ کتنا ہی انکار کریں، مگر آپ کے اصلاحات عظیمہ سے چشم پوشی ممکن نہیں ہم بودھ ہی حضرت محمد سے محبت رکھتے ہیں، اور آپ کا احترام کرتے ہیں، اسی وجہ سے برما میں ہم بجز شی اپنی لڑکیاں مسلمانوں کو دیتے ہیں، ہمارے تعلقات مسلمانوں سے بہتر ہیں، اور دعا ہے کہ ہمیشہ ایسے ہی رہیں" از پیشوائے اعظم بدھ ملک تونگ صاحب منقول از رہبر دکن مورخہ ۱۰ آذر ۱۳۴۹ء

۲۵ - آنحضرت (ص) کی شان میں ناواقفیت یا شرارت سے یہ کہنا کہ انکی تعلیم قتل و خونریزی کی تھی بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے جس شخص کا دل ننھے ننھے بچوں کے رونے سے بے قرار ہو جائے، جو ہزاروں گالیاں اور دشنام سنکر بھی اپنی نگاہ نیچی رکھے اور مکہ کی فتح کے روز صبر و تحمل و رحم و رواداری کا وہ بے مثل مظاہرہ کرے کہ اس کی نظیر بیوان عالم میں نہیں ملتی کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی قابو حاصل ہونے پر معاف کر دیا جو ظلم و تعدی کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرے جو سب کچھ غریبوں اور مفلسوں پر نچھاور کر دے، جو ہاتھوں سے غیر مسلموں کی خدمتگزاری کرے اور ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے، ان کے وفدوں کا استقبال کرے، اور اپنے خلیفہ عمر کی جگہ اپنے دربار میں ایک غیر مسلم کو بٹھائے، اور ایک غیر مسلم کی پھیلائی ہوئی گندگی کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنے میں دریغ نہ کرے کیا اس کی شان میں ایسا ایسا کہا جا سکتا ہے، آنحضرت کی تعلیم ہمیشہ یہی رہی ہے کہ جو فعل کیا جائے وہ خلوص اور سچائی سے کیا جائے، ان کی تعلیم کا مقصد بنی نوع انسان کی خدمتگزاری ہے

بابو برج بہاری لال بی اے ایل ایل بی وکیل

منقول از اخبار ملت

حضرت محمد صاحب کی زندگی سے بھارت نواسی کیا سبق سیکھ سکتے ہیں

از شریت شری لالہ دلیش بندھو جی ڈائرکٹر اخبار تیج دہلی

جناب اڈیٹر صاحب مولوی مجھ کو تین سال سے یہ عزت بخش رہے ہیں، کہ اپنے رسالہ کے سالانہ نمبر کے لئے جو حضرت محمد صاحب کے جنم دن پر نکلا کرتا ہے، حضرت کے متعلق مجھے اپنے کچھ خیالات کے ظاہر کرنے کا موقعہ عنایت فرماتے ہیں، اگرچہ میں نہایت عدیم الفرصت ہوں اور جیل جانے کے لئے پا بہ موڑ ہوں تاہم میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضرت محمد صاحب کے جنم دن کے شبھ اوسر (مبارک تقریب) پر کچھ نہ کچھ ضرور حصہ لوں،

میرا خیال ہے کہ اگر ہندو مسلمان ایک دوسرے کے مذاہب کا مطالعہ کریں اور تعصب سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے کے مقدس بزرگوں رشیوں منیوں اوتاروں اور پیغمبروں کی لائف پر گہری نگاہ ڈالیں تو یہ آپس کی نااتفاقی کی خلیج بڑی حد تک بہت جلد دور ہو سکتی ہے اور پھر باہمی ایکتا اور اتفاق و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے، جو کچھ سے پچاس سال پہلے تک بھارت ورش کے کونے کونے میں نظر آتا تھا، اور اب بھی سینکڑوں دیہات ایسے ملیں گے جہاں موجودہ دور تہذیب و ترقی کی روشنی نہیں پہنچی وہاں ایک برادرانہ ایکتا نظر آتی ہے

بہرحال بزرگوں کے جنم دن پر جو اسپیشل نمبر اخباروں اور رسالوں کے شایع ہوتے ہیں ان سے کم از کم یہ فائدہ ضرور پہنچ سکتا ہے، کہ عام جنتا کے سامنے ایسا لٹریچر آجاتا ہے جس کو آسانی سے حاصل کر کے وہ اپنی معلومات بڑھا سکتے ہیں، اور اگر اس پر بے تعصبی سے وہ غور کریں تو پھیلی ہوئی بدگمانیاں بہت کچھ دور ہو سکتی ہیں، میں تو اسی خیال کو سامنے رکھ کر حضرت محمد صاحب کے جنم دن پر باوجود سخت ترین مصروفیت کے بھی کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری خیال کرتا ہوں

جس قدر بڑے لوگ دنیا میں گذرے ہیں، اگر ہم انکی لائف کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا، کہ وہ دنیا کی بگڑی ہوئی حالت کے سنوارنے اور انسانوں کی اصلاح میں ان بزرگوں کو جسقدر کامیابی ہوئی اس کا صرف ایک ہی سبب تھا، وہ یہ کہ اپنے مشن کی صداقت پر آپ کو پورا وشواش تھا۔ اور پہاڑ کی طرح عزم و ارادہ کے مالک تھے، دنیا کی کوئی طاقت ان کو اپنے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی

حضرت محمد صاحب کی زندگی میں شروع سے آخر تک یہ صفت نہایت نمایاں طور پر نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ جسقدر جلد انہوں نے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کی دنیا کے مذاہب کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملتی،

اگرچہ میں نے بہت زیادہ کتب کا مطالعہ نہیں کیا، مگر محمد صاحب کی لائف جو دو ایک میری نگاہ سے گذری ہیں، ان میں سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میرا خیال ہے کہ صحیح نتیجہ پر پہنچا ہوں، کہ اپنے مشن کی سچائی پر اعتقاد اور ارادے کی مضبوطی و پختگی میں ان کا کوئی دوسرا مثل نہیں گذرا

ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک موقعہ پر آنحضرت کسی جنگل میں بالکل تن تنہا درخت کے نیچے سو رہے تھے۔ اتفاق سے آپ کا ایک جانی دشمن بھی ادھر آنکلا، جو

عرصہ سے آپ کے قتل کی فکر میں تھا۔ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی، اس نے آپ کو جگا دیا اور نہایت گھمنڈ سے کہا، کہ اے محمد اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے، یہ نہایت نازک موقعہ تھا اور ایک قدرتی تشویش کا پیدا ہونا ایسے موقعہ پر یقینی بات ہے مگر حضرت محمد صاحب نے نہایت اطمینان کے ساتھ بغیر کسی قسم کی تشویش اور پریشانی کے جواب دیا کہ خدا" اس نے کہا تھا کہ اب میرے ہاتھ سے تم کو کون بچائے گا، آپ نے کہا کہ خدا۔ یہ خدا ہی تھا جس نے اس کو محمد صاحب کا جانی دشمن بنا دیا تھا، کوئی پرخاش نہ تھی نہ کوئی ذاتی جھگڑا تھا۔ جھگڑا ہی صرف اس قدر تھا، کہ محمد صاحب ایک پرماتما کی پوجا کا پرچار کرتے تھے، اور وہ بہت سے خداؤں کی پوجا کرتا تھا، اس لئے جونہی محمد صاحب کے منہ سے خدا کا نام نکلا تھا اور اس کے غصہ و انتقام کی آگ بھڑک اٹھنی چاہئے تھی، اور بے آپے ہوکر جس ارادہ سے وہ آیا تھا۔ اور زیادہ اس میں مضبوطی پیدا ہو جانی چاہئے تھی، اور خدا کا نام سنتے ہی محمد صاحب کو قتل کر دینا چاہئے تھا۔

مگر یہ اٹل وشواش کی آواز تھی جس کی گونج اس کے کانوں کے راستے اس کے ہردے (قلب) کے پردوں سے ٹکرائی اور اس پر اس قدر خوف چھا گیا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، اور محمد صاحب نے اٹھالی اور جو سوال اس نے محمد صاحب سے کیا تھا، وہی آپ نے اس سے کیا، کہ اب تم بتلاؤ کہ میرے ہاتھ سے تم کو کون بچا سکتا ہے، چونکہ اس کا دل اپنے مقصد کی صداقت سے خالی تھا، اور کوئی سچائی اس کے دل میں نہ تھی، جو دل کو لازوال قوت اور طاقت بخشتی ہے اس لئے وہ محمد صاحب کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر خوف زدہ ہوگیا۔ اور نہایت عاجزانہ لہجہ میں کہنے لگا کہ" آپ ہی بچا سکتے ہیں" یہ سنکر محمد صاحب نے اس کی حالت پر افسوس کیا، اور کہا کہ کاش اب بھی کہدیتا، کہ جس نے تم کو میرے ہاتھ سے بچایا وہی خدا مجھ کو بھی تمہارے ہاتھ سے بچا سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کی تلوار واپس کردی،

حضرت محمد صاحب کے اپنے پرماتما پر اس اعتماد اور اعتقاد اور آپ کے اطمینان کو دیکھ کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت مسلمان ہوگیا۔

اس واقعہ سے پتا لگتا ہے، کہ محمد صاحب کو اپنے مشن کی صداقت پر کسقدر گہرا اور مضبوط اعتقاد تھا، کہ ایسے نازک اور خطرناک ٹائم پر بھی وہ ذرہ برابر لرزاں اور خوف زدہ نہیں ہوئے، یہی بنیادی اعتقاد تھا جس نے محمد صاحب کے دل کو وہ لازوال طاقت عطا کی تھی، کہ وہ کبھی برداشتہ خاطر نہ ہوئے، مشکلات کے پہاڑ ان کے سامنے آئے اور مصائب و آلام کے طوفانوں نے آپ کو گھیر لیا، مگر آپ کے عزم و ارادہ میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ اور پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا، کہ مصائب اور مشکلات کے تمام کالے بادل چھٹ گئے، اور بہت تھوڑے عرصہ میں اپنے مشن میں وہ کامیابی حاصل ہوئی کہ شاید کسی کو اتنے کم عرصہ میں حاصل ہوئی ہو،

یہ ایک واقعہ تھا، اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے مشن کی سچائی اور صداقت پر کس درجہ بھروسہ اور وشواش تھا

اس کے بعد دوسری چیز آپ کا عزم بالجزم اور ارادے کی مضبوطی تھی، اور واقعات سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے، کہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے کس قدر مضبوط ارادہ سے کام لیا، اور کس قدر خندہ پیشانی سے ہر قسم کے مصائب و مشکلات کا آپ نے مقابلہ کیا،

جس دن سے آپ نے اپنے مشن کا اعلان کیا، اور لوگوں کو اسطرف بلانا شروع کیا اسی دن سے مکہ واسی (اہل مکہ) جو پہلے آپ کی بے حد عزت کرتے تھے دشمن ہوگئے، اور سینکڑوں طریقوں سے آپ کو ناکام رکھنے کی کوشش کرنے لگے آپ کے پرچار کے راستے میں جو روڑے اٹکاتے تھے ان کو چھوڑ کر جو تکلیفیں اور ظلم آپ پر کئے گئے ان کی داستان نہایت دردانگیز ہے، راستوں میں کانٹے بچھا دینا گڑھے کھود دینا، غلاظت آپ کے جسم پر پھینکدینا یہ تو معمولی مظالم تھے، اسی طرح بچوں کو آپ کے پیچھے لگا دینا، تالیاں بجوانا طعنے اور فقرے کسنا، یہ بھی معمولی باتیں تھیں، ان کے علاوہ پتھروں کی بارش سے آپ کے جسم کو لہولہان کردینا اور اس پر بھی بس نہ کرنا، بلکہ تین سال تک مسلسل نہایت سخت ہر قسم کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ یہانتک کہ دانہ پانی تک اس مقام پر نہیں پہنچنے دیا جاتا تھا جہاں محمد صاحب اور آپ کے خاندان کو محصور کر دیا گیا، بچوں کے رونے کی آوازیں اور بڈھوں اور عورتوں کی بھوک پیاس کی شدت سے چیخوں کو ظالم سنتے تھے مگر کیا مجال جو دانہ بھی پہنچنے دیں، یہ صورت مسلسل تین سال تک جاری رہی

اس پر بھی مخالفوں نے بس نہیں کی، بلکہ امکانی جسمانی اذیت رسانی کے بعد قتل کی سازش کی، متعدد لوگوں کو آمادہ کیا، کہ وہ آپ کو قتل کر ڈالیں، قتل کے انعامات مقرر کئے اور جب اس میں کسی قسم کی کامیابی نہیں ہوئی تو ایک گہری سازش کی اور تمام خاندانوں کے سرداروں نے متفق ہوکر قتل کرنے کی ایک اسکیم تیار کی اور اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کی سرتوڑ کوشش کی، اور آخرکار محمد صاحب ہجرت کرنے یعنی اپنے پیارے وطن مکہ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے پر مجبور ہوئے، لیکن اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا، کہ آپ کے دشمن آپ کو قتل کرنے میں ناکام رہے،

مگر وطن چھوڑ دینے پر بھی آپ کے مخالف خاموش نہیں ہوئے بلکہ مدینہ تک پیچھا کیا، اور حملہ آور ہوئے، اور وہاں بھی قتل کی سازشیں کیں،

لیکن اس قدر مصائب و مشکلات کے باوجود حضرت محمد صاحب اپنے مشن کے پرچار میں برابر لگے رہے، اور ایک لمحہ کے لئے خاموش نہیں ہوئے

ایک دفعہ جب مخالفوں کی چیرہ دستیاں اور ان کے ظلم و ستم حد سے بڑھ گئے تو آپ کے چچا ابو طالب نے (جو محمد صاحب کے مربی اور حامی تھے) کہا کہ محمد ان کے مظالم اور سختیاں قوت برداشت سے باہر ہوگئی ہیں، اور تمہاری وجہ سے تمام خاندان مصیبت میں مبتلا ہے، اس لئے بہتر ہوگا کہ تم اپنا کام ترک کردو، یا کچھ دنوں کے لئے ملتوی کردو، حضرت محمد صاحب نے اپنے چچا ابو طالب کو جواب دیا کہ چچا جان اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھدیا جائے، اور تمام دنیا کی بادشاہت عطا کردی جائے تب بھی میں خدا کی وحدانیت و یکتائی کا پرچار کرنے سے باز نہ رہونگا، آپ سب لوگ مجھے چھوڑ دیں میری وجہ سے آپ، اور خاندان والے مصیبت نہ اٹھائیں میرا محافظ میرا خدا ہے، اور وہی کافی ہے چنانچہ آپ اس کے بعد اور زور شور سے اپنے مشن کا پرچار کرنے لگے۔

اسی طرح ایک دفعہ مکہ والے تمام لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا کہ اگر تم بادشاہت چاہتے ہو، تو ہم سب تم کو اپنا بادشاہ تسلیم کئے لیتے ہیں، اگر تم دولت کے بھوکے ہو تو ہم سب ملکر اتنا بڑا خزانہ جمع کئے دیتے ہیں، کہ سارے عرب میں کسی کے پاس نہ ہوگا، اور اگر تم خوبصورت عورت کے خواہاں ہو، تو تمام عرب میں سب سے

زیادہ حسین و جمیل جو عورت آپ پسند کریں اس کی آپ سے شادی کر دی جائے مگر آپ جس مذہب کا پرچار کر رہے ہیں اس کو چھوڑ دیں، حضرت محمد صاحب نے اس کا بھی جواب دیا جو ایک صادق اور مخلص رہبر دے سکتا ہے، یعنی آپ نے فرمایا کہ مجھے ان چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی بھی ضرورت نہیں ہے، اگر یہ سب چیزیں اکھٹا کر دی جائیں یعنی بادشاہت دولت اور حسن، تب بھی جو مشن میرے سپرد میرے خدا نے کیا ہے میں اس کو ہرگز نہ چھوڑونگا۔

ان واقعات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ حضرت محمد صاحب کو اپنے مشن کی سچائی پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا، اور یہ چیز پہاڑ سے زیادہ بلند اور مضبوط عزم و ارادہ پیدا کرتی ہے، چنانچہ ہم محمد صاحب کی لائف میں صاف طور سے دیکھ سکتے ہیں، کہ ایک طرف انکو اپنے مشن کی سچائی پر اٹل وثوق تھا، اور دوسری طرف وہ عزم و ارادہ کے اسقدر مضبوط تھے، کہ پہاڑوں سے زیادہ، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں، مگر محمد صاحب کے ارادہ میں کبھی رتی بھر تزلزل واقع نہیں ہوا، نہایت سخت مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے، سختیاں جھیلیں مصیبتیں برداشت کیں جان جوکھوں میں پڑی، قتل کی سازشیں ہوئیں جسمانی تکالیف دی گئیں آخر میں دیس نکالا ملا، مگر محمد صاحب کے پائے استقلال کو ذرہ برابر جنبش نہیں ہوئی اور صداقت و خلوص جو جوش پیدا کرتا ہے اس جوش کے ساتھ آپ اپنے پورے مشن کی کامیابی میں لگے رہے، اور اس وثوق اور عزم و استقلال کا یہ نتیجہ نکلا، کہ حضرت محمد کو اپنے مشن میں پوری کامیابی ہوئی اور صرف ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ہی آپ نے اپنی ان تھک اور لگاتار محنت سے عرب جیسے وحشی و جاہل ملک کی کایا پلٹ

اگر ہم غور سے حضرت محمدؐ صاحب کی لائف پڑھیں تو ہندوستان کے ہندو اور مسلمان دونو اپنے اہم ترین مقاصد کے اندر اس سے ایک ایسی روشنی ملتی ہے، جس کے نور میں ہم دونو اپنے منزل مقصود میں یقینی طور پر پہنچ سکتے ہیں، اور وہ روشنی صداقت سچائی اور عزم و استقلال کی ہے

اگر اپنے مقصد کی صداقت کا ہمکو یقین ہو جیسا کہ حضرت محمدؐ صاحب کو تھا، تو ناممکن ہے کہ ہم اسمیں کامیاب نہ ہوں،

آج ہندوستان کے اندر آزادی کا کس قدر زور شور ہے جس سے پوچھو وہ یہی کہیگا، کہ ہم آزادی چاہتے ہیں اور اپنے ملک کو آزاد دیکھنے کے آرزو مند ہیں، اور یہ شور دو چار سال نہیں ہے بلکہ پچاس سال سے آزادی کا شور بلند ہے، مگر آزادی کہاں ہے؟ ابھی تک اس کا کچھ پتہ نہیں، اور کب حاصل ہوگی اس کے متعلق بھی کوئی یقینی پیشگوئی نہیں کر سکتا، ایسا کیوں ہے یہ ایک سوال ہے جسکا جواب نہایت آسانی کے ساتھ ہمیں حضرت محمدؐ کی لائف سے مل سکتا ہے، یعنی یہ کہ ہمارے اندر ابھی تک اپنے مقصد کی سچائی اور صداقت پر کامل اعتماد نہیں پیدا ہوا اور اس ایک کمی کی وجہ سے دوسری کمزوریاں ہمارے اندر موجود ہیں، یعنی ارادہ کی پختگی اور مضبوطی نہیں پیدا ہوئی، اگر آزادی کے لیے مضبوط ارادہ اور پختہ عزم ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو اس مقصد میں برسوں کی مدت مہینوں کے اندر سمٹ کر مختصر ہو سکتی ہے، دیکھو حضرت محمد صاحب بالکل تنہا تھے، ابتدا میں کوئی یار و مددگار نہ تھا، اور تمام ملک عرب مخالف و دشمن تھا مگر باوجود اکیلے اور تنہا ہونے کے محمد صاحب کو اپنے مشن کے اندر صرف ۲۳ سال میں کامیابی حاصل ہو گئی، لیکن اس کے مقابلہ پر ہم ۳۵ کروڑ ہیں، اگر جس طرح آج سے پچاس سال قبل مقصد آزادی سے دور تھے، ویسے ہی آج بھی ہیں، حالانکہ اگر پورے ۳۵ کروڑ کا ذکر نہیں صرف بلکہ اس کے آدھے بھی آدمی اگر حضرت محمد صاحب کی لائف سے سبق لیں، اور جس عزم و ارادہ کی پختگی کے ساتھ محمد صاحب نے اپنے مشن کے لئے کام کیا اگر اسی طرح مضبوط عزم و ارادہ کے ساتھ دو چار لاکھ ہندو مسلمان بھی کام کریں، تو شاید مہینوں اور ہفتوں کے اندر اپنے مقصد سے ہمکنار ہو سکتے ہیں، یہ تو صرف محمدؐ صاحب کی لائف کا ایک پہلو تھا اس قسم کے سینکڑوں روشن پہلو ہیں جن سے ہم بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں

غیر مسلموں سے حضرت محمد صاحبؐ کا برتاؤ

از پروفیسر ونکٹ راؤ جی بلہارپور دکن

ہمیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے زیادہ روادار مذہب ہے، اور دیگر مذاہب کے ساتھ اس نے ہمیشہ رواداری برتی ہے، ہندو مسلم تنازعات کے تسلسل کے بعد اس امر کی ضرورت ہوگئی ہے، کہ ہر دو طبقے ایک دوسرے کے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کریں اور سمجھیں کہ ان کے مذہب کی تعلیمات کیا ہیں، اور مذہب والے اپنے مذہب کی پیروی کس رنگ میں کر رہے ہیں، ہمارے نزدیک اس امر کا کوئی نتیجہ مرتب ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے اندر جذب کرنے یا مٹا کر رکھدینے کی کوشش کرے، دنیا میں آئے دن مذہبی مباحث ہوتے رہتے ہیں، کرۂ ارض کے چپہ چپہ پر مذہبی سوسائٹیاں قائم ہیں اور ہر مذہب کے پیشوا اس کوشش وسعی میں رہتے ہیں، کہ کس طرح اپنے مذہب کو فروغ دیں اور دوسرے مذہب کو نیچا دکھائیں،

جہانتک میں مطالعہ کر سکا ہوں کہہ سکتا ہوں، کہ ان سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچنے کی بجائے الٹا نقصان پہنچ رہا ہے، مذہبی جھگڑے برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں اور لوگوں کو مزید دشواریوں کا سامنا ہوتا چلا جاتا ہے میں کہونگا اور پورے زور کے ساتھ کہونگا، کہ مذہب کوئی بھی برا نہیں، اور مجھے کوئی ایک مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا جس نے قتل و غارت اور فساد و خونریزی کی تعلیم کو روا رکھا ہو، البتہ ان کے پیرو اور ان کے عامل برے ہیں، خود غرضی ایسی بلا ہے جو ازل سے لوگوں کے قلوب پر مسلط رہی اور ہمیشہ رہیگی جتنی خونریزیاں اور فسادات ہوتے ہیں، وہ اسی خود غرضی کی بدولت ہوتے ہیں، لوگ اٹھتے ہیں مذہبی لباس زیب تن کرتے ہیں، چند کتابیں بغل میں دباتے ہیں، اور ہجوم میں جلسوں میں اور محفلوں میں بولنا شروع کر دیتے ہیں، بولتے مذہب ہی کا نام لے کر ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ انکی تقریر ان کے افعال اور ان کے اعمال کو مذہبی باتوں سے کوئی دور کا تعلق ہی نہیں ہوتا، غرض یہ ہوتی ہے کہ انکی عزت کی جائے انکی بات مانی جائے اور انکی جیب میں پیسے آئیں،

زمانہ حاضرہ کے مذہبی پیشوا

عوام میں بہت کم عقل ہوتی ہے، جو یہ لوگ کہدیتے ہیں اس کو سچ سمجھ کر اسپر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں، اگر یہ لوگ امن کی تعلیم دیں، اتفاق کی تعلیم دیں، مل جل کر رہنے کی تعلیم دیں تو ظاہر ہے کہ انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا، اظہار محبت سے سکون پیدا ہوتا ہے، اور سکون میں کوئی اپنا پیسہ اور وقت کوئی ضایع کرنے کے لئے طیار نہیں ہوتا، وکیلوں کو پیسے تو لڑائی جھگڑوں کی منگا مہ خیزیوں میں ہی ملتے ہیں جتنے زیادہ جھگڑے ہوں گے اتنی ہی انکی جیب گرم ہوگی، یہی حالت آجکل کے اکثر مذہبی پیشواؤں اور مذہبی لیڈروں کی ہے اس لئے یہ خود شدہی و تبلیغ، اذان و

آرتی، قربانی و پیپل اور باجہ و مسجد کے قضیے پیدا کر کے لوگوں میں جوش پیدا کرتے رہتے ہیں، جب دریا طوفانی حالت میں ہوتا ہے تو انہیں شکار کا موقعہ ہاتھ آتا ہے، ان کے مشوروں سے انکی عزت ہونے لگتی ہے، کسی کی ہمدردی کرتے ہیں، کسی کے آنسو پوچھتے ہیں، کسی کو دلاسا دیتے ہیں، کسی کو جوش دلاتے ہیں، کبھی سنگٹھن کا پروگرام پیش کرتے ہیں اور کبھی تنظیم کا، نتیجہ جو ہوتا ہے وہ ظاہر ہے دھڑے بندی ہو جاتی ہے، یہ لیڈر بن جاتے ہیں، اور چندوں کے نام سے دھڑا دھڑ روپیہ لاتے ہیں، اور ان کا طوطی بولنے لگتا ہے، میں نہیں سمجھ سکتا، کہ ایسے لوگوں کا درجہ خدا کے ہاں کیا ہوگا

شدھی اور تبلیغ

میں اپنے ہندو اور مسلمان دونو بھائیوں سے پوچھتا ہوں، کہ شدھی اور تبلیغ سے ہندو اور مسلمان دونو کو کیا فائدہ پہنچا، اور جس طرح ان کو چلایا گیا، کیا مذہب نے ان کو اسی صورت میں چلانے کی اجازت دی تھی، کیا اس سے فساد نہیں پھیلا، کیا اس طریق کار سے صدیوں کے رہنے والے اور شیر و شکر کی طرح رہنے والے دونو بھائیوں کو ایک دوسرے کا دشمن نہیں بنا دیا گیا، کیا ہزاروں گھران فسادات نے برباد نہیں کئے، اچھا پھر نتیجہ دیکھیئے کیا ہندوں کا کوئی کثیر حصہ مسلمان ہو گیا، مسلمانوں کا کوئی خاص جزو ہندو دھرم میں شامل ہو گیا، مردم شماری کے اعداد و شمار موجود ہیں، تبلایئے اس ہنگامہ آرائی اور اس خون و فساد نے تبدیلی مذہب پر کوئی خاص اثر نہیں ڈالا۔ لیکن بھارت کے بھولے بھالے اب بھی ان مذہب کے نام پر ڈاکہ ڈالنے والوں کے فریب سے نہیں نکلے ہیں،

انفرادی حیثیت سے شدھی بھی کوئی جدید چیز نہیں ہے اور تبلیغ تو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں آئی۔ لیکن غرض کے بندوں کا جو اثر و رسوخ چند سال سے کار فرما ہے وہ کبھی نہیں تھا، اور یہی ہماری بدنصیبی کی نشانی ہے کہ ہم نے اس مذہبی فریضے کو بھی اس بھونڈے پن سے ادا کیا کہ آج ان مذہب کے نیتاؤں اور دین کے علمبرداروں نے مادر وطن کو بے چین کر دیا

موجودہ تعلیم اور جھگڑے

تبلیغ اور شدھی کبھی اجتماعی صورت میں نہیں ہوئی، ہندوں کے ایک خاص فرقہ نے شدھی کا کام شروع کیا، اور وہ بھی ابتدا میں اسطرح ہوا کہ انہوں نے سب سے پہلے ہندوستان کے دنا ان نا جانوروں کو (اچھوت کو) قعر ذلت سے نکال کر دوسرے ہموطنوں کے ہمدوش کرنا چاہا، اسی طرح تبلیغ کے لئے اجتماعی کوشش کبھی نہیں ہوئی، بلکہ ملک کے اچھے راستباز اور سچے مذہب کے پرستاروں نے خود کو انسانیت کا بہترین نمونہ بنا کر ملک کو اپنا جیسا بنانے کی ترغیب دی جنہوں نے ان کو پسند کیا ان کا دین بھی اختیار کر لیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس سلسلہ میں پہلے نہ کبھی کوئی تلخی پیدا ہوئی نہ ہنگامہ خیزی،

باجہ و مسجد، اذان و آرتی، قربانی اور پیپل کے قضیوں میں بھی یہیں ہی خود غرضانہ روح کار فرما نظر آتی ہے، ہندو اپنے دھرم کو بھول گئے اور مسلمانوں نے اپنی شہرہ آفاق رواداری کو فراموش کر دیا ہے، مدت سے اس ضرورت کو محسوس کر رہا تھا کہ دونو مذاہب کو ان کے صحیح مذہبی احکام سے مطلع کیا جائے، اور ان پر یہ واضح کیا جائے کہ مذہب لڑائی کا باعث نہیں کوئی مذہب لڑائی اور فساد کو پسند نہیں کرتا، لیکن اس طوفان بے تمیزی میں کسی کو اتنا ہوش ہی نہیں، جو اسطرف توجہ کرے، ان بے پروائیوں کا ایک اور خوفناک نتیجہ مرتب یہ ہوا ہے کہ ایک دوسرے کے مذہب کے متعلق شدید غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں، اور ہمیں سخت افسوس ہوتا ہے کہ جب ہم ہندوؤں کو یہ کہتے سنتے ہیں، کہ اسلام میں غیر مسلموں کو اذیت پہنچانا ثواب ہے، یہ مذہب تو پھیلا ہی تلوار کے زور سے ہے جہاد کے معنی ہیں کفار پر بلا وجہ چڑھ دوڑنا، یہ کسی دوسرے مذہب کی موجودگی گوارا ہی نہیں کر سکتا، ہمارے جدید اور مذہبی اسکولوں میں جو کتابیں تاریخ کے نام سے پڑھائی جاتی ہیں، انہوں نے اور قلوب کو مسموم کر کے رکھدیا ہے، یہ تعلیم ابتدا ہی سے قلوب میں باہمی بغض و عناد کے گہرے نقوش قائم کر دیتی ہے، پھر جیتے جی یہ تکدر دور نہیں ہوتا

جب تک انگریزی تعلیم کو ہندوستان میں پورا فروغ حاصل نہیں ہوا تھا اور اسکولوں کی آنی اور بہتات نہ ہونے پائی تھی، اس وقت تک ہندو مسلمانوں کے تعلقات بہت خوشگوار اور برادرانہ تھے، اور یہ محسوس ہی نہ ہوتا تھا، کہ یہ دو قومیں ہیں جو ایک ہی آسمان کے نیچے ایک ہی زمین پر ایک ہی ملک اور ایک ہی شہر میں دوش بدوش رہتی اور بستی ہیں، اور دونو دو بھائیوں کی طرح رہتے اور ایک دوسرے کی غمگساری کرتے اور باہمی تقاریب میں شریک ہوتے ہیں، دور اور شہروں کی مسموم ہواؤں سے بعید تر گوشوں میں بسنے والے ہندو مسلمانوں کے تعلقات میں اب بھی تغیر نہیں پایا جاتی ہے، ہمیں یہ حقیقت تسلیم ہے کہ اسلام روادار مذہب ہے، اور اس سلسلہ میں اسکی قدیم روایات بہت شاندار ہیں، غیر مذاہب سے جو رواداریاں سچے مسلمانوں نے برتیں اور جو تعلیم اسلام نے دی وہ بہت بہتر اور بہت اچھی ہے، اسلام نے صاف الفاظ میں حکم دیا ہے کہ دین میں کسی کے ساتھ کوئی جبر نہیں ہو سکتا، جسکا دل چاہے ایمان لائے جسکا دل چاہے کافر رہے مسلمانوں کو ہمیں کوئی مداخلت کرنے کا حکم نہیں، انتہا یہ ہے کہ ایک شخص حصین نامی کے دو بیٹے عیسائی ہو گئے، یہ نجچہ کا راوی بیٹے مسلمان تھے انہیں قدرتاً رنج ہوا، اسلام میں جبر کی ممانعت تھی، زبردستی کر نہ سکتے تھے، دل نہ مانا تو یہ حضرت محمد صاحب کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آخر میرے بیٹے ہیں کوئی غیر تو نہیں ہیں، اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو، تو انہیں زبردستی مسلمان بنا لوں، آپ نے کہا ہرگز نہیں، انہیں پورا اختیار ہے کہ وہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں، تم کون ہو جو ان پر زبردستی کرتے ہو،

حضرت محمد نے جبر نہیں کیا

حضرت محمد صاحب کی پوری زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا، کہ آپ نے کسی قوم تو قوم کسی ایک شخص کو بھی بجبر مذہب داخل کرنا تو کجا کبھی کسی کو اس کی اجازت بھی دی ہو، غیروں کو مذہب میں شامل کرنے اور نہ کرنے کا معاملہ تھا، اسلامیوں کا سلوک غیر قوموں کے ساتھ اتنا روادارانہ رہا ہے کہ اسکی مثال کسی دور میں نہیں ملتی، اسلامی جہاد جسکو بہت بری صورت میں پیش کیا جاتا ہے اسمیں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب فوجیں پڑھیں تو راہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچائیں دشمن کو پناہ دینے میں بخل نہ کریں، کھیتوں کو نہ اجاڑیں، باغوں کو آگ نہ لگائیں، گھروں کو ویران نہ کریں، عورتوں بیماروں بچوں، بوڑھوں اور پجاریوں سے تعرض نہ کریں، یہ کتنے اعلیٰ احکام ہیں جنگیں ہمیشہ ہوتی رہیں اور ہوتی رہنگی مگر کسی قوم نے دشمن قوم پر کبھی رحم نہیں کیا، اور رحم کیا پوری سنگدلی سے لوٹا، جلایا اور برباد کیا مگر حضرت محمد صاحب کے وقت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی گاندھی جی نے بھی لکھا ہے

"میں نے قرآن شریف کو بار بار پڑھا ہے اور حضرت محمد صاحب کے حالات زندگی کا بھی مطالعہ کیا ہے لیکن مجھے کہیں یہ بات نہیں ملی، کہ دوسرے کی مذہبی دلآزاری

کی جلائے یا مورتیں وغیرہ کو توڑا جائے

اسلام کی رواداری

ڈاکٹر آرنلڈ صاحب اپنی مشہور کتاب پریچنگ آف اسلام میں لکھتے ہیں

"ایک دفعہ ایک ملانے کوئی عذر نکالکر اور بہانہ تلاش کرکے عیسائیوں کے ایک گرجا پر اپنا قبضہ و تصرف جما لیا، عیسائیوں نے خلیفہ سے جاکر شکایت کی آپ کو یہ سنتے ہی شدید غصہ آگیا، اسے پکڑ بلایا، خوب درے لگوائے، اور جو مسجد گرجا کی جگہ بنوائی گئی تھی اسے اپنے حکم سے منہدم کراکر گرجا کو بحال کر دیا۔

اسی طرح جب سنہ ۶۴۱ھ میں مسلمانوں نے مصر کے بڑے اور مشہور شہر اسکندریہ کو فتح کر لیا، تو وہاں کسی مسلمان سپاہی کی نظر حضرت عیسیٰؑ کی ایک تصویر پر جا پڑی مسلمان بت پرستی اور تصویروں کو بُرا سمجھ کر اس سے نفرت کرتے تھے، اسے یہ دیکھکر جوش آگیا، اور کمان میں تیر جوڑ کر جو مارا تو ایک آنکھ اُڑا دی، عیسائیوں کو بہت ناگوار گذرا، وہ اسلامیوں کی رواداری کا حال سن چکے تھے، وہ دوڑے ہوئے حضرت عمرو بن العاص گورنر کے پاس پہنچے اور گستاخانہ انداز میں کہا، کہ تمہارے سپاہی نے ہمارے پیغمبر کی آنکھ خراب کر دی ہم اس کا بدلہ یہ چاہتے ہیں، کہ تم ہمیں اپنے نبی کی تصویر دو ہم اس کی آنکھ خراب کرینگے، ظاہر ہے کہ مفتوح قوم کا فاتح سے یہ مطالبہ انتہائی بے ادبی اور بے تمیزی پر مبنی تھا، اسوقت اگر مسلمانوں کی بجائے اگر اور کوئی قوم فاتح ہوتی تو ان کے زن و بچہ کو قتل کراکر رکھوا دیتی، مگر شاباش ہے مسلمانوں کو اُنہوں نے جوش رواداری اور انصاف میں اس کی پرواہ بھی نہ کی، گورنر نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں، کہ ہمارے یہاں ہمارے نبی کی کوئی تصویر نہیں، ہم تو تصویر رکھنا بُرا اور گناہ سمجھتے ہیں، ہاں ہم موجود ہیں ہم میں سے جسکی آنکھ تمہارا جی چاہے پھوڑ دو عیسائیوں کی ڈھٹائی دیکھئے وہ اسپر راضی ہو گئے اور مسلمانوں کا انصاف دیکھئے کہ ان کے گورنر عمروؓ نے خنجر نکال کر عیسائیوں کے ہاتھ میں دیدیا، اور اپنی آنکھ سامنے کر دی کہ لو اسے بدلے میں پھوڑ دو" انصاف اور عدل و رواداری کے اس شاندار نظارے نے عیسائیوں کو متحیر بنا دیا، کہ جنکی عظمت و اقبال کا طوطی چار دانگ عالم میں بول رہا ہے، ان کا کوئی سپاہی ہی نہیں بلکہ وہ گورنر جس کے ایک اشارہ پر ہماری زندگی و موت کا انحصار ہے اس درجہ روادار اور عدل گستر واقع ہوا ہے آخر عیسائی نے خنجر ہاتھ سے پھینکدیا، اور اس کی زبان سے بے ساختہ یہ تاریخی الفاظ نکلے کہ جو قوم اتنی انصاف پسند ہے اس سے انتقام لینا قدر دانی کے خلاف ہے،

یہودیوں کے ساتھ برتاؤ

عیسائی، یہود پارسی، اور ہندو سب ہی مسلمانوں کی رواداری اور انصاف پسندی کے معترف ہیں، ایک یہودی مورخ ابو الفتح السامری لکھتا ہے

"حضرت محمدؐ نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ کبھی کوئی برائی نہ کی"

حالانکہ یہ وہی یہودی تھے، جن سے حضرت محمد صاحبؐ نے مدینہ آتے ہی معاہدہ کیا تھا، کہ باہم دوستی رہیگی، دونوں ایک دوسرے کے دشمن کے مقابلہ میں متحد ہوکر اعانت کرینگے، کوئی کسی کے مذہبی معاملہ میں مداخلت نہ کرے گا، اور نہ کوئی کسی ایک کے دشمن کو پناہ دیگا، لیکن ان کے قبیلے یکے بعد دیگرے برابر بدعہدی کرتے رہے، دشمنوں سے ملے سازشیں کیں، آپ کو طرح طرح ستانا، مکہ والوں کو آپ پر یورش کے لیئے آمادہ کرنا شروع کیا اور انتہا یہ ہے کہ عین جنگ کے وقت اُنہوں نے مدینہ میں بدامنی پھیلانی شروع کر دی اور انتہا یہ ہو گئی، کہ آپ کی جان خطرہ میں پڑ گئی لیکن آپ برابر ان سے شریفانہ سلوک کرتے رہے، ان کا جنازہ نکلتا تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے، اُنہیں تحفے بھیجتے اور اُنہیں سمجھاتے، جب باز ہی نہ آئے تو ایک قبیلہ کو شام کی طرف اور دوسرے کو خیبر میں جلاوطن کیا، اور تیسرا اپنے ثالث کے فیصلہ کے مطابق خود ہی زیر ہو

کامیاب جلاوطنی

مگر ذرا ان دشمنان اسلام کی جلاوطنی کی شان ملاحظہ ہو اونٹوں پر سوار تھے، سات سو سے زیادہ شتر مال و متاع کے بھرے ہوئے تھے، ساتھ ساتھ باجا بجایا جاتا تھا، گانے والی عورتیں گاتی جاتی تھیں، یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رؤسا کا ایک لشکر چلا جا رہا ہے، گو یہ عرب کے سب مالدار قبائل تھے اور آپ کے دشمن بھی، مگر انمیں سے کسی ایک کا مال بھی ضبط نہ کیا گیا، اور صرف جلاوطنی کی سزا پر اکتفا کی گئی، اسی بنا پر تو اس مورخ کو اپنی تاریخ میں یہ لکھنا پڑا، کہ آپ نے کسی کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی، ہم کہتے ہیں کہ اب بھی یہ قلم دبا گیا ورنہ اسے تو یہ لکھنا چاہیئے تھا کہ حضرت محمدؐ نے ان کے ساتھ جو رعایت کی اس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی، زمانہ میں کون قوم ایسی ہے جو اپنے خون کے پیاسے دشمنوں اور باغیوں کو مال سمیت اسطرح نکل جانے دے اس رواداری کی مثالیں اسلام ہی میں مل سکتی ہیں،

مکہ والوں پر بے نظیر احسان

مکہ کے فتح ہوتے پر حضرت محمد صاحبؐ کی قوت و شوکت میں بے حد اضافہ ہو گیا، اور تمام عرب پر ایک دھاک بیٹھ گئی، مکہ والوں نے تیرہ برس تک مسلسل آپ کو دلدوز اور جگر شگاف اذیتیں پہنچائیں تھیں اور کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو مسلمانوں پر نہ کیا گیا ہو مکہ پر فوجیں بڑھیں، تو یہ لوگ مارے خوف کے لرز رہے تھے، کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے، جانوں کی خیر نہیں، لیکن دنیا میں مکہ کی فتح جیسی فتح کبھی نہ دیکھی گئی ہو گی اور نہ ایسا فاتح، کہ ایک قطرہ خون نہ بہا، زندگی بھر ستانے والوں اور ایک لمحہ چین سے نہ بیٹھنے والوں کو بالکل معاف کر دیا گیا، مکہ والے سب غیر مسلم تھے، لیکن جو سلوک کوئی ہمقوم کے ساتھ بھی نہیں کر سکتا، وہ سلوک ان کے ساتھ روا رکھا گیا، نہ قتل نہ لوٹ نہ باز پرس، پوری قوت ہی نہیں بلکہ سلطنت حاصل کرنے کے بعد آپ نے غیر اقوام سے جو معاہدے کئے ان سے آپ کی انتہائی شرافت اور نرمی و رواداری کا اظہار ہوتا ہے

یہ ہیں اس مصلح اعظم کی رواداریاں جس کے نام لیوا آج اپنی ہمسایہ قوم سے ہر دم دست بگریبان ہوتے رہتے ہیں، مجھے حضرت محمد صاحبؐ کی مختلف لائف پڑھنے کا بہت موقعہ ملا ہے اس قسم کے صدہا واقعات موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ابتدائی زمانہ میں بہت لمبی سرعت کے ساتھ ترقی کی، اور اس زمانہ کی بقیہ اقوام نے اسلام اور مسلمانوں سے بے حد استفادہ کیا۔

میں اڈیٹر صاحب مولوی کا ممنون ہوں جن کے اعلان کو پڑھ کر مجھے اپنی معلومات کے اظہار کا موقعہ ملا، اور اگر زندہ رہا تو ہر سال مولوی کے رسول نمبر کے لیئے اپنی خدمات پیش کرتا رہونگا

ہندو تعلیمات بھی رواداری اور فیاضی کی بے شمار مثالیں اپنے اندر رکھتی ہے، لیکن افسوس کہ اب عملاً دونو قومیں اپنے اسلاف کے کردار سے علیحدہ ہو رہی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ غرض کے بندے ان کو علیحدہ کر رہے ہیں،

میری پرماتما سے دعا ہے کہ وہ ہندوستان میں پھر وہ دور لے آئے کہ مادر وطن کے یہ دونو نونہال شیر و شکر ہو جائیں اور ایک دوسرے کے ساتھ رواداری برتیں (ترجمہ)

حضرت محمد صاحب اور انسداد غلامی

از جناب لالہ شیام ناتھ جی ایم اے محلہ دسان دہلی

مولانا عارف ہسوی صاحب کے توسط سے اڈیٹر صاحب مولوی کا تعارف میرے لیئے باعث مسرت ہے کہ اُنہوں نے پہلی ہی ملاقات میں مجھے حضرت محمدؐ صاحب کے متعلق کچھہ لکھنے کا ایما فرمایا۔ اور اتفاق کی بات ہے کہ میں ان کے تعمیل ارشاد کے لیئے باوجود اپنی انتہائی مصروفیت کے کچھہ نہ کچھہ لکھنے میں کامیاب ہوگیا،

میری معلومات کا زیادہ تر ماخذ انگریزی کتابیں ہیں، لیکن حضرت محمدؐ صاحب کی لائف کی چند اردو کتابیں بھی میری نظر سے گذری ہیں، اس لیئے مجھے یقین ہے کہ اس مضمون میں تاریخی غلطیاں نہ ہونگی،

بلاشبہ اسلام نے جہاں اور بے شمار اصلاحات کیں اور بنی نوع انسان کی خدمت میں شغف کا اظہار کیا وہاں انسداد غلامی کے متعلق بھی اس کی مساعی بہت قابل قدر اور قابل توصیف ہیں، دنیا کے لیئے سب سے بڑی لعنت اگر کوئی چیز تھی تو یہی غلامی تھی، خدا جانے کس منحوس ساعت میں اس رواج نے جنم لیا تھا، کہ ہزارہا برس گذر جانے کے بعد اب تک کسی نہ کسی حصہ عالم پر اس کا وجود نظر آہی رہا ہے، اور اب سے صدی ڈیڑھ صدی پیشتر تو یہ حالت تھی کہ ہر طرف ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی یوں اس کا رواج تو قدیم ہے اور ہر ملک اور ہر قوم اور ہر مذہب میں اس کا وجود پایا جاتا رہا ہے، انکی خرید و فروخت بھی کوئی نئی بات نہ تھی، لیکن جو منظم صورت یورپ کے تاجروں نے اسے دی اور جس دلیری اور ڈھٹائی اور نظم و انضباط کے ساتھہ انہوں نے ایک ذریعہ تجارت بنایا اس کی نظیر تو تاریخ عالم میں ڈھونڈے بھی نہ ملے گی یورپ کے لوگ خواہ وہ انگلستان سے تعلق رکھتے ہوں یا جرمنی سے فرانس ان کا مسکن ہو یا الینڈ، افریقہ پہنچتے، امریکہ کی طرف نکل جاتے اور جانوروں کی طرح ہزارہا کی تعداد میں انہیں پکڑ کر جہازوں میں بھر دیتے، افریقہ گویا غلاموں کا جنگل تھا، ان سنگ دلوں نے آبادیاں کی آبادیاں اُجاڑ دیں، چونکہ جہازوں میں بُری طرح بھر دیئے جاتے ان کے خور و نوش کا انتظام بالکل ناکافی ہوتا تھا، اس لیئے تکالیف سفر اور اذیت دم کشی سے بہت سے تو راستہ ہی میں ختم ہو جاتے تھے اور جو بچ رہتے تھے، انہیں اچھے داموں میں فروخت کر کے یہ تاجر خوب نفع اُٹھاتے تھے، سلطنت روم کو ایک مہذب سلطنت کہلاتی تھی لیکن غلامی اپنی پوری بھیانک شکل میں موجود تھی ان کے مالک ان سے اس قدر شدید مشقت لیتے تھے، کہ بعض تو اسی کی نذر ہو جاتے تھے اور جو بچے رہتے تھے انکی حالت جانوروں سے بھی بدتر ہوتی تھی، کوڑوں سے کھالیں اُدھیڑ کر رکھدی جاتی تھیں، بُری طرح پیٹے جاتے تھے، کوئی انکی فریاد سننے والا نہ ہوتا تھا، بہت سے آقا معمولی معمولی جرم پر ان کے جسم کو داغ دیتے، زندہ آگ میں جلا دیتے یا پانی میں غرق کر دیتے تھے، بڑی دقت سے گذشتہ صدی میں جاکر اس مکروہ تجارت کا سدباب نہ ہو سکا، جسکا سہرا چند انگریز شرفا کے سر ہے

ہندوستان کے غلام اچھوت اب سماجی مساعی سے آزاد ہوتے چلے جا رہے ہیں، ان پر بھی ہزاروں سال مصائب کا تانتا بندھا رہا ہے، اور دنیا کی ہر ترقی اور ہر آسایش سے یہ محروم رہے ہیں، اور اب تک بھی انہیں مندروں میں داخل ہونے کی اجازت ہے، نہ بعض سڑکوں سے گذرنے کی، نہ عام کنوؤں سے پانی بھرنے کی، ہر ملک میں قریب قریب حالات یکساں تھے اور دنیا میں کوئی ایک بھی انسان انہیں انسان سمجھنے اور انکی آسایش کی پرواہ کرنے کے لیئے تیار نہ تھا، زمین سخت تھی اور آسمان دور آخر ایشور نے انکی مظلومی اور ان لاکھوں بندوں کی بے کسی و مصیبت پر رحم کھایا، عرب کے گرم خطے میں حضرت محمدؐ صاحب پیدا ہوئے، جنہوں نے سب سے پہلے اس ذلیل اور پست طبقہ کی نجات کے متعلق قدم اُٹھایا، چونکہ غلامی کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں، لوگ ان پر روپیہ خرچ کر چکے تھے، اور ہر کنبہ اور خاندان میں غلام موجود تھے اور ان کے کاروبار کی کامیابی، زراعت کے فروغ اور بہت سی آسائشوں کا انحصار انہی پر تھا، اس لیئے مصلحتاً آپ نے یہ کیا کہ غلاموں کو آزاد کرنے کی بجائے غلامی کی مذمت شروع کر دی اور غلام بنانے اور غلام فروخت کرنے والوں کو اس شدت و تواتر کے ساتھہ ڈانٹا، کہ عرب میں ایک انقلاب پیدا ہونے لگا، تاجر غلام فروخت کرتے اور لوگ اُنہیں خریدتے ہوئے ڈرنے لگے، اسطرح گویا آپ نے پہلے اس سرچشمہ کو خشک کیا، جہاں سے غلاموں کی فوجیں نکلتی اور اطراف عالم میں پھیلتی تھیں،

غلاموں سے اچھے سلوک کی ہدایت

ساتھہ ہی آپ نے غلاموں کے ساتھہ حسن سلوک کی تلقین بھی شروع کر دی، یہ بھی دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی آواز تھی، غلام ایک ارذل ترین مخلوق سمجھی جاتی تھی، کسی عزت و سلوک تو ایک طرف کسی آسایش و آرام کی بھی مستحق نہ سمجھی جاتی تھی لیکن آپ کی پیغمبرانہ صدا معمولی صدا نہ تھی جو فضا کی وسعتوں میں ڈوب کر رہ جاتی اس کا اثر ہونا تھا، اور ہو کر رہا، اور سب سے پہلے مسلمانوں نے اسطرف توجہ کی اور جوں جوں مسلمانوں کا اقتدار اور ان کا دائرہ اثر بڑھتا گیا، غلاموں کی حالت بھی سنورتی رہی، حضرت محمدؐ صاحب نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو، جو خود کھاؤ، وہ اُنہیں کھلاؤ، جو خود پہنو وہ اُنہیں پہناؤ، اُنہیں تکلیف نہ دو ان سے انکی قوت سے زیادہ کام نہ لو آپؐ نے یہ بھی واضح کر دیا، کہ غلاموں کو گالیاں دینے والا بہشت میں داخل نہ ہوگا ان تلقینات و احکام کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلامی کا صرف نام ہی نام رہ گیا، اور وہ ہر معاملہ میں آزادوں کے مساوی ہو گئے، غلام آقا کے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، جنگوں میں لڑنے لگے، فوجوں کے سپہ سالار بننے لگے، شادیاں کرنے لگے، اور کسب معیشت اور ترقی و عروج کے تمام دروازے ان پر کھل گئے، یتیموں کا تو ذکر ہی کیا ہے انہیں مثل اولاد کے سمجھا جانے لگا، اور ان پر شفقت و محبت کی بارش ہونے لگی

غلامی کے طریقے

غلامی کے دنیا میں مختلف طریقے تھے، سب سے بڑا ذریعہ جنگ تھا، ممالک و شہر میں عام دستور یہ تھا، کہ فتح کے بعد فاتح مفتوح کے سب زن و مرد کو غلام بنا لیتے تھے، یہ بدبخت امرا میں تقسیم ہو جاتے تھے، چونکہ یہ سلسلہ برابر بڑھتا چلا جاتا تھا، اس لیئے انہیں سوداگروں کے ہاتھ فروخت کر دیا جاتا تھا، اور یہ اُنہیں دور و دراز ممالک میں لے جاکر فروخت کر ڈالتے تھے، پھر یہ نسباً شریف ہوں یا اصلی غلام ہی بن کر رہتے، اور ان کے آقا ان سے غلاموں ہی کی طرح کام لیتے اور اس کے بعد انپر زمانہ کی تمام آسائشیں حرام ہو جاتی تھیں، پھر طائر روح کے ساتھہ ہی انہیں آزادی نصیب ہوتی تھی جب افلاطون جیسا حکیم اور فلاسفر قید ہو کر کھیت بونے اور جوتنے پر مجبور

ہو سکتا ہے، تو ہید ادنیٰ اور معمولی انسانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے، کبھی یہ بھی ہوتا تھا کہ ڈاکو قافلے کے آدمیوں کو پکڑ کر لے جاتے تھے اور انہیں فروخت کر ڈالتے تھے بہرکیف طریق کوئی ہو، ایک طرف غلام بننے کے بعد پھر زندگی حرام ہو جاتی تھی اور لطف حیات ہمیشہ کے لیئے برباد ہو کر رہ جاتا تھا۔ لالہ لاجپت رائے جی لکھتے ہیں، کہ اسیر جنگ اور خرید کردہ لونڈیوں پر ہندو تصرف کرتے تھے ٹیکسلا میں ان کی خرید و فروخت کی منڈی تھی، پروفیسر ایشری پرشاد اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ ملک بادشاہی کا جو آدمی سیواجی کے ہاتھ پڑ جاتا تھا، اسے وہ بطور غلاموں کے اہل ملک میں تقسیم کر دیا تھا لالہ لچھمی نارائن نے بھی اپنی کتاب بساط الغنائم میں لکھا ہے کہ سیواجی نے بیجاپور پر حملہ بولا اور وہاں سے پانسو اسیروں کو غلام بنا کر لایا

ہندوستان میں غلامی وجود

لالہ لاجپت رائے جی اپنی تاریخ ہند کے حصہ اول میں تسلیم کرتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر ویدک عہد میں غلامی موجود تھی اور چند وجوہ سے یہ ذلت نصیب ہوتی تھی، لڑائی میں گرفتار ہونے سے، سزائے موت کے عوض، قرض نہ دے سکنے سے اور عدالتوں کے حکم سے، مسٹر ڈیویڈسن نے بھی لکھا ہے چندر گپت بڑی شان و شکوہ کا بادشاہ تھا، مگر وہ لونڈی غلام برابر خریدتا رہتا تھا، جب شکار کو جاتا تھا تو یہی لونڈیاں اس کی حفاظت کرتی تھیں (تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے) غلامی یورپ کی ہر جماعت میں پائی جاتی تھی (تاریخ راجستان) ٹین پول لکھتے ہیں کہ اہل اسپانیہ کی یہ حالت تھی کہ تند اور وحشی بھیڑیوں کی طرح جو شہر اور قلعہ بھی انہوں نے فتح کیا محصورین اور باشندوں کو بالکل قتل کیا اور جو بچے انہیں غلام بنا لیا یہ لوگ عیسائی تھے (کارنامہ مور) مہیر شہنشاہ چین کے پاس بھی کثرت لونڈی و غلام تھے (تاریخ چین) یہود غیر مذاہب کے اسیروں کو جلا دیتے تھے، جو بچ جاتے تھے انہیں لونڈی، غلام بنا کر کھیتوں میں رکھتے تھے (تاریخ قدیم) ایران کے آتش پرستوں کی یہ حالت تھی کہ اسیران جنگ کو مار ڈالتے، جلا دیتے، اور بعض اوقات قیدی ہی بنا لیتے تھے، عرب کے لوگوں کا بھی یہی شیوہ عمل تھا (مجمع الامثال) کرانی اس سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی ایک مذہب اور ایک ملک بھی اس لعنت سے خالی نہ تھا، اور مخلوق خدا بڑی مصائب کے بھنور میں ڈبکیاں لے رہی تھی، واقعی دنیا پر مخلوق پر اور زمانہ پر مسلمانوں کا یہ ایک بڑا احسان ہے کہ فضائے بسیط میں جو پہلی آواز ان کی ہمدردی میں بلند ہوئی وہ صرف اسلام کی آواز تھی، درحقیقت ہم اسلام کی تعلیم پر پورے یا ادھورے عبور کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتے تاہم انگریزی فارسی اور اردو کتابوں کے برسوں مطالعہ کے بعد جو کچھ علم ہو سکا ہے اس کی محدود واقفیت کی بنا پر ہم یہ مضمون لکھ رہے ہیں، جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں قرآن شریف میں غلاموں کے متعلق صاف الفاظ میں یہ ہدایت موجود ہے "جب تم لڑ چکو تو انہیں گرفتار کر لو، پھر یا تو انہیں احسان کر کے چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر رہا کر دو، انہیں کسی قسم کی اذیت نہ دو۔ مسلمان اپنے قرآن اور اپنے نبی کے حکم پر والہانہ عمل کرتے تھے یہ اسی حکم کا نتیجہ ہے کہ اسلام کی سب سے پہلی جنگ میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان کے ساتھ حیرت انگیز اور دنیا جہان سے نرالا اور نہایت شریفانہ برتاؤ کیا گیا۔ خود سر ولیم میور نے لکھا ہے: کہ صحابہ خود پیدل چلے اور انہیں اونٹوں پر سوار کر لیا، اور بھوکے رہ کر بھی ان کی شکم سیری کی طرف سے ذرا بھی غفلت نہ کی۔

قیدی غلاموں کی رہائی

ان قیدیوں کے ساتھ یہ رواداری برتی گئی، کہ انہیں اپنا دشمن جانی سمجھتے ہوئے بھی معاوضہ لے کر رہا کر دیا، جن کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا، ان سے یہ شرط کر لی گئی کہ ہر ایک چند مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اور آزاد ہو جائے ایک شخص کے پاس کچھ نہ تھا، نہ زر نہ علم سکھانے کی ہمت اس لیئے اس نے عرض کیا کہ میں گھر پہنچ کر معاوضہ بھیج دوں گا، حضرت محمد صاحب نے اس کو اس وعدہ پر ہی رہا کر دیا، دوسری طرف ایک شخص عمرو بولا کہ میں غریب آدمی ہوں بال بچہ دار ہوں۔ اگر میں قید رہا تو بال بچوں کو بہت تکلیف ہوگی، آپ کو رحم آگیا اور آپ نے اس سے یہ وعدہ لے کر ہی چھوڑ دیا کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئے گا، رحم و کرم اور اسیران جنگ پر نوازش کا یہ کتنا عدیم المثال مظاہرہ ہے جس کی داد بے ساختہ دینے کو جی چاہتا ہے۔ ان شرطوں کے بعد بھی کچھ نہ کچھ رہ جاتے تھے ظاہر ہے کہ یہ دشمن اور محارب قوم سے ہوتے تھے خون کے پیاسے بن کر آتے تھے، انہیں رہا کرنا خطرہ سے خالی نہ تھا، ان کے ساتھ بالکل برادرانہ سلوک کیا جاتا تھا، آپ کو غلاموں کا اتنا خیال تھا کہ دنیا سے گذرتے وقت بھی آپ انکو نہ بھولے اور ان سے حسن سلوک کی وصیت کی

غلاموں کو آزاد کرانے کے ڈھنگ

پھر آپ نے انہیں آزاد کرانے کا یہ موثر اور ایک آسان طریقہ اختیار کیا، کہ بعض گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی قرار دیا، ان کو رہا کرنے کا بڑا ثواب واجب بتایا۔ اور آخر میں تو قرآن کی یہ آیت بھی نافذ ہو چکی تھی، کہ اسیران جنگ کو احسان رکھ کر یا معاوضہ لے کر چھوڑ دیا کرو،

قبیلہ بنی ہوازن کے اکٹھے ۶ ہزار قیدی بالکل بلا معاوضہ ہی رہا کر دیئے گئے اس کے بعد کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپ نے غلام بنائے ہوں، ایک صحابی نے اپنی لونڈی کے منہ پر اس قصور پر تھپڑ مار دیا، کہ اس کی غفلت سے بھیڑیا بکری اٹھا لے گیا تھا، مگر یہ بات مذہبی حکم کے خلاف تھی اس نے حضرت محمد صاحب سے ماجرا کہہ دیا، آپ کو بہت رنج ہوا، اور اس طمانچہ کو ہی اس کی آزادی کا ذریعہ بنوا دیا، ایک روحی تھے کہ جو مال ادھر ادھر رکھ دیتے تھے، اور ایک اسلام کے یہ پیرو تھے، کہ ان کا نادانستہ تھپڑ مار دینا بھی گناہ قرار پاتا تھا۔ غالباً مس بیٹ کے مطالعہ میں اس قسم کے واقعات آئے ہونگے اور انہوں نے غلامی کے ساتھ مسلمانوں کے پدرانہ اور مساویانہ سلوک کا حال پڑھا ہوگا، اسی وجہ سے پیرا پیٹ کے ایک مضمون میں آپ یہ لکھنے پر مجبور ہوگئیں کہ عرب کا غلام درحقیقت غلام نہیں بلکہ خود عرب کا لاڈلہ بیٹا تھا

یہ ایک حقیقت ہی ہے کہ مسلمان اپنے غلاموں کی پرورش حضرت محمد صاحب کے احکام کی پابندی میں اولاد کی طرح کرنے لگے تھے، غلام گھر کے ایک رکن کی حیثیت سے رہتا تھا، انتہا یہ ہے کہ غلاموں نے محمد صاحب کی غلامی کو ماں باپ کی محبت کے بہتر سمجھا، آپ کا ایک غلام تھا اس کا باپ مدت کے بعد پتہ لگا کر مدینے پہنچا اور معاوضہ دے کر اسے رہا کرانا چاہا، آپ نے فوراً آزاد کر دیا، غلام نے کہا کہ مجھے ماں باپ کی محبت سے آپکی غلامی عزیز ہے، باپ واپس چلا گیا، ایک بار غلام انس کہا کرتے تھے کہ دس برس میں حضور کی خدمت میں رہا، مگر اس تمام مدت میں میں گھر والوں کی طرح رہا، جو آپ کھاتا کھلایا جو آپ پہنا پہنایا، اور کسی ایک دن بھی مجھے نہ جھڑکا

زید آپ کے غلام تھے حضرت محمد صاحب نے اپنی حقیقی پھوپی زاد بہن سے انکی شادی کردی، حالانکہ آپ کا خاندان عرب کا شریف ترین خاندان تھا اور زید محض غلام تھے ایک اور غلام اسامہ کو آپ نے پورے ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بڑے بڑے شرفا کو آپ کے ماتحت کردیا، اور کوئی چوں بھی نہ کرسکا

غلام آقا بنے

مسلمانوں میں بلال بہت مشہور بزرگ گذرے ہیں، حضرت محمد صاحب کے وقت میں آپ اذان دینے کی خدمت پر مامور تھے، بہت بدشکل تھے، جب آپ نے شادی کا عزم کیا تو بڑے بڑے اعلیٰ متمول اور شریف خاندان قریش انہیں اپنی لڑکیاں دینے کو طیار ہوگئے، جب ان کا انتقال ہوا تو خلیفہ عمر جیسے عظیم الشان شخص اور فرمانروا نے رو کر یہ کہا کہ آہ آج ہمارا آقا دنیا سے چل بسا۔

یہ تھی اسلامیوں کی غلامی اور اسلام کی مساوات کہ فرمانروا تک غلاموں کو عوام کے بھرے جلسہ میں آقا بتلانے میں اپنا فخر محسوس کرتے تھے، واقعی عہد اسلام میں غلاموں کی حالت اس دور کے آزادوں سے بھی بہتر تھی، ان کی ہر اعتبار سے عزت کی جاتی تھی اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب ان کو ملتے تھے، وہ ہر حیثیت سے مسلمانوں کے بھائی سمجھے جاتے تھے، بقول مسٹر آرنلڈ مسلمانوں میں غلاموں کی حالت عیسائیوں کے غلاموں سے بالکل جداگانہ تھی، اور بقول گبن غلامی جسے کہتے ہیں وہ بالکل موقوف ہوچکی تھی، ہندوستان اور مصر پر اسلامیوں کے غلاموں نے سلطنت کی اور اس شان سے کی کہ تاتاری جیسے وحشی اور بہادر قوم کے زہرے آب ہوگئے، اور انہی کے ہاتھوں انہیں شکستیں ملیں، بڑے بڑے باجبروت فرمانروا اور بزرگ کامل انہی میں سے پیدا ہوئے گویا اسلام نے غلاموں کو فرش خاک سے اٹھا کر عزت کے آسمان پر بٹھادیا، اور فی الحقیقت وہ بادشاہ بن گئے

یورپ میں ۱۷۹۴ء میں فرانس نے اور ۱۸۳۳ء میں انگلستان میں غلاموں کی آزادی کے قانون پاس کئے، اور موخر الذکر نے مالکوں کو تیس کرور روپیہ بھی دلوایا مگر اسلام صدیوں پیشتر اس سے کہیں بہتر خدمت بنی نوع انسان انجام دے چکا تھا، اور اس سے بڑھ کر کیا ہے، کہ غلام فرمانروا ہی ہوگئے تھے،

غلاموں کی ایک اور قسم مفتوح رعایا بھی ہے، حضرت محمد صاحب نے حکم دیا تھا کہ مفتوح رعایا کے مذہب میں دخل نہ دو، اور نہ ان کے مذہبی رسم و رواج میں مداخلت کرو، دشمنوں سے انکی حفاظت کرو اور ان کے معابد منہدم نہ کرو اور انکی توہین نہ کرو، ان پر ظلم نہ کرو اور جو ایسا کرے اس پر خدا کی لعنت ہے،

کیا بیسویں صدی کا یورپ اس فراخدلی اور رواداری کا کوئی ثبوت پیش کرسکتا ہے، اور یورپ کیا دنیا کا کوئی حصہ بھی پیش نہیں کرسکتا، یہ فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے

مسلمانوں کو یہ بھی بتلانا باقی رہ گیا ہے کہ جب اس قوم نے غلاموں کی آزادی میں ایسی فراخدلی جتلائی ہے تو آج وہ خود اپنے بندھن غلامی توڑنے میں کیوں اس قدر سست ہے، اور وہ کیوں اپنے فرض میں اس قدر سہل انگاری کررہی ہے، ضرورت تو اسکی تھی کہ وہ دنیا کی ہر قوم سے زیادہ آزادی وطن آزادی مذہب اور آزادی ضمیر میں حصہ لیتی، اس کے اسلاف کے کارنامے تو ملا نہیں ہیں وہی اب مردہ ہوگئی ہے

ملک عرب کا مہاپرش

از جناب لالہ کیسر داس جی فرد کوئی شاہ پور

جس منش کے ہردے میں آتمک داد کے لیئے تھوڑی بھی شردھا ہے، جو پکشپات سے پوتر ہے، جو شدھ آتما کا مالک ہے، جو ستیہ دھاری ہے، جو دنیا کا سب سے بڑے دھرموں میں بھگتی کے بھاؤ تلاش کرنے کی طاقت اور اہلیت رکھتا ہے وہ اسلام کی اسرتی میں بھگتی کے دو پھول چڑھائے بنا نہیں رہ سکتا، اور مہاپرش محمد صاحب کے چرنوں میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے پر مجبور ہے،

سنسار کی دھارمک ور اتہاس ہیکیں سدا چار کی گھٹاؤں سے بھرپور ہیں پرنتو عرب دیش کی دھرتی کی لیلا ہی تمام سنسار سے نیاری تھی، اس دھرتی پر نانا پرکار کے اتیاچار ہو رہے تھے، جگت جگت کی ناشکتا ایشور سے یدہ کررہی تھی ایشور بھگتی کی جگہ مورتی پوجا کا زور تھا، ساری عرب کی دھرتی میں ایک بھی ایشور کا جاننے والا اور جگت گرو کا سچا بھگت نہ تھا، منش جاتی سے منوشتہ کے گن جاتے رہے تھے اور عرب کی دھرتی نیتروں سے آنسوؤں کی ورشا برسا کر پرماتما سے نویدن کررہی تھی کہ "ہے جگت گرو منش جاتی کے ابھیمان ایشور اب مجھے ان اتیاچاریوں اور مہاپاپیوں کی اوستھا نہیں دیکھی جاتی، مجھے آگیا دیجیئے کہ میں اس مہاپاپی اتیہ چاری سینا کو نگل کر پوترتا حاصل کروں"

مگر آکاش سے گیان بل اور برہم بدیا کا سندیسہ آرہا ہے،

"تیری اچھا پورن ہوگی، اس سمے سب نرناری جس چیز کے ابھلاشی ہیں اس کے پراپت ہونیکا سمے نزدیک آرہا ہے، سنسار کے لیئے کلنکی اوتار ہونے والا ہے، ادھرم کا اتیاچار روکنے کے لیئے پوتر جیون، پریم مورت، شکتی سروپ، پرشوتم مہابلوان محمد کا ظہور ہونیوالا ہے، جنکا ظہور دنیا کے لیئے شانتی کا پیام ہوگا۔

اس جگت جوتی پریتم پیارے کو پرنام جسنے جنم لے کر عرب کے منوشتہ کے دو تیور پر دھاوا بول دیا، مہاپاپی اتیہ چاری سینا سے یدہ کر کے پشو سمان پاپیوں کو کرم یوگی بنادیا، محمد صاحب نے جہاں ایشور بھگتی، تپسیا، شور بیرتا، سوشیلتا اور سنتوش جیسے گنوں کی سکشا دی وہاں یہ بھی بتلایا کہ بھرا تا کا بھرا تا سے، بہن کا بھائی سے بھائی کا بہن سے، پتر کا ماتا پتا سے، ماتا پتا کا سنتان سے اور سمبندھی کا سمبندھی سے کیا تعلق اور پریم ہونا چاہیئے

اس جٹا دھاری فاتح سنسار، آتمک بل اور بدھی کی کان اور سمپورن شکتی مہاپرش کو پرنام ہو جس کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، جس کا بائیکاٹ کیا گیا جس کو برھم کا سندیسہ دینے کے جرم میں پیارے دیس سے جدا کیا گیا، مگر وہ جب اپنے پیارے وطن میں فاتحانہ داخل ہوا، اور راج سبھا سمایت ہوئی، تو آپ کے سامنے آپ کے وہ تمام سرکش بیری اور ڈنڈنت پاپی پیش کیئے گئے، جنہوں نے ساری عمر آپ کو دکھ دینے اور دشمنی میں گذاری تھی، مگر سندر ساجن اور سندر روپ محمد صاحب نے سب کو معاف کردیا اور ان کو آزادی دیدی، بس ایسے روا داری اور محبت کے دیوتا کو پرنام جس نے سارے چھل کپٹ اور دشمنوں کو بھلا کر اپنے پرائے کو موہ لیا،

غرض جگت سوامی محمد نے عرب دیش میں جو کچھ کر دکھایا اس اوستو

کی سنسار میں آیا ہی نہیں تھی، اس کی مثال مشکل ہی سے پیش کی جاسکتی ہے آپ نے ایسی شوبیرتا دکھلائی، کہ سنسار کے اتہاس میں سنہری شبدوں میں لکھی ہوئی رہیگی، اگر سنسار کی کسی اور جاتی کے پاس ایسے جیون کا ایک سانش بھی ہوتا، تو وہ نانا پرکار طریقوں سے اس کے سمارک اتسو کو منانے کا یتن کرتیں ایشور پر باقی مسلمانوں کو نیتر گیان دے کہ وہ اس اتسو کا سماپت کرکے دنیا کی دوسری جاتیوں میں منونت اور سدا پار کا پرچار کریں

مسلمان اور ان کے نبی کی تعلیم

از سردار رام سنگھ صاحب گیانی امرتسری

آج جبکہ بھارت ورت میں سوتنترتا اور بندھن یعنی آزادی و غلامی کی جنگ برپا ہے اور وطن کے سپوت سروں سے کفن باندہ کر میدان عمل میں نکلے ہوئے ہیں اور شوربیر دل سے جیل خانہ بھر رہے ہوئے ہیں، ایسے سنکٹ اور کٹھن سمے میں چاہیئے تو یہ تھا، کہ بھارت ماتا کے دونو ہندو مسلم فرزند پہلو بہ پہلو میدان عمل میں کھڑے ہوتے اور ایک دوسرے کے رنج و مصیبت اور جد و جہد میں برابر شریک ہوتے ایک دوسرے کے دل پریم و محبت اور رواداری سے لبریز ہوتے اور بھارت ماتا کی دونو آنکھیں روشن ہوتیں، مگر دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی سوائے ان محب وطن مسلمان بھائیوں کے جو ہمیشہ ملک و وطن کی خدمت کرتے رہے ہیں، باقی سب غیرملکی اقتدار کی جڑیں مضبوط کرنے اور اپنے ملکی بھائیوں کو نقصان پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ اپنے وطنی بھائیوں کو تشدد کی چکی میں پستا ہوا دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں، بغلیں بجاتے ہیں اور طرح طرح کے استہزا سے کام لے رہے ہیں،

جب میں اپنے مسلمان بھائیوں کے طرز عمل کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف پرشوتم، مہا بلوان، جٹا دھاری اور فاتح سنسار محمد صاحب کی لائف کا مطالعہ کرتا ہوں تو مجھے سخت حیرت ہوتی ہے، کہ ان کے پیغمبر تو ان کو آزادی کی طرف لے جارہے ہیں، اور وہ غلامی پر قناعت اور فخر کر رہے ہیں، یہ معاملہ کیا ہے پیغمبر صاحب مغرب کی طرف لیجانا چاہتے ہیں اور وہ مشرق کی جانب جارہے ہیں کیا ہمارے مسلمان بھائی اس معمہ کو حل کرینگے،

میرا خیال ہے کہ اگر وہ اپنے پیغمبر کی سیرت کا مطالعہ کریں اور اسپر عمل کرنے کی ہی کوشش تو وہ اپنے طرز عمل میں اصلاح کرنے پر مجبور ہونگے، آپ کی تعلیم غلامی کی حالت میں ایک منٹ بھی قایم نہیں رہ سکتی اور ایک مسلمان مسلمان ہوکر ایک منٹ بھی کسی غیر کا غلام نہیں رہ سکتا، غلامی اور مسلمانی میں ضد ہے جو ایک قلب میں جمع نہیں ہوسکتیں،

محمد صاحب نے یوں تو دنیا میں آکر بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے مذہبی پیشوا اور اپنے وقت کے بہت بڑے ریفارمر تھے، آپنے جہاں عرب سے بت پرستی اور وہم پرستی کو دور کیا، وہاں اور بھی بہت سے کام آپ کی زندگی سے وابستہ ہیں آپ نے عرب سے غلامی کی انسانیت سوز رسم کو مٹایا، اسلام کے پیروؤں کو تعلیم دی، کہ غلاموں کو آزاد کرنا سب سے بڑا کار ثواب ہے، کوئی شخص پیدائشی غلام ہونے کی وجہ سے امام یا خلیفہ بننے سے محروم نہیں ہوسکتا، سب سے پہلے دنیا کو آپ ہی نے جمہوریت سے آشنا کیا، وطن کے متعلق فرمایا، وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے، وطن والوں سے محبت کرنا ایمان ہے اور اہل وطن سے غداری یا نفرت یا ترک تعلق کرنا ناجائز ہے، اس تعلیم کا آپ نے یہودیوں اور کافروں سے معاہدات کرکے اور ان سے محبت و رواداری کا سلوک کرکے مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ بھی قایم کردیا ہے، غرض آپ نے مسلمانوں کو وطن سے محبت کرنے آزاد رہنے اور غلاموں کی مدد کرنے کی نہایت شدومد سے تعلیم دی ہے جس سے آپ کے مشن میں چار چاند لگ گئے ہیں،

کاش مسلمان اپنے نبی کی لائف کا عمل کی نیت سے مطالعہ کریں اور اپنے نبی کے طریقے پر چل کر غیروں سے اپنے نبی کی تعمیل و عمل پر خراج تحسین وصول کریں، ادھر میں اپنے ہندو بھائیوں سے بھی پرزور اپیل کرونگا، کہ وہ مسلمانوں کے طرز عمل سے مایوس نہ ہوں، ان کے نبی کی تعلیم کا مطالعہ کریں، اور اسکی دل و جان سے تعظیم کرکے مسلمانوں کے دل اپنی مٹھی میں لے لیں، پھر دیکھیں مسلمان کس طرح اپنے ہندو بھائیوں کے گلے ملتے ہیں، اور ان کے دوش بدوش ہوکر رنج و راحت میں شریک ہوتے ہیں، تالی دونو ہاتھوں سے بجا کرتی ہے ایک سے نہیں،

بھارت واسیو، ایسے ادھیہ آتما کی مہنی مہاکر و شو بھادیتی ہے ایسے مہان کے گن ورنن مجھ سے نہیں کرسکتی، اے رشی ور آپ کے گنوں پر اپنے بگانے موہت ہو رہے ہیں،

ملک عرب کا سب سے بڑا ریفارمر

از جناب ماسٹر شنکر داس صاحب گیانی ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول ضلع لائل پور

اگر قوموں اور ملکوں کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے اور مذہبی تعصبات کو الگ رکھ کر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو بہت سی ایسی پوتر ہستیاں مادر گیتی کے آغوش میں خوش فعلیاں کرتی نظر آئیں گی جو پروان چڑھ کر اپنی تن تنہا طاقت سے سنسار کی ناشکتا، اور پاپی قوتوں سے مقابلہ کرتی رہی ہیں اور جنہوں نے اپنا فرض سمجھا، کہ جس طرح بھی ہوسکے عالم کو بربادیوں اور سیاہ کاریوں سے بچایا جائے،

بعض ایسی ہستیاں ملیں گی جن کے جوازنہ شبدوں نے گھبرائے ہوئے بہادر کے دل میں ایسی شوربیرتا ڈالدی جس نے ڈگمگاتے ہوئے قدم کو میدان جنگ میں غیرمعمولی استقلال کے ساتھ جما دیا، چنانچہ بھاگوت گیتا کا یہ اپدیش جو کرشن بھگوان نے شکستہ دل ارجن کو دیا تھا، سنسار کے اتہاس میں سنہری حروف میں لکھا رہیگا جس کا مفہوم یہ ہے

اپنے فرائض کی انجام دہی کا خیال کرلو، تجھے خوف نہ کرنا چاہیئے اس لیئے کہ چھتری کے لیئے بجز حق کی جنگ کے اور کوئی دوسری چیز باوقعت نہیں ہوسکتی کون ہے؟ جو مکہ دیش کے مشہور رہنما بزرگ کے نام سے واقف نہیں

یہی وہ ہستی تھی جس نے رسم خونریزی مٹانے کے لئے اپنے کل آرام و آسائش کا خون کر دیا تھا اور دنیا میں "اہنسا" اور جیو ہتھیا کے اصولوں کا حمد نگار کر دیا تھا

کون ہے جو مہاراجہ دشرتھ کے اس مقدس فرزند شری رام چندر جی مہاراج کے نام نامی سے واقف نہیں جن کی تعلیم نے اس کا نام تاریخ ہند کی جگمگاتی ہوئی پیشانی پر سنہری حرفوں میں لکھ دیا ہے۔

اسی طرح ہمیں ایک ہستی عرب میں بھی ایسی نظر آتی ہے جس نے اپنا عیش و آرام سب کچھ تج کر عرب کے وحشیوں کو انسان بنایا۔ اور اپنی تعلیم سے انکی کایا پلیٹ دی یہ کوئی آسان کام نہ تھا جو محمد صاحب نے عرب کی زمین میں کر دکھایا اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ کوئی معمولی انسان نہ تھا بلکہ ایک زبردست ریفارمر تھا، آپ کی تعلیم میں بہت سی ایسی خوبیاں نظر آتی ہیں، جنکو دیکھ کر بے اختیار آپ کی تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے، خاص کر آپ کی یہ تعلیم کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نبی، ہادی، مسیح اور ریفارمر نہ آیا ہو۔ اپنے اندر پریم و محبت کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے۔ آپ کی یہ محبت بھری اور امن پسندانہ تعلیم اس قابل ہے کہ مسلمان اس پر ایمان ہی نہ رکھیں بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھلائیں۔ آپ کی یہ تعلیم ایسی اعلیٰ ہے جو اپنے پرائے سب سے خراج تحسین حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

آج ہندوستان میں جسقدر بھی ہندو مسلمانوں کے جھگڑے اور فتنے و فساد برپا رہیں وہ اسی وجہ سے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے ہادیوں اور مذہبی پیشواؤں کی تعظیم و توقیر نہیں کرتے اور ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہیں، اگر ہمارے مسلمان بھائی محمد صاحب کی مذکورہ بالا تعلیم پر عمل کرتے اور وہ ہمارے رشیوں منیوں کی تعظیم و توقیر کرنا سیکھ لیتے۔ تو آپس کے بغض و عناد کی بھیانک نوبت نہ پہنچتی، اور ہندوستان میں پریم و محبت کے دریا بہہ پڑتے۔

غرض محمد صاحب کی اس تعلیم پر جس قدر آپ کی تعریف کی جائے کم ہے اور یہی چیز ہے جو اسلام کو ایک ممتاز درجہ دیتی ہے آپ نے اپنی امت کو ہمدردی نوع انسانی، اور باہمی محبت، و رواداری کا یہ گر سکھا کر دنیا پر بہت ہی بڑا احسان کیا ہے، اور دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کی عزت کو محفوظ کر دیا ہے میں اگرچہ آپ کی تعلیم پر چلنے کی اپنے اندر صلاحیت نہیں پاتا، اور نہ آپ کے پیروؤں میں شمار کئے جانے کے لائق ہوں، تاہم میں اپنے آپ کو اس امر پر مجبور پاتا ہوں کہ آپ کے اس نیک جذبہ اور عزم و استقلال کی قدر کروں۔ جس کی وجہ سے آپ نے دشمنوں میں محصور ہو کر دنیا کے مال و دولت اور عز و جاہ پر لات مار کر اور کئی مرتبہ موت کے منہ میں پڑ کر عرب کے رواج یافتہ مذہب کے اصولوں کو توڑا اور ایک ایسے مذہب کی بنیاد ڈالی جس نے اس زمانہ کی تہذیب میں عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا، اور جس نے ایک ایسی قوم پیدا کر دی جس کی اخلاقی معاشرتی اور سیاسی اور ذہنی حالت ایک بلند درجہ پر پہنچی ہوئی ہے

اگر آپ کچھ نہ کرتے صرف خدا پرستی اور مساوات کی تعلیم پر اکتفا کرتے تو بہت کچھ تھا، اور لئے پر ہی دنیا ان کے قدموں پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتی، مگر اب جبکہ آپ کی تعلیمات میں توحید، تقویٰ، نیکی، پارسائی، محبت و رواداری، اور عورتوں کے حقوق کی آزادی وغیرہ چیزیں بھی نظر آتی ہیں تو ایسی حالت میں انکی توصیف سے چشم پوشی کرنا ہٹ دھرمی اور بدترین تعصب ہے دیکھئے محمد صاحب کی تعلیم نے عرب والوں کی حالت میں کتنا بڑا اور نمایاں تغیر کیا، کہ عرب میں لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا اور عورتوں سے حیوانوں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا، مگر آپ کی تعلیم نے اس ظالمانہ رسم کو قطعی طور پر بند کر دیا اور عورتوں کو مردوں کے برابر لا کھڑا کیا، ظالم اور وحشی عربوں سے عورتوں کے چھینے ہوئے حقوق واپس دلوانا اور عورت کی ایک مستقل حیثیت اور مرتبہ تسلیم کرانا، کوئی آسان کام نہ تھا، مگر محمد صاحب کی قوت استقلال نے یہ بھی کر دکھایا۔

آپ کو خدمت خلق اور عبادت خدا کا نیک جذبہ پیدا کرنے میں جن مصیبتوں کو برداشت کرنا پڑا ان کو دیکھ کر آپ کے صبر و تحمل کی داد دینی پڑتی ہے کیونکہ سب مہاپرشوں کی بڑائی کا معیار یہی ہے کہ جسقدر زیادہ کوئی برداشت کرتا ہے اسی قدر اس کو بڑا اور اچھا سمجھا جاتا ہے، علاوہ ازیں کوئی شخص ذاتی خوبیوں اور گنوں کے بغیر اونچے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ مذہبی پیشواؤں، سوشیل ریفارمروں اور پولیٹیکل رہنماؤں میں کچھ نہ کچھ غیر معمولی خوبیاں ایسی ضرور ہوتی ہیں۔ جو ان کو انسانوں سے انہیں بلند رتبہ دیتی ہیں، سو محمد صاحب بھی اپنے اندر ایسی چمکدار خوبیاں اور حسن و خوبی اوصاف رکھتے تھے جنہوں نے عرب کے بدوؤں کو بھی موہت کر لیا۔

میرا خیال ہے کہ اگر مسلمان اسلام کے بانی کی زندگی کا بغور مطالعہ کریں اور انکی تعلیمات کو اچھی طرح سمجھیں تو خود انکی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں، اور پھر وہ ان پر عمل پیرا ہو کر دوسروں میں انکی اصل تعلیمات کی اشاعت آسانی کے ساتھ کر سکتے ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو آج بہت سی غلط فہمیاں اور تعصبات عام طور پر پھیلے ہوئے ہیں، یہ بہت جلد دور ہو سکتے ہیں

بانی اسلام کی رحم دلی

(از جناب پی۔ ایس۔ اندھا وا ہوشیارپور)

ہمارے ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب اور بانی مذہب کو بغض و عناد کے اندھے جذبے کے ماتحت نفرت و حقارت سے دیکھتے ہیں، اور انکی ہر اچھی بات کو بھی برا ہی ثابت کرنے کے لیے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آئے دن ہندو مسلم فسادات رونما ہوتے رہتے ہیں اور ہندو مسلمان ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہتے ہیں،

ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے مذہب اور بانی مذہب کی کوئی خوبی اور سچائی تسلیم کرنے کی مطلق گنجائش ہی نہیں ہے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے، کہ اگر ہم نے کسی مذہب یا بانی مذہب کی کوئی خوبی اور بڑائی تسلیم کی تو اس سے خود ہمارے مذہب کو نقصان پہنچیگا۔ اور اس مذہب کی فتح ہوگی، یہی خیال فتنہ و فساد کی جڑ اور تعصب و تنگ دلی کا بدترین مظاہرہ ہے جو ہندو یا مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ سب سچائی میرے ہی پاس ہے اکیلے مذہبی بزرگ ہی قابل تعظیم ہیں، اور میرا مذہب ہی حق و صداقت کا واحد ٹھیکہ دار ہے وہ یقیناً ایک بہت بڑی غلط فہمی اور تعصب کے اندھکار میں پڑا ہوا ہے، وہ مذہب جو اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دے کہ میرا بانی ہی سچا اور باقی سب جھوٹے ہیں، اور میں ہی خدا کی طرف سے نازل

کردہ ہوں اور باقی تمام مذاہب سر سے سے بناوٹی اور کسی انسان کے بنائے ہوئے ہیں ایسا مذہب کبھی بھی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسا مذہب دنیا میں کبھی بھی امن وامان نہیں قائم کر سکتا، وہ ایشور پرماتما کے رحم وانصاف کو اپنے ہی لیے مخصوص کر کے ایک بہت بڑا ظلم کرتا ہے، سچا اور اچھا مذہب وہی ہے جو خود ہی سچائی اور اچھائی پر قبضہ نہ کئے رہے بلکہ اس میں سے کچھ حصہ دوسرے مذاہب کو بھی دے، یہ قطعاً جھوٹ ہے، کہ تمام مذاہب جھوٹی بنیاد پر قائم ہوں اور ان کے بانیوں نے انکو اپنی طرف سے بنالیا ہو، کیونکہ انسان جھوٹ اور فریب سے تو اسی لیے کام لیتا ہے کہ کوئی جھوٹا پیشہ چلا کر دنیا کمائے، یا کسی ملک کی بادشاہی حاصل کرے، اور یا اور کوئی دنیاوی عزت حاصل کرے لیکن جب بانی مذاہب عالم کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے، کہ قریب قریب تمام بانیان مذاہب میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کوئی مذہب اپنی طرف سے جاری کر کے کسی ملک کا بادشاہ ہو گیا ہو، بلکہ سب کے سب اپنوں اور غیروں کے ہاتھ سے ستائے گئے، اور سب پر طرح طرح کے ستم ڈھائے گئے،

دیکھئے مہاتما بدھ، زرتشت، سری کرشن جی مہاراج، اور شری رام چندر جی مہاراج کے عزیزوں ہم قوموں نے ان پر ظلم کئے اور جلایا ستایا، ابراہیم پیغمبر نمرود کے ہاتھوں آگ میں جھونکے گئے، زکریا کو آرہ سے چیر کر دو ٹکڑے کیا گیا، موسیٰ پر فرعون نے ستم ڈھائے، یہودیوں نے عیسیٰ کو سولی پر لٹکایا، اور اسلام کے بانی حضرت محمد صاحب کو جتنا ستایا گیا اتنا کسی ہادی اور پیغمبر کو نہیں ستایا گیا، آپ پر پتھر برسا کر جسم کو لہولہان کر دیا گیا، غلاظت بھری اوجھڑی ڈالی گئی، پاگل اور مجنون بتایا گیا، گھر سے بے گھر کیا گیا، اور قتل کے منصوبے کئے گئے، اسی طرح بابا گرو نانک جی کو بھی ستایا گیا، اور سوامی دیانند جی مہاراج کو برہمنوں نے بڑی بڑی تکلیف اور اذیت دی، یہاں تک کہ ان کو زہر بھی دیا گیا، تو کیا ان رشیوں منیوں، اوتاروں اور پیغمبروں نے اپنے اپنے مذہب جاری کر کے کیا لیا، کیا حاصل کیا، اور کیا سکھ اٹھایا، پس سب کے سب اچھی ہی باتوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور سنسار کی بھلائی کے خواہاں تھے نہ کہ جھوٹے اور مکار،

ایسی حالت میں میں کیوں نہ محمد صاحب کی رحمدلی اور شفقت ومروت علی الخلق کی داد دوں جنہوں نے خود تو ظلم وستم کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے مگر اپنے ستانے والے اور دکھ دینے والوں کو اف تک بھی نہ کیا، بلکہ ان کے حق میں دعائیں مانگیں اور طاقت واقتدار حاصل ہو جانے پر بھی ان سے کوئی انتقام نہیں لیا

بانیان مذاہب میں سے سب سے زیادہ ناانصافی اور ظلم اگر کسی پر کیا گیا ہے تو بانی اسلام پر، اور کوشش کی گئی ہے کہ پیغمبر اسلام کو ایک خونخوار اور بے رحم انسان دکھایا جائے، اور خواہ مخواہ دوسروں کو ان سے نفرت دلائی جائے، اس کا بڑا سبب یہ ہوا کہ محمد صاحب کی لائف پر تنقید کرنے والوں نے اسلامی تاریخ اور بانی اسلام کی سیرت کا صحیح طور پر مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی بلکہ سنی سنائی اور بے بنیاد باتوں کو سرمایہ بنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی، اگر وہ اسلامی روایات کو سمجھ لیتے اور سچائی کے اظہار کی اپنے اندر کوئی جرات وہمت پاتے تو وہ یقیناً اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور ہو جاتے اور ناخوشگوار کیفیت اور فرقہ وارانہ کشیدگی میں روز بروز اضافہ اور بری صورت حال پیدا نہ ہوتی، اب میں آپ کی رحمدلی کے چند واقعات پیش کرتا ہوں،

خدا نے پیغمبر صاحب کی زبانی تمام دنیا والوں کے نام یہ اعلان کرایا کہ ہم نے محمد کو تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، قابل غور امر یہ ہے کہ یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ ہم نے محمد کو صرف مسلمانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، پھر عالم انسانیت کی بھی قید نہیں، اس میں تمام عالم، حیوانات، نباتات اور جمادات تک شامل ہیں، یہ دعوے ان دشمنوں اور مخالفوں کے سامنے کیا گیا جو شب وروز آپ کو جھٹلانے اور زک پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے تھے، اگر آپ بے رحم اور سنگدل ہوتے اور آپ نے کبھی کسی پر بے جا ظلم وستم کیا ہوتا، تو وہ اعتراض کرنے اور اس دعوےٰ رحمت کو توڑنے سے کبھی نہ چوکتے لیکن اسلامی تاریخ میں اس قسم کے اعتراض کا پتہ نہیں ملتا،

کسی شخص کی رحمدلی اور سنگدلی کا اس وقت پتہ ملتا ہے جبکہ اسے اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر پورا پورا تسلط اور اقتدار حاصل ہو، اور اس اصول کو سامنے رکھ کر میں جب فتح مکہ کے دن کا نظارہ کرتا ہوں تو بانی اسلام کی رحمدلی اور شفقت ورحمت کا ایسا روشن اور پختہ ثبوت ملتا ہے کہ جس کی نظیر تاریخ میں ڈھونڈے نہیں ملتی، یعنی اپنے قابو پائے ہوئے جانی دشمنوں کو یہ کہہ کر آج کے دن تم آزاد ہو، تم پر کوئی تاوان ہے نہ باز پرس، عام معافی دیدی اور خونخوار دشمنوں کو آزاد کر دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپکی یہ رحمدلی اور شفقت عقلمند اور نیک لوگوں کے دل میں گھر کر گئی، اور آپ کے بہت سے دشمن اسی واقعہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے.

بدر کی جنگ میں آپ کو شاندار فتح حاصل ہوئی تھی اور بہت سے قیدی گرفتار ہو کر آئے تھے جنکی رات بھر مشکیں کسی رہیں، آپ کے چچا عباس بھی انہی قیدیوں میں تھے، انکی مشکیں ذرا سخت کسی ہوئی تھیں، جس کی وجہ سے آپ کراہ رہے تھے جب ان کے کراہنے کی آواز آپ کے کان میں پہنچی تو آپ بے چین ہو گئے اور رات بھر نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی سب صحابہ سے صلاح ومشورہ کر کے سب قیدیوں کو رہا کر دیا، اب جو رحمدلی اور انسانوں سے نیک برتاؤ کی جو تعلیم آپ نے اپنی امت کو دی وہ بھی ملاحظہ ہو،

"اللہ تعالیٰ نرمی کرتا، نرمی کو پسند کرتا، اور نرمی سے خوش ہوتا ہے اور نرمی کرنے والے کی مدد کرتا ہے، پس جب تم ان بے زبانوں اور جانوروں پر سوار ہو تو انکو انکی منزلوں پر اتارو

"ہر ایک پیاسے کو پانی پلانا ثواب کا کام ہے"

"جانوروں پر اتنا ہی بوجھ لادو جس کو وہ سہار سکتے ہوں"

جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا

یہ تمام حکم عام ہیں اپنے اور پرائے کی کوئی تخصیص نہیں، مسلم غیر مسلم، مومن وکافر اور خویش وبیگانہ کی کوئی قید نہیں، بلکہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ رحمدلی نیک برتاؤ، نفع رسانی اور خدمت خلق کا حکم ہے، یہی وہ قیمتی اور سنہری تعلیم ہے جس نے مجھے عقیدت کے چند پھول آپ کے قدموں پر نچھاور کرنے پر مجبور کیا ایسے سندر ساجن، سنسار سروپ اور پریتم پیارے کو.

بیرنام

(پی. ایس. اندہاوا لائل پور)

دنیا پر حضرت محمدؐ کے احسانات

از جناب بابو جگل کشور جی کھنہ بی اے ایل ایل بی وکیل وڈیپوٹی کمشنر
وحال اسیر فرنگ دہلی

ایک غیر مسلم کا نقطہ نظر وہ نہیں ہو سکتا جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے یا ہونا چاہیے اس لیئے رسالہ مولوی کے ناظرین اور اس کے اڈیٹر صاحب معاف فرمائیں، اگر ان کو میرا نقطہ نظر اپنے عقیدہ اور جذبات کے مطابق نہ ملے۔

میرا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ حضرت محمد صاحب دنیا کے ان چند مہا پرشوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے دنیا کے اندر عظیم انقلابات برپا کئے ہیں اور دنیا انکی وجہ سے آگے بڑھی ہے، بہت سے نئے خیالات دیئے ہیں اور بہت سی پرانی برائیاں دور کی ہیں اور دنیا کو اچھائیوں طرف بلایا ہے، اور برائیوں سے روکا ہے،

میرا یہ کام نہیں ہے کہ صف اول کے جو چند مہا پرش گذرے ہیں، جنہوں نے دنیا میں انقلاب برپا کئے ہیں، اور اسوقت ان کے فالوور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں ان کا مقابلہ اور موازنہ کروں، یہ کام اگر اچھا بھی ہو تو دوسروں کا ہے جو مذاہب اور بانیان مذاہب کے متعلق کوئی عمیق تحقیقی کتاب یا مضمون لکھیں، میں تو حضرت محمد صاحب کے جنم دن کی تقریب کے سلسلہ میں مولوی کے رسول نمبر کے لیئے ایک مختصر مضمون لکھنا چاہتا ہوں، اور اپنے مضمون کے لیئے جو عنوان میں نے قائم کیا ہے وہ بہت سادہ ہے اور بہت تھوڑے غور اور مطالعہ کے بعد اس عنوان کے ماتحت مضمون لکھا جا سکتا ہے، کیونکہ حضرت محمدؐ کی لائف اور آپکی تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمدؐ نے دنیا پر بہت کچھ احسانات کئے ہیں، اور دنیا نے بہت کچھ آپکی تعلیم سے فائدہ اٹھایا ہے،

سب سے پہلا احسان جو آپ نے کیا وہ یہ ہے کہ عرب جیسے وحشی ملک کا سدھار کیا، عرب ایک ایسا وحشی ان پڑھ اور جہالت کی تاریکی میں گھرا ہوا تھا، کہ اسوقت دنیا کے پردہ پر کوئی دوسرا ملک اس قدر وحشت و جہالت میں مبتلا نہ تھا ان برائیوں کو چھوڑ دیجئے جو ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں، کیونکہ اسوقت صرف عرب ہی کی حالت قابل اصلاح نہ تھی بلکہ ساری دنیا محتاج اصلاح تھی، لیکن صحرائے عرب خصوصیت کے ساتھ بہت ہی تاریکی و جہالت میں پھنسا ہوا تھا لڑکیوں کو وہ یا تو قتل کر دیا کرتے تھے یا زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے یا پہاڑ کی چوٹی سے دھکیل دیا کرتے تھے، اور اس کو اپنی شرافت کا نشان سمجھتے تھے، کیونکہ اونچے گھرانے کے گھمنڈی لوگ لڑکی کا پیدا ہونا اپنی توہین و ذلت اور باعث ننگ و عار خیال کرتے تھے، ایک ایک آدمی سینکڑوں بیویاں رکھتا تھا، اور اپنے باپ کی بیویوں کو ترکہ پدری کی طرح اولاد آپس میں تقسیم کر لیتی تھی اور اپنی حقیقی ماں کو چھوڑ کر باقیوں سے مستفید ہوتی تھی، کوئی قانون اور کوئی دھرم شاستر نہ تھا اور نہ کسی قسم کی کوئی پابندی اخلاقی تھی، بات بات پر لڑ مرتے تھے اور ذرا سی بات پر جنگ کے ایسے شعلے بلند ہو جاتے تھے کہ سو سو برس تک نہ بجھتے تھے،

لوٹ مار قتل و غارتگری معمولی باتیں تھیں، کوئی خاص یا عالم مذہب بھی نہ تھا بلکہ صرف خالص بت پرستی تھی، جو توہمات کے ماتحت ہر اک قبیلہ اور خاندان اپنے اپنے طور پر کرتا تھا، اور اپنے لیے علیحدہ علیحدہ بت بنا رکھے تھے، یعنی بت پرستی بھی کسی بلند تخیل اور اعلیٰ خیال یا آیڈیا کے ماتحت نہ کی جاتی تھی بلکہ محض توہمات کے ماتحت بتوں کی پوجا ہوتی تھی، اتفاق و اتحاد کے نام سے واقف نہ تھے قبائل ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہا کرتے تھے،

حضرت محمدؐ نے ایسے عجیب و غریب ملک اور ایسی پست قوم پر جو احسانات کئے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں یعنی کل ۲۳ سال کی قلیل مدت میں اس ملک اور اس قوم کی کایا پلٹ کر رکھدی، سارا ملک عرب متحد و متفق ہو گیا، ایک ہی رشتہ اتحاد میں سب گندھ گئے، عورتوں کی عزت ہونے لگی، لڑکیوں کا قتل موقوف ہو گیا، لوٹ مار قتل و غارتگری کی بجائے ایسا امن قایم ہو گیا، کہ ملک کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک بڑھیا دن ہو یا رات سونا اچھالتے نکلنے لگی، بت پرستی کی جگہ خدا پرستی نے لے لی، بداخلاقی کا نام و نشان مٹ گیا، اور اس کی جگہ بلند اخلاق حسنہ نے لی، انتشار کی جگہ ایک نظم قایم ہو گیا، اور ایک ایسی سلطنت قائم ہو گئی جو بہت جلد نصف دنیا تک پھیل گئی، جہالت کی تاریکی اسطرح کافور ہوئی، کہ گویا اس سرزمین سے اسکا کوئی واسطہ کبھی تھا ہی نہیں، اور نہ صرف اسی قدر بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسی جہالت بھرے ملک اور جاہل قوم نے علم اور دیا کی روشنی ان ملکوں میں پہنچائی جو عرصے سے علم کی روشنی سے محروم تھے، یونانی اور ہندوستان کے علوم و فنون کے مدفون خزانے گمنامی کے گڑھوں سے نکالے اور مردہ ہڈیوں میں گوشت و پوست چڑھا دیا، انکو از سر نو زندگی بخشی اور پھر ایک دنیا کو ایک علمی زندگی عطا کی،

پھر کیا یہ کوئی کم معجزہ ہے، کہ حضرت محمد صاحب نے ایک ایسے ملک اور ایسی قوم کو جو دنیا بھر کی برائیاں اپنے اندر رکھتی تھی اس قدر قلیل عرصہ میں اسکو پستی اور تنزل کے غار سے نکال کر ترقی و اقبال کے بام عروج پہ پہنچا دیا، لٹیرے جو کیدار، قاتل جانوں کے محافظ، جاہل، عالم، بداخلاق، سادھو اور سنت اور بت پرست خدا پرست بن گئے

یہ تو صرف ملک عرب پر احسان تھا جو حضرت محمد صاحب نے کیا، وہ انکا اپنا ملک اور وہاں کے لوگ ان کے ہم قوم تھے، لیکن محمد صاحب کی تعلیم دیکھئے تو معلوم ہوگا پتہ چلے گا، کہ ملک عرب ہی پر صرف حضرت محمد صاحب کے احسانات نہیں ہیں بلکہ ان کا فیض تعلیم و ہدایت دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا،

غلامی کے خلاف سب سے پہلی آواز محمد صاحب نے بلند کی اور دنیا کو بتلایا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی پاپ نہیں ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کو غلام اور قیدی بنالے، غلاموں کے بارے میں ایسے احکام جاری کئے کہ انکی حقوق بھائیوں کی برابر کر دیئے، یہانتک کہ خلیفہ وقت حضرت عمرؓ جو بڑے اولوالعزم خلیفہ تھے، جب بیت المقدس کے سفر پر روانہ ہوئے تو باری باری سے اونٹ پر بیٹھتے اترتے، بیت المقدس کے سامنے جب پہنچے تھے، تو اسوقت ان کے غلام اسلم کی باری تھی اور وہ اونٹ سوار اور حضرت عمر اونٹ کی نکیل تھامے پیدل چل رہے ہیں، اگر حضرت محمد صاحب نے غلامی کے خلاف آنڈیا نہ دیا ہوتا، تو نہ معلوم دنیا کب تک اس لعنت میں گرفتار رہتی، محمد صاحب نے دنیا کو بتلایا کہ غلامی کا سسٹم ایک لعنت ہے اور جس قدر جلد دنیا سے یہ لعنت دور ہو اسی قدر دنیا کے حق میں بہتر ہوگا، چنانچہ دنیا نے آپ کی آواز کی اہمیت کو محسوس کیا، اور وہ پہلا احساس تھا، جو بعد میں زمانہ

کی تہذیب کے سانچہ میں ڈھل کر اس شکل میں نمودار ہوا کہ آج ہر شخص اس کو برا سمجھتا اور ایک لعنت تصور کرتا ہے۔

دوسرا احسان جو حضرت محمد صاحب نے دنیا پر کیا، وہ یہ تھا، کہ آپ نے عورتوں اور استریوں کے درجہ اور مرتبہ کو بلند کر دیا عورت کا درجہ اگر وہ حسین نہ ہوتی تو غلاموں سے بھی کمتر تھا، اور اگر وہ حسین ہوتی تو جائداد کی طرح سمجھی جاتی تھی، یعنی صرف ہوس نفسانی کی تکمیل کا ایک ذریعہ اور بس، جو لوگ اپنے آپ کو اونچے درجہ کا ذی عزت اور شریف سمجھتے تھے وہ لڑکیوں کا پیدا ہونا اپنے یہاں اپنے لیئے باعث ذلت تصور کرتے تھے، اور لڑکیوں کو کسی نہ کسی طرح موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے حضرت محمد صاحب نے دنیا کو تبلایا، کہ عورت کا درجہ ہرگز کم نہیں ہے اور اس کا وجود باعث شرم نہیں بلکہ باعث خیر و برکت ہے اور اس کے ساتھ مساوی شریفانہ سلوک کرنا چاہئے، اور فرمایا کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہو، مردوں کی طرح عورتوں کو بھی خلع یعنی مردوں سے علحدگی اختیار کرنے کا حق دیا۔ اور ان کو باپ بھائی شوہر اور اولاد وغیرہ کے ترکہ میں حصہ دلوا کر ان کا حق تسلیم کرایا، اور مہر کی رقم مقرر کرکے مردوں پر ایک زور اور دباؤ انکا پیدا کر دیا، غرضکہ بحیثیت مجموعی عورت کو انسانیت کا پورا درجہ دلوایا، اور دنیا سے عورت کی اہم پوزیشن تسلیم کرائی،

تیسرا احسان دنیا پر حضرت محمدؐ نے یہ کیا، کہ سود کو قطعاً حرام کرکے سرمایہ داری کی جڑوں پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بعد سے پھر یہ درخت اچھی طرح پھل پھول نہ سکا سود خواری ہمیشہ سے دنیا کے لیئے ایک لعنت رہی ہے اگر اس لعنت کی اہمیت کو دنیا نے اسوقت تک اچھی طرح محسوس نہیں کیا، جب تک کہ سوشلسٹ فلاسفرز نے نظام سرمایہ داری کی دہجیاں نہیں بکھیریں، اور فلسفیانہ طریقہ پر یہ ثابت نہیں کر دیا، کہ موجودہ نظام معاشرت کی بنیادی خرابی سود خواری پر ہی مبنی ہے اور اس سے اس زہریلے نظام کی آبیاری ہوتی ہے، حضرت محمد صاحب نے اپنے پیرووں کے اندر سے تو قطعاً اس لعنت کو دور کر دیا، مگر ابھی تک عملاً دنیا نے اس لعنت سے پوری طرح کنارہ کشی اختیار نہیں کی کیونکہ سرمایہ داری کا نظام ابھی تک دنیا پر مسلط ہے، لیکن وہ دن دور نہیں ہے، جبکہ حضرت محمد کی آواز پوری طرح اپنا اثر کرے، اور بہت قریب ہے وہ زمانہ کہ سود خواری کی لعنت سے اسی طرح دنیا کو نجات مل جائے گی، بہرحال گو آج سوشلزم کے پرستار ہر طرف سے سود خواری کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں، مگر حضرت محمد صاحب شاید دنیا کے سب سے پہلے سوشلسٹ ہیں، جنہوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور کم از کم اپنے پیرووں کے اندر سے جنکی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی ہے اس لعنت کو دور کر دیا ہے

چوتھا احسان جو دنیا پر محمد صاحب نے کیا ہے یہ ہے کہ مساوات کیطرف ایسا عملی قدم اٹھایا، کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا اور ناواقف تھی ذات پات کے تمام بندھنوں کو یک قلم موقوف کر دیا، اور ایک نادر اصول قائم کر دیا کہ ”جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور پارسا ہوگا، وہی سب سے زیادہ ذی عزت و ذی مرتبہ ہے“ اس اصول نے خاندانی وجاہت، نسبی شرافت، دولت و ثروت کی کمی بیشی کے تمام اونچ نیچ اور اس سے پیدا شدہ تمام گھمنڈ اور غرور کا خاتمہ کر دیا، اب کوئی نہ نیچ ہے نہ کمینہ، دنیا فخر و غرور اور اونچ نیچ کے ایسے جنجال میں پھنسی ہوئی تھی جس نے مساوات اور برابری کو گمنامی کے گڑہے میں دفن کر رکھا تھا، انسان انسان کو ذلیل و خوار سمجھتا تھا، اور اسوجہ سے معاشری نظام درہم و برہم تھا، مگر حضرت محمد صاحب نے ایسا عملی قدم اٹھایا کہ آج دنیا اسکی پوجا کر رہی ہے، اور نہایت تیز رفتاری کے ساتھ مساوات کی طرف دوڑ رہی ہے،

پانچواں احسان دنیا پر حضرت محمد صاحب نے یہ کیا، کہ مذاہب توہمات کی دلدل میں پھنس گئے تھے یعنی خواہ اصل میں مذاہب کو توہمات سے کوئی واسطہ نہ ہو، مگر یہ واقعہ ہے کہ توہمات نے ان کے اندر بہت گہری جگہ حاصل کر لی تھی چنانچہ آج اس روشنی کے زمانہ میں بھی توہمات کے لیئے جگہ اور گنجائش باقی ہے لیکن حضرت محمد صاحب نے نہایت پر زور طریقہ پر توہمات کے خلاف جہاد کیا، اور نہ صرف اپنے پیرووں کے اندر سے اس کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینکدی، بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی، کہ توہمات کا بھیانک چہرہ اور اس کے باہیبت خد و خال سب کو نظر آگئے اور نہایت تیزی کے ساتھ اس سے اپنی جان چھڑانے کے لیئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے،

غرضکہ اس قسم کے بہت سے احسانات ہیں، جو حضرت محمد صاحب نے دنیا پر کئے ہیں، اور ایسی روشنی دنیا کو عطا کی ہے، جس سے وہ آپ کے عہد تک محروم تھی، ہمیں اس حیثیت سے محمدؐ صاحب کا ممنون ہونا چاہئے، کہ آپ نے دنیا کو روشنی کی طرف آگے بڑہایا، اور تاریکی سے نکالا

میں اڈیٹر صاحب رسالہ مولوی کا ممنون ہوں، کہ انکی فرمایش سے حضرت محمد صاحب کے متعلق اپنے ناچیز خیالات کے اظہار کا مجھے موقعہ ملا، اور دنیا کے بہت بڑے مہاپرش کی خدمت میں میں اپنے کچھ خیالات ظاہر کرنے کی عزت حاصل کر سکا

وحدانیت کا متوالا

از جناب ڈاکٹر یدوویر سنگھ صاحب فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری چاندنی چوک دہلی
حال اسیر فرنگ

پاک ہستیوں کی سوانح عمری کے سننے سنانے والے دونوں ہی نیک سیرت ہوتے ہیں حضرت محمدؐ ایک نیک ہستی تھے اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں، مسلمانوں کو چھوڑ کر جن کے عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ایک پیغمبر تھے اور دوسرے لوگوں کے لیئے محمد صاحب کی سوانح عمری ایک نہایت ہی دل بڑہانے والی اور سبق آموز ثابت ہوئی ہے، عرب جیسے وحشی ملک مین جہاں پر ذراسی مخالفت ہونے پر مخالفت کرنے والے کی گردن کاٹ دی جاتی تھی اس پاک ہستی نے جس استقلال اور بہادری سے اسلامی مذہب کے اعلیٰ اصولوں کا پرچار کیا وہ ملک کی تاریخ مین طلائی حرفوں مین لکھا ہوا ہے، اور جس کو ہم بخوبی دیکھ سکتے ہیں، بشرطیکہ ہمارے دل کے اندر کسی قسم کا بغض و تعصب نہ ہو چھ سال کی کڑی پرستش کے بعد جب حضرت محمدؐ کو ” لا الہ الا اللہ “ کا گیان ہوا تو انہوں نے ایک دن بغیر کسی قسم کا دل میں ڈر رکھتے ہوئے اور بے دھڑک ہو کر اس نئی روشنی کو پھیلانا شروع کر دیا، اور سب سے پہلے اپنی اہلیہ سے شروع کیا اور پھر ایک بنی نوع انسان تک پہنچایا۔

یہ امر تو مشہور ہے کہ انسان کی مذہبی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے، اور مقصد خدا ہے، ظاہرا دیکھا جاتا ہے، کہ جب بھی خدا کا ہر دو سے

چھوڑکر ہزاروں دیوتاؤں، پتھروں، مورتیوں اور آدمی پوجا کا رواج جاتیوں اور ملکوں میں شروع ہوجاتا ہے، تو اس ملک کا رہنے والا یا اس مذہب کا ماننے والا اپنے اصولوں سے نیچے گرجاتا ہے، آدمیوں کا چال چلن بگڑجاتا ہے اور گرنے لگتا ہے اور جب آدمیوں کا چال چلن گرنے لگتا ہے تو وہ سارا ملک کا ملک چال چلن سے گراہوا ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ ایک ایسی شے پیدا ہوجاتی ہے جسکا سنبھالنا بہت دشوار ہوجاتا ہے اور وہ آخر میں سب کو خاک میں ملا دیتی ہے۔ ملک اور ملت کے لیے اونچے اچار و چال چلن کا ہونا بہت ضروری اور اہم ہے اس کے بنا کوئی بھی انسان ترقی نہیں کرسکتا، دراصل چلن ہی انتی کا سب سے بڑا بنیاد کار ہے،

جن جاعتوں کے آچار گرگئے ہیں وہ دن بدن غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جارہی ہیں، اور تکلیں برداشت کررہی ہیں اور دن بدن نظروں سے گرتی جارہی ہیں، اور آخر میں ایک دن بالکل نیست و نابود ہوجائیں گی اور ہوتی جاتی ہیں،

درحقیقت آچار کی بنیاد، آپ کا پیار، محبت، بھروسہ اور سچائی ہے اور سچائی ہی خدا ہے، اس لیے پتھروں، مورتیوں، پیڑوں وغیرہ کی پرستش کرنے والے ہرگز چلن والے آدمی نہیں ہوتے ہیں، اور جو لوگ سچائی یا خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اس سے ہی اپنے آپ کو ملا ہوا سمجھتے ہیں، وہی مضبوط چلن والے ہوتے ہیں اور ہوسکتے ہیں، جو آدمی ڈرتے ہوئے ہوتے ہیں وہ کمزور ہوتے ہیں اور بزدلی غیر خدا کی پرستش ڈر اور لالچ کے سبب سے پیدا ہوتی ہے، اور لوگ کرتے ہی اسی نیت سے ہیں، کہ اگر فلاں دیوتا کی منت، سماجت نہیں کی گئی تو ہمارے بچوں کو فلاں بیماری ہوجائے گی، فلاں قبر پر چڑھاوا چڑھانے سے مجھ کو زر ملیگا، دولت ملیگی، بیٹے اولاد ہوگی جس ملک میں بت پرستی ہے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں محبت اور بھروسہ کی جگہ ڈر اور لالچ اور ڈرپوک پن پیدا ہوجاتا ہے جو کہ انکو نیچا بنادیتی ہے، جو لوگ پرماتما میں اور سچائی میں عقیدہ رکھتے ہیں، وہی وراصل پکے اچار والے ہوتے ہیں، تو ہم آپ سمجھ سکتے ہیں، کہ حضرت محمد نے آج سے ۱۴۰۰ سو سال پہلے ان چلن سے گری ہوئی جاتیوں کو دیانت کا وعظ سنا کر اس جماعت کا اور اس کے ذریعہ دنیا کی اور تمام جماعتوں کا کتنا بھلا کیا ہے اور یہ بھی ایک چیز تھی جس کے آگے عرب کی تمام بڑی بڑی طاقتیں سرنگوں ہوگئیں

پیغمبر صاحب کی سوانح عمری محبت اور خدمت کی ہزاروں مثالوں سے بھری پڑی ہے اور ایک سچے سچائی کی طرف جانے والے کی زندگی ہمیشہ محبت اور خدمت کے جذبات سے پُر ہوتی ہے، ایسا کہنے میں آتا ہے، کہ ایک دن حضرت صاحب کے ایک عرب آیا، اس کو ایک غیر مذہب کا جانتے ہوئے بھی محمد صاحب نے بے خوف ہونے کا سبق پڑھایا، اور اپنے ہاں ٹھہرایا۔ اپنے کپڑے سونے کے لیے دیئے، یہ شخص بیمار تھا، اس لیے اس نے آپ کے دیئے ہوئے بستر پر بڑی غلاظت کردی جس سے تمام بستر خراب ہوگیا، وہ اس ڈر سے کہ مسلمان مجھے اس فعل کی سزا نہ دیں، بہت سویرے وہاں سے بھاگ گیا، جب لوگوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بہت سخت سست کہا، اور اسکی برائی کی، لیکن رسول کے ماتھے پر کسی قسم کی کوئی شکن نہ پڑی، اور کہنے لگے، کہ وہ تو میرا مہمان تھا، اور جھٹ خود اس کے خراب بستر کو دھونے لگے، وہاں عرب اتفاق سے اپنی تلوار بھول گیا تھا، جب اس کو یاد آئی، تو فوراً ڈرتا ڈرتا واپس آیا حضرت نے اسکو اپنے پاس بٹھا کر اس کو تسلی دی اور اس کا دھیرج بندھوایا، عرب نے دیکھا کہ پیغمبر بذات خود اس کے گند کو صاف کررہے ہیں، تو وہ پانی پانی ہوگیا، اور حضرت کے قدموں میں گر پڑا، تھوڑے عرصہ کے بعد مع اپنے بال بچوں کے اسلام مذہب میں آگیا

ایسے ایسے ہزاروں واقعات حضرت کی زندگی میں پیش آئے جس سے انکی محبت خدمت اور ایشور پرستش کی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں،

آئیے ہم سب اپنے آپس کے تفرقوں کو ایک طرف رکھ کر آج اس مبارک موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور اس بڑی ہستی کے نام پر اپنی محبت کے پھول چڑھائیں اور دعا کریں، کہ آج کے مسلمان بھی اپنے نبی جیسے مسلمان بن جائیں، اور اپنے نبی کی اچھائیوں کے ذریعہ سے جو کہ خدا کی پرستش اور بندوں کی خدمت ہے، سارے جہان کو دیانت کا سندیشہ سنادیں اور سارے ملکوں کو لوگوں کی غلامی سے نجات دلاکر بس ایک خدا کا غلام اور خلق خدا کا خادم بنادیں۔

ترجمہ از ہندی، مترجمہ پریم حسن جی جین، دہلی

بہترین اصلاح پسند

(از مسٹر وائل مصنف دی ہسٹری آف دی اسلامک پیپل، مترجمہ مسٹر کے رحمان دہلوی)

"آپ اپنے وطن کے سچے ہی خواہ تھے یہ آپ ہی کی ذات ستودہ صفات تھی کہ جس نے ان قبائل کو جو اس سے پیشتر انتشار کی حالت میں اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے متحد اور منظم کردیا، اور ایک ایسے مذہب کے شیرازے میں منسلک کردیا، کہ جس میں صرف خدائے واحد کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم تھی، آپ ہی نے عرب کو بت پرستی کی لعنت سے پاک کیا اور دو مرد کی غلامی سے نجات دی، تو ہم پرستی قتل وغارتگری جن لوگوں کا مذہبی شیوہ تھا ان کو ابدی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا، ان کو اس قانون کا عامل بنا دیا جو ہر زمانہ میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ اور رائج ہوسکتا ہے، آپ ہی نے غلاموں کی انتہائی سختی کو شفقت سے بدل دیا، غریبوں، یتیموں بیواؤں کی دستگیری فرمائی، اور زکوٰۃ و مال غنیمت میں ان کا ایک حصہ مقرر کردیا۔

قرآن نے ظلم و ستم، جبر و استبداد، غرور و نخوت اسراف بیجا، تہمت تراشی قمار بازی، شراب خوری اور اسی قسم کے وہ دوسرے افعال جو آدمی کو زمرہ انسانیت سے خارج کردیتے ہیں نہایت شد و مد کے ساتھ ممانعت کی ہے، قرآن خدائے واحد پر ایمان لانے اور اس کی رضا پر راضی رہنے کی تعلیم دیتا ہے،

محمدؐ نے اپنے پیروؤں کے لیے اپنی ذات میں بے نظیر نمونہ چھوڑا ہے صنف نازک کے معاملہ میں بعض کمزوریوں کے باوجود آپکا دامن عصمت بالکل پاک و صاف اور بیداغ تھا، اور آپکا گھر، آپکا لباس، آپکی غذا سے بالکل سادگی عیاں تھی، آپ اتنے منکسر مزاج تھے کہ اپنے معتقدین کے ساتھ کسی ایسے سلوک کے بالکل روادار نہ تھے جو آپ کو ان سے ممتاز کردے، نہ آپ نے کبھی اپنی پرستش کا حکم دیا جس کام کو آپ خود کرسکتے تھے کبھی اپنے غلام سے بھی نہ لیتے۔ بارہا دیکھا گیا، کہ آپ بازار میں سودا خرید رہے تھے اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا رہے ہیں، بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے خود دوہ رہے ہیں، حرم نبوی ہر ایک کے لیے اور ہر وقت کھلا رہتا ہے اور ہر شخص کی رسائی آپ تک بلا روک ٹوک ہوتی، آپ بیماروں کی عیادت کرتے، اور ہر ایک کے ساتھ

نظمیں اور نعتیں

اسلام

(از قرزدہ مولوی اقبال احمد پوری)

تخلیق کا حاصل ہے انسان کی پیدائش اس دین کا مقصد ہے مخلوق کی آرائش
مخلوق کی آرائش تکمیل محبت ہے تکمیل محبت سے ایمان کو قوت ہے
اک رمز حقیقت ہے یہ قوت ایمانی توحید میں ظاہر ہے یہ مقصد ربانی
جس طرح محبت سے انسان کو نسبت ہے ایسے ہی مسلمان کو ایمان سے نسبت ہے
جسطرح عقائد میں توحید نمایاں ہے دنیا کے مذاہب میں اسلام درخشاں ہے
اسلام میں پنہاں ہے دنیا کا ہر اک مذہب اسلام سے ظاہر ہے اخلاق کا ہر منصب
میثاق کے بچھڑوں کو اسلام ملاتا ہے بیگانگی دنیا کے دلوں سے اٹھاتا ہے
توحید پہ جانوں کو قربان کیا اس نے دنیا میں جو وحشی تھے انسان کیا اس نے
نخوت کے جو پردے ہیں اسلام اٹھاتا ہے شاہوں کو فقیروں سے ہمدوش بناتا ہے
اک نغمہ آزادی دنیا کو سناتا ہے حتی کہ غلاموں کو سلطان بناتا ہے
کہتا ہے کہ دنیا میں مخلوق کے کام آؤ انسان سے الگ ہو کر جنگل میں نہ چلے جاؤ
اسلام کا شیوہ ہے روٹھوں کو منا لینا ہمدرد کو سبھی کو ایک بھائی بنا لینا
اخلاق و محبت کی تعلیم کو پھیلانا اس عالم فانی کو ہنس ہنس کے بتا جانا

رجز قومی

طبعزاد جناب حکیم رفیق احمد صاحب طبیب

اے مسلم خستہ جگر ہے تجھ کو کچھ اپنی خبر تیری شہامت کا اثر کفار پر تھا کس قدر
اس دور پر کچھ غور کر اور اپنی ہستی پر نظر
کیوں لرزہ بر اندام تھے اغیار تیرے نام سے جو بات نکلی کام سے وہ بڑھ گئی صمصام سے
تکبیر میں تیغ جہاں یا برق سوزندہ جہاں
کر ڈالے تو نے بے خطر اعدا کی صف زیر و زبر سب مشکلوں میں بیشتر اللہ اکبر کی سپر
روحانیت تھی جلوہ گر دنیا تھی خیرہ سربسر
نور ایک جو فاران سے چمکا نہایت شان سے جنگی شجاع اک آن سے لپکے کے عربستان سے
یونان کیا ایران سے گزری وہ ہندوستان سے
دنیا پہ حاوی ہو گیا لہرایا جب پرچم ترا سارا جہاں تابع ہوا زیر نگیں ملک خدا
اسلام کا سکہ چلا وحدت کا بہ دریا چلا
اندلس کا خطہ دلنشیں اور قرطبہ کی سرزمیں بغداد فردوس بریں اور مصر و شام وطن
وہ کونسی ہے سرزمیں جس پر قدم پہنچا نہیں
اب دیکھ لے اغیار کو جتنے ہوئے ہیں چار سو قبضہ ہے انکا سر بسر نکلے ہوئے املاک کو
اب سعی و عمل سے کام لے عزت کو اپنی تھام لے
ٹرکی ترا بیمار ہے ایران کی حالت زار ہے اور مصر خستہ خوار ہے کابل کا بند بازار ہے
کچھ لے سبق جاپان سے عبرت پکڑ یونان سے
جرمن کے بازاروں کو دیکھ اٹلی کے تجارتوں کو دیکھ انگلش کے درباروں کو دیکھ اور انکی کرداروں کو دیکھ
تیرے شعائر ان میں ہیں تیرے ذخائر ہیں یہیں
مت سن کلیجہ پک گیا دلگداز ہے قوم کا اب وقت کیا باقی رہا جو میں سناؤں مرثیا
عبرت کو بس کافی ہے یہ نسخہ میرا شافی ہے یہ
مذہب کو اپنے تھام لے قرآن سے اپنا کام لے پھر مصر اور شام لے اس کے سوا انعام لے
تو ہند سے نکل کے غور کر تجھ کو نہیں اس سے مفر
اغیار کی ہمت نہیں دامن پہ طاقت نہیں اور اسمیں کچھ جرات نہیں یہ تاب اور قدرت نہیں
غالب ہو کفر اسلام پہ منہ لے رفیق اب بند کر

دیار حبیب

از جناب مولوی میرزا محمد ہادی صاحب بلگرامی

اے مدینہ جلوہ گاہ حضرت ختمی مآب سو رہا ہے یہ ترے آغوش میں کون آفتاب
تیرے دل کو معرفت سے آشنا کس نے کیا ذرہ ذرہ کو ترے وحدت نما کس نے کیا
کانپ اٹھتا ہے دل پر جوش جب کرتا ہوں غور اللہ اللہ تیری پہلی عظمتوں کا دور دور
نغمہ وحدت ہر اک مرغ ہوا گاتا ہوا پرچم توحید دیوار و در پہ لہراتا ہوا
عالم بالا پہ ہوتے تھے بانگ سجدہ خواں گونجتی تھی جب فضا میں تیری آواز اذان
پر یزدانی سے ترا ہر ذرہ ہم آغوش ہے چپہ چپہ میں تری روحانیت کا جوش ہے
جلوۂ نقش قدم نے کر دیا ہے جلوہ گاہ سرزمیں پر تیری کس نے یہ لگائے چار چاند
یوں تو دنیا میں جیسے دیدۂ عرفاں میں دل پیکر گیتی میں یا ہے اک تجلی زار دل
پرتو عارض سے ہر ذرہ ہے ابتک جلوہ زا نکہت گیسو سے ہر جادہ ہے ابتک مشکبار
شبنم رخ ہے کسی کی تیرے گل شاداب ہے ہجر کے صدمے سے لیکن دیدۂ پر آب ہے
نغمہ توحید سے لبریز تیرا ساز ہے طائر قدس آشیاں ہر دم ترا دمساز ہے
رشک انداز وہ ہے یہ کس کی چشم نیم باز تیرے فرش خاک پر سوتا ہے کون محو خواب ناز
شام تیری شام عشرت صبح تیری صبح عید تیرا ہر جادہ ہے تیرے واسطے حبل الورید
تیری رفعت آجکل تھی وہ افلاک ہے سرمۂ چشم بصیرت تیرے در کی خاک ہے
مرجع آفاق ہے اور معدن اسلام ہے سارے زمانہ دنیا میں ابتک تیرا فیض عام ہے
حق نے جو بھیجا تھا اک قرآن تیری شان میں ہاں حفاظت سے لئے رکھتا ہے اپنا جزدان میں
کون قرآن ناطق وہ رسول محترم جو ترے سرداب میں سوتا ہے با جاہ و حشم
باعث ایجاد عالم و سرور لولاک ہے سجدہ کا جس کے دیا جس کا مزار پاک ہے
اس کے جلوے خاک پر جب تک کہ شامل ہو گئے بیٹھنے ذرے تھے وہ فرط شوق سے دل ہو گئے
ہے یہ حسرت دل میں اس دنیا سے جب رخصت ہو اے مدینے تیرے فرش خاک پر دم نور ہو

ولادت باسعادت

از فدائے ملت سید امداد علی صاحب خادم باسودی

نکل آیا مدینہ کی طرف سے چاند رحمت کا نہ رکھا نام بھی باقی کہیں دنیا میں ظلمت کا

رکھا تاج آپکے فرق مبارک پر شفاعت کا — خدا نے آپ کو حامل بنایا بار امت کا
صدائیں گونج اٹھیں مشرق سے تا غرب شہ عدنی — حرم کی بام پر بجنے لگا ڈنکہ رسالت کا
ہوا پیدا جہاں میں ناخدائے کشتی عالم — لگایا بحر گمراہی سے بیڑا پار امت کا
ہوئی آباد ابراہیم کے ارمان کی بستی — کھلا سب راز وابستہ مسیحا کی بشارت کا
وہ نور اولین آئے ظہور آخریں ہو کر — ازل سے ہر نبی قائل تھا جن کی شان عظمت کا
مکارم اور محاسن جملہ نبیوں کے دئے انکو — کیا ختم آپ پر اللہ نے درجہ نبوت کا
نزول آیات قرآنی کا ہنگام سعید آیا — سبق پڑھنے لگی خلق خدا قانون قدرت کا
صراط مستقیم آنکھوں کے آگے ہوگئی روشن — چراغ ایسا دکھایا اپنی امت کو ہدایت کا
لگے حلقہ بگوش اسلام ہونے مشرک و کافر — جہان میں آپنے پھیلا دیا دامن ارادت کا
بہت مدت سے تھے بکھرے ہوئے اوراق انسانی — نبی نے کر دیا مضبوط شیرازہ اخوت کا
مساوات اور ہمدردی کی وہ تعلیم دی سب کو — کہ جس سے غیر قوموں نے بھی سیکھا درس عبرت کا
گناہوں سے گنہگاروں کے دامن پاک کروانے — رواں فرما دیا عالم میں دریا آب رحمت کا
نکالا منکران دین حق کو غار پستی سے — بنایا مالک و وارث انہیں تخت خلافت کا
ہمارا رشتہ امید وابستہ کیا حق سے — دعاؤں کو بنایا راستہ باب اجابت کا
میسر قرب حق ہو جائے جس سے ایک سجدے میں — رسالت نے دیا وہ درس آئین عبادت کا
عرب کو کر دیا برکات اور حسنات کا منظر — کیا سر سبز باران کرم سے باغ ملت کا
کمینہ پن کی بو جاتی رہی انسان کی خو سے — عطا کان طبع کو کر دیا جوہر شرافت کا
منور کر دیئے سینے ہمارے نور ایماں سے — ودیعت رکھدیا گوہر صدف میں بحر وحدت کا
گدائی کو مبدل کر دیا اعزاز شاہی سے — بتایا آپ نے وہ ڈھنگ امت کو ریاست کا
پلٹ دی ہستی انسان کی اک آن میں کایا — بنایا پاک سیرت اسکو جو بندہ تھا صورت کا
فیضان علم دیں سے کر دیا ہر قلب کو روشن — دلوں سے منقطع فرما دیا رشتہ جہالت کا
زمین کے لینے والے پھل مرادوں کے لگے چننے — جھک آیا چار جانب سے شجر فیض و رحمت کا
تن حیوانیت کو جامۂ انسانیت بخشا — کیا مشکل زدوں کے واسطے سامان راحت کا
لگے سارے زمانے رشک کرنے اس زمانہ پر — رسول پاک نے رکھا قدم جب خیر و برکت کا
لکھے جو وصف کامل آپکا انساں کی کیا ہستی — خدا خود کر رہا ہے اعتراف انکی فضیلت کا
محمد بادشاہ انبیا محبوب ربانی — مجسم رحمت عالم مرقع نور وحدت کا
بسر کر عمر نعت مصطفےٰ لکھنے میں اے خادم — صلہ مل جائے گا محشر میں تجھ کو حق مدحت کا

شعاع امید

بام فلک پہ گونجا اسلام کا نقارہ — شوخی سے آج چمکا قسمت کا پھر ستارا
کیا ڈگمگا رہا تھا یہ قوم کا سفینہ — ہر سو بلا کی موجیں اور دور تھا کنارا
صیاد کی جفا سے بس جان پہ آبنی تھی — نے تاب تھی فغاں کی نے ضبط کا تھا یارا
خود دست غیب بڑھ کر پردہ اٹھا رہا ہے — اے ساکن قفس کچھ تو بھی بول مندارا
نصرت کے قاعدے جو دنیا پہ حکمراں ہیں — ہمت کرو کہ انکا بھی ہے یہی اشارا
گلزار احمدی میں آئی ہے پھر بہار نو — غنچے چٹک رہے ہیں بلبل ہیں نغمہ کارا
اقبال ایزدی ہے بادل امنڈ کے آئے — ہاتف السبوح حیدر یا ایہا السکارا
یا رب مجھے بھی اپنی توفیق تو عطا کر — ملت کے درد کا ہو دل میں مرے شرارا
اے آمنہ تجھے کب پیغام بھولتا ہے — دل کا سرور ہے وہ اور آنکھ کا ہے تارا
دل سے یہی دعا ہے ہر دم شفیع محشر — حامی کار ہو وے میرا بھی اور ہمارا

وہ چاند عرب کا

نکر حضرت تسکین کاظمی منشی فاضل ایم۔ اے۔ ایس ملیگ

(۱)

وہ چاند عرب کا — محبوب وہ رب کا — سردار وہ سب کا
وہ نور کی تصویر — والفجر کی تفسیر
وہ سب سے نرالا — وہ گیسوؤں والا
احسان مجسم — وہ سرور عالم
نازک سے بدن پر — فرسودہ سی چادر — اوڑھے ہوئے دن بھر

(۲)

اونٹوں کا نگہبان — شاہنشہ دوران — سلطانوں کا سلطان
وہ شان نرالی — کملی بھی وہ کالی
شاہنشہ کونین — پہنے ہوئے نعلین
اعجاز ہے اعجاز — واللہ ہے اک راز
وہ زلف معنبر — شانوں پہ بکھر کر — کرتی تھی معطر

(۳)

اللہ کے دشمن — وہ دین کے رہزن — ہو شہر کہ یا بن
جس جا نظر آتے — بے طرح ستاتے
اک خاک اڑاتا — اک مارنے آتا
ہر روز شرارت — ہر دن نئی آفت
وہ رحم کا پتلا — ہرگز نہ بگڑتا — کچھ دھیان نہ کرتا

(۴)

جب دانت گئے ٹوٹ — اور سر بھی گیا پھوٹ — بس مچ گئی اک لوٹ
اک خون کی چادر — بہنے لگی رخ پر
تھی ریش بھی پرخوں — عارض بھی تھے گلگوں
اللہ کی رحمت — خوں پونچھ کے حضرت
فرماتے تھے اللہ — یہ قوم ہے گمراہ — دکھلا تو انہیں راہ

(۵)

حیدر ہو کہ قنبر — پیادہ ہو کہ افسر — تھے سب ہی برابر
یہ طرز مساوات — تھی ایک نئی بات
وحشی وہ عرب کے — دشمن تھے جو رب کے
یہ دیکھ کے حالت — آتے تھے بکثرت
یہ طرز عمل تھا — اس ختم رسل کا — جس کا بجا ڈنکا

(۶)

ہر بات پہ لڑنا — ہر اک سے بگڑنا — ہر لحظہ اکڑنا
عادت تھی عرب کی — خصلت تھی عرب کی
میدان میں کسی کا — گر بڑھ گیا گھوڑا
جھوٹ سونت کے تلوار — بس ہو گئے طیار
اس طرح تھے لڑتے — ہر بات پہ مرتے — دن یوں تھے گذرتے

(۷)

وہ ماہ منور جب غار حرا پر چمکا جو نبی آکر
وہ کبر میں مدہوش رہتے تھے جو بے ہوش
ہوش آگیا اسدم تھا اور ہی عالم
بس ہو گئے خاموش ٹھنڈا ہوا سب جوش
تنتے نہ اکڑتے لڑتے نہ جھگڑتے بنتے نہ بگڑتے

(۸)

وہ خطہ ویران تھا خاصہ گلستان اک حسن تھا پنہاں
رحمت کی گھٹائیں الفت کی ہوائیں
اک نور کا دریا بہنے لگا ہر جا
ہر اک مسلمان ہر صاحب ایمان
احمد پہ فدا تھا مائل بہ خدا تھا اک دور نیا تھا

(۹)

وہ راج دولارا وہ خلق کا پیارا سردار ہمارا
بیٹھا ہوا دن بھر مسجد کی زمین پر
کرتا کبھی تلقین دیتا کبھی تسکین
رو رو کے رلاتا ہنس ہنس کے ہنساتا
سردار وہ سب کا محبوب وہ رب کا وہ چاند عرب کا

فریاد بہ دربار رسالت مآب میں

جناب مولانا علامہ محمد صاحب کامل مہو چھاونی

ستم رسیدہ ہوں میں اشکبار آیا ہوں کلیجہ تھام کے سینہ فگار آیا ہوں
لئے ہوئے یہ دل بے قرار آیا ہوں حضور ہند سے با حال زار آیا ہوں
کہوں زبان سے کیا دل میں خود ہوں شرمندہ
سمجھئے آپ کی امت کا اک نمایندہ
ستم زدوں کی مصیبت کی داستان سنیئے بلا نصیبوں کی کلفت کی داستاں سنیئے
شریف قوم کی ذلت کی داستان سنیئے خدا کے واسطے امت کی داستاں سنیئے
سنیں نہ آپ تو پھر کون سننے والا ہے
خدا کے بعد ہمیں آپ کا سہارا ہے
بہت ستایا ہے شاہ امم ستمگر نے کئے غریبوں پہ بے حد ستم ستمگر نے
بٹھائے ولپہ وہ نقش الم ستمگر نے بنا دیا ہمیں تصویر غم ستمگر نے
یہ حکم ہے کہ ستم بھی سہو فغاں نہ کرو
خدا سے شکوۂ ظلم عدو ایگاں نہ کرو
بھی بہیں ستم ناروا ہوئے اکثر شہید تیغ ستم بے خطا ہوئے اکثر
اسیر پنجۂ جور و جفا ہوئے اکثر خدا کی راہ میں مسلم فدا ہوئے اکثر
مگر ہیں در پئے آزار اسپہ بھی اعدا
بخار ان کے دلوں سے ابھی نہیں نکلا
یہ شور ہے ہیں مسلماں مٹا دیئے جائیں تمام حامل قرآں مٹا دیئے جائیں
جو حق پرست ہیں انساں مٹا دیئے جائیں غرضکہ صاحب ایماں مٹا دیئے جائیں
ہے منع اب ہمیں حضرت کا نام لینا بھی
زباں سے یاد الٰہی کا کام لینا بھی
بلا نصیبان بے چارگی کا یہ عالم رہین جور و جفا بے بسی کا یہ عالم
خدا کے بندے گرے بے کسی کا یہ عالم ترے مریض مگر جانکنی کا یہ عالم
عدو تو کہتے ہیں بس اب مٹا کے چھوڑیں گے
ہوا میں خاک تک انکی اڑا کے چھوڑیں گے
یونہی رہیں گے مسلمان وقف غم کب تک سہا کریں گے زمانہ کے یہ ستم کب تک
پھری رہے گی نگاہ شہ امم کب تک نہ ہوگا امت مرحوم پر کرم کب تک
حضور جرم و خطا سے تو درگزر کیجے
ہمارے حال پہ للہ اب نظر کیجے
ستم رسیدوں کی امداد کیجئے آقا الم نصیبوں کو پھر شاد کیجئے آقا
خدا سے شکوہ بیداد کیجئے آقا ہماری سمت سے فریاد کیجئے آقا
خدا سے کہئے کہ یارب ترے غلاموں پر
بلا کے جور و ستم ڈھا رہے ہیں بانی شر
بلا نصیبوں کو راحت نصیب کر یارب الم نصیبوں کو عشرت نصیب کر یارب
شہید جور کو جنت نصیب کر یارب مجاہدین کو ہمت نصیب کر یارب
الٰہی دین محمد کا بول بالا کر
جہان کفر میں اس نور کا اجالا کر

معراج شریف

(از جناب مولوی علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپال)

خدا سے ملنے کو جب دم نبی ہوئے طیار قطار باندھے کھڑے تھے ملک یمین و یسار
فلک سے آن کر انوار ہو رہے تھے نثار مقربان فرشتے تھے غاشیہ بردار
نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے
دلھن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے
ترانہ صل علیٰ کا ملک سناتے تھے قدم قدم پہ کھڑے روشنی دکھاتے تھے
قدم قدم پہ نگاہیں ملک بچھاتے تھے ادب سے ذکر یہ آپس میں کرتے جاتے تھے
نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے
دولہن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے
فلک پہ جس گھڑی محبوب کبریا پہنچے شفیع عاصیاں امت کا آسرا پہنچے
ہوا یہ شور کہ وہ آگئے وہ آ پہنچے عجیب شان سے سالار انبیا پہنچے
نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے
دلھن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے
ملے خدا سے کئے خوب سیر جنت کے گناہ معاف کرائے ہزاروں امت کے
خدا سے باتیں کی طالب تھے وہ رحمت کے ہزاروں راز کھلے ان پہ نور وحدت کے
نرالی شان تھی احمد کی سب رسولوں سے
دلھن کی طرح سجا تھا براق پھولوں سے
خدا سے مل کے جو آئے نسیم چلتی تھی بچھونا گرم تھا زنجیر حجرہ ہلتی تھی
نظیر ایسی نہ نیرنگ کوئی ملتی تھی خوشی سے دل کی کلی بار بار کھلتی تھی
نرالی شان تھی۔۔۔

حشر کے دن آپکی امت کی رسوائی نہ ہو

از حضرت افسوس ٹونکی

یاد تیری ہر گھڑی ہو دل کو تنہائی نہ ہو — شرک سے دل صاف ہو ایسا کہ پیش ...
ہو طبیعت میں بحالی غم سے مرجھائی نہ ہو — جرم کی عصیاں کے بعد انعم کی ...
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

آپ جب رحمت خدا کی ہیں تو پھر کیا ڈر ہمیں — ہم خدا اور روز محشر سے بھلا کیسے ڈریں
شرک و بدعت سے بچیں ملت پہ حضرت کی مریں — پڑھ کے استغفار یہ اللہ سے کہتے رہیں
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

حکم قرآں سے نہیں واللہ اکثر واسطہ — کچھ زمانہ جاہلیت کی سی ہے حالت کیا
آپ کے احکام سے غافل بتوں پر ہیں فدا — یہ تو دیکھو گر یہ دشمن ہے خیرالوریٰ
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

نیک کاموں سے وہ نفرت آپکی امت کو ہے — دیکھ کر ہر وقت جسکو کیوں نہ خوں رویا کرے
لطف یہ ہے آپ کے احکام سے ہیں بھاگتے — اب تو ہم تجھ سے دعا کیجے خدا کے واسطے
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

ہے بھنور میں ناؤ دریا پار ہے خیرالبشر — جسقدر ملت ہیں چھائے ہوئے ہیں سب جگر
اور آثار قیامت ہیں بپا سب سر بسر — ہاں گذر جائے گی دنیا ہی مگر ہے یہ ڈر
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

ہے دعا افسوس کی ہر وقت سوتے جاگتے — اے خدا بہر محمد تو ہدایت ہمکو دے
اب چھڑا اعمال بد سے مصطفیٰ کے واسطے — کل قیامت آئے گی ہر وقت خدشہ ہے لگا
حشر کے دن آپ کی امت کی رسوائی نہ ہو

بہ درد ہجر تو برہم زنم ہندوستانے را

از حضرت ... ہمتی

مسخر ساختی از زلف مشکیں یک جہانے را — فدا سازم بیاد روے تو امروز جانے را
چو جذب دل رساند تا سواد یثرب و بطحا — فروغ جبہ سازم سجدۂ آں آستانے را
بدور چشم میگونت ہستی و ہشیاری — بکیف مے پرستی کردہ رسوا جہانے را
شروع ناز معلق حبال جلوہ گاہ تو — پراز غوغا نمودی از زمیں تا آسمانے را
دل عالم بہ خاک گنبد خضرا ہے تصدق — بدینساں نام کردی از ادب ...
نگردد دستگیر ما چو جذب آستانے تو — بدرد ہجر تو برہم زنم ہندوستانے را
بیاد آں خم ابروئے تو چوں تیشہ ... — بہ ... تو ... را
بیاد بوئے رخسار کے ... — صبا بر باد رہ ... را
متاع لذت درد محبت را ... — فدا سازم ... را
ہزاراں ناز نخندہ ما برباد ... — ... تو ... را
چشم دل بہ ... یثرب و ... — ... را
... بلائے ہم نہ سلطانے نہ عثمانے — خراب بادۂ عشق تو ہی یا ہم جہانے را
... سبحان الذی ... — شبستان ... بار برم تیرہ جانے را
... از دل ... خوں در ... — رواں ... یثرب ... را
... بسمل ... برخاک نومیدی — بخواں از ہند و یثرب ... را

عجب حسرت سے انکو عاشق دلگیر دیکھیں گے

از جناب مولوی محمد رضوان علی صاحب رضوان ضیاء القادری بدایونی

یہ ہر دن فروغ خوبی تقدیر دیکھیں گے — لحد میں ہم عرب کے چاند کی تصویر دیکھیں گے
غم عصیاں ملال حشر ... بے خودی ہونگے — قیامت میں جب انکی ... دیکھیں گے
نغان شوق ... جا حرم تک بات ... — تری پرواز ہم اے نالۂ شب گیر دیکھیں گے
جوانی ... ہو گی جب تسلی دلفگاروں کی — جگر میں جب تری چلتی نظر کے تیر دیکھیں گے
لپٹ کر جالیوں سے جب ذرا روئیں گے ... — ہر اک آہ رسا میں اک نئی تاثیر دیکھیں گے
فرشتے بیڑیاں کاٹیں گے ہر پابند گیسو کی — جب ہر دہ مسکرا کے روز دار و گیر دیکھیں گے
نمایش حشر میں شان کرم کی ہونیوالی ہے — ہر اک فرد عمل کی آج وہ تحریر دیکھیں گے
نظر آئے گی صورت مصطفیٰ کی آنکھ لگتے ہی — شب مدفن میں خواب زیست کی تعبیر دیکھیں گے
حیا آجائے گی سر در گریباں حشر میں ہونگے — غلامان نبی کی جب ملک توقیر دیکھیں گے
بڑھیں گی بیڑیاں دیوانگان باب رحمت کی — ہم اپنے ہاتھ میں جب حلقۂ زنجیر دیکھیں گے
نہیں ان ذرائع میں ہوگا شامل دیکھنا رضواں — نگاہ شوق سے جب حضرت شبیر دیکھیں گے

ارادہ کیا بتاؤں طائر روح مقید کا

از جناب قاضی محمد حبیب الرحمان صاحب ہاشم جونپوری

ارادہ جب کیا لکھنے کا لکھا وصف احمد کا — بحمد اللہ نہیں محتاج تھا اور دو آمد کا
کبھی یثرب کی جانب اور کبھی کعبہ کی جانب — ارادہ کیا بتاؤں طائر روح مقید کا
وہ روز حشر کی گرمی وہ لطف ساقی کوثر — ابھی سے ہے تصور پر تصدق لطف سجدہ کا
کبھی تجھ سے جدا دیکھا نہ اسکو چشم عالم نے — عجب تھا عاشق کامل ترا سایہ ... قد کا
قریب المرگ ہوں لیکن اجل بالکل ... — قیامت تک مجھے ہے دم عشق محمد کا
کنشتر ... امید ہے اک عمر سے میری — تماشا دیکھتا ہوں ہجر غم میں جزر اور مد کا
مقدر پر زمیں کے چرخ ہشتم رشک کرتا تھا — ہوا تھا جس گھڑی شہرہ جہاں میں تیری آمد کا
کروں کچھ فکر میں کیا ... — ... لکھ گیا جب قافیہ لفظ مشدد کا
زمیں کتنی پرانی ہے ... ہاشم — ... کیا ... ابجد کا

بشر کے روپ میں جلوہ عیاں تھا نور وحدت کا

از جناب سید نور اللہ صاحب حسینی البخاری انور نیلوری

... جب شہنشاہ رسالت کا — ہوا عاقد ... ہدایت کا
... کا نور ... — ظہور ... ہے جہاں نور وحدت کا
... — ... نور ... حق کی صداقت کا
... — ... حسن کا جلوہ ... آقا کی صورت کا
... بیاں وصف نبی کرنے کی طاقت ... — عیاں ... راز ہوا اسکی حقیقت کا
... — بشر کے روپ میں جلوہ عیاں تھا نور وحدت کا
... محمد کا ... — ... نوکی معیت کا
... دکھا کر ... قدموں کو — ... ذات کا
... — دو عالم ... پروا ... محبت کا
... اگر طیبہ میں ہو جائے — قسم کعبہ کی کہتا ہوں ملیگا لطف جنت کا

تڑپنا تلملانا ہجر میں رو رو کے جان دینا | ہے شیوہ عاشقی میں یہ مریضان محبت کا
سیہ ہے نامہ اعمال تو پروا نہیں کوئی | میں خادم ہوں محمد کا بھروسہ ہے شفاعت کا
بہت ہے بخشش عصیاں کو اے انور سر محشر | اشارہ احمد مختار کی چشم عنایت کا
درود و رحمت خلاق عالم اپنے سید پر | اٹھایا جس نے بار بخشش عصیان امت کا
تری بگڑی ہوئی قسمت سنبھل جائے نہ کیوں انور | اشارہ اک اگر ہو جائے انکی چشم رحمت کا

ازل میں کچھ کسی سے یاد ہے کیا عہد و پیماں تھا

از جناب سید علی غضنفر صاحب جاپذیوری حال دیناپیٹ

جمال روح دلبیں سر پہ ظل فضل رحمان تھا | بسان طور دل میرا تجلی گاہ یزداں تھا
شادی آمد سرکار ہوئی جب عرش اعظم پر | زمیں سے تا فلک سے کر عجب رحمت کا ساماں تھا
شب معراج میں فرش زمیں سے اوج گردوں تک | منار سر وحدت سورہ احمد چراغاں تھا
گئے محبوب سبحانی جو بام عرش اقدس پر | کمربستہ ملائک تھے کہیں حوریں تھیں غلماں تھا
کہیں تسبیح خواں موسیٰ کہیں خضر و مسیحا تھے | کہیں ورد زباں صل علیٰ شغل سلیماں تھا
وظیفہ تھا طیور خلد کا صل علیٰ ہر سو | بایں عنوان کہیں رطب اللسان مرغ خوش الحان
گذرگاہ میں مہکتی تھیں شمیم شاہ والا سے | مشام جان معطر تھے تجمل ورد گلستاں تھا
کیا اسلام کو زندہ ظہور ذات اقدس نے | وجود کفر و بدعت ارض عالم پر نمایاں تھا
ہوا تھا حکم اخلع وادی ایمن میں موسیٰ کو | تمہارا فرش تو عرش علا اے فخر دوراں تھا
بوقت پرسش اعمال کہہ دونگا یہ محشر میں | شفاعت پر محمد کی تری رحمت پہ نازاں تھا
بروز حشر پوچھا ہوگا جواب اس کا خدا یا غفلت کا | ازل میں کچھ کسی سے یاد ہے کیا عہد و پیماں تھا
بچیں حضرت ہر دو سرا امید ابن غضنفر میں | غضنفر پر ہو سایہ کیونکہ وہ ماخوذ عصیاں تھا

او گیسوؤں والے

جناب حفیظ اکبر آبادی

اللہ نے خود ہمکو کیا تیرے حوالے | اے گیسوؤں والے
خادم در اقدس کا ہمیں شاہ بنالے | او گیسوؤں والے
زیب کا کلیں تو آیا یہاں دوش پہ ڈالے | او گیسوؤں والے
زلفوں سے خجل ابر تھے افلاک پہ کالے | او گیسوؤں والے
بلوا کے تجھے شان سے پھر پاس بٹھا کر | محبوب بنا کر
بس دو نو جہاں حق نے کئے تیرے حوالے | او گیسوؤں والے
کس شان سے آتا ہے وہ محبوب خدا اب | دیکھیں گے چلو سب
بڑھتے ہیں چلے آتے ہیں غلماں کے رسالے | او گیسوؤں والے
ہے یوم حسنا شمس سوا نیزے پہ آیا | اب دھوپ نے مارا
بس دامن رحمت میں ہمیں آکے چھپا لے | او گیسوؤں والے
کرتا ہوں گذارش میں تمہارے در پہ رو کر | اے شافع محشر
تو دونو جہاں کے غم و کلفت سے چھڑا لے | او گیسوؤں والے
معراج میں اللہ نے جب تم کو بلایا | کیا کیا نہ دکھایا
وحدت کے خزانے کئے سب تیرے حوالے | او گیسوؤں والے
کیا لطف حفیظ ہو کہ کہوں میں سر محشر | اے ساقی کوثر
بھر بھر کے پلا دے مجھے کوثر کے پیالے | او گیسوؤں والے

جذبات جوش

حضرت جوش ملیح آبادی

ترے سنگ در نے بدل دیا ہے یہ پستیوں کو فراز میں
کہ ہزاروں عرش جھلک رہے ہیں مری جبین نیاز میں
مرے دل کو کفر بتا ہی دے مجھے خوف اس سے نہیں ذرا
کہ ہزار مرتبہ سجدہ کے بھی یہ جلیگا طاق حجاز میں
جو کبھی یہ راز انکو بیاں کروں تو فلک سجود میں گر پڑے
وہ بلندیاں جو چھپی ہوئی ہیں شکستگی نیاز میں
مجھے اضطراب ہی راس ہے میں سکوں لے کے کروں گا کیا
ترے رخ کا شعلہ ہے مرتعش مرے دل کی خلوت راز میں
یہ ترے غرور کو کیا خبر کہ ازل کے روز سے دخل ہے
مرے عشق سادہ مزاج کو ترے حسن غمزہ طراز میں
مری خاکساریاں دیکھ کر مرے دل کو تو نے عطا کئے
جو تھے آفتاب چھپے ہوئے تری چشم ذرہ نواز میں
یہ ستارہ سحری کی ضو ہے افق کی سرخ بساط پر
کہ دل نیاز دھڑک رہا ہے کسی کے پہلوئے ناز میں
جو کھلے حقیقت داستاں مجھے ناز دو سانچے میں ڈھال دے
میں وہ شمع ہوں جو پگھل چکی ہے تمام بزم مجاز میں
جو بہار عشق ہو دیکھنا کبھی غزنوی پہ نگاہ کر
کہ شمیم گلشن خسروی ہے تباہ کوئے ایاز میں
جو صنم کدوں میں بیاں کروں تو صنم بھی سجدوں میں گر پڑیں
وہ ملا ہے مجھے پھر مزا مرے دل کو جوش نماز میں

نگاہوں کو نظر اس بام کا زینہ نہیں آتا

نظر اس دور میں مجھ کو ترا مینا نہیں آتا | کہ صہبائے محبت کا مجھے پینا نہیں آتا
پکڑ کر عجز کا دامن پہنچ عرش معلیٰ پر | نگاہوں کو نظر اس بام کا زینہ نہیں آتا
عدو ہیں صفائے دل کی ہے ظلمت تعصب بھی | مقابل چشم نابینا کے آئینہ نہیں آتا
بجھا دینا ہی اچھا ہے چراغ زندگانی کا | محبت میں جو مر کے مجھے جینا نہیں آتا
یہیں بے نور ہے محشر میں تو کیا خاک دیکھیگا | کہ تجھ کو دیکھنا اے دیدہ بینا نہیں آتا
یہ بہتر تھا کہ تو اے شیشہ دل چور ہو جاتا | صفا رہنا تجھے مانند آئینہ نہیں آتا
اکارت ہے بناوٹ سے ترا رونا نماز میں | کہ ہاتھ اسطرح وہ پوشیدہ گنجینہ نہیں آتا

تلاش خضر کب تک تشنہ زہر محبت ہو
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا — اقبال

رباعی

یکتا ہے تمہا صورت و سیرت تیری | عالم کے لئے ذات ہے رحمت تیری
کیونکہ نہ ترے عشق میں ہاشم مر جائے | ایمان مکمل ہے محبت تیری

ہر اک پہ ہے چشم عنایت تیری | بیکار نہیں جاتی محبت تیری
مرتے ہیں ترے غم میں جو مرنے والے | ہو جاتی ہے مرقد میں زیارت تیری

رسول نمبر پڑھ لینے کے بعد

آپ ضرور متعجب ہونگے کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں اتنا اچھا، اور اعلیٰ مضامین کا پرچہ کیونکر شایع ہوتا ہے، درآنحالیکہ نہ کوئی جماعت اس پرچہ کی معاون ہے اور نہ کسی بڑی شخصیت کی امداد کا رہین منت ہے۔ بیشک ایک مزدور ہے جو اپنی ٹوٹی پھوٹی محنت سے ہمہ تن اس کی خدمت کرتا ہے، یا پھر خریداروں کی اولوالعزمی ہے جو اپنے حوصلہ اور محنت سے اس کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور اپنے ہر شناسا تک اس کو پہنچانے کے ساعی ہیں۔ خدا کے فضل نے انہی دو نو چیزوں کو کامیاب کر رکھا ہے فالحمد للہ والمنۃ للہ

میری بساط ادنیٰ ہستی چھوٹی، سرمایہ کچھ نہیں، صرف تھوڑی سی ہمت ہے جو بعض اوقات داب ہاب اور کبھی کبھی خطرے میں ڈالدیتی ہے لیکن قربان اس کارساز مطلق کے جس نے سات سال اس حسن و خوبی سے گذروا دیئے، کہ مولوی کا ہر پرچہ پہلے سے بہتر اور قدم گذشتہ سے برتر اٹھا، اس مولا کی ذرہ نوازی دیکھتا ہوں کہ محرم ۱۳۴۴ھ ہجری میں مولوی کا پہلا پرچہ صرف ۲۴ صفحہ کا شایع ہوا تھا، اور اب وہی مولوی محرم ۱۳۵۱ھ میں ۸۰ صفحات کا ہے۔ پیرامین ہر شان کی رفعت موجود ہے اور اس کے ذریعہ سے اسلام کی وہ خدمت ہوئی جس کی ابتدا میں توقع بھی نہ تھی، ہزارہا افراد ملت بھیلنے قرآن پاک کی تفسیر، رسول پاک کی احادیث، قوانین و مسائل اسلامی کی واقفیت اور تاریخ و سیاست۔ اولیائے عظام کے مقالات و ہدایات غرضکہ دین و دنیا کی ہر نعمت سے استفادہ کیا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ

رسول نمبر یا سیرۃ رسول کے اس جانفزا مرقع پر ہی نظر ڈالیئے۔ ۱۳۴۴ھ کا رسول نمبر صرف ۷۵ صفحہ کا تھا۔ ۱۳۴۵ھ میں ۸۰ صفحہ کا، اور اب ۱۳۵۱ھ میں ۱۸۶ صفحہ کا ہے، اور اب اس کے مضامین بفضل ربی سے اتنے بلند پایہ ہیں، کہ ہندوستان کے مشہور ترین جرائد میں بھی اس پرچہ کو امتیاز حاصل ہو گیا ہے۔ اور اس سال کا رسول نمبر تو انشاء اللہ ہندوستان کے ہر خاص نمبر سے بہتر ثابت ہوگا۔

چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے میں کیا میری ہستی کیا، لیکن آپ حضرات میں سے بہت سے بھائی ایسے ہیں، جو مولوی کے علاوہ متعدد جرائد کی اعانت فرماتے ہیں، کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ مولوی ان سب میں باوجود اس قلیل قیمت کے اپنی ایک امتیازی شان رکھتا ہے، کیا یہ درست نہیں ہے کہ مولوی باوجود ایک ہیچ میرز اور نااہل مدیر کی ادارت کے بہترین صحافت کے ماہرین سے یک گونہ بلند و ممتاز ہے، پھر کیا ایک مزدور کی یہ محنت داد طلب نہیں ہے۔ داد طلبی کے معنی ہر اونچے آدمی کے لیئے یہ ہوتے ہیں کہ اس کی منقبت کی جائے، اس کی خوب خوب تعریف کی جائے اس کی خدمات کو سراہ سراہ کر دماغ چرخ چارم پہنچا دیا جائے، لیکن ایک مزدور ایک حقیر انسان کی محنت داد طلبی کے معنی سمی طلبی رکھتی ہے، اس کی داد یہی ہے کہ اسکی خدمات سے ہر طرح اتنی ہی دلچسپی لینے لگے جتنی وہ خود لیتا ہے اس کی داد صرف یہی ہے، کہ اس کی اس محنت کے ثمر کو اپنے ہر شناسا تک پہنچا دیا جائے، اس لیئے اگر آپ مولوی کو پسند فرماتے ہیں، تو اس پسندیدگی کی آزمایش اس کا اقرار کریئے کہ اس سال میں آپ پانچ خریدار مہیا کر دیں گے۔

خریداروں کا مہیا کرنا آج کل بہت آسان ہے۔ کیونکہ ایک تو رسول نمبر ہی بظاہر ایک روپیہ کا معلوم ہوتا ہے، پھر آج کل ہر شخص فضائل رسول پڑھنے کا متلاشی ہوگا۔ اس لیئے ذرا چھیڑنے کی دیر ہے اگر آپ نے آج کل تھوڑی سی محنت کر لی تو بڑا کام ہو جائے گا۔

حسب معمول اس سال کا پرچہ بھی ایک ہزار زائد چھپوایا ہے، اور جن حضرات کے چندے رسول نمبر میں ختم ہوتے ہیں انکی تعداد بھی ۲ ہزار ہے، اوسط سابقہ کے مطابق ۲ ہزار بھائی ان میں ایسے ہونگے جو شاید مولوی کے آیندہ معاون نہ رہ سکیں، اس لیئے تین ہزار جدید خریدار اسی مہینے میں پورے کرنے ہیں، خدارا اس سخت ضرورت کو پورا فرمایئے، مولوی کے صرف اس رسول نمبر پر معہ خرچ روانگی و وی پی سات ہزار روپیہ کے قریب قریب خرچ ہو رہا ہے اور یہ سب نہیں تو تقریباً پانچہزار روپیہ قرض رہ جائے گا وہ جدید خریداران اور کتابوں کی خرید سے ہی پورا ہوگا۔

بس ایسے موقعہ پر میری ہمت اور قلب دونو جواب دیدیتے ہیں، کیونکہ روپیہ کا کام ہمت و جرات سے پورا نہیں ہوتا۔ اگر آپ حضرات نے ذرا بھی تساہل سے کام فرمایا تو یہاں کا کام ناوقت ہو جائے گا۔

۳۰ ہزار خریدار ابھی پورے نہیں ہوئے لیکن میں نے مقامات مقدسہ کے فوٹو رسول نمبر میں تو دے ہی دیئے، بلاک تو بہت سے طیار کرانے کو دیئے ہیں لیکن خدا معلوم پرچہ روانہ کرنے تک کتنے طیار ہو سکتے ہیں، بہر حال جس قدر زیادہ کوشش ہو سکتی تھی وہ کر رہا ہوں اور کی ہے، اگر آپ نے بیس ہزار خریدار پورے کر دیئے تو ہر مہینے مولوی کے ساتھ فوٹو مقامات مقدسہ کے شایع ہونگے اور ان کے ساتھ تاریخی معلومات بھی۔

قرآن پاک اور مسلمان بھی بڑی عجیب و غریب کتاب ہے آیندہ نمبر سے اس کے مضامین کی بلند پایگی کا اندازہ فرمایئے گا۔ یہ اس سال کی بہترین کتاب ہوگی انشاء اللہ

آیندہ پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا

صوبہ بمبئی، حیدرآباد اور پنجاب کے ان مسلمانوں کو خوشخبری سناتا ہوں کہ آیندہ پرچہ حضرت غوث پاک کے نام نامی سے منسوب ہوگا اور ربیع الثانی کے پرچہ میں بڑے پیر کی گیارہ مجلسیں شایع ہونگی، اور یہ کام حضرت غوث پاک کے نبیرہ علامہ سید نذیر الحق صاحب قادری نے جن کے متعدد مضامین آپ مولوی میں پڑھ چکے ہیں اپنے ذمے لیا ہے، آپ کے آبا و اجداد بغدادی تھے دو نسلوں سے ہندوستان میں مقیم ہے، حضرت ممدوح کے پاس غوث الاعظم سے موروثی طور پر بہت سی نایاب چیزیں ہیں جو کتابوں میں نہیں آئیں، اگر ممدوح نے فراخدلی سے وہ تعلیمات و عملیات قدسیہ منظر عام پر لے آئے تو یہ بھی مولوی کا ایک عظیم ترین کارنامہ ہوگا۔

دیکھنا یہ ہے، کہ غوث پاک کے نام لیوا، بڑے پیر کے فدائی، حضرت خواجہ گیلانی کے شیدائی اس کام میں میری کیا مدد فرماتے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ پیسہ تو میں کبھی لیتا نہیں اور اس سے اس مفید کام کو کوئی خاص فائدہ بھی نہیں پہنچیگا، حضرت محی الاعظم کی روح پاک تو اپنے متوسلین سے جب خوش ہوگی کہ وہ انکی تعلیمات قدسیہ جو مولوی میں شایع ہوں زیادہ سے زیادہ پھیلا کر ہر شخص کو غوث پاک کا شیدائی بنادیں۔ اور کم از کم بڑی گیارہویں پر ایک زید

اپنے پاس سے خرچ کرکے کسی بھائی کے نام مولوی جاری کرا دیں، پھر وہ دیکھیں کہ سال ان کے لئے کیسا مبارک اور سعید رہتا ہے، کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ غوث الاعظم نمبر میں حضرت کے مزار مقدس اور حجرہ اقدس کے فوٹو بھی اس نمبر میں شامل ہوں خدا کامیاب فرمادے،

ربیع الثانی کا پرچہ بھی انشاء اللہ یکم ربیع الثانی کو شائع ہو جائے گا، تاکہ گیارہ روز میں غوث پاک کی گیارہ مجلسیں پوری ہو جائیں، اگر خدا نہ کرے پرچہ میں تاخیر ہوئی تو اس کی وجہ محض یہ ہوگی کہ رسول نمبر کا قرض ادا نہ ہو سکا۔ اس لئے آپ بقیہ زائد رسول نمبر جدید خریداروں تک پہنچانے کی ابھی سے سعی فرمائیے،

عاشقان رسول کریم کا جھرمٹ

سال بھر میں بلا مبالغہ ہزاروں خطوط ایسے آتے ہیں، جو مولوی کے افادہ عام کو میری حسن کارگزاری تصور کرکے میری تعریف کرتے ہیں، اور مجھے دعائیں دیتے ہیں، حالانکہ ظاہر ہے کہ اس خدمت اسلامی کا سہرا ان معاونین کے سر ہے جو اپنی کوشش سے مولوی کی اشاعت فرماتے ہیں تعریف کیجئے ان عاشقان رسول کریم کی جنہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کرکے رسول نمبر کی اشاعت کے لئے جدید خریدار فراہم کئے، دعا ان کو دیجئے جو ہر وقت اور ہر ضرورت پر مولوی کے آڑے آتے ہیں، خدا ان کا کارساز و معاون ہو، اور ان کی ایسی ہی مدد فرمائے جیسے وہ خدا کے دین کی اعانت فرماتے ہیں، اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جن حضرات نے محرم و صفر میں مولوی کے لئے جدید خریدار فراہم کئے وہ حسب ذیل ہیں،

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
ڈاکٹر احمد شریف صاحب فوجداری اطراف بلدہ	۲	جناب نبی بخش امام بخش صاحب بارمیٹر	۲
مولوی مہر محمد بخش صاحب لودہران	۱۰	" قدرت حسین صاحب پیشکار رفیق آباد	۱
" نصیر الدین صاحب پٹنہ	۱	" خان ظفر اللہ صاحب بارکبان	۲
" محمد محبوب احمد صاحب جہانسی	۱	" سید احمد صاحب انصاری زید پور	۱
" احمد حسین صاحب مینیجر لکھنؤ	۱	" عبدالرحمان صاحب گارڈ سہارنپور	۵
" لفٹنٹ عبدالحفیظ صاحب بنگلور	۱	" اے بی صادق برادرس آگرہ	۲
" نبو بھائی شریف بھائی احمد آباد	۳	" الٰہی بخش صاحب مونگیر	۳
شاہ محمد صاحب منیجر جوالدار منٹگمری	۲	" سید برکت حسین صاحب سیاونڈ	۱
محمد مشتاق حسین صاحب مراد آباد	۲	" عبدالرشید صاحب ہیڈ ماسٹر بونڈالہ	۳
میرزا دولے خاں صاحب دیوگڑھ	۴	" سید حیدر علی صاحب پیشکار اودی	۴
اللہ بخش صاحب کونسلر	۵	" محمد صدیق صاحب لائن مین خانیوال	۲
ڈاکٹر اے ایس خان صاحب فرخ آباد	۴	" ایم رحمت نبی خاں صاحب رام پور	۱
سید فضل حسین صاحب خیاط سانگلا	۲	" سید محمد یحییٰ صاحب پیلادری سنگرون	۷
سید شاہ حبیب حسین صاحب الہ آباد	۱	" قیض طلیب خاں صاحب رامپور نبدالہ	۲
جناب فضل الٰہی صاحب انجن ڈرائیور	۳	" سید غلام محمد صاحب ایل عدس لالہ	۲
جناب محمد عیدروس صاحب سورت	۳	" سید عاشق علی صاحب خوشحال گڑھ	۱
" عبدالسبحان صاحب درگ	۱	" علی قمر صاحب پٹواری سیالکوٹ	۲
" قاضی فیض اللہ صاحب ذہرکی	۲	" سید شاہ عبدالقادر تحصیلداری نہوانی	۲

نام معاون	تعداد
جناب احمد برادران بہادرپور	۱
" غلام حیدر خانصاحب راولپنڈی	۲
" سید محمد شفیع صاحب پاک پٹن	۱
" معرفت شاہ صاحب ہیڈ کانسٹیبل شاہ آباد	۳
" قمر الدین صاحب مجاور دہاروار	۲
" سید دوست علی صاحب کرسی نشین نائیکہ	۴
" سید محمد حبیب الرحمٰن صاحب پٹنہ	۲
" جناب نثار احمد خاں صاحب سوئی	۲
" محمد اکبر خانصاحب کلکتہ	۲
" سید محمود صاحب حیدرآباد دکن	۱
" محمد عبداللطیف صاحب ترتارن	۴
" سید محمد فاضل صاحب قادری سری نگر	۳
" جناب ظہیر الکریم صاحب ندوائی گوالیار	۲
" ایاز محمد خانصاحب جوناگڑھ لائنز	۳
" سید عالم صاحب راولپنڈی	۳
" محمد شمس الدین صاحب بحر اپل گنج	۲
" رحیم بخش صاحب نصیر آباد	۲
" حافظ احمد نور صاحب اجمیر شریف	۲
" پیرزادہ عبدالعزیز صاحب ہوشیارپور	۲
" نور محمد صاحب میونسپل کیکڑی	۱
" سید حمید علی صاحب ٹیچر اننا کور	۳
" شیخ رمضان علی صاحب سعادت گنج	۱
" سید محمد نفیس صاحب مانگرول	۲
" حکیم محمد عمر صاحب طبیب دیوبند	۲
" شیخ زین العابدین صاحب کوسارد	۲
" ایچ اے محی الدین صاحب امن	۲
" حافظ شرف الدین صاحب باکی پور	۲
" مولوی محمد یوسف صاحب بلاری	۲
" محمد بن حامد صاحب جوناگڑھ	۲
" حاجی گل صاحب پیراں صاحب ملاکنڈ	۲
" سید محمد شفیع صاحب سیوانی	۲
" مولوی عبدالرحیم صاحب کمنی مدوارہ	۲
" فضل الٰہی صاحب ناگپور تاجر حرم	۳
" عبدالرب صاحب کریم پوری پشاور	۲
" محمد ابراہیم صاحب سوریہ	۱
" عبدالمجید عبدالحمید صاحب للت پور	۱
" حافظ احمد نور خاں صاحب اجمیر	۲
" مسعود الزماں صاحب جوناگڈھ لائنز	۲

نام معاون	تعداد
جناب محمد اختر حسین صاحب بستی	۳
" عبدالنبی صاحب چینالنولس	۲
" نیر علی صاحب صدیقی منصور چک	۲
" محمد سلیم خاں صاحب للوا ہاڑہ	۴
" بی بی صاحب کوسگی	۳
" محمد یوسف خاں صاحب کورپور	۳
" عطا محمد صاحب چنیوٹ	۲
" عبدالواحد صاحب سنگرور	۲
" شیخ عنایت اللہ صاحب لاہور	۲
" حکیم حافظ احمد صاحب لکھنؤ	۱
" شیخ فتح محمد صاحب نظامی جیتو	۴
" میاں غلام احمد صاحب گجرات	۲
" جناب سید حسین صاحب پیشکار اجمیر	۱۰
" محمد عبداللطیف ترنتارن	۶
" عبدالعزیز صاحب جیت سر	۱
" عبدالعزیز صاحب بہاولپور	۱
" غلام مصطفٰے صاحب نینی تال	۳
" افتخار الدین صاحب گوشہ محل	۴
" عبدالحمید نوبوکے	۱
" مولوی عبدالرحمان صاحب جھنگویہ	۴
" غلام رسول فیض محمد صاحب کالفذی	۳
" بابو ظفر حسین صاحب بہادر سنگھ والہ	۲
" احمد حسین صاحب منسر حوکی برداری	۲
" خواجہ عبدالرشید صاحب گلگت	۲
" برکت علی صاحب پٹواری سیانی	۱
" مولوی محمد اسماعیل صاحب بانغ	۲
" محمد عبدالغفار صاحب معتمد دائرہ	۳
" حسن خان محمد خاں صاحب فیض آباد	۲
" منشی رفیق احمد صاحب ملتان شہر	۱
" راجہ محمد روشن صاحب راجتابی	۴
" غفور الدین صاحب موضع باوا	۱
" عبدالکریم صاحب بلاسپور	۳
" مولوی محمد حسین صاحب ملگنڈ	۳
" بابو شیر محمد صاحب کلرک بردٹ	۳
" امام الدین صاحب ڈاکیہ بریلی	۱
" شیخ حمید صاحب سار جنٹ	۱
" آدم خاں عثمان خاں صاحب	۲
" محی الدین صاحب متھالوجی بھوپال	۲

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب مولوی احمد اللہ صاحب پشاور	۱	جناب عبدالکریم صاحب امین مالوہ	۱	جناب مولوی رحمت نبی صاحب بریلی	۲	جناب بابو ولی محمد صاحب شکوہ آباد	۹
" ماسٹر محمد یاسین صاحب کشمیر	۴	" محمد عبدالواحد صاحب دیورکنڈہ	۲	" محمد علی محمد صاحب لشکر	۴	" امجد علی صاحب زیدپور	۲
" مولوی حاجی عبدالرحیم صاحب بمبئی	۲	" قاضی علی حسین صاحب سانچوریک	۴	" سید غلام نبی صاحب سوداگر ناگپور	۵	" سید نذیر احمد صاحب دیوریا	۴
" سید اسماعیل صاحب بلاسا	۱	" ایس ایم اے جبار صاحب مبارک	۱	" حافظ علاء الدین صاحب عطا دینے کوٹ	۳	" عبدالرزاق صاحب ہریا لبستی	۲
" خواجہ محمد میاں صاحب بڑودہ	۵	" عبدالکریم صاحب سنگر کوجہان آباد	۱	" عبدالوہاب صاحب لال بازار کلکتہ	۳	" ملا نبی بخش صاحب کیمری	۲
" شیخ حیدر صاحب ناندیڑ	۲	" ایس ایس نورالدین اینڈ سنز بیکانیر	۵	" سینٹھو میاں کلو میاں صاحب سچین	۲	" سید محمد صدیق صاحب ادمری	۲
" ضامن علی صاحب زمیندار سدھولی	۱	" مولوی لطیف خاں صاحب بنگلور	۲	" غلام نبی صاحب بتوکی	۲	" عبدالرحمان صاحب بہوگیر	۱
" بدرالدین صاحب سوداگر کھاگا	۲	" علی گوہر صاحب ٹلونڈی راجپوتان	۱	" غیاث الدین باونی کردرا	۲	" سیف اللہ صاحب چتوڑ	۴
" عبدالحمید صاحب لوہے کے امرتسر	۱	" ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۲	" علی محمد صاحب ٹیلیگراف سٹ لاہور	۲	" محمد حبیب احمد صاحب غازی پور	۴
" حکیم محمد علی صاحب شاہجہان پور	۱	" عنایت علی صاحب صدیقی بجنور	۱	" مولوی فتح محمد صاحب کھڈانوالی	۱	" بی۔ اللہ بخش صاحب کرنٹ نی	۲
" محمد عطاء اللہ صاحب بہاری سنبھل	۴	" ملک احمد یار صاحب ڈاپہ ناڑی	۲	" عبدالحمید صاحب ٹکواڑہ	۱	" خادم علی صاحب جہانسی	۱
" مولوی عبدالکریم صاحب پشین	۱	" محمد حنیف صاحب پوردلیہ	۳	" محمد یوسف صاحب سٹھیا نوان	۱	" شیر محمد صاحب پٹواری کھڑ ریانوالہ	۱
" محمد یاسین صاحب لاتور	۳	" محمد سلیم خاں صاحب سرتی بلغ	۲	" حاجی گل صاحب ملاکنڈ	۱	" حسن شریف صاحب حیدرآباد	۲
" حافظ سید نورالحسن صاحب گیا	۱	" جناب آدم علی صاحب ماسٹر ہبلی	۲	" عبداللہ خاں صاحب بھمبر	۱	" محمد حنیف صاحب ناگپور	۴
" منشی محمد ایوب صاحب پترول برتی	۱	" غدا بخش صاحب سفید پوش لاہور	۱	" خلیل الرحمان صاحب اناؤ	۱	" علی محمد صاحب جوناگڑھ	۱
" میرزا علاء حیدر صاحب امرتسر	۱	" محمد خاں صاحب کانپور	۱	" ڈاکٹر درانی صاحب گڑالیار	۲	" حافظ رحیم بخش صاحب جے پور	۴
" شیر زماں صاحب موضع رال مری	۳	" محمد بشیر خاں صاحب جاورہ	۱	" کرامت اللہ صاحب پشاور	۲	" کریم اللہ صاحب ناگپور	۲
" قریشی شاہ نظامی احمد آباد	۱	" سید لقمان صاحب سرہاود	۱	" رفیع احمد صاحب یو ایس کلب شملہ	۲	" بی بی سید حسین صاحب جاٹ الانکر	۱
" جناب تبارک علی صاحب ٹونکی	۲	" حاجی محمد حاجی عبداللہ صاحب بمبئی	۱	" محمد اصغر صاحب لاہور	۳	" مولوی صابر علی صاحب لاہور	۲
" آغا قادر بخش صاحب نصیرال	۲	" سید احمد صاحب واصلباقی نویس ...	۵	" محمد ... صاحب خزانچی سیالکوٹ	۲	" ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۲
" ادریسی اینڈ سنز کوہر پور	۲	" منشی عبدالغنی صاحب مقام قلعدار	۲	" بابو محمد لطیف صاحب کلارک شیخوپورہ	۱	" شیر محمد صاحب مدرس شیخوپورہ	۲
" ولی اللہ خاں صاحب کمیلا	۱	" یار محمد خاں صاحب کوروہ	۱	" مولوی محمد مہتاب صاحب گلبرگہ	۵	" محمد جعفر صاحب سکلاس پور	۱
" شیخ کریم اللہ صاحب برہان پور	۲	" عبدالحی خاں صاحب لکھی سرائے	۲	" سید عبدالقدیر صاحب جراح نگر	۱	" میرزا نور بیگ صاحب جبل پور	۲
" کیو اے آئی عرفانی صاحب رنگون	۱	" مولوی امیر احمد صاحب باستی	۴	" ف۔ ن۔ صاحبہ واسلی گنج	۲	" مولوی عبدالکریم صاحب بلاسپور	۱
جناب حکیم محسن صاحب انصاری	۱	" محمد عبدالرحمان صاحب انبالہ	۱	" ملک عبدالحی صاحب نتھیا گلی	۱	" فریق احمد صاحب پٹواری چارسدہ	۸
" دانش علی صاحب بڑ دیغ	۲	" سید جلال الدین صاحب فتح پور	۱	" ملک علی محمد صاحب آوان خانپول	۲	" مولوی کریم الٰہی صاحب مدرس چکوال	۲
" حافظ عبدالکریم صاحب مالہ	۴	" چودھری نبی بخش صاحب ملتان	۲	" وزیر احمد صاحب کہدائی پیر پور	۲	" مولوی اعجاز حسین صاحب دتیا	۱
" محمد عبداللطیف صاحب مستام	۲	" ایس اے حیات بر بھوری گنجام	۱	" ہاشم علی صاحب پنسر ننڈیال	۲	" محمد محبوب صاحب جہانسی	۱
" [illegible] خاں صاحب ڈیرہ دا...	۴	" بی بشیر احمد صاحب کانپور	۵	" حافظ محمد رمضان صاحب ریوان	۴	" سرفراز الدین صاحب جے پور	۱۰
" فخرالدین صاحب غلام حسین برلہارکٹی	۳	" حبیب الرحمان صاحب نواب گنج	۲	" فضل الٰہی صاحب لونار خوڑ	۲	" محمد حسین صاحب کرنال	۲
" عبدالبصیر صاحب بھجونی	۲	" شیخ عظیم الدین صاحب بونسی	۱	" محمد حسین صاحب اندور	۲	" غلام محمد فیروز الدین ہوشیارپور	۴
" ایس ایس صاحب ٹرسٹی صاحب بمبئی	۲	" سید عشرت حسین صاحب لکھنؤ	۲	" ایس عبدالمجید صاحب جردہ پور	۲	" حاجی اصغر علی صاحب پورنیہ	۳
جناب غلام حسین صاحب نقشبندی ناگام	۲	" ملک برکت علی صاحب ایڈیٹر سکھی	۳	" محمد نذیر احمد صاحب نگینہ	۲	" پیرزادہ عبدالعزیز شاہ صاحب ہوشیارپور	۱
غلام مرتضیٰ صاحب ککے زئی افغانان	۱	" محمد عبدالکریم صاحب استنبادالی	۲	" محمد معین الدین صاحب سدلو پور	۴	" مولوی احمد الدین صاحب بابی فیروز	۲
" سید تصدق حسین صاحب بھنڈارہ	۳	" عبدالرزاق صاحب غازی پور	۲	" محمد ... صاحب گلبرگہ	۲	" رفیق احمد صاحب ملتان بستی	۳
" سید ابراہیم سید نظام الدین بمبئی	۱	" ماسٹر وزیر محمد صاحب غازی پور	۲	" محمد نصیر الدین صاحب سانچی	۲	" فیض اللہ صاحب آگرہ	۲
" حمید اللہ خان صاحب برسہرہ	۱	" ماسٹر وزیر محمد صاحب خیگل خیل	۳	" عبدالعزیز صاحب کراچی	۲	منشی عبداللطیف صاحب پانی پت	۳
" علاء احمد صاحب گوٹ ڈیجی	۱	" دوست محمد صاحب حویلی بہادر شاہ	۱	" ولی محمد صاحب اینڈ سنز باڑہ	۳	ابھی بہت باقی ہیں، آئندہ انشاء اللہ	

سنہ ۱۳۵۱ ہجری کا سب سے بڑا، سب سے دلچسپ، سب سے موثر، دلنشین میلاد نامہ

رؤف رحیم

تالیف لطیف: ابوالکمال حضرت مولانا حمید اللہ صاحب ماہر دہلوی جانشین حضرت علامہ راسخ

اللہ اللہ کیا کتاب ہے، جیسا صاحب ویسا ہی تذکرہ، انداز بیان والہانہ ہی نہیں مجتہدانہ، فلسفیانہ، واقعات ایسے نہیں کہ جن کی سند نہ ہو، ایک ایک سطر نہیں ایک ایک لفظ کتب مقدسہ صحیحہ احادیث سے مستند، شیرینی کلام کا یہ حال ہے کہ ہر فقرہ دلنشین، ہر شعر ایسا جو بیخودی کو آسودہ کردے، جو پڑھتا ہے وہ لطف لیتا ہے، جو سنتا ہے وہ وجد میں آجاتا ہے، اسی کیفیت میں پھر پڑھتا ہے اور رؤف الرحیم پر نثار ہوتا ہے اور جوش میں چیخ اٹھتا ہے قد جاء رسولنا مع الحق، جس نے یہ کتاب پڑھ لی، اس نے رسول کریم کو دیکھ لیا، سمجھ لیا، جان لیا، پہچان لیا، پھر کیا ہے اس سے بھی بڑی نعمت جس کی ایک مسلمان کو تلاش ہو، اور وہ رسول پاک کے چہیتے ہیں، شیدائیوں کا امتحان ہے، محبوں کی آزمائش ہے، پروانوں کو دعوت ہے دیکھیں ۸ ہزار میں سے کتنے اس نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں، اس کتاب کی ضخامت پانچ سو صفحات ہیں اور قیمت ساڑھے تین روپے ہے حمیدیہ پریس اتنی مہنگی کتاب کب بیچ سکتا ہے، جب سستا مال ہاتھ آیا، تب اشتہار بھی مولوی میں لایا، رعایتی قیمت مجلد ولایتی صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۰ کل عہ، کاغذ نہایت اعلیٰ آرٹ پیپر کا سرورق سہ رنگا فوٹو مدینۃ النبی جلد منگا لیجیے کیونکہ پانچ سو صفحہ کی ایسے عمدہ کاغذ چھپائی لکھائی کے ساتھ اگر آپ کوئی کتاب چھپوائیں تو عہ سے زائد ہی لاگت آئے گی، جب تک میرے پاس موجود ہے جب تک رعایت ہی ذرا فہرست مضامین پر بھی نظر ڈال لیجیے، یہ پوری نہیں ادھوری بھی نہیں ہے، فہرست مضامین کو اصل کتاب میں دس صفحوں پر ہے، مختصر یہ ہے۔

متفرق معلومات کتاب
پہلا باب
نور محمدی، سرور عالم
کا نام مبارک، نام تعبیر
رد، مثال، تطابق
اشارہ، حاصل کلام
دوسرا باب
حضرت آدم، اشارہ
نکتہ، اشارہ، راز
معلومات اشارہ
اور نکتہ،
تیسرا باب
آدم ثانی، تنبیہ
چوتھا باب
ابوالانبیا، شجرہ طیبہ
آپ کا بچپن، نکتہ
اشارہ تنبیہ، آتش نمرود خلیل پر گلزار ہوگئی
مع معلومات و تنبیہ
حضرت سارہ اور فرعون
مع معلومات، اور
خلیل اللہ اور حضرت
ہاجرہ کی آزمائش
آب زمزم کس طرح جاری
ہوا۔

زمزم کی خوش قسمتی
جنگل میں منگل
معلومات
پانچواں باب
ذبیح اللہ کے اہم اتفاق
شکر گذار بیگم
ختنہ کی ابتدا
ایک اور زبردست امتحان
ذبیح اللہ کون تھا
نمرود کی خدائی کا خاتمہ
زمانہ کعبہ کی تعمیر
بحیرہ اور مختصر واقعات
دعا کے الفاظ
چھٹا باب
شجرہ طیبہ اور کعبہ
متعلقات
شجرہ مبارکہ
دعا اور درود و سلام
عرب کا مختصر جغرافیہ
عرب کی وجہ تسمیہ
ساتواں باب
مولود النبی صلعم
خواجہ عبد اللہ
کاہنہ
شوق نکاح اور نکاح

بحیریوں سے دو دو
باتیں
حاصل کلام
آپ کے سلاطین سے گفتگو
سب کو لے جائیگا
جنت میں وہ جنت والا
رخصتی، وفات
خواجہ عبد اللہ
ترکہ،
اصحاب فیل
آفتاب رسالت
برج حمل میں
خوشخبری، عجائبات
ولادت سے قبل و ثنا
کائنات کا اضطراب
نور اطہر کا ظہور
محبوب کی آمد
شوق دید
نور قدس گہوارہ میں
اخبار ولادت
ازدیاد یقین
عجائبات مصدق
آٹھواں باب
رضاعت سے
سن بلوغ تک

ثوبیہ کی خوش قسمتی
دیہات میں پرورش کا
مقصد.
حلیمہ کے آغوش میں
حیا کا منظر
فرشتوں کے سوالات
کیوں نبی بنائے گئے
اہل یورپ کو مشورہ
کرامات کا ظہور
لہو و لعب سے نفور
غم اور خوشیاں
تیرہ سال کا سفر اور
آمنہ کی رحلت
نبی اکرم کا حافظہ
عبد المطلب کی ولایت
غذائی تربیت
باران رحمت
شفائے عالم کا ظہور
عبد المطلب کی وفات
ابوطالب کی کفالت
باران رحمت کی ابتدا
خانہ کعبہ کی حالت
حجر اسود کیا ہے

شام کا سفر
بحیرہ سے ملاقات
اور کرامتوں کی بارش
قوم ثمود کا واقعہ
کرامتوں کا آغاز
تاریخ بصرہ،
خاتم النبیین کا عام دربار
فجار کی جنگ
قریش کی فتح
خانہ کعبہ کی تعمیر
ایک بڑی جنگ کا خاتمہ
عکاظہ کا میلہ
قانون شکنی
بتوں کی نجاست
تعلیمات انجیل
اور قرآن کا موازنہ
تجارت اور دیانت
صداقت امانت
اور اخلاق کا تذکرہ
نواں باب
خدیجہ کا پیام
شوق زیارت
اور نکاح

نکاح سے بعثت
تک حضرت خدیجہ کے حالات
سفر کے متعلق تاریخی
معلومات
حضرت علی کی تربیت
غار حرا میں آفتاب
حضور کی عبادات
یہودیوں کی پیشگوئی
شان رسالت کا منظر
چراغ کے نیچے اندھیرا
کائنات کی خوشیاں
نبوت کی تصدیق
ورقہ اور ام المومنین
قرآن اور وحی
کے متعلق کفار
کے خیالات
اقسام وحی
انبیا اور دوسروں
کی وحی کی فرق
سیرت النبی میں
مختلف متعلقات
عداس راہب اور
بی بی خدیجہ

نبوت اور تصدیق
راہبوں کی عقیدتمندی
معلومات
دوبارہ وحی کی آمد
دسواں باب
آغاز اسلام
ساز
اظہار جذبات
سلسلہ بیان
ایک شبہ کا ازالہ
ام المومنین کی تبلیغ
چند حکایات
شیر خدا علی مرتضیٰ
زید بن حارث
حضرت ابوبکر صدیق
کفار کا جلسہ مشاورت
سابقون الاولون
کے کچھ محاسن
ابوطالب کو حضور
کے قتل کی دھمکی
نماز،
نماز کے متعلق کچھ
معلومات

سلسلہ معلومات
اول اسلام لانے
والوں کے عجیب
اور فضائل
قانون اعظم
مغربی مورخوں
کی طعنہ زنی
فاضل عیسائیوں کی
گپ
زید بن حارث
کے واقعات
حیدر کرار
آپ کے اسلام
لانے کا سبق
حضرت صدیق
آپ کے حالات
حضرت عمر کا اسلام
عشرہ مبشرہ کے
حالات
عثمان بن
مظعون
حضرت ابو ذر
غفاری کے حالات
حضرت صہیب
رومی کے حالات

بعض اور صحابہ
کے حالات
حضرت طلحہ
رضی اللہ عنہ
سابقین اسلام
کیا تھے اور ہم
کیا ہیں
اشاعت اسلام
کے طریقے
سید المرسلین کے
اہم ترین حالات
حضور کی تخصیص
اور دعوت حق
سامان ضیافت
اور تبلیغ اسلام
مولود شریف
کی ضرورت
مجالس مولود کے
ذریعہ تبلیغ کے
مفید نتائج
نظمیں
اور
نعتیں
ضخامت
۵۰۰ صفحات

فہرست مضامین سے کتاب کا اندازہ نہیں ہو سکتا، اس سے انداز بیان اور خوبی کلام کا اندازہ نہیں ہو سکتا، کتاب بڑی حد تک واعظانہ رنگ میں ہے اور وہ لوگ جو مولود شریف پڑھتے ہیں، اور وہ لوگ جو اپنے حلقہ میں سیرۃ حبیب کا درس دیتے ہیں یہ کتاب ضرور منگانی چاہیے، یہ رعایتی قیمت اسی وقت ہے جب تک میرے پاس کتابیں ہیں، اس لیے جو صاحب جلد منگائیں گے ان کا فائدہ ہے قیمت مجلد ولایتی صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ۱۱؍ کل عہ

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول نمبر کی ضرورت کے سلسلہ میں انتہائی رعایت

ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا

جسمیں دس ہزار سے زائد تمام وہ باتیں ہیں جنکی ہر متمدن انسانکو ضرورت ہے جسمیں ایک دنیادار اور ایک دیندار کی دنیاوی و دینی ضرورت کی کوئی ایسی معلومات نہیں جو اس کتاب میں نہو

یہ ایک کتاب ہی نہیں بلکہ ایک اسلامی کتب خانہ ہے

فلاح دین و دنیا

ہر اس شخص کے لئے جو دیندار ہے اور ہر اس شخص کیلئے جو دنیادار ہے اور ہر اس شخص کیلئے جو اپنی دینی و دنیاوی ترقی چاہتا ہے ضخیم کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے جتنی کہ انسان کے لئے ہوا و رغذا کی ضرورت ہے اسمیں آج سے ایک ہزار سال پہلے کی کتابوں سے لیکر اسوقت تک کی تمام قدیم و جدید کتابوں کی روح ہے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان جیسے غریب ملک میں یہ کتاب بیس ہزار روپیہ کی فروخت ہو چکی ہے اسمیں نہایت مکمل دینی اور دنیاوی معلومات ہیں اسمیں اخلاق تعلیم ہے اسمیں معاشرت کا درس ہے اسمیں موت اور زندگی کی پیچیدگیوں کا حل ہے اسمیں کھانے پینے سونے اور رہائش کے اصول ہیں اسمیں حفظان صحت کے طریقے ہیں اسمیں تمام انسانی روحانی و جسمانی بیماریوں کا علاج ہے غرضکہ اسمیں وہ سب کچھ ہے جسکی ایک مسلمان کو ایک متمدن کو ضرورت ہے جس گھر میں یہ کتاب ہے اس گھر میں گویا ایک زبردست عالم ہے ایک زبردست فلاسفر ہے ایک بہترین مشیر ہے۔ ایک طبیب حاذق ہے اور ایک ایسا جہاندیدہ شخص ہے جسکو ہزار سال کے تجربات حاصل ہیں یہ کتاب درحقیقت ایک پوری اسلامی لائبریری ہے اس کتاب کی فہرست مضامین چونکہ بہت طویل ہے اس لئے اسمیں سے چند عنوانات اختصار کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں تاکہ کتاب کا خاکہ ذہن نشین ہو سکے یہی وہ کتاب ہے جسپر سوائے حمیدیہ پریس کے اور کسی نے رعایت نہیں کی۔ اور اب رسول نمبر کی ضروریات کیوجہ سے جو تعداد جلدیں میرے پاس موجود ہیں نصف قیمت میں دیدونگا۔ اسکی اصلی قیمت ساڑھے چار روپے ہے اور اسی قیمت میں دس ہزار کتابیں مختلف کتب خانوں میں ہدیہ ہو ہیں رعایتی خاص قیمت ۲؁ محصول ڈاک ۹؍ مجلد چرمی تین روپیہ محصول ڈاک ۱۰؍ اس قیمت میں یہ کتاب نہ آجتک ملی ہے اور نہ آئندہ ملسکیگی خاص ضرورت سے یہ قیمت ہوگئی ہے ضخامت ۵۰۰ صفحات کے قریب ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی مختصر فہرست مضامین فلاح دین و دنیا حسب ذیل ہے۔

باب پہلا
عقائد
ذات و صفات الہی
عرش و کرسی لوح و قلم
آسمان و زمین فرشتے
احکام قرآن قبر کے حال
علین اور سجین منکرین
نکیر اسے سوال جواب
قیامت۔ ظہور مہدی
دجال حضرت عیسے
کا نزول۔ یاجوج
ماجوج
خسف و دخان
مغرب سے طلوع آفتاب
دابۃ الارض
علامات صغری
علامات کبرے
شفاعت حساب کتاب
جنت میں جانیوالے
جاں دوزخ [illegible]

حوض اور میدان حشر
کتاب پلصراط حوض کوثر
دوزخ اور اسکے ساتوں
طبقے جنتیوں کے حالات
آنحضرت کی فضیلت
معجزہ کرامت
وہ پیغمبر جو زندہ ہیں
حضور صلعم کی زندگی
کے حالات۔ صحابہ کرام
اور اولیا کے حالات
بیعت اور پیر
ثواب انبیاء و صلحین الصالحین سے
استعانت میلاد مبارک
کا جواز

دوسرا باب
عبادات
وضو کا مکمل بیان غسل
کے طریقے پانی کے مسائل
تیمم و مسح موزہ
پانی سے استنجا کرنا

بیان اذان و نماز
کا مکمل بیان
نماز کے اوقات
نماز کے مسائل
مفسدات نماز
مکروہات نماز
قضا نماز
مسافر کی نماز چلتی
ریل گاڑی میں نماز
جمعہ کی نماز
جنازہ کی نماز
نماز عیدین
صدقہ فطر اور اسکا وزن
عیدین کے خطبے
احکام عید الاضحے
قربانی۔ سورج گہن
کی نماز۔ نماز میت
نماز خوف صلوۃ التسبیح

نماز اشراق
نماز چاشت
نماز فی الزوال
صلوۃ اوابین
نماز تہجد اور تراویح
اعتکاف۔ استخارہ
فضائل ماہ رمضان
نفل روزہ کا بیان
مسائل روزہ ضروریہ
زکوۃ کا بیان
ان اشیاء پر زکوۃ واجب
ہے حج اور اسکی شرطیں
حج کے واجبات

تیسرا باب
عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ
اور انکے وظائف
فضائل ماہ محرم
محرم الحرام کی وجہ تسمیہ

فضائل و اعمال ماہ محرم
ماہ صفر کیوجہ تسمیہ
فضائل ماہ صفر
اعمال و وظائف ماہ صفر
اعمال ماہ ربیع الاول
ربیع الثانی کیوجہ تسمیہ
اعمال و وظائف اسی
طرح تمام مہینوں کی وجہ تسمیہ
اعمال و وظائف اور ان
بزرگان دین کے حالات
اس باب میں درج ہیں
جنہوں نے اس راہ میں
ولادت یا وفات پائی

چوتھا باب
حلال و حرام جانور اور
ذبح و شکار
شکار کا مفصل بیان
مذہب حنفیہ کے قواعد

کلیہ درباره جانوران
شرائط شکار

پانچواں باب
حقوق
حقوق اللہ
حقوق آنحضرت
حقوق صحابہ و اہلبیت
حقوق فقہا علماء مجتہدین
حقوق استاد و پیر
طریقت حقوق العباد
حقوق الوالدین
حقوق اقربا
خاوند کے حقوق عورت پر
آقا کے حقوق ملازم پر
زوجہ کے حقوق شوہر پر
غلام کے حقوق آقا پر
ہمسایہ ہمسفر ہم صحبت
کے حقوق

عام مسلمانوں کے حقوق
سلام و علیک و مصافحہ
کا بیان اسی طرح تمام
حقوق کا تذکرہ اس باب
میں درج ہے

چھٹا باب
معاشرت
کھانے پینے کے آداب
پانی پینے کے آداب
سونے کے آداب
آداب لباس
کیسا لباس پہننا سنت
ہے دستار اور شملہ کی
تحقیق سفید لباس کی
حقیقت حضور کے لباس
مبارک حضور کا عمامہ مبارک
حضور کا حلیہ مبارک
کپڑا حلال وجہ سے پہننا
حرام وجہ سے عبادت
قبول نہیں ہوتی

قیمتی آپ نے اور
بزرگوں نے پہنا ہے
خرقہ خرجہ اور لباچہ
ریشمی کپڑے کا ذکر اس
باب میں کھانا پینا اوڑھنا
رہنا سہنا غرضکہ تمام
باتوں کے متعلق مسائل ہیں

باب ہفتم
حیات و ممات کے متعلق
تمام ضروری باتیں

باب ہشتم
ضروری باتیں اور نصائح

باب نہم
اصول حفظان صحت
غرضکہ
یہ کتاب اسوقت کی تمام
کتابوں سے افضل ہے
قیمت بلا جلد
ڈھائی روپیہ ۲؍
مجلد چرمی تین روپیہ

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

اسلام کے دامن کو داغ نہ لگاؤ

ہماری شرمناک حالت اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔ ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ مگر کافروں سے بدتر ہیں۔ ہم اپنے آپ کو پڑھا لکھا کہتے ہیں مگر ہماری حالت دیکھ کر جاہل بھی شرمائیں ہماری معاشرت ہمارا تمدن اگرچہ اسلامی قانون کے ماتحت ہے لیکن ہمارے رسم و رواج نے اسے اس قدر گھناؤنا بنا دیا ہے۔ کہ ہماری وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے اگر ہم مسلمان ہیں تو ہمارے لئے اسلامی عبادات کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرت سے بھی واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ ہماری معاشرت کی صرف ایک کمزوری تمام عمر کی عبادت کو خاک میں ملا دیتی ہے اور ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی موجودہ تعلیم نے ہمیں اس قابل نہ چھوڑا کہ ہم عربی فارسی کتابوں سے فائدہ اٹھائیں نہ اردو میں کوئی ایسی کتاب تھی جسے معاشرتی ضروریات پر حاوی کیا جا سکتا اس نازک اور ناگفتہ بہ حالت کو دیکھکر کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک نئی کتاب

اسلامی زندگی

کے نام سے شائع کی ہے یہ کتاب اسلامی معاشرت کی تمام ضروریات پر حاوی ہے حتیٰ کہ اسمیں ان باتوں اور نازک معاشرتی مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن سے اس زمانہ کے علماء بھی ناواقف ہیں یہی وہ کتاب ہے جسپر کبھی ایک پیسہ رعایت نہیں ملی اب رسول نمبر کی ضرورت کیوجہ سے نصف قیمت میں دینا چاہتا ہوں تاکہ کتابیں جلد تر روپیہ کی صورت میں تبدیل ہو جائیں اور اتنا بڑا کام پورا ہو جائے ضخامت ڈھائی سو صفحے کاغذ بہت اعلیٰ قیمت اصلی تین روپیہ رعایتی ڈیڑھ روپیہ محصول ۸/ چند مضامین کے عنوان یہ ہیں اس سے کتاب کا اندازہ فرمایئے

خدا اور بندہ کا تعلق	مصالحت و صفائی	نامحرم مردوں سے پردہ	امانت کا تاوان	اگر وارث کافر ہو
رسول و امتی کا تعلق	کھانا کھانے کے آداب	مخنثوں سے پردہ	امانت کی حفاظت	اگر وارث قاتل ہو
ماں باپ کی تابعداری	حسن ظن مساوات	نشہ کی چیزوں کا استعمال	امانت کا استعمال	عاق کی ہوئی اولاد
اولاد کی تربیت	آداب مجلس	نشہ کی چیزوں کی تجارت	ناجائز اشیا کی امانت	ناجائز اولاد کا حق وراثت
پرورش یتامیٰ	کسی دوسرے کا خط پڑھنا	مسائل خرید و فروخت	دوسرے کے مال پر قبضہ	وقف اور اسکے شرائط
مومن کا مومن سے تعلق	معمولی چیزوں کا انکار	بیع کن صورتوں میں ناقص	دوسرے کے روپے سے	وقف کی جائز صورتیں
میاں بیوی کا تعلق	بے پردہ چھت پر سونا	ہوئی۔ بعد بیع مال کا	بلا اجازت تجارت	وقف علی الاولاد
شوہر کے فرائض	قسم اور اسکا کفارہ	ناحق ثابت ہونا	دوسرے کے نوکر سے کام	وقف کی ناجائز طریق
بیوی سے محبت	نکاح اور اسکے مسائل	بیع کی ناجائز صورتیں	حقوق عباد میں احتیاط	مسائل کفر و ارتداد
بیوی کے فرائض	کن عورتوں سے نکاح نہیں	نیلام وغیرہ	لاوارث اشیاء	مرتد مرتد کیساتھ
پردہ شوہر کی محبت	مسئلہ ولایت	مسائل شفعہ	لاوارث بچہ	برتاؤ مرتد بیوی
سوکن کیساتھ سلوک	طلاق اور اسکی صورتیں	سودی لین دین	لاوارث بچہ کا نسب	کن اقوال سے کفر
عورتوں کے نیم برہنہ لباس	تین طلاق	سود کے احتمالات سے احتیاط	مشترک مشغول لڑکا	لازم آتا ہے
باہمی محبت	خلع اور اسکی تعریف	دوسرے کے سر پر سے ناکارہ	ہبہ اور وصیت کا فرق	جہاد کے مسائل
امداد باہمی	خلع کی جائز صورتیں	مضاربت کا جواز	وصیت اور	جہاد کی حقیقت فضیلت
بزرگوں کا ادب	خلوت سے پہلے طلاق	رہن کا بیان	مسائل میراث	غرض۔ غایت اور
تحفہ اور ہدایہ	نامحرموں کی طرف دیکھنا	رہن کا جواز	ورثا کے حقوق	واقع
عیادت اور بیمار	میاں بیوی کا ایک دوسرے کو دیکھنا	رہن کی صورتیں	وارث بحالت حمل	قصاص شرعی سزا
سلام گھر کے آداب	منسوبہ کیطرف دیکھنا	عاریتاً کسی چیز کا لینا	مفقود الخبر وارث	حرمت تصاویر
مصافحہ اور معانقہ	عورتوں سے عورتوں کا پردہ	امانت رکھنا	مرتد کی میراث	جادو کی حرمت

قیمت رعایتی عہ محصول ۸/ کل ۱۲/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ طلسمی کتاب

غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گی عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اسوقت موجود نہیں اور نہ آجتک کوئی اتنی بہتر معلومات کی ہندوستان کی کسی اور زبان میں عام طور سے موجود ہے

غیبی اشارے تمام غیبی واقعات کو صاف صاف بتائیگی

غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر کر دیگی

غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں

غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو احباب اور اعزا اولاد کی قسمتوں سے باخبر کر دیگی

غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں

غیبی اشارے کا پڑھنے والا جسکی چاہے قسمت پلٹ سکتا ہے

غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص نہایت صحیح پیشین گوئی کر سکتا ہے

غیبی اشارے کا مطالعہ تاجروں کو نفع نقصان سے باخبر کر دے گی

غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپ دشمنوں کے ارادے سے باخبر ہو جائینگے

غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کے حال معلوم کر سکتا ہے

غیبی اشارے پڑھنے سے محبوب کی دلی کیفیات معلوم ہو سکتی ہیں

غیبی اشارے ملازمت پیشہ اصحاب کو ترقی کی راہوں اور خطروں سے آگاہ کر دیگی

غیبی اشارے بیمار کی موت اور زندگی کی اطلاع دے گی

غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کیونکر مایوس العلاج مریض تندرست ہوگا

غیبی اشارے

ایک ایسی کتاب ہے جو ولی کا کام دے گی نہ اسمیں اعمال ہیں نہ نجوم کی سمجھ میں نہ آنیوالی باتیں ہیں نہ جفر کی کبھی نہ حل ہونے والی چیستیان ہے۔ بلکہ ایک نہایت آسان اردو زبان کی کتاب ہے نہ کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے نہ کسی خاص قابلیت کی ضرورت ہے صرف ایک، دو مرتبہ کا پڑھا جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے پورا فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور یورپ کی زبردست پیشگوئیاں کرنیوالوں کی طرح صدہا واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی حیرت انگیز اور لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی خوبیوں کے لحاظ سے اسکی قیمت بہت پہلے ہی کم تھی کیونکہ یہ ایک خاص فن کی کتاب ہے اسکو ہر شخص آسانی سے خرید سکتا ہے اصلی قیمت سوا روپیہ رعایتی دس آنے محصول ۶/ کل عہ

بغیر استاد کی مدد کے عربی سکھانیوالی طلسمی کتاب

اتالیق عربی

جس کے دو سال میں تین اڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گئے عربی سیکھنے۔ عربی پڑھنے عربی بولنے۔ عربی ترجمہ کرنیکے لئے اس سے بہتر کتاب شاید ہی کوئی شائع ہوئی ہو اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ بیشتر مکاتب و مدارس میں داخل نصاب ہے اسکی اصلی قیمت ڈیڑھ روپے ہے اور اب تک ایک پیسہ بھی کم میں نہیں ہوئی قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ایک روپیہ محصول ۶/ کل عہ

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ڈھائی روپے

مین مجلد چرمی کامل حمائل شریف

جس کی ضخامت گیارہ سو صفحہ ہو، ابتدا میں ایک مفید قرانی معلومات سے پر ایک بسیط مقدمہ بھی ہو، کاغذ سفید بیناگڑہ گرین لیبل والا ہو، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہو، حاشیہ پر تفسیر بیان القرآن اور موضح القرآن کا اقتباس ہو، کتابت پاکیزہ ہو، چھپائی دیدہ زیب ہو، حنائے زعفرانی ہو، جلد شیرازہ بندی اور اجزا بندی کے ساتھ ہو، نقرئی نقوش سے آراستہ ہو، اور ان تمام خوبیوں کے ساتھ جو دو چار آنے اسمیں کھینچ تان کر نفع بھی ہو جائے تو تبلیغ اسلام اور اشاعت اوامر الٰہی، رسالہ مولوی میں کہپ جائیں، تو کیا ۷ ہزار ناظرین مولوی میں سے کوئی صاحب استطاعت بھائی اس کے منگانے میں متامل ہوگا۔

تھوڑی سی جلدیں تھیں

رمضان شریف میں ایک اشتہار دیا تھا، اس کے بعد اس لیے نہیں دیا۔ کہ ربیع الاول میں ہدیہ کرونگا۔ اور اس کے روپے سے رسول نمبر کے کام میں بہت مدد ملے گی۔ نقد روپیہ اسی وقت مختلف ضرورتوں میں خرچ ہو جاتا، اس لیے یہ حمائل روک رکھی تھی،

وقت آگیا ہے؟ کہ

ہر وہ بھائی جو ڈھائی روپے آسانی سے خرچ کر سکتا ہو اس کی ایک جلد منگالے لینے والے کا بھی بھلا اور دینے والے کا بھلا، آپ کو ایسی سستی اور نایاب نعمت ہاتھ آئے گی، اور مجھے رسول نمبر کے قرضہ جات سے سبکدوشی ہوگی، **اپنا فائدہ مقدم** رکھیے، خوب غور کر لیجیے، پرکھ لیجیے، حساب کر لیجیے، دوستوں سے مشورہ کر لیجیے، مقامی کتب فروشوں سے صلاح لے لیجیے، اگر سب کہیں کہ ان اتنی ضخامت اور اتنی خوبیوں والی حمائل شریف ڈھائی روپے میں سستی نہیں، بہت زیادہ سستی ہے، تو پھر پہلا کام یہ کیجیے کہ آج ہی منگا لیجیے، ممکن ہے کہ ختم ہو جائیں، **مزید خوبیاں حسب ذیل ہیں**

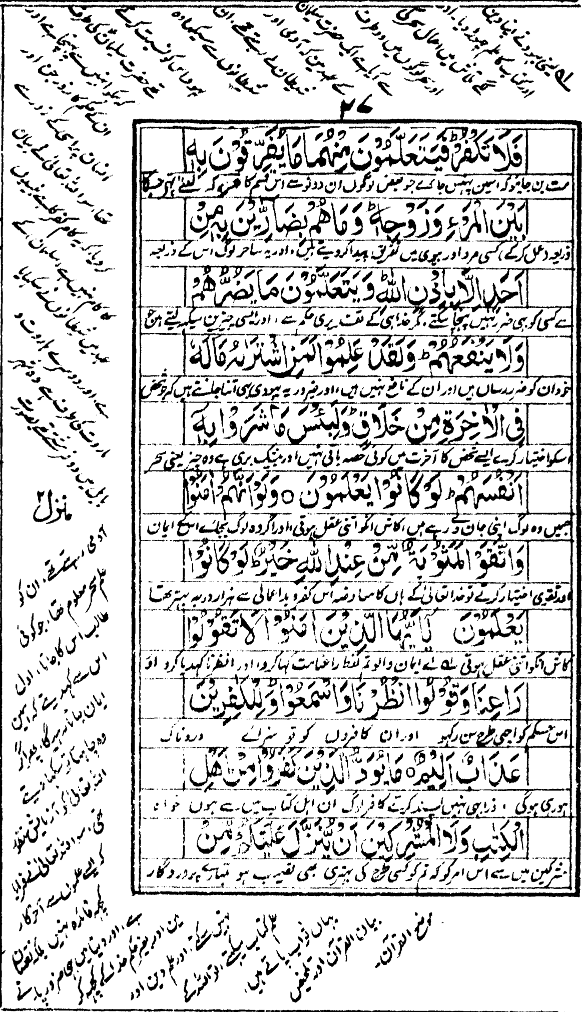
۲۷

فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ
مت بن جاؤ کہ اسمیں پھنس جاؤ گے جو بعض لوگوں ان دونوں سے اس قسم کا منتر سیکھ لیتے تھے جس کے
بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ
ذریعہ عمل کرکے کسی مرد اور بیوی میں تفرقہ پیدا کر دیتے تھے، اور یہ ساحر لوگ اس کے ذریعہ
اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ
سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے، مگر خدا ہی کے تقدیری حکم سے، اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو
وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ
خود ان کو ضرر رساں ہیں اور ان کے نافع نہیں ہیں، اور ضرور یہ یہودی بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص
فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ڜ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ
اسکو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ باقی نہیں اور بیشک بری ہے وہ چیز یعنی سحر
اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا
جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں، کاش انکو اتنی عقل ہوتی، اور اگر وہ لوگ بجائے اسکے ایمان
وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا
اور تقوی اختیار کرتے تو خدا تعالی کے ہاں کا معاوضہ اس کفر و بد اعمالی سے ہزار درجہ بہتر تھا
يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا
کاش انکو اتنی عقل ہوتی۔ اے ایمان والو تم لفظ راعنا مت کہا کرو، اور انظرنا کہدیا کرو اور
رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
اس حکم کو اچھی طرح سن رکھیو اور ان کافروں کو تو سزائے دردناک
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ
ہونی ہوگی، ذرا بھی نہیں پسند کرتے کافر لوگ ان اہل کتاب میں سے ہوں خواہ
الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری بھی نصیب ہو تمہارے پروردگار

منزل ۲

مولوی اشرف علی صاحب کا کامل ترجمہ ہے ثبوت یہ ہے کہ ترجمہ کی سطر عربی کی سطر سے بڑی ہے + تفسیر کی عام فہمی نمونہ تو ظاہر ہے دیکھ لیجیے سند یہ ہے کہ بیان القرآن اور موضح القرآن تفسیر حسینی کی تلخیص ہے + مقدمہ ابتدائی مولوی عاشق الٰہی محدث میرٹھی کا لکھا ہوا ہے اس کے چند مضامین کے عنوان یہ ہیں، دیباچہ آداب تلاوت قرآن، انبیاء کرام جنکا قرآن میں نام بنام ان کے مفصل حالات، رسول کریم کی مبسوط تبلیغی حیات، ان تمام فرشتوں کا حال جنکا قرآن میں ذکر ہے، وہ کفار جنکا قرآن میں ذکر ہے فرداً فرداً حال وہ قبائل و اقوام جنکا قرآن پاک میں ذکر ہے بالتفصیل حال، وہ مقامات جنکا قرآن میں ذکر ہے تاریخی معلومات، رموز اوقاف، فہرست مضامین، مواقعہ کفر یہ قراءت کے نقائص سے عذاب، کا کھٹکا وغیرہ غرضکہ اس ہدیہ میں ایسے عمدہ کاغذ اور ایسی معلومات سے پر حمائل شریف نہ آجتک ملی نہ ملنے کی امید ہے، سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو واپس کر دیجیے اور ڈھائی روپے اپنے ایک منٹ کی تاخیر کے بغیر بذریعہ وی پی وصول کر لیجیے، اس سے بڑی ضمانت نہیں ہو سکتی

ہدیہ مجلد چرمی ڈھائی روپے محصول ۱۲ ؍ منیجر رسالہ مولوی دہلی

بے شمار خوبیوں والا قرآن شریف

نہایت اعلیٰ درجہ کا چکنا مضبوط کاغذ خانشدہ مجلد چرمی پشتہ معہ مقدمۃ المجید محشی

ہر مسلمان کا دل یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس ایسا نسخہ قرآن مجید کا ہو جو خوشخطی میں بے مثل ہو، جس کا ہر حرف علیحدہ اور صاف لکھا ہوا ہو جس کے اعراب ٹھیک اپنی اپنی جگہ پر اور صحیح ہوں کہ بچہ بھی صاف اور صحیح پڑھتا چلا جائے چھپائی ایسی ہو کہ کہیں داغ دھبے کا تو کیا ذکر سیاہی بھی ہلکی بھاری نہ ہو، چنانچہ ان سب امور کا لحاظ کرکے ہم نے اعلیٰ درجہ کے سفید چکنے اور مضبوط کاغذ پر مترجم کلام مجید خاص طور پر طہارت کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھوں طبع کرایا ہے، جس کے حروف دیکھنے سے آنکھوں میں طراوت اور دلمیں مسرت پیدا ہوتی ہے، یہ قرآن شریف منشی محمد قاسم صاحب معجز نگار مرحوم کا کتابت شدہ ہے، مرحوم کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، اب یہ حسن وخوبی تحریر عنقا ہوگئی، اور مرحوم کی خصوصی خوشنویسی قبر میں پہنچ گئی جس کے پاس یہ قرآن شریف رہ جائیگا تاریخی یادگار ہوگا۔ اور ترجمہ بھی اعلیٰ درجہ کے خوشخط کاتب سے لکھوایا ہے، اس کا ترجمہ **حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی** تھانوی مدظلہ کا ہے جو بامحاورہ اور نہایت سلیس ہونے کی وجہ سے عام پسند ہے، حاشیہ پر شان نزول ہے **مقدمہ** میں فضائل وآداب تلاوت اور قواعد تجوید و رموز اوقاف قرآن مجید درج ہیں، اور ایک بہت بڑی فہرست مضامین ایسی مندرج ہے کہ جس آیت کو چاہو ایک منٹ میں نکال لو، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل بیانات وحالات وادعیہ درج ہیں، کلام اللہ شریف میں کن کن انبیاء کا ذکر ہے، فرشتوں کے حالات جنکا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے، قبائل جنکا ذکر قرآن مجید میں ہے، دنیاوی اماکن ومقامات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے، اخروی اماکن ومقامات جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے، قرآن مجید کی تعلیم کے فضائل، قرآن مجید کتنے دن میں ختم کرنا چاہئے قرآن مجید کے وہ مقامات جہاں اعراب کے فرق سے کفر لازم آتاہے، سب سے پہلی اور سب سے آخری وحی، قرآن المجید کی مشہور اور ہر مشکل کو آسان کرنے والی دعائیں

سرورق ہفت رنگ بہت خوشنما آرٹ پیپر پر نقشہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، وجامع مسجد کا اعلیٰ درجہ کا خوشنما چھپا ہوا اور ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتاہے تقطیع ۲۲×۲۹/۸ اس کی کچھ عبارت نیچے نمونے کے طور پر دی جاتی ہے لیکن خیال رہے اس چربے میں وہ شان پیدا نہیں ہوسکتی جو اصل میں ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف تین روپے محصول ایک روپیہ کل للعہ　　منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

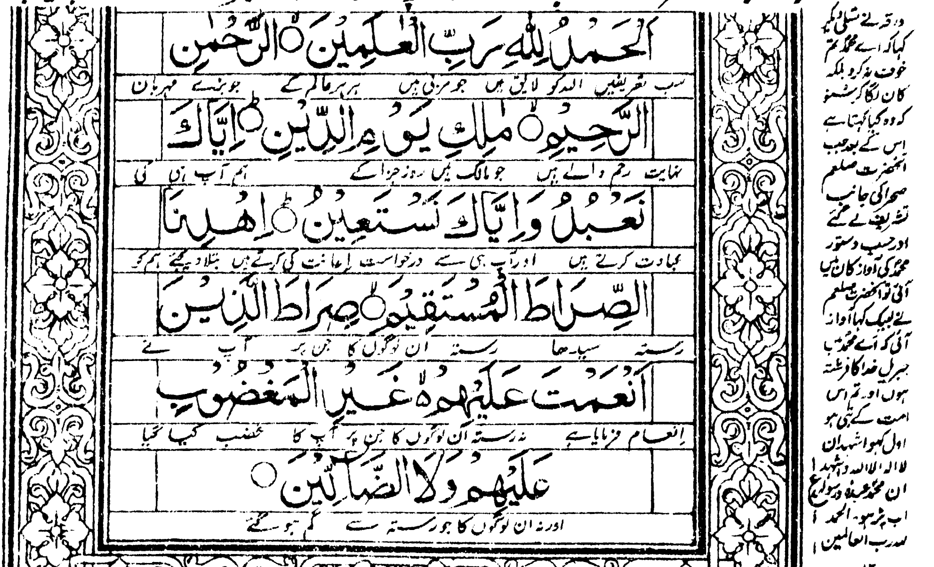
ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ ٱلرَّحْمَٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لایق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان
ٱلرَّحِيمِ ۝ مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ ۝ إِيَّاكَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی
نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ ٱهْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلادیجئے ہم کو
ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا
عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہوگئے

وحی نے شبلی دیکر کہا کہ اے محمد تم خوف نہ کرو بلکہ کان لگا کر سنو کہ وہ کیا کہتا ہے اس کے بعد جب انحضرت صلعم صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور حسب دستور محمد کی آواز کان میں آئی تو انحضرت صلعم نے لبیک کہا آواز آئی کہ اے محمد میں جبریل خدا کا فرشتہ ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو اول کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اب پڑھو الحمد للہ رب العالمین
۱۲

کھاؤ بھی پیو بھی لیکن فضول خرچی نہ کرو

کلوا واشربوا ولا تسرفوا فضول خرچی یہ بھی ہے کہ اگر ایک روپیہ کا کام تقریباً ویسا ہی مزے کا ہو جائے تو پھر بھی ایک روپیہ ہی صرف کیا جائے

ہوا اور پانی کے انسانی زندگی کے لئے سب سے ضروری چیز پیٹ بھرنا ہے اور فطرتاً انسان لذت پسند واقع ہوا ہے۔ کھانے کی لذت بھی زندگی کا ایک جزو ہے کیونکہ غیر لذیذ کھانے جن کو جی خوشی سے قبول نہیں کرتا صحیح جزو بدن نہیں اور لذت اندوزی کے لئے اسراف شروع ہو جاتا ہے

اچھا کھانا پکانے والی بیوی

لذیذ کھانے بھی پکاتی ہے اور اپنے خاندان کو اسراف کے گناہ سے بھی بچا دیتی ہے اس لئے ہر گھر میں ہر بیوی اور بیٹی کو اچھا پکانا سیکھنا ضروری ہے

محترمہ **روشن جہان بیگم** کو خدا جزائے خیر دے جنہوں نے اپنی خداداد قابلیت کو اپنی بہنوں کے لئے وقف کر دیا، اور اچھا کھانا پکانے کی کتاب

دہلی کا دسترخوان

لکھ کر نہ صرف میاں بیویوں کے تعلقات خوشگوار بنا دیئے، بلکہ بہت سے گھروں کو اسراف سے بھی بچا دیا، اس کتاب کو زیر مطالعہ رکھنے والی بیوی لذیذ کھانا پکانے کے ساتھ اچھے کھانے کے مقررہ خرچ سے کچھ نہ کچھ پس انداز بھی کر لیتی ہے، اس لئے ہر گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری

مختصر فہرست مضامین دہلی کا دسترخوان

کھانا پکانے کی اہمیت، کھانے کی چیزیں کیونکر رکھی جاتی ہیں۔ بدسلیقہ گھر کا مودی خانہ سلیقہ مند گھر کا مودی خانہ، سلیقہ کے لئے امیری لازمی نہیں، باورچی خانہ، چولھا برتن دھرنے کی جگہ۔ روشن دان، کوڑے کرکٹ کی ٹوکری، ایندھن رکھنا، استعمال کے برتن، باورچی خانہ کی صفائی، پکے ہوئے کھانے کی احتیاط، چند ضروری ہدایات کتاب کی ترتیب، کھانا پکانے کی عملی تعلیم، آگ سلگانا، لکڑیاں جلانی، اپلے جلانا پتھر کے کوئلوں کی آگ سلگانا، تنور کے لئے جلانا، تیل سے آگ سلگانا، آٹا گوندھنا مصالحہ پیسنا، روٹی پکانا، روٹی رکھنا، ترکاری چھیلنا، اور بنانا، ہنڈیا بھوننا سالن پکانا۔ حصہ دوم، معمولی کھانے اور انکے پکانے کی ترکیبیں، ناشتہ، چائے کشمیری چائے، توس، ٹکیاں، انڈے، کھانا، روٹی، چپاتی، پراٹھے، روغنی روٹی خمیری روٹی، بیسنی روٹی، دالیں ۱۲ قسم کی اور ایک ایک کی کئی کئی ترکیبیں، بغیر ترکاری کے تقریباً ۱۸ سالن پکانے کی مختلف ترکیبیں، ترکاری کے ۴۴ قسم کے سالن اور ان کی مختلف ترکیبیں، رائتے ۸ قسم کے اور مختلف طریقے، پکھیاں دس قسم کی مختلف ترکیبوں سے، چٹنیاں ۵ قسم کی، اچار ۶ قسم کے، شامی کباب ۴ قسم کے، پلاؤ ۸ قسم کے سادہ ترکاریاں ۸ قسم کی، میٹھے کھانے ۸ قسم کے۔

اس کتاب میں اس کا التزام رکھا ہے کہ صرف وہی کھانے بتلائے جائیں جو عام طور سے غریب اور متوسط طبقہ میں کھائے جاتے ہیں، امرائے کھانے نہیں ہیں کیونکہ اسراف کا احتمال تھا، ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت ۸ر محصول ۴ر کل ۱۲ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دنیائے اسلام کا سب سے بڑی شان والا

خلیفہ، سپہ سالار، مقنن، بادشاہ، فلاسفر، عادل، کون تھا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

رسول کریم صلعم کے بعد اتنی جامع ہستی دنیائے اسلام میں اور کسی بزرگ کی نہیں تھی، دنیائے اسلام کا وہ عظیم فاتح جس کی جرات سے اللہ کی وحدانیت کا ڈنکا علی الاعلان بیت الحرم میں پہلی دفعہ بجا، جس کے خلافت میں خلیفہ بادشاہ بھی تھا، اور اینٹیں تھاپنے والا مزدور بھی، جس کے وضع قوانین نے ایک حبشی کو بڑے بڑے قریشی کے برابر جگہ دی، جس کی بادشاہت میں ہر امیر غریب کی خدمت فخر سمجھ کر کرتا تھا جس کے فلسفہ سے پر دماغ نے صدہا مشکل مسائل حل کئے، جس کے عدل نے اپنے نوجوان بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے درے لگوائے، لوگو آؤ ایسے **مقتدر انسان کے حالات پڑھو**، اس کے پڑھنے سے دلوں کے زنگ دور ہوں گے۔ افتراق بین المسلمین سے گھن آنے لگے گی، جوش اسلامی سے خون کی روانی بڑھ جائے گی، یہ سب حالات آپ کو بہترین مستند تاریخی کتاب

الفاروق

میں ملیں گے جو حضرت علامہ شبلی مرحوم کی سب سے نادر تالیف ہے حمیدیہ پریس دہلی میں اس کا بہت ہی سستا اڈیشن تیار ہوا ہے، اس کتاب کی قیمت عام طور پر تین روپے ہے، کیونکہ اسکی ضخامت دو سو ساٹھ صفحات ہیں، حمیدیہ پریس دہلی سے اس ماہ مبارک میں **مجلد ۱۲ر میں ملتی ہے**، ۸ر محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں ۱؎ میں جہاں چاہے منگا لیجے، مختصر فہرست مضامین پر بھی نظر ڈال لیجے، " حضرت عمرؓ کا نام و نسب، قبول اسلام، ہجرت، حالات تا وفات رسولؐ، حضرت ابوبکرؓ کی خلافت، حضرت عمرؓ کا استخلاف، حضرت عمرؓ کی خلافت اور فتوحات فتوحات عراق، واقعہ بویب، فتح قادسیہ، جلولا، فتوحات شام، فتح دمشق، محل دو قعہ فتح حمص، فتح یرموک، فتح بیت المقدس، حمص کی دوبارہ مدافعت، حضرت خالدؓ کا اعتزال قیساریہ کی فتح، جزیرہ، خوزستان کی فتح، عراق عجم کی فتح، ایران پر عام لشکر کشی، فتح آذربائیجان، فتح طبرستان، فتح آرمینیا، فتح فارس، فتح کرمان، فتح سیستان، فتح مکران، خراسان کی فتح اور یزدگرد کی ہزیمت، مصر کی فتح، اسکندریہ کی فتح، حضرت عمرؓ کی شہادت، حصہ دوم نظام حکومت، ملک کی تقسیم، صوبہ جات اور اضلاع عہدہ داران ملکی، صیغہ محاصل، اور قسم کی آمدنیاں، صیغہ عدالت و افتا، فوجداری اور پولیس، بیت المال پبلک ورکس، صیغہ فوج، صیغہ تعلیم، صیغہ مذہبی، متفرق انتظامات، ذمی رعایا کے حقوق، غلامی کا رواج کم ہونا، آقاؤں کے لئے قوانین، سیاست و تدبیر عدل و انصاف امامت و اجتہاد، ذاتی حالات و عادات، ازدواج و اولاد، **ضخامت ۲۶۰**

قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر کل ۱؎ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

غوث اعظم

حضرت غوث پاک کی اس سے بڑی اس سے زیادہ مستند اور اس سے بہتر عام فہم سوانح عمری آج تک نہیں چھپی، آپ کے حالات، کرامات، تعلیمات، اور فیوض و برکات کا مبسوط تذکرہ ہے تین سو ساٹھ صفحات سفید اعلیٰ کاغذ مجلد قیمت تین روپے محصول ۱۱ر کل ۱۱؎

قیمت سے بڑی سوانح عمری

حمیدیہ پریس دہلی

عورتوں کے لیئے بالخصوص مردوں اور بچوں کے لئے بالعموم یعنی ہر اس فرد کیلیئے

جو مسلمان ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے

ضرورت ہے

کہ وہ احکام اسلامی سے واقف ہو، قوانین شرعیہ کا عالم ہو اور اوامر الٰہی کے آگے سر جھکا دے، جب ہی وہ سچا مسلمان ہے،

یوں تو بہت سے نیک کام ایسے ہیں جو غیر مسلم بھی کرتے ہیں، لیکن مسلمان کی ایک نیکی کا درجہ جو وہ خدا کا حکم سمجھ کر بجالائے غیر مسلم کیا ناواقف اور جاہل دبے خبر مسلمان کی اسی قسم کی نیکی سے بدرجہا زائد اجر کی مستحق ہے پھر کیا آپ ہر وہ اچھا کام جو روزمرہ کرتے ہیں اس کا بدلہ افزوں کرنا چاہتے ہیں یا وہی مال جو آپ کے پاس ہے زیادہ سے زیادہ داموں میں دینا چاہتے ہیں تو پھر آپ سب سے پہلے ایسی کتاب کا مطالعہ کیجے جس سے آپ کو ایک عالم مسلمان کا درجہ مل جائے اور اس کے بعد آپ کی ہر نیکی اور ہر بھلائی کا درجہ اب سے بدرجہا زائد ہو جائے گا۔ اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب جو اسلام کے تمام احکام و اوامر پر حاوی ہو،

بہشتی زیور

یہ ایک ہزار صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور گیارہ حصے

ہیں، پھر لکھی ہوئی بھی ایسے جید محدث کی جس کا ثانی قرن حاضرہ میں نہیں یعنی

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

مدظلہ کی وہ معرکۃ الآرا کتاب ہے جس کی ثانی نہ کوئی کتاب ہو سکی اور نہ ہوگی

حصہ ۱ الف ب سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان ۶۸ صفحات قیمت ۶

حصہ ۲ وضو طہارت، حیض و نفاس کے احکام نماز کے مسائل ۷۰ صفحات قیمت ۶

حصہ ۳ زکوٰۃ روزہ حج قربانی منت وغیرہ کے مسائل ۶۷ صفحات قیمت ۶

حصہ ۴ طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ کے احکام ۶۷ صفحات قیمت ۵

حصہ ۵ معاملات، حقوق، معاشرت زوجین اور قواعد تجوید ۶۷ صفحات قیمت ۶

حصہ ۶ اصلاح باطن، تہذیب و اخلاق، ذکر قیامت و جنت ۸۴ صفحات قیمت ۸

حصہ ۷ اصلاح رسوم، مروجہ شادی و غمی، میلاد عرس تیجہ وغیرہ ۶۸ صفحات قیمت ۵

حصہ ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں اور سیرت و اخلاق ۶۷ صفحات قیمت ۶

حصہ ۹ ضروری اور مفید علاج معالجے نسخے بچوں اور عورتوں کے لیے ۱۰۰ صفحات قیمت

حصہ ۱۰ دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب کتاب ۶۸ صفحات قیمت ۵

حصہ ۱۱ خاص مردوں کے لیے، پورے مسائل اسلامی اور مفید باتیں ۱۴۸ صفحات ۱۲

قیمت مجلد دو روپے کامل، حمیدیہ پریس دہلی محصول ۱۲ ار

غریبوں کا سستا علاج

کیونکر کیا جائے، یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ بہت سنجیدگی سے اس پر غور کرنے کی ضرورت تھی خدا کا شکر ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو گیا اور کتاب **علاج الغربا** مہیا ہو گئی، امیر تو ہر جگہ اپنے روپے کے زور پر تکالیف دور کر لیا کرتے تھے، لیکن غربا کی مشکل تھی کہ اگر وہ دو چار پیسے دوا دارو کے لیئے خرچ کرنا بھی چاہتے تو ان غریبوں کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا، الحمد للہ یہ کتاب منگا لینے کے بعد ہر دکھی سکھی ہو جائے گا، اور گھر بیٹھے اپنے اور متعلقین کے علاج سے بے نیاز ہو جائیں گے، اس کتاب میں سر سے پاؤں تک کی تمام بیماریوں کے علاج ہیں، اور ایک ایک مرض کے بیسیوں نسخے ہیں، پھر نسخوں میں یہ بھی التزام ہے کہ ایسی دوائیں ہوں جو کم قیمت اور سہل الحصول ہوں، یہ کتاب ایسی ہے کہ بلا ضرورت بھی ہر گھر میں رہنی چاہیے، کیونکہ اگر علاج کی ضرورت ہو، نہ پڑے تو فقط ما تقدم ہی تمام مرضوں کی آمد سے محفوظ رکھے گا، اسمیں ایسی گولیاں اور ایسے سفوف بھی ہیں جو مختلف صدہا بیماریوں میں کام آتے ہیں، اور دو چار آنوں میں سینکڑوں مریضوں کا بھلا ہو جاتا ہے **افضل الناس من خدمت الناس** حدیث شریف پر عمل کرنے والے مسلمان اس کتاب کے ذریعہ اجر آخرت کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں، کتاب کی ضخامت ۲۲۸ صفحات ہے اور قیمت ایک روپیہ ہے، لیکن حمیدیہ پریس دہلی سے ۸ر میں ملتی ہے محصول ڈاک بھی ۸ر ہی خرچ ہوتے ہیں اور کتابوں کو بھی ساتھ منگائیے جو محصول گراں نہ معلوم ہو،

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

فارسی زبان کے بیس ہزار الفاظ

کے لغات کی سستی کتاب

کریم اللغات

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے، وہاں سے جدید الطبع تصحیح شدہ نو ترتیب سستی ملتی ہے ... ۴۰۰ صفحات ۱۲ار

آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ آپ کی زبان اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے صحیح معنوں سے آپ واقف نہیں، اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے شرمندگی ہوتی ہے تو بہت غصہ آتا ہے، اتنی بڑی بات کے لیئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے جب یہ کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینہ میں آپ کی بول چال آپ کی تقریر میں نہایت موزوں برجستہ اور برمحل الفاظ آ جائیں گے، آپ کی تحریر بھی اور دلکش ہو جائے گی، اور بڑی بات تو یہ ہے کہ کبھی آپ کو اس قسم کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے گی جو ایک جاہل پڑھے لکھے آدمی کو الفاظ کے بے محل استعمال سے اٹھانی پڑتی ہے

لغت کی کتاب میں یہ سب سے بڑی کتاب ہے اور سب سے سستی کتاب ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۱۲ر محصول ڈاک ۷ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

ہر شخص حیرت میں ہے کہ عمدہ متر جم اور مجلد چرمی پشتہ قرآن کیونکر مل سکتا ہے

اور ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا تفسیر بھی بیان القرآن کی کاغذ بھی سفید گلیز ڈ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ بھی ہو کہیں دیکھا ہے یا سنا ہے

یہ سب حمیدیہ پریس دہلی کا مفید اور حیرت خیز کارنامہ ہے

اس گئی گذری کساد بازاری اور بے روزگاری میں جبکہ ہزاروں بہائی قوت لا یموت کے ساتھ دین کا دامن بھی چھوڑتے جاتے ہیں مترجم قرآن شریف کے خواہاں تھے لیکن زیادہ قیمتوں کی بنا پر مجبوراً خرید نہ سکتے تھے حمیدیہ پریس دہلی کی اولیت ہے کہ اس نے ایسا قرآن شریف ناظرین کے سامنے پیش کر دیا جو ترجمہ والا بھی ہو اور سستا بھی ہو، ترجمہ بھی مولوی اشرف علی صاحب کا ہو اور تفسیر بھی بیان القرآن سے ماخوذ تقطیع بھی کلاں ہو، غرض تمام وہ سامان ہو جسکا ایک مسلمان والہ و خواہاں ہو سکتا ہے اور لطف یہ کہ ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس میں قرآن شریف کے متعلق مزید ضروریات کا مل ہو، اور مجلد بھی چمڑے کا ہو،

تیار ہے اور اس کا نام ۲۸ خوبیوں والا یا غریبوں کا مترجم قرآن ہے صد ہا روز جا رہا ہے

اور حسب ذیل ۲۸ خوبیاں ہیں (۱) تعداد ہائے سورۂ قرآن شریف، ترتیب نزول، ترتیب تلاوت (۲) تلاوت قرآن شریف اور دوسری عبادتوں کا موازنہ اور تلاوت مع ترجمہ کی برتری (۳) قرآن شریف کا نزول کیونکر ہوا، اور جبریل کیونکر آیات قرآنی لاتے تھے احادیث صحیحہ سے اقتباس (۴) ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت میں فرق کیوں ہے (۵) تعلیم قرآنی کے فوائد اور اس کے اثرات و برکات (۶) تلاوت قرآن کا ثواب بصورت مختلفہ مثلاً نمازمیں تراویح میں مسجد میں، رات دن میں وغیرہ (۷) تلاوت کے آداب (۸) قرآن شریف کی فضیلت دوسری کتب سماوی میں (۹) اعوذ باللہ کے فضائل (۱۰) بیان فضائل سورۂ فاتحہ (۱۱) بیان فضائل سورۂ بقر (۱۲) فضائل سورہ انعام مع قبولیت (۱۳) بیان آیۃ الکرسی مع فضائل اور اس کے اعمال (۱۴) فضائل سورہ کہف اور اس کے آیات کا اثر مع قصہ اصحاب کہف (۱۵) سورہ یاسین کے فضائل و اعمال (۱۶) فضیلت سورۂ فتح اور اس کے اعمال (۱۷) فضیلت سورۂ ملک اور اس کے اعمال (۱۸) فضائل سورہ اخلاص مع اعمال (۱۹) فضائل سورۂ واقعہ مع اعمال برائے گرانی و باران رحمت (۲۰) سورہ مزمل کے خواص اور دفع بلیات کے عملیات (۲۱) فضائل معوذتین مع اعمال (۲۲) رسول کریم کی زیارت خواب میں ہو سکتی ہے، فضائل درود شریف (۲۳) رموز اوقاف (۲۴) تعداد آیات (۲۵) سوانح عمری رسول کریم (۲۶) فہرست ترتیب سورہ و آیات (۲۷) دعائے ختم القرآن مع فضائل (۲۸) **ضخامت ۷۴۰ صفحے** مع مقدمہ

کاغذ سفید دبیز ولایتی ساخت **چھپائی** خوب روشن سیاہ **مجلد** چرمی پشتہ **کتابت** کا اندازہ باعتبار خوشخطی اس نمونہ سے نہ کیجئے کیونکہ یہ نمونہ عربی سے ناواقف شخص کا ہے بلکہ اس سے خط کے جلی ہونے کا اندازہ کیجئے ہدیہ **مجلد ڈیڑھ روپیہ** مع مقدمہ محصولڈاک اب بڑھ گیا ہے۔ اس لیے ۱۵ ارکل ۱۲ میں جہاں جا ہے منگالیجئے **ایک منگائیے یا سو** رعایت مطلق نہیں ریل کے ذریعہ کم سے کم چار قرآن شریف منگائیے ورنہ کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا ریل کے ذریعہ منگانے والے پیشگی قیمت بھیجیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی، یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ ہر پارسل جو ریل کے ذریعہ منگایا جائے ۱۲ ار تو یہاں ہی خرچ ہو جاتے ہیں ابکی مرتبہ جلدیں بہت اعلیٰ درجہ کی طیار ہوئی ہیں

منیجر رسالہ مولوی دہلی سے منگائیے، کیونکہ رسالہ مولوی کے تمام نقصانات کی تلافی اور اسلامی احکام کی تبلیغ قرآن شریف کی ہی آمدنی سے ہوتی ہے،

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ

وہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۝

جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں بیشک

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا

اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور بڑے دیکھنے والے ہیں اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا

مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا۝ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا

کہ تم میرے سوا کوئی کارساز مت قرار دو، ان لوگوں کی نسل جنکو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا بے شک وہ

[illegible]

تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:- نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل، اسلام عقائد کی روشنی میں ملائکہ اور جنات انسان تمادہی ہے اور معجزہ بھی انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس وحی کی حقیقت نجات کا راستہ صداقت رسول، قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر بھروسہ زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ اسلام اور وحدت جہلا کی غرض و غایت رسول عربی کا رحم و کرم تفسیر سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ بعض اسرار و معارف وحدت و محبت کی تعلیم۔ آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین تمنا دل کا مرکز اسلام ہے، مرتبہ عبودیت صراط مستقیم سے گمراہی کے اسباب باقی اصل کتاب میں دیکھئے قیمت دس آنے محصول ۵ کل ۱۵ ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے ہی یہ تفسیر بہت اہم اور مفصل ہے ایک ایک واقعہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفاسیر کا عطر ہے اس کتاب میں اسی کے ساتھ نفس رسالت پر بہت پر زور بحث اور دلچسپ ہے۔

غرضکہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے اپنی آپ نظیر ہے ایسی لاجواب تفسیر آپ کی نظر سے نہ گذری ہوگی چھپائی لکھائی بہت صاف ہے کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ ر

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی اردو

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین زین العلماء حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی۔ یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا ایڈیشن چھپ کر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے سے قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت عہ ہے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے ریلوے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

معجز نما پنج سورہ مجلد

جدید ایڈیشن مع ہفت احزاب چشت

یہ نیا ایڈیشن ابھی تیار ہوا ہے پہلا مجموعہ ۱۶۸ صفحہ کا تھا لیکن یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اس میں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بہت سی مجرب و مفید دعائیں شامل ہوئی ہیں ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور خواص و فضائل اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول و ربط آیات و تفسیر کامل از مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف ہے کاغذ چھپائی حسب معمول بہت اعلیٰ ہیں اس میں حسب ذیل دس سورتیں ہیں سورہ یاسین سورہ رحمٰن سورہ فتح، سورہ واقعہ سورہ ملک سورہ مزمل سورہ جن سورہ کہف سورہ فلق سورہ ناس اس کے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد مع شش قفل معہ اسناد دعائے گنج العرش مع اسمائے حسنہ ۹۹ نام اسمائے رسول معہ اسناد شجرہ خاندان چشتیہ شجرہ قادریہ درود کبیر از حضرت غوث الاعظم اس کے تمام حواشی رجسٹرڈ ہیں جو اس مجموعہ کے لئے مخصوص ہیں قیمت اب ۱۲ ر ہی ہے اور محصول ڈاک ۷ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

دوزخ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان آئندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنے از روئے لغت مناجات توبہ توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب سرور دو عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر قبولیت توبہ ترک گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی لذت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی بڑھاپا استغفار عبادت دلی امید و بیم۔ عبد و معبود میں راز و نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری مواخذہ سے بے فکری۔ گناہوں کے نقصانات، نسخہ دافع مرض گناہ۔ اس کے علاوہ بہت سے مضامین ہیں قیمت دس آنے محصول ۶ ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مرنیکے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کا حل معلوم کرنے کے لئے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے:-

فلسفہ روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عبادت سکرات موت، تلقین جسم سے روح کا و نقل عہد میثاق روح حیوانی جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان شکر نیک روحیں علیین ابرار و مقربین برا خاتمہ بری روحیں سجین۔ کفار کی ارواح سوال و جواب منکر نکیر عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ جنازہ کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی کھانا کھلانا، نجات اخروی مردوں کو کیا چیز پہنچتی ہے۔ دوسرے حصہ میں ۳۳ اصحاب کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال جنہوں مرنے کے بعد دوسری دنیا کے حالات اپنے احباب کو بتلائے قیمت ۲ ر

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اسلئے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپکی دعائیں بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونیکے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ اولاد ہیں صاحب اولاد ہوجائیںگے اگر مفلس ہیں تو زردار ہوجائینگے مقدمات کی پریشانی ہے تو فائز المرام ہوجائینگے اور آپ کی ہر پریشانی رفع ہوجائیگی غرض آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنیکے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے

نہایت چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے پس تم جو خدا سے مانگو گے وہ دیگا لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل پانچ حصے ہیں۔

صلوۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانیوالی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں ترجمہ تفسیر مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے۔

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرفعلی صاحب کا ہے بہت ہی پر اثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے۔

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرفعلی صاحب اسمیں کوئی ضرورت الہی نہیں جس کے لئے دعا نہ ہو اور مولانا نے اس کے مانگنے کا طریقہ **تتمۂ دعائے مقبول** نہ بتایا ہو ہفت احزاب میں مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت پر اثر مناجاتیں ہیں

حزب البحر دعائے مترجم مع اعمال از حضرت مولانا اشرف علی صاحب کامل پانچوں جز مجلد خاشدہ قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر کل (۱۸ر)

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

رسول کی دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معمولات سے پر اثر وظائف لکھے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آجتک کسی کو شک نہ ہوا نہ ہوگا اس میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے اہلبیت اور صحابہ و ازواج کو حضور نے تلقین فرمائیں اور وہ بھی دعائیں ہیں جو صلحائے امت نے اپنے مریدوں کو تلقین کیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں حضور کے صحابہ کو پڑھائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اپنے اندر جتنا بھی اثر رکھیں تھوڑا ہے ایک مختصر فہرست مضامین یہ ہے فضیلت دعا آداب دعا حضور کی دعائیں عائشہ صدیقہ فاطمۃ الزہرا ابوبکر صدیق بریدہ سلمیٰ قبیصہ ابودردا ابراہیم خلیل اللہ عیسیٰ خضر معروف کرخی عتبہ آدم علی وغیرہ ہم بزرگان دین کی دعائیں احادیث و عربی دعاؤں پر صحیح اعراب ہیں ضخامت ۱۲۸ صفحات قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ کوئی دل ہو کسی مومرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بنجائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہو یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق یہ سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہوسکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جسکے زیر کائنات ہوجاتی ہے اور اس کا عامل **جو بھی چاہے وہ کرسکتا ہے** یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کردیا جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کو اچھا کیا یہ تو نقد فائدہ ہیں اب قرض کے فائدہ سن لیجئے اس کتاب کی عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہوجاتا ہے یہ سورۃ آیۃ الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان ہو سکتا ہو قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہوچکے ہوں گے خوشا نصیب زہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کردیا اور درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ لازمی ہوجاتی ہے۔

چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شایع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کئے ہیں جنہوں نے حضرت رسول کریم کی زیارت جن جن طریقوں سے کی حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت بے بہا عام ہوگئی اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

گھر کا مولوی

منادا ذرد واعظین کی کثرت ملک کی موجودہ فرقہ نامانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ نو مسلم مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے میں پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر موقعہ سے اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اور اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب انار سعید کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلدیں شایع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ انھیں آسانی ہو اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام ان احکامات کا بیان ہے جو آیات قرآن مجید واحادیث میں مذکور ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا گیا ہے اور جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے بڑے ۱۴۰ دوسری جلد کے ۱۸۴ صفحات قیمت ہر دو مجلد عار محصولڈاک ۹ر کل عہ۹ر (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر ہے جس کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورۃ یاد نہ ہو ہر بالغ پر نماز فرض ہے اور نماز بغیر الحمد شریف کے نہیں ہوتی اچھا زبانی تو آپ سب کو یہ سورت یاد ہوگی لیکن آپ نے سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحہ پر ہو گئے اور اولیاء اللہ کی وہ حکایات عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائینگے حضرت مولانا احمد سعید صاحب یومیہ دار سرکار نظام کی لکھی ہوئی ہے حنفی عقائد کا آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا اشکال بھی ہیں ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت بلحاظ ضخامت اور بلحاظ محنت تالیف عہ ہونی ضروری تھی لیکن رسول نمبر کی ضرورت کو پیش نظر رکھکر اس کی قیمت بارہ آنے۔

محصول ڈاک ۶ر کل عہ۲ر میں پہنچ جائیگی۔

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تازیانہ شیطان

یعنی شرح تعوذ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اس میں درج ہے

شیطان کے بارے میں قرآن شریف کی جس قدر آیات آئی ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان۔

شیطان کی سوانح عمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کے دشمنانہ کرتوت، شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں۔

آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے تمام پیغمبروں کے ساتھ مکر شیطان اور اس کے نتایج اس طرح بیان کئے ہیں کہ انسان اس سے صراط مستقیم پر آ جاتا ہے یہ کتاب تمام انسانوں اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے ایک بیش بہا نعمت ثابت ہو رہی ہے ۱۲۰ صفحات قیمت ۱۰ر محصول ۶ر کل ایک روپیہ۔

شرح کریما۔ اس میں ہر شعر کی تفسیر اس کے نکات اور معارف بیان کئے گئے ہیں قیمت ۶ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب منقطع ہو جائیں انسان تنگ و مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد وظائف ہے یہی ایسا دکھان کا آخری زینہ ہے جہاں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراء کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف جادو کو ہے چونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا مرتبہ کا آزمودہ اور مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے فوراً فائز المرام ہوا اس میں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو قیمت دس آنہ محصول ۴ر کل عہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اعمال کی چھ کتابیں

یہ وہ اعمال ہیں جن کو اکابرین مشائخ نے پسند فرمایا ہے اکثر بہت لوگ ان سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں حضرت خواجہ حسن نظامی نے بھی انکو اپنے مریدین کے لئے مخصوص فرمایا ہے جو حسب ذیل ہیں

اعمال سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف کے وہ عملیات جو حضرت ابن عربی علامہ بونی حقی شاذلی کے مجربہ ہیں مع زکوٰۃ و موکل ۴ر

اعمال آیۃ الکرسی مع اسناد و خواص و اعمال آیۃ الکرسی کے صدہا مجرب اعمال اس میں درج ہیں مع موکل و زکوٰۃ ۴ر

اعمال سورہ مزمل مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ جس میں سورہ مزمل کے بڑے مستند اور مجرب اعمال ہیں قیمت ۶ر

اعمال سورہ یاسین مع موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ فقراء کے اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہیں بہت مجرب ہیں قیمت ۵ر

اعمال سورہ والشمس با موکل و طریقہ ہائے زکوٰۃ و خواص از حضرت عبد القادر جیلانی ہر عمل مجرب اور ہر ایک خاص عمل ہے ۴ر

اعمال سورہ اخلاص با موکل طریقہ زکوٰۃ حب بغض کے صدہا جلالی و جمالی نقوش ۶ر ہر کتاب علیحدہ علیحدہ محصول خرچ ہوگا اور صرف ۲ر خرچ ہوں گے منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے۔

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کا میابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کر کے بنا دیں لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بیکار ہے گا ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر رکھ کر خارجی معالجہ سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں اگر آپ کو ایک کی زیر ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا ان کا نام دعائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے ان کتابوں میں سر سے لیکر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقینی دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا علاج ان کتابوں میں نہ ہو قیمت کامل ۱۰ر محصول ۶ر کل ۱۲ر (حمیدیہ پریس دہلی)

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدسہ کا کیا حال ہوگا جب فرزندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سروپا برہنہ بے یار و مددگار جانور کی طرح گھسیٹے جارہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بہ جگہ میر انیس کے مرثیے بھی لئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثری مرثیے بھی لے گئے ہیں جو اس قدر المناک ہیں کہ ہچکی بندھ جاتی ہے دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

سیدہ کا لال

مصور غم علامہ راشد الخیری کا سحر نگار قلم کے ہزار دل گھائل دل موجود ہیں جب وہ فرضی افسانوں میں سخت سے سخت دل کو موم بنا دیتے ہیں تو یہ تو واقعہ ہی اپنی جگہ بجد دردناک ہے اس کے مضامین جتنے بھی اندوہناک ہوں کم ہیں اس کتاب کے دو حصے ہیں اور دونوں یکجا ہیں اول میں حضرت خدیجہ کے احسان اسلام پر حضرت عثمانؓ و علیؓ کی شہادتیں دردناک نثر کے مرثیے جنگ جمل جنگ صفین شیعہ سنی کے اختلافات کی ترقیاں بنی امیہ کی کوشش امیر معاویہ کی سیاست امام حسین علیہ السلام کی شہادت یزید کی حکومت کی پوری کیفیت درج ہے دوسرے حصہ میں مراثی کربلا میں حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت بی بی زینب کا میدان کربلا میں اپنا اور ان کے بچوں کی شہادت شہادت حضرت عباس حضرت قاسم حضرت علی اکبر کربلا کا تنہا شہید بیمار صغرا کی قاصد سیدہ کے لال کی شہادت خانماں برباد سیدانیاں ابن زیاد اور یزید کے دربار شیعہ سنی کے اختلافات پر تبصرہ قاتلان حسین کا انجام غرض تمام کتاب اس قدر دردانگیز ہے کہ بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھی جاسکتی گو نثر کے مرثیے لکھے ہیں نہایت دردناک ہیں قیمت عہ محصول ۵ر کل عہ ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں سے یا جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضائع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے صحیح فالنامے ایسے لکھے ہیں جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرانیہ لکھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہمارا دعوی ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو آپکا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض باحسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی یہی وجہ ہے ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھکر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شایع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میاں اور بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انھیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہیئے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی ذرا سی غلطی اس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے فرمان رسالت سے خبر کر دیا ہے یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو جنت کی شاہراہ پر پہنچائے گی یہ کتاب آزردہ اور کبیدہ دلوں کو یکجان کر دے گی قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ہوتا اول تو لاکھوں میں سے ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لیکر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھئے جس میں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کرکے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں اور دن کے کس حصہ یا مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعریف ہوتا ہے شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۶ر کل عہ ۱۴ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

کیا آپکو بات کرنی آتی ہے

اگر خدانخواستہ آپ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ کی گفتگو میں شیرینی نہیں ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو کتاب **فن خطابت** ملاحظہ فرمائیے اور اس کی ہزارہا ہدایتوں پر عمل کیجئے اور پھر دیکھئے کہ الفاظ طلسم بنجائیں گے آپ کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی پیدا ہو جائے گی ہر محفل اور ہر مجلس میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ کی جادو بیانی عزیز و اقارب ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے۔ اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اسی طرح آپ لوگوں کے دلوں پر قبضہ کر لیں گے

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

پتہ یہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

شاہان بغداد و ترکی نے جہاں بانی کے سب مراحل طے کرنے کے بعد جب تعیش ذاتی کی وادی میں قدم رکھا تو ارباب ہنر نے لذت کے سرچشمہ عورت ایسے ایسے عجیب انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق کر سکتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے روئیں روئیں سے تلاش کیں اور اسی طرح مرد کی قوت انسانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انسان بظاہر ضعیف البنیان اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا حامل ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی ہے جو ذرا سی ترکیب اور جنبش کے بعد ہزاروں ہارس پاور کی طاقت نمایاں کر دیتا ہے اور ایک دو نہیں صدہا ترکیبیں ایسی ہیں جو ایک نہیں چار چار عورتوں کو مسخر کر سکتا ہے چٹکیے سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمال نے اپنی مجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں کہ صدہا معجونیں ایک طرف اور ایک حکایت کے سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائکلوپیڈیا ہے ۲۹۰ صفحات قیمت عہ محصول ۷ ر کل ۴ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بوعلی سینا باتصویر یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب ٹوٹکے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شامل کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ وہی لطف حاصل کر سکیں گے جو بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کر سکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ہیں۔

قیمت عہ محصول ۷ ر کل عہ ۷ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھایئے اور مآل لطف یعنی بچوں کے جھنجھٹ سے رستگاری پائی اسی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفریں لذت اسوقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کا توانہ محفوظ رہنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جسکو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھکر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول یورپ و امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر ہے قیمت عہ ر محصول ۷ ر کل ۴ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید صابر علی ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخر تصنیف ہے اور لتاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۱۷۶ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۷ ر کل عہ

(حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے)

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے محبوبہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب **عورت** پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضیکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو آپ پڑھکر ہر قسم کی کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت دو سو صفحات

قیمت دو روپے محصول ۷ ر کل عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور راز دروں کو نہایت وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی مسرتوں کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی مکمل طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شایع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی و معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۷ ر کل ۴ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

مجربات طبی

اب ہر شخص لائق طبیب اور بہترین معالج ہو سکتا ہے کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب تیار ہو گئی ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کئے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور و نامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی مرحوم و دانشمند الاطبا حکیم نور الدین صاحب بھیروی مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل اور لائق طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کے کل امراض کا مفصل حال ان کی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اپنے خویش و اقارب اور بال بچوں اور عزیزوں دوستوں کا کماحقہ علاج کر سکتا ہے اور ہر مرض کی مختلف قسمیں لکھکر بتایا ہے کہ اس قسم کے مرض کے لئے ایسا نسخہ کارگر ہوگا مردوں اور عورتوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور ان کا مجرب و زود اثر علاج خاص طور پر لکھا گیا ہے ۱۹۳۱ء کی سب سے بہتر کتاب ہے ضخامت ۲۰۰ قیمت مجلد ۱۲؍ محصول ۸؍ کل ۲؍۴ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کر دئیے ہیں معمولی عقل کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنا اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے اگر چند روزہ استقلال سے کام کرتا رہا تو یقیناً ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کا مالک بن سکتا ہے اس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت ہر قسم کے اچار مربے ڈالنے کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب کے نسخے امرت دھارا کے نسخے بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں کے طیار کرنے اور ان کو فروخت کرنے کے لئے مشورہ ڈبل روٹی بسکٹ کیک بنانا نقلی سونا نقلی چاندی نقلی ہیرا بنانا فوٹو گرافی گھڑی سازی عطاری حکمت صدہا قسم کے صابون بنانے کے طریقے غرض کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو مصنف کا دعوے ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آج تک شایع نہیں ہوئی قیمت عہ محصول ۶؍ کل عہ؍

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معلومات تجارت

کے لئے سب سے بہتر کتاب مبادی تجارت ہے اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے کہ ایک اور صرف ایک مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جس قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے صفحات میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے مبادی تجارت سے بہتر آج تک اردو میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد تیار ہوئی ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صدہا انسان اپنی ناکام زندگی کامیاب بنا چکے ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کے صدہا صفحوں میں سے ایک صفحہ ایک عملی آدمی کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے اور اسے مفلس سے لکھپتی بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل و سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک سمجھدار بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپے پیدا کر سکتا ہے کتاب غیر مفید ہو تو واپس کر دیجئے۔

یہ کتاب بلحاظ کے بہتر اور بقیمت بہتر ہے ہر وہ شخص جو تجارت کر رہا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اپنی آمدنی کو کافی بڑھا سکتا ہے

قیمت عا؍ محصول ۶؍ کل ع۶؍ (حمیدیہ پریس دہلی)

خاموش تجارت

یہ صرف اشتہاری تجارت ہے اس میں کسی سرمایہ کی ضرورت نہیں جس قدر اشتہارات لکھنے اور اشتہارات کو کامیاب صورت میں لانے کی سعی کی جائے گی اتنی ہی دولت ہاتھ آئے گی کتاب **فن اشتہار نویسی** اس سلسلہ کی بہترین کتاب ہے اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد روپیہ پیدا کرنے کی صدہا راہیں خود بخود انسان کے سامنے آ جاتی ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کی مدد سے ہوشیار تاجر اپنے شہر اندر گرد و نواح کی اشیا امریکہ تک بھیج رہے ہیں یہ کتاب ایک تاجر کے لئے سرمایہ سے بھی زیادہ ضروری ہے اور غیر تاجر کے لئے فرصت کے اوقات میں دولت کمانے کا ذریعہ ہے اس کتاب میں اشتہار دینے کے نہایت عمدہ اور دلنشین ہو جانے والے طریقے درج ہیں اس کتاب میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ کس قسم کی چیز ولیسی کا اشتہار کہاں کہاں کامیاب ہو سکتا ہے صرف اسی ایک کتاب کی مدد سے ایک شخص جو اپنی دماغی قوتوں سے کام لینا چاہتا ہے ہزاروں روپیہ کی آمدنی پیدا کر سکتا ہے

محصول ۵؍ ۱۲؍ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

دوکانداری

بھی ایک مستقل فن ہے آپ کو ہر شہر اور قصبہ میں ہزارہا دوکاندار دکھائی دیتے ہیں لیکن ان میں صدہا ایسے ہیں جن کو دوکانداری نہیں آتی **فن دوکانداری** پڑھ لینے کے بعد ایک نیا تاجر کامیاب تاجر اور پرانا تاجر ملک التجار بن سکتا ہے یہی وہ اصول ہیں جن کی بدولت امریکہ میں دولت کی بارش ہوتی ہے اگر آپ بھی ان اصولوں پر کاربند ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ بھی امریکہ کی طرح دولتمند نہ ہوں اس کتاب کے اصولوں پر عمل کر کے صدہا تاجروں نے وہ کامیابی حاصل کی ہے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی اس کتاب میں سرمایہ کی مقدار دوکان کا موقعہ خوش خلقی کے اصول گاہک کو گرویدہ کرنا دوکان کی آراستگی حساب کی ضرورت نقد و قرض کے طریقہ اور دوکانداری کے وہ وہ فن بتلائے ہیں کہ لوگ پڑھنے کے بعد حیرت میں رہ جائینگے اور اس پر متاسف ہوں گے کہ انہوں نے یہ کتاب پہلے کیوں نہ پڑھی۔

قیمت ۱۲؍ محصول ۵؍ کل ۱؍

پتہ حمیدیہ پریس دہلی

مراسلات تجارت

کاروبار کے سلسلہ میں خط و کتابت و مراسلت کو بھی بڑا دخل ہے جن لوگوں کو اس پر کافی عبور ہے وہ بہت کامیاب تاجر ہیں اس لئے ہر اس تاجر کو جسے اپنے کاروبار کے سلسلہ میں خطوط لکھنے پڑتے ہوں اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے اس کتاب میں علاوہ خطوط و حساب کے رجسٹروں بہی کھاتوں لیجر ہیڈ بنوانا رجسٹرڈ نام کرانے پیٹنٹ کرانے اور ان کے پتے غرضکہ تجارت کے سلسلہ میں جس قدر کاغذات کی ضرورت ہے سب اس میں موجود اس فن میں یہ کتاب آپ اپنی نظیر ہے۔

اگر آپ نے اس کتاب کو منگا کر اس کے بتائے ہوئے قاعدوں پر عمل کر لیا تو پھر آپ باوجود تھوڑے سرمایہ دار ہونے کے شہرت کے اعتبار سے بہت زیادہ بلند ہو جائینگے تجارت میں شہرت اور امانت ہی بڑی چیز ہے اور جس تاجر کو یہ دونوں چیزیں میسر ہیں اس کی کامیابی یقینی ہے قیمت عہ محصول ۶؍ کل عہ؍

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مصطفےٰ کمال پاشا

کونسا مسلمان ہے جو اس نامور مسلمان کے حالات معلوم کرنا نہیں چاہتا یہ کتاب بھی اب نایاب ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں ابتدائی حالات قومی تحریک قوم پرستوں کی پہلی کارروائی ارض روم کی پہلی کورنری قسطنطنیہ سے قطع تعلق قوم پرست حکومت کا اعلان غازی موصوف کو موت کا حکم ملکی لڑائی ارمینیا فرانس یونان پھر سقاریہ کی لڑائیاں ترکی مطالبات یونانیوں کی حماقت ترکوں کا عزم صمیم ہندوستانی مسلمانوں کی معاونت غازی کا ایثار مفتوح ہنیں فاتح تاریخی اور جغرافیائی حالات انگورہ اناطولیا اور سمرنا بالشویک اور ٹرکی معاہدہ روسی معاہدہ کا اثر یورپ پر شیخ سنوسی اور مصطفےٰ کمال شیخ کی پیشگوئی اور خط دلوار کی برکت، افغانستان اور خارجی تعلقات تاجدار افغانستان کی معاونت سفرا کی آمد و رفت غازی مصطفےٰ کے ایران سے تعلقات جدید سفارت ترکان احرار سے جرمن اخبارات کی ہمدردی ۔ سلطنت عثمانیہ کا اختتام از جدید ٹرکی زندہ باد۔ ضخامت ۱۶۸ صفحات مع فوٹو قیمت عہ رعایتی ۱۰ر محصول ۶ر کل ۱؎

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ترکان احرار

وہ جنہوں نے اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو پار لگایا اور بفضل خدا ڈوبنے سے بچایا وہ جنہوں نے یورپ کی ریشہ دوانیوں کو ملیامیٹ کیا اور وہ جنھوں نے توپوں کے سامنے سینے کھولدئے ان حالات کے پڑھنے سے مردہ دلوں میں حریت و آزادی کی لہر اٹھہ آتی ہے اس کتاب میں حسب ذیل نامور احرارین کے حالات ہیں۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا غازی انور پاشا غازی طلعت پاشا۔ غازی محمود شوکت پاشا، حقی پاشا، غازی محمود مختار پاشا غازی شکری پاشا حسین حلمی پاشا جنرل عبداللہ پاشا حاجی عادل بے، جاوید بے غازی فتحی بے شوکت بلقیس خانم۔ غازی رئوف بے نوری صبیب چاوش خالدہ خانم۔ سعد زاغلول پاشا عزیز بے حلمی شیخ سنوسی۔

ضخامت ۱۶۰ صفحات مع تصاویر غازیان قیمت ایک روپیہ رعایتی دس آنے محصول ۶ر کل ۱؎

پتہ یہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

جنگ یونان و ٹرکی

یونان کے ڈاکوؤں کی جیرہ دستیاں جو یورپ کی شہ پر ہوئیں اور ان لٹیروں نے جس بیدردی سے مسلمانوں کو قتل غارت کیا ہے یہ کتاب اس کی مرقع ہے موٹے موٹے واقعات کی فہرست یہ ہے:۔

تھریس پر یونانی چڑھائی۔ جعفر طیار کی مردانگی۔ ایڈریانوپل کی لڑائی یونانی قبضہ اور ہلاکت خیزیاں سمرنا میں یونانی مظالم تحقیقاتی کمیشن کے نتائج یونانی وحشیوں نے کس طرح بچوں اور عورتوں کو ذبح کیا ترکوں کی فتح عظیم فتح کے بعد ترکوں کا عفو و کرم اس جنگ میں ۲ ہزار یونانی مرے انگورہ میں حکومت کا استقلال غازی عصمت پاشا کی تصریحات یونانی اخبار میں ماتم یورپ کے وزرا کی ماتم پرسیاں پیرس میں صلح کانفرنس تخلیہ ایشیائے کوچک تھریس کی آبادیوں کا تبادلہ قسطنطنیہ پر احرار کا قبضہ اور نئی حکومت کا نظم و نسق اس کتاب کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ۸ کروڑ مسلمانوں پر حکومت کرنیوالی انگریزی حکومت نے مسلمانوں کیساتھ کیا سلوک کیا قیمت عہ رعایتی ۱۰ر کل ع۱ر

(حمیدیہ پریس دہلی)

مبلغ اسلام دو عورتیں

ایک حلیمہ خانم جس نے بڑے بڑے نودبان اور یورپ سے پچاس پنڈتوں سے مباحثہ کیا اور سب کے چھکے چھڑا دیے اور ویدانتیوں نے بغلیں جھانکیں بالآخر ہار مان کر چلے گئے اس عورت نے کمال کردیا یہ عجیب و غریب مناظرہ کی کتاب ہے اس کی قیمت رعایتی ۱۰ر ہے

دوسری **ساوتری** یہ ہندو جنم کی استری ہے جس نے اپنے علم اپنی ذہانت سے اسلام کو دیکھا، پرکھا موازنہ و مقابلہ کیا اس کے فطری قوانین نے بالآخر موہ لیا پھر نہ صرف یہ کہ اس سعید دیوی نے آغوش اسلام میں جگہ پائی اور اپنے ساتھ سارے خاندان کو راہ ہدایت دکھائی پھر اس خاندان کا بچہ بچہ عاشق اسلام ہوا۔

یہ دونوں کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں تاکہ انھیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ ہو سکے اس کی قیمت ۸ر دونوں ساتھ منگائیے تو ایک روپیہ کی اور ۷ر محصول ڈاک کل ع۱ر

پتہ

حمیدیہ پریس ۔ دہلی

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت، بچوں کی تندرستی اور صحت کے لئے ہر ماں باپ ہر وقت جویاں رہتا ہے لیکن اپنی نا اہلی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی بیماریوں کا اکثر خود موجب ہو جاتا ہے جب ہر شخص کی یہ دلی تمنا ہے کہ اس کا بچہ تندرست رہے اور مضبوط تو پھر ہر گھر میں کتاب **محافظ الصبیان** بھی ضرور ہونی چاہیئے یہ کتاب انشاءاللہ ایسا موقعہ ہی نہ آنے دیگی کہ آپ کا پیارا بچہ کسی موذی یا شدید مرض میں مبتلا ہو اس لئے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد بچے کی ابتدائے حیات سے جوانی تک کے ہونیوالے امراض کی تشریح اسباب و علل اور حفظ ماتقدم کا پروگرام ہے اور ایسی آسان اور سہل شناختیں بتلائی ہیں کہ ہر شخص اس کے ذریعہ اپنے بچہ کی حفاظت کر سکتا ہے ہر چھوٹے بڑے مرض کا دیسی یونانی انگریزی علاج ہے اور ساتھ ہی بہت ہی آسان ٹوٹکے بھی ہیں اکثر تو کوڑیوں کے نسخے ہیں قیمت عہ رعایتی ۸ر محصول ۷ر کل ۱۵ر

حمیدیہ پریس ۔ دہلی

صحت النساء

عورتیں جہاں اپنے شباب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانے پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان حظ لذائذ کے لئے ہر وقت آلہ کار بنی رہتی ہیں مگر کاش کچھ کچھ صلہ مردوں سے ملنا تو چاہیے تھا مگر مردکی خود غرضیاں سوائے اپنے لطف کے دوسری طرف نگاہ ہی نہیں رکھتیں اور ابتدائی افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر انھیں سے دوچار ہونا پڑتا ہے نیز جب دو چار بچے ہو جاتے ہیں تو پھر مردوں کی طرف سے جو لاپرواہی ہوتی ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عورتیں موذی امراض کا شکار نہ ہوں تو آپ کتاب لاجواب **صحت النسا** کو ہمیشہ اپنے پاس رکھیئے یہ عورتوں کے ہر چھوٹے بڑے مرض کے لئے طبیب اعظم ہے آپ خواہ کسی مقام پر ہوں اپنی بیبیوں کو آنے والے خطرات سے ہر وقت محفوظ رکھ سکتے ہیں اس میں ہر مرض کی انگریزی یونانی دیسی دوائیاں ہیں اور ہر مرض کے حفظ ماتقدم کی بسیط ہدایات ہیں ۲۰۰ صفحے کے قریب ضخامت ہے قیمت ؏ر رعایتی صرف ۸ر محصول ۷ر کل ۱۵ر

حمیدیہ پریس دہلی

سَو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے مُلّا واحدی صاحب ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

ایک ہفتہ کے استعمال میں بیصد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے۔ تا دمِ مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہی ہر روز ..... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بجز تین چار ..... طبیعت کو قرار نہ ہوگا یہ نسخہ بہ سلسلۂ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا۔ جو بطور یادگار پس ماندگان درج ہذا کیا۔ یہ نسخہ حقیقی درست و صحیح میری اوائل عمر میں ایک وقت طیار ہوا تھا۔ راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسّی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول بھی چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر و منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے۔ پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اسکا نام **معجون مددگار غدود** ہے۔

جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار غدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک) لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو اُن سے سات خوراکوں کے صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجوں گا بشرطیکہ فقط یہ کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلا دیں۔ سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی

(نوٹ) جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار غدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار غدود صرف قوت کی دوا ہے۔ جریان کے مریضوں کے لئے معجون **کایا پلٹ** مفید ہوگی قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے (علاوہ محصول ڈاک)

پتہ

مینجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس سے بچائیے

"صحبت ناجنس عذاب ست الیم" کیا آپ نے کبھی نہیں سُنا۔ روحانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہو جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی جب ہی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پا لیتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹی کا بنا ہوا

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

ملا کیجئے۔ اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں بتایا تھا۔ جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے۔ یہ منجن ہندوستانیوں کے لئے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج اُن کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے۔ دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں کیا پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے چھو جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا۔ اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے ہر درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگایا ہے جسکا پتا بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے لہٰذا فیشن پرستی کو چھوڑیے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجئے

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہو سکتی ہیں۔ ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں کو بھی جنکی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں فائدہ دیتا ہے۔ مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھہرتا۔ مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائیریا کہتے ہیں اس کی یہ بہترین دوا ہے۔ دانتوں نے جڑیں نہ چھوڑ دی ہوں تو دانت جُڑ جاتے ہیں۔ غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجئے۔ پھر اس کے سوا آپکو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کو اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپکے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپکے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بھیجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے۔ یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے ایک شیشی کی قیمت ۸ ہے محصول ایک شیشی پر ۵ لگتا ہے۔ دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو ۲ کے ٹکٹ کافی ہوتے ہیں۔

پتہ **مینجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی**

اگر آپ اپنی تندرستی قائم رکھنی چاہتے ہیں تو صفحہ ۱۶۹ سے ۱۸۴ تک ضرور ملاحظہ کیجئے۔ ضرورت ہو تو کارڈ لکھکر مکمل فہرست منگالیجئے

فہرست مجربات مسیح الملک

دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

زیر سرپرستی و نگرانی

عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب خلف رشید مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم

حضرت مسیح الملک مرحوم کے مجربات اور مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب کی نگرانی ایسی خصوصیات ہیں جو تمام دنیا میں اس دواخانہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور جو ادویات کے بہترین ہونیکا کافی ثبوت ہیں

ہمیشہ اس پتہ پر خط لکھئے :- دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

کے

تجارتی قواعد وضوابط

فرمایش سے پہلے ان کو ضرور ملاحظہ فرمالیجئے

نام وپتہ خوشخط لکھیں۔ اگر تعمیل میں دیر ہو تو سمجھ لیجئے کہ پتہ صاف پڑھا نہیں گیا۔ لہٰذا دوبارہ یاددہانی کیجئے۔ کارخانہ میں ہر آرڈر کی تعمیل اسی دن یا دوسرے دن کیجاتی ہے۔ فرمایش لکھتے وقت یہ ضرور لکھدیا کیجئے کہ اگر کوئی دوا تیار نہو تو اس کو چھوڑکر باقی دوائیں روانہ کردیجائیں یا تیاری کا انتظار کیا جائے۔

جواب طلب امور کیلئے پانچ پیسے کا ٹکٹ ضرور آنا چاہیے۔

ہمیشہ اس پتہ پر خط لکھئے دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی کے امتیازات

(۱) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہی کہ حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب مرحوم اور انکے خلف الرشید عالیجناب مسیح الملک حکیم محمد جمیل خانصاحب رئیس اعظم دہلی کے مجربات خاص الخاص صرف اسی دواخانہ سے مل سکتے ہیں اور مسیح الملک خود اس کے ہر شعبہ کے نگراں ہیں۔

(۲) دواخانہ حکیم جمیل خاں کی دواؤں کا پیکنگ نہایت خوشنما دیدہ زیب اور انگریزی پیٹنٹ دواؤں کے مانند ہوتا ہے

(۳) دواخانہ حکیم جمیل خاں سے دوا منگانیوالے اپنے گھر بیٹھے ہوئے براہ راست مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب کے علاج و مشورہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح الملک کے خاص الخاص مجربات کے کرشمے دیکھنے کا موقع انکو مل سکتا ہی۔ اور یہ بات دواخانہ حکیم جمیل خاں کے سوا کسی دواخانہ کو میسر نہیں

(۴) آپ سے استدعا ہی کہ ہر شخص کے کانوں تک آپ اس دواخانہ کا نام پہونچا دیں۔

اپیل

اپنے والد صاحب قبلہ مرحوم کے احباب اور لاکھوں عقیدتمندوں اور اپنے دوستوں عقیدتمندوں اور فنی بھائیوں سی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس دواخانہ سی ایک مرتبہ ضرور منگائیں اسکے بعد جس دواخانہ سی چاہیں معاملہ رکھیں اس دواخانہ کی براہِ راست میں نگرانی کرتا ہوں خریدار کے ہر نقصان کی تلافی اطلاع ملتے ہی کرا دیجاتی ہی یقین کیجئے کہ یہ دواخانہ خود فائدہ حاصل کرنیکے لئے نہیں ہی بلکہ آپکو اور خریدار کو فائدہ پہنچانیکی لئے ہی۔ جمیل

یاد رکھیئے کارڈ کے دام چونکہ زیادہ ہوگئے ہیں اسلئے آیندہ سے ہم بغیر جوابی کارڈ آئے کسی جواب طلب امر کا جواب نہیں دیں گے۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کا زندہ کرشمہ

مایوس بیماروں کو خوشخبری

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم پر جو خدا کی رحمتیں تھیں ان کا زندہ کرشمہ ان کے فرزند رشید فخر خاندان مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب کی ذات گرامی ہے، اور ہر شخص کی زبان پر زندہ مسیح الملک کا نام ہے۔ آپ کس غور و ہمدردی سے ہر امیر غریب کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور کیسے کیسے الجھے ہوئے مریض حیرت انگیز طور پر آپ سے شفا حاصل کر رہے ہیں اس کا اور نیز مسیح الملک مرحوم نے جو اپنی تمام زندگی دوسروں کی بھلائی اور نفع رسانی پر قربان کر دی دونوں کا مقتضی یہی تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی نوازش بے پایاں سے بہرہ مند کر دے۔ اور ایسا ہی ہوا ہے۔

زندہ مسیح الملک اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کے جس ذخیرۂ مجربات کے واحد وارث اور مالک ہیں اُن سے وہ بیشمار بیماروں کو ایسا نفع پہنچا چکے ہیں جو صرف انہیں کا حصہ ہے۔ کیونکہ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے مجربات کا صحیح محل استعمال جیسا کہ وہ جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں ظاہر ہے کہ دوسرا نہیں جان سکتا۔ یہ مجربات جو کم سے کم قیمتوں پر ہر خاص و عام کو دواخانہ حکیم جمیل خاں سے دیئے جا رہے ہیں اور یہ صرف اس لئے کہ ہر طرح کے بیمار خاطر خواہ نفع اٹھائیں اور مسیح الملک مرحوم کی حقیقی عظمت اور فیض رسانی کا ایک عالمگیر مظاہرہ ہوتا رہے۔ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے اسکے ایک ایک لفظ میں صداقت اور ذمہ داری ہے۔ کیونکہ کسی پروپگنڈے کی نہ مسیح الملک مرحوم کو ضرورت تھی اور نہ آج مسیح الملک

حکیم محمد جمیل خاں صاحب کو ضرورت ہے۔ دونوں کا نام آفتاب اور ماہتاب کی طرح ہندوستان کے افق پر درخشاں اور تاباں ہے مسیح الملک حکیم محمد جمیل خانصاحب کو کسی قسم کے تعارف کی کب ضرورت ہوسکتی ہے جبکہ حالت یہ ہے کہ بڑے بڑے والیان ملک کو آج اُن کی ذاتِ گرامی پر اس قدر اعتماد ہے جسقدر اُن کے والد ماجد پر تھا۔ چنانچہ طب یونانی کے سرپرست اعظم

اعلیحضرت حضور نظام میر عثمان علی خاں

شہریار دکن

نے جب فروری ۱۹۳۲ء میں دہلی نزول اجلال فرمایا تو مثل سابق اسی روز جس روز کہ کوکب ہمایونی کا دہلی ورود ہوا مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب کو طلب فرمایا اور نصف گھنٹہ تک ملاقات رہی پھر تیسرے دن یاد فرمایا اور بہت دیر تک ملاقات فرمائی اور ملکہ حیدرآباد چونکہ علیل تھیں اُن کے علاج میں مشورہ لیا اور اعلیٰ حضرت کے فرزند دلبند یعنی ولیعہد دولت آصفیہ نے بھی طبی مشورہ لیا۔ اور خود اعلیٰ حضرت نے مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مکان پر قدم رنجہ فرماکر چار نوش فرمائی اور قریب نصف گھنٹہ تک گفتگو فرماتے رہے۔ پس جس ذات گرامی کا یہ پایہ ہو اسے کسی شہرت کو اختیار کرنے کی کب ضرورت ہوسکتی ہے۔ یہ تو مثل اپنے والد مرحوم کے فیض رساں ہیں جنہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرماکر یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ ہر مریض کا خط جو اُن کے نام آئے اسے خود ملاحظہ فرمائیں خود دوائیں تجویز کریں اور دوائیں بھی وہ کہ جو صرف انہیں کی مہربانی سے مثل بڑے بڑے والیان ملک کے بالکل اصل و خالص ہر خاص و عام کو مل سکتی ہیں۔ ناظرین جس طرح ان دواؤں سے لاکھوں نے نفع حاصل کیا ہے آپ بھی صرف اپنا حال لکھکر گھر بیٹھے حاصل کرسکتے ہیں۔ **مینجر دواخانہ حکیم جمیل خاں**

ہمیشہ اس پتہ پر خط لکھیئے۔ دواخانہ حکیم خاں دہلی۔

قرص مرکب

جریان ایک ایسا خطرناک مرض ہے جو آہستہ آہستہ تمام اعضائے رئیسہ کو کمزور کردیتا ہے اور جس طرح گھن لکڑی کو نقصان پہونچاتا ہے بالکل اسی طرح یہ مرض انسان کے دل و دماغ معدے اور جگر کو نحیف و ناتوان کرکے طرح طرح کے امراض پیدا کرتا ہے اور مریض اس کو معمولی شکایت خیال کرکے یا شرم و لحاظ کیوجہ سے اپنی صحیح حالت طبیب سے بیان نہیں کرتے اور اپنی صحت کو تباہ اور برباد کرکے صحیح معنی میں لطف زندگی سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اگر آپکو سرعت۔ رقت۔ یا کثرت احتلام کی شکایت ہے یا جماع کے بعد کمزوری محسوس ہوتی ہے یا طبیعت بشاش نہیں رہتی یا کمر میں ہلکا ہلکا درد رہتا ہے یا دماغی کام کرنے سے تکان ہوجاتی ہے تو آج ہی آپ دواخانہ حکیم جمیل خاں سے یہ قرص منگائیے اور صرف چار روپے میں اس دشمن جان و آبرو سے نجات حاصل کیجئے یہ قرص مذکورہ بالا تمام شکایتوں کو دور کرنے میں مفید ثابت ہوئے ہیں اور ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں مرد عورت دونوں کیلئے یکساں مفید ہیں انکی تمام خوبیاں استعمال کرنے سے ہی معلوم ہوسکتی ہیں۔ یہ قرص مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مجربات سے ہیں۔ دو قرص صبح اور دو سہ پہر کو دودھ یا پانی کے ساتھ کھائیں قیمت ۴۸ قرص کی شیشی چار روپیہ للعہ ر

قرص عنبر مصطگی

جسم انسانی میں قوت مردمی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسپر صحت کا دارومدار ہے موجودہ زمانے میں اس جوہر حیات کو نہایت بیدردی سے برباد کیا جاتا ہے اور اس جوہر گرانمایہ کی حفاظت اور اس کے بڑھانیکا کوئی خیال نہیں کیا جاتا اس غفلت اور لاپروائی کا نتیجہ ایک خطرناک صورت میں رونما ہوتا ہے۔ اور مریض طرح طرح کی شکایتوں میں مبتلا ہوکر اپنی عزیز زندگی سے مایوس ہوجاتا ہے۔ اگر یہ صورت درپیش ہو تو جلد سے جلد یہ قرص ہمارے دواخانہ سے منگائیے اور استعمال کرکے قدرت خدا کا تماشا دیکھئے۔ یہ ایک قدیم شاہی نسخہ ہے۔ جسکو جدید کیمیاوی طریقہ سے بنایا گیا ہے اسکا طاقت بخش اثر اعضائے رئیسہ پر رجو اس قوت کو پیدا کرنے اور برقرار رکھنے کی

قدرتی مشینیں ہیں، خاص طور پر پڑتا ہے اور یہ اپنی اصلی حالت پر آکر اپنی صحیح خدمت انجام دینے لگتی ہیں اور کمزور سے کمزور مریض اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کرکے ہر طرح کے لطف زندگی اٹھانیکے قابل ہوجاتا ہی جو لوگ شادی کرکے نادم ہوں یا شادی کے نام سے خائف ہوں یا اپنی قوت مردمی پر اعتماد نہ رکھتے ہوں وہ صرف ایک دفعہ یہ قرص منگاکر استعمال کریں ہم اپنے تجربہ اور مشاہدات کی بنا پر دعوی سے کہتے ہیں کہ یہ قیمتی مرکب آپکی ہر قسم کی کمزوریوں کو دور کرکے آپ کو صحیح معنی میں جوان بنا دیگا۔ یہ نسخہ مسیح الملک اجمل خاں اعظم مرحوم نے ایک والئے ریاست کیلئے تجویز فرمایا تھا۔ اب یہ نسخہ خاص خلق اللہ کو فائدہ پہونچانیکی غرض سے مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب نے اپنے دواخانہ کو مرحمت فرمادیا ہے سوائے دواخانہ حکیم جمیل خاں کے یہ چیز اور کہیں سے نہیں مل سکتی۔ ایک قرص صبحکو یا سوتے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں (نوٹ) اس مرکب کے کل اجزا نہایت قیمتی ہیں اور تیاری میں بھی غیر معمولی محنت کرنی پڑتی ہی۔ تاہم کم سے کم قیمت رکھی گئی ہے یعنی ایک شیشی جس میں دس قرص ہوں گے۔ صہ،

قرص کلاں

جس طرح مردوں کیلئے جریان جسم کو گہلا دینے والا اور اعضا کو کمزور کردینے والا ہی اسی طرح عورتوں کیلئے سیلان ہی۔ جو انکے حسن و شباب کو قبل از وقت رخصت کردیتا ہے اور اُن کا خوبصورت جسم بجائے تر و تازہ ہونے کے غنچہ پژمردہ کی صورت اختیار کرلیتا ہے اس حالت میں اگر اولاد ہوتی ہی تو وہ بھی کمزور ہوتی ہی اور اکثر بیمار رہتی ہی۔ سیلان کیوجہ سے جو جو شکایتیں پیدا ہوگئی ہوں ان سکو دور کرنیکے لئے ہمارے یہ قرص نہایت مفید اور مجرب ثابت ہوئے ہیں انکے ہفتہ عشرہ کے استعمال سے قوت جسمانی اور چہرہ کی تر و تازگی میں اضافہ شروع ہوجاتا ہے طبیعت بشاش اور دل خوش رہتا ہی اولاد تندرست و توانا اور خوبصورت پیدا ہوتی ہی باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت بھی ہم نے مناسب رکھی ہی قیمت فی شیشی ۲۰ قرص (صہ) **ترکیب استعمال** ایک قرص صبح ایک شام دودھ یا پانی کے ساتھ کہائیں۔

اکسیری روغن | ہماری رائے میں یہ روغن ہر گھر میں رہنا چاہیے خدا جانے کس وقت ضرورت پیش

آجائے۔ چوٹ اور درد وغیرہ کو دائمی فائدہ پہونچانے والی چیز ہے یہاں تک کہ نمونیا جیسے خطرناک درد کو بھی فوری فائدہ پہونچاتا ہے۔ گٹھیا یعنی جوڑوں کے درد کمر کا درد اور وہ تمام قسم کے درد جو ٹھنڈک کیوجہ سے ہوں نہایت مفید ہی اگر نمونیا کا درد ہو تو اس روغن میں موم ملا کر سینہ پر نیم گرم مالش کریں اگر گٹھیا کا درد ہو تو جوڑوں پر ملا جائے یا جس جگہ درد ہو وہاں ملا جائے یہ روغن کیمیاوی طریقہ سے تیار کیا جاتا ہی۔ اسی وجہ سے خراب نہیں ہوتا مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مطب کی ایک کامیاب دوا ہی قیمت ۵ تولہ کی شیشی ۱۲ آنہ

قرص حیات

تپ کہنہ جس نے سل یا دق کی صورت اختیار کرلی ہو۔ یا وزن کم ہو رہا ہو یا روز بروز قوت گھٹ رہی ہو یا بخار کے ساتھ کھانسی کا ٹھسکہ بےچین رکھتا ہو اور مرض دوسرے درجہ تک پہونچ چکا ہو اس حالت میں بھی یہ قرص حیات نمایاں فائدہ دکھاتے ہیں اور دو ہفتہ کے بعد مریض کا وزن بڑھنے لگتا ہے بخار کم ہونے لگتا ہی کھانسی میں بھی کمی ہونے لگتی ہی غذا جزو بدن ہو کر خون پیدا کرنے لگتی ہے غرض پندرہ ہی دن میں مریض کی حالت میں نمایاں فرق ہو جاتا ہے اگر یہ قرص چالیس روز برابر استعمال کیے جائیں تو انشاءاللہ اس موذی مرض سے نجات مل جاتی ہی اگر مرض کا تیسرا درجہ شروع ہوچکا ہے تب بھی اسکے استعمال سے بےچینی وغیرہ میں کمی ہو جاتی ہی۔ **ترکیب استعمال** ایک قرص سے دو قرص تک صبح کیوقت تازہ پانی سے نگل لیں قیمت ۲۰ قرص کی شیشی عہ

طلائے نادر

جوانی کی غلط کاریوں سے رگ و پٹھے بیکار ہو جاتے ہیں اور عضو خاص میں لاغری۔ کجی نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان سب خرابیوں کو دور کرنیکے لئے یہ طلا ایک نادر طلا ہے۔ اسکے تمام فائدے لکھنے سے ہمارا قلم قاصر ہے اسکا تیار کرنا بھی بہت مشکل ہے اور نہایت محنت سے بنایا جاتا ہے اگر آپ اپنے ہاتوں سے اپنی قبر کھود چکے ہیں تو قبر میں جانے سے پہلے ہمارے اس مجرب اور اکسیری طلا کو منگا کر استعمال کیجئے اور دوبارہ زندگی حاصل کیجئے یہ طلا نہیں بلکہ آب حیات ہے جو مردہ قوتوں کو زندہ کر دیتا ہے ایک مریض کی تمام شکایتیں ایک شیشی سے دور ہو جاتی ہیں جس میں چالیس دن کی

مقدار استعمال ہوگی پرچہ ترکیب استعمال طلاکے ساتھ روانہ کیا جائیگا قیمت فی شیشی ۱۲ عہ

قرص عنبر عود

ذخیرہ طب یونانی کا ایک بہترین مرکب ہے جو قیمتی اجزا سے تیار ہوتا ہے اور بہت شکایتوں کیلئے مفید ہے خاص کر اعضائے رئیسہ دل۔ دماغ اور جگر کو قوی کرتا ہے امراض سوداوی میں مفید ہی خفقان۔ مالیخولیا۔ مراق کیلئے بہی نافع ہے۔ قوت حافظہ کا بھی معاون ہے معدے کی خرابیوں کا بھی مصلح ہی۔ خیالات فاسدہ جو اکثر بادی بواسیر سے پیدا ہوکر پریشان کرتے ہیں ان کو بھی دور کرتا ہے۔ بھوک بھی لگاتا ہے کمزور مریضوں کی زائل شدہ قوت کو واپس لانے میں خاص اثر رکہتا ہے یہ ایک عجیب چیز ہے اسکے بہترین اثرات تجربہ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اگر آپ کو مذکورہ بالا شکایتوں میں سے ایک بھی شکایت ہی تو دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی سے فوراً منگائیے یقینی مفید ثابت ہوگا۔ چند یوم کے استعمال سے دل۔ دماغ۔ معدہ۔ جگر اپنی اصلی حالات پر آجائیں گے پہلے اس قسم کی چیزیں والیان ریاست۔ امرا۔ وزرا کو ہی میسر ہوتی تہیں مگر آج مسیح الملک بہادر کی مہربانی سے ہزارہا بندگان خدا اس مفید چیز سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ ترکیب استعمال ایک قرص صبح ایک شام کہائیں ۳۲ قرص کی شیشی قیمت للعہ

قرص جواہری

کمزوری خواہ کسی وجہ سے ہو اسکو دور کرنے میں اکسیری اثر رکہتے ہیں۔ دل ودماغ اور جگر کو قوی کرتے ہیں۔ کمزوریئے قلب یا اختلاج یا کمی خونکی شکایت ہو تو یہ قرص ضرور منگوائیے حلق سے اترتے ہی اثر دکہاتے ہیں اور مسیح الملک کے خاندانی مجربات سے ہیں ترکیب استعمال چار چاول یا ایک قرص دوا المسک جواہر والی یا خمیرہ مروارید سات ماشہ میں ملاکر کہائیں بعد ازاں عرق عنبر یا عرق ماءاللحم خاص پانچ تولہ پئیں قیمت فی ماشہ ۱۲ فی تولہ للعہ

جوہر

آتشک ایک ایسا مہلک اور بدنام کرنے والا مرض ہے جسکے خراب اثر سے ہم نشین بہی نہیں بچ سکتے اور باوجود بے گناہی کے آیندہ نسلیں بہی اس کے مسموم اثر سے

خمیازہ اٹھاتی ہیں تمام عالم طب میں اس بدترین مرض کی جو دوائیں مشہور ہیں ان سب سے جوہر کے اثرات بہت مفید ثابت ہوئے ہیں سب سے بڑی اس میں خوبی یہ ہے کہ مقدار دوا بہت کم اور فائدہ بہت زیادہ آتشک اور اس کے سمی اثر سے جو سوداوی امراض گٹھیا۔ عرق النسا۔ فساد خون وغیرہ کیلئے جوہر ہی ایک ایسی اکسیر ہے جو ہمیشہ کیلئے اس دشمن آبرو سے نجات دلاتی ہے مسیح الملک مرحوم کے خاص مجربات سے ہے۔ دوا کیپ سول میں بھیجی جاتی ہے **ترکیب استعمال** ایک کیپ سول بغیر چبائے حلق سے اتار لیجئے۔ غذا میں مکھن دودھ خاطر خواہ کھائے ترش اور گرم چیزوں سے پرہیز کیجئے جب تک یہ دوا استعمال میں رہے کسی دوسری دوا کو استعمال نہ کیجئے قیمت ۱۶ خوراک کی شیشی ع؍

قرص معا

پیچش بہت تکلیف دہ مرض ہے اگر فوری علاج نہ کیا جائے تو طرح طرح کی اور شکایتیں بھی اس سے پیدا ہو جاتی ہیں پیچش خواہ کسی قسم کی ہو خون آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ مروڑ ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو ہر حالت میں یہ قرص اکسیری اثر رکھتا ہے اور پہلی ہی خوراک میں اپنا برقی اثر دکھاتا ہے ہمارے دواخانہ کی آزمودہ اور مجرب چیز ہے۔ آنتوں کو قوت دیتا ہے۔ دستوں کو روکتا ہے۔ ضعف معدے کی شکایت میں مفید ہے **ترکیب استعمال** ایک قرص سوتے وقت یا جس وقت ضرورت ہو پانی یا دودھ کیساتھ کھائیں اور یہ قرص کھانے کے بعد تھوڑی دیر کسی قسم کی حرکت نہ کرنی چاہئے اگر پیچش سدوں کی وجہ سے ہو تو روغن بیدانجیر تین تولہ دس تولہ دودھ میں ملاکر ایک روز پہلے استعمال کرلیں دوسرے دن سے یہ قرص کھائیں قیمت فی قرص ۴؍

حب جواہر

اخلاط فاسدہ کے زہریلے اثر اور نیز زہریلی ہوا سے جسم کو محفوظ رکھتی ہے دل دماغ اور معدے کو طاقت پہونچاتی ہے وہ حرارت جس پر زندگی کا دارومدار ہے اس کی حفاظت کرتی ہے۔ ضعف مردانہ میں بھی مفید ہے۔ بیماری کے بعد کی کمزوری کو دور کرنے میں اور اعضائے رئیسہ کو قوی کرنے ہمارے دواخانہ کی ایک بہترین دوا ہے اور قیمتی اجزا سے بنی ہے

ایک گولی دودھ یا عرق ماءاللحم پانچ تولہ کیساتھ کھائیں قیمت فی ماشہ تین روپے (۳ روپے)

حب خاص

یہ مفید اور زود اثر نسخہ حضرت مسیح الملک مرحوم کا ترتیب دیا ہوا ہے اب تک بیشمار اشخاص نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے دماغ اور اعصاب بلکہ تمام اعضا کو قوت دینے میں یہ گولیاں بہترین ثابت ہوئی ہیں جسم کو مضبوط کرتی ہیں پٹھوں کو طاقت دیتی ہیں جسم میں چستی و چالاکی پیدا کرتی ہیں اعصابی دردوں میں بھی مفید ثابت ہوئی ہیں ایک گولی دن کو ایک رات کو غذا کے بعد کہائیں قیمت فی گولی دو آنے (۲؍)

دواء الشفاء

جنون اور پاگل پن کی عجیب و غریب دوا ہے اس کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے مسیح الملک مرحوم و مغفور کے خاص الخاص مجربات سے ہے اور اب مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے مطب میں برتی جاتی ہے صرع کے دوروں کو بھی روکتی ہے۔ اور اختناق الرحم (ہسٹریا) میں اکثر مفید ثابت ہوئی ہے ایک ایک قرص پانی کے ساتھ اور اگر مرض کی شدت ہو تو دو دو قرص صبح شام کہائیں قیمت فی قرص تین آنے (۳؍)

شربت فولاد

فولاد کے افعال و خواص کو یورپ نے بھی تسلیم کیا ہے اور وہاں سے بھی اسکے مرکبات بنکر آتے ہیں مگر آج سے سینکڑوں برس پہلے حکما یونان نے تجربوں کے بعد جو طریقے اس کے تیار کرنیکے بتائے ہیں وہ یورپ کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور زود اثر ثابت ہوئے ہیں ہمارے دواخانہ میں اسی قدیم اور خاص قاعدے سے یہ شربت تیار کیا جاتا ہے جو جگر اور معدے کی تمام خرابیوں کو دور کر کے صحیح صلاح کرتا ہے غذا کو جزو بدن اور خون کے سرخ ذرات کو بڑھا کر چہرے کو تروتازہ اور بارونق بناتا ہے۔ بیماری کے بعد جو ضعف و کمزوری ہوجاتی ہے اسکو بھی دور کرتا ہے جسم میں چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے۔ کھانا کھانیکے بعد ایک چار کے چمچے کی مقدار میں یہ شربت استعمال کیا جاتا ہے قیمت فیتولہ آٹھ آنے (۸؍)

طلائے مقوی

یہ ایک ایسا مقوی اور زود اثر طلا ہے جس کے استعمال کے تھوڑی دیر بعد اسکی قوت اور اسکے اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں قوت باہ پیدا کر کے اسے تا دیر قایم رکھتا ہے عجیب چیز ہے ان لوگوں کیلئے جو سن رسیدہ ہوں ایک خاص فائدہ پہونچانے والی چیز ہے یہ علاوہ مقوی اور بے ضرر ہونیکے ملذذ بھی ہے نہایت قیمتی طلا ہے فوری فائدے کیلئے صرف وقت پر مالش کرنا کافی ہے اور مستقل فائدے کیلئے کم سے کم ایک ہفتہ استعمال کریں اسکی مفصل خوبیاں تجربہ کے بعد ہی معلوم ہو سکتی ہیں ایک دفعہ منگانے کے بعد آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اسکی تعریف میں جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بہت کم ہے۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ مسیح الملک حکیم جمیل خاں صاحب کے مجربات میں سے ہے ترکیب کا پرچہ ساتھ روانہ کیا جائیگا قیمت ۳ ماشہ کی شیشی (للعہ)

طلا ہیرے والا

غلط کاریوں سے جو نقصان پیدا ہو جاتے ہیں اور مردانہ قوت کمزور ہو کر جو لاغری اور کجی وغیرہ ہو جاتی ہے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے اس طلا کے فوائد بہتر اور اعلیٰ ثابت ہوئے ہیں۔ اگر سن و سال کیوجہ سے قوت مردمی میں کمی اور کمزوری محسوس ہو تو بھی یہ اکسیری طلا بہت جلد ضعف باہ کو دور کر دیتا ہے اور مرد کو صحیح معنی میں مرد بنا دیتا ہے جو لوگ ابتدائے شباب میں حرکات ناشائستہ کے مرتکب ہو کر اپنی زندگی برباد کر لیتے ہیں انکی بیکار زندگی کو باکار بنانے کیلئے یہ ایک بہترین طلا ہے۔ ضعف مردمی خواہ کسی بے عنوانی سے ہو ہر حالت میں یہ مفید ثابت ہوا ہے۔ ترکیب استعمال کا پرچہ طلا کے ساتھ روانہ کیا جائیگا۔ قیمت فی گولی (للعہ)

کحل الجواہر

کثیر مطالعہ اور افکار و اشتغال دماغ کی کثرت یا تحفظ بصارت سے لاپروائی یا عام جسمانی کمزوری کی وجہ سے کمزوریئے نظر کی شکایت عام ہوتی جاتی ہے قوت نظر کو بڑھانے اور قایم رکھنے کیلئے اگر آپ کوئی مفید اور بے ضرر سرمہ استعمال کرنا چاہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کو ہر قسم کی شکایات سے محفوظ رکھنا منظور ہے تو آج ہی دواخانہ حکیم جمیل خاں سے یہ سرمہ

بصیرت افروز جو قیمتی جواہرات سے تیار کیا جاتا ہے منگائیے۔ اگر اس سرمہ کا استعمال ہمیشہ رکھا جائے تو ضعف بصارت کبھی نہیں ہوتا اور قوت بینائی آخر وقت تک قایم رہتی ہے باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت فیتولہ چار روپے (للعہ) ترکیب رات کو سوتے وقت ایک ایک سلائی لگائیں۔

قرص کبیر

یہ نہایت مفید دوا ہے قوت مردانہ کیلئے ایک بے بہا مرکب ہے۔ اعصاب کی تمام کمزوریوں کو دور کر کے ایک نئی قوت اعصاب کو پہونچاتا ہے گردوں کو قوی کرنیکے لئے بھی ایک اچھی ہے مادہ تولید پیدا کرنے میں ایک خاص اثر رکھتا ہے اور بقائے نسل انسانی کی وہ قوت جو بیماری یا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کثرت جماع یا جسم میں خون کم ہوجانیسے گھٹ جاتی ہے اسکو بہت جلد اصلی حالت پر لاکر تروتازہ بنا دیتا ہے۔ یہ قرص ہمارے دواخانہ میں خاص اہتمام سے تیار کئے جاتے ہیں اگر مستقل فائدہ اٹھانا ہو تو کم سے کم چالیس روز تو استعمال کیجئے دو قرص صبح یا سوتے وقت، دودھ کیساتھ کھائیں۔ ۴۰ قرص کی شیشی قیمت (صہ)

قرص رئیسی

گھبراہٹ کو دور کر کے فرحت بخشتا ہے۔ مالیخولیا کے اکثر مریضوں نے اسکے استعمال سے نجات حاصل کی ہے جس طرح دوار الشفا جنون کی لاثانی دوا ہے اسیطرح یہ قرص مالیخولیا کے لئے بہترین ثابت ہوئے ہیں ایک ماہ کے متواتر استعمال سے مالیخولیا جیسے دشمن دل و دماغ سے نجات مل جاتی ہے۔ خوراک دو قرص صبح دو شام۔ پانی یا شربت احمد شاہی کے ساتھ کھائیں۔ ۶۰ قرص کی شیشی قیمت سات روپے آٹھ آنہ (ع‍ہ)

قرص نسواں

آج کل عورتوں کی صحت عام طور پر خراب نظر آتی ہے اور اکثر عورتیں متعدد امراض میں مبتلا دیکھی جاتی ہیں اور وہ بوجہ شرم و حیا اپنی کمزور کرنے والی شکایتوں کو کسی سے بیان نہیں کرتیں۔ اس قسم کی تمام شکایتیں یا تو قبل از وقت شادی ہوجانے سے ہوتی ہیں یا سیلان الرحم یا ماہواری بے قاعدگی سے ایسی حالتوں میں اول تو حمل قائم

ہوتا ہی نہیں اور اگر ہو بھی جاتا ہے تو رحم کی خرابی اور کمزوری کی وجہ سے اسقاط ہو جاتا ہے اور بہت سی جانیں اسقاط ہونے سے ضائع ہو جاتی ہیں اور اگر اسقاط نہ بھی ہوا اور وقت پر بچہ پیدا ہوا تو نہایت کمزور ہوتا ہے اور آئے دن طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہ کر تلف ہو جاتا ہے ایسی تمام حالتوں میں ہمارا یہ قیمتی مرکب نہایت مفید ثابت ہوا ہے حمل کی حفاظت کرتا ہے بچہ بجائے کمزور ہونے کے تندرست و توانا ہوتا ہے اور امراض ام الصبیان رسان، وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے حمل کے تیسرے مہینے سے ان قرصوں کا استعمال شروع کرنا چاہئے اور صرف دو قرص صبح کے وقت کھائیں اور پھر دیکھیں کہ طبیعت بجائے مضمحل رہنے کے کیسی خوش اور بشاش رہتی ہے ۶۰ قرص کی شیشی قیمت ۱ معہ

معجون مومیائی

یہ بہترین مرکب تمام اعضائے رئیسہ کو مضبوط کر کے باہ کو خاص طور سے قوت پہونچاتا ہے خلوت کے بعد فوراً استعمال کرنے سے زائل شدہ قوت کا بدل پیدا کرتا ہے اس کے جو اجزا ہیں وہ سب قیمتی ہیں بڑے اہتمام اور پورے اوزان سے تیار کیا جاتا ہے ایک طبیب تمام قیمتی اجزا مطابق نسخہ کے اپنے سامنے شامل کراتا ہے یہ معجون ایک عجیب چیز ہے اسکے تمام فائدے استعمال کے بعد ہی معلوم ہو سکتے ہیں خوراک دو ماشہ سے تین ماشہ تک دودھ کے ساتھ کھائیں قیمت فی تولہ (ﷲ)

قرص روح الجواہر

ہمارے دواخانہ کے بہترین مرکبات میں سے ایک چیز یہ بھی ہے مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے مجربات سے قیمتی اجزا سے کیمیاوی طریقہ پر تیار کیجاتی ہے آپ کو اسکی خوبیاں استعمال کرنے سے معلوم ہونگی اختصار کیساتھ خواص لکھے گئے ہیں۔ خون صالح پیدا کرنے۔ معدے کو قوت دینے۔ قوت باہ بڑھانے طبعی امساک پیدا کرنے اور اعصاب کو قوی کرنے میں قرص بہت مفید ہیں اگر آپ چاہتے کہ تندرستی قایم رہے اور حظ زندگانی طرفین کو صحیح معنی میں حاصل ہو تو یہ قرص ضرور منگوائیے ایک قرص حد درجہ دو قرص

رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کہائیں یہ قرص ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں قیمت ۲۰ قرص کی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

قرص قبض کشا

قبض دور کرنے میں مفید اور زود اثر ہیں محنت سے تیار کئے جاتے ہیں یہ قرص پیٹ کو بڑھنے سے روکتے ہیں۔ معدے کی گرانی کو دور کرتے ہیں۔ بھوک لگاتے ہیں دائمی قبض دور کرنے کی بے ضرر دوا ہے۔ دو قرص سے چار قرص تک نیم گرم پانی کے ساتھ سوتے وقت کہائیں ۳۲ قرص کی شیشی قیمت آٹھ آنہ (۸؍)

حب ملذذ

طرفین پر یکساں اثر کرنے والی اور ایک خاص لذت (جو تحریر میں نہیں آسکتی) پیدا کرتی ہے۔ چند قطرے پانی میں نصف گولی حل کرکے وقت خلوت سے تہوڑی دیر پہلے عضو پر لیپ کریں ۶ گولیوں کی شیشی قیمت بارہ آنہ ۱۲؍

حب ممسک مشکی

یہ گولیاں قوت مردانہ کی محافظ ہیں۔ سرعت جیسی نادم کرنے والی شکایت کو دور کرتی ہے۔ اکثر ممسک دواوں میں منشی اجزا شامل ہوتے ہیں لیکن نشہ آور چیزیں ہمیشہ نقصان پہونچاتی ہیں۔ ہماری یہ گولیاں اس قسم کے مضر اثرات سے محفوظ ہیں۔ ایک گولی سے دو گولی تک ضرورت سے دو گھنٹہ پہلے دودھ کیساتھ کہائیں ۱۲ گولیوں کی شیشی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

قرص سوزاک

سوزاک خواہ نیا ہو یا پرانا دونوں حالتوں میں مفید ہیں۔ پیشاب کی سوزش اور تکلیف کو دور کرتے ہیں۔ پیشاب کی نالی میں جو خراش یا زخم ہو اسکو صاف کرکے مندمل کرتے ہیں۔ دو دو قرص دودھ کی لسی کے ساتھ صبح شام کہائیں۔ ۵۰ قرص کی شیشی قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

قرص الجدان

معدے کی خرابی اکثر مہلک مرض میں مبتلا کردیتی ہے صحت درست

رکھنی ہو تو معدے کی درستی کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔ یہ قرص ان تمام شکایتوں کو جو ہضم کی خرابی سے ہوں دور کرتے ہیں کھٹی ڈکاریں جو اکثر غذا کے نہ ہضم ہونیکی وجہ سے آتی ہیں ان کے لئے بھی مفید ہیں ۴ قرص سے ۶ قرص تک تازہ پانی کے ساتھ غذا سے پہلے کھائیں۔ ۶۰ قرص کی شیشی قیمت دو روپے چار آنہ (عہ؍)

شیاف داد

مجربات مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم سے ہے اور داد جیسے خبیث اور بیچین کرنے والے مرض کی ایک ایسی بہتر اور مفید دوا ہے جو بغیر کسی سوزش اور جلن کے بہت جلد فائدہ پہونچاتی ہے اور ایک دو دفعہ کے استعمال سے ہی بیتاب کر دینے والی کھجلی میں کمی ہو جاتی ہے ہفتہ عشرہ کے استعمال سے اس تکلیف دہ مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جاتی ہے بقدر ضرورت حقہ کے پانی میں گھسکر داد پر لیپ کریں ایک تولہ کی شیشی قیمت دو روپے (عہ؍)

دوائے پتھری

مسیح الملک کے مجربات سے ہے۔ گردے اور مثانہ کی بہترین دوا ہے اکثر آپریشن کی تکالیف سے بچا دیتی ہے۔ درد گردہ میں بھی مفید ہے دو دو قرص یا دو دو رتی سکنجبین بزوری دو تولہ میں ملا کر صبح و شام کھائیں غذا ہلکی اور شوربے دار استعمال کریں قیمت فیتولہ چار روپے (للعہ؍)

مذکورہ بالا ادویات کے علاوہ دواخانہ حکیم جمیل خاں میں طب یونانی کے تمام مرکبات اور مفردات بہترین ملتے ہیں جسوقت ضرورت ہو منگوا لیجئے ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ دواخانہ صرف اسلئے قایم کیا گیا ہے کہ مریضوں کو صحیح مرکبات اور بہتر مفردات مناسب قیمت پر مل سکیں۔ بڑی فہرست کارڈ آنے پر ارسال خدمت ہوگی۔ نیز خاص نسخے بھی فرمایش آنے پر تیار کئے جاتے ہیں

مینیجر دواخانہ حکیم جمیل خاں دہلی

(صفحات ۹۷ لغایت ۱۸۴ دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہوئے)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ (محمد) کو راتوں رات مسجد حرام سے

الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ

اس مسجد اقصیٰ تک کہ جس کے گرد و گرد ہم نے برکتیں

عاشقان الٰہی کے لئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ مولینا مولوی عاشق الٰہی صاحب

مصدقہ و مفسرہ علامہ شیخ الہند حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ

بیالیس خوبیوں والی حمائل شریف

یہ حمائل مذاق اہل سنیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور ابھی کامل تفسیر والی حمائل آج تک نہیں چھپی تاہم تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہے اور اچھی

آسانی سے پڑھی جاسکتی ہے۔ اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں (۱) یہ وسطی حمائل ہے اس لئے متن کا قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل ملا علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے (۳) اس کی تفسیر حمائل قلمی، لباب النقول، بخاری شریف، جلالین شریف، بیضاوی شریف، فتح القرآن فتح العزیز، تفسیر عزیزی، مظہر العجائب، مدارک التنزیل، اتقان، ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور سب کے حوالے مع استناد درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی کچھ لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب النزول پر موقوف ہے اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۷) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۸) خاص آیات اور تلاوت سورہ کے اجر و ثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے تعداد قاری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب جو مصحف میں مکتوب ہیں لیکن تنزیل جدا ہے اس کی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلادی گئی ہے (۱۲) ربع نصف ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) جن سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے ان کے مزید حالات (۱۴) جن خاص موقع خاص پر جس دعا کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۵) قرآن شریف کے غلط لہجہ اور رکاکر پڑھنے پر تنبیہ (۱۶) چونکہ طاعت کا اجر معلوم ہونے سے تلاوت کی رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۷) قرآن مجید میں جن انبیا کا مراحتاً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۸) نبی آخر الزمان حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۹) ازواج رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۲۰) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۱) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور (۲۲) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۳) جہنم کے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۴) کفار ... کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۵) قبائل کے نام و حالات جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۲۶) القاب انبیا و القاب کفار جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۷) دنیاوی مکانات اور خاص مقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) اُخروی مکان و مقامات کا ذکر قرآن میں ہے (۲۹) وہ ستارے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے (۳۰) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ... (۳۳) سجدہ تلاوت کی بحث اور ان کے مسائل (۳۴) ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہے (۳۵) آخر میں حضرت مولانا محمود الحسن قبلہ شیخ الہند قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ اور تفسیر درج ہے (۳۶) شجرۂ حضرات چشتیہ صابریہ مع حالات وسن وفات (۳۷) صحت کے بڑے حافظ ضامن ہیں جنکا مقدمہ میں ذکر ہے (۳۸) تقطیع مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۳۹) بہت کمیاب ہے دہلی میں صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے (۴۰) کاغذ سفید ولایتی چکنا (۴۱) جلد نقرئی کار ہے (۴۲) حواشی باوجود باریک ہونے کے بہت صاف۔ جلد نہایت اعلیٰ چرمی۔ ہدیہ پانچ روپے رعایتی جو کہ کل بالکل اتفاق سے ہو گیا ہے صرف ڈھائی روپے محصولڈاک ۱۲ کل ہے ... ہے

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

نسخۂ صحیحہ نسخۂ جدید

دلائل الخیرات

مع حزب البحر مترجم

آجتک ہندوستان بھر میں ایسی دلائل الخیرات تیار نہیں ہوئی۔ نہایت صحیح قابل خوشخطی لکھی ہے اور نہایت خوشخط زبر پاکیزہ اردو ترجمہ ... حضرت مولانا ابو الحسن ... حاشیہ پر ... برکات ... اس روایت کے خلاف حضرت سید محمد ... حاشیہ پر ... ہندوستان کے ... نہایت درجہ کی کوشش کی گئی ہے اور شروع میں مصنف دلائل الخیرات حضرت امام محمد بن سلیمان الجزولی کی کامل سوانح عمری ہے جو ایک مصری کتاب سے نقل کی گئی ہے جس کے دیکھنے سے اس عظیم الشان انسان کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے۔ آخر میں حزب البحر مترجم مع کامل تفسیر اردو مع طریقہ درود ... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ... نہایت صحیح ... پاکیزہ ترجمہ ... کامل سوانح عمری مصنف ... کو ایک جگہ شائقین کی آسانی کے لئے جمع کیا ہے ... ایک ... مجلد چرمی ... محصول ...

مینجر حمیدیہ پریس ...

۳۳۲۱۶	۳۳۱۹۴	۳۳۱۱۹
۳۳۱۹۶	۳۳۱۵۸	۳۳۲۰۰
۳۳۱۹۷	۳۳۲۰۱	۳۳۱۹۵

تبارک الذی ۲۹ — الجزء التاسع والعشرون — سورۃ الملک ۶۷

سورۃ الملک مکیۃ وھی ثلثون اٰیۃ وفیھا رکوعان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تبٰرک الذی بیدہ الملک وھو علی کل شیءٍ قدیر ﴿۱﴾

بہت برکت والا ہے وہ شخص کہ بیچ ہاتھ اس کے بادشاہی ہے اور وہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے

وہ (خدا) بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سورۃ: تبارک الذی

(۲) امام ترمذی ابن عباس سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ سورہ تبارک الذی عذاب کو روکنے والی اور نجات دلانیوالی ہے، اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے نجات دلادے گی (۳) حضرت حاکم ابن عباس سے حدیث نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں، میں یہ بات پسند کرتا ہوں، کہ ہر مسلمان کے دل میں تبارک الذی بیدہ الملک ہو (۴) امام نسائی حضرت ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں، کہ جو شخص رات کو یہ سورت شریف پڑھ لیا کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے نجات دیگا

اتقان

اکیاون

۵۱ خوبیوں والا قرآن شریف مترجم بہ دو ترجمہ مصدقہ و مفسرہ علامہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہ سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے، ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قلم اور تقطیع کے قرآنوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا، اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا

اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی (۲) دوسرا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۴) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی (۵) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب کا لکھا ہوا (۶) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لکھے ہوئے (۷) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۸) اس کے علاوہ سات حفاظ و قرائے اس کی مزید صحت کی ہے (۹) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی عبارت کے ساتھ الفاظ کے معانی پر عبور ہو جائے (۱۰) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے (۱۱) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۲) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح نے لکھی ہے (۱۳) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۴) تعبیر نامہ خواب از قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۵) فضائل قرآن (۱۶) سورتوں کے خواص (۱۷) سورتوں کے پڑھنے کے طریقے (۱۸) ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط (۱۹) الزامات کی تردید (۲۰) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ خاص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۱) جنت حور و غلمان کے بیانات (۲۲) دوزخ کے بیانات (۲۳) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف سے (۲۴) قبل اسلام عرب کی کیا حالت تھی (۲۵) قرآنی تعلیمات کا اثر عرب اقوام پر (۲۶) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۷) بامعنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۸) رسول کریم کے حالات مبارک مفصل (۲۹) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی (۳۰) غزوات نبوی اور ان کے برکات (۳۱) غزوات و سریات کا ذکر سورہ انفال سے (۳۲) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۳) حالات وفات سرور کائنات (۳۴) خلافت راشدہ میں قرآن پاک کی تحریر و یکجائی (۳۵) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۶) تلاوت قرآن کے ظاہری آداب (۳۷) خواص القرآن (۳۸) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہئے (۳۹) وہ آیتیں اور الفاظ جن کے غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۰) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۱) تقطیع ۲۲×۲۹/۸ کاغذ وزنی ۳۲ پونڈ (۴۲) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۳) معاندین نے جو الزامات شریف قرآن کے لگائے ہیں ان کا بیان (۴۴) قرآن شریف خود ایک زندہ معجزہ ہے (۴۵) قرآن مجید کی امتیازی شان (۴۶) دوسری کتب سماوی میں کیوں تحریف ہوئی (۴۷) قرآن شریف کا ایک ایک حرف آجتک جوں کا توں ہے (۴۸) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے بہتر ہے (۴۹) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی بھی نہیں نکلی (۵۰) جلد چرمی کامل نقرئی کار (۵۱) ختار غوانی جو ڈنڈیوں سے رنگا جاتا ہے

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اب ہدیہ بہت سستا گذشتہ تین سال تک برابر چھ روپے میں ہدیہ ہوا، اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی صرف **چار روپے** ہیں، اور محصول ڈاک پر ایک روپیہ صرف ہوتا ہے۔ کل پانچ روپے میں آپ کو گھر بیٹھے مل سکتا ہے اگر آپ کے پاس مترجم قرآن ہوں بھی تب بھی میں عرض کرونگا کہ یہ قرآن شریف ضرور منگائیں

ملنے کا پتہ:- **مینیجر حمیدیہ پریس دہلی** پوسٹ بکس نمبر ۶۰

قیمت فی پرچہ دو آنے

ایڈیٹر مسئول محمد عبدالشفیع خاں

صرف دو سالانہ خریدار اور پیدا ہو جائیں

تو مولوی میں ہر ... کے ... فوٹو شائع ...

جو جہانگیر ... مزارات اولیاء کے

کے فوٹو و حالات ... سے مولوی میں شائع

ہونگے ... ناظرین مولوی

... اگر ... ہوں ...

تو میں ادا کرکے ... ہوں ...

منیجر رسالہ مولوی پوسٹ بکس نمبر ... دہلی

JAMI 30

اطلاع: آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کی ... درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکیگی ... منیجر

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ
فِيْ مِلَّتِنَا ۚ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ

خوشنما سولہ[16] سطری لاجواب قرآن مجید معرا

جو صرف چھ مہینے کے اندر ہندوستان کے تقریباً ہر مکتب میں پایا جانے لگا اور مقبول عام ہو گیا

دعوے
ہر کہ ایسا قرآن شریف آپ نے نہیں دیکھا ہوگا ... قرآن شریف ... قاعدہ پڑھ لینے کے بعد ... قرآن شریف بغیر استاد کی مدد کے پڑھ سکتا ہے ... [illegible] ... قرآن شریف میں کمایا ہوا ... کی بہیئت مجموعی ... اس کی کتابت ... [illegible] ... غلط پڑھ ہی نہیں سکتا ... لینے کے لئے ذرا بھی توقف نہیں کرنا پڑتا ... [illegible] ... کی گنجائی اور جوڑوں کی درازی کی وجہ سے ... [illegible] ... کتابت کی ... سے کہ جو بچہ دوسرے قرآن شریف کا سبق ... میں یاد کرتا ہے ... اس قرآن شریف ... [illegible] ... غلط نہیں پڑھے گا اور یہ بھی ... کہ استاد کو اس قرآن کا ایک دفعہ پڑھایا ہوا سبق ... [illegible] ... یہ بھی دعویٰ ہے کہ ... کو ذرا بھی حرف شناسی ہوگی وہ اس قرآن شریف کو بآسانی پڑھ ... [illegible] ... علیحدہ ہو سکتا ہے اصل قرآن شریف اس نمونہ سے ... [illegible] ... اختلاف قرات جہاں کہیں ہے وہ حاشیہ پر بتلا دی ہے ... [illegible] ... قرآن شریف کی ... کی بہریں ہیں اس لئے ذرا سی غلطی کا بھی امکان نہیں

چھپائی دعویٰ ہے اور شدید دعویٰ ہے کہ معری قرآنوں میں ... ایسا بہتر ... قرآن شریف نہیں چھپا واللہ یہ اشتہاری ترغیب نہیں اس قرآن کے ... آنے کے بعد ... آپ پر ہی انشاء اللہ ... اثر ہوگا ... قرآن شریف اور بھی اہم ... ہے کہ اس کا ہدیہ بھی بہت سستا ہے **مجلد چرمی** ڈیڑھ روپیہ ... **پانچ** جلد ... **دس جلد** ... [illegible] ... **محصول ڈاک** بڑھ گیا ... بارہ آنے اور دس جلد کا پانچ روپے ... بذریعہ ریل منگانے ... ریل ۱۲ / آنے یہاں ضرور خرچ آتا ہے ریل
اسٹیشن اردو انگریزی دونوں میں لکھئے اور لائن بھی ... ریلوے پارسل کے
روپے پیشگی آنے ضروری ہیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی نوٹ کر لیجئے

پتہ :- **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا — نحمدہ ونستعینہ ونصلی

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۵ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ۔ الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

قرآن کریم میں خدائے قدوس فرماتا ہے ادعونی استجب لکم۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ مسلمان اسے روز پڑھتے اور تلاوت قرآن کرتے ہیں مگر بہت کم نگاہیں ایسی ہیں جو حقیقت کو پہنچیں اور حقیقت کے رموز و اسرار تک ان کی رسائی ہو سکے بندوں کے پاس خدائے برتر و توانا کا سب سے بڑا عطیہ اور سب سے موثر و کارگر حربہ دعا ہی ہے اور یہ اتنی قوی چیز ہے کہ اگر دل میں ایمان و ایقان کی روشنی موجود ہو تو اس سے انسان وہ کام لے سکتا ہے جو کسی مادی چیز سے نکلنے کا کبھی گمان ہی نہیں کیا جا سکتا ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا کے متعلق لا یرد القضاء الا الدعاء فرما کر اس کی بے حد اہمیت اور لاثانی طاقت کو صاف آشکار کر دیا ہے قرآن کریم میں ایک اور جگہ ایزد تبارک وتعالیٰ نے صاف و واضح الفاظ میں ارشاد فرما دیا ہے کہ جب میرا بندہ بے چین اور مضطرب ہو کر مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے دعا مانگتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں اور اس پر پڑی ہوئی مصیبت دور کر دیتا ہوں مسلمان ان آیتوں کو پڑھتے ان پر ایمان رکھتے اور دعا کو واقعی ایک موثر ترین چیز سمجھتے ہیں لیکن جب انھیں دعاؤں میں پیہم ناکامی ہوتی ہے اور ان کی آرزوئیں تکمیل شدہ صورت میں ان کے سامنے نہیں آتیں تو وہ زبان سے لاکھ نہ کہیں مگر ان کے دل سے دعا کی موثریت کا ایمان زائل ہو جاتا ہے اور وہ کورے کے کورے رہ جاتے ہیں اس قسم کے کورے مسلمانوں کی یوں تو صدہا قسمیں ہیں مگر چند اقسام بالکل نمایاں اور بہت خوفناک ہیں اتنی کہ ان کی ہستیاں ملت اسلام کے لئے روز بروز خطرناک صورت اختیار کرتی چلی جاتی ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کی بے اثری مشاہدہ کر کے دہریت کا دلدادہ بن چکا ہے اور سمجھتا ہے کہ دعا کوئی چیز نہیں اور نہ خدا کی کوئی ہستی ہوتی تو وہ ضرور ہماری سنتی دنیا میں جو کچھ ملتا اور حاصل ہوتا ہے وہ انسانی سعی و جدوجہد ہی سے ملتا ہے دوسرا گروہ وہ ہے جو محض دعاؤں ہی پر منحصر ہو کر رہ گیا ہے کچھ کرتا دھرتا نہیں چاہتا بے عملی کی زندگی بسر کرتا ہے اور ہر ضرورت کی تکمیل کے لئے محض دعا سے کام لینا چاہتا ہے ہزار دفعہ کیا زندگی میں خواہ کبھی بھی اس کی دعاؤں کو شرف قبولیت حاصل نہ ہوا ہو مگر وہ دعائیں مانگے جائیگا ان کی بے اثری کے اسباب پر کبھی غور نہ کرے گا عمل کی طرف ہرگز قدم نہ اٹھائیگا اور کوئی بہت بڑا ہوا تو کہیگا کہ میں بدقسمت ہوں اللہ تعالیٰ کو میری بہتری مقصود ہی نہیں دنیا میں مجھکو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوگی جو کچھ ملیگا وہ مرنے کے بعد ملیگا اول الذکر طبقہ تو دعاؤں کی بے اثری دیکھکر ذات احدیت کے وجود ہی سے منکر اور مادی اسباب کا دلدادہ بنکر ملت کے جسم میں زہر حلول کر رہا ہے اور موخر الذکر طبقہ خدائے ذوالجلال کے وجود ہستی کا تو قائل رہتا ہے مگر ایک سست ناکارہ بے عمل اور بزعم خود متوکل زندگی بسر کر کے افراد ملت کو بے ہمت اور بیکار بناتے ہیں۔

دعا کے معنے خدائے قدوس کو پکارنے اور اس سے استعانت کرنے کے ہیں اور یہ حربہ اسلئے بندوں کے ہاتھ میں دیا گیا ہے کہ وہ اسے اس وقت استعمال میں لائیں جب دنیاوی اسباب اور سعی و عمل کی کوئی صورت سامنے نہ رہے نہ یہ کہ بات بات پر دعا مانگی جاوے اور عمل کو چھوڑ کر آرزو کے لئے دعا مانگنی شروع کر دی جائے مسلمانوں کو اس موقع پر پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دعا دو قسم کی ہوتی ہے ایک عام تو رسمی اور عام دعا ہوتی ہے جو محض برکت کے لئے دی جاتی ہے مثلاً بزرگ چھوٹوں کو دعائیں یا دوست دوست کو دے کر خدا اسکو کامیابی عطا کرے یا کسی بیمار اور مریض کو دعا دی جائے اور ایک خاص دعا ہوتی ہے جو تنہائیوں میں گڑگڑا کر خشوع وخضوع کے ساتھ اس وقت مانگی جائے جبکہ کامیابی کے مادی اسباب باقی نہ رہے ہوں اور ایک وہ بھی دعا ہے جو مادی اسباب کے ہوتے ہوئے ہی عمل کے ساتھ مانگی جاتی ہے اول الذکر اور آخر الذکر دعائیں محض برکت کے لئے ہوتی ہیں اور اگر یہ دل سے نکلی ہے تو خدا جل وعلا برکت عطا بھی کر دیتا ہے اور کام آسانی کے ساتھ تکمیل پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں ایک مریض کو دوا بھی استعمال کرائی جا رہی ہے اور دعا بھی دی جا رہی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے محض برکت مقصود ہوگی لیکن اس مریض کی حالت نازک ہو جاتی ہے دن بدن پیچیدگی اختیار کرتا چلا جا رہا ہے تکالیف بڑھ رہی ہیں اور چارہ گری کی کوئی صورت نہیں ایسے وقت میں اس مریض کے لئے جو دعا مانگی جائے گی وہ خاص دعا ہوگی دل سے نکلے گی اور تمام دنیاوی اسباب کے ناکام ہونے کی صورت میں نکلے گی اور لازما اس وقت قدرتی طور پر خشوع وخضوع کا عالم بھی طاری ہو جائے گا اس لئے خلوص دعا ہوگی اور اس کی قبولیت کا امکان بھی ہوگا۔

دعا حقیقت میں وہی ہے جو دنیاوی اسباب کے باقی نہ رہنے پر مانگی جاتی ہے اسی سے استعانت باللہ مراد ہے اور حقیقی معنوں میں اسی کو دعا کہا جا سکتا ہے باقی تمام اقسام دعا سے برکت و توفیق کا حصول مقصود ہوتا ہے ایک جنرل ہے وہ کسی محاذ پر روانہ ہو رہا ہے اس کے عزیز واقارب اسے کامیابی کی دعائیں دیتے ہیں اور وہ خود بھی

خدا ہی کی عطا کردہ لڑنے اور فتح پانے والی طاقتیں اس کے اندر موجود ہیں اسلحہ اور سپاہی بھی اس کی معیت میں ہیں اور دنیاوی و مادی اسباب کے ساتھ اپنی اپنی سعی و جہد اور لیاقت و شجاعت سے دہم کو فتح کر سکتا ہے لیکن عین موقع صورت حالات میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے غنیم کی تعداد اس سے کئی گنی ہو جاتی ہے کمک پہنچ جاتی ہے خود مع اپنی سپاہ کے نرغہ میں آجاتا ہے اس اضطراب و خوف کے عالم میں کہ مادی اور دنیاوی اسباب کا سلسلہ یکسر ختم ہو چکا ہے وہ جو دعا مانگے گا وہ واقعی دعا ہوگی خاص دعا ہوگی دل سے نکلے گی اور در قبول تک ضرور پہنچے گی۔

جہاز میں سفر کے لئے سوار ہوتے وقت کی دعا اور چیز ہے اور جہاز کے گرداب قضا میں گھر جانے کے وقت کی دعا اور چیز ہے اپنی حیثیت سے بڑھی ہوئی آرزو کی تکمیل کے لئے دعا مانگنا یا ان ادنیٰ تمناؤں کے پوری ہونے کے لئے جنھیں انسانی مساعی ہی پوری کرا سکتی ہیں گڑگڑا کر دعا مانگنا حقیقت میں دعا کی بے احترامی اور خدا کی ناسپاسی ہے ایک صاحب تھے تو مسلمان مگر بے حد درجہ بے عمل شام کے وقت اثنائے سفر میں ایک جگہ پہنچے اور سرائے میں قیام کیا چارپائی جو ذات شریف کو ملی وہ کھٹملوں سے بھری ہوئی تھی ان کا دراز ہونا تھا کہ کھٹملوں کی فوج نے ان کے جسم کا خون بیدردی کے ساتھ چوسنا شروع کر دیا اب کروٹیں بدل کر دم لیتے ہیں بے چین ہوتے ہیں کھجاتے ہیں اور گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ الٰہی تو مجھے اس شدید مصیبت سے نجات دے ان کھٹملوں کو دور کر تاکہ میں تھکا ماندہ بھی دو گھڑی کے لئے آنکھ لگا لوں رات بھر یہی حالت رہی آپ بے چین ہو ہو کر دعا مانگتے اور تڑپتے رہے جب مرغ سحر نے اذان دی تو حضرت چارپائی سے بکتے ہوئے اٹھے واہ رے اللہ دیکھ لی تیری خدائی رات بھر تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگیں اور ایک بھی قبول نہ کی اسی وقت ہاتف غیبی کی یہ صدا کان میں آئی کہ بدبخت رات بھر دعائیں مانگتا اور کراہتا رہا مگر اتنا نہ ہوا کہ چارپائی سے اٹھکر اور کپڑے جھاڑ کر دوسری جگہ زمین پر پڑا رہتا خود تو کچھ ہو نہیں سکا اور ہماری خداوندی کا شکوہ کرتا ہے جب تیرے اندر اس تکلیف سے بچنے کی طاقت ودیعت کر دی گئی ہے تو پھر اس سے کیوں کام نہیں لیا۔

خود عمل نہ کرنا اور خدائے قدوس کی شان اجابت میں دعا کا شکوہ گذار ہونا انتہائی ناشکری اور نخوت ہے انبیاء علیہم السلام و صاحبان خدا کی جماعت رہی ہے صحابہ کرام رض بھی مقبول بارگاہ لوگ تھے ان پر بڑے بڑے مصائب بھی آئے اور زہرہ گداز آزمائشوں سے انھیں گذر بھی پڑا لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ انھوں نے صرف دعاؤں پر انحصار کیا ہو عزلت نشینی کی زندگی اختیار کی ہو اور سعی و عمل سے منہ موڑا ہو انہوں نے بھی دعائیں ضرور مانگی ہیں مگر اس وقت جبکہ معاملہ انسانی سعی و عمل کی طاقتوں سے باہر ہو گیا ہو اور خدا کے سوا کسی سبب ظاہری کی کارگری کے امکانات یکسر فنا ہو گئے ہوں خود آقائے دو جہاں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زندگی مبارک کے حالات پڑھو اور بدر و حنین وغیرہ غزوات پر نظر ڈالو سعی و عمل کی تو یہ حالت ہے کہ انتہائی خطرات میں پڑتے ہیں تکالیف برداشت کرتے ہیں اور تین سو تیرہ مسلمانوں کو لیکر ہزار ہزار دو دو ہزار کفار سے بھڑا دیتے ہیں اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھتے ہیں تو عین معرکہ جنگ میں یہ حالت ہوتی ہے کہ معرکہ کارزار گرم ہے سر دھڑ کی بازی لگی ہوئی ہے اور آپ سجدہ میں پڑے دعائیں مانگ رہے ہیں اس لئے کہ یہاں دنیاوی اسباب کی کارفرمائی کا کام نہ تھا بلکہ اب تو دست غیب کی امداد کی ضرورت تھی۔

صحابہ کرام کو کیسے کیسے زہرہ گداز مصائب برداشت کرنے پڑے کفار نے انھیں مٹانے اور فنا کرنے میں کوششوں کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ان میں سے ہر ایک ایسا تھا جس کی دعا ہفت اقلیم کے تخت الٹ سکتی تھی لیکن نہیں انہوں نے صبر اور ضبط و تحمل سے کام لیا اور دعا بھی کی تو یہ کہ اے خدائے قادر و قیوم تو ہمیں یہ مصائب برداشت کرنے کی طاقت دے ہمارے قدموں کو مضبوط بنا اور اپنی راہ میں ان مصائب و نوائب کے جھیلنے کی قوت عطا کر یہ انہی دعاؤں کا اثر تھا کہ انہوں نے صبر و ضبط اور تحمل و برداشت کی وہ نظیر دنیا کے سامنے پیش کی جس کی کوئی مثال زمانہ پیش نہیں کر سکتا وہ سمجھتے تھے کہ جو مصائب ہم پر نازل ہو رہے ہیں وہ خدا کی راہ میں اس کی مرضی پر چلنے ہی کے باعث نازل ہو رہے ہیں اس لئے یہ ناسپاسی اور بے ہمتی ہوگی اگر صبر و ثبات کیساتھ انھیں برداشت نہ کیا جائے اور ان کے رفع کے لئے گڑگڑا کر اس سے دعائیں مانگی جائیں ان کی دعائیں زیادہ تر استقامت ایمان کے لئے ہوتی تھیں دنیوی امور کو تو یہ توفیق ایزدی خود حاصل کر لینے کا داعیہ رکھتی تھیں ان کے ایمان قوی تھے اسلام کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے تھے اس لئے کامیابی ہی ان کے قدم چومتی تھیں اور جدھر ان کی باگ اٹھتی تھی کامرانی ان کے استقبال کو بڑھتی تھی۔

دعاؤں کے متعلق یہ نکتہ بھی خاص طور پر سمجھ لینا چاہئے کہ ان کے درجات بھی مقرر ہیں اور اس قانون الٰہی کے بھی قواعد و ضوابط موجود ہیں مسلمانوں نے یہ تو جان لیا کہ خداوند قدوس دعائیں قبول کرتا ہے لیکن شرائط قبولیت سے بالکل بے پروا ہو گئے سب جانتے ہیں کہ بدحلالی اور شیر مال کی نمازیں تک قبول نہیں ہوتیں جب ایک خوشنودی کا یہ حال ہے تو دعا کے متعلق تو کہنا ہی عبث ہے نارامن حاکم سے کبھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کرم کرے گا نوازے گا اور اگر وہ خوش ہے تو چھوٹی اہم درخواستوں کی قبولیت کا بھی توقع امکان ہے اب اگر آپ اپنی معصیت کا روگ سے حاکم حقیقی کو ناراض کر لیا ہے اور پاکیزگی و ایمان کی راہ چھوڑ کر گمراہی و گندگی کی راہ اختیار کر لی ہے تو آپ کی یہ توقعات غلط و عبث ہیں کہ آپ کی دعائیں قبول کی جائیں گی ہاں وہ خلاق عالم اور رحیم و کریم ہے جس پر چاہے رحم آجائے اور جسے جب چاہے معاف کر دے اور اس کی دعا قبول کر لے۔

جس طرح ظاہری پاکیزگی انسان کو دنیا والوں کی نظروں میں محبوب بناتی ہے اسی طرح باطنی پاکیزگی انسان کی عظمت میں چار چاند لگا دیتی ہے اور وہ نہ صرف دنیا والوں بلکہ خدا اور خدا کے نیک بندوں اور فرشتوں کے نزدیک بہت محترم ہو جاتا ہے اور جن و انس سب اس کی عزت کرنے لگتے ہیں ظاہری گندگی و غلاظت یہ ہے کہ جسم میل مٹی سے لتھڑا ہوا ہو کبھی غسل نہ کیا جائے کپڑے میلے ہوں ناخنوں اور بالوں کے ترشنے کی طرف توجہ نہ کی جائے باطنی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان کا قلب بغض و حسد ریا و نمود عناد و ناپاک خواہشات سے پاک ہو زبان پر کبھی لغو اور جھوٹے الفاظ نہ آئیں منہ سے بری بات نہ نکلے کسی کو گالی نہ دی جائے کسی کو بری نظر سے نہ دیکھے کسی غیر پر دراز نگاہ نہ ڈالے ہاتھ سے کسی کو ناواجب طور پر نہ مارے کسی کا مال نہ چرائے پاؤں سے کسی ممنوع اور بری جگہ نہ جائے اور نہ صرف یہ کہ اپنے ان اعضاء و جوارح کو معاصی و مناہی سے پاک رکھے بلکہ انھیں نیک خیالات نیک نیت اور نیک خیال سے مجلی و منور بنائے اولیائے کرام کی دعائیں اور کاملین فقرا کے اشارے جو کمال دکھاتے اور جو کہتے وہ فوراً ہو جاتا ہے اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ ان کا باطن نہ صرف یہ کہ صاف و شفاف ہوتا ہے بلکہ نیک اعمال میں انہماک نیک خیالات میں استغراق اور ذات صمدیت کا عشق ان کے لطائف

نور علی نور بنا دیتا ہے خدائی تجلیاں اس میں ضو فگن رہتی ہیں اس لئے وہ جو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے اور جو ان کی زبان سے نکلتا ہے فوراً ظہور میں آجاتا ہے۔

جب تمہارے سامنے ایک بد اخلاق بدخو بدنیت بدکار بدوضع اور میلے کچیلے بدتہذیب آدمی کی کوئی وقعت ہوتی ہے نہ کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی تم اس سے نفرت ہی نہیں وحشت کرتے ہو اور اس کی کوئی بات سننے اور بات کرنے تک کو تمہارا جی نہیں چاہتا بلکہ اکثر اوقات اسے دھکے دلوا کر نکلوا دیتے ہو تو ظاہر ہے کہ خدا کے نزدیک ایسے شخص کی کیا وقعت ہو سکتی ہے جس کا ظاہر و باطن نہ سہی صرف باطن ہی گندہ ہو نیت خراب ہو آنکھ خراب ہو دل خراب ہو اور روح گندگیوں سے اٹی ہوئی ہو خدائے قدیر کو تو اور غصہ آتا ہے کہ میں نے اس بندہ کو عقل دی سوچنے کا دماغ دیا کام کرنے کیلئے ہاتھ دیئے اور چلنے کے لئے پاؤں اور اس کی رہبری و رہنمائی کے لئے پیغمبر مبعوث فرمائے پھر بھی یہ میرے عطایا سے کام نہیں لیتا میرے انعامات کو ٹھکراتا اور اپنی زندگی کو خراب کرتا چلا جاتا ہے ایسا شخص اور اس قسم کی گندگیوں سے بھرا ہوا انسان اگر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسے اس کے قبول نہ ہونے پر شکوہ گزار ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا

لوگوں کی حالت یہ ہے وہ باطنی گندگیوں اور آلائشوں سے لتھڑے ہوئے ہیں حقوق اللہ ادا کرلئے تو حقوق العباد فراموش اور حقوق عباد ادا کر رہے ہیں تو حقوق اللہ کی طرف سے بے پروائی ہے الٹی سیدھی نمازیں پڑھ لیں مگر بلا حضوری کچھ روزے رکھ لئے بس سمجھ لیا کہ ہم بڑے اللہ والے رحمت خاص کے مستحق اور جنت کے وارث معاملات اور اخلاق کی دیانت و شائستگی کا تو کسی کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا اور کسی کو یہ پتہ ہی نہیں کہ یہ بھی کچھ چیز مذہب اور خاص طور پر خوشنودی رب قدیر کی باعث [illegible] ہیں پھر جب ان کی دعائیں منظور نہیں ہوتیں تو مایوس ہونے لگتے ہیں حالانکہ مایوسی کفر ہے چاہیے تو یہ تھا کہ اپنی دعا کے عدم قبول کو اپنی کسی باطنی خامی پر محمول سمجھ کر اپنی اصلاح شروع کر دیتے مگر نہیں اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہوتی اور دعا کی بے اثری کا رونا شروع ہو جاتا ہے۔

کوئی کہنے کو کچھ کہہ لے مگر وہ ایسی رحیم و کریم اور اپنے بندوں پر مہربان ذات اقدس ہے کہ وہ اکثر گنہگاروں کی دعائیں بھی قبول کر لیتی ہے اور جو شروع کار سے پہلے اس سے اس کی مدد کے طالب ہوتے ہیں اسے پکارتے ہیں اور اس سے کامیابی عطا کرنے کی دعا مانگ کر اپنا کام شروع کرتے ہیں اور اپنی ہر سعی و عمل کی کامیابی کا مالک حقیقی اسی کو سمجھتے ہیں ان کے کام بالعموم سنبھلتے سنورتے اور ترقی کرتے چلے جاتے ہیں کیا اس کا انتہائی کرم اور بندہ نوازی نہیں کہ جو چیزیں ہماری زندگی کا جزو لاینفک ہیں وہ اس نے پہلے ہی سے ہمارے لئے مہیا کر دیئے ہیں پانی کے بغیر انسان کا زندہ رہنا اور ہوا کے بغیر دنیا میں اس کے وجود کا قیام غیر ممکن ہے تو یہ چیزیں ہر جگہ بافراط اور تفریط بالکل موجود ہیں دعا کا ایک بین با اثر جو یہ ہوتا ہے کہ انسان کی ناقابل علاج مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور علاج مرض دور ہو جاتا ہے اور جب سامان ختم ہو جاتے ہیں کامیابی کی تمام توقعات مردہ ہو جاتی ہیں اور ہر طرف یاس کی تاریکی پھیل جاتی ہے تو بندہ کی دعا پر قدرت ربانی غیب سے اس کی کامرانی کا سامان فراہم کرتی ہے اس تاریکی میں شعاع امید چمکتی ہے گرتا ہوا انسان سنبھلنا اور ڈگمگاتا ہوا بندہ دوڑنے لگتا ہے وہ خدا ہی ہے کہ ہماری مایوسیوں کو امیدوں میں بدل دیتا ہے ہماری محرومیاں کامیابیاں بن جاتی ہیں اور جب تپتی ہوئی زمین اور شعلے اور انگارے برساتا ہے آفتاب ہماری کھیتیوں کو بار آوری کی طرف سے خشک مایوس کر دیتا ہے تو ہوا اور صرف دوسرے ابر

آسمان پر طاری کرتا ہے گھٹائیں امنڈ امنڈ کر آتی ہیں اور جل تھل بھر جاتے ہیں دنیا میں اور اس تتاک نیلگوں کے نیچے جو کام وہ کرتی ہے نہ کوئی مادی اور دنیوی طاقت نہیں کر سکتی۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہم دنیا میں صرف اپنی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتے جو کچھ کرتا ہے وہ خدا ہی کرتا ہے ضرور ہماری سعی و عمل نتیجہ پیدا کرتی ہے لیکن یہ بھی خدا ہی کا فضل و عمل ہے ہماری محنت و تدبیر کو ٹھکانے لگانے اور کامیابی عطا کرنے والا وہی ہے اپنی دنیا کو پررونق بنانے اور ایک ہنگامۂ عمل قائم رکھنے کے لئے اس نے یہ فرما دیا ہے کہ سعی و عمل سے کام لو چونکہ ہم اسی کی عطا کردہ قوتوں سے سعی و محنت کرتے اور کام لیتے ہیں اس لئے وہ از راہ بندہ نوازی ہماری اس محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نتیجہ بقدر محنت و عمل ضرور پیدا کرتا ہے سکھوں میں مرہٹوں میں تاتاریوں میں قوت عمل مسلمانوں سے ایسی کچھ کم نہ تھی مگر انہیں اپنے اپنے عہد میں وہ کامیابیاں ہرگز نصیب نہ ہوئیں جو اسلام کا محض طغرائے امتیاز ہیں اس کی وجہ کیا تھی محض یہ کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے راستہ ہی پر گامزن ہوئے اللہ کی دی ہوئی طاقتوں سے محض اس کی رضا ہی کے لئے کام لیا اور اس کا نام لیکر اس کی امداد کی دعائیں مانگنے اور کامیابی کو اس کے حوالہ کرتے ہوئے آگے بڑھے قرن اول کے مسلمانوں کو کسی مہم پر روانگی کے وقت اپنی طاقتوں پر گھمنڈ اور بھروسہ نہ ہوتا تھا البتہ وہ یہ ضرور سمجھتے تھے کہ ہم خدا کی راہ میں آگے بڑھ رہے ہیں اسی کی رضا جوئی کے لئے قدم اٹھا رہے ہیں اسی سے دعائیں مانگ رہے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہے وہ ضرور ہمیں کامیابی عطا کرے گا وہ جانتے تھے دونوں گھر خدا کے ہیں یہاں رہے یا وہاں مر گئے تو شہید اور جیت گئے تو غازی اس سے بڑھ کر خدا پر بھروسہ کی اور کوئی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی وہ اپنے بازوؤں پر بھروسہ بھی خدا ہی پر بھروسہ تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ایک صدی کے اندر اندر دنیا کے تمام تمدنوں تمام طاقتوں اور تمام قوموں کو فتح کر لیا تھا اور ارض عالم کی کوئی فوج ان کے سامنے ٹھیر نہ سکتی تھی۔

قیاصرہ کی قبائے سطوت کے پرخچے انہوں نے اڑا کر رکھ دیئے اکاسرہ کے اقتدار کا طرہ انھوں نے نوچ کر پھینک دیا اور خدا کی زمین کو خدا کی دی ہوئی طاقت اور خدا کے بھروسہ سے فتح کر کے رکھ دیا اب تو نہ خدا پر وہ بھروسہ ہے نہ وہ ایمان ہے اور نہ وہ سعی و عمل کے ہنگامے! دعائیں قبول ہوں تو کیونکر مسلمان ترقی کریں تو کس طرح اب تو ہر شخص دین و دولت اور اپنی سطوت پر بھروسہ کئے بیٹھا ہے حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ ہنی بال اور نپولین جیسے شہرۂ آفاق اور لائق جرنیلوں اور قیصر ولیم جیسے پرشکوہ تاجدار کو نامرادی و بیکسی کی موتیں نصیب ہوئیں سلطان خوارزم جیسے پرشکوہ تاجدار کو کفن بھی میسر نہ آسکا اگر اپنی حیثیت کو خدائی امداد کے بغیر بنا لینا اور دولت و شوکت پر بھروسہ کر لینا کوئی چیز ہوتا تو انہیں ان نامرادیوں سے کبھی دوچار ہونا نہ پڑتا۔

کاش مسلمان پھر خدا پر بھروسہ کر کے سعی و عمل سے کام لینا سیکھیں اور دنیا میں کامیابی و فائز المرامی کی زندگی بسر کریں۔

خطبہ ثانی

کسی سابقہ پرچہ سے پڑھ لیجئے۔ (اڈیٹر)

شذرات

فرقہ وارانہ حقوق کا سرکاری فیصلہ

آہ منتظرہ ساعت

آئی اور مسٹر میکڈانلڈ وزیراعظم برطانیہ نے فرقہ وارانہ حقوق کے متعلق اپنا قطعی فیصلہ صادر کر دیا۔ یہ فیصلہ سیاسی یا قومی ہر حیثیت سے ایک تباہ کن فیصلہ ہے اس سے چند گنے چنے وفاداران ازلی اور کاسہ لیسان ابدی کے سوا کوئی ایک بھی ہستی اور ایک بھی فرقہ مطمئن ہوا اور نہ ہو سکتا ہے مسلم فرقہ پرستوں نے اپنی ضد اور غرضمندیوں کے صدقہ میں مسلمانوں کو جو کچھ مل رہا تھا اسے بھی کھو دیا سب طرفہ تر اور المناک حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ کھو کر اور سب کچھ دیکر بھی یہ اس پر اظہار مسرت سے باز نہیں رہے اور اب بھی یہ سمجھ رہے ہیں کہ فتح و کامرانی کی صبح مسرت انہی پر اور انہیں کے لئے طلوع ہوئی ہے اور جو کچھ مل گیا ہے وہ بحالات موجودہ بھی غنیمت ہے۔ مسلم فرقہ پرستوں کا زور سب سے زیادہ بنگال اور پنجاب کی اکثریت پر تھا اور وہ بڑے زور شور سے یہ دعوی کرتے تھے کہ ہم جداگانہ انتخاب کے ساتھ ان دونوں صوبوں میں آئینی اکثریت کا حق لیکر رہیں گے اور اگر نہ ملا تو زمین آسمان کے قلابے ملاکر ایک کر دینگے۔

لیکن سب سے زیادہ شکست انہیں اسی نکتہ پر ہوئی ہے اور نامرادی کا بھیانک چہرہ یہیں آنکھیں نکالے ان کے سامنے آتا ہے حکومت نے آئینی اکثریت تو ایک طرف انہیں مساوات بھی نہ رکھا پنجاب میں مسلمانوں کو ۴۹ فیصدی اور بنگال میں صرف ۴۸ فیصدی نشستیں عطا کیں کہا جاتا ہے اور پوری بلند آہنگی کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ چلو آئینی اکثریت نہ سہی صریح فرقہ وار اکثریت نہ سہی عملی اکثریت تو مل گئی تمنداران کی ایک نشست اپنی ہی ہے رہ گئیں زمینداروں کی نشستیں ان میں سے راولپنڈی اور ملتان ڈویژن کی دو نشستیں ہم ضرور پائیں گے اور کوشش کرکے مزدوروں کی تین نشستوں میں سے بھی کم از کم ایک نشست لے لینا کوئی ایسی مشکل و دشوار چیز نہیں ہے ۱۷۵ نشستوں میں سے ۸۶ تو مل ہی گئیں اور تین چار پاکر پنجاب کونسل میں اپنی اکثریت قائم کر لیں گے۔

لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ آئینی اکثریت کے لئے جو طوفان اٹھائے جا رہے تھے کہاں بیٹھ گئے اور انتخاب مخلوط اگر ایسے ہی خطرے کی چیز تھا اور اس سے کوئی اثر یا اس سے کوئی آرزو اور امید وابستہ کرنا ہی معصیت کبیرہ کے مترادف خیال کر لیا گیا تھا تو بتایئے کہ اب یہ یقین کس طرح کر لیا گیا کہ مخلوط انتخاب میں تین چار نشستیں اور لے ہی لیں گے علی الخصوص اس صورت میں کہ جہاں سکھ ہائی ضد ترقی پر ہوگی اور وہ ٹھنک کر مقابلہ پر آئیں گے ہمارے نزدیک تمنداروں کی ایک اور نشست کے سوا اور کسی نشست کو بھی یقینی نہیں کہا جا سکتا اس طرح مسلمانوں کو ۱۷۵ میں زیادہ سے زیادہ ۸۷ نشستیں مل سکیں گی اور وہ پنجاب میں برابر اقلیت میں رہیں گے رہ گیا بنگال تو یہاں تو سب ہی صاف ہے کونسل کی دو سو پچاس نشستوں میں سے مسلمانوں کو صرف ۱۱۹ نشستیں دیکر دائمی اقلیت میں رکھ دیا گیا اور یہ ایسا فیصلہ ہے جس کی کوئی بہتر سے بہتر توجیہ بھی نہیں کی جا سکتی یہ ضرور ہے کہ الاقلیت کے صوبوں میں مسلمانوں کو نسبتاً زیادہ نیابت مل گئی ہے لیکن یہ نیابت میثاق لکھنؤ کی عطا کردہ نیابت سے ہر حالت اور ہر صوبہ میں کم ہے۔

صوبہ سندھ کا معاملہ یوں تو ان معلق ہے مگر یہ بالامرکزی حکومت کے قیام صوبوں کی خود مختاری ملازمتوں میں تناسب اور مذہب، تمدن اور تعلیم و اوقاف کے تحفظ کے متعلق اس اعلان میں کوئی تصریح نہیں اور نہ مرکز کے متعلق کچھ طے کیا ہے گویا مسلمانوں کو کچھ بھی نہ ملا اور اس پر بھی تحفظ حقوق مسلمین کے اجارہ دار خاموش ہی نہیں بلکہ خوش ہیں غور کیجئے اور دیکھئے جو کچھ مسلمانوں کو دے رہی تھی وہ کیا اچھی تھی یا فیصلہ ... ساتھ ... اگر اقلیتوں کے لئے تناسب آبادی کے مطابق ان کی نشستیں مخصوص کرکے زائد نشستوں کے لئے بھی انہیں مقابلہ کا حق رہتا اور نواب ... پنجاب ۵۷ اور ... فیصدی نشستیں حاصل کر سکیں گے لیکن افسوس ہے کہ غرضمندانہ جنون اور انتخاب جداگانہ کے عشق نے انہیں یہ فیصلہ منظور نہ کرنے دیا اور آخرالامر ابدی حسرت و نامرادی کے غار میں اوندھے منہ جا گرے۔

مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کی تجاویز

نشہ بدر اندر

سر میاں فضل حسین کے بنگلہ میں خان بہادروں، نوابوں، وزیروں اور وفاداروں کی فخیم الشان انجمن مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کا زبردست حصہ اور فقید المثال جلسہ دہلی کی شہرہ آفاق منزل کے ایک آراستہ نشیمن میں وزیراعظم کے اعلان اور حکومت کے فیصلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہو گیا اور ان لوگوں نے دنیا کو ایک دفعہ اور دھوکہ دینے اور سادہ لوح مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کے لئے چند تجاویز بھی منظور کر ہی ڈالیں ان سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کچھ کھسیانے سے ہو رہے ہیں اور رہ رہ کر انہیں غصہ آتا ہے کہ حکومت نے ان کی وفاداری و خدمات کی پرکاہ برابر پرواہ نہ کی تحریک آزادی کے علمبرداروں اور حکومت کے باغی تو یونہی زور لگاتے رہے چھ صوبوں میں اکثریت بھی لے گئے اور حکومت ہر پہلو پرمان کے ساتھ جھکتی بھی نظر آئی مگر ہم وفاکیشان ازلی ہوتی کے ہوتی ہی رہے اور جداگانہ انتخاب کے سوا اور کوئی مطالبہ بھی شرف قبول حاصل نہ کر سکا مگر کریں کیا نہ دل میں ہمت ہے اور نہ ارادوں میں پختگی۔

حکومت کے فیصلہ کے خلاف زبان کھولنا سوء ادبی ہے اس لئے پہلے تو برطانوی مساعی جمیلہ کا لب و لہجہ اعتراف کیا گیا کہ آئین وفاداری میں یہ اصول اولین و بہترین قاعدہ کی صورت اختیار کر گیا ہے اور شیوہ وفا کے اظہار کی نمایاں شکل بھی ہے اس کے بعد کہا گیا اے حضور نے ہماری معروضات پر پوری توجہ مبذول نہیں کی اقلیت کے صوبوں میں بھی ہمارا تناسب ہٹا دیا گیا اور اکثریت کے صوبہ میں بھی ہمیں آئینی اکثریت کے حصول کی سعادت نصیب نہیں ہوئی پنجاب میں تو پھر بھی آئینی اکثریت نہ سہی عملی اکثریت کے قیام کا امکان نظر آ رہا ہے مگر بنگال میں تو میدان صاف ہے اچھا ہم آپ سے کہتے ہیں کہ اگر صوبوں کی خود مختاری اور دیگر نکات کے فیصلہ کے وقت ہماری معروضات کو شرف قبول عطا نہ ہوا تو پھر ہمارے نزدیک بھی کوئی آئین قابل تسلیم نہ ہوگا۔

ہمیں یقین ہے کہ مدبرین حکومت نے اس بورڈ کی قرار دادوں کو پڑھکر اور سنکر

صرف ایک قہقہہ لگایا ہوگا کہ کچھ کرنے کی ہمت ہوتی جوش عمل کا کوئی شائبہ بھی ان کے اندر پایا جاتا تو یہ اس وقت جبکہ ان کی آرزوں کی کفن کفنائی لاش ان کی آنکھوں کے سامنے پڑی ہے ضرور آگے بڑھتے اور اپنے ترکش سے اپنی براہ راست کارروائی کا تیر چلہ میں چڑھا کر سامنے آتے لیکن جب ابھی کچھ نہ ہوسکا اور نہ قبول کرنے والی چیز قبول کر بیٹھے تو یہ خیال قائم ہی کہاں ہوسکتا ہے کہ یہ آئین آیندہ کی تسلیم سے انکار کر بیٹھیں گے۔

حقیقت یہ ہے ان لوگوں کی ضد ہی نے سارا کام خراب کیا اور مسلم نیشنلسٹ کی راہ میں یہی لوگ حارج اور مانع ثابت ہوئے اگر مخلوط انتخاب کی بنا پر اس اقلیت کا نزاع بھی جی سے فیصلہ کر لیا جاتا تو آج مسلمانوں کو یوں ناکامی سے دوچار ہونا نہ پڑتا ہم نہیں کہہ سکتے کہ اب جمہور اسلام ان دعویداران حقوق کے متعلق کیا خیال قائم کرینگے اور یہ کس طرح ان کے سامنے آسکیں گے جو افراد ایک مدت تک تہور کا ہو کر دیتے اور فیصلہ کے خلاف ہونے کی صورت میں براہ راست کارروائی کا یقین دلاتے رہے وہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اب مسلم سیاسیات میں انھیں کوئی اہمیت دی جائے کسی آئینی اور سیاسی کرے میں منظور شدہ تجاویز منظور کر لینا اور جنبش نہ اور میدان میں نکل کر اپنے حقوق کے لئے لڑنا اور بات ہے جس قوم کو بھی دنیا میں کچھ ملا ہے تو قربانیوں سے ملا ہے اور قربانیاں خطاب یافتوں غرضمندوں اور سرکاری عہدہ داروں نے کبھی نہیں اور نہ کریں ہے مسلمانوں سے بات جاگ رہی ہے اگر مسلم لیگ ان کی تجاویز کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں انہیں موجودہ تباہ کن فیصلہ پر سب کا فیصلہ کر لینا ان کا کس کی کوئی ذکر ہے اور الہ ہسی سے ان کی کوئی بھی رہنمائی کی گئی تو اب وہ انھیں اور ان کو ہمیشہ کے لئے کردیں کہ یہاں کی محرومی و ناکامی کا ذمہ دار ہے۔

ہندو فرقہ پرستوں کا شیون

فرقہ پرستی کی ماہر ذہنیت ہندوؤں کی ایک جماعت میں بھی بری

طرح پھیلتی اور ان کے دل و دماغ کو مسموم کرتی چلی جاتی ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کی فرقہ پرستی پر جونکہ نیشنلزم کا نقاب بھی پڑا رہتا ہے اس لئے یہ خوفناک صورت اختیار کرگئی ہے اور جمہور یہ سمجھنے سے قاصر رہجاتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ حقیقت میں فرقہ پرستی ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنا چاہیئے۔ بھائی پرمانند جی کو ڈاکٹر مونجے مسٹر جیکر یوں کر راجہ نریندر ناتھ حقیقت میں ہیں پکے فرقہ پرست لیکن جب قومی پلیٹ فارم پر آتے ہیں اور جلسوں میں تقریر کرتے ہیں تو فرقہ پرستی کے شرارے منہ سے نکلتے ہیں اور عناد و مخالفت کی چنگاریاں ان کے لفظ لفظ سے اڑتی ہیں مگر زبان سے یہی کہے جاتے ہیں کہ ہم قوم پرست ہیں اور قوم پرستانہ اصول پر کام کرتے ہیں۔

فرقہ وارانہ فیصلہ پر سب سے زیادہ طوفان ہندو اور سکھ دنیا میں بپا ہے اور یہ سب انہی ہندو فرقہ پرستوں کی انگشت سیاست کی کارفرمائی ہے ان کو نیشنلزم کا ایک کھلا ہوا فریب ہوا انھیں یہ صدمہ اور یہ درد نہیں کہ اس فیصلہ نے جمہوریت و قومیت کے لئے خنجر ستمگر کی ضرب پر تیشہ چلایا ہے بلکہ کرب و اضطراب یہ ہے کہ مسلمانوں کو کچھ بھی جس رنگ میں مل گیا وہ کیوں مل گیا دنیا جانتی ہے کہ اعلان حکومت اپنے اصلی رنگ میں موجود ہے برادران وطن فرقہ پرستانہ اعتبار و معاد میں کسی لحاظ سے بھی گھاٹے میں نہیں رہے جبکہ صوبوں میں انھیں دائمی

غیر تبدیل اور فرقہ وار اکثریت مل گئی اور جہاں ان کی اقلیت تھی وہاں وہ سنگین نشستیں لے گئے مگر پھر بھی ان کے سینہ مشکل کی آگ اسی طرح اور اسی شدت کے ساتھ بھڑک رہی ہے اور یہ کہ انھیں جوش اٹھتا ہے کہ پنجاب میں ان کا غیر یقینی اور عملی اکثریت کے قیام کے امکانات ہی کیوں پیدا ہوئے وہ کھلے مبہم الفاظ میں کہہ رہے ہیں اور بڑی بلند آہنگی کے ساتھ کہہ رہے ہیں ہندو کا حصہ چھین کر مسلمان شیر کے حوالہ کر دیا گیا ہندوستان کا مسلمانوں کے ساتھ جیسی بڑی جانبداری کی گئی ہے وہ ظاہر ہوا، حکومت نے مسلم فرقہ پرستوں کے آگے سپر ڈالدی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے ابھی ہم پنجاب میں فرقہ وار اکثریت ہرگز ہرگز گوارا نہ کرینگے چونکہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں قوم پرست بنکر کہہ رہے ہیں ہندؤں میں ایک جوش پھیلتا چلا جا رہا ہے مسلمانوں نے اب تک بھی یہ نہیں کہا کہ ہم کسی صوبہ میں ہندو اکثریت کو نہ دیکھ سکیں گے لیکن اگر صورت حالات اسی طرح ترقی کرتی رہی تو نتیجہ یہی ہوگا کہ مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ بڑی ہندو فرقہ وار اکثریت کے تسلیم کرنے سے انکار کردیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ حکومت کا اقتدار اور بڑھ جائے گا نہ مسلمانوں کو کچھ ملیگا نہ ہندو کو سب انگریز لے جائیگا سکھوں کے بڑے بڑے قوم پرست اور سردار تارا سنگھ جیسے کانگرسی تا دم یہی فرقہ وارانہ جلسے میں اور خالص مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہے ہیں انتہا یہ ہے کہ بعض لوگوں نے تحریک نافرمانی کے دوران میں ہی کانسلوں اور مشاورتی امیلی سے استعفیٰ دیدیئے تھے انھوں نے محض اس بنا پر کہ پنجاب میں مسلم اکثریت کے قیام کا امکان پیدا ہوگیا ہے استعفیٰ دیدیئے ہیں کہ پنجاب پر حرج ہو رہا ہے کہ کانگرس اس الجھن میں اپنے خاص وقت اور اپنے کام میں لے اور اس کو ردکر دینے کا راستہ اختیار کرے نکل رہا ہے۔

ہندو مہا سبھا کی مجلس عاملہ کی تجاویز

ہندو مہا سبھا کی ہلچل

مجلس عاملہ کا ایک اہم بامشاورت جلسہ دہلی میں منعقد ہوا جس میں تجاویز منظور کی گئیں کہ اس فیصلہ سے ایک فرقہ کی فوقیت دوسرے فرقہ پر بھی ہو جاتی ہے پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کو دائمی اکثریت دیدی گئی ہے اقلیت کے صوبوں میں مسلمانوں کو ان کی آبادی سے زیادہ نیابت دیدی گئی ہے سکھوں کو پنجاب میں جو مراعات دی گئی ہیں وہ مسلم مراعات سے بہت کم ہیں ہندو اگلا ہر حلقوں سے اقوام نا تمام کئے گئے ہیں معاصر تیج اس فیصلہ کو فرقہ وارانہ نہیں بلکہ جمہوریت اور قوم پرستانہ فیصلہ بتاتا ہے اس بھری دنیا میں مہا سبھائیوں کے سوا کوئی جماعت ایسی نہیں ملیگی جو ان فیصلوں اور ان تجاویز کو قوم پرستانہ تجاویز کے نام سے موسوم کرسکے افسوس ہے کہ ہندو جرائد کی اسی ذہنیت نے حالات بد سے بدتر بنا رکھا ہے یہ مسلمان برادران وطن کی طرف سے برابر بدظن ہوتے چلے جاتے ہیں جس جرأت و بیباکی سے مسلم اخبار اپنے فرقہ پرستوں کے خلاف لکھتے اور ان فرقہ پرست انجمن مسلم کانفرنس کے خلاف سلسل خامہ فرسائی کرتے رہتے ہیں وہ ہمیں ہندو پریس میں ہرگز نظر نہیں آتی۔

گو ان تجاویز جو ہندو مہا سبھا کی ان تجاویز کو پڑھکر یہ کہنا کہ یہ فرقہ پرستانہ ہیں اور اگر نہیں تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ پھر فرقہ وارانہ تجاویز کونسی ہوسکتی ہیں یا ہم یہ سمجھ لیں کہ ہر وہ تجویز جو کسی ہندو جماعت کی طرف سے پیش ہو قوم پرستانہ ہے

اور ہر مسلم تجویز پر فرقہ پرستی کا بورڈ لگا ہوا ہوتا ہے کیا پنجاب و بنگال کی اکثریت علیحدگی سندھ اور سکھوں کی مراعات کے لئے گریہ و بکا مقتضائے قومیت ہے اگر ہے تو پھر مسلم فرقہ پرستوں کو ہی بجا قوم پرست کہا جائے گا اور قوم پرست اپنے لئے کوئی جدید نام تجویز کرنے پر مجبور ہوں گے۔

یہ جلسہ کوئی عامیوں کا جلسہ نہ تھا بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور مشہور عمائد قوم اس میں شریک تھے جب برادران وطن کے اتنے گرامی قدر اور حساس بزرگ ایسا فیصلہ کر سکتے اور اتنی غلط بیانی سے کام لے سکتے ہیں تو بتائیے تبصرہ کرنے والا بیٹھکر رو لیگی یوں تو یہ صریح غلط بیانی ہے کہ پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کو دائمی اقتدار دے دیا گیا ہے لیکن اگر دے ہی دیا گیا ہے تو کیا وہ جمہوری اور وطنی اعتبار سے نیز اپنی آبادی کے اعتبار سے اس کے مستحق نہ تھے اگر کہا جائے کہ جداگانہ انتخاب کے ساتھ یہ حق دیا گیا ہے تو کیا ہندوؤں کو مسلمانوں سے کہیں زیادہ دوسرے صوبوں میں یہی مسلمانوں کا دائمی اقتدار پسند نہیں تو وہ مسلمانوں سے یہ توقع کس طرح کر سکتے ہیں کہ وہ چند صوبوں میں ان کا اقتدار گوارا کر لیں گے پھر وہ کونسی قومیت و جمہوریت ہے جو کسی اکثریت کو اس کے اقتدار سے محروم کر سکتی ہے۔ نہرو رپورٹ نے تو مسلمانوں کو دو صوبوں میں اکثریت کے قیام کا یقین دلایا تھا مسلمانوں کے ترجمان اور بدظنی کا سبب تو یہ ہے کہ ایک طرف تو انہیں انتخاب مخلوط کے ذریعہ ۵۶ اور ۵۵ فیصدی اکثریت کے قیام کا یقین دلایا جاتا ہے اور دوسری طرف اتنا بھی گوارا نہیں ہوتا ہے کہ ۵۱ فیصدی تو ایک طرف پوری کونسل میں ایک زیادہ نشست کے بھی مستحق قرار پائیں مسلمانوں کو تو پنجاب و بنگال میں ہرگز فرقہ وار اکثریت نہیں دی گئی [illegible] کو جمہوریت [illegible] صرف فرقہ وارانہ [illegible] حاصل ہو گئی اور دائمی [illegible] مخالفت ضروری تھی [illegible] اکثریتوں کی [illegible] غیر فرقہ وار اکثریت کی [illegible] ہے زیادہ [illegible] جلسہ میں [illegible] کیا جاتا ہے اور جمہوریت کو دیکھ دیا جاتا ہے کہ پنجاب و بنگال میں مسلمانوں کو دائمی اقتدار عطا کر دیا گیا ہے یہ ایک فرقہ پر دوسرے فرقہ کی فوقیت کا خیال تو اس سے واضح [illegible] کہ مراد پنجاب و بنگال کے مسلمان ہیں اور اگر اصولاً کہا گیا ہے تو [illegible] الفاظ میں کہنا چاہئے تھا کہ ہندو مہاسبھا کسی طبقہ اور کسی فرقہ کا اقتدار کسی صوبہ میں گوارا نہیں کر سکتی مگر نہیں ان کے سامنے تو صرف مسلمان ہیں [illegible] گوارا نہیں کہ مسلمان کسی صوبہ میں [illegible] ایسا رہا ہے جہاں ہندو [illegible] طور پر [illegible] مسلم اقلیت [illegible] اگر مسلمانوں کو تناسب آبادی سے زیادہ نشستیں مل گئیں تو صوبہ سرحد و سندھ میں ہندو اقلیتوں کے لئے بھی ایسا ہی کیا گیا ہے [illegible] اس اصلاحات حکومت میں فائدہ [illegible] نہیں [illegible] انتخاب [illegible] اکثریت کا اعلان [illegible] اقتدار اور قطعی اکثریت خاص [illegible] فرقہ پرست تو [illegible] اقلیت کے صوبوں میں [illegible] زیادہ [illegible] اور اکثریت کے صوبوں میں ان کا تناسب پورے اقتدار کے ساتھ قائم ہو جائے تو صرف اس کی [illegible] ہے کہ حکومت ایک اعلان کے ذریعہ زمام سلطنت ان کے ہاتھ

بڑھ کر بھی اور تمام اقلیتوں کے گلے میں ان کی غلامی کا پٹہ ڈال کر علیحدہ ہو جائے اور یہ اس کی سنگینوں کے سایہ میں ملک پر حکومت کریں لطف یہ ہے کہ قوم پرست بھی ہیں اور ہر فرقہ وار مراعات و حقوق کا مطالبہ بھی ہے اور مانع بھی اگر یہی قوم پرستی ہے تو خدائے قدوس ایسی ہلاک قوم پرستی کی وبا سے ملک کو محفوظ و مامون رکھے۔ جداگانہ انتخاب کے ہم بھی شدید مخالف ہیں لیکن اس سے ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ہم اپنی اکثریت بنا کر بیٹھیں اور یہ چاہیں کہ مرکز سے لیکر آسام کی کونسل تک ہمارا ہی اقتدار قائم رہے جہاں جس کی اکثریت ہو اس کی اکثریت ضرور قائم رہنی چاہئیے پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اپنی اکثریت کو کر کے مہاسبھائی آج ان خلاف اصول جمہوریت بتاتے رہتے تھے لیکن اب کہ مسلمانوں کو کہیں بھی آئینی اکثریت نہیں ملی خود کو مل گئی تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا اور نہ یہ کہتا ہے کہ کسی اکثریت کو بھی اقلیت میں تبدیل کر دینا انتہائی قومیت سوزی اور ناانصافی ہے زمانہ نازک ہو تمام فرقے کے فرقہ پرست اپنے اپنے فرقے کے مفاد کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور آزادی ملک کی کسی کو پروا نہیں یہ چیز ملکی ترقی اور آزادی کے منافی ہے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں اور جتنی جلد اس کا استیصال ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

ہسپانیہ میں عربی تمدن کے احیاء کی سعی

مسلمانوں نے ہسپانیہ میں آٹھ سو سال تک پوری عظمت و جلال اور شکوہ و اقبال کے ساتھ فرمانروائی کی اور نہ صرف یہ کہ انہوں نے سیاست و تدبر کے میدان میں پورے مغرب کی رہنمائی کی بلکہ علم و تمدن اور تہذیب و معاشرت کے ہر شعبہ کو سنوارا اور معراج کمال تک پہنچایا آج جو مغرب کا میابی مغرب کا میابی و فائز المرامی کے فلک الافلاک پر مہر شکر بلک رہا ہے یہ سب کچھ انہی ہسپانی عربوں کا تصدق ہے جنہوں نے اپنے عہد اقبال میں اسافلہ یورپ کو مہذب و شائستہ بنانے اور علوم و فنون سے بہرہ اندوز کرنے کی مساعی کیں اور جب ہسپانی مسیحیوں کے ہاتھوں سنہ ۱۴۹۲ء میں اس چمن کدہ تہذیب سے اس بیدردی اور اس قساوت قلبی کے ساتھ نکالے گئے کہ آج وسیع و عریض خطۂ ارض کے کسی گوشہ میں کسی ایک اسلام کے نام لیوا کا نشان بھی دکھائی نہیں ملتا اور جن کے افتادہ اعلام پر آج تک کہ اس تباہی مسلمین پر چار صدی سے زیادہ کا زمانہ گذر رہا ہے یہی آسمان نیلگوں شبنم کے آنسو رو رہا ہے اس لئے کہ وہاں کوئی مسلم قلب ان کے درد سے تڑپنے اور کوئی ایک مسلم آنکھ بھی ان کی لحد پر آنسو بہانے کے لئے موجود نہیں۔

مٹنے والے مٹ گئے لیکن ان کے کارہائے عمل کی گونج سے آج بھی گہوارۂ اندلس پُر گونج رہا ہے اور تاریخ کے صفحات پر زریں حروف میں ان کا نام درج ہے اب تک یہاں ملکہ ازابلا کے فرزندان رشید برسر حکومت رہے مسلمانوں کی ہر چیز اور ہر اسلامی یادگار پر گمنامی کا پردہ رہا اور وہ خیر تعصب و تنگدلی قائم رہی کہ کسی کی مجال نہ تھی جو مسلم عظمت و اقبال کا نام بھی زبان پر لا سکے لیکن اب کہ وہاں انقلاب روزگار نے فرمان روا اور شاہی حکومت قائم کر دی اور جمہوریت پسند برسر اقتدار آئے تو تعصب اسلامی کی بڑھا ہوا اسمندر بلی اترا ہوا ہے ہسپانیہ میں ایک کثیر تعداد ان مسلمانوں

کی اولاد کی ہے جنھیں کسی وقت بجبر عیسائی بنا لیا گیا تھا ان کی رگوں میں عربی خون جوش مار رہا ہے اور انھیں اپنے اسلاف کے غلغلہ انداز عالم کارناموں پر بھی فخر ہے انہوں نے سلطنت کا نقشہ جو بدلتا ہوا دیکھا تو جمہوریہ ہسپانیہ کے سامنے یہ مطالبہ پیش کر دیا کہ قرطبہ کی عدیم النظیر و عدیم المثال جامع مسجد چونکہ ہمارے اجداد کی بنائی ہوئی ہے اس لئے اسے ہمیں واپس کیا جائے نیز عربی تمدن و تہذیب اور علوم و فنون اسلامیہ کے از سر نو احیا کی غرض سے غرناطہ میں ایک عربی یونیورسٹی قائم کی جائے موخر الذکر تجویز تو منظور ہو چکی ہے اور شاہ فیصل اس کے افتتاحی مراسم ادا کرنے کے لئے تشریف لانے والے ہیں۔

اول الذکر مطالبہ جمہوریہ ہسپانیہ کے سامنے زیر غور ہے لہذا اس کے بھی جلد ہی منظور ہو جانے کی توقع ہے۔ بادی النظر میں یہ کوئی ایسی اہم چیز نظر نہیں آتی لیکن حقیقت میں اس کی اہمیت عالمگیر نوعیت کی سرمایہ دار ہے اور اسلامی نہیں ہسپانی نقطہ نظر سے بھی اسے بڑی اہم چیز سمجھا جا سکتا ہے اس یونیورسٹی کے قیام کے ساتھ ہی ہسپانیوں میں اپنی عظمت کا احساس پیدا ہوگا اور وہ سمجھیں گے کہ ہم انھیں اسلاف کے فرزند ہیں جو یورپ کی موجودہ عظیم الشان ترقی و اقبال کے حقیقی موسس و بانی تھے اگر ہمارے بزرگ بھی اس برکت علوم و معارف کا علم لے کر میدان میں نہ آتے تو آج بھی پورا یورپ ابتذال و گمنامی کے غار میں پڑا ہوتا پھر جب انھیں خیال آئے گا کہ مغرب کی تمام تر ترقیات کے بانی مسلمان اور فرزندان توحید تھے تو یقیناً یہ اسلام کی طرف جھک جائیں گے اور اس طرف جو کام ہمارے تبلیغی مشن انجام نہ دے سکتے تھے وہ یہ بے سمجھے انجام دیں گے اور اس کا اثر پورے مغرب پر پڑے گا۔ سچ ہے کہ اسلام کا محافظ خود خدا ہے تعالیٰ ہے اور جب مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں تو وہ غیروں سے اس کی حفاظت کا کام لیتا ہے۔

حیدرآباد میں سنگھٹنی شرارتیں

[illegible]

ہوا میں چلی ہیں ہندوستان کی متعدد ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی مساعی کا ایک مستقل سلسلہ جاری ہے جب وہ رعایا کی حیثیت سے اصلاح حال کی سعی کرتے ہیں اور ظالمانہ پابندیوں کے ارتفاع کی کوششیں عمل میں لاتے ہیں تو [illegible] ان کی زبانیں بند کی جاتی ہیں کشمیر میں یہی صورت پیش آئی اور اب الور میں یہی ہو رہا ہے ہم نے سمجھا کہ فرزندان توحید سے کچھ انسانی دلچسپی ہے بجائے اس کے [illegible] ہندو رعایا کے اس جھگڑے میں خاموش رہتے یا انصافاً مسلمانوں کا ساتھ دیتے انہوں نے جذبہ انتقام سے سرشار ہو کر کھوپال رام پور بھاول پور اور حیدرآباد وغیرہ مسلم ریاستوں کے ہندوؤں کو ابھارنا شروع کر دیا اور دیگر ریاستوں میں تو ان کی مساعی اور سازشیں بیکار رہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ حیدرآباد میں ان کا جادو چل گیا ہے اسلئے کہ یہاں سے مہاراشٹر بھی قریب ہی لگا ہوا ہے اور یہ لوگ بھی ہمیشہ حیدرآباد کے خلاف انگارے ہی اچھالتے رہتے ہیں ضلع بھینسا میں حال ہی میں جو خوفناک ہندو مسلم فساد ہوا ہے وہ مہاسبھائی ریشہ دوانیوں کا مظہر ہے یہاں فرقہ پرست ہندوؤں نے مسجد کے سامنے باجہ بجایا اور ہمیں اس وقت بجایا جبکہ مسلمان مصروف نماز جمعہ تھے اور اس طرح انہوں نے فساد و آویزش کی وجہ پیدا ہی کر لی اور متعدد ہندو اور مسلمان مجروح ہوئے۔ حیدرآباد باعتبار حسن انتظام اور حسن سلوک و رعایا پروری ریاستہائے ہند میں خاص امتیاز رکھتی ہے اور اعلیٰ حضرت کے خزانہ عامرہ سے مندر اور گوردواروں کو خطیر رقوم امداد کے طور پر ملتی رہتی ہیں جلیل القدر عہدوں پر ہندو فائز ہیں اور مہاراجہ [illegible] مملکت کی صدارت عظمیٰ جیسے بلند اور بڑے عہدے ہنوز [illegible] ہوئے ہیں اس صورت میں ایسی رفاہ مملکت کے اندر فسادات و عناد کے شعلے بلند کرانا اور امن پسند رعایا کو مبتلائے مصائب بنانا کس درجہ مکروہ فعل ہے ہمیں توقع ہے کہ مخلص محبان وطن مہاسبھائیوں کی شر انگیز حرکات کو روکنے کی بہترین مساعی عمل میں لائیں گے۔

ریاست گوالیار میں پنچایتی نظام

آج ہندوستان کے چپہ چپہ پر عدالتیں قائم ہیں دیہات و قریات میں تھانے پڑے ہوئے ہیں اور مقدمہ کا شوق جنون کی صورت اختیار کر گیا ہے باہم ذرا جو نزاع پیدا ہوئی اور لوگ عدالتوں میں جا پہنچے اور ہزاروں روپے میں آگ لگ گئی غریبوں کے پاس کھانے کو پیسے ہی نہیں مقدمہ بازی کہاں سے کی جائے مگر کرنی پڑتی ہے اور دونوں فریق تباہ ہو جاتے ہیں حکومت انگلشیہ کے نام سے پیشتر ہندوستان میں انفصال نزاعات کا سادہ طریقہ جاری تھا ہر دیہہ اور قریہ میں پنچایتیں قائم تھیں ایک پیسہ خرچ کئے بغیر کام ہو جاتا تھا لیکن اب تو ہر طرف ایک [illegible] پھیلی ہوئی ہے جب حکومت پر بہت زور ڈالا گیا تو اس نے کہیں کہیں پنچایتوں کا نظام قائم کر دیا جس نے بقدر حوصلہ افزائی اچھا کام کیا ناانصافی ہوگی اگر ہم اس سلسلہ میں ریاست گوالیار کی پنچایتوں کے کام کی تعریف نہ کریں یہ ریاست کوئی بہت بڑی ریاست نہیں تاہم اس میں ۲۳۴۱ پنچایتی بورڈ قائم ہیں سنہ ۱۹۳۰-۳۱ء کے ایک سال کے اندر انہوں نے ۲۳۹۶ دیوانی اور ۱۴۸۲ فوجداری مقدمات کی سماعت کی اور تیس ہزار سے زیادہ مقدمات کا فیصلہ کیا یہ کتنا شاندار ریکارڈ ہے اگرچہ ایک چھوٹی سی ریاست میں پنچایتی بورڈ اس کامیابی کے ساتھ کام کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ برطانوی ہند میں یہ ناکام ہوں [illegible] کا زمانہ ہے حکومت کو اپنے مصارف کے گھٹانے کی فکر ہے کیا اچھا ہو کہ حکومت [illegible] زمانہ کے [illegible] پنچایتی بورڈ کا ایک جال لگا دے تاکہ رعایا کو بھی گراں بار مصارف سے نجات مل جائے گی اور سرکاری کام میں بھی کمی ہو جائیگی کیا حکومت ہمارے اس معروضہ پر غور کرے گی۔

صدر اعظم عراق کی ایک اہم تجویز

[illegible]

واضح ہو کہ آج کل عراق میں تقلید یورپ اور فیشن پرستی کا رواج عام ہو رہا ہے اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ [illegible] ان عفاف [illegible] آج سے زیادہ مدت پیشتر تک نہیں [illegible] بس پیشتر [illegible]

نہ دیکھ سکتی تھی آج وہ برابر بے نقاب باہر نکل رہی ہیں مغربی لباس سے آراستہ پیراستہ عورتیں آپ کو عراق کے بازاروں اور سیرگاہوں میں عام طور پر نظر آئینگی اندآپ کا جگر انھیں اس ہیئت میں دیکھکر ضرور خون ہوجائے گا بے پردگی کا لازمی نتیجہ فواحش و منا ہی کی ترقی ہے اور عراق میں یہ صورت رونما بھی ہوچکی ہے اسی لئے غازی نوری پاشا صدر اعظم حکومت عراق نے احساس نتائج کے بعد ایک ایسا قانون پارلیمنٹ میں منظور کرانے کی تدبیر کی ہے جس کی رو سے عورتوں کی بیجا اور غیر ضروری آزادی پر پابندیاں عاید کی جاسکیں اور اغیار کی نظروں میں اسلام کی رسوائی نہ ہونے پائے اگر صدر اعظم اس تجویز کو منظور نافذ کرانے میں کامیاب ہوگئے تو نہ صرف ایک عراق بلکہ مسلمانان عالم کے شکریہ کے مستحق ہوں گے اس لئے کہ یہ وبا دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی برابر پھیلتی جارہی ہے اگر عراق میں یہ تجویز منظور ہوگئی تو مصر و ترکی میں بھی اسی تجویز کو منظور کرانے والے کھڑے ہوجائینگے اور مغربی رو کی مسموم اثرات سے دنیائے اسلام محفوظ ہوجائے گی۔

ترکی و اٹلی کا خفیہ معاہدہ

خدا معلوم "بغداد ٹائمز" کی اس خبر میں کہاں تک صداقت ہے کہ ترکی و اٹلی میں خفیہ طور پر اتحاد ہوگیا ہے کہ عراق، فلسطین اور شام کو باہم تقسیم کرلیا جائے اٹلی کی نظریں ان ممالک اور ان کی سرحد بندی پر حریصانہ پڑ رہی ہیں اور وہ انھیں خاص نظر سے دیکھ رہا ہے ٹرکی کے ساتھ دوستی نے اٹلی کی ارزوؤں کو اور تازہ کردیا ہے یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ ان دونوں حکومتوں نے ممالک مذکورہ بالا کو باہم تقسیم بھی کرلیا ہے اور پوشیدہ طور پر یہ طے پایا ہے کہ ان کا شمالی حصہ ترکی کے قبضہ میں رہے گا اور جنوبی حصہ اٹلی کے زیر تصرف میں ہوگا۔ یہی اخبار یہ بھی لکھتا ہے کہ اس معاہدہ کی تکمیل اس وقت ہوئی جب مدبرین ترکی روما گئے تھے۔ ہمارے نزدیک یہ "بغداد ٹائمز" کی پروپیگنڈا ہے برطانیہ ترکی و اٹلی کی دوستی کو خطرہ کی نظر سے دیکھ رہا ہے اس لئے برطانی جرائد نے مختلف صورتوں میں اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کردیا ہے اور اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ فلسطین اور عراق کی رائے عامہ کو بھڑکایا جائے اور یہ دوستی برقرار نہ رہے کیونکہ جب تک یہ دوستی قائم رہے گی ترکی کا اقتدار بڑھتا رہے گا اور ترکی کے متعلق کہتے ہیں کہ عراق کو خطرہ رہے اس لئے کہ عراق پہلے ترکی ہی کا ایک حصہ تھا اگر وہ آج نہیں تو کل اقتدار پاکر دوبارہ اس کے فتح کرلینے کی سعی کرے گا۔

بنگال کیلئے سرکاری افواج

انقلاب پسندوں نے ملک بھر میں ایک شورش

عالم پر ظاہر ہے کہ بنگال انقلاب پرستی کا گہوارہ ہے حکومت نے بنگال میں ہنگامی قوانین کا نفاذ کیا پولیس نے انتہائی جدوجہد سے کام لیا عدالتوں نے عبرت انگیز سزائیں دیں لیکن کوئی بھی نتیجہ برآمد نہ ہوا بلکہ جوں جوں دوا کی مرض اور بڑھتا ہی چلا گیا جتنے انقلابی گذشتہ سال میں قتل وغیرہ ہوئے تھے ان سے زیادہ اس سال چھ سات ماہ کے اندر اندر شکار ہوچکے جب کوئی صورت مفر کی نظر نہ آئی تو حکومت نے فوج کی ایک خاص تعداد بنگال میں متعین کرنے کا فیصلہ کیا جو اطراف صوبہ کے مختلف مقامات پر گشت کرکر

[illegible]

کے جان کی حفاظت کریں گی یوں تو ہر محب وطن کی دلی خواہش یہی ہے کہ یہ فتنہ خیز تحریک ملک سے فنا ہوجائے مگر جو گمراہ نوجوان اس انقلاب پسندی میں اپنی زندگی کی بازی لگائے ہوئے ہیں اور جان دینا جن کے نزدیک معمولی بات ہے کیا توقع ہے کہ ان پر اس فوج کے قیام کا کچھ اثر ہوگا البتہ اگر حکومت کچھ عرصہ کے لئے اپنے سلوک میں نرمی پیدا کرے اور عوام کی ہمدردی و تائید حاصل کرنے کی سعی کرے تو اس سے بہت زیادہ کامیابی کی امید ہے۔

پنڈت مالویہ کی مصالحانہ سرگرمیاں

پنڈت مالویہ نے

حال ہی میں گورنر بنگال سے بھی ملاقات کرکے دیر تک گفتگو کی اور عمائد بنگال سے بھی ان کی گفت و شنید سلسلہ جاری ہے تازہ ترین اطلاعات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ فرقہ وارانہ گتھی سلجھانے اور کوئی باہمی مفاہمت کرانے کے لئے سرگرم عمل ہیں گو پنڈت جی کا گذشتہ ریکارڈ ہمارے نزدیک کسی اعتبار سے بھی شاندار نہیں اور ملک میں اردو ہندی کا جھگڑا پیدا کرنے اور فرقہ پرستی کے شعلوں کو ہوا دینے میں ایک عمر صرف کی ہو تاہم کچھ عرصہ سے آپ تائب نظر آرہے ہیں اور کانگرسی قوم پرستانہ سرگرمیوں کے سلسلہ میں اس پیرانہ سالی میں ایک نہیں دو مرتبہ قید و بند کے مصائب بھی جھیل چکے ہیں اس لئے اب ہم ان کے متعلق شکوک کو اپنے قلب میں جگہ دینے کی کوئی وجہ نہیں پاتے ہمیں یہ بھی علم ہے کہ ملک میں پنڈت جی کا اثر و رسوخ گاندھی جی کے اثر و رسوخ سے ہی مدارج بڑھا ہوا ہے ایک بات اگر گاندھی جی کہیں تو ہندوؤں کے اسے نہ ماننے کا امکان بھی ہو مگر پنڈت جی کے ارشادات سے انحراف کی جرات کوئی بھی نہیں کرسکتا بوڑھے ہوچکے اور اب پنڈت جی زندگی کے آخری مرحلہ پر ہیں اگر اس مسرت افزا فرصت میں وہ قوم کی کوئی اہم خدمت انجام دے گئے تو آیندہ نسلیں ان کا نام شکرگذاری کے جذبات کے ساتھ لیں گی اگر پنڈت جی مصالحت و مفاہمت کا داعیہ لیکر مخلصانہ کھڑے ہوجائیں تو ان کے لئے یہ چند روز کی بات ہے کاش پنڈت جی حقیقی اور مبنی بر انصاف مفاہمت کے لئے سرگرم عمل ہوجائیں اور ملک کو ایک بڑے ضغطہ اور شدید مصیبت سے نجات دلائیں۔

الور کی نازک صورت حالات

الور کے فرزندان توحید اس وقت گوناگوں مصائب کا شکار بنے ہوئے

اور مہاراجہ بہادر نے اپنے مشیروں کے ہاتھوں میں آکر کچھ رنگ ریاست پر درست میں وہ حالات پیدا کردئیے ہیں کہ آپ کی رعایا کے کم بیش دس ہزار افراد کو وطن چھوڑنا پڑا ہے یہ ہجرت اپنی نوعیت میں کیسی ہی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہاں کے حالات و شدائد ہی نے مسلمانوں کو ترک وطن پر مجبور کیا جب تعلیم قرآنی پر پابندیاں عائد کردی گئی ہوں مساجد مندروں کی صورت میں منتقل کی جارہی ہوں تو آخر مسلمانوں کے لئے چارہ کار کیا ہے ہم مہاراجہ صاحب کو متنبہ کردینا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی شکایات کے ازالہ کی طرف جلد اپنی توجہ مرکوز کریں ورنہ ان کے یہی اعمال ان کے گلے حکومت کا سانپ بنجائینگے۔

مسلم کانفرنس یا امن سبھا

شاہ مسعود احمد صاحب ممبر اسمبلی ایک حساس اور سرگرم بزرگ قوم ہیں آپ نے گذشتہ دنوں میں مسلم کانفرنس کا کام جس سرگرمی و جوش عمل کے ساتھ کیا ہے زمانہ شاہد ہے لیکن مسلم کانفرنس کے اگزیکٹو بورڈ کے جلسہ میں انھوں نے جو کچھ دیکھا اس سے آپ کی طبیعت بُری طرح مجروح ہوئی اور وہاں سے اٹھ آئے

کتاب الاسلام

باب الجنائز

نماز جنازہ کا بیان

وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الطفل لا یصلی علیہ ولا یرث ولا یورث حتی یستھل رواہ الترمذی وابن ماجہ الا انہ لم یذکر ولا یورث

اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بچے بچے پر نہ نماز پڑھی جائے اور نہ اس کو وارث بنایا جائے ترمذی نے بھی یہ روایت نقل کی لیکن الفاظ لا یورث کا ذکر نہیں کیا۔

عن ابن مسعود الانصاری قال النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوم الامام فوق شیء والناس خلفہ یعنی اسفل منہ رواہ احمد والدار قطنی فی المجتبیٰ فی کتاب الجنائز

ابن مسعود انصاری سے روایت ہے کہ منع فرمایا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہو امام اونچی چیز کے اور لوگ اس کے پیچھے ہوں یعنی نیچے ہوں لہذا امام اور مقتدیوں کا ایک سطح پر ہونا لازمی ہے روایت کیا اس کو دار قطنی نے اپنی کتاب مجتبیٰ باب الجنائز میں۔

تدفین

مردہ کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور اس کو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیئے جس سرزمین پر انتقال ہوا ہے وہاں اس کو دفن نہ کریں اور نہ میت کو زمین پر رکھکر چاروں طرف سے دیواریں قائم کرکے بند کردیں قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہونی چاہیئے قبر چھوٹی نہیں ہونی چاہیئے قبر کے طول کے نصف حصہ کے برابر عرض ہونا چاہیئے اور گہرائی بھی آدھے قد کی برابر ہونی چاہیئے اور بہتر تو یہ ہے کہ مردہ کے قد کے مساوی ہی گہرائی ہو اور متوسط درجہ یہ ہے کہ گہرائی مردہ کے سینہ کے برابر ہو۔ قبر کی دو قسمیں ہیں ایک لحد جس کی صورت یہ ہے کہ قبر کھود کر قبلہ کی طرف میت کے لئے جگہ کھودیں اور دوسری قسم وہی ہے جس کا عام طور سے ہر جگہ رواج ہے بوریا قبر میں بچھانا ناجائز ہے اور تابوت مکروہ ہے مگر بوقت ضرورت تابوت بنانا بھی جائز ہے مگر اس میں مٹی بچھاکر دائیں بائیں کچی اینٹیں لگادیں اور اوپر سے مٹی ہی بچھادیں قبر کے اس حصہ میں جو میت سے قریب ہے پکی اینٹیں لگانا مکروہ ہے۔

قبر میں اتارنا

جنازہ کو قبر سے قبلہ کی طرف رکھکر مردہ کو اتارنا مستحب ہے عورت کے جنازہ کے اتارنے کے واسطے محارم ہوں غیروں کو اجازت نہیں ہے کہ دفن سے قبل وہ شرکت کریں اگر محارم نہ ہوں تو پھر رشتہ دار اور اگر رشتہ دار بھی نہ ہوں تو پھر اقرب اس خدمت کو انجام دیں مگر پرہیزگار ہوں آوارہ گرد فاسق فاجر لوگوں کو ہاتھ لگانیکا حکم نہیں ہے۔

جب جنازہ کو قبر میں اتاریں تو کہیں بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ میت کو دائیں طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں اور کفن کی بندش کو کھولدیں۔ بعض لوگ صرف منہ کی بندش کھولتے ہیں اور بندشیں باقی رکھتے ہیں یہ غلط مشہور ہے جتنی بندشیں ہیں سب کھولنی پڑیں گی لحد کو کچی اینٹوں سے بند کرنا چاہیئے اگر بجائے اینٹوں کے تختوں سے بند کیا جائے تو بھی درست ہے اگر عورت کی میت ہے تو اس وقت تک پردہ رکھیں جب تک اندر نہ اتار دی جائے پٹاؤ خواہ پتھر کا ہو یا تختوں کا ہو جب پٹاؤ سے فارغ ہوجائیں تو مٹی پہلی بار قبر میں ڈالیں منھا خلقناکم اور دوسری بار وفیھا نعیدکم تیسری بار ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ پڑھیں باقی پھاوڑے وغیرہ سے ڈالیں قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنائیں ایک بالشت یا اندازاً اونچی بنائیں قبر کو پختہ بنانا درست نہیں دفن کے بعد سورہ بقر کا اول اور آخر کا رکوع پڑھنے درست ہیں۔ قبروں پر چلنا بیٹھنا۔ پیشاب پاخانہ کرنا اور جوتا پہنکر نہیں جانا چاہیئے اس سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے ایصال ثواب کی نیت اور موت کو یاد کرنے کی غرض سے قبروں پر جانا درست ہے اور جمعہ کے دن صبح کے وقت جانا بڑا ثواب ہے عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں قبروں پر جاکر منتیں مانگنا مرادیں مانگنا چادریں چڑھانا ناجائز ہے جب قبرستان میں جائے تو یہ پڑھے السلام علیکم اہل دار قوم مومنین انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لاحقون نسال اللہ لنا ولکم العفو والعافیۃ یرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین اللھم رب الارواح الفانیۃ والاجساد البالیۃ والعظام النخرۃ ادخل ھذہ القبور منک روحا وریحانا ومنا تحیۃ وسلاما پھر فاتحہ پڑھیں الحمد شریف پڑھیں قل ھو اللہ اور درود شریف پڑھکر بخشیں یاد رہے کہ ہر عمل خیر کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے روزہ ہو یا نماز حج ہو یا زکوٰۃ اور پڑھنے والے کو بھی اجر ملیگا قبر کو بوسہ دینا قبر کا طواف کرنا ممنوع ہے۔

عن عامر بن سعد بن ابی وقاص ان سعد بن ابی وقاص قال فی مرضہ الذی ھلک فیہ الحدوا لی لحدا وانصبوا علی اللبن نصبا کما صنع برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم

عامر بیٹے سعد کے روایت کرتے ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاص مرنے لگے تو انھوں نے اس آخری مرض میں جس میں کہ وہ مر گئے فرمایا جب میں مرجاؤں تو میری لحد کھودنا اور میری قبر پر کچی اینٹیں رکھنا جیسے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اطہر پر بعد وفات رکھی تھیں۔

عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسنما رواہ البخاری

روایت ہے سفیان سے کہ دیکھی انہوں نے قبر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو اونٹ کے کوہان کے موافق تھی۔

مقابر کا بیان

عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ رواہ مسلم

روایت ہے ابی الہیاج اسدی سے کہ فرمایا علی کرم اللہ نے کہ اے ابی ہیاج کیا بھیجوں تجھکو اس کام کے لئے جس کے لئے حضور نے مجھے بھیجا تھا اور وہ کام یہ تھا کہ نہ چھوڑ تو کسی تصویر کو مگر مٹادے اس کو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر برابر کردے نقل کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

عن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا۔

ابی مرثد الغنوی سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ بیٹھو تم قبروں پر اور نہ نماز پڑھو قبروں کی طرف منہ کرکے

قبرستان جانیوالیکیلئے ضروری ہدایات

ابن ہمام نے فرمایا کہ قبروں پر بیٹھنا منع ہے اور قبروں کو روندنا بھی منع ہے بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ اپنے عزیز یا قرابتداروں کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہیں اور راستہ میں اور لوگوں کی قبریں پڑتی ہیں ان کو پامال کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ امر ممنوع ہے اسی طرح قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھنا بھی منع ہے مگر دوسر مردہ کے واسطے اگر قبر کھودی جائے اور راستہ میں اور قبریں پامال ہوتی ہوں وائی صورت میں منع نہیں ہے قبر کھودنے کی غرض سے دوسری قبر پر سے پاؤں رکھکر کام کیا جاسکتا ہے اور قبر کے نزدیک سونا بھی مکروہ ہے اور قبر کے پاس استنجا کرنا بھی مکروہ ہے۔

لیکن مردہ کیلئے قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرنی جس طرح حضور کیا کرتے ممنوع نہیں ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ حضور جب جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لیجاتے تو پڑھا کرتے تھے السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اسال اللہ لی لکم العافیۃ اور نماز پڑھنے کی جو ممانعت فرمائی ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں اگر نماز تعظیماً پڑھے گا تو کافر ہوگا اور مکروہ تحریمی ہے اور یہی حکم ہے جنازے کا اگر اس کو سامنے رکھکر نماز فریضہ یا نوافل پڑھے گا تو اس سے بھی زیادہ گناہ ہوگا۔

قرآن شریف بھی قبرستان میں بعض ائمہ نے پڑھنے کی ممانعت کی ہے لیکن بطور دعا کے پڑھنا درست ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر رواہ مسلم

اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ ایک شخص تمہارا آگ کے انگاروں پر بیٹھے اور وہ انگارے اس کو جلا کر خاک کردیں اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے خلاصہ یہ ہے کہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر تو یہ ہے کہ آگ پر بیٹھ جائے۔

عن عروۃ الزبیر قال بالمدینۃ رجلان احدھما یلحد والاخر لا یلحد فقالوا ایھما جاء اولا عمل عملہ فجاء الذی یلحد فلحد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ فی شرح السنۃ

روایت ہے عروہ ابن زبیر سے کہ کہا کہ تھے مدینہ میں دو شخص جو گورکنی کیا کرتے تھے ایک ان میں سے لحد بنایا کرتا تھا نام ان کا ابو طلحہ انصاری تھا اور دوسرے شق کی قبر کھودا کرتے تھے نام ان کا ابو عبیدہ تھا حضور کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے یہ فیصلہ کیا کہ دونوں میں سے جو پہلے آگیا اس کی خدمت قبول ہوگی اتفاق سے وہ آئے جو لحد کی قبر کھودا کرتے اس وجہ سے حضور کی قبر شریف لحد کی کھودی گئی لیکن اس سے یہ امر بھی ثابت ہوگیا کہ شق کی قبر بھی جائز ہے کیونکہ ایک جلیل القدر صحابہ نے اس فعل کو کیا ہے اگر یہ فعل درست نہ ہوتا تو اتنے بڑے صحابہ نہ کرتے۔

بیان طریقہ تدفین شہدا

عن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم احد احفروا وسعوا واعمقوا واحسنوا وادفنوا الاثنین والثلثۃ فی قبر واحد وقدموا اکثرھم قرانا رواہ احمد والترمذی

حضرت عامر سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دن احد کے کہ کھودو قبریں اور فراخ کرو اور اچھا کرو قبر کو یعنی ہموار کرو خاک اور کوڑا کرکٹ اس میں نہ رہجائے اور دفن کرو دو دو کو تین تین کو ایک ایک قبر میں اور قبلہ رو رکھو اس شخص کو جو زیادہ قرآن جانتا ہو اور روایت کیا اس کو احمد نے اور ترمذی و دیگر محدثین نے ہی۔

تشریح

احد کی جنگ ہوا ے دن جب لڑائی ختم ہوچکی تو ارادہ کیا دفن کرنے کا شہدا کے تو حضور نے فرمایا کہ قبریں کھودو یہ امر واسطے وجوب کے ہے اور دیگر امور جو اس حدیث میں وارد ہوئے ہیں استحبابی ہیں آپ نے فرمایا گہری کھودنا اس گہرائی کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ آدمی قبر کے اندر کھڑے ہوکر اپنا ہاتھ بلند کرے تو اس کی انگلیاں باہر نہ نکل سکیں اس گہرا کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ مردہ محفوظ رہتا ہے جنگلی درندوں سے اور آپ کا یہ فرمانا کہ جس کو قرآن زیادہ یاد ہو اس کو آگے کرو اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عالم باعمل کی عزت دنیا میں بھی کرنی چاہیئے اور مرنے کے بعد بھی۔

شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی آجائے گی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ پڑھ لیں گے صرف روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تین ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی ضخامت تقریبا ۲۰۰ صفحات، قیمت عہ محصول ۶ کل عہ

(مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

اور چونکہ یہود و نصاریٰ حضرت نوحؑ کو اور ان کے بعد ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کو اور ان کی اولاد کو اور ایوبؑ اور یونسؑ ہارونؑ سلیمانؑ داؤدؑ علیہم السلام کو انبیاء جانتے تھے نیز نصاریٰ حضرت عیسٰیؑ کے بھی قائل تھے اس لئے خدا تعالےٰ نے اہل کتاب کو الزام دینے کے لئے فرماتا ہے کہ مذکورہ اشخاص کو تم انبیاء جانتے ہو تو بتاؤ ان کے پاس بجز وحی و معجزات ضروری کے اور کیا بات تھی اور وہ کونسی چیز ہے جو مذکورہ انبیاء میں تو تھی اور محمدؐ میں نہیں ہے ہر دو اوصاف مذکورہ میں تو محمدؐ بھی ان کے شریک ہیں اور انبیاء کا امتیازی وصف کونسا ہو جو ان میں نہیں ہے اے محمدؐ ہم نے تمہارے پاس ویسے ہی وحی بھیجی ہے جیسی انبیاء سابقین کے پاس بھیجی تھی جن میں سے بعض کے نام تو بیان کر دیئے ہیں اور بعض کا تذکرہ نہیں کیا۔ وحی میں مشابہت باعتبار کیفیت نزول وحی کے بھی ہے اور بحیثیت نفس وحی کے ہدایت افزا مضامین کے بھی، اس اشتراک وحی میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے بھیجنے سے اصلی غرض مخلوق کی ہدایت ہوتی ہے اور معجزات تو صرف تصدیق اور تائید کے لئے ہوتے ہیں نبی بھی وحشی اور ننگ انسانیت جاہلوں کو ہدایت کر کے راہ راست پر لے آئے جس طرح دیگر انبیاء اپنی اپنی قوموں کو راہ اسلام پر لائے تھے۔ اسباط سے خاندان اسرائیل کے انبیاء مراد ہیں رسلا قد قصصنٰہم علیک میں اس طرف اشارہ ہے کہ اے یہودیو! تم اس بات کا خیال نہ جمائے رکھو کہ ہمارے ہی خاندان میں خدا نے انبیاء بھیجے ہیں اور ہمارے ہی گھرانہ پر ہمیشہ خدا کی نظر رحمت رہی ہے کیونکہ ہم نے ہر قوم میں نبی کو مبعوث کیا ہے بعض کا تذکرہ تو کر دیا اور کچھ کا نہ کیا باقی تھے سب نبی نبوت لیں ان کے کلام نہیں کام سب کا ایک تھا وہ کیا کام تھا اس کی توضیح فرماتا ہے کہ انبیاء کو ہم نے نجات اور جنت کی خوشخبری سنانے اور شرک و بدکاری کے برے نتیجہ سے ڈرانے کے لئے بھیجا تھا تاکہ لوگ قیامت کے دن کوئی حیلہ حجت پیش نہ کر سکیں اور یہ نہ کہہ سکیں کہ الٰہی ہماری تنہا عقل امور آخرت کے سمجھنے اور افعال حسنہ و قبیحہ کے دریافت کرنے اور تیری رضامندی اور ناراضی کے جاننے سے قاصر تھی ہم معذور تھے تو نے کوئی پیامبر کیوں نہیں بھیجا جو ہم کو اچھائی برائی سمجھاتا اور ہم راہ راست اختیار کرتے۔

مقصود بیان انبیاء کی تعداد مقرر کرنی جائز نہیں بعض انبیاء کے ناموں کی صراحت کر دی گئی ہے اور بعض کے نام نہیں بتائے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی ضرور بھیجا گیا۔ نبی کو ہدایت خلق کے لئے بھیجا گیا ہے نبی بھی دیگر انسانوں کی طرح ایک انسان ہوتا ہے اس کے بھی وہی ضروریات و حوائج ہوتے ہیں جو دیگر انسانوں کے ہوتے ہیں ہاں نبی کی امتیازی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے پاس خدا کی طرف سے وحی آتی ہے اور ضروری معجزات کا خدا کی مرضی کے مطابق اس سے ظہور ہوتا ہے نبی جنت کی خوشخبری اور دوزخ کا خوف دلاتے ہیں لہذا جنت دوزخ پر ایمان لانا ضروری ہے اور جنت و دوزخ چونکہ اعمال کی سزا و جزا ہیں اس لئے اعمال کا حساب بھی ضروری ہے صرف عقل انسانی تمام اشیاء کی واقعی اچھائی اور برائی دریافت نہیں کر سکتی عالم کا انتظام اور جملہ قوانین کی خوبی یا برائی کی شناخت بغیر وحی الٰہی کے ناممکن ہے انسانی عقل اشیاء کے حسن و قبح دریافت کرنے کا معیار نہیں بن سکتی عقل پیدا کرنے اور پھر وحی بھیجنے میں خدا کی خاص حکمت پوشیدہ ہے وغیرہ۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا
لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ
الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا
فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

(ترجمہ) لیکن اللہ تعالےٰ بذریعہ اس کتاب کے جس کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی نہ بخشیں گے اور نہ ان کو سوا جہنم کی راہ کے کوئی اور راہ دکھلا دیں گے اس طرح پر کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہا کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سزا معمولی بات ہے۔ اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچی بات تمہارے پروردگار کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور اگر منکر رہے تو خدا تعالےٰ کی ملک ہے یہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ پوری اطلاع رکھتے ہیں کامل حکمت والے ہیں۔"

تفسیر یہود کی ایک جماعت ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے فرمایا اے یہودیو! تم میرے برحق رسول ہونے کو خوب جانتے ہو لیکن عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ہو یہودیوں نے جواب دیا ہم کو آپ کے نبی ہونے کا علم نہیں اور کفار مکہ نے بھی آ کر کہا تھا کہ اے محمد ہم نے اہل کتاب سے تمہاری نبوت و صفات کا حال دریافت کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو نہ پہچانتے ہیں اور نہ اپنی کتاب کے موافق پاتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس کے علاوہ آیت گذشتہ انا اوحینا الیک پر منکرین شبہ کرنے لگے تھے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود تمہاری نبوت کی شہادت نہیں دیتے ہیں تو نہ دیں چند نفسانیت پرست سرکش جاہل کیا چیز ہیں خود خدا اس چیز کی جو تم پر نازل کی گئی ہے اور خدا کے فرشتے گواہی دے رہے ہیں اور اسی کی گواہی کافی ہے ہم نے قرآن کو کمال خوبی سے نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے کچھ یونہی بے

سوچنے سمجھنے نازل نہیں کیا ہے اس کے بعد ان کی گمراہی کی حالت بیان فرماتا ہے کہ یہ گمراہ گروہ جو خدا اور قرآن کا انکار کرتا ہے یہ پرلے درجے کے گمراہ ہیں ان کو خدا ہرگز معاف نہیں کرے گا کیونکہ یہ ازلی گمراہ ہیں خدا تعالیٰ ان کو جہنم کے راستہ کے سوا اور کوئی راستہ نہیں دکھائے گا ان کو جب سوجھیگی الٹی بات سوجھے گی اور یہی جہنم کا راستہ ہے۔

یہود کے شبہات کا جواب دیکر اس کے بعد خدا تعالیٰ تمام انسانوں کو مخاطب کر کے اعلان کرتا ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس اللہ کا پیامبر حق بات یعنی قرآن توحید اور احکام فطرت لیکر آیا ہے لہذا تم ایمان لاؤ اس میں تمہاری بھلائی ہے اور اگر انکار کروگے تو تمہارا ہی نقصان ہوگا خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ آسمان و زمین کی سلطنت خدا کی ہے جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے آسمانوں میں لاکھوں فرشتے خدا کی عبادت اور تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں تمہارے ایمان و عبادت کی خدا کو کچھ ضرورت نہیں خدا دانا اور حکیم ہے شریعت و الہام میں جو کچھ فوائد تمہارے لئے رکھے ہیں ان کو وہی خوب جانتا ہے۔

توضیح بیان حقانیت قرآن گمراہ ہونا اور گمراہ کرنا ان کے لئے تباہی کا باعث ہے خدا کسی کو عذاب دینا نہیں چاہتا انسان کی بداعمالیاں موجب عذاب ہیں اسلام اور زہد و طاعت انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہے خدا اس سے غنی ہے ظاہری عقل سے اگر قوانین اسلام میں کوئی نقص و خرابی نظر آئے تو وہ حق ہے قابل اعتبار نہیں عقل کا نقص ہے اسلام کے اندر جو بھید ہیں ان کو خدا ہی خوب جانتا ہے ہاں بعض قوانین کی خوبیاں عقل سے بھی انسان سمجھ سکتا ہے مگر ہم اگر بعض قوانین اسلام کی خوبیاں نہ سمجھ سکیں تو یہ بات نہیں کہ وہ قانون بے سود اور مہمل ہے بلکہ خدا اس کی حکمت اور اس کے مصالح کو خوب جانتا ہے کفار کو اسلام کی طرف ترغیب اور عذاب خدا سے ترہیب فرمائی۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

(ترجمہ) اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو مسیح عیسیٰ بن مریم اور کچھ بھی نہیں اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جان ہیں سو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہوگا معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں۔

تفسیر جبکہ یہود کے متعلق کلام ہو چکا تو اب نصاریٰ کی طرف التفات کیا جاتا ہے کیونکہ یہود کو جس قدر حضرت عیسیٰ کے بارہ میں تفریط تھی عیسائیوں کو اسی قدر غلو اور افراط تھی حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے چنانچہ سب سے پہلے دو صحیح مقدمات بطور علوم متعارفہ یا اصول مسلمہ کے بیان کرتا ہے جن کو دنیا کا ہر ذی ہوش انسان تسلیم کرتا ہے خواہ عیسائی ہو یا موسائی مسلمان ہو یا کافر۔

(۱) اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو اور تعصب نہ کرو یہ مقدمہ غیر قابل انکار حقیقت ہے اس میں کسی کو تردد کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ غلو اور تعصب عقلاً ممنوع ہے (۲) خدا کی ذات و صفات کے متعلق حق بات کے سوا اور کچھ نہ کہا کرو یہ بھی تسلیم شدہ بات ہے کہ خدا کی ذات و صفات کے متعلق کوئی جھوٹی بات نہ ہونی چاہیئے خدا اور اس کی صفات غیر محسوس ہیں وہاں وہم و خیال کی رسائی نہیں اس لئے اس کو مخلوق پر قیاس کرنا غلطی ہے اس کے بعد اصل مقصد کو بیان فرماتا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش کو خدا کی قدرت کاملہ کا کرشمہ نہ سمجھنا اور ان کو معاذ اللہ حرامی یا خدا کا بیٹا کہنا خلاف حق ہے اور سراسر مذہبی غلو ہے مسیح جن کو عیسیٰ کہا جاتا ہے وہ تو مریم کے بیٹے تھے نہ خدا کے ہاں خدا کے رسول ضرور تھے نہ خود خدا تھے نہ خدا کے بیٹے مسیح کے یہاں چند اوصاف بیان کئے۔

(۱) مسیح مریم کے بیٹے تھے یہ تو سب کو تسلیم تھا اور کوئی اس کا منکر نہیں تھا لیکن اس کے بعد حضرت مسیح کے باپ کے متعلق اختلاف ہے یہودی کہتے تھے کہ مسیح حرامی تھے یعنی یوسف نجار یا حضرت زکریا کے بیٹے تھے عیسائی کہتے تھے کہ مسیح خدا تھے اور خدا کے بیٹے تھے حواریوں کے زمانہ میں عیسائیوں کا یہ عقیدہ نہ تھا بلکہ دوسری صدی عیسوی میں پولس کے پھیلانے سے اکثر کلیسائیوں کا یہ عقیدہ ہو گیا تھا اور بہت سے بچے ہوئے حواریوں کے عقیدہ پر قائم تھے چنانچہ اریوس اور یونی ٹیرین وغیرہ مسیح کو نہ خدا مانتے تھے نہ خدا کا بیٹا آنحضرت کے عہد میں کلیسائی عرب کا یہی عقیدہ تھا جو پولس کا یعنی مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے (۲) اسکے متعلق خدا تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے کہ مسیح رسول اللہ تھے نہ حیادہ گر تھے جس طرح کہ یہود کہتے ہیں اور نہ خدا نے مریم کے پیٹ میں حلول کیا تھا نہ مسیح خدا کے بیٹے ہو جائیں اگر ایسا ہوتا تو مسیح میں انسانی صفات و حوائج نہ ہوتے بلکہ خدا کے رسول تھے صاحب معجزات تھے خدائی اختیارات ان کے قبضہ قدرت میں نہ تھے (۳) مسیح خدا کا کلمہ تھے یعنی خدا نے مسیح کو اپنے کلام لفظی اور امر تکوینی سے پیدا کیا تھا اسباب کا کوئی توسط نہ تھا بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے (۴) مسیح خدا کی بھیجی ہوئی خاص روح تھے جو حضرت جبرائیل نے شکم مریم میں پھونکی تھی باپ کا نطفہ بالکل نہ تھا بس صرف ایک پھونک سے مسیح پیدا ہوئے تھے بہر حال مسیح نہ حرامی تھے نہ خدا نہ خدا کے بیٹے بلکہ خدا کے رسول اور ایک خاص خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے لطیف روح تھے لہذا تم خدا اور اس کے رسول یعنی مسیح پر ایمان لاؤ اور نہ ان کو حرامی کہو نہ ابن اللہ کیونکہ یہ دونوں باتیں وصف رسالت کے خلاف ہیں) اور تثلیث سے باز آؤ کیونکہ ذات واحد لاشریک ہے اور اس کو کسی شریک کی ضرورت نہیں نہ یہ حضرت عیسیٰ اور مریم یعنی روح القدس اور خدا سے مل کر تینوں مرکب خدا کیسا یہ تو ایک جمہوری خدا ہو گیا ہے اس کے بعد تثلیث کی تردید دلیل عقلی کے ساتھ فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ خدا اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو کیونکہ آسمان و زمین جو کچھ ہے سب اسی کا ہے مسیح کے ابن اللہ ہونے کی تردید دو

طریقوں سے کی ہے اول یہ ہے کہ اگر باپ ضعیف بوڑھا اور بیکس ہو جائے اور کاروبار ضروری کی تکمیل نہ کر سکے یا مر جائے تو اس وقت بیٹے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ حالت پیری میں باپ کی مدد کر سکے اور مرنے کے بعد باپ کا جانشین اور وارث ہو اور چونکہ خداوند تعالیٰ اپنے تمام کاروبار کے لئے کافی ہے آسمان و زمین اسی کے ہیں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے نہ اس کو ضعف پیری اور بیکسی کا خوف نہ موت کا ڈر پھر اس کو بیٹے کی کیا ضرورت ہے دوسرے یہ کہ آسمان و زمین سب کچھ اس کا ہے اسی کی خاص ملک ہے اسی کی ان میں بادشاہت ہے اب اگر اس کا کوئی بیٹا ہوگا تو وہ بھی خدا کا مثل ہوگا اس کے لئے بھی جدا گانہ آسمان و زمین چاہئیے اور وہاں کی بادشاہت اس کے لئے ہونی چاہئیے ورنہ باپ کا مثل نہ ہوگا اور چونکہ کوئی دوسرا آسمان و زمین نہیں کہ جہاں خدا کے بیٹے کی بادشاہت ہو اور یہ آسمان و زمین خدا کا ہے لہذا نہ کوئی خدا کا بیٹا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

مقصود بیان انسان کو تفریط افراط چھوڑ کر راہ اعتدال اختیار کرنی چاہئیے تعصب اور غلو بری بلا ہے اس سے پرہیز رکھنا چاہئیے خدا قادر مطلق ہے جو چیز عادتاً ناممکن ہے وہ خدا کے نزدیک ناممکن نہیں ہے خدا وحدہ لاشریک ہے اس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیوی خدا تمام صفات نقصان اور عیوب سے پاک ہے ہر کام کے بنانے اور درست کرنے کے لئے ذات یکتا کافی ہے خدا کی ذات و صفات انسانی عقل میں نہیں آسکتے ہاں ذات خداوندی کے آثار اور دلائل سمجھ میں آسکتے ہیں ایمان بالمشاہدہ سے ایمان بالغیب کی طرف انتقال کرنا چاہئیے یا ایمان بالغیب کو ایمان بالمشاہدہ سے مضبوط کرنا چاہئیے وغیرہ۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(ترجمہ) مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کرینگے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص خدا تعالےٰ کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر کرے گا تو خدا تعالےٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کریگے پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے اچھے کام کئے ہوں گے تو ان کو ان کا پورا ثواب دیں گے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیں گے اور جن لوگوں نے عار کیا ہوگا اور تکبر کیا ہوگا تو انکو سخت دردناک سزا دیں گے اور وہ لوگ کسی غیر اللہ کو اپنا یار و مددگار نہ پاویں گے۔

تفسیر نجران کے عیسائیوں نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے محمد آپ ہمارے عیسیٰ پر عیب لگاتے ہیں حضور نے فرمایا کہ میں نے کیا عیب لگایا وہ کہنے لگے کہ مسیح خدا کے بیٹے تھے اور آپ ان کو خدا کا بندہ اور رسول بتاتے ہیں اس سے ان کی توہین اور کسر شان ہوتی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کے بندہ بننے سے تو کسی کو بھی عار نہیں اور نہ کسی کو اس سے انکار ہو سکتا ہے اسی وقت آنحضرت کے قول کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں مسیح کی الوہیت کو باطل کیا ہے اور عیسائیوں کو جو وجہ اشتباہ پیش آئی تھی اس کو بھی بیان فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ مسیح کو خدا کی عبادت سے ہرگز عار نہ تھا وہ تم خود مقر ہو کہ وہ راتوں بھر زیتون کی پہاڑی پر خدا کی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ عبادت ناسوتی مرتبہ میں نہ تھی بلکہ ملکوتی اور لاہوتی مرتبہ میں تھی اور مسیح کی روحانیت ملائکہ کی روحانیت سے زائد نہ تھی تو جب ملائکہ مقربین کو خدا کی عبادت سے عار نہیں تو مسیح کو کس طرح ہونے لگا اس کے علاوہ جو کوئی اس کی عبادت سے عار و انکار کرتا ہے وہ پکڑا ہی جاتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی بارگاہ جلال میں حاضر بھی کیا جاتا ہے اور مسیح تو ایسے مجرم نہیں تھے اس لئے ان کو عبادت خدا سے عار و انکار نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ خدا کے بندے تھے بیٹے نہ تھے چونکہ عبادت سے عار کرنے کا ذکر آگیا تھا اس لئے اب دربار الٰہی میں سرخروئی اور سزا یابی کا ذکر کرتا ہے اور عبادت و ایمان کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو شخص ایمان لے آتا ہے اور اچھے کام کرتا ہے یعنی گفتار و کردار کو درست کر لیتا ہے تو ہم اس کو پوری پوری جزا دیں گے اور اس بدلہ کے علاوہ اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیں گے اور جو ہم سے اور ہماری عبادت سے عار و انکار کرے گا ہم اس کو عذاب الیم میں گرفتار کریں گے پھر اس کو نہ اس دنیاوی عذاب کے قید خانہ سے بھاگنے کی جگہ ملیگی نہ وہاں اس کا کوئی حامی ہوگا نہ کوئی طرفدار بنے گا۔

مقصود بیان تمام فرشتے اور انسان خواہ نبی ہوں یا ولی خدا کے بندے ہیں جو شخص خدا کی بندگی نہ کرے وہ کبھی فائز المرام نہیں ہو سکتا۔ ایمان اور نیک اعمال ہر مسلمان کے لئے لازم ہیں ورنہ نجات نا ممکن ہے عبادت اور پرستش صرف خدا ہی کے لئے سزاوار ہے خدا نیکوکاروں کو جزاء اعمال کے علاوہ اپنی رحمت سے اور مزید انعامات عطا فرماتا ہے۔

ہفت تحائف طبیہ

مفت

آپ حیران ہوں گے یہ کیسے ممکن ہو لیکن ہم نے ہر طبقہ میں تعارف کی غرض سے فی الحال کچھ دنوں کے لئے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ بہترین ادویہ سے مفت فائدہ پہنچایا جائے لہذا جن حضرات کو ضرورت ہو وہ کیلئے دل آزمائش کریں اور اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں بلکہ آج ہی اپنے مرض کے مفصل حالات مع اس بیان ملفی کے کہ فائدہ ہونے پر مبلغ پانچ روپے ادا کر دوں گا پتہ ذیل پر بھیج دیں تفصیل تحائف طبیہ۔ **اکسیر جریان۔ اکسیر شباب۔ اکسیر سوزاک۔ اکسیر النساء**

اکسیر الاطفال۔ تریاق بواسیر۔ فلک سیر۔

ہم ان کی تعریف میں اوراق سیاہ کرنا نہیں چاہتے تجربہ بہترین شاہد ہو مختصراً ادویہ امراض مخصوصہ مرداں و زنان اور طفلان کے لئے بہتر اکسیر ہیں دوف مواری وہ کہ حکمت بغرض مخصوص ڈاک وغیرہ بھیکر اس اتفاقی رعایت سے فائدہ اٹھائیے۔

سید عقیل احمد ترمذی ستر کھہ ضلع بارہ بنکی۔ اودھ

صحیح بخاری شریف اردو

پارہ ۳ (بسلسلہ گذشتہ) کتاب الصلوٰۃ

(صرف تیسیطہ ماخوذ از بخاری شریف اردو مطبوعہ کرزن پریس دہلی)

۵۳۳۔ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کے وقت کچھ کام ہو گیا تو آپ نے اس میں دیر کر دی یہانتک کہ ہم مسجد میں سو رہے پھر جاگے پھر سو رہے بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ زمین والوں میں تمہارے سوا کوئی (اس) نماز کا انتظار نہیں کرتا (اور ابن عمر کچھ پرواہ نہ کرتے تھے کہ عشا کی نماز جلد پڑھ لیں یا دیر میں پڑھیں جبکہ انھیں اس بات کا خوف نہ ہوتا تھا کہ نیند انھیں اس کے وقت سے غافل نہ کر دے گی اور کبھی وہ عشا کے پہلے سو رہتے تھے) ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے (اس حدیث کو) بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی یہانتک کہ لوگ سو رہے اور پھر جاگے اور پھر سو رہے اور پھر جاگے تو عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے (جاکر آپ سے) کہا کہ نماز (تیار ہے) عطاء کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے (گویا کہ میں آپ کی طرف اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے اور آپ اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے ہیں) اور آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو یقیناً انھیں حکم دیتا کہ عشاء کی نماز اسی طرح (اسی وقت) پڑھا کریں (ابن جریج کہتے ہیں) پھر میں نے عطاء سے بطور تحقیق کے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر کس طرح رکھا تھا جیسا کہ ابن عباس نے ان کو خبر دی تو عطاء نے (میرے دکھانے کے) لئے اپنی انگلیوں کے درمیان میں کچھ تفریق کر دی بعد اس کے اپنی انگلیوں کے سرے سر کے ایک جانب پر رکھ دیئے پھر ان کو ملا کر اس طرح پر کھینچ لائے یہانتک کہ ان کا انگوٹھا ان کے کان کی لو سے جو چہرہ کے قریب ہے داڑھی کے کنارہ مل گیا آپ جب پانی بالوں سے نچوڑتے اور جلدی چاہتے تو اسی طرح کرتے اور آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو بیشک انھیں حکم دیتا کہ وہ عشا کی نماز اسی طرح (یعنی اسی وقت) پڑھا کریں۔

باب۔ عشاء کا وقت آدھی رات تک (رہتا ہے) اور ابو برزہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تاخیر کو بہتر سمجھتے تھے۔

۵۳۴۔ انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں (ایک مرتبہ) نصف شب تک تاخیر فرمائی بعد اس کے نماز پڑھی اور فرمایا کہ لوگ پڑھ پڑھ کے سو رہے اور تم نماز میں رہے جب تک کہ تم نے اس کا انتظار کیا (اور ابن ابی مریم نے اتنی بات زیادہ روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب نے کہا وہ کہتے ہیں مجھ سے حمید نے بیان کیا انہوں نے انس سے سنا گویا میں اس

ؔ یعنی آدھی رات کے قریب آپ نے نماز پڑھی نہ یہ کہ بعد آدھی رات کے کیونکہ آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز مکروہ ہے ۱۲

شب میں آپ کی انگوٹھی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔

باب۔ نماز فجر کی فضیلت اور حدیث (کی اس پر دلالت)

۵۳۵۔ جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم (ایک مرتبہ) شب بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے چاند کی طرف نظر فرمائی اور کہا کہ آگاہ رہو بیشک تم لوگ عنقریب اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسا کہ اس (چاند) کو دیکھ رہے ہو اس کے دیکھنے میں شک نہ کرو گے یا دیہ فرمایا کہ) شبہ میں نہ پڑو گے پس اگر تم یہ کر سکو کہ طلوع آفتاب سے قبل کی نماز پر (شیطان سے) مغلوب نہ ہو تو کرو پھر آپ نے فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ابو عبد اللہ کہتا ہے کہ ابن شہاب نے اسمٰعیل سے انہوں نے قیس سے انہوں نے جریر سے اتنے لفظ زیادہ روایت کئے ہیں کہ عنقریب تم اپنے پروردگار کو علانیہ دیکھو گے۔

۵۳۶۔ ابوبکر بن ابی موسیٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھ لیگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

باب۔ انس سے روایت ہے کہ زید بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کھائی بعد اس کے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے پوچھا کہ ان دونوں میں کتنا فصل تھا زید نے کہا بقدر پچاس یا ساٹھ آیت کی تلاوت کے۔

۵۳۷۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت دونوں نے سحری کھائی پھر جب اپنی سحری سے فارغ ہو گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی ہم لوگوں نے انس سے پوچھا کہ ان دونوں کے سحری سے فراغت کرنے کے درمیان میں اور نماز کے درمیان میں کس قدر فصل تھا انس نے کہا اس قدر کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

۵۳۸۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے لوگوں میں (بیٹھ کر) سحری کھایا کرتا تھا پھر مجھے اس بات کی جلدی پڑ جاتی تھی کہ میں فجر کی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پاؤں۔

۵۳۹۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم مسلمان عورتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فجر کی نماز میں اپنی چادروں سے لپٹ کر حاضر ہوتی تھیں پھر جب نماز ختم کر چکتیں تو اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاتیں کوئی شخص اندھیرے کے سبب انکو پہچان نہ سکتا تھا

باب۔ جو شخص فجر کی ایک رکعت پا لے (تو اس نے پوری نماز پالی)

لہ یعنی آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرو ۱۲ ؔ سحری اس کھانے کو کہتے ہیں جو آخر شب میں رمضان کے مہینہ میں کھایا جاتا ہے ۱۲ ؔ حنفیہ کے نزدیک عصر کی نماز میں تو یہ بات مسلّم ہے کہ اگر غروب سے پہلے ایک رکعت پڑھ لے تو نماز عصر ہو جائیگی مگر فجر کی نماز میں وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے فجر کی ایک رکعت طلوع آفتاب سے پہلے پڑھی اس کے بعد آفتاب نکل آیا تو اس کی نماز نہ ہوگی دلائل ان کے فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں ۱۲

۵۴۰۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آفتاب نکلنے سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالے تو اس نے صبح کی نماز پالی اور جو کوئی آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے تو بیشک اس نے عصر کی نماز پالی۔

باب جس نے نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے پوری نماز پالی۔

۵۴۱۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کی ایک رکعت پالے تو اس نے (پوری) نماز پالی۔

باب۔ فجر کی نماز کے بعد آفتاب کے بلند ہونے سے پہلے (کوئی اور) نماز پڑھنا (نا جائز ہے)

۵۴۲۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میرے سامنے چند پسندیدہ لوگوں نے کہ ان میں سے زیادہ پسندیدہ میرے نزدیک عمر تھے یہ بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے اور عصر کے بعد غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔

۵۴۳۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے لوگو) تم اپنی نمازیں طلوع آفتاب کے وقت نہ پڑھو اور نہ غروب آفتاب کے وقت عروہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عمر نے (یہ بھی) کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب آفتاب کا کنارہ نکل آئے تو نماز موقوف کردو یہانتک کہ آفتاب بلند ہو جائے اور جب آفتاب کا کنارہ چھپ جائے تو نماز موقوف کردو یہانتک کہ (پورا آفتاب) چھپ جائے۔

۵۴۴۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کی بیع اور دو قسم کی پوشش اور دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا (منع فرمایا) یہانتک کہ آفتاب (اچھی طرح) نکل آئے اور عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا (یہانتک کہ اچھی طرح) آفتاب غروب ہو جائے اور ایک کپڑے میں اشتمال صماء اور احتبا[1] سے منع فرمایا جو اس کی شرمگاہ آسمان کی طرف ظاہر کردے اور منابذہ اور ملامسہ سے (بھی منع فرمایا)

باب۔ غروب آفتاب سے پہلے نماز کا قصد نہ کرے۔

۵۴۵۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا قصد نہ کرے کہ طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھے اور نہ غروب آفتاب کے وقت

۵۴۶۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) نہیں یہانتک کہ آفتاب بلند ہو جائے اور نہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز (جائز) ہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔

۵۴۷۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا (اے لوگو) تم ایک نماز ایسی پڑھتے ہو کہ بیشک ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے مگر آپ کو اسے پڑھتے نہیں دیکھا اور یقیناً آپ نے اس سے ممانعت فرمائی یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں۔

۵۴۸۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے ممانعت فرمائی ہے فجر کے بعد یہانتک کہ آفتاب نکل آئے اور عصر کے بعد یہانتک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔

باب (کوئی ایسا بھی ہے) جس نے صرف[2] عصر اور فجر (کے فرض) کے بعد نماز کو مکروہ سمجھا ہے اس کو عمر اور ابن عمر اور ابوسعید اور ابوہریرہ نے روایت کیا ہے۔

۵۴۹۔ ابن عمر کہتے ہیں میں ویسی ہی نماز پڑھتا ہوں جیسی میں نے اپنے یاروں کو پڑھتے دیکھی ہے میں کسی کو منع نہیں کرتا وہ دن رات میں جس قدر چاہے نماز پڑھے سوائے اس کے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ (طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے) کا قصد نہ کرو اور نہ غروب آفتاب کے وقت اس کا قصد کرو۔

باب عصر کی نماز کے بعد قضا نمازوں کا پڑھ لیا جانا (جائز ہے) اور کریب نے ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ مجھے (قبیلہ) عبد القیس کے کچھ لوگوں نے ظہر کے بعد دو رکعتیں کی فرصت نہ دی۔ ان کو میں نے اب پڑھ لیا۔

۵۵۰۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ قسم اس کی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے لے گیا کہ کبھی آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں ترک نہیں فرمائیں یہانتک کہ آپ اللہ سے مل گئے اور جب آپ اللہ سے ملے ہیں اس وقت (بباعث ضعف) عمر کے آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ نماز سے تھک جاتے تھے اور آپ اپنی بہت سی نمازیں بیٹھکر پڑھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور گھر ہی میں پڑھتے تھے اس خوف سے کہ آپ کی امت پر گراں نہ گذرے آپ وہی بات پسند فرماتے تھے جو آپ کی امت پر آسان ہو۔

۵۵۱۔ عروہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں میرے ہاں کبھی ترک نہیں فرمائیں۔

۵۵۲ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد جب کسی دن میرے پاس آتے تھے تو دو رکعتیں ضرور پڑھتے تھے۔

۵۵۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں کو پوشیدہ و آشکارا کبھی ترک نہ فرماتے تھے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں۔

باب ابر کے دن نماز (عصر) کا سویرے پڑھ لینا (مستحب ہے)

۵۵۴۔ ابوالملیح کہتے ہیں کہ ہم ایک ابر والے دن میں بریدہ کے ہمراہ تھے تو انہوں نے کہا کہ نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل (نیک) ضایع ہو گیا۔

باب وقت چلے جانے کے بعد (قضا نماز کے لئے بھی) اذان کہنا (درست ہے)

۵۵۵۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ کاش آپ اخیر شب میں معہ ہم سب لوگوں کے آرام فرماتے آپ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم نماز (فجر سے غافل ہوکر) سو جاؤ بلال بولے کہ میں تم سب کو جگا دوں گا لہذا سب لوگ لیٹ رہے اور بلال اپنی پیٹھ اپنی اونٹنی سے ٹیک کر بیٹھ گئے مگر ان کی آنکھیں بھی ان پر غالب آگئیں اور وہ

[1] ان الفاظ کے معنے اوپر بیان ہو چکے مقصود یہ ہے کہ بالکل برہنہ ہوکر ایک چادر کو اوڑھنا اس طرح کہ ستر عورت کھل جائے منع ہے

[2] ائمہ علماء کے نزدیک تین وقتوں میں نماز مکروہ ہے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اور ٹھیک دوپہر کے

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة الثالثة والعشرون

(في الرضاء بما قسم الله تعالى)

لا تحوز ظلم ظالم فانت اظلم الظلمة واكبراهم جريمة لانك اشركت بتصرفك فيك وفي خلقه هواك قال الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء اتق الشرك جدا ولا تقربه واجتنبه في حركاتك وسكناتك وليلك ونهارك في خلواتك وفي جلواتك واحذر المعصية في الجملة في الجوارح والقلب واترك الاثم ما ظهر منه وما بطن واهرب منه فيدركك ولا تنازعه في قضائه فيقصمك ولا تتهمه في حكمه فيخذلك ولا تغفل عنه فينسيك فيبتليك ولا تحدث في داره حادثة فيهلكك ولا تقل في دينه بهواك فيرديك ويظلم قلبك ويسلب ايمانك ومعرفتك ويسلط عليك شيطانك ونفسك وهواك وشهواتك واهلك وجيرانك واصحابك واخدانك وجميع خلقه حتى عقارب دارك وحياتها وجنها وبقية هوامها فينغص عيشك في الدنيا ويطيل عذابك في الاخرى

مقالہ تیئیسواں

(قسمت الٰہی پر راضی رہنے کی تاکید)

اور یہ اس لئے کہ تو ایسے بادشاہ کے ملک میں ہے کہ جس کا حکم بڑا ہے اور جس کی شوکت شدید ہے اور جس کا لشکر کثیر ہے جس کی مشیت جاری ہے جس کا حکم غالب ہے جس کا ملک باقی ہے اور جس کا زمانہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کا علم دقیق اور جس کی حکمت کامل ہے جس کا حکم عدل ہے اور جس کے علم سے زمین و آسمان میں ذرہ برابر شے (بھی) غائب نہیں ہے اور جس سے کسی ظالم کا ظلم پوشیدہ نہیں ہے اور تو ظالموں سے باعتبار گناہ زیادہ بڑا ہے اور یہ اس واسطے کہ تو نے اپنے اور خدا کی مخلوق میں اپنی خواہش سے تصرف کرنے کی وجہ سے شرک کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرتا اور شرک کے سوا جس چیز کو جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے پس شرک سے پرہیز کر شرک کے قریب نہ جا اور اپنی حرکات و سکنات میں اور خلوت و جلوت (تنہائی اور مجلس) میں دن اور رات میں شرک سے اجتناب کر اور معصیت اعضاء سے بھی اور معصیت دل سے بھی ہر حال میں حذر کر اور ظاہر و باطن کے گناہ ترک کر اور اس سے فرار کر کہ وہ تجھ کو پکڑ لے گا اور اس کی قضا میں جھگڑا نہ کر وہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کرے گا اور اس کے حکم میں تہمت نہ لگا وہ تجھے رسوا کر دیگا اس سے اس سے غفلت نہ کر وہ بھی تجھے بھول جائے گا اور تجھے مبتلا کر دے گا اور اس کے گھر میں کوئی حادثہ (نئی بات) پیدا نہ کر وہ تجھے ہلاک کر دے گا اور اس کے دین میں اپنی نئی بات (اپنی ہوائے نفس سے) منہ سے مت نکال وہ تجھے ہلاک اور تیرے قلب کو تاریک کر دیگا اور تیرے ایمان و معرفت کو سلب کر لیگا اور تجھ پر غالب و مسلط کر دیگا تیرے نفس و شیطان کو اور تیری خواہش و شہوت کو اور تیرے گھر والوں اور پڑوسیوں اور ساتھیوں اور دوستوں کو اور اپنی تمام مخلوقات کو یہاں تک کہ گھر کے سانپوں اور بچھوؤں اور جنوں اور کاٹنے والے جانوروں کو اور اس طرح دنیا میں تیرے عیش کو منغص (تاریک) اور آخرت میں تیرے عذاب کو طویل اور دراز کر دیگا۔

المقالة الرابعة والعشرون

في الحث على ملازمة باب الله

قال احذر معصية الله عز وجل جدا والزم بابه حقا وابذل طوقك وجهدك في طاعته معتذرا متضرعا مفتقرا خاضعا متخشعا ومطرقا غير ناظر الى خلقه ولا تابع لهواك ولا طالب للاعواض دنيا واخرى ولا الارتقاء الى المنازل العالية والمقامات الشريفة واقطع بانك عبده والعبد وما ملك لمولاه لا يستحق عليه شيئا من الاشياء احسن الادب ولا تتهم مولاك وكل شئ عنده بمقدار لا مقدم لما اخر ولا مؤخر لما قدم ياتيك ما قدر لك عند وقته واجله ان شئت او ابيت لا تشره على ما سياتيك ولا تطلب ولا تلهف على ما هو لغيرك فما ليس هو عندك لا يخلو اما ان يكون لك او لغيرك فان كان لك فاليك صائر وانت اليه مقاد ومسير فاللقاء عن قريب حاصل

مقالہ چوبیسواں

(باب الٰہی کو مضبوط پکڑنے کی تاکید)

فرمایا خدا کی نافرمانی سے ضرور پرہیز کر اور سچائی کے ساتھ اس کے دروازہ کو لازم پکڑ لے اور اس کی طاعت میں اپنی (پوری) طاقت اور کوشش کو صرف کر دے اس طرح کہ تو عذر کرنے والا اور روتے والا ہو حاجت دکھانے والا ہو اور فروتنی اور عاجزی کرنے والا ہو اور نیچی نظریں کئے ہوئے اس کی مخلوق کی طرف نہ دیکھتے ہوئے اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کرتے ہوئے اور دنیا و آخرت میں عبادت کی عوض نہ چاہتے ہوئے اور مراتب عالیہ اور مقامات بزرگی کا (ارتقاء) ترقی نہ مانگتے ہوئے (یعنی اس حالت پر رہتے ہوئے) تو اس بات کا یقین کر کہ تو اس کا بندہ ہے اور بندہ اور بندہ کی ملکیت اس کے مولیٰ کے لئے ہے اور بندہ اشیاء میں سے کسی شے کا اپنے مولیٰ پر استحقاق نہیں رکھتا ہے اچھا ادب کر اور اپنے مولا کو متہم نہ کر اور اس کے نزدیک ہر چیز ایک مقدار اور اندازہ سے ہے کوئی اسے مقدم (آگے) کرنے والا نہیں ہے جسے اس نے مؤخر کیا اور کوئی اسے مؤخر (پیچھے) کرنے والا نہیں ہے جسے اس نے مقدم (پہلے) کیا پس جو چیز کہ اللہ نے تیرے لئے مقدر کی ہے اپنے وقت پر خواہ تو چاہے یا نہ چاہے پہنچ کے رہے گی اس چیز کے لئے لالچ نہ کر جو عنقریب

وما ليس لك فانت عنه مصروف وهو عنك مولى فانى لكما التلاقي فاشتغل باحسان الادب فيما انت بصدده من طاعة مولاك في وقتك الحاضر ولا ترفع راسك ولا تمد عنقك الى ماسواه قال الله تعالى لا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربك خير وابقى فقد نهاك الله عز وجل عن الالتفات الى غير ما اقامك فيه ورزقك من طاعته واعطاك من قسمته ورزقه وفضله ونبهك ان ما سوى ذلك فتنة افتنهم به ورضاك

تیرے لئے ہے اور اس چیز کے واسطے طلب اور افسوس نہ کر جو تیرے غیر کے لئے ہے پس جو چیز کہ تیرے پاس نہیں ہے اس کا نہ ہونا، دو حال سے خالی نہیں ہے یا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے غیر کے لئے اگر وہ تیرے لئے ہے تو وہ تیری طرف آنیوالی ہے اور تو اس کی طرف کھینچا جائے گا اور اس تک پہنچا دیا جائیگا اور وہ چیز تجھے جلدی مل جائیگی اور جو چیز کہ تیرے لئے نہیں ہے تو تو اس سے برگشتہ کیا جائیگا اور وہ تجھ سے برگشتہ ہو گی پھر تو اسے کیونکر پائیگا پس جس بات کے تو در پے ہے وقت حاضرہ میں اپنے مولیٰ کی طاعت کے ساتھ خوبی ادب سے تو اسی میں مشغول رہ اپنے سر کو نہ اٹھا اور اس کے غیر کی طرف اپنی گردن نہ پھیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان چیزوں کو نگاہ کر کے نہ دیکھ جو ہم نے کفار کو زندگانی دنیا کی آسائش کے لئے دی ہیں اور اس لئے دی ہیں تاکہ ہم انھیں فتنہ میں ڈالیں اور ان کی

بقسمك خير لك وابقى وابرك واحرى واولى فليكن هذا دابك ومنقلبك ومثواك وشعارك ودثارك ومرادك ومهمك وشهوتك ومناك منه كل المرام وتصل به الى كل مقام وترقى به الى كل خير ونعيم وطريف وسرور ونفيس قال الله تعالى فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون ٥ فلا عمل بعد العبادات الخمس وترك الذنوب اجمع واعظم ولا اشرف ولا احب الى الله ولا ارضى عنده مما ذكرت لك وفقنا الله واياك لما يحب ويرضى بمنه ٥

امتحان کریں اور تیرے پروردگار کا رزق بہتر ہے اور باقی رہنے والا پس بیشک اللہ تعالیٰ نے جس چیز پر کہ تجھے قائم کیا ہوا اسکے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے تجھے روکا اور منع فرمایا ہے اور تجھکو اپنی بندگی نصیب کی ہے اور قسمت اور رزق اور فضل دیا ہوا ہے اس بات سے خبردار کر دیا ہے کہ اس کے ماسوا میں تیرے لئے سراسر فتنہ ہے اور اللہ نے ان کو فتنہ ماسوا میں ڈال دیا ہے اور تیرا اپنی قسمت پر راضی رہنا تیرے لئے لائق اور زیادہ پائدار اور مبارک ہے اور ۔۔۔ اولیٰ ہو پھر چاہئے کہ یہی تیرا شغل اور تیری واپسی کی جگہ اور تیرا ٹھکانہ اور تیرے ظاہر و باطن کی علامت ہو اور تیری مراد اور خواہش اور آرزو اور تیرا ۔۔۔ ہو جائے اس راستہ سے تو اپنے ہر مقصود کو پا جائے گا اور اس راستہ پر چلنے سے تو ہر مقام تک پہنچیگا اور اس کے سبب سے تو ہر خیر و نعمت اور تازگی اور سرور اور ہر نفیس شے کی طرف ترقی کریگا اللہ برتر نے فرمایا کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کے عمل کی جزا دینے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا چیز ہے جو اس کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے پس عبادات خمسہ روزہ نماز حج زکوٰۃ اور کلمہ اور گناہ چھوڑ دینے کے بعد خدا کے نزدیک اشرف اور زیادہ مرغوب اور زیادہ پسندیدہ کوئی عمل ان عملوں سے نہیں ہے جن کا ہم نے تیرے لئے ذکر کیا ہے اللہ ہمیں اور تمھیں اپنے احسان سے اس کام کی توفیق دے

کیا آپکو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگائیے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا نہ کرینگے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تائید حق جل وعلا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہو اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعید میں الغطنہ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر آپ نماز کی ترکیب پڑھیے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے اور بڑوں کو پڑھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۳ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے ہمو کے بچنے کے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے قریب قریب تمام مسائل ہی لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانی چاہئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۲ر

یہ سب کتابیں ہیں اگر ایک وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی۔

قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ

ملنے کا پتہ :- حمیدیہ پریس۔ دہلی

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

حضرت ابوبکرؓ کا ہجرت کرنا

اسی سال حضرت ابوبکر صدیقؓ کفار کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کر جانے پر مجبور ہو گئے چنانچہ ایک دن مکہ سے نکل کر چار منزل کے فاصلہ پر برک الغماد کے قریب قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ مل گیا اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھے میری قوم نے اس قدر ستایا اور دکھ دیا ہے کہ اب میں نے مجبور ہو کر ارادہ کر لیا ہے کہ مکہ سے نکل کر کسی دوسری جگہ جا کر رہوں اور آزادی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کروں ابن الدغنہ نے کہا کہ نہ آپ کو مکہ سے نکلنا چاہیئے اور نہ ہی آپ کی قوم کو یہ گوارا ہونا چاہیئے کہ آپ مکہ سے نکلیں میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں واپس چلیئے اور آرام سے بیٹھ کر اپنے رب کی عبادت کیجئے الغرض ابن الدغنہ آپ کو واپس لے آیا اور روسائے قریش کو جمع کر کے ان کو سخت شرمندہ کیا اور کہا کہ تم ایسی نیک صفات والے شخص کو نکالتے ہو جس کا وجود ہماری قوم کے لئے فخر ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے مکان میں عبادت کے لئے ایک چبوترہ بنا لیا وہیں عبادت کیا کرتے تھے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے ان کی قرآن خوانی کی آواز سے محلہ کی عورتوں بچوں اور مردوں پر اثر ہونے لگا قریش کو فکر ہوا ابن الدغنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ان کو قرآن پڑھنے سے روکو ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا ابن الدغنہ کو بھی فکر ہوا حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اونچی آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں آپ نے فرمایا یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا اور میں قرآن خوانی ترک نہیں کر سکتا مگر چونکہ میری وجہ سے تمہیں بھی کوئی ایذا اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے میں تمہاری پناہ سے نکلتا ہوں اور خدا کی پناہ میں آتا ہوں۔

آقائے دو جہاںؐ پر کفار کے مظالم

ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد رسول اللہؐ پر بیباکانہ اور آزادانہ مظالم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

خدائے قدوس رب بے نیاز نے جب کبھی اپنی گمراہ مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے برگزیدہ بندہ اور رسول کو بھیجا تو گمراہوں کی ہمیشہ یہ سنت جاریہ رہی کہ انہوں نے خدا کے ہادیوں اور نبیوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے اور جان لیوا دشمن ہو گئے ان کی دشمنی اور ستم آرائی کی وجہ محض یہ ہوتی تھی کہ وہ اپنے آبائی خیالات واوہام کو خدائی آواز پر قربان نہیں کر سکتے تھے صدیوں کے باطل عقائد کلفت صنعددل سے محو نہیں کر سکتے تھے ہر نبی کی دعوت رشد و ہدایت کے مقابلہ میں کفار اور گمراہوں کا یہی جواب ہوتا تھا کہ اگر یہ رسول سچا ہے اور واقعی اس کی تعلیم منجانب اللہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ اب سے پہلے ہم نے یہ باتیں اپنے باپ دادا سے نہیں سنیں کیا پہلے مذہبی لوگوں کو اتنی عقل نہ تھی کہ یہی راستہ اختیار کرتے جو یہ رسول بتلا رہا ہے پھر یہ ہمارے ہی جیسا بشر ہے اگر خدا کو اپنے بندوں کی ہدایت کا انتظام کرنا تھا تو کسی فرشتہ کو بھیجتا گویا ان کے نزدیک انسان کی ہدایت کے لئے کسی انسان کو منتخب کرنا مستبعد اور ایک امر محال تھا نیز یہ کہ یہ مالی وذاتی وجاہت اور دنیاوی اقتدار و ثروت نہیں رکھتا انبیائے کرام کی وعظ و نصیحت اور قربانی و ہدایت پر پانی پھیرنے تکذیب و تردید کرنے اور بغض و عداوت رکھنے کے بس یہی چار اسباب و دلائل اور اعتراضات تھے آبائی تقلید، ذاتی غور و فکر اور تحقیق و تدقیق سے گریز، بشریت انبیا اور سرمایہ داری و شخصیت پرستی معلوم ہوا کہ دنیا کی ضلالت و گمراہی کا باعث یہی مذکورہ بالا چار باتیں ہوئیں اور اب تک بھی ہوتی ہیں یہ چار منحوس اور گمراہ کن ذہنی بیماریاں اس قدر تباہ کن ہیں کہ ان کی وجہ سے انسانیت اور اخلاق و روحانیت سب کا ستیاناس ہو جاتا ہے جن قوموں کے دماغوں پر یہ چار ذہنی امراض مسلط ہو جاتے ہیں تو پھر اس کی دینی و دنیوی اصلاح و ترقی خاک میں مل جاتی ہے عزو شرف جاتا رہتا ہے اور خدائی آواز ٹھکرانے کی وجہ سے ذلت و مسکنت گلے کا ہار بن جاتی ہے۔

جائے تعجب اور مقام حیرت ہے کہ وہ مسلمان جو اہل قلب و دماغ سے ان امراض کا قلع قمع کرنے اور دنیا کی قوموں کو ذہنی ارتقا کی طرف توجہ دلانے کے لئے اوج ترقی ورفعت پر جلوہ گر ہوئے تھے وہ بہ نسبت دیگر قوموں کے خود ہی ان بیماریوں میں مبتلا ہیں اندھی تقلید نے ان کی اصلاح و ترقی کے راستے مسدود کر دیئے ہیں ہر تحقیقی اور سچی بات کے جواب میں ان کے بھی یہی جواب اور اعتراضات ہوتے ہیں جو کفار کی طرف سے انبیا پر ہوتے رہے خدا مسلمانوں کو ان گمراہ کن بیماریوں سے محفوظ رکھے اور تاریخ اسلام سے صحیح طور پر فیضیاب اور بہرہ ور ہونے کی توفیق دے۔

مختصر یہ کہ دنیا میں جس قدر بھی ہادی آئے ان کو گمراہوں نے جھٹلایا اور ستایا مگر سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی قوم نے جو کچھ کیا جس قدر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جس طرح بیدردی کے ساتھ جور و جفا کی تلواریں چلائیں اور جس مسلسل اور منظم طریقہ سے دکھ دیئے وہ کسی نبی کسی رسول اور کسی ہادی کے ساتھ نہیں ہوا جس قدر وحشت و بربریت کا سامنا آپ کو ہوا وہ کسی نبی کو پیش نہیں آیا اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جس طرح حضور آخر الزمانؐ اور خاتم المرسلین تھے اسی طرح اور اسی مناسبت سے آپ پر سب سے زیادہ ظلم بھی کیا گیا اور سب سے زیادہ ستم کی جفا کاریاں سہنی پڑیں۔

دشمنان اسلام کے ظلم و ستم کرنے اور ستانے کا کوئی ایک طریقہ نہ تھا بلکہ متعدد و مختلف طریقے اختیار کئے گئے تھے آپ کو ایذا اور دکھ پہنچانے کے لئے بہت سی کمیٹیاں قائم تھیں جن کے حلقہ عمل علیحدہ علیحدہ اور ایذا رسانی کے متعلق ایک ایک خدمت سپرد تھی چنانچہ ایک کمیٹی کا کام یہ تھا کہ وہ حضور اکرم صلعم کا تمسخر اڑائے مذاق کرے پھبتیاں پھینکے منہ چڑائے اور باہر سے آنے والوں کو حضور آقائے دو جہان سے بدظن کرے اور مسلمانوں سے بات چیت کرنے سے روکے۔

دوسری کمیٹی کا کام یہ تھا کہ حضور سرور کائنات صلعم جہاں کہیں اور جب کبھی وعظ فرمائیں اور لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچائیں تو شور و ہنگامہ اور بدامنی پیدا کرے

لوگوں کو اشتعال دلائے غل غپاڑہ مچائے تاکہ آپ تقریر نہ فرما سکیں اور کوئی آپ کی تقریر نہ سن سکے۔

تیسری کمیٹی کا کام یہ تھا کہ حبیب خدا صلعم پر آتے جاتے کیچڑ پھینکے راستہ میں کانٹے بچھائے گرد ہے کھودے پتھر برسائے سنگ باری کرے نماز کی حالت میں غلاظت پھینکے اور گلے میں رسی ڈال کر کھینچے۔ چوتھی کمیٹی کا کام یہ تھا کہ وہ دیگر مسلمانوں پر ظلم کرے دغا فریب دے اگر کسی پر قابو پائے تو قتل کرکے لاش کسی کنوئیں یا کھوہ میں پھینکدے ہر قسم کی توہین اور تمسخر کرے اور ہر طرح ستائے اب چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ راستے میں جارہے تھے کسی شریر نے آپ کے سر پر بہت سا کیچڑ پھینکدیا جس سے تمام جسم اور کپڑے آلودہ ہوگئے اسی حالت سے آپ گھر تشریف لائے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی یہ دیکھکر پانی لیکر اٹھیں اور سر دھلانے لگیں آپ پانی ڈالتی جاتی تھیں اور یہ کہتی جاتی تھیں کہ نہ معلوم ان ظالموں کا میرے باپ نے کیا بگاڑا ہے کہ یوں ہاتھ دھوکر پیچھے پڑگئے ہیں حضور نے فرمایا بیٹی رو مت خدا تعالیٰ تمہارے باپ کی خود حفاظت کرے گا۔

ابن عمر بن العاص اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ ابن معیط آیا اور اپنی چادر کو بل دیکر اس کی رسی بنائی جب آنحضرت صلعم سجدہ میں گئے تو اس نے وہ چادر کی رسی آپ کے گلے میں ڈالدی اور اس زور سے مروڑ دیکر کھینچا کہ دم نکلنے کے قریب ہوگیا مگر آپ اطمینان و سکون کے ساتھ سجدہ ہی کی حالت میں رہے اتنا میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ اس موقعہ پر آپہنچے اور دھکے دیکر اسے الگ ہٹایا اور یہ آیت پڑھی اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات کیا تم ایک ایسے آدمی کو مارے ڈالتے ہو کہ وہ صرف اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور ساتھ ہی روشن دلائل بھی لایا ہے یہ شور و غل سنکر چند شریر اور بھی آگئے اور حضرت ابوبکر کو بھی بری طرح زدوکوب کیا۔

اسی طرح آپ ایک دن نماز پڑھ رہے تھے چند قریش بھی جمع تھے سرگروہ کفار ابوجہل آیا کہ آج فلاں جگہ اونٹ ذبح کیا گیا ہے اس کی اوجھڑی پڑی ہوئی ہے کوئی جاکر اٹھالائے اور محمد صلعم پر ڈالدے تو بڑا مزا آوے دلگی ہو یہی ظالم عقبہ گیا اور وہ اوجھڑی اٹھالایا جو غلاظت سے بھری ہوئی تھی آپ کی پشت مبارک پر لاد دی آپ بدستور اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہے اور کفار مارے ہنسی کے لوٹے جاتے تھے ابن مسعود رضہ صحابی جو اس وقت بچہ تھے یہ حرکت دیکھ رہے تھے اور اندر ہی اندر خون کے گھونٹ پی رہے تھے حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ کچھ دخل اندازی کریں قرۃ العین و جگر گوشہ رسول حضرت فاطمۃ الزہرا بھی تشریف لے آئیں اور اپنے پدر عالی قدر کی پشت مبارک سے اوجھڑی اٹھائی اور کافروں کو بہت کچھ برا بھلا کہا۔

ظالم و مظلوم کی جنگ کے متعلق چند نکتے اور مدنی تاجدار کا عدم تشدد

ابتدائے آفرینش سے ہر خطہ ارض پر ظالم و مظلوم کی کشمکش جاری رہی اور دنیا ہمیشہ حق و باطل کی باہم آویزی اور زور آزمائی کے تماشے دیکھتی رہی ساتھ ہی تاریخ عالم یہ بھی بتلاتی ہے کہ ظالم کو ہمیشہ شکست نصیب رہی اور مظلوم فاتح و ناصر رہا یہ جنگیں کوئی معمولی جنگیں نہ تھیں بلکہ تاریخ حیات انسانی میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردینے والی اور ایک قادر و توانا برتر ہستی کا اعتراف کرادینے والی تھیں اگر ظالم و مظلوم اور حق و باطل کی جنگوں میں ہمیشہ ظلم اور باطل کی قوتیں ہی فتحیاب ہوتیں تو انسان کی اندھی طاقتوں کے مقابلہ میں خدائے قہار کو کون مانتا اور دنیا میں مذہب و اخلاق کا نام تک نہ ہوتا باطل کی شرارتوں اور زور آزمائیوں ہی سے ٹکر کھاکر صداقت حق کی طاقتیں جلوہ نمایاں ہوتی ہیں اور متکبر انسان کو سرنگوں کرتی ہیں اور انسانیت کے جوہر کھلتے ہیں حکماء کا مشہور مقولہ ہے کہ تعرف الاشیاء باضدادہا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

شہنشاہ کون و مکان صلعم نے بعثت سے لیکر ہجرت مدینہ تک مکہ کے قیام کے دوران میں ظلم و تشدد کا مقابلہ بالکل خاموشی استقلال صداقت حلم و بردباری اور عفو و درگذر سے کیا یہی وہ مظلومیت کے حربے تھے جن سے کام لیکر حضور نے کفار کی سفاکی خونخواری اور نفرت و انتقام کے دانت کھٹے کردئیے تھے اور انتہائی رکاوٹوں کے باوجود صدہا نفوس کو مسلمان بنالیا تھا۔

حقیقی عدم تشدد وہ ہے جو قول و فعل دونوں سے ہو تاکہ صرف فعل یا قول جس کا مظاہرہ آج ہو رہا ہے فعل میں عدم تشدد بحالت مجبوری مظلوم اس قدر طاقت وقوت نہیں رکھتا کہ ظالم کی طاقتوں کا مقابلہ کرسکے اس لئے لامحالہ عدم تشدد کے طریقہ پر کاربند ہوجاتا ہے پس صحیح معنوں میں عدم تشدد وہ ہے جو اقتدار و تسلط کی حالت میں بھی جاری رہے جو صرف بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہی میں نظر آتا ہے ہاتھ رکے رہیں اور زبان شعلہ بیانی کرتی رہے اور ظالم کے خلاف اشتعال انگیزیوں میں برابر مصروف رہے تو یہ عدم تشدد نہیں کیونکہ شعلہ بیانی دلی نفرت و کدورت اور بغض و عناد کا مظہر ہے عدم تشدد کا مقصد تو یہ ہے کہ مظلوم اپنی زندگی اور مدافعت میں کامل سکون و اطمینان کے ساتھ ظالم کے ظلم سہے حق و صداقت کا اظہار کرے اور دینی یا دنیوی آزادی و مفاد کو حاصل کرے تاکہ ظالم کو ذلیل و رسوا کرے اور اس کی ہلاکت چاہے ورنہ ظالم و مظلوم میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رہتا سوائے اس کے کہ طریق کار مختلف اور متضاد ہیں۔

یہ بات صرف اسلامی تاریخ ہی میں پائی جاتی ہے رحمۃ للعالمین نے جہاں بیشمار ظلم و جور سہے وہاں زبان سے بھی شکوہ شکایت اور بددعا کا اظہار نہیں کیا بلکہ اور الٹا اپنے جانی دشمنوں سے نیک سلوک کرتے رہے اور ان کے حق میں دعائیں کرتے رہے اور کبھی اپنے دشمنوں کی ہلاکت نہیں چاہی حضور کو کفار سے ذاتی عداوت و نفرت نہ تھی اس لئے محض اظہار صداقت اور باطل کی ابطالت پر ہی اکتفا کی صرف کفار کی ذات کو کبھی ہدف ملامت نہیں بنایا اور نہ ہی ان کی دشمنیوں کو کبھی پیش نظر رکھا یعنی اصول پرستی کو کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

مظلوم باوجود اپنی بے دست و پائی کے ظالم کی نگاہوں میں بہت خوفناک اور خطرناک معلوم ہوتا ہے جبھی تو وہ مظلوم کو مٹادینا چاہتا ہے اور یہ مظلوم صداقت اور سچائی کی وہ پہلی فتح ہوتی جو ظلم کی تباہی کی بنیادی اینٹ رکھدیتی ہے ایس مظلوم صداقت کی ترقی و کامیابی کا راز ظالم کے ظلم و جور میں ہے اگر حق و صداقت کی ابتدائی زندگی یونہی چھوڑدی جائے تو ممکن ہے کہ حق و صداقت کی تحریک بھی دیگر تحریکوں کی طرح کشمکش حیات میں پژمردہ ہوجائے اور اس کو پہنپنے کا موقعہ نہ ملے لہذا مظلومیت کی فتح اور سچائی کی کامیابی کا باعث ہی تشدد ہو چنانچہ

رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ کفار نے آپ کو اور مسلمانوں کو ستا ستا کر خود ہی اسلام کو ترقی دی جو مسلمان چند مصائب و شدائد کے آپڑنے سے گھبرا کر چیخنے چلانے لگتے ہیں اور شور کرنے لگتے ہیں کہ ہائے اسلام گیا اور مسلمان مٹے ان کو ان نکات پر غور کرنا چاہیئے۔

کاش مسلمان غم و اندوہ کے فلسفہ کو سمجھ لیں اور عروج و ارتقا کے اس راز سے واقف ہو جائیں اور اپنی بے دست و پائی اور بے سرو سامانی کے تباہ کن خیال کو اپنے دماغوں سے نکال پھینکیں جس نے ان کو اب تک قعر مذلت سے اٹھنے نہیں دیا انھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مصائب و شدائد سے گھبرانا اور اپنی مظلومی و بےبسی کا مرثیہ پڑھتے رہنا حضور کے اسوہ حسنہ کے خلاف اور روایات اسلام کے منافی ہے۔

طائف کا سفر

شعب ابوطالب کی محصوری ہی سے آنحضرت صلعم نے باہر کے لوگوں میں تبلیغ اسلام شروع کر دی تھی اب مکہ والوں کی حد سے زیادہ دشمنی اور اسلام سے تنفر دیکھکر آپنے طائف والوں کو دعوت اسلام دینے کا قصد کیا طائف مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر مکہ کی برابر ایک شہر تھا وہاں قبیلہ بنو ثقیف آباد تھا طائف میں بڑے بت لات کا بڑا بھاری مندر تھا تمام طائف والے اسی بت کی پوجا کرتے تھے چنانچہ آپ ماہ شوال ۱۰ سنہ نبوی میں زید بن حارث کو اپنے ہمراہ لیکر طائف کو روانہ ہو گئے راستہ میں قبیلہ بنی بکر پڑتا تھا وہاں تشریف لے گئے اور ان کو دعوت اسلام دی مگر ان کو بھی قریش مکہ کا ہمخیال پایا پھر بنو قحطان کے یہاں پہنچے تو ان کو بھی سنگدل اور اسلام سے متنفر پایا یہاں سے طائف پہنچکر رؤسائے طائف سے ملے طائف کے سرداروں میں عبدیالیل بن عمر اور اس کے دو بھائی مسعود و حبیب سب سے زیادہ ذی اثر و اقتدار اور رئیس سمجھے جاتے تھے آپ ان تینوں سے ملے اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر یہ سخت مغرور و متکبر تھے بھلا سرمایہ داری پر قبولیت حق کا مادہ کہاں ایک نے کہا کہ اگر تو خدا کا رسول ہوتا تو یوں جوتیاں چٹخاتا پھرتا دوسرے نے کہا کہ کیا خدا کو اور کوئی مالدار اور صاحب اقتدار آدمی نہ ملا جو تجکو رسول بنا دیا اور تیسرے نے کہا کہ میں تجھ سے کلام تک کرنا نہیں چاہتا ان مغرور کمراہوں نے صرف ہنسی مذاق پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ شہر کے لڑکوں اور اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا آپ جہاں جاتے یہ بدمعاش آپ کے پیچھے پیچھے جاتے گالیاں دیتے، تالیاں بجاتے اور پتھر مارتے اور ہنسی مذاق اڑاتے حضرت زید بن حارثہ نے اگرچہ ہر طرح آپ کی حفاظت کی اور جاں نثاری کا ثبوت دیا مگر کیسے بچا سکتے تھے آنحضرت صلعم اور زید دونوں لہولہان اور زخمی ہو گئے بازار میں پہنچے تو یہاں سے اور بھی بدمعاشوں لفنگوں کا ہجوم ہو گیا اور شدت کیساتھ تالیوں، پتھروں کا مینہ برسنے لگا یہاں تک کہ آپ طائف سے باہر بھی نکل آئے مگر ہجوم نے شہر سے باہر تین میل تک آپ کا پیچھا نہ چھوڑا پتھروں کی اس قدر بارش ہوئی کہ پنڈلیاں لہولہان ہو گئیں خون سے جوتیاں بھر گئیں حتیٰ کہ چلنا دوبھر ہو گیا خود حضور اس مصیبت کا حال یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں طائف سے تین میل تک بھاگا آیا اور مجھے یہ ہوش نہ تھا کہ کہاں سے آرہا ہوں اور کہاں جا رہا ہوں؟ بالآخر آپ نے طائف سے تین میل کے فاصلہ پر ایک رئیس عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی ہجوم تھک کر واپس ہوا اور آپ باغ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھکر یوں دعا کرنے لگے۔ الٰہی تو ہی ضعیفوں اور بیکسوں کا محافظ و نگہبان ہے اور میں تجھی سے مدد کا خواستگار ہوں، جب آپ طائف سے اس حالت میں نکلے تو ایک فرشتہ غیبی آیا اور فرمایا کہ اگر ارشاد ہو تو طائف والوں پر یہ پہاڑ اٹھا کر پھینکدوں تاکہ ان بدبخت شقی انسانوں کو آپ کی گستاخی کی سزا مل جائے فرمایا نہیں شاید ان کی نسل سے کوئی مسلمان پیدا ہو جائے۔

عتبہ بن ربیعہ نے جب بیکسی اور مظلومی کی یہ دردناک تصویر دیکھی تو انسانی مروت اور عربی شرافت نے جوش مارا اور اپنے غلام عداس کے ہاتھ جو نینوا کا باشندہ اور مذہبا عیسائی تھا ایک انگور کی رکابی آپ کی خدمت میں بھیجی آپ نے وہ انگور کھا لئے اور بعد فراغت عداس کو اسلام کی تبلیغ فرمائی اس کے قلب پر آپ کی باتوں کا اثر ہوا اور آگے بڑھکر آپ کا ہاتھ چوم لیا۔ عتبہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ دیکھو کہیں اس کی باتوں میں نہ آجانا اس کے دین سے تو تیرا ہی دین بہتر ہے اس باغ میں آپنے تھوڑی دیر آرام فرمایا وہاں سے روانہ ہو کر آپ مقام نخلہ میں پہنچے اور کھجوروں کے ایک باغ میں قیام فرمایا اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو گئے یہاں جنات کے کچھ سردار آئے اور آپ پر ایمان لائے۔

مکہ میں واپسی

نخلہ سے روانہ ہو کر آپ کوہ حرا پر تشریف لے آئے مگر چونکہ آپ کو اپنی جان کا اندیشہ تھا اور کوئی محافظ و مددگار نظر نہ آتا تھا اس لئے آپ نے یہاں سے سرداران قریش کے پاس پیغام بھیجا مگر کوئی بھی آپ کی حمایت و حفاظت پر آمادہ نہ ہوا لیکن جب مطعم بن عدی کے پاس آپ کا پیغام پہنچا تو وہ اگرچہ مشرک و کافر تھا مگر قومی حمیت اور انسانی شرافت کی وجہ سے آپ کی حفاظت و حمایت پر کمربستہ ہو گیا سیدھا آپکے پاس پہنچا اور اپنے ہمراہ شہر میں لے آیا اس کے لڑکے ننگی تلواریں لیکر خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے آپنے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر آپکو بحفاظت تمام گھر پہنچا دیا۔

بجلی کا کام سیکھو

کرینٹ موٹر ٹریننگ اسکول میں ایک جدید کلاس بجلی کا کام اور مشین ورکس سکھلانے کے لئے کھولا گیا ہے جس میں اعلےٰ درجہ کے الکٹریکل انجنیر کی نگرانی میں کام سکھلایا جاتا ہے۔ پراسپکٹس دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر ذیل کے پتہ سے طلب کیجئے

پتہ

پرنسپل دی کرینٹ موٹر ٹریننگ اسکول گورکھپور

ہر شخص کے دیکھنے کے قابل ہندوستان کا بہترین صنعتی رسالہ

موٹر کار

صرف موٹر والوں کے لئے نہیں بلکہ ہر شخص کے دیکھنے کے قابل ہے اس میں مشینری کے مضامین کے علاوہ ہر قسم کے دلچسپ اور مفید مضامین شائع ہوتے ہیں نمونہ تین آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب کیجئے یا دو روپے ایک سال کی قیمت جمع کر کے خریدار ہو جائیے

پتہ

منیجر رسالہ موٹر کار گورکھپور

قرآن اور مسلمان

۱۳۵۵ ہجری کی نایاب تصنیف جو مولوی کے لئے لکھوائی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مولانا شریف احمد صاحب مراد)

قرأت وخوش الحانی کی تاکیدات

مسلم شریف میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پڑھو تلاوت کرو اس لئے کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کا بروز حشر ضرور شفیع ہوگا اور انھیں بخشوالیگا قرآن حکیم میں دو روشن سورتیں ہیں سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران انھیں بھی پڑھا ہو کہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں پر ابر کے دو ٹکڑے بنکر سایہ کریں گے آگے چل کر آپ نے اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ سورہ بقر کو پڑھتے رہو کہ اس کا پڑھتے رہنا موجب برکت اور نہ پڑھنا باعث حسرت ہے جو لوگ باطل پرست ہیں وہ انھیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن ضرور پڑھا کرو جس گھر میں قرآن شریف نہیں پڑھا جاتا وہ مثل ویرانے کے ہوتا ہے اور اس کی حالت قبرستان سے بہتر نہیں ہوتی جہاں ویرانیاں اور خموشیاں ہر گھڑی تصدق ہوتی رہتی ہیں پھر ارشاد ہوا جس گھر میں سورہ بقر پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (مسلم)

غور کیجئے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تو تلاوت قرآن حکیم کے فیضان وبرکات پر اتنا زور دے رہے ہیں کہ جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے اس کی ویرانیاں اور قبرستان کی ویرانیاں یکساں ہیں اور اپنے پڑھنے والوں کو یہ بخشوائے گا اور قیامت کے روز ابر غلیظ کے خنک ٹکڑے بنکر ان کے سروں پر سایہ فگن بھی ہوگا لیکن اس دور میں مسلمانوں کی حالت کچھ ایسی ہوگئی ہے اور ان پر غفلت کا کچھ ایسا غلبہ ہے کہ انھیں اس طرف توجہ ہی نہیں ہوتی اور خیال ہی نہیں آتا کہ ہم کس تاریکی وظلمت میں مبتلا ہیں ہمارے نزدیک تو یہی وجہ ہے کہ مسلم گھروں سے برکت اٹھ گئی ہے اور ہر مسلمان ظاہری فارغ البالیوں اور خوشحالیوں کے باوجود سراسیمہ رہتا اور گونہ فکرمندیوں کی زندگی بسر کرتا ہے اور کیوں نہ کرے رسول کریم کا قول غلط تو نہیں ہو سکتا جب قرآن کریم سے بے پروائی اور غفلت برتی جائے گی اسے کبھی ہاتھ بھی نہ لگایا جائے گا اور گھر بھر میں قرآن کی برکت افروز آواز بھی نہ سنائی دیگی تو اس گھر میں شیطان کا قبضہ نہ ہوگا آفات وبلیات نازل نہ ہونگی پریشانیاں اور فکرمندیاں اسے نہ گھیرے رہیں گی تو اور کیا ہوگا حضور کا ارشاد ہے ہی کہ جس گھر میں قرآن شریف نہ پڑھا جائے اس کی قبرستان کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہے مسلمان ہیں کہ ہر قسم کی جفائیں سہتے اور ہر نوع کے مصائب کا شکار رہتے ہیں مگر قرآن پڑھنے کا انھیں خیال ہی نہیں آتا اور آئے بھی کیونکر جو علم رکھتے ہیں ان کے قلوب پر غفلت کے پردے پڑگئے ہیں اور اکثریت ایسی ہے جنھیں ان برکات وحسنات کا نہ احساس ہے اور نہ علم جو قرآن کریم کے پڑھنے والے کے لئے وقف ہیں مذہبیت سے برابر بعد ہوتا چلا جا رہا ہے مذہبی تعلیم برابر چھٹتی چلی جا رہی ہے بچے جس ماحول اور جس فضا میں پلتے اور بڑھتے ہیں اسی کا اثر لیتے ہیں اور ویسے ہی بنتے ہیں اور یہی غفلت تمام پریشانیوں کی کفیل بنی ہوئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیسی تھی آپ نے جواب دیا کہ کچھ طویل اور لمبی تھی آپ نے بسم اللہ شریف کو پڑھکر بتایا اس طرح کہ پہلے بسم اللہ کو لمبا کھینچا الرحمٰن کو کھینچا اور پھر الرحیم کو کھینچا اور بتایا کہ حضور دو جہان کے پڑھنے اور تلاوت کرنے کا یہ انداز اور یہ طریقہ تھا۔

روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جائے تو خداوند تعالیٰ اسے اس توجہ کے ساتھ سنتا ہے کہ جس توجہ کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی حضور کریم ٹھیر ٹھیر کر قرأت فرمایا کرتے تھے آپ الحمد للہ رب العالمین پڑھکر ٹھیر جاتے پھر الرحمن الرحیم پڑھتے اور ٹھیر جاتے اور اسی طرح برابر ٹھیر ٹھیر کر پڑھتے چلے جاتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھ پڑھا کرو اور اپنی قرأت کو آراستہ کرو آپ کا ارشاد یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں اپنی آوازوں میں حسن وزینت پیدا کرو کیونکہ خوش آوازی اور خوش الحانی قرآن میں ایک خاص کشش اور خوبی پیدا کر دیتی ہے اور اس کا اثر بڑھ جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ وہ کون شخص ہے جسے ہم اچھی آواز اور اچھی قرأت والا اور خوش الحان کہہ سکیں اس پر آپ نے فرمایا کہ اسے کہہ سکتے ہو جس کے پڑھنے سے تمہیں ایسا معلوم ہو کہ وہ خدا سے تعالیٰ سے خوف وخشیت رکھتا ہے۔ (دارمی)

اس حدیث شریف میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ خوش الحانی کسے کہا جاتا اور حقیقت میں خوش الحان کون ہے خوش الحانی یہ نہیں گوّیوں اور مغنیوں کی طرح محض آواز کے حسن اور نشیب وفراز سے سامعین پر ایک اثر پیدا کر دیا جائے بلاشبہ اثر انداز یہ چیز بھی ہوگی لیکن اثر اندازی کے باوجود اس میں حقیقی روح موجود نہ ہوگی اسی لئے آپ نے قرآنی خوش الحانی کے متعلق یہ صراحت کر دی کہ خوش الحان وہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے ایسا معلوم ہو کہ اس پر خوف وخشیت ربی کا ایک جذبہ طاری ہے جب یہ جذبہ طاری ہوتا ہے تو آواز میں سوز ودرد اور اس سوز ودرد میں ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور قلوب پگھلنے لگتے ہیں اور کیوں نہ پگھلیں اور خوف وخشیت کیوں نہ طاری ہو جبکہ پڑھنے والا یہ سمجھے کہ میں پروردگار عالم سے ہمکلام ہوں اور مالک ارض وسما کا کلام پڑھ رہا ہوں اسی دنیا میں لوگ معمولی افسروں کے پروانے اور حکم پڑھتے اور کھولتے ہوئے کانپنے لگتے ہیں) اور بڑے چھوٹے افسروں سے گفتگو کرتے ہوئے ان پر خوف طاری ہو جاتا ہے تو اللہ تو پھر اللہ ہے ممکن ہے کہ بندہ خود کو بندۂ عاجز سمجھکر اس کا کلام پڑھنا شروع کرے اور اس پر ہیبت وخشیت طاری نہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت واضح تھی اور آپ جب پڑھتے تھے اس طرح پڑھتے تھے کہ حرف حرف اور لفظ لفظ جدا جدا معلوم ہوتے تھے اور سب کو پورے نمایاں طریقہ پر آپ ادا کرتے چلے جاتے تھے چونکہ قرآن کی خوش الحانی اور دلبستگی کے ساتھ پڑھنے کا انحصار زیادہ تر سکون قلب پر منحصر ہے اس لئے آپ نے صاف اور واضح طور پر یہ ہدایت کر دی ہے کہ جب تک قرآن کریم میں دل لگا رہے اسی وقت تک قرآن کو پڑھا کرو اور جب دل نہ لگے تو اسے بند کر دیا کرو۔

واقعی اس طرح قرآن کریم کے پڑھنے سے کوئی فائدہ بھی مترتب نہ ہوگا کہ دل تو لگتا نہیں طبیعت اچاٹ ہو رہی ہے جمائیاں آ رہی ہیں لیکن اس خیال سے برابر پڑھتے چلے جا رہے ہیں کہ پارہ ختم ہو جائے تو انھیں قرآن کریم جیسی بابرکت اور دلبستگی کی چیز جو نشیت و توجہ سے پڑھی جانی چاہیئے تھی جب بے توجہی اور اس احساس کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ طبیعت پر بار معلوم ہو تو فائدہ کیا اس سے تو الٹا نقصان ہوگا انسان تو اسی چیز کا قائم رکھ سکتا ہے جس میں اس کا دل لگے اور جو چیز طبیعت پر بار معلوم ہوتی ہے رفتہ رفتہ اس سے ایک قسم کی بیزاری پیدا ہونے لگتی ہے اور طبیعت اس سے فرار کی راہیں تلاش کرنے لگتی ہے آخر یہ راہیں بھی کاہے گا ہے اسے مل جاتی ہیں اور اس طرح ابتدا میں اسے مختلف عذرات کی بنا پر دو چار بار تلاوت ترک کی جاتی ہے اور جب کئی مرتبہ اس طرح ترک کی جا چکتی ہے تو طبیعت یک گونہ اس امر کی خوگر و عادی ہو جاتی ہے اور پھر ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے کہ انسان سب کچھ سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی اس مبارک اور نیک کام کو چھوڑ بیٹھتا ہے اور خائب و خاسر رہتا ہے اسی فطرت انسانی کے پیش نظر حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تاکید فرما دی کہ دل لگے تو پڑھتے رہو اور نہ لگے تو چھوڑ دو اور خدا اور رسول کے احکام مصلحت حقیقی سے خالی نہیں ہوتے آپ نے سمجھ ہی لیا کہ اس حکم میں کیسی کیسی اعلیٰ حکمتیں مضمر ہیں۔

خوش الحانی کے کیف و سرور

قرآن کریم خود ایک موثر اور رقت پیدا کرنے والی چیز ہے اس کی فصاحت و بلاغت اور دلنشین اور معجزانہ انداز بیان پر تو ہم بشرط گنجائش آیندہ صفحات پر مفصل تبصرہ کرینگے لیکن یہاں ہمیں اس کے خوش الحانی سے پڑھنے پر اظہار خیال کرنا ہے جس کے متعلق ہم گذشتہ صفحہ پر چند احادیث نبوی بھی تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں یہ درست اور بالکل درست ہے کہ اگر کوئی خوش الحان قاری آداب تلاوت کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورے درد اور سوز اور خشیت و عجز کے ساتھ لب دریا بیٹھکر قرآن خوانی بہ خوش الحانی شروع کرے تو دریا اپنی روانی کو بند کر کے ہمہ تن گوش ہو جاتا ہے چنانچہ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ آپ کا گذر ایک سرسبز وادی سے ہوا جس کے عین وسط میں ایک دریا پورے تموج و روانی کے ساتھ بہ رہا تھا صبح کا سہانا وقت تھا ٹھنڈی ٹھنڈی اور روح کو تازگی بخشنے والی نسیم کھلے اور وسیع صحرا میں اٹکھیلیاں کرتی ہوئی خراماں خراماں چل رہی تھی جنگلی پھولوں کی بھینی بھینی خوشبوؤں نے تمام وادی کو عطر عطار بنا رکھا تھا حد نگاہ تک سرسبز گھاس کے فرش زمردین تا دور بچھے چلے گئے تھے ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ ان بزرگ نے فریضہ نماز سے فارغ ہوکر لب آبجو بیٹھکر پوری خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا اور دیر تک آنکھیں بند کئے سرشاری اور بیخودی کے کیف کے عالم میں خود فراموشی کے ساتھ تلاوت کرتے رہے آنکھ کھول کر جو دیکھتے ہیں کہ دریا کی تمام لہریں اپنی جگہ سطح آب سے سر نکال کر کھڑی ہو گئی ہیں پانی کی روانی بالکل رک گئی ہے اور ایک عجیب حالت طاری ہے دوسری طرف جو نگاہ اٹھائی تو سبزہ و گیاہ کا ہر برگ ایک سکوت کے عالم میں ہے اور یہ ان کی طرف اپنے ڈالیوں اور پھول سمیت جھکے ہوئے ہیں اور پرند و چرند دور دور تک پڑے ہیں کچھ ایسی محویت میں خاموش و بے نیم بند کھڑے ہیں کہ کسی کو تن بدن کا ہوش نہیں اور سب پر ایک عرفانی و روحانی مستی و کیف طاری ہے۔

یہ دیکھکر اور اس سماں کا مشاہدہ کر کے آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا رواں ہو گیا دیر تک سر دھنتے رہے قرأت بندی اور کلام الٰہی کی اس زندہ اور معجزانہ اثر اندازی کے خیالات میں غرق ایک طرف کو چلدیئے قرأت بند ہوتے ہی پھر وہی دریا کی روانیاں تھیں اور وہی برگ و بار کی چہچہا چرند و پرند بھی یک بیک چونک کر منتشر ہو گئے اور اس ربانی مظاہرنے اپنا اثر آنکھوں سے اوجھل کر لیا دیکھا آپ نے یہ ہے کلام اللہ کے خوش الحانی سے پڑھنے کی سحرکاریاں کہ جاندار اور بیجان دونوں یکساں متاثر ہوتے ہیں اور فضائے بسیط میں خموشی و سکوت کا ایک ناقابل بیان سحر پیدا ہو جاتا ہے پڑھنے والا اور پھر سوز و کیف اور خشیت و خوش الحانی سے پڑھنے والا ہو پھر اس کی تجلیاں اور اس کے انوار دیکھنے کے قابل ہیں تاریخ میں مذکور ہے کہ نجاشی شاہ حبش عیسائی فرمانروا تھا لیکن جب اس کے سامنے خوش الحانی کے ساتھ آیات قرآنی پڑھی گئیں تو اس کی آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہو گئے۔

ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور سننے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ ابو موسیٰ کو نغمہ داؤدی عطا ہوا ہے عثمان ہندی نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں ہمیں چنگ و رباب اور بربط و نے کی آوازوں میں بھی کبھی وہ لذت اور وہ کیف حاصل نہیں ہوا جو آج حضرت ابو موسیٰ اشعری کی قرأت میں ہے صبح کے وقت نماز فجر میں کبھی ہی دل چاہتا ہے کہ یہ پوری سورہ بقر پڑھ جائیں حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ میری امت میں سے نہیں ہے یہی وجہ تھی کہ اس عہد کے مسلمان تلاوت قرآن میں تجوید اور خوش الحانی کا خاص اہتمام رکھتے تھے اور حضرت عمرؓ کے صاحبزادے کی بڑی سفارشیں اسی بنا پر بڑی شدت و منت کے ساتھ کی گئی تھیں کہ آپ بہت خوش الحان تھے اور آپ کی قرأت رسول کریم کی قرأت کا نمونہ معلوم ہوتی تھی ایک شب کو حضرت عائشہ صدیقہ حجرہ مبارک میں تاخیر سے تشریف لائیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وجہ تاخیر دریافت کی تو آپ نے عرض کیا کہ آپکے صحابہ میں سے کوئی صاحب نہایت خوش آوازی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور میں محویت کے عالم میں کھڑی سن رہی تھی اس لئے کہ اس سے پیشتر میں نے ایسی دلربا اور دلکش قرأت کبھی نہ سنی تھی یہ سنکر آپ اٹھے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ ہو لئے جا کر دیکھا تو فرمایا کہ یہ سالم ہیں اس کے بعد ارشاد فرمایا الحمد للہ الذی جعل فی امتی مثلہ خدا کا شکر ہے کہ میری امت میں اس نے ایسے ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں۔

قرآنی معارف و اسرار

حضرت عبدالرحمن سلمی پوری سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ ابو جحیفہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

قرآن کریم کے نوادر وغرائب اور حقائق و اسرار کے متعلق استفسار کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ فرما سکتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ کوئی وحی ایسی ہے جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر نازل ہوئی ہو اور آپ کو اس کا علم ہو حضرت علی رضہ نے ارشاد فرمایا ابو جحیفہ میں خالق ارض و سماوات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ قرآن کریم کے علاوہ کوئی وحی ہم کو نہیں پہنچی اور نہ کوئی رمز و اسرار ہمیں اس سے علیحدہ بتایا گیا البتہ یہ ضرور ہے کہ خداوند قدوس اپنے بعض بندوں کو اپنی کتاب کے حقائق و معارف کا ادراک عطا فرما دیتا ہے قرآن کریم میں ظاہر بینوں کے لئے تو قصے ہیں مگر حق شناسوں کے لئے حصے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کتاب اللہ علی اربعۃ اشیاء العبادۃ والاشارۃ واللطائف والحقائق، والعبادۃ للعوام والاشارۃ للخواص واللطائف للاولیاء والحقائق للانبیاء یعنی قرآن کریم میں چار چیزیں ہیں عبادت عوام کے لئے اشارہ خواص کے لئے لطائف اولیاء کے واسطے اور حقائق انبیاء کے لئے۔ اسی مضمون کی ایک حدیث بھی ہے خود سیدنا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے القرآن ظہر و بطن و لبطنہ بطن الی سبعۃ ابطن یعنی قرآن کریم کا ایک ظاہر ہے پھر اس ظاہر کا ایک باطن ہے پھر اس باطن کے بھی اور باطن ہیں جن کی تعداد سات تک پہنچتی ہے ظاہری معنوں کو لوگ سمجھ لیتے ہیں اور مجتہد اس سے مختلف مسائل اور احکام استنباط کرتے ہیں اور یہ ایسی چیز ہے جس پر عمل کرنا فرض ہے باطن اور بطون جو ہیں وہ عارفوں ولیوں اور نبیوں کے لئے ہیں ان کے سوا انھیں کوئی نہیں سمجھ سکتا لیکن غرض اول ظواہر پر عمل ہے جو اس کے مطابق عمل کرنے سے قاصر رہ گیا اس کی نظر اس کے بطون تک نہیں پہنچ سکتی گویا اس کا ظاہر اس کا دروازہ ہے جس میں داخل ہونے کے بعد ہی اندر کی شان و شکوہ کا اندازہ ہو سکتا ہے خدائے ذوالجلال کا کلام معمولی چیز ہرگز نہیں ہو سکتا اس کے حقائق و اسرار ہمارے فہم و ادراک سے بہی بالاتر ہیں ظاہر بینوں اور عامیوں کو تو یہ محض حروف و الفاظ کا ایک مجموعہ نظر آتا ہے لیکن انھیں کے اندر معارف کے سمندر بہ رہے ہیں آگ اور برق کہنے اور لکھنے کو تو چند حروف ہیں اور کوئی انھیں بیک گردش قلم پورے بے ضرر طریقے سے لکھا جا سکتا ہے زبان سے بھی ہم انھیں بے تکلف ادا کر لیتے ہیں لیکن دنیا جانتی ہے کہ ان کی حقیقت کتنی تیز اور کتنی انقلاب انگیز ہے اور آگ کا ایک آتش پارہ اور برق کی ایک کڑک کیا سے کیا کر سکتی ہے قرآن کریم کی عظمت حقیقت اور اس کے حروف و الفاظ کی بزرگی کا تو پھر کہنا ہی کیا ہے صوری و معنوی محاسن سے مالا مال اور کیوں نہ ہو آخر کلام کس کا ہے اور وہی کلام ہے جس کے حقائق و معارف نے ہزارہا بندگان خدا کے قلوب میں عشق الٰہی کے تا ابد نہ بجھنے والے شعلے پیدا کر کے انھیں دیوانہ و مجنوں بنائے رکھا اور جس نے اقوام و ملل کی قسمتیں پلٹ کر انھیں کہیں سے کہیں پہنچا دیا اور جس کے متعلق رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوند قدوس اس قرآن پاک کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو نیچا دکھاتا ہے۔

یعنی جو قومیں قرآن حکیم کو اپنا دستور العمل بنا لیتی ہیں اور اس کے احکام و اوامر کی پابندی کرتی ہیں وہ ترقی سے اوج ثریا تک پہنچ جاتی ہیں اور جو اسے چھوڑ بیٹھتی ہیں اور اس سے غفلت برتتی ہیں وہ ذلیل ہو جاتی ہیں اس کے نظائر خود مسلمانوں ہی کے خاندانات میں مل سکتی ہیں۔

تلاوت قرآن کی اثر اندازیاں

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر ایک شب کو بیٹھے ہوئے سورہ بقر شریف کی تلاوت کر رہے تھے ان کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا گھوڑے نے شوخیاں کرنی شروع کیں آپ اس کی شوخیوں کی وجہ معلوم کرنے کے لئے رکے گھوڑا بھی خاموش ہو گیا آپ نے خیال کیا کہ ویسے ہی اچھلا کودا ہوگا اور پھر تلاوت کرنے لگے گھوڑے نے پھر شوخیاں شروع کیں یہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا پھر پڑھنے لگے تو وہ بھی اچھلنے لگا اب آپ نے خیال کیا کہ کوئی وجہ ضرور ہے آپ نے تلاوت بند کی اس خیال سے کہ قریب ہی ان کا بچہ سو رہا تھا کہیں اسے کوئی گزند نہ پہنچ جائے آپ اس جگہ سے بچے کو اٹھا کر دوسری جگہ لٹانے کے لئے گئے اوپر نگاہ اٹھی تو دیکھا کہ ابر کے ایک ٹکڑے کی مانند اوپر کوئی چیز اور محیط ہے جس میں چراغ روشن ہیں رات کو تو آپ خاموش ہو رہے صبح اٹھ کر اور نماز سے فراغت پا کر بارگاہ نبوت میں پہنچے اور تمام حال کہہ سنایا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ابن حضیر تم تلاوت میں برابر مصروف رہتے اور پڑھے جاتے آپ نے عرض کیا کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ بچہ قریب ہی سو رہا ہے کہیں وہ گھوڑے سے نہ کچل جائے اسلئے میں تلاوت بند کر کے بچے کے پاس گیا اسی حالت میں اوپر نگاہ اٹھی تو دیکھا کہ ابر کی طرح ایک ٹکڑے میں چراغ جیسی ایک چیز روشن ہے اس کے بعد مجھے کچھ نظر نہ آیا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم سمجھے بھی وہ کیا چیز تھی یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز اور قرآن خوانی پر تم سے قریب تر ہوتے چلے جا رہے تھے اگر تم پڑھتے اور برابر تلاوت کرتے رہتے تو یہ فرشتے اتنے قریب تر ہو جاتے کہ لوگ انھیں دیکھ لیتے اور فرشتے اس وقت تک برابر موجود رہتے۔

حضرت براء فرماتے ہیں کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب اس کا گھوڑا رسیوں سے بندھا ہوا تھا ایک ابر کا بڑا ٹکڑا آ کر محیط ہو گیا گھوڑا دیکھ کر اچھلنے کودنے لگا جب صبح ہوئی تو یہ شخص بارگاہ رسالت میں آیا اور شب کا تمام ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ابر کا ٹکڑا تھا یہ چیز رحمت ربانی تھی جو قرآن کریم کی تلاوت کی بدولت نازل ہو رہی تھی بڑے بڑے سخت دل اور قسی القلب غیر مسلم قرآن کریم کو پڑھتے ہوئے سنکر متاثر ہوئے اور اس تاثر ہی نے انھیں اسلام کے آغوش میں ڈالدیا۔ قیصر روم اور ہرقل اور نجاشی شاہ حبش جیسے فرمانرواؤں کی آنکھوں سے اس کی آیات سنکر آنسو نکل پڑتے تھے اور ان پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہو جاتا تھا حضرت عمر اپنی بہن کی قرآن خوانی سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہوئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم اپنے اعجاز بیان اور شان الوہیت کے اعتبار سے اپنے اندر ایک خاص اثر و کیفیت پنہاں رکھتا ہے اس کو سنکر کفار عرب تک وجد میں آجاتے تھے اس کی بلاغت و اثر اندازی اور شکوہ و ہیبت بڑے بڑے قلوب کو ہلا کر رکھ دیتی تھی جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے بیخودی چھا جاتی تھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنی اللہ تعالےٰ نے بہت ہی اچھا کلام نازل کیا اور شاندار کتاب اتاری جس کی باتیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور ایک ہی بات سمجھانے کے لئے بار بار دہرائی گئی ہے جو لوگ اپنے پروردگار سے

ڈرتے اور اس کا خوف رکھتے ہیں اس کے قلوب اس کے سننے سے کانپ اٹھتے ہیں پھر ان کے جسم اور دل نرم ہو کر یاد الٰہی کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں علامت ایمان یہ ہے کہ عین دوران تلاوت میں قلب میں خشیت اور رقت پیدا ہو جائے جہاں یہ صورت و حالت پیدا نہ ہو وہاں اپنی بدبختی کا ماتم کرنا اور خدائے قدوس کے دربار میں گڑگڑانا چاہیے تاکہ اس کی رحمت کاملہ جوش میں آئے اور قرآنی اثرات و کیف جو ایک نتیجہ ایمان و ایقان ہو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے یاد رہے یہ وہی قرآن حکیم ہے جس کے نزول کے وقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نہایت مضمحل اور نڈھال ہو جاتے تھے بعض اوقات تمام جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا آپ پسینہ میں ڈوب جاتے تھے چہرہ اطہر کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور آپ بے اختیار ہو کر مجھے کچھ اڑھا دو کچھ اڑھا دو پکار اٹھتے تھے خود خدائے قدوس فرماتا ہے لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرأیتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ و تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون یعنی اگر ہم اس قرآن کو کہیں کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خوف و خشیت الٰہی سے پھٹ جاتا پاش پاش ہو جاتا یہ مثالیں ہم ان لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کا مادہ رکھتے اور اس سے کام لیتے ہیں واقعی اس کے مواعظ اور اس کی وعیدیں اور اس کی شان و عظمت یہی ہے لیکن آج مسلمانوں میں نہ غور و فکر کا مادہ ہے اور نہ قلوب میں ایمان کی روشنی اثر ہو تو کیونکر ہو ایک زندہ انسان ہی ادویات کے اثرات کو محسوس کر سکتا ہے اور زندہ اجسام ہی پر اس کے اثرات مترتب ہوتے ہیں مردہ انسان اور مردہ قلوب کیا اثر لے سکتے ہیں۔

قرآن کریم جیسا کہ ہم اس سے پیشتر واضح کر چکے ہیں محض حروف و الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ حقائق و معارف اور تاثرات و اسرار کا گنجینہ ہے اس لئے اس کے اثرات لازمی ہیں حضرت مولانا روم نے بھی حقائق قرآن اور اس کی اثر اندازی پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے اپنے شہرہ آفاق انداز پر اثر میں چند اشعار لکھے ہیں جسے ہم سہولت فہم کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

حرف قرآں را بداں کہ ظاہر است / زیر ظاہر باطنے بس قاہر است
زیر آں باطن یکے بطن دگر / خیرہ گردد اندر او فکر و نظر
زیر آں باطن یکے بطن سوم / کہ درو گردد خردہا جملہ گم
بطن چارم از نبی خود کس ندید / جز خدائے بے نظیر و بے ندید
ہمچنیں تا ہفت بطن اے ذو الکرم / می شمر تو ایں حدیث معتصم
تو ز قرآں اے پسر ظاہر مبیں / دیو آدم را نہ بیند غیر طیں
تو مبیں ز افسوں عیسےٰ حرف و صوت / آں مبیں کز وے گریزاں گشت موت
تو مبیں افسونش آں لہجائے پست / ان نگر کہ مردہ بر جست و نشست
تو مبیں آں عصا را سہل یافت / آں مبیں کہ بحر اخضر را شگافت
ظاہرش چوب است لیکن پیش او / کون یک لقمہ چو بکشاید گلو
تو ز دوری می نہ بینی جز کہ گرد / دیدہ ہا را گرد روشن کند
اندکے پیش آں بہ بیں در گرد مرد / کوہ ہا را مردی او برکند

اسی طرح حضرت حکیم سنائی نے قرآن حکیم کے متعلق اپنے مخصوص انداز بیان میں بلہجہ موثر کہا ہے ؎

برہنہ تا نشد قرآں ز پردہ حرف پیش تو / ترا کہ جا بود عمرے نگویم کاہل قرآنی
بہ اخلاص و بہ احسان و بہ ادغام و بہ امالت کے / ترا میسر بود قرآں لب نے سر بز دانی
رسن دادت ز قرآں تا ز چاہ تن بر آئی تو / کہ فرمودت رسن بازی ز راہ دیو لفسانی
یکے خوانیست ایں پر نعمت از بہر غذا جاں / ولیکن چوں تو بیماری نیابی طعم مہمانی

مسلمان جب تک قرآن کی اس شان حقیقت باری کو سمجھتے اور اس کے معارف و حقائق پر غور کرتے رہے ان کی نظروں میں اس کی عظمتیں برقرار رہیں وہ کرہ ارض کے مالک و فرمانروا بنے رہے اور جب انہوں نے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں نہ صرف یہ کہ وہ دنیا بھر میں ذلیل و خوار ہو گئے بلکہ اپنی طمانیت اور مسرتوں کو بھی انہوں نے دفن کر دیا آج کسی کو یہ بھی علم نہیں کہ قرآن کی حقیقت و عظمت کیا ہے اس کی برکتیں کیا ہیں اور اس کے لئے کس اجر عظیم کی بشارتیں دی گئی ہیں بس اتنا معلوم ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور جوں توں کر کے اس کا پڑھ لینا ثواب ہے نہ کسی کو آداب تلاوت پر عبور ہے اور نہ اس کی معانی و مطالب پر دسترس لوگوں نے تو مذہبی تعلیم کا مطلب ہی یہ سمجھ لیا ہے کہ نماز روزہ کے مسائل معلوم ہو جائیں اور بس جہاں اور جس مدرسہ میں مذہب کی تعلیم دی بھی جاتی ہے اس کی حقیقت بس اتنی ہے پھر اس کی تعلیم کی نوعیت بھی نہایت خشک اور بے کیف رکھی گئی ہے حالانکہ اس سے زیادہ لطیف اور قلب و روح میں گرمی و سرور پیدا کرنے والی اور کوئی چیز نہ تھی اس لئے جو طلبا جبر و اکراہ سے اسے پڑھتے بھی ہیں وہ چند ہی روز میں سب کچھ بھول جاتے ہیں اور سب پڑھا پڑھایا نسیاً منسیا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اگر مسلمان اس طرف پوری توجہ و شغف سے کام لیتے اور حقائق قرآنی کو سمجھنے کی سعی کرتے تو آج ان کی ایسی افسوسناک حالت ہرگز نہ ہوتی۔

ساوتری

یہ ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین فسانہ ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ ایک اچھوت کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزار ہا مصیبتیں برداشت کر کے اور باوجودیکہ لوہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور جمعیۃ معارف اعظم گڑھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ روپیہ فی روپیہ ... مبلغی صاحب ثروت مسلمانوں کو ضرور توجہ کرنی چاہیے۔ ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸ محصول ۵

ملنے کا پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کے لئے لکھوائی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

محنت وکوشش اور اسلام

اس وقت علمائے مغرب اور حکمائے یورپ نے ارضِ مغرب میں انسانی سعی وجہد کے نتائج دیکھکر یہ سمجھ لیا ہے اور یہ رائے قائم کر لی ہے کہ مذاہب و ادیان انسان کو محض سستی اور کاہلی کی تعلیم دیتے ہیں اور وہ معاد کے خیال میں معاش کو اور دین کے جوش میں دنیا کو بھول جاتے ہیں بیشک بادی النظر میں یہی نظر آتا ہے اور عیسائیت ہندویت اور بدھ وغیرہ مذاہب نے دنیا کے سامنے کچھ ایسے مناظر پیش کئے ہیں عیسائیت میں ترک دنیا اجر عظیم کا باعث ہے اور رہبانیت کو اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے شبانہ روز مراقبہ و مشاہدہ میں یہ لوگ مصروف رہتے ہیں اور اسے بہت بڑے ثواب کا باعث خیال کرتے ہیں ان کے محترم پیشرو نے ان کے سامنے یہی نمونہ پیش کیا ہے اور عیسائیت میں اس کے متعلق صاف اور واضح ہدایات موجود ہیں اور لکھا ہے کہ مالدار جنت میں داخل نہ ہونگے

بدھ مذہب کے پیشرو نے شاہی تخت چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور ترک دنیا کا عملی سبق اپنے پیروؤں کو دیا یہاں کی [illegible] گدائی ہی میں اخروی نجات کا راز مضمر ہے ہندویت میں گیان دھیان کو بہت بڑا مرتبہ حاصل ہے ترک دنیا کی تعلیم یہاں بھی موجود ہے سادھو لوگ اپنے جسم کو کیسی کیسی تکالیف پہنچاتے ہیں جنگلوں میں زندگی بسر کرتے ہیں کوئی اپنے ہاتھ سکھا لیتا ہے کوئی غاروں میں مصروف عبادت رہتا ہے جو لوگ اخروی نجات کے خواہشمند ہوتے ہیں انھیں زن و فرزند کو چھوڑ کر سادھو بننا، نام بدلنا اور کوہستانوں اور جنگلوں میں بسیرا کرنا پڑتا ہے۔

لیکن اسلام ایک فطری مذہب ہے اس میں رہبانیت اور ترک دنیا ممنوع ہے یہاں اسی عبادت کو فوقیت و برتری حاصل ہے جو دنیا میں رہکر اور دنیا کے افکار میں پھنسکر کیا جائے یہاں غاروں اور جنگلوں کی عبادت کو کوئی مرتبہ حاصل نہیں بیشک کچھ مثالیں ایسی موجود ہیں لیکن یہ عاشقان خدا کا جذبہ عشق تھا ان پر جمال الٰہی اور عشق الوہیت ایک مستانہ کیفیت طاری کر دیتا ہے اور انھیں اس عشق کی شورش میں دنیا و مافیہا کا ہوش نہیں رہتا ہمارے سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے عرض کیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت میں مصروف رہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ طریقہ [illegible] ہے منشائے اسلام کے خلاف ہے اسلام اس طریقہ عبادت کو پسند نہیں کرتا مجھے دیکھو کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں روزے بھی رکھتا ہوں اور بال بچوں کی فکر بھی رکھتا ہوں ہمیشہ روزہ اور ہر شب بیداری نہ درست ہے اور نہ جائز۔ اصحاب صفہ کو بھی آپ نے شدید عبادات اور گونہ رہبانیت سے منع کر دیا اسی دوران میں آپ نے ایک آیت پڑھی جس کا مفہوم یہ ہے ہم نے رہبانیت کسی مذہب و مشرب کے لئے جائز نہیں رکھی تھی یہ محض لوگوں کی اپنی اختراع ہے۔

آپ نے مزید تاکید کے لئے نکاح پر خاص زور دیا اور فرمایا نکاح میری سنت ہے جس نے اس سے انکار کیا وہ میری بتائی ہوئی راہ پر نہیں ہے ایک اور جگہ یہ بھی مذکور ہے کہ دنیادار کی ایک رکعت نماز تارک الدنیا کی ساٹھ رکعت نماز کے برابر ثواب رکھتی ہے غرض یہ ہے کہ اسلام نے ترک دنیا کی کبھی حمایت نہیں کی اور اس نے ہمیشہ حکم دیا کہ دنیا اور دین کو نہ بھولو۔

اسلام بھی ضرور یہ تعلیم دیتا ہے کہ آخرت کو نہ بھولو لیکن ساتھ ہی وہ دنیاوی امور میں منہمک رہنے اور ترقی کرنے کی بھی تاکید کرتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کے لئے جب کوئی کام کرو تو یہ سمجھ لو کہ تمہیں ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور جب آخرت کے کاموں کی طرف رجوع ہو تو یہ سمجھ لو کہ موت تمہارے بال پکڑ کر کھینچ رہی ہے کتنی بہتر تعلیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ موت کے سر پر کھڑے ہونے کا خیال انسان کو غافل نہ کرے وہ خدا سے ڈرتا بھی رہے اور نماز روزہ کو بھی نہ بھولے کوئی ہمیشہ اس کے ذہن میں مشکل [illegible] سے لوگ اس خیال سے گناہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں کہ ہم ابھی مرے تھوڑا ہی جاتے ہیں عمر بڑی ہے اس کی تلافی کر لیں گے تائب ہو جائیں گے اس لئے اسلام نے بتایا کہ موت کو ہر وقت قریب ہی سمجھو لیکن دنیا کے کام کرتے وقت ہمیشہ زندہ رہنے کا خیال کرنے کی جو تاکید کی گئی ہے وہ اس لئے ہے کہ مبادا انسان یہ سمجھ لے کہ مرنا ہے ہی کون دنیا کی طرف توجہ کرے، کون بنائے باغات، کون کرے سعی و جہد میں مصروف رہکر ترقی حاصل کرے۔

دنیا ایک میدان جنگ ہے جس میں تنازع للبقا کا ایک ہنگامہ گرم ہے اور انسانوں میں مسابقت کی ایک لڑائی ہر آن قائم رہتی ہے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور خدائے بزرگ و برتر کو اس صورت حالات اور فطرت انسانی کا [illegible] کسی عملی و نظری مذہب میں وہ تعلیم نہیں پائی جاتی جس سے اس کے معتقد [illegible] گمان ہو سکتا مسلمان اور امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف توجہ نہ کرے تو اس امر کا [illegible] تھا کہ [illegible] غالب آچکا ہے [illegible] دوسروں کی غلام بنی ہوتی اس دین متین کی تبلیغ نہ [illegible] اور جن مقاصد اور جن اسباب کے لئے یہ مذہب دنیا میں آیا تھا وہ ادھورے رہ جاتے اس لئے اسے دنیوی ترقی سے نہیں روکا گیا۔

عبادت ہے کیا انسانی سرکشی و خود سری کا ایک معالجہ ہے عبادت انسان کے سامنے ایک مالک و مختار ہستی کا تصور اور اس کی باز پرس کا خوف ہر وقت اس کے دماغ پر مستولی رکھتی ہے اور وہ برائیوں اور ظلم و عدوان سے بچتا رہتا ہے [illegible] کی کوشش [illegible] ورنہ خدا [illegible] ہماری عبادتوں کی چنداں ضرورت نہیں وہ چاہتا ہے کہ اس کی یہ گلشن ہائے سبز و شاداب [illegible] اور یہ دنیا ایک باغ [illegible] ہو [illegible] موجب نہ بنیں [illegible]

کا دور دورہ ہو اور سب پوری یکجہتی اور امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کریں پہلی قومیں اپنی سرکشیوں اور خودسریوں ہی کے باعث تباہ ہو چکی تھیں اور اس وقت جنگ یورپ انسانی خدا فراموشی کی ایک عبرتناک مثال ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے۔

اسلام کی خوبی اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جو امور دنیاوی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور جن سے خود بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچ سکتا ہے ان کی تکمیل اور ان کے انہماک کو ہی اس نے عبادت ہی قرار دیا اس شرط کے ساتھ کہ یہ محض مفاد ذاتی کے لئے نہ کئے جائیں بلکہ ان میں اخلاص اور للہیت کا رنگ ہو اگر ہم ایک عالیشان مکان بناتے ہیں اور اس لئے بناتے ہیں کہ اس سے ہمارے اہل و عیال کو آرام پہنچے گا اس میں وہ روپیہ حفاظت و صیانت کے ساتھ رہے گا جو محنت و سعی سے کیا گیا ہے اللہ تعالے کے بندوں کی سود مندی اور خدمت پر صرف ہوتا ہے تو ضرور اس کی تعمیر بھی ایک عبادت اور ثواب تصور کی جائے گی اسی طرح سڑکوں کی تعمیر باغات کا نصب اور ہر قسم کی سعی و کوشش ایک عبادت تصور ہو گی۔

دولت کی اہمیت

یہ درست ہے کہ اسلام نے دولت کی مذمت کی ہے لیکن کس دولت کی اس کی جو محض سرمایہ دارانہ طریق پر جمع کی جائے اور اس سے کوئی فائدہ خلق خدا کو نہ پہنچے کلام الٰہی میں یہ آیت موجود ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یعنی جو لوگ سونا اور چاندی دفن کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو بالکل صاف اور واضح آیت ہے جو دولت محض دولت کی خاطر یا حب زر کے لئے جمع کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس میں سے ایک پیسہ خرچ نہ کیا جائے اس کا جمع کرنا ہر اعتبار سے مذموم ہے آجکل یورپ اور ہندوستان میں ساہوکاروں اور سرمایہ داروں کے خلاف جو جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور غربا اور مزدوروں میں جو بے چینی پیدا ہو رہی ہے وہ اس آیت کی صداقت کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے۔

دولت اگر محض جمع کرنے ہی کے لئے ہو تو بیکار ہی نہیں بلکہ ایک لعنت ہے اگر یہ ملک و قوم میں تقسیم ہوتی تو اس سے کتنے انسانوں کی مصیبتیں دور ہوتیں کتنے انسانوں کے پیٹ پلتے اور کتنے انسانوں کی جسم و جان کی یکجائی کا سامان فراہم ہوتا ایک شخص یا چند اشخاص کے پاس اس کا رکھا ہونا ملک بھر کے لئے نقصان رساں ہے دیکھ لیجئے کہ اس وقت دنیا بھر کے سونے کا بہت بڑا حصہ فرانس اور امریکہ کے پاس مجتمع ہو گیا ہے تو دنیا میں کتنی بڑی بے چینی پیدا ہو گئی ہے کتنی وسیع کساد بازاری پھیل گئی ہے اور اس سرمایہ داری اور اس قسم کی دولت مندی کی اسلام نے مذمت کی ہے ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تم اس وقت تک نیک نہیں ہو سکتے جب تک تم اپنی محبوبات یعنی اس مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو جسے تم عزیز رکھتے ہو اگر مال خدا کی راہ میں خرچ ہوتا رہے اور غربا اور ضرورتمندوں کے کام آتا رہے تو یہ ایک بہترین لغت ہے جمع کرنے والے اس میں سے خرچ کر کے ثواب کے

بھی ثواب اور دنیا کو بھی فائدہ پہنچے۔

دیگر اقوام عالم کے طریقوں پر غور کرو باپ دادا کی لاکھوں روپیہ کی جائداد کا وارث صرف بڑا بیٹا ہوتا ہے وہ گدی پر بیٹھتا ہے وہی مالک ہوتا ہے اور وہی حسب منشا اسے جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے باقی بیٹے اور بیٹیاں اور بیوی اس کے رحم پر رہتی ہیں اگر یہ نیک ہوا تو اوروں کو کچھ دیتا دلاتا رہا اور برا ہوا تو مالدار کبھی باپ کے بیٹے در بدر بھیک مانگتے پھر رہے ہیں اور بیوہ رنڈیاں منا رہا ہے اسلام اس لغویت کو ہرگز روا نہیں رکھتا کہ دولت ایک شخص یا چند اشخاص کے قبضہ و قدرت میں آکر رہ جائے اسلام میں مرنے والے کے باپ ماں سب بچوں سب بیٹیوں اور بیٹوں اور بیوی کا حصہ شرعًا اور قانونًا مقرر ہے۔

یہاں مفت کی دولت ایک ہاتھ میں دینے کی حمایت ہرگز نہیں کی گئی مفت خوری کو یہاں نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے کوتاہ بین لوگ اعتراض کر دیا کرتے ہیں کہ اسلام نے غلاموں کو اپنے قانون کے ذریعہ ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی حمایت کی ہے اور اس طرح لاکھوں کے حصے ہزاروں کے ہو جاتے ہیں اور خاندان کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے لیکن کیا ضرور ہے کہ سب بچے باپ ہی کی دولت پر انحصار رکھیں اسلام کا منشا یہی ہے کہ اسلام کے حلقہ بگوشوں میں کوئی شخص بیکار نہ رہے اور سب محنت کریں سب کو سب کا حصہ ہی مل جائے اور سب کو محنت کی ضرورت ہی داعی ہو آخر باپ کے چار بیٹے ہیں تو وراثت پدری میں حق تو سب کا برابر ہونا چاہیے یہ کیا کہ ایک تو عیش میں آوے تین بے چین رہیں۔

بہتر صورت تو یہی ہے کہ یہ چاروں قابل ہوں اور سب اپنی ہمت و محنت سے باپ کی برابر تو حیثیت پیدا کر کے ہی مریں۔ بیٹے تین قسم کے ہوتے ہیں پوت کپوت، سپوت پوت وہ ہے جو باپ کی برابر حیثیت پیدا کر کے دنیا سے جائے کپوت وہ ہے جو باپ کی لٹیا اڑا دے سپوت وہ ہے جو باپ سے زیادہ پیدا کر کے دنیا سے اٹھے۔ اسلام اپنے فرزندوں کو سپوت بننے کی دعوت دیتا ہے کسی کی ایک لاکھ کی جائداد ہے چار بیٹے ہیں ان کے نام پچیس پچیس ہزار کی جائداد آئے گی وہ سمجھتا ہے کہ اگر میری اولاد لائق نہ ہوئی تو دو تین نسلوں کے بعد اس جائداد کا خاتمہ ہو جائے گا اس لئے وہ کوشش کرے گا کہ میری اولاد لائق ہو اور میں انھیں اس قابل بنا جاؤں کہ یہ خود بہت بڑی حیثیت کے سرمایہ دار بن سکیں خدائے قدوس اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی والدین کو حکم ہے کہ وہ اولاد کی تعلیم و تربیت میں پوری سعی کریں اس طرح کہ اگر بچوں میں ابتدا سے یہ روح پیدا کی گئی تو ہر بچہ ترکہ پدری سے بھی بہرہ مند رہے گا اور خود بھی پیدا کر سکے گا ایک کے ہاتھ میں جائداد آتے رہنے سے علاقہ تو ضرور قائم اور بحال رہےگا لیکن اس نقصان کی طرف بھی کسی کی نگاہ جاتی ہے کہ دولت دس ہاتھوں میں جانے کے بجائے ایک ہاتھ میں رہے گی اور لاکھوں روپیہ کا اجتماع ایک شخص کے قبضہ میں رہکر سرمایہ داری کے نظام کو تقویت دیگا۔

اسلام نے سرمایہ داری کو توڑنے اور انسانوں میں ولولہ پیدا کرنے کے لئے تقسیم دولت کے مختلف طریقے مقرر کئے ہیں ایک تو یہی کہ ہندویت عیسائیت اور یہودیت وغیرہ کے برخلاف ترکہ میں سب کا حصہ مقرر کیا ہے اور زندگی میں مرنے والے کے لئے جتنی جس کی ہستی ضروری تھی اور جو جتنا قریبی تعلق تھا اسی تناسب سے اس کا حصہ مقرر کر دیا دوسرا یہ کہ مالدار لوگ زکوٰۃ دیا کریں یعنے

منکر مفسرین نے منکر کے معنے ما لا یعرف فی شریعۃ ولا فی سنۃ فرمایا ہے ایسے امور سے بچنا چاہیے جو شریعت و سنت میں نہوں یعنی ان کے خلاف ہوں۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت نے زمانہ مسلمان عموماً انھیں امور میں مبتلا ہیں جن کا وجود شریعت و سنت میں نہیں ہے جس کا لازمی نتیجہ ذلت و رسوائی افلاس و امراض وغیرہ ہے جس سے آئے دن مسلمان پریشان ہیں اس کی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے بلکہ خود موجودہ مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے اسلام نے کھلے طور پر اسکی ممانعت فرمادی ہے قرآن مجید میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ الخ

تم بہترین امت ہو کہ لوگوں کی نفع رسانی کے لئے نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعریف فرمائی ہے اور ان کو "خیر امت" کا خطاب دیا ہے اس لئے کہ یہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں چہ جائیکہ اگر یہی لوگ خود منکرات میں مبتلا ہوجائیں تو اس کی ذمہ داری خود انہی پر ہوگی نہ کہ اسلام پر اس موقع پر ہم ایک حدیث شریف بھی نقل کر دیتے ہیں جو مسلم اور ترمذی میں حضرت ابی سعید خدری سے مروی ہے

"فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی کو کسی منکر (برائی) میں مبتلا دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اگر قدرت رکھتا ہو تو ہاتھ سے بند کردے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے انکار و منع کردے اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا نہایت ضعیف درجہ ہے"

اس حدیث شریف کی تفسیر اس طرح فرمائی گئی ہے کہ ہاتھ سے بند کر دینے کا تعلق حکام سے ہے اور زبان سے منع کرنا علماء سے تعلق ہے اور دل سے برا سمجھنا عوام کا کام ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان منکرات کو دل سے برا سمجھنا تو درکنار اور اس کو داخل فیشن و ضروریات زندگی سمجھتے ہیں اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔

بغی کے معنے مفسرین نے الکبر والظلم فرمایا ہے یعنی غرور تکبر ظلم و زیادتی سے بچنا تکبر غرور ظلم کو دنیا کے جملہ مذاہب نے برا کہا ہے اور اس کی مذمت کی ہے چونکہ ہر مذہب میں اس کی برائی موجود ہے لہذا ہم تفصیلی طور پر ان کی نسبت بحث کرنے کی بجائے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کے دو دو اشعار لکھکر اس عنوان کو ختم کر دیتے ہیں ؎

(تکبر) تکبر مکن زینہار اے پسر | کہ روزے ز دستش درآئی بسر
تکبر عزازیل را خوار کرد | بزندان لعنت گرفتار کرد

(ظلم) خرابی زبیداد بیند جہاں | چو بستان خرم ز باد خزاں
ستم بر ضعیفان مسکین مکن | کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن

لعلکم تذکرون کہ وہ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم اس کا خیال رکھو"۔ مفسرین نے تذکرون کے معنے تتعظون فرمایا ہے یعنی تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

ایک اور شبہ یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرما[illegible] اور نصیحت روزانہ مسلمانوں کے پیش نظر ہوتی ہے یا کم از کم مسلمان اس کو ہر جمعہ میں خطباء سے سنا کرتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے پھر اسکی کیا وجہ ہے اس کا جواب آپ کو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اور عظمت اس کے دل سے نکل جائیگی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کے برکات سے محروم ہو جائیگی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جائیگی" اس سے زیادہ سخت وعید ترمذی میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ جل جلالہ تم پر اپنا عذاب مسلط کردیگا پھر تم دعا بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

چونکہ اس وقت مسلمانوں کے نزدیک دنیا بہت بڑی چیز ہوگئی ہے اور مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے ہیں اور گالی تو ان کا تکیہ کلام ہوگئی ہے اسلئے اس سے اسلام کی ہیبت جاتی رہی وحی کے برکات اٹھ گئے مسلمان اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر گئے کیا مرتبہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی نظر سے گر جائیں تو پھر خلقت کی نظر میں کہاں سما سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عموماً مسلمانوں کی دعا قبول ہوتی ہے نہ عام طور پر قرآن پر کوئی اثر ہوتا ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہوسکے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں تاکہ ان کی حالت درست ہوسکے۔ مسلمانو غور کرو کہ ایک وقت تھا کہ تم جس طرف نگاہ اٹھاتے تھے [illegible] وہاں سرفراز ہوتے تھے اور اب یہ وقت ہے کہ [illegible] تمہارے آگے بھاری ہے یا [illegible] کہ دنیا ہی کے ہاتھ [illegible] خدا کے سامنے لرزاں ہوجاؤ اپنی غفلت اور معصیت سے توبہ کرو گذشتہ [illegible] اور آئندہ کے لئے اپنے نفس کو احکام خدا اور رسول کا پابند کرو جہاں تک ہوسکے اپنی بی بی اور بچوں اور اپنے زیر اثر لوگوں کو پابند کرانے کی کوشش کرو خدائے کریم و رحیم جس طرح تم پر پہلے مہربان تھا اب بھی مہربان ہے مگر صرف کوتاہی تمہاری طرف سے ہو رہی ہے کہ تم اس کے رحم و کرم کی طرف متوجہ ہوتے نہیں تیسرے اللہ پاک کا ارشاد ہے مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم اگر تم شکر گذار رہو اور شرط ایمان پر قائم ہو تو اللہ سبحانہ تم کو عذاب دیکر کیا کریگا" تمہارے عذاب میں اللہ سبحانہ کی کوئی منفعت نہیں ہے مگر اللہ کا شکر ان کی ناسپاسی اور شرط ایمان کو ہاتھ سے لینے میں تمہارا نقصان ہے اس نقصان کی تلافی کی راہ صرف وہی ہے جو ہم نے آپ سے ابھی ابھی بیان کردی کہ اپنے گذشتہ گناہوں اور غفلتوں سے تائب ہوکر پابندی احکام خدا اور رسول کیلئے کھڑے ہوجاؤ پھر دیکھو کہ اللہ سبحانہ کی برکت کے خزانے تمہارے لئے کھلے ہوئے ہیں خیر امت کا لقب تمہارے لئے سزاوار ہے اور اللہ پاک کی نظر رحمت تمہاری طرف لگی ہوئی ہے بہت سوئے اور بہت کھوئے اب جاگو ابھی وقت ہے اگر یہ وقت بھی نکل جائے تو ندامت و حسرت رہجائیگی اور اس وقت ندامت کام نہ دیگی فوراً تیار ہوجاؤ اور کم از کم صرف اس آیت کریمہ پر عمل کرنا شروع کردو جو اس مضمون کے آغاز میں سنائی گئی جس کا ماحصل یہ ہے کہ مسلمان ہر کام اور ہر معاملہ میں عدل و انصاف کا لحاظ رکھیں اور اعتدال اختیار کریں اور حتی المقدور احسان و نیکی اختیار کرتے چلے جائیں اور درگذر کرتے رہیں نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اہل قرابت کے ساتھ دامے درمے قدمے مدد کرتے رہیں زنا سے خصوصاً اور بے حیائی اور ناشائستہ حرکات سے عموماً مجتنب رہیں اور ان تمام چیزوں سے باز رہیں جن کا ثبوت شریعت و سنت میں نہیں ملتا ہے نیز غرور و تکبر ظلم و زیادتی نہ کیا کریں۔

اسلامی نماز کا فلسفہ

(از حضرت قیس دانی)

بہت سے لوگوں کو جو اسلامی نماز سے ناآشنا ہیں اس کی مختلف ہیئتیں اور مختلف اوقات عجیب معلوم ہوتے ہیں اور بہتوں کے نزدیک شاید یہ بے معنی ہوں مگر وہ سب اپنے اندر ایک سچا فلسفہ رکھتی ہیں۔

اسلام فطرت انسانی کا مذہب ہے اور اس لئے فطرت انسانی کا صحیح نقشہ اس کے ہر ایک حکم میں نظر آتا ہے کیونکہ اسلام کا خدا جو خالق فطرت ہے اس نے فطرت انسانی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے یہ مذہب دیا ہے اور جو کچھ فطرت کے لئے ضروری تھا وہ سب اس کے اندر مہیا کر دیا ہے۔ اسلام کا پہلا اصول یہ ہے کہ یہ جسم اور روح دونوں کا فکر کرتا ہے۔ اسلام کی اس دعا پر غور کرو جس میں یہ سکھایا

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اب اگر بھلائی سے دعا شروع کی اور انجام کی بھلائی پر ختم کی اور اس طرح پر کسی بھلائی کو باقی نہیں چھوڑا یہی دعا ایک اچھے مسلم کی زندگی کا صحیح نقشہ ہے اور یہی اصول سب اسلامی دعاؤں کے نیچے ہے نماز یا دعا کی غرض کیا ہے وہ بھی خود ہی قرآن کریم نے بتا دیا ہے واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر نماز کو قائم کرو کیونکہ نماز ہر ایک قسم کی بےحیائی اور ہر ایک قسم کے ناپسندیدہ امر سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً بہت بڑا (فرض) ہے۔

اس غرض کو حاصل کرنے کا بہترین طریقہ وہی نماز کی طریقہ ہے جو خود اسلام نے سکھایا ہے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ٹھیک اسی طرح پر نماز پڑھتے تھے جس طرح آج ہم نماز پڑھتے ہیں۔ ان تیرہ سو سالوں نے ایک بال برابر فرق نہ اس طرز عبادت میں اور نہ اس کے معنے میں کیا ہے وہی جسم ہے اور وہی روح ہے ساری دنیا پر ہر روز مقررہ وقت پر سارے مسلمان ایک ہی انداز میں ایک ہی جیسے الفاظ میں ایک ہی جیسی ہیئت میں ایک ہی قسم کے حرکات کے ساتھ خلوص دل سے ایک ہی خدا رحمن رحیم رب العالمین کے حضور اپنی عاجزانہ التجاؤں کو پیش کرتے ہیں طول بلد اور عرض بلد کا فرق آب و ہوا کا فرق رنگ و قومیت کا فرق مخلوق کے ایک ہی خالق کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا سفید رنگ کے لوگ اور سیاہ رنگ کے لوگ افریقی الشمالی یورپین سارے کے سارے مسلمان اپنی مسجدوں میں ایک ہی زبان بولتے ہیں اور اپنے رب اور اپنے قادر کے حضور ایک ہی قسم کی خواہشات اور ایک ہی قسم کی التجاؤں کو لیکر جاتے ہیں۔

اسلامی نماز کا ظاہری لباس تین مختلف عنوانوں کے نیچے آتا ہے۔ اول اوقات نماز۔ دوئم نماز کی تیاری۔ سوئم نماز کی مختلف ہیئات اور حرکات پہلے ہم اس بات پر غور کرینگے کہ نماز کے اوقات کے تعین میں کیا حکمت ہے ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کے حضور جب چاہے جس جگہ چاہے اور جس زبان میں چاہے اپنی التجا پیش کر سکتا ہے مگر اسلامی نماز میں پانچ اوقات خاص طور پر مقرر کر دیئے گئے اول فجر یا سورج نکلنے سے پہلے دوئم ظہر یا دوپہر کے بعد سوئم عصر یا تیسرے پہر چہارم مغرب یا سورج ڈوبنے پر پانچویں عشاء یا سونے سے پہلے۔

دنیا کے اکثر ممالک میں لوگ پانچ وقت جسم کی پرورش کے لئے غذا کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور اس لئے قریباً تمام مہذب اقوام نے کھانے یا ناشتے کے پانچ اوقات مقرر کر دیئے ہیں اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو نہ صرف زبانی وعظ کرتا ہے بلکہ جو کچھ یہ کہتا ہے اس پر عمل کرنے کا طریق بھی بتاتا ہے یہودی اور عیسائی مذہب دونوں نے یہ مسئلہ سکھایا کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ ہر اس لفظ سے بھی جو خداوند کے منہ سے نکلتا ہے انھوں نے یہ وعظ تو کیا اور خوب کیا مگر ان کا وعظ بے سود رہا کیونکہ انہوں نے عملی طور پر کوئی طریق نہ بتایا کہ کس طرح یہ لوگ خدا کے کلام سے جیا کریں اور صرف روٹی ہی کو اپنی زندگی کا سارا سامان نہ سمجھ لیں نتیجہ یہ ہے کہ جہاں ان لوگوں کو یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ نظام جسمانی کو قائم رکھنے کے لئے پانچ دفعہ ہر روز کافی خوراک معدہ کے اندر پہنچائیں روحانی زندگی کے لئے ہفتہ میں صرف ایک بار ان کو گرجاؤں یا معبدوں میں جانیکی ضرورت محسوس ہوتی ہے لیکن اسلام نے نماز کے لئے ہر روز خاص اوقات مقرر کر دیئے ہیں تاکہ لوگ اس بات کو سیکھیں کہ جس طرح جسم کا فکر ضروری ہے اسی طرح روح کا فکر ضروری ہے اور اگر جسم اس بات کا محتاج ہے کہ ہر روز مقررہ اوقات پر اس کی خبرگیری کا انتظام کیا جائے تو روح بھی محتاج ہے پس ہر مسلمان عملاً دن میں پانچ مرتبہ خدا کے کلام سے زندگانی حاصل کرتا ہے جسم کی فکر تو انسان نے خود اپنے لئے کی مگر اس کی روح کا فکر اس کے خالق نے کیا اور اسے بتایا کہ جس طرح جسم کے قیام کے لئے پانچ مرتبہ اس غذا کا پہنچانا ضروری ہے جو خدا کے کلام سے ملتی ہے مگر ان اوقات میں اور اس قاعدہ مقررہ میں بھی ایک حکمت ہے اور جیسا کہ اسلام کے کل قوانین فطرت انسانی کے تقاضا کو پورا کرنے والے ہیں ایسا ہی نماز کے اوقات بھی فطرت انسانی کے تقاضا کے مطابق ہیں

ہم میں سے جن لوگوں کو شہروں سے باہر زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملا ہے اور جنھوں نے قدرت کے نظاروں کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ صبح کی روشنی کے ساتھ پرند گانا شروع کرتے ہیں حیوانات میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور درخت اور پھول بھی زندگی اور انبساط کا نظارہ دکھانے لگتے ہیں اور ان کی بند کونپلیں کھلنے لگتی ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ساری قدرت اس وقت ایک خاص حالت میں ہوتی ہے رات کے پورے آرام کے بعد قدرتی طور پر ہر چیز نئے دن کے کام اور نئے دن کے فرائض کے لئے تیار ہوتی ہے اور زبان حال سے ساری مخلوقات اپنے خالق کے اس انعام کے شکریہ میں جو رات کے آرام کی صورت میں اسے عطا کیا گیا ہے اس کی حمد کے گیت گاتی ہے اور دوسری طرف اس شکرگزاری کی حالت کے ساتھ ایک عاجزانہ التجا کی حالت بھی کل مخلوقات کے اندر پیدا ہوتی ہے کیونکہ نئے دن کے کام اور طاقت کے لئے وہ اپنے مولا کے آگے ہاتھ پھیلاتی ہے کہ تیری ہی طاقت سے ہم اس

قابل ہو سکتے ہیں کہ نئے دن کے کام کو انجام تک پہنچائیں پس جب ساری مخلوق کے اندر اس وقت شکر گذاری حمد اور التجا و استعانت کی حالت پیدا ہوتی ہے تو انسان کے اندر جو اس ساری مخلوقات کا خلاصہ اور ساری کائنات میں اعلیٰ سے اعلیٰ جوہر ہے کیوں یہ حالت پیدا نہ ہونی چاہئے کیوں وہ بھی اپنے خواب اور آرام کے بستر سے نہ اٹھے اور اپنے آپ کو صاف کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو تاکہ اس نیند اور آرام کا شکریہ ادا کرے جو اس کو رات کو اس کے مالک نے عطا فرمایا ہے کیوں وہ نہ اٹھے اور اپنے مولا سے اس کام کے سر انجام دینے میں جو پھر اس کے سامنے آگیا ہے مدد نہ مانگے فطرت انسانی کے اسی تقاضہ کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے فجر کی نماز رکھی ہے۔

علاوہ اس روحانی تڑپ کے جو فطرتاً صبح کے وقت طبیعت میں پیدا ہوتی ہے ہم سب جانتے ہیں کہ سویرے اٹھنا صحت کے لئے بھی مفید ہے جب سورج نکلنے سے پہلے ہمارے لئے نماز کا وقت مقرر ہے اور موذن کی آواز الصلوٰۃ خیر من النوم ہم کو بتاتی ہے کہ نماز نیند سے اچھی ہے تو ہم زیادہ دیر تک سوتے رہنے کے نقصان سے بچ جاتے ہیں اور ہر سامان کام کے لئے ہمیں مل جاتا ہے ہماری نماز ہمارے جسم کے لئے بھی مفید ہوتی ہے اور اس طرح پر روحانی فائدہ کے ساتھ جسمانی فائدہ بھی میسر آتا ہے یہ فجر کی نماز کے فوائد ہیں اور یہ حکمت ہے کہ کیوں یہ وقت نماز کے لئے مقرر کیا گیا ہے اس میں ہماری روح کو ہی عین ضرورت کے وقت غذا نہیں ملتی بلکہ جسم اور جسمانی صحت کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

اس کے بعد ظہر کی نماز آتی ہے ہم سب جانتے ہیں کہ آدھا دن کام کر چکنے کے بعد جس میں ہم نے اپنا پورا زور لگایا ہے ہمارے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کچھ آرام اور کچھ غذا مل جائے رات کے آرام نے ہمارے جسم میں کچھ زائد قوت پیدا کر دی تھی جس کی وجہ سے ہم ان میں اپنے قواء کو کام پر لگا سکتے ہیں اور اس طرح پر اپنا نصف کام بغیر تکان کے کر سکتے ہیں لیکن جب دوپہر ہوتی ہے تو پھر ہمیں کچھ غذا کی حاجت معلوم ہوتی ہے اور کسی قدر آرام کے لئے بھی طبعی تقاضا پیدا ہوتا ہے یہی حالت ہماری روحانی ضروریات کی ہے ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ پھر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو کر اس کا شکریہ ادا کریں کہ اس نے ہمیں اس قدر کام کرنے کی توفیق اور طاقت دی اور نصف دن کا کام ختم ہونے پر فطرت انسانی ایک گونہ اطمینان محسوس کرتی ہے اور اپنے مالک کا شکریہ ادا کرنے کی امنگ دل میں پیدا ہوتی ہے پس ایک مسلمان پھر کام کو چھوڑتا وضو کرتا اور اپنے مولا کے حضور حاضر ہو کر اس کی حمد کرتا اور پھر نئے سرے کام پر لگنے کے لئے اس کی مدد چاہتا ہے۔

اس کے بعد جسمانی نظام غذا کی میں سہ پہر کی چائے کا وقت آتا ہے انسان کچھ تازہ غذا کی ضرورت محسوس کرتا ہے جو مسلمان نہیں وہ صرف اپنے جسم کی غذا کی حاجت کو محسوس کرتا ہے مگر مسلمان کے اندر جو صحیح فطرت انسانی کے جذبات موجزن ہیں اس سے وہ روحانی غذا کی حاجت بھی محسوس کرتا ہے۔

درود اور رحمتیں اور برکتیں ہوں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح آپ نے فطرت انسانی کے تمام تقاضوں کو سمجھا اور کیسے موزوں اوقات خدا اور اس کے کلام سے روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے مقرر کئے۔

عصر کی مختصر نماز سے ہمارے قلب پر دوبارہ تازگی کی روحانی کیفیت وارد ہوتی ہے جیسے جسم پر ایک چائے کے پیالہ سے۔

اس کے بعد سورج غروب ہوتا ہے جسے مغرب کا وقت کہا جاتا ہے نظام قدرت میں یہ بھی ایک عجیب انقلاب کا وقت ہے چرند پرند بلکہ خود درخت تک گویا اس وقت دن کی محنت کو ختم کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں لیکن قبل اسکے کہ وہ اپنے کام کو چھوڑیں ان میں پھر ایک جوش پیدا ہوتا ہے کہ اپنے مالک و خالق کے حضور ایک بار اپنی مشغولیتوں سے متمتع کرنے کے لئے شکریہ ادا کریں پس ساری مخلوقات کے اندر پھر ایک دعا اور التجا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو کیا انسان ہی ایسا ناشکر گذار ہو کہ ساری مخلوقات پر ایک گونہ حاکم ہونے کے باوجود وہ اس شکریہ میں شامل نہ ہو جس کی ضرورت باقی مخلوقات محسوس کرتی ہیں حالانکہ اس پر بہت زیادہ حق ہے کیونکہ سب کچھ اس کے لئے مسخر کیا گیا ہے کس قدر چیزیں آج کی زندگی میں اس کی صحت اور اس کی راحت کو بڑھانے والی ہوئی ہیں کس قدر چیزوں نے اسے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے معاش کے حاصل کرنے میں مدد دی ہے تو کیا اس قدر نعمتوں کے باوجود کہ اور کوئی مخلوق اس قدر نعمائے الٰہی سے متمتع نہیں ہوتی فطرت انسانی کا تقاضا نہیں کہ وہ اپنے مالک حقیقی کے حضور سجدہ میں گر جائے اور تھوڑی دیر کے لئے آستانہ ربوبیت پر سر رکھ کر اس کا شکر گذار ہو کیونکہ یہ سب سامان سب نعمتیں محض خدا کے فضل نے ہی اسے دی ہیں ورنہ وہ خود کیا حقیقت رکھتا ہے کس قدر کمزور اور عاجز ہے جس کی اپنی زندگی بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ صرف تھوڑی سی ہوا کے اندر جانے اور باہر آنے پر ہی سارا دارومدار ہے ہاں وہ خود اس وسیع مخلوقات میں ایک ذرہ بے مقدار سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتا کیا وہ شکر گذار نہ ہو کہ کس طرح ساری مخلوقات سے فائدہ اٹھانے کے سامان اس کے ہاتھ میں دیدیئے گئے ہیں۔

پھر اس کے اوپر ایک اور وقت آتا ہے ان کا کام بھی ختم ہو چکا رات کے آرام کے لئے وہ از سر نو تازہ غذا سے خوب تر و تازہ ہو چکا ہے اور کام کے بعد آرام بھی کر چکا ہے اور اب اس بات کی تیاری میں ہے کہ بستر پر لیٹے اور راحت بخش نیند سے اپنے دن کے سارے تکان کو دور کرے لیکن کیا جب وہ اس چھوٹی موت کی تیاری کرتا ہے تو کیا اس پر حق نہیں کہ اپنے دن کے کام اور دن کی خوشیوں کا ان اچھے اور برے کاموں کا جو اس نے دن بھر میں کئے ہیں ایک دفعہ محاسبہ کرے اور دیکھے کہ اس دن کی زندگی میں کونسا مفید کام اس نے کیا بیشک ایسے وقت میں ایک زبردست تحریک فطرت انسانی کے اندر پیدا ہوتی ہے کہ خدا کے حضور بھی حاضر ہو اور اس کی مناجات کرے اور سونے سے پہلے ہاں اس نیند کی حالت میں جانے سے پہلے جو موت سے اس قدر مشابہت رکھتی ہے ایک صحیح فطرت انسانی کے اندر یہ ضرور خواہش پیدا ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بستر خواب پر جانے سے پہلے دعا کا رواج اور قوموں میں بھی پایا جاتا ہے لیکن ایک مسلمان جس کے جذبات میں فطرت کا صحیح نقشہ موجود ہے وہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے حضور اپنی التجائیں پیش کرنے سے کس طرح غافل ہو سکتا ہے یہی عشاء کی نماز ہے جس کے بعد قلب کے اندر ایک ایسا سکون پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے خواب کو بہت بڑھکر راحت بخش بنا دیتا ہے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے نماز کے مقررہ اوقات بذات خود اپنے اندر ایک خاص فلسفہ رکھتے ہیں یہ اوقات معینہ نماز کے لئے نہایت ہی موزوں اور مناسب

ہیں اور انسان کی سرشت عبودیت کے لئے ایک قسم کا معیار اور محک ہیں علاوہ بریں انسان کی اپنی چال چلن درست کرنے میں پوری امداد کرتے اور اس امر کی تعبیر دیتے ہیں کہ ہر موقع اور ہر آن صبح اور شام دن اور رات انسان اپنے فرائض کو مد نظر رکھے اپنے وقت کا موازنہ کرے اور اپنے ہر ایک کام میں پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھے اور اپنے فریضہ کی ادائگی کے لئے ہر وقت چست و ہوشیار رہے۔

ایک مسلم کتنا ہی دلچسپ اور خوش گوار کام میں مشغول ہو لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے اور بخلاف گرجے کے گھنٹے کی بے معنی اور کرخت آواز یا صدائے ناقوس کے موذن کی بلند اور دلکش اذان کی آواز اللہ عزوجل کی حمد و ستائش کرتی ہوئی گونجتی ہے اور ایک سچے مسلم کو حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح یاد دلاتی ہے اس وقت سب اپنا فرض منصبی سمجھ کر نماز کے لئے بہ دل مستعد کھڑے ہوتے ہیں اور نماز کو تمام مشاغل اور دلچسپیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور موذن اذان دیتے وقت اپنے کانوں کو اس لئے بند کر لیتا ہے کہ اپنے بھائیوں کو نماز کی طرف بلاتے وقت کوئی دوسری آواز مثلاً ریل گاڑی کی گھڑگھڑاہٹ یا ہوائی جہاز کی سنسناہٹ اس کے ... اور باعث انتشار نہ ہو اور جب وہ موذن کی پکار اور اس ... کی آواز سنتے ہیں ... قادر مطلق خدا کون و مکان کے فرمانروا ... کے شاہنشاہ مقدس اور پاک جل شانہ ... تو کیا ان کو زیبا ہے کہ اس معبود حقیقی کے ... حاضر ہوں حالانکہ جب وہ دنیا کے ایک معمولی ... کے سامنے جاتے ہیں تو اپنے جسم اور لباس کی صفائی کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ جسمانی طہارت قدرتاً روحانی پاکیزگی کا ایک جزو لاینفک ہے دیگر مذہبی معلموں نے بھی یکا وجہ خدا پرستی کے جزو رکھا ہے لیکن انہوں نے اور اصولوں کی طرح اس کو بھی صرف چند ہدایات ... اور ان کو عملی صورت میں لانے کا کوئی طریقہ قطعاً اختیار نہیں کیا لیکن آنحضرت صلعم نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جس طرح قواعد ... کی ... برتے گئے ہیں ... کرنے کے لئے ... ہمارے لیے ... جسمانی اور روحانی مذہبی فریضہ میں داخل ہے چنانچہ غسل کے لئے بھی خاص ارکان مقرر کر دیئے ہیں اور ایک ٹب میں محض غوطہ لگا لینے سے کوئی شخص پاک نہیں ہوتا بلکہ دیگر ارکان کو بھی خاص طور پر مد نظر رکھنا پڑتا ہے تاکہ جسم واقعی پاک اور صاف رہے غسل کے ساتھ لباس کی پاکیزگی اور ... اور ... کے ... بھی صفائی کا معقول لحاظ رکھا گیا ہے الغرض جب مسلمان نماز کے لئے جاتے ہیں تو پہلے وضو کر لیتے ہیں یعنی جسم کے وہ حصے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اچھی طرح دھوئے جاتے ہیں بند اور گندے پانی میں نہیں بلکہ صاف اور ... بہتے ہوئے پانی میں۔

اس طرح مسلمان پاک و صاف دل ... اور مطہر جسم کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں جب ... اور نماز پڑھنے یا قرآن پاک کو چھونے کے لیے جسمانی طہارت لازمی ہے تو ایک مسلمان اپنے دل میں فطرتاً یہ محسوس کرتا ہے کہ اس خالق حقیقی کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے صفائی قلب اور پاکیزگی دل کی کس قدر ضرورت ہے مسلمان اس بات کا پختہ یقین رکھتے ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور سے دو نہیں طلب کر سکتے۔ پس ہر حالت میں خواہ وہ پاک ہوں یا نہ ہوں ...

ایک معبود کے آگے سر جھکاتا ہے یعنی ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ کہ اس کے سامنے جسمانی طہارت کے ساتھ حاضر ہونا چاہیئے اور اپنے دلی خیالات کا اظہار صفائی کی حالت میں کرنا چاہیئے۔ الغرض وضو سے جس طرح ظاہری صفائی ملحوظ ہے اسی طرح اس کے اندر ایک باطنی پاکیزگی بھی متصور ہے مسلمان جب وضو کے وقت اپنا ہاتھ دھوتا ہے تو اس سے صرف یہ مراد نہیں کہ وہ ہاتھوں کے گرد و غبار آلائش سے پاک کرتا ہے بلکہ ان ناپاک امور سے جن کا اس نے ارتکاب کیا ہوا ہے اپنے ہاتھوں کو پاک و صاف کرتا ہے اور جب وہ اپنا چہرہ ناک زبان کان ہاتھ پاؤں دھوتا ہے تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ ان اعضاء کو جو کسی افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے ہوں پاک کرتا ہے۔

مثلاً اگر کسی نے اپنی زبان کو غیبت کر کے پلید کر لیا ہو یا اس کے کان دوسری کی بدگوئی سن کر ناپاک ہو گئے ہوں تو اسے چاہیئے کہ ان اعضاء کو اس قسم کی نجاست سے پاک کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور نماز میں کھڑا ہو اور پھر جب وضو کے وقت اپنی تر انگلیوں سے سر پر مسح کرتا ہے تو اس سے اس کی یہ مراد ہوتی ہے کہ اس کا دماغ ہر قسم کے برے خیالات سے منزہ اور صاف ہو جائے قبل ازیں کہ وہ اپنے خالق حقیقی سے باتیں شروع کرے

الغرض ارکان وضو سے صرف جسمانی ہی طہارت مراد نہیں ہے بلکہ دماغی اور روحانی پاکیزگی بھی مقصود ہے۔ وضو کرنے کا یہ مقصد ہے کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ جسمانی صفائی اور روحانی پاکیزگی ایک دوسرے کے ہم پہلو ہیں اور روح اسی حالت میں اپنے خالق کے ساتھ ہمنوا ہو سکتی ہے جبکہ جسم نہایت پاک اور مطہر ہو چنانچہ اسلامی جماعت میں تو اعد وضو یا طہارت کی وجہ سے بہت سی ناپاکیوں میں کمی واقع ہو گئی ہے اور ایسے لوگوں کا اضافہ ہو گیا ہے جو نماز میں پاک و صاف دل کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اور خدائے حی قیوم سمیع علیم کے حضور اپنی غلطیوں اور گناہوں سے سچی توبہ کر کے اور بھی زیادہ پاکی کے طالب اور جویاں ہوتے ہیں پس وہ ظاہری اور باطنی معنوں میں فی الحقیقت پاک و صاف ہو کر نماز ادا کرتے ہیں نماز کے قبل وضو کرنے سے نماز کی اہمیت اور پاکیزگی اور بھی بڑھ جاتی ہے اور مرد و عورت اپنے فریضہ کو اس خالق رب العالمین حی و قیوم خدا کے حضور میں نہایت خلوص کے ساتھ ادا کرتے ہیں پس جس طرح اسلام کے اندر اور بھی ارکان و قواعد و ضوابط موجود ہیں اسی طرح نماز کے قبل بھی وضو ضروری اور لابدی شے ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صرف ظاہری صفائی کفایت نہیں ہو سکتی بیرونی صفائی حفظان صحت کے لحاظ سے تو ایک اچھی چیز ہے لیکن تقویٰ اور انصاف انسان کو اللہ سے قریب کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کے رازوں سے بخوبی واقف ہے پس اگر ہم ہزار مرتبہ وضو کریں اور اس کے حضور ناپاک دل اور نجاست آلودہ خیالات لیکر حاضر ہوں تو ہماری نماز کبھی قبول نہ ہوگی اس لئے ہم کو چاہیئے کہ اس قدوس خدا کے دربار میں عجز و انکسار اور خلوص اور صفائی قلب کے ساتھ حاضر ہوں۔

حضرت نبی کریم صلعم نے مسلمانوں کو صفائی قلب اور دل کو نخوت و تکبر سے پاک کرنے کے واسطے بہت زور دیا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ اپنے دلوں کو ہر قسم کی گندی آلائشوں اور کمزوریوں سے منزہ کرو اور اپنے دماغ کو ہر قسم کے عاصیانہ خیالات سے جو خدا کی طرف توجہ کو پھیرنے والے ہوں پاک و صاف کرو اس میں کوئی شک نہیں کہ جسمانی طہارت نہایت ضروری ہے لیکن دماغی اور روحانی طہارت اس سے کہیں زیادہ اہم اور ضروری ہے قرآن شریف کا

غیر مذاہب کے بارے میں اسلام کی تعلیم

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری مصنف کتاب لا سلام ایم اے

جس وقت دنیا میں خدا کی وہ آخری کتاب نازل ہوئی جس کی دعوت بنی نوع انسان کے لئے عام تھی جس نے سابقہ ادیان کو منسوخ کر دیا اور جس کو قرآن کریم کہا جاتا ہے اس وقت بھی دنیا میں مذاہب اور اس کے پیروؤں کی کمی نہ تھی متضاد عقائد متخالف خیالات اور مختلف فہم و عقل کی کثرت اور مذاہب کا یہی عالم تھا جو اب ہے۔ البتہ اگر کچھ فرق تھا تو محض اتنا کہ بحث و نزاع تحقیق و تدقیق اور جدل و مناظرے کے جو طریقے اور اصول و ضوابط اب ہیں وہ اس وقت نہ تھے کیونکہ اس وقت کی دنیا علم و عقل کے لحاظ سے ابتدائی حالت میں تھی مذاہب کے پیروؤں کی بیشمار جماعتیں تھیں ہر جماعت اپنے کو سچا اور دوسرے کو جھوٹا یقین کرتی تھی اور اپنے آپ کو سچائی کا وارث اور دوسروں کو سچائی سے محروم ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگاتی تھی اب قرآن اور اس کے لانے والے کے لئے صرف دو ہی راستے تھے یا تو تمام مذاہب کی تصدیق کی جاتی یا تکذیب۔ تصدیق تو ناممکن تھی کیونکہ ہر ایک کے متضاد عقائد تھے اور حق و باطل کے انتہائی مظاہرے تھے اس لئے ان کی تصدیق کے یہ معنے تھے کہ سب کو بیک وقت حق اور باطل تسلیم کر لیا جاتا یعنی اجتماع الضدین کا بدیہی بطلان دعویٰ کیا جاتا اور تکذیب بھی صداقت کے خلاف تھی اس صورت میں دنیا کا مذہبی صداقت سے خالی ہونا لازم آتا تھا روحانی ہدایت رہنمائی کی تمام بنیادیں منہدم ہو جاتیں اور خدا کی قدرت کاملہ اور صفت ربوبیت پر نقص الزام آتا کہ اس نے اتنی مدت انسانوں کو یونہی گمراہ رکھا غرض تصدیق و تکذیب دونوں طریقے غلط اور خدائی مذہب کے خلاف تھے

قرآن نے یہ دونوں راہیں چھوڑ کر ایک تیسری راہ اختیار کی اس نے بتلایا کہ دنیا کے تمام مذاہب برحق ہیں لیکن پیروان مذاہب حق و صداقت سے منحرف اور الگ ہو گئے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالےٰ:-

قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ۝ فان امنوا بمثل ما امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم

یعنی سچائی کی راہ یہ ہے کہ کہو ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں جو ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے نیز ان تمام مذہبی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ابراہیم پر نازل ہوئیں اور جن کی اسمٰعیل و یعقوب اور ان کی نسل کے رہنماؤں نے دعوت دی اور پھر وہ تعلیم جو موسیٰ کو دی گئی اور وہ تعلیم جو عیسیٰ کا پیام حق تھا غرض کہ دنیا کے سارے نبیوں اور مذہبی صداقت کے سارے معلموں کو خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو کچھ ملا ہے ان سب پر ہمارا ایمان ہے ہم ان سب کو ایک ہی طرح کے یقین اور احترام کے ساتھ قبول کرتے ہیں ہم ان میں کسی طرح کی تفریق نہیں کرتے کہ ایک کی تصدیق کریں اور دوسرے کو جھٹلائیں ہم خدا کے فرمانبردار ہیں اس کی سچائی جہاں کہیں اور جب کبھی آئی ہو ہمارے لئے سچائی ہے اور ہم اسے قبول کرتے ہیں"

دیکھئے کس خوبی کے ساتھ تیسری راہ اختیار کی گئی ہے اور کس قدر متانت و احتیاط کے ساتھ دلنشیں پیرائے میں مذاہب عالم کی تصدیق کی گئی ہے اگر انسان کا آئینۂ دل زنگ تعصب و عناد سے بالکل ہی اپنی صلاحیت یعنی اکتساب نور کا مادہ نہیں کھو چکا ہے تو اس کی ضمیر خود اندر سے بول اٹھے گی کہ یہی سچائی اور نجات کی سیدھی راہ ہے اور یہی خدائی تعلیم ہے جو فی الحقیقت تمام دنیا کی ہدایت کے لئے آئی ہے پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ

اسلام جملہ صداقتوں کی حامل اور امین ہے

وہ دنیا میں اسلئے نہیں آیا کہ دیگر تمام مذاہب کی مخالفت اور ان کی تکذیب کرے جیسا کہ بعض حقیقت اسلام سے نابلد لوگوں کا گمان ہے اور آج دیگر مذاہب کے خلاف طوفان بدتمیزی مچا رکھا ہے ... کہا جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے باقی مذاہب عالم کی حقیقت نہ رہی گی صرف ان کے پیروؤں کا علم و فہم اور عمل باقی رہ گیا ہے سوال صرف ان کے فہم و عمل کی تصحیح درست کرنی چاہیئے کہ براہ راست مذہب ہی کو ہدف ملامت بنایا جائے اور یہی ہمیں اسلام تعلیم دیتا ہے اسلام کی تعلیم کسی خاص قوم اور ملک کے لئے نہیں وہ یہ نہیں کہتا کہ دنیا کے باقی مذاہب مٹا دئے جائیں وہ تخریبی اور تکذیبی ذہنیت لیکر دنیا میں نہیں آیا بلکہ تعمیری اور تصدیقی ذہنیت لیکر آیا ہے وہ تو یہ کہتا ہے کہ صداقت کسی جگہ ہو کسی قوم اور مذہب میں ہو اسے اپنا بنا لو بانی اسلام صلعم کا ارشاد ہے کہ حکمت و موعظت مومن کی ایک گم شدہ چیز ہے جہاں بھی ملے لے لو۔

اسلام کا مشن مذہبی دنیا میں یہ ہے کہ وہ دیگر ادیان کی صداقتوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی طرف سچائی کا ہاتھ بڑھاتا ہے وہ کسی صداقت کو اس لئے پامال نہیں کرتا کہ وہ کسی غیر مذہب سے متعلق ہے البتہ وہ مذاہب کے ان خطرناک کیڑوں اور فاسد مادوں کو جو کسی مذہب کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں دور کرنا چاہتا ہے گویا اسلام دنیا میں بطور معالج و ڈاکٹر کے آیا ہے جو مذاہب کی صحت و تندرستی قائم کر کے بنی نوع انسان کو ایک راستہ پر کامزن کرانا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ تمام مذاہب جو الہامی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ روحانی تربیت و ہدایت کی کرنیں ہیں جو اپنے کمال کو پہنچ کر اسلام کی شکل میں نمودار ہو اور دنیا کے ہر ایک صحیفہ میں جس قدر بھی صداقتیں اور اشارات ربانی موجود تھے یا موجود ہیں وہ سب کے سب یکجا اسلام میں موجود ہیں یعنی اسلام جملہ مذاہب صداقتوں کا حامل و امین ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ فیھا کتب قیمہ یعنی اس میں تمام قیمتی کتابیں موجود ہیں۔

اسلام دیگر مذاہب کی آبیاری اور حفاظت کیوں کرتا ہے

اگر اسلام ہی مذاہب کی ...

بھی دعویٰ کرتا کہ بس میں ہی سچا ہوں اور باقی تمام مذاہب جھوٹے ہیں تو اسلام کے منجانب اللہ ہونے میں شک بڑھ جاتا اور وہ بھی دیگر مذاہب کی طرح مذہبی جھگڑوں میں سے ایک نیا جھگڑا کھڑا کر دیتا اور ایک اور فتنہ کی بنیاد پڑ جاتی اس لئے اس کی خوبی بڑائی اور کمال اس میں تھا کہ وہ اپنے مقابل مذہبوں کو کاٹے بغیر ان سے بڑا بن جائے ان کی صداقتوں پر قبضہ کرے انکو انسانی ملاوٹ سے پاک و صاف کر کے ان کی بنا خالص پرستش پر [illegible] چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اور ہر ایک [illegible] کی بڑائی سے مکر کھا کر جوہر کھلتے ہیں اگر رات نہ ہو تو دن کی قدر کون جانے کڑوا نہ ہو تو میٹھے کی قدر کیسے ہو ظلمت نہ ہو تو نور کو نور کون کہے اگر حق و صداقت کے مقابلہ میں باطل و گمراہی نہ ہو تو اس کی حقیقت کیسے ثابت ہو اور اس کی عظمت و بزرگی کس چیز سے زیادہ ہو۔

جب ہم کہتے ہیں کہ کوہ ایورسٹ سب سے اونچی چوٹی ہے تو [illegible] کہ اس کے مقابلہ کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہم دیکھتے ہیں اگر چھوٹی پہاڑیاں [illegible] کر دی جائیں تو پھر کوہ ایورسٹ کو سب سے اونچا نہیں کہا جائیگا اگر کوہ ایورسٹ [illegible] کرنے لگے کہ بس میں ہی ایک بلند چوٹی ہوں اور باقی سب چٹیل میدان ہیں تو کیا یہ دعویٰ حقیقت کے خلاف اور ناقابل انکار نہ ہوگا ٹھیک اسی طرح اسلام دیگر [illegible] سے اپنی سربلندی کا دعویٰ کرتا ہے اسی واسطے دیگر ادیان کی [illegible] نہیں چاہتا صرف [illegible] ان کی راستی اور سچائی [illegible] کرتا ہے اور [illegible] قرار دیدیتا ہے اسی پر اسلام کی حقانیت اور منجانب اللہ ہونے کی [illegible] ایک معمولی اور ابتدائی مگر زبردست دلیل ہے جس کو دنیا کے تمام عقلا مل کر نہیں توڑ سکتے اسلام کے پاس یہی تصدیق کی شمشیر [illegible] ہے جس کے بل بوتے پر اسلام نے اپنی عظمت و رفعت کا [illegible] عالم میں ڈنکا بجایا اپنے دشمنوں اور مخالفوں کو سرنگوں کر دیا اور [illegible] ایک تہائی انسانوں کو اپنا حلقہ بگوش [illegible] بنا لیا۔

یہاں سے ہمیں مذہب کی پہچان اور پرکھ کا ایک اعلیٰ ذریعہ اور معیار ہاتھ آگیا [illegible] دیگر [illegible] سے سربلند ہونے کا دعویٰ کرے اس کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ دیگر [illegible] کی تصدیق اور جملہ مذاہب کی [illegible]

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ممکن ہے کہ یہاں کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ جب اسلام دیگر مذاہب کی تصدیق کرتا ہے تو ان کے پیروؤں کو کیوں گمراہ اور کافر قرار دیتا ہے اور پھر اس کے آنے ہی کی کیا ضرورت تھی سو اول تو مذکورہ بالا تفصیلات کی رو سے اس قسم کا کوئی شبہ ہی نہیں پیدا ہو سکتا کیونکہ میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ اسلام یہ کہتا ہے کہ قرآن سے پہلے جملہ مذاہب عالم کی حقیقت [illegible] ہو چکی تھیں کیونکہ وہ وقتی احکام تھے جب ان کی ضرورت ختم ہو گئی وہ بیکار ہو گئے پیروان مذاہب کے علم و عمل کی تصدیق تو نہیں کرتا بلکہ ان کو گمراہ قرار دیتا ہے اگر وہ پیروان مذاہب کی تصدیق کرتا اور یہ بتاتا کہ پہلے ادیان میں سے کوئی دین ہمیشہ کے لئے تھا تو اس وقت البتہ یہ اعتراض وارد ہو سکتا تھا اس کو مثال میں سمجھ لیجئے جیسے آفتاب کے برآمد ہونے

سے ستاروں کی اور چاند کی روشنی جاتی رہتی ہے یعنی آفتاب کی روشنی ان کی روشنیوں پر غالب آکر تمام ناقص روشنیوں کے قائم مقام بن جاتی ہے اور پھر کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں رہتی اسی طرح مطلع عالم پر جب آفتاب اسلام جلوہ گر ہوا تو اس کی صداقت اور روشنی جملہ مذاہب کی صداقتوں اور روشنیوں پر غالب آگئی جو مانند ستاروں کے تھے اگر چاند اور ستاروں کی روشنی کے بعد آفتاب کی روشنی کی ضرورت نہیں تو بیشک جملہ مذاہب کی موجودگی میں جو مذہب کی تدریجی شکلیں تھیں کسی انتہائی نقطہ اور کامل شکل کی بھی ضرورت نہ تھی حالانکہ ایسا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا مذکورہ بالا شبہ نہایت لچر اور بے بنیاد ہے قرآن کریم سے میں یہ تو ثابت کر چکا کہ اس نے جملہ مذاہب کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی صداقتوں کا حامل اور امین بنکر تاہی دنیا کو ایک عالمگیر گمراہی فتنہ و فساد اور اختلافات و تعصبات سے بچا لیا دنیا کے لئے صلح و امن اور نجات و فلاح کی ایک بنیادی اینٹ رکھدی اور تمام مذاہب کی تصدیق اور پیروان مذاہب کی تکذیب کر کے [illegible] کے اختلافات [illegible] بنیادی صداقت کی راہ نوع انسانی پر کھولدی جس پر چلے بغیر کوئی انسان مذہبی حقیقت کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا اور اس کے سوا اس صداقت کی کوئی راہ نہیں اب یہاں قرآن کریم ہی سے یہ بتلانا ہوں کہ انسانوں نے خود ہی اختلاف پیدا کیا اور اپنی اپنی رائے سے مذاہب میں شامل کر کے ان کو [illegible] کا مجموعہ بنا لیا اور ان کی حقیقتیں گم کر دیں

ارشاد باری ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فی ما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینات بغیا بینھم فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم یعنی دنیا میں مذہبی صداقت اور انسانی جمعیت کی ابتدا اختلاف سے نہیں بلکہ وحدت و یگانگت سے ہوئی ہے سب ایک ہی قوم تھے اور سب فطری صداقت کے ایک ہی راستہ پر چلنے والے تھے پھر ان میں پھوٹ پڑ گئی فساد اور گمراہی کی الگ الگ راہیں بنالیں تب خدا نے ان کی ہدایت کے لئے نبیوں کو مبعوث کیا جو نیکی کے نتیجہ کی خوشخبری اور بدی کے نتائج سے ڈراتے تھے اور [illegible] کی کتاب نازل کی تاکہ جن جن باتوں میں اختلافات اور جھگڑا پیدا کر دیا ہے اس کا فیصلہ ہو جائے اور سب حقیقی دین پر متفق ہو جائیں لیکن منحرف ہو کر وہ الگ الگ ہو گئے جب نسل انسانی اس پر بھی باز نہ آئی اپنے اپنے مذہبی اور بناوٹی عقیدوں پر جمی رہی خدائی فرمانوں اور فیصلوں سے منہ موڑا اور اسی طرح دین حق کی حقیقت اور وحدت گم ہو گئی تو ضروری تھا کہ ایک مرتبہ آخری طور پر ان تمام اختلافوں اور گمراہیوں کے خلاف دین حق کی حقیقت کی عام اعلان کر دیا جاتا اور تمام جماعتوں اور مدعیوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیا جائے چنانچہ اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے اہل ایمان پر اس کا دروازہ کھول دیا اور وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کی راہ دکھا دیتا ہے۔

انسانی جمعیت کی پراگندگی باہمی اختلافات اور مذہبی صداقتوں کے گم ہونے کا یہ وہ عظیم الشان فلسفہ اور دین حق کی معرفت اور فلاح و نجاح کا یہ وہ صحیح

راستہ اور طریقہ ہے جس کی حقیقت جوں جوں علم و عقل کی دنیا میں روشنی آتی جائے گی تیوں تیوں آشکارا ہوتی جائے گی دنیا سچائی کے قریب آتی جائے گی اور ایک دن وہ آئیگا جبکہ نسل انسانی قرآن کریم کے اسی بتلائے ہوئے نقطہ پر جمع اور اسلام کے سامنے سرنگوں ہوگی آج مسلمان گھبرا رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ ہائے اسلام گیا مگر حقیقت بیں نظریں دیکھ رہی ہیں کہ دنیا اسلام کے قریب آتی جارہی ہے ۔

دعوت قرآنی اور مخالفین

چونکہ قرآن کریم تمام دنیا کے لیے آیا ہے اور تمام عالم ربانی ہے اس لئے اپنے طریق دعوت میں بھی لاثانی اور عدیم المثال ہے [illegible] قرآن نے آزادی ضمیر انسانی کو تسلیم کیا ہے اور اس پر زور دیا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں جا بجا غیر مذاہب والوں سے ان کے دعوی پر دلائل مانگے گئے ہیں اخوت اسلامی کے خاص دائرہ کے علاوہ اخوت انسانی کو تسلیم کیا ہے فرمایا کہ خلقکم من نفس واحدة یعنی تمہاری نسل اور پیدائش ایک ہی ہے پھر آپس میں بغض و عناد ہو تو کیوں ہو جبکہ تم ایک ہی آدم کی اولاد ہو کسی قوم اور نسل انسانی کو ذلیل اور قابل نفرت نہیں ٹھیرایا اگر ایسا ہوتا تو انسان بجائے اس کی صداقتوں کو جانچنے کے تعصب و عناد کے جوش کی وجہ سے اس کی آواز تک پر [illegible] اور وہ ہدایت سے محروم رہ جاتے ۔

قرآن نے انسانی عزت اور شرف و فضیلت کی بنیاد نیکی اور تقوے پر رکھی ہے اور ہر قوم ہر ملک اور ہر مذہب کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ہے ارشاد ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم [illegible] اور برگزیدہ وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو [illegible] اپنے مرسوم اور مصنوعی عقائد لیکر آپس میں لڑتے مرتے ہو یہ سب فضول ہے۔ قرآنی مذہب کا نام اسلام یعنی سلامتی اور صلاح کا مذہب ہے یعنی مسلم وہ ہے جو سلامتی اور امن کے علمبردار ہو جس کا وجود دنیا کے لیے صلح و رواداری و امن کا باعث ہو اور جس سے نہ اپنے مذہب اور غیر مذہب والوں کو تکلیف [illegible] اور اپنے متبعین کو ہر قسم کے شر سے سختی کے ساتھ روک دیا ہے قولہ تعالے من قتل نفسا بغیر نفس فکانما قتل الناس جمیعا جس نے کسی انسان کو بلا وجہ قتل کر دیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا تمام انسانوں کی جانوں کی اس سے زیادہ کیا حفاظت ہو سکتی ہے ۔

جبر اور سختی سے کسی کو مذہب میں داخل کرنا حرام ہے

جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اسلام نے جبر و سختی سے کسی کو مذہب میں داخل کرنے سے کس قدر شد و مد کے ساتھ روکا ہے اور صرف عقلی دلائل اور روحانی اثرات دین کا غلبہ چاہا ہے چنانچہ فرمایا لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں کوئی سختی نہیں فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر یعنی ہم نے ہدایت اور گمراہی کی راہیں بتلا دیں اب چاہے کوئی ہدایت اختیار کرے یا [illegible] ولو شاء لہداکم اجمعین یعنی اگر اللہ چاہتا اور جبر کرتا تو سب کو ہدایت پر ہی پیدا کرتا ۔

نیز اس اعتراض کی تردید کا ایک زبردست ثبوت یہ ہے کہ اسلام نے ایسے شخص کا نام منافق رکھا ہے جو دل سے مسلمان نہ ہو اور زبان سے اسلام قبول کرے اس کی سزا جہنم کا سب سے نچلا طبقہ بتلائی ہے جبکہ اسلام زبانی اقرار کو منافقت بتلاتا ہے تو اپنے متبعین کو یہ کیسے حکم دے سکتا ہے کہ وہ کسی کو جبر و سختی سے اپنے مذہب میں داخل کرلیں کیونکہ جبر سے دل میں یقین کی کیفیت اور ہدایت [illegible] پیدا نہیں ہو سکتا [illegible] پیدا ہوتی ہے اگر معترض [illegible] مسلمانوں کی شمشیر [illegible] حکومت [illegible] وہاں مسلمانوں کی [illegible] چاہیے تھا حالانکہ جہاں کہیں اسلام کی حکومت نہیں [illegible] اسلام نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور وہاں مسلمان زیادہ ہیں غرض ثابت ہوا کہ جبر سے مسلمان بنانا [illegible] بات ہے اب تبلیغ کے طریقے سنیے۔

تبلیغ کے طریقے

اس بارہ میں قرآن نے دعوت اسلام کے جو طریقے بتلائے ہیں وہ یہ ہیں قولہ تعالے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن اس آیت مبارکہ میں بالترتیب دعوت الی الحق کے تین طریقوں کا ذکر ہے حکمت موعظہ حسنہ اور جدال مگر جدال کو بالتی ھی احسن کے ساتھ مقید کر دیا ہے یعنی یہ کہ اگر جدال یعنی جھگڑے کی نوبت آئے تو اچھے طریقے نرمی اور نہایت معقولیت سے کیا جائے یہ نہ ہو کہ تعصب و عناد کے جوش میں آپے سے باہر ہو جاؤ دوسروں کا مضحکہ اڑانے لگو مقابل کی تحقیر و تذلیل کرنے لگو اور [illegible] دیگر [illegible] کرنے لگو۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک دو طریقے یعنی حکمت اور موعظہ تو محمود و مطلوب ہیں مگر جدال ایسا نہیں [illegible] احسن کی قید کے ساتھ مقید ہے لہذا معلوم ہوا کہ اسلام کی طرز دعوت و ہدایت [illegible] ہے نہ کہ جدال غرض کہ ہر ایک طریقے سے معقولیت اور نرمی [illegible] کو مد نظر رکھا گیا ہے اور غیر مذہب والوں سے کتنے اچھے برتاؤ کی تعلیم دی ہے

دوسرے مذاہب والوں سے اسلام نے نفرت نہیں دلائی بلکہ محبت و تعلق کو بڑھایا ہے

جن جن باتوں سے غیر مذاہب والوں سے نفرت پیدا ہوتی تھی ان کی ہر صورت سے بیخ کنی اور سدباب کر دیا اور جن باتوں سے محبت و تعلق پیدا ہوتا ہے ان کی اپنے متبعین کو آزادی اور اجازت دیدی کیونکہ اسلام دنیا میں بھٹکے ہوؤں کو منانے اور جو خدا سے کٹ چکے ہیں ان کو خدا سے ملانے آیا ہے نہ کہ ان کو ضد دلانے اور خدا سے منقطع کرنے کے لئے [illegible] اپنی غلطی اور کج فہمی سے [illegible] مذہب [illegible] اور اس کے ماننے والا مکار اور دنیا پرست [illegible] اگرچہ حقیقت میں یہ کہنا صحیح ہی ہو [illegible] سنتے ہی اس کی [illegible] کو جھٹلانا اور اس دعوے کو ٹھکرانا شروع کرے گا اور کبھی بھی راہ راست پر [illegible] اس لئے اسلام نے [illegible] یہ [illegible] انسان [illegible] زمین سے [illegible] ایک [illegible]

(ب) مذاہب کے متعلق بتلایا کہ وہ سب اپنے اپنے وقت پر سچے تھے مگر ہر مذہب کے لانے والے کو جھٹلانے اور پرانے منسوخ مذہب پر ہی جمے رہنے سے الگ الگ مذہب بنتے گئے اور انسان نئے نئے فرقوں میں منقسم ہوتے رہے۔

(ج) مذاہب کے لانے والوں اور دیگر بزرگوں کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے بتلایا کہ ہر قوم ملک اور امت میں خدا کے رسول اور ہادی آتے رہے چنانچہ ارشاد ہے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی کوئی امت ایسی نہیں جس میں خدا کے فرستادہ نہ آئے ہوں نیز فرمایا ولکل قوم ھاد یعنی ہر قوم میں ہادی آتے رہے اس ضمن میں یہ بھی بتلادیا کہ ہم نے قرآن میں بہت سے نبیوں اور رسولوں کے نام بتلا دیئے ہیں اور بہت سوں کے نہیں بتلائے ہیں اب ہر مسلمان کا فرض ہوگیا کہ وہ ہر مذہب کے بانی کو جھٹلانے سے پرہیز کرے غالباً جس کی وہ تکذیب کر رہا ہے وہ خدا کا فرستادہ ہو اور اس کی شخصیت اور تعلیم کو اس کے گذرنے کے بعد بدل دیا گیا ہو نیز جملہ ہادیان مذاہب کا عزت و احترام محفوظ رکھنے کے علاوہ یہانتک اہتمام فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم یعنی تم کفار کے باطل معبودوں کو بھی برا مت کہو تاکہ اشتعال پیدا ہو اور وہ تمہارے سچے خدا کو برا نہ کہنے لگیں۔

(د) اسلام کو کوئی نیا مذہب نہیں ٹھیرایا تاکہ باہم کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو بلکہ بتلایا کہ اسلام نے تمام مذاہب کی خوبیاں جمع کرلی ہیں اور یہ دنیا بھر کے مذاہب کی خوبیوں اور اصولوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔

ہمدردی خلق

قومی حمایت اور ہمدردی کا جوش بالطبع ہر ایک مذہب کے لوگوں میں ہوتا ہے اور یہانتک کہ قوم کی حمایت اور ہمدردی کا جوش میں بعض اوقات دوسروں پر ظلم و زیادتی بھی کر بیٹھتے ہیں نا انصافی اور ہٹ دھرمی پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور گویا دوسرے لوگ انسان اور رحم و انصاف کا مستحق ہی نہیں سمجھتے مگر یہ کوئی خوبی کی بات نہیں قومی ہمدردی تو کتوں وغیرہ جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے اور انسان سے زیادہ اگر صرف اپنی ہی قوم کو رحم و انصاف اور ہمدردی کا مستحق ٹھیرایا جائے تو پھر حیوانوں اور انسانوں میں کیا فرق ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے بتلایا کہ محض اپنی ہی قوم سے ہمدردی کرنا کوئی قابل تعریف بات ہے اور نہ مذہبی زندگی کی خوبی نہیں بلکہ ہمدردی تمام بنی نوع انسان سے انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقع پر ہو قوم یا دوسروں کی کوئی تخصیص نہ مذہبی اخلاقی اور تمدنی زندگی ہے اور یہی خوبی کی بات ہے ارشاد ہے خدا تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی اپنی قوم کی ہمدردی اور اعانت فقط نیکی کے کاموں میں کرنی چاہیئے نہ کہ ظلم و زیادتی کے کاموں میں ان کی اعانت اور رعایت ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔

عام تعلیم کے رنگ میں فرمایا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی یعنی اے مسلمانوں اللہ پاک تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ عدل کرو یعنی بنی نوع انسان سے ہمدردی اور احسان کرو اور صرف یہی نہیں بلکہ تمہارے دل میں یہ خیال تک نہ آئے کہ تم نے کسی کے ساتھ احسان کیا ہے کبھی اپنا فرض ادا کرکے لوگوں پر احسان جتانے لگو بلکہ جو احسان محض خدا کی رضا مندی کے لئے کرو ہمدردی خلق کے متعلق کیسی جامع اور اعلیٰ تعلیم ہے۔

دشمنوں اور مخالفوں کیساتھ کیسے پیش آؤ

دشمن کی بدی کے مقابلہ میں بدی کرنا تو ایک عام بات ہے مگر اسلام نے دشمن کی بدی کے متعلق کیا ہی پر حکمت تعلیم دی ہے ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم دشمن کی بدی کا احسان کے ذریعہ ازالہ کرو جس کے نتیجہ میں تمہارا گہرا دشمن دوست بن جائے گا ایک اور جگہ ارشاد ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی اور بغض و عناد کہیں تم کو عدل و انصاف سے برگشتہ نہ کردے یاد رکھو عدل کرو کیونکہ عدل تقوی کے قریب ہے چونکہ بدلہ لینا یہ ایک فطری امر ہے اس لئے ہر ایک قسم کی طبیعتوں کے لوگوں کا لحاظ کرتے ہوئے فرمایا جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ ان کی بدی کا اتنا ہی بدلہ لینا جتنی تم پر کی گئی ہو نہ یہ کہ اگر کوئی تم سے سخت کلامی کرے تو تم تھپڑ مار دو یا کوئی ایک تھپڑ مارے تو تم اس کا گلا دبا دو اور یا کوئی تمہاری قوم کے ایک آدمی کے ساتھ بدسلوکی کرے تو تم اس کی ساری قوم سے بدسلوکی پر کمربستہ ہو جاؤ غرض دشمن سے بدلہ لینے میں بھی عدل و انصاف کو قائم رکھو اور اگر معاف کردینے سے کوئی اصلاح کی امید ہو اور مناسب سمجھو تو یہ کوئی ضروری نہیں کہ بہرحال انتقام ہی لو بلکہ معاف کردو اور اللہ تعالیٰ سے اجر پاؤ۔

اسلام تمام بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کی تعلیم دیتا ہے

ایک جگہ مومنوں کو ارشاد ہے ذریعہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتامی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو اور والدین رشتہ داروں یتامی مساکین پڑوسی رشتہ دار ہو یا اجنبی ساتھی مسافر اور غلام یا مملوک جانوروں تک کے ساتھ احسان کرو۔

اس آیت میں جن رشتہ داروں اور متعلقین کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے ان میں عمومیت ہے یعنی خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر و مشرک۔

جنگ کی حالت کے قوانین

یہ تمام احکامات تو صلح وامن کے ایام میں غیر مذاہب والوں کے ساتھ برتاؤ کے متعلق دیئے گئے ہیں اب حالت جنگ میں غیر مذاہب کے لوگوں کے لئے باوجود ان کی شدید مخالفت اور قتل و مقاتلہ کی ابتدا کرنے کے ایسے قوانین مقرر فرمائے ہیں کہ عقل حیران رہجاتی ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا صرف انہی لوگوں سے لڑائی کی اجازت ہے جنہوں نے تم سے لڑنے میں پہل کی ہو مگر پھر بھی حد سے نہ بڑھو اس آیت میں دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی ہے اور وہ بھی سیاسی شوکت وغلبہ اور ملکی اغراض کے لئے نہ ہو بلکہ صرف خدا کی رضا کے لئے ہو

اور ظلم و زیادتی بھی حد سے زیادہ نہ کی جائے۔

(ب) وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله تمہاری یہ جنگ اس وقت تک رہے جب تک کہ ملک سے فتنہ و فساد نہ مٹ جائے یعنی یا کسی قوم کے برباد کرنے کے لئے جنگ نہ کی جائے جب اس کی حالت پیدا ہو جائے آزادی ضمیر حاصل ہو جائے اور کسی قسم کا جبر نہ رہے تو بس ہتھیار رکھ دو۔

(ج) اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع یعنی تمہیں جنگ کی اجازت اسی وقت ہے جبکہ تمہارے دشمن مذہب کی خاطر تم پر ظلم توڑنے شروع کر دیں اگر ایسی حالت میں بھی تمہیں اجازت نہ ملے تو مسجدیں، معبد، گرجے اور غیر قوموں کے عبادت خانے جن میں خدا کی پوجا کی جاتی ہے لوگ تعصب و عناد کی وجہ سے گرا دیں۔

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت صرف تین حالتوں میں ہے اول یہ کہ ان کے دشمن ان پر حملہ آور ہوں اور وہ اس کی مدافعت میں جنگ کریں دوسرے جبکہ آزادی ضمیر خطرہ میں ہو اور فتنہ و فساد برپا ہو اور تیسرے جبکہ ہر قوم کے عبادت خانے خطرہ میں ہوں تو اس وقت مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غیر مذاہب کے معبدوں کی حفاظت میں تلوار اٹھائیں یعنی مسلمانوں کا صرف یہی فرض نہیں کہ وہ اپنے لئے ہی آزادی ضمیر حاصل کریں اور اپنے ہی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں بلکہ ان کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ دنیا سے فتنہ و فساد کو دور کریں۔ خود مذہبی آزادی حاصل کریں اور دوسروں کو دلا دیں اور دوسروں کے معبدوں کی بھی حفاظت کریں۔ اللہ اللہ اس سے بڑھکر رواداری، آزادی، صلح پسندی اور کیا ہو گی ایسی پاک و صاف اور اعلیٰ تعلیم پر بھی اگر کوئی عقل و بصیرت سے بے بہرہ شخص اعتراض کرے تو سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے تعصب اور اندھے پن پر ماتم کیا جائے۔

جنگ کے دوران میں بھی ایسے ایسے قوانین مقرر کئے جن میں مخلوق خدا کی ہر طرح حفاظت کی گئی ہے مثلاً فرمایا کہ بوڑھے بچے عورتیں اور مذہبی لوگ یعنی پادری اور گوشہ نشین نہ قتل کئے جائیں پبلک راستے محفوظ رہیں عبادتگاہیں نہ گرائی جائیں غیر دشمنوں کو نہ ستایا جائے اور پھلدار درخت نہ کاٹے جائیں ذمیوں کی جان و مال مذہبی مراسم اور عقائد کی حفاظت کی جائے اور ان کو ہر طرح کی آزادی دی جائے ان کو فوجی خدمت سے مستثنیٰ کیا جائے اور ان کے ساتھ کسی قسم کا ظلم اور ناانصافی نہ کی جائے نیز حکم دیا کہ اگر ایام جنگ میں بھی کوئی کافر تمہارے پاس دین حق کی تلاش میں آئے تو اسکو دین کی باتیں سکھلاؤ اور اپنی حفاظت میں اس کی جگہ پہنچاؤ نیز صلح پسندی کو یہانتک ملحوظ رکھا کہ اگر دشمن تمہارے کتنے ہی درپے آزار ہوں اور جنگ و جدل پر آمادہ ہوں مگر جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی ان سے صلح کر لو اور دل میں یہ اندیشہ نہ کرو کہ وہ تمہیں دھوکہ دیکر کوئی نقصان نہ پہنچائیں بلکہ اللہ پر بھروسہ رکھو اور توکل کرو یا ہر حال میں صلح کو مد نظر رکھو۔

اور جو غیر مذاہب والے مسلمانوں سے نہ لڑیں اور ان کو نقصان نہ پہنچائیں ان کی نسبت فرمایا لا ینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم وتقسطوا الیهم ان الله یحب المقسطین اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے مذہب کی بنا پر تم سے جنگ نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اور اللہ پاک انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے لہٰذا تم ایسے لوگوں سے ضرور احسان اور اچھا برتاؤ کرو۔

حضور کے غیر مذاہب والوں سے تعلقات

آپ چونکہ خدا کے سچے پیغمبر تھے اور دنیا کے لئے ایک کامل نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لئے آپ نے علمی و عملی دونوں رنگ میں اپنی امت کو وہ تعلیم دی جس کی اعلیٰ تاثیر نے انسانی قلوب کو مطیع و مسخر کر لیا آپ نے اپنی تمام عمر میں کسی ایک شخص کو بھی سختی سے مسلمان نہیں بنایا بلکہ اپنے جاں نثاروں کو ہمیشہ اس بات سے روکتے رہے ایک جنگ میں خالد ابن ولید نے ایک کافر کو اس حالت میں قتل کر دیا کہ وہ یہ کہتا رہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر آپ نے یہ کہکر کہ یہ مکر و دغا سے میرے ہاتھ سے چھوٹنا چاہتا ہے قتل کر ہی دیا جب اس واقعہ کی خبر حضور کو ہوئی تو حضرت خالد سے برہم ہو کر فرمایا هل شققت قلبه کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ مکر و دغا سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

آپ کو غیر مذاہب والوں سے اس قدر گہری ہمدردی تھی کہ دن رات ان کی خیر خواہی اور ایمان لانے کا غم کھائے جاتا تھا یہانتک کہ اللہ پاک کو آپ کی تسلی کرنی پڑی ارشاد فرمایا لعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین یعنی آپ کیوں کافروں کی ہمدردی اور خیر خواہی کے غم سے گھلے جاتے ہیں شاید اس غم میں آپ اپنی جان ہی ہلاک کر دیں گے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کو کس قدر کافروں سے محبت اور ہمدردی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے مکہ کی زندگی میں کافروں کے ہاتھوں انتہائی مظالم برداشت کئے مگر کبھی بھی ان کے حق میں بددعا نہیں کی اللہ اکبر کیا رحم و کرم تھا فتح مکہ کے روز جبکہ آپ کو ہر طرح کا اقتدار حاصل تھا اور آپ کے رعب و دبدبہ کے سامنے تمام دنیا کی طاقتیں سرنگوں تھیں ایسے موقع پر بھی آپ نے جبر سے کسی کو مسلمان نہیں بنایا اور نہ ہی ان دشمنوں سے کوئی انتقام لیا جنہوں نے آپ پر مصائب کے پہاڑ توڑے تھے اگر بدلہ لیا تو یہ کہ ان سے کہدیا کہ تم آزاد ہو جہاں چاہو چلے جاؤ۔ آپ کا غیر مذاہب والوں سے اتنا اچھا سلوک تھا کہ جب فتح مکہ کے بعد طائف والے آپ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئے تو کفار نے آپ کی امداد کی اور قرضہ کے طور پر سامان جنگ مہیا کیا جب آپ نے ہجرت کی تو اس وقت آپ کے پاس بہت سی امانتیں جمع تھیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کر کے تاکید کر دی کہ ان کو ان کے مالکوں کے پاس پہنچا دیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اپنے دشمن کافروں سے ایسا اچھا برتاؤ اور نیک سلوک تھا کہ وہ باوجود جانی دشمن ہونے کے بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس ہی رکھتے تھے کفار نے تین سال تک آپ کا بائیکاٹ کیا اور کھانا غلہ تک روک دیا اس سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو بھوک پیاس کی سخت تکلیف پہنچی مگر جب قحط پڑا اور دشمن تنگ ہو کر آپ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے دعا کی اور اس کی برکت سے قحط دور ہو گیا اسیران جنگ بدر کے ساتھ آپ نے جو حسن سلوک کیا اس کی نظیر آج اس مہذب دنیا میں بھی نہیں ملتی وہ اگرچہ ہر طرح قتل اور سزا کے مستحق تھے مگر آپ نے حکم دیا کہ ان کو آرام سے رکھا جائے ان کے ساتھ یہانتک سلوک ہوا کہ مسلمان خود کھجوروں پر گذارہ کرتے تھے اور ان کو کھانا کھلاتے تھے کیا دشمن کے مقابلہ پر ایسا

ایثار کوئی پیش کر سکتا ہے نہیں ہرگز یہ صرف رحمۃ للعالمین محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امتوں ہی سے مخصوص ہے ایک شخص خطیب سہیل کی بابت جو آپ کی ہجو کیا کرتا تھا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے دو دانت اکھڑوا دیجئے تاکہ یہ آپ کی مخالفت اور ہجو نہ کر سکے آپ نے فرمایا نہیں اگر میں اس کے اعضا بگاڑوں گا تو گو نبی ہوں مگر خدا کے انتقام کے خوف سے ڈرتا ہوں سبحان اللہ کیا عفو و درگزر اور لطف و کرم تھا قیدیوں میں ایک شخص ابو عزیز حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی تھے ان کا بیان ہے کہ میں جن انصار کے گھر قید تھا وہ صبح شام میرے لئے کھانا لاتے اور خود کھجوریں کھاتے مگر مجھے شرم آتی اور میں ان کو واپس دیدیتا مگر وہ کمال اصرار کے ساتھ مجھی کو واپس کر دیتے یہ سب نتیجہ تھا اس حکم کا جو حضور نے دیا تھا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے جن جن لوگوں کے پاس کپڑے نہ تھے آپ نے ان کو کپڑے دلوائے اور ہر طرح خاطر و مدارات کی یا آخر چند لوگوں سے فدیہ لیکر سب کو رہا کر دیا۔

آپ کو کفار کے مردوں کی توہین گوارا نہ تھی جنگ بدر کے بعد سب مردوں کو دفن کرا دیا اور آپ کا یہ دستور تھا کہ جب بے گور و کفن لاش دیکھتے اس کو دفن کروا دیا کرتے جنگ احد میں اگرچہ آپ لہو لہان ہو گئے تھے اور کفار کے ہاتھوں سخت اذیت برداشت کی تھی مگر ان کے حق میں بد دعا نہیں کی طائف والوں نے آپ کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا مگر ان کے حق میں بھی آپ نے بد دعا نہیں کی حضرت اسماء کی والدہ جو کافرہ تھیں اپنی لڑکی سے ملنے مدینہ میں آئیں تو انہوں نے حضور سے پوچھا کہ میری مشرک ماں آئی ہیں میں ان سے کیا سلوک کروں آپ نے فرمایا اس کے ساتھ نیکی کرو اور حسن سلوک سے پیش آؤ مدینہ کے یہودیوں نے آپ کی عداوت اور تکلیف میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی یہاں تک کہ ایک بہانہ سے بلا کر اوپر پتھر تک گرا دینے کی سازش کی مگر جب یہودیوں کا کوئی جنازہ گذرتا تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور آپ نے ہمیشہ ان سے حسن سلوک کیا ایک مرتبہ کچھ یہودی آپ کے پاس آئے اور بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہا یعنی تم پر موت آئے یہ سنکر حضرت عائشہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو خدا ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔

آپ نے کفار و مشرکین اور اہل کتاب یعنی ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کیا بہ تقاضائے انسانیت ان کی بدکلامیوں کو برداشت فرماتے اگر کسی صحابی کو ان کی بدکلامی اور ناجائز سلوک پر غصہ آتا تو آپ ان کو سمجھا کر ٹھنڈا کر دیتے مدینہ میں کفار بطور مہمان کے آتے تو آپ ان کی خاطر و مدارات میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے اور مسجد نبوی میں ٹھیراتے عرب میں ایلچیوں کی جانیں بھی محفوظ نہ تھیں آپ نے ان کی جانوں کو محفوظ کیا۔

یہودیوں اور عیسائیوں سے معاہدے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو سب سے پہلے آپ نے مسلمانوں اور یہودیوں کے تعلقات خوشگوار بنانے کی سعی فرمائی اور یہودیوں سے معاہدہ کیا اس کی منجملہ دیگر شرائط کے یہ دو شرطیں بھی تھیں یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

نجران کے عیسائیوں سے آپ نے جو معاہدہ کیا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ نہ ان کے گرجے گرائے اور نہ ان کے پادری نکالے جائینگے اور نہ ان کو ان کے مذہب سے برگشتہ کیا جائے گا۔

عبد اللہ بن عمر کے ہاں ایک بکری ذبح کی گئی جب وہ گھر آئے تو گھر والوں سے پوچھا کہ کیا تم نے ہمارے یہودی پڑوسی کو بھی تحفہ بھیجا ہے یا نہیں میں نے رسول خدا صلعم سے سنا ہے کہ جبرائیل مجھے پڑوسی کے حق میں اتنی وصیت کرتا ہے جس سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ شاید وہ اسے وارث ہی قرار دیدیگا اب اس میں کوئی تخصیص نہیں پڑوسی خواہ مسلمان ہو اور خواہ غیر مذہب والا سب ہی کے ساتھ یہ تاکیدی حکم متعلق ہے یہ ہے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عظیم الشان تعلیم جس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر عدالت شان اور تاثیر لئے ہوئے ہے یا حکم خلق و احسان کا مظہر اتم ہے اور ہر ہر لفظ اپنے اندر پریم و محبت کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے اور یہ ہے وہ پاک تعلیم جو مذہبی تمدنی اور سیاسی پہلو سے دنیا کو گہوارہ امن و سلامتی بنا سکتی ہے جب دنیا اس تعلیم کے سایہ میں نہ آئے گی کبھی امن و عافیت کی زندگی میسر نہیں ہو سکتی اگر غیر مذاہب کے لوگ اسلام اور بانی اسلام کی طرف غلط تعلیمات منسوب کر کے کذب و فریب سے کام لیکر طرح طرح کے اتہامات لگا کر اور تعصب و عناد کے مظاہرے کر کے مسلمانوں کے اشتعال کا موجب نہ بنیں تو آج بھی ہندوستان کے باشندے باہم شیر و شکر ہو سکتے ہیں اور ہندوستان کی سیاسی گتھی فوراً سلجھ سکتی ہے۔

مسلمان اس مضمون کو غور سے پڑھیں آج جو مسلمان اپنی تمدنی و سیاسی زندگی میں پست ہیں غلامانہ مظاہرے کر رہے ہیں اور ذرا ذرا سی باتوں پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بہت دور جا پڑے ہیں اور ان کی تمدنی و سیاسی زندگی اسلامی رنگ میں رنگی ہوئی نہیں مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا وہ تمدن و سیاست کے اس معیار پر ہیں جہاں اسلام ان کو پہنچانا چاہتا ہے کیا ان کے اندر خلق و مروت لطف و کرم صلح و امن اور ہمدردی نوع انسانی کے وہی جوہر نہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے اور کیا ان کے تعلقات بھی غیر قوموں سے ایسے ہی ہیں جیسے حضور کے تھے اگر نہیں تو ان کو اپنی تمام اسلامی زندگی پر ماتم کرنا چاہیئے اور آئندہ کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنی حالت کو سدھارنا چاہیئے اگر وہ بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں ان کے تعلقات بھی غیر قوموں سے کشیدہ ہوں وہ بھی فتنہ و فساد میں حصہ لیتے رہیں اور وہ بھی دل سے نفرت و حقارت کرتے رہیں تو ان میں اور غیر قوموں میں اخلاقی حیثیت سے کیا فرق ہوگا اور وہ کیسے اس خدائی مشن کو کامیاب بنا سکیں گے جس کی ادائیگی ان پر فرض ہے ان کو اپنا فرض پہچاننا چاہیئے ان کو دنیا سے فتنہ و فساد دور کرنا ہے بغض و عناد کی آگ کو گلزار کرنا ہے نفرت و حقارت کے جذبات کو مٹانا ہے اور دنیا کو اپنی تمدنی اخلاقی اور سیاسی زندگی پیش کر کے ان کو اسلام کے دروازہ تک لانا ہے لہذا ان کا خیر الامم ہونا اور مذکورہ بالا مقاصد میں کامیاب ہونا اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں غیر مذاہب والوں سے اپنے تعلقات مستحکم کر لیں ورنہ وہ دنیا کو اسلام میں لانے کے بجائے نفرت دلانے اور دور ہونے کا باعث بنیں گے اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ اور عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین

(باقی)

اسلام کہاں ہے

(از جناب مولانا محمد شمس بلگرامی)

یہ وہ صدائے بے اختیار ہے جو کبھی کبھی ان کی زبانوں سے نکل جاتی ہے جنھوں نے اسلام کا مطالعہ صفحات تاریخ میں نہیں بلکہ کتاب آسمانی میں کیا ہے کیونکہ فی زمانتا "مسلمان" کا "حیوان ناطق" تو نظر آجاتے ہیں مگران پر اسلام تو اسلام "انسانیت" کا بھی اطلاق نہیں ہوتا ان حالات میں خیالات کی سراسیمگی اور سرادھر بھٹکاتی ہے تو حجاز کے ریگستانوں عراق کے مرغزاروں ایران کے سبزہ زاروں کربلا کے خونی میدانوں اندلس کے کھنڈروں افریقہ کے صحراؤں مصر کے دریاؤں افغانستان کے پہاڑوں اور ہندوستان کے خانقاہوں میں سرٹکراتا ہوا پاتے ہیں یورپ و امریکہ کی تثلیث پرست گلیوں میں چکر لگاتا ہوا پاتے ہیں اور حبش و جاپان میں بود و باش کے نام ہواؤں کے رحم و کرم پر سانس لیتا ہوا پاتے ہیں۔

اسلام اور سر چھپائے اسلام، تثلیث پرست گلیوں میں پکڑا گیا ہے اسلام اور رحم و کرم پر سانس لے کس کی علت پر یا منت کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ جیتے جاگتے اس کا استعداد زمانہ نے غیر جنس صحبتوں نے آمنہ کے اکلوتے کی خدائی تعلیم کو دماغوں سے مکدر کیا پیغام آلہی کو خوبصورت جزدانوں میں دفن کر دیا۔ تو ملیت حنیفیت تو ہم پرستی کو دیکھ کر ان پر عمل کرنے لگے جو انسانی دماغ کی تسکین سے ادنیٰ کی قوت مسلہ دنیا کی زندگی کا عمل ہے اگر نوری ذہن کا استعمال نہ ہو سکے تو سن لیجئے کہ جو توحید کے نعرے لگانے والے تھے وہ مٹی کے ڈھیر میں اکسیر کی تلاش کرنے لگے جو سنت پیغمبری پر چلنے والے تھے ان کو طبلے کی تھاپوں میں غیبی آواز سنائی دینے لگیں جن کو تربت کو صنم بنانے کی ممانعت کی گئی تھی وہ انگاشائر کے "تانے بانے" میں حسین کی غیر فانی قربانی کا سوگوار ماتم کرنے لگے جو صرف ایک خدا کے پجاری تھے وہ مادی چیزوں کے پرستار ہو گئے جن کے خدائی عقائد متکلمین عقلیات کی کسوٹی پر کستے تھے ان کی زندگیاں توہمات کا مجموعہ بن گئیں۔

تعجب اس لئے ہے کہ جس کی عالم کائنات میں ۲۴ کروڑ کی ہیئت لگی ہو جو بنی نوع انسان پر شفقت کرنے کے لئے خلق ہوئی ہو اور جس کے پیش نظر عہد اولین کا نمونہ ہو وہ غیروں کے سامنے اس طرح سے اپنی اسلامی زندگی کو پیش کر رہی ہو اس کا مفلس حافظہ یہ یاد کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا کہ غار حرا کے عبادت گزار نے جب دنیا سے آب و گل کو خدا حافظ کہا تھا تو اس نے اپنی مختصر سی کامل اور قابل تقلید نتیجہ خیز کائنات پرہمیشہ کے مطالعہ کے لئے چھوڑ دیا تھا جس سے گو سالہ پرست حیران تھے اور تثلیث پرست ششدر یہ وہ سالک کامیابی عبارت تھی مصیبتوں سے کھیلنے اور شکر کے بدلے نیز گر پڑنے کی موہوم کیفیت سے لطف اٹھانے اور اپنے مقصد و حید کو نہ بھولنے کی اپنی ذات کو اسلام کا عملی جامہ پہنانے اور تخیل سے دماغ کو خالی رکھنے کی کیونکہ اسلام نام ہے حق و باطل میں تمیز کرنے کا اسلام نام ہے مساوات و رواداری کا اسلام نام ہے حقیقت پرست زندگی کا اسلام نام ہے عزم کی پابندی و استقلال کی پامردی

اور صبر و تحمل کے پرسکون حربے کا۔

عہد اولین کے موحدوں نے چونکہ اسلام کی قرآنی تعلیم پائی تھی رحمت ترجمان کی خدائی زبان سے صحیح تلقین سنی تھی اس لئے وہ مرتے دم تک نہ صرف موحد ہی رہے اور صرف اسی ایک خدا کی عبادت کرتے رہے جس نے اولین انسان کو جنت حقیقی سے جنت ارضی پر پھینکا تھا مگر دنیائے اسلام کی بدنصیبی کا وہ پہلا دن ہے جب "ردت اسلام" پر دلدل کر جاتی ہے اسی وقت بلاکسی وقفہ کے جو پہلی ضرب اسلام پر پڑتی ہے وہ تفرقہ کی صورت میں رونما ہوتی ہے اور جو تدریجی طور پر اسلام کے ۷۲ ٹکڑے مختلف کیفیوں اور مختلف ناموں سے کرڈالتی ہے نئے مذہب دماغوں کی کامیاب پیداوار ہو جاتے ہیں اور اس شجر اسلام میں نئی نئی شاخیں نکالی جاتی ہیں جس نے اپنی صرف ایک شاخ سے اپنی ارتقاء و سرسبزی کی ضمانت کی تھی۔

مسلمانان سلف اس پر بجا طور سے فخر کرتے تھے کہ ہم صرف موحد ہیں مگر خلف کے دماغی افکار آخر رنگ لائے اور کوئی سنی مسلمان ہو گیا اور کوئی شیعہ کوئی نجد کے مجنونانہ میدان میں لیلے کو پکارنے لگا اور کوئی ہند میں "قالو بلا" کی گلی میں رقص کرنے لگا اس پر کسی نے غور نہ کیا کہ "امین حجاز" کا خدائی پیغام بلا شرکت غیرے تھا اس میں جدید ابواب و حواشی کا اضافہ چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق تھا کیونکہ "پیغمبر" نے نماز پڑھی اور مقتدیوں کو رکوع و سجود اور قیام و قعود سب دکھلا دیے مگر آنکھیں بند ہونے ہی اجتہاد کی کارفرمائی ہوئی انسانی دماغ کی خستگی نے آخر وہاں چار مصلے بچھا کر چھوڑے جہاں صرف ایک ہی مصلے "سر تسلیم" خم کرنے کے لئے بچھایا گیا تھا اور اس پر یہ بوالعجبی کہ ہر صاحب مصلے بزعم خود اس پر نازاں بھی ہے کہ ہمارا اجتہاد اسلامی قانون کا اجتہاد ہے زمانہ کی ترقی پسند رفتار چار پر بھی قناعت نہ کرسکی قادیانیوں نے اپنا پنجابی مصلے بچھا دیا اور مہدیوں نے اپنا جونپوری مصلے بچھا کر "شش جہت" پیدا ہی کر دی اور ابھی کیا معلوم کہ آیندہ دماغی اجتہادات کتنوں کا اضافہ کرتے رہیں گے۔

ہر انسان اس کا تو مدعی ہے کہ وہ صراط مستقیم کا جویا ہے مگر روز ازل سے انسانی طبائع کے اختلاف نے مسلم ہو یا غیر مسلم سب کو صراط مستقیم سے ہٹتا پایا ہے اس پر دماغی ضلالت کی مستقل مہر نے اور گمراہ کر دیا انھیں گمراہوں کو دور کرنے کے لئے ہر زمانہ نے ہادیوں کا خیر مقدم کیا ہے جنہوں نے اپنی مخلصانہ کوششوں کے نتائج بھی چھوڑے مگر نتائج کی بھی عمریں ہوا کرتی ہیں جو اپنی منزل تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں اگر حضرت ابراہیم کی تعلیم برقرار رہتی تو حضرت اسمعیل "دین حنیف" کی تجدید کیوں کرتے اگر حضرت موسیٰ پیدا نہ ہوتے تو فرعون کا بیڑا کون غرق کرتا اگر حضرت عیسیٰ مصلوب نہ ہوتے تو عیسائی لقمۂ نصرت۔ تو عیسائی تثلیث پرست کیوں ہوتے اگر جناب رسالت مآب کو تبلیغ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا اور اذیتوں کے برداشت کی قوت نہ ہوتی تو توحید کے

میدان میں ایک لاکھ مجاہد فوج کیونکر نظر آتی اگر حسین نے حق کے لئے جان نہ دی ہوتی تو یزید کی باطل پرستی کی قلعی دنیا پر کیونکر کھلتی۔ دنیا میں یہ سلسلہ اس لئے باقی رکھا گیا کہ عیش پسند انسان کے حافظہ سے وہ سبق محو نہ ہونے پائے جس کو سنگدیپ کے چٹیل میدان میں ابوالبشر نے اپنی سریانی زبان میں پڑھا تھا اور جس کی تجدید وقتاً فوقتاً خدا کی طرف سے کی جاتی رہی اور آخر کار قرآن نے تکمیل انسانیت کو معراج پر پہنچا دیا۔ باوجود اس جاننے کے کہ اسلام مختلف عقائد اور احکام کے مجموعہ کا نام نہیں ہے بلکہ ایک ہی عقیدہ کی تصریح اور ایک ہی حکم کی تشریح و تفصیل ہے مگر دور اولین کے بدلتے ہی عقیدہ کی جگہ عقائد نے لیں اور حکم کی جگہ احکام نے۔ جب ایک عقیدہ اور ایک حکم دماغوں میں محفوظ نہ رہ سکا تو عقائد و احکام کو دور ایام کی آب و ہوا کیونکر یاد رکھ سکتی تھی۔ عہد رسالت کا وہ واقعہ یاد ہوگا جب ایک غیر مسلم حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ اگر اسلام کی تعلیم صرف ایک لفظ میں دیجاتی ہے تو گروہ اسلام میں شرکت کے لئے تیار ہوں کیونکہ وہ بیشمار احکام جو اسلام کے تعلیمات کے ابتدائی درسیات ہیں میں یاد نہیں رکھ سکتا ارشاد ہوتا ہے کہ صرف جھوٹ سے احتراز کرو۔ علمائے اسلام غور فرمائیں کہ "امین عرب" نے صرف ایک لفظ میں تمام اسلامی تعلیم کو بھر دیا اور اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ "راستی" ہی انسانیت کے چہرہ کا وہ غازہ ہے جو انسانیت کے حسن کو غیر فانی بنا سکتا ہو کیا عہد حاضر کے مسلمان اپنی پنجوقتہ عبادتوں کے ساتھ راستی کو بھی ایمان کا جزو اولین سمجھتے ہیں؟ اور اس پر سختی سے کاربند ہیں؟ اسی ایک لفظ کے احترام سے ہم مسلم کہلا سکتے ہیں اور انسانیت کے دستار کو باقی رکھ سکتے ہیں کیونکہ "راستی" ہی اسلام کی وہ "روح" ہے جس سے تمام دوسری عبادتوں کا ڈانڈا ملا ہوا ہے۔ دور متاخرین دور اولین کے دماغی کارناموں کے یاد رکھنے کا تو دعویٰ کرتا ہے اور اس کا دماغ دور اولین کے دماغی افکار کا حامل ہی ہے مگر یہ کوئی سمجھانے کیلئے اپنی موقع نہیں دیتا کہ اسلامی عقائد و احکام میں یہ تفرقہ اندازیاں حقیقت کے موجود ہوتے ہوئے رسم و رواج کی یہ پابندیاں اور سعد و نحس میں کاہنوں کی یہ وہم پرستیاں کیا قرآنی تعلیم کے مخالف و مغائر نہیں ہیں اسی لئے "مکمل ترین انسان" نے اپنی زندگی کو عملی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا اور اپنے عادات و اطوار حرکات و سکنات اور وعظ و پند سے سب کچھ ذہن نشین کرا دیا تھا

مگر گم گشتگان توحید کی قسمت میں یہ کہاں تھا کہ وہ ان قیمتی ذرات کو حافظہ میں جمع رکھ سکتا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم انسان نے اپنے انھیں کرتوتوں کے بدولت اپنے ہاتھوں سے اپنی قبریں خود بنالیں کیا یاد نہیں رہا کہ "محمد عربی" نے صرف ایک عبادتگاہ کی بنیاد اس لئے ڈالی تھی تاکہ وہ اس ایک مقام کے اسلام کا مرکز بن سکے اور کلمہ گو اسی ایک مرکز پر جمع ہو کر اپنے معبود واحد کی عبادت بھی کر سکیں اور آپس میں تبادلہ خیالات کر کے اپنے گروہ کی زندگی سے جی ہو سکیں مگر افسوس کہ ناقص دماغوں کی پیداوار نے نچلا بیٹھنے نہ دیا جس کے نتائج یہ برآمد ہوئے کہ ہر قریہ میں سنیوں کی مسجدیں الگ بن گئیں اور "الصلوۃ خیر من النوم" کی پکار ہونے لگی اور شیعوں کی مسجدوں میں "بلا فصل" کے نعرے دائمی جھگڑے کا باعث بن گئے۔ غیر قومیں یہ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں اور اس کے ساتھ یہ بھی محسوس کرنے لگیں تھیں کہ جہاں ایک کمبل ہر موسم کے سرد و گرم کو پناہ دے سکتا تھا وہاں زربفت و کمخواب سے "عیب پوشی" کی جانے لگی جہاں خشک کھجوروں سے پیٹ کی بھینی کو دور کر لیا جاتا تھا وہاں کے دستر خوانوں پر "من و سلوے" کے خوان اترنے لگے جہاں کھجوروں کے پتے تمازت آفتاب کو روک سکتے تھے وہاں فلک فرسا قصر و ایوان تعمیر ہونے لگے جو "خلق عظیم" سے مخاطب کیا گیا تھا اس کے نام لیوا بد اخلاقی کے پیکر بن گئے جس کو رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا کیا گیا تھا اس کے پیرو "زحمت عالمین" بن گئے جو فرائض اسلام کے ساتھ خلق خدا کی خدمت کو اولین عبادت سمجھتا تھا اس کے مقتدیوں نے صرف رکوع و سجود میں جنت کو اپنی عبادت کا معاوضہ سمجھ لیا حالانکہ جنت عبارت ہے عیش و راحت سے جسکو ہر انسان صرف اپنے اتقا سے حاصل کر سکتا ہے

جہاں کو ان معصیتوں میں مبتلا کرنے والے تو وہ ہوتے ہیں جو حافظ کے شاعرانہ الہامات پر سر دھنتے ہیں اور انہیں ایسے غذائے سخن کے مرغیوں کی داد روزمرہ کر دیتے ہیں اور اسی کو عین اسلام سمجھتے ہیں مگر جن کی عقلیں زمانہ جدید کی تربیت یافتہ ہیں اور جن کے دماغ نئی روشنی کی چمک اور جدید طرز تمدن کی شعاعوں سے خیرہ ہیں ان کی اصلاح کس طرح کی جائے جبھی تو آجکل کے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ مسلمان کہتے ہیں کہ

"اسلام کہاں ہے"

ساوتری

یہ ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین فسانہ ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک اچھا بھلا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کر کے اور باوجودیکہ تپے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور ہمعصر معارف اعظم گڈھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس افسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور ایک بڑی تعداد ناواقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴؍ فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی۔ صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیے۔

ایک جلد کے خریدار کے لئے قیمت ۸؍ محصول ۵؍

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

سکھ مذہب

(از جناب مولانا مولوی عبدالمسلم صاحب)

ہمارے یہاں ایک مضبوط اور زبردست مذہب سکھوں کا موجود ہے مگر اس مذہب کے حالات اور اس کی تاریخ سے ہم بہت کم واقف ہیں حالانکہ ہمیں اپنے ان پڑوسیوں کی اصلی حالت سے واقف رہنے کی ضرورت ہے باہمی تعصب اور مباینت و مغائرت کے دور کرنے کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ باہم ایک دوسرے کے حالات و خیالات سے واقفیت حاصل کی جائے اگرچہ اصل صحیح حالات کا پتہ لگانے میں بڑی دشواریوں سے سابقہ پڑا کرتا ہے ہمارے سامنے وہ حالات موجود ہیں جو انسائکلوپیڈیا برٹانکا اور دیگر انگریزی کتابوں میں موجود ہیں مگر افسوس کہ وہ پولیٹکل مقاصد سے بہت کچھ رنگے گئے ہیں اور ان میں مسلمانوں سے سخت عناد و تعصب دکھانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم انھیں سے فائدہ اٹھاکر ہم لکھنا شروع کرتے ہیں۔

لاہور کے قریب شہر تلونڈی میں ۸۷۵ھ میں جبکہ سلطان بہلول لودی کا عہد تھا ایک غلہ کی تجارت کرنے والے کھتری کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا اور نانک اس کا نام رکھا گیا اس نے علم و فضل میں ترقی کی بڑے بڑے مرتاض فقیروں اور درویشوں کی خدمت میں حاضر ہوکر اسرار وحدت حاصل کئے ایک مقتدائے زمانہ بزرگ سید حسین کے حلقۂ ارادت میں بیٹھکر ریاضت و انقا اور روحانی کمالات کے سبق لئے اور کبیر داس کے فلسفہ روحانی کا معتقد رہا۔ ان کوششوں نے چندہی روز میں اس مدرسہ روحانی کے جید طالبعلم کو ریاضتوں اور نفس کشی کی برکت سے ایک ولی کامل بنادیا۔

اس کے سامنے ہندوستان میں دو بڑے مذہب تھے ایک ہندو اور دوسرا اسلام معاشرت کے لحاظ سے اگرچہ دونوں میں اختلاف تھا مگر خدا پرستی و اخلاق میں دونوں متحد تھے خصوصًا مسلمان اولیاء اتقیا نے تصوف کو اختیار کرکے ہندو مسلمانوں کا فلسفہ روحانی ایک کردیا تھا اس چیز نے گرونانک کو آمادہ کیا کہ دونوں مذہبوں کے مابہ مشترک کو منتخب کرکے رسوم و جزئی اختلافات سے الگ کرلے اور خدا پرستی کے مسلمہ فریقین عقیدے کو اصل ایمان قرار دیکر اسی کی تبلیغ و تلقین شروع کرے اور دیگر رسول اور معاشرتی اختلافات کو نکال ڈالے۔

بلکہ اسی زمانہ کے قریب یورپ میں یہی خیال لوتھر کے دل میں پیدا ہوا اس کے سامنے مسیحیت اور اسلام تھے چنانچہ اسلامی تعلیموں سے فائدہ اٹھاکر اس نے تصویر پرستی صلیب پرستی اور طرح طرح کی ضعیف الاعتقادیوں کے مٹانے میں دین عیسوی کی اصلاح کی۔ پوپ کی عام مرجعیت کو مٹایا اور اسلامی عقائد مسیحیت میں داخل کئے۔

گرونانک بھی اسی طرح ہندو مذہب کی اصلاح عقائد اسلامیہ کو اختیار کرکے کی چنانچہ صاف کہدیا کہ بت پرستی شرک ہے اور عبادت صرف خدائے واحد ذوالجلال کے لئے مخصوص ہے پھر کہا جن مورتوں کی پوجا کی جاتی ہے چونکہ مسلم الثبوت عقیدۂ وحدت وجود کی بنا پر وہ محض موہوم ہستیاں ہیں اور کوئی حقیقت و اصلیت نہیں رکھتیں لہذا ان کی عبادت کوئی چیز نہیں الغرض ہندو مسلمان درحقیقت ایک ہی ذات بے ہمتا کی عبادت کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ گرونانک نے بت پرستی کا استیصال کیا اوتاروں کے ماننے سے انکار کیا اسلامی اخوت و یکسانی کو پیش نظر رکھ کے ہندوؤں میں سے ذاتوں نسلوں اور پیشوں کی تفریق مٹادی اور سب لوگوں کو بھائی بھائی بنادیا سکھوں کی مقدس کتاب "گرنتھ صاحب" میں یہ اصول دین بنائے گئے ہیں بت پرستی ریاکاری ذاتوں کی تفریق بیوؤں کا ستی ہونا پردہ شراب خواری نشہ بازی تمباکو پینا دختر کشی اور ندیوں یا تالابوں میں عبادت کے طور پر جاکے اشنان کرنا سب ناجائز ہیں۔ احکام دین یہ تھے کہ فرمان بردار رہو ہر مہربانی کے شکر گزار ہو انصاف غیر جنبہ داری سچائی دیانتداری کی پابندی کرو اور تمام اخلاقی خوبیوں کو اختیار کرو یہ تمام وہ تعلیمیں ہیں جو قرآن و حدیث کی رو سے ہر مسلمان کے ذمہ واجب کی گئی ہیں۔

عبادت میں اس نئے مذہب نے جسمانی رسموں اور طریقوں میں مدد لینا اور صندل وغیرہ خوشبوؤں سے کام لینے کو منع کیا اور بتایا کہ پرستش محض ایک روحانی عمل ہے جسمانی چیزوں اور حرکتوں کو اس میں دخل نہیں فقط دل سے عبادت کرنا چاہیئے یہ وہ امور ہیں جن میں ایک حد تک مسلمانوں کے نماز روزے سے بھی بے پروائی اور علیحدگی کی گئی ہے پیر پرستی ہندو مسلمانوں دونوں میں تھی اگرچہ اصول اسلام اس سے انکار کرتے ہیں مگر رواج کے لحاظ سے انہوں نے مسلمانوں کو بھی پیر پرست تصور کیا چنانچہ اس سے انکار کرنے اور اس کے مٹانے میں اپنے نزدیک اس نے دونوں کی مخالفت کی۔

اس دین کی تعلیم کے لئے گرونانک نے سفر اختیار کیا اور کسی مقام پر ایک دفعہ بانی دولت مغلیہ ہندوستان سلطان بابر کے دربار میں باریاب ہوئے اور اس کے سامنے اپنے اصول و عقائد کو ایسی فصاحت و خوبی سے اور ایسے مدلل طریقے سے بیان کیا کہ بابر بادشاہ پر اس کا بڑا اثر پڑا۔

۹۴۶ھ ہجری میں جالندہر کے پاس کرتارپور میں مریدوں کا ایک بڑا بھاری گروہ چھوڑ کے جس میں ہندو مسلمان دونوں تھے انھوں نے ستر برس کی عمر میں سفر آخرت کیا مگر ساری زندگی ایسی سلامت روی اور بے تعصبی سے بسر کی تھی کہ اُن کے پیرو چاہے کسی مذہب کے پابند ہوں اسے اپنے ہی مذہب ... ... کا ایک بزرگ اور ولی تصور کرتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ ان کے مرنے پر ہندو مرید انھیں اپنے طور پر جلانا چاہتے تھے اور مسلمان مرید نماز جنازہ پڑھکے دفن کرنے کے در پے تھے اور اس وقت تک مشتبہ ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین کس طریقہ پر ہوئی ان کا اصل مسلک یہ تھا "با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام" آخر انجام بھی وہ ہوا جو اس شعر سے ظاہر ہے ؎

چناں با نیک بدعرفی بسرکن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند

گرونانک جی اپنے پیروؤں کو سکھ کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے اس لئے کہ سکھ کے لغوی معنے متعلم یا طالبعلم کے ہیں چنانچہ یہی نام ان کے مذہب کا قرار پاگیا۔

گرونانک کے بعد ان کا نامور اور مرتاض شاگرد انگاد ان کی گدی پر بیٹھے یہ بھی

ذات کے کھتری تھے اور ان کی نسبت ایک خاص روایت مشہور ہے جس سے اس اصول کی تصدیق و تائید ہوتی ہے کہ؎

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید — کہ سالک بیخبر نہ بود ز راہ رسم منزلہا

وہ روایت یہ ہے کہ گرو نانک اپنے تمام مریدوں اور پیرووں کے ساتھ سفر کر رہے تھے راستے میں دیکھا کہ کفن میں لپٹی ہوئی ایک لاش پڑی ہے بابا جی نے کہا "اگر تم سب مجھ پر سچا عقیدہ رکھتے ہو تو اس کو کھاؤ" سب ہچکچائے اور کسی کو جرأت نہ ہوئی مگر انگاد بلا تامل اور بغیر کسی پس و پیش کے کھانے کے لئے لاش پر جھکا۔ مگر جب کفن ہٹایا تو نظر آیا کہ لاش نہیں بلکہ نہایت ہی لطیف و پاکیزہ غذا کا ایک طباق رکھا ہوا ہے۔ گرو نانک نے فوراً انگاد کو اٹھا کے گلے سے لگا لیا اور کہا "تو میرا سا ہے اور تجھ میں میری روح ظاہر ہوگی"۔ اسی بنا پر سکھ تناسخ کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ ان میں عام ہو گیا کہ ہر بعد والے گرو کے پیکر جسمانی میں خود نانک ہی نمایاں ہوا کرتے ہیں۔

انگاد نے اپنے زمانہ میں یہ کیا کہ گرو نانک کے حالات قلمبند کئے اُن کے ملفوظات فراہم کئے کچھ اپنے زمانے کے حالات بھی لکھے اور اسی مجموعہ کا نام "گرنتھ" قرار پایا۔ گرو انگاد ۹۰۵ یا ۹۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۹۶۵ھ میں وفات پائی۔

ان کا جانشین ان کا چیلا گرو امر داس ہوا۔ امر داس نے اپنے زمانہ میں ذات کی تفریقوں کے مٹانے میں نہایت اہتمام کیا تمام پیرووں اور مریدوں کو جو اسی مذہب اور کسی ذات کے ہوں ایک صف میں ساتھ بٹھا کے کھانا کھلا اور کہا کوئی شخص ذات اور نسب پر فخر نہ کرے اس تفریق سے غرور و نخوت اور دوسروں کی تحقیر و توہین ہوتی ہے چنانچہ بہت سے گناہ اس تفریق کا نتیجہ ہیں یاد رکھو کہ جو برہما (خدا) کو جانے وہی برہمن ہے چاروں ذاتیں برہما سے نکلی ہیں اور سب ایک ہی مٹی سے بنی ہیں کمہار نے اصلیت ایک ہی رکھی اگرچہ صورتیں بدل دی ہیں۔ اس زمانہ میں سکھوں کا دستور یہ تھا کوئی تم سے بدسلوکی کرے تو برداشت کرو اگر اس حملہ کو تین بار برداشت کروگے تو خدا تمہاری طرف سے لڑے گا اور دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔

ہوائیں کے ستی ہونے سے بھی ان گرو جی نے سخت نفرت ظاہر کی اور کہا "لاش کے ساتھ جلنے والیاں ستی نہیں ہیں ستی وہ ہیں جو شوہر کے فراق کے صدمے سے خود ہی مر جائیں اور وہ بھی ستی ہی ہیں جو فیاضی اور اطمینان قلب کی زندگی بسر کریں دوسروں کی خدمت کریں اور جب سو کے اٹھیں شوہر کو یاد کر لیں۔

گرو امر داس ۸۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۹۸۲ھ میں دنیا سے رخصت ہو گئے ان کی گدی پر ان کا چیلا "جیٹھا" بیٹھا اور گرو رام داس کے نام سے مشہور ہوا اس نے اپنے گرو امر داس کی بڑی خدمت کی تھی۔ ان کے سارے کام یہی کرتا اور رات دن خدمت میں مصروف رہتا اس کے ساتھ تحمل و برداشت کی یہ شان تھی کہ چاہے کوئی کیسی ہی سخت بات کہے وہ خندہ پیشانی سے سنتا اور برداشت کرتا یہی خوبیاں اور جوہر دیکھ کر امر داس نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دی اور اسے اپنا خاص چیلا اور جانشین قرار دیا۔

سکھوں کے انھیں چوتھے گرو رام داس نے امرتسر کا مندر تعمیر کیا جو آج تک سکھوں کی عبادت کا مرکز ہے گرو رام داس کے تین بیٹے تھے بڑے پرتھی چند میں سرکشی و نافرمانی اور دنیوی شوکت و شان کا مادہ تھا لہٰذا رام داس نے اس کو ناپسند کیا منجھلے کو بھی ریاضت و نفس کشی کی طرف مائل نہ پایا لہٰذا سب چھوٹے بیٹے ارجن کو اپنا جانشین مقرر کیا اس لئے کہ اس میں وہ صفتیں موجود تھیں جن کی ایک دینی مقتدا کے لئے ضرورت ہے اور ۹۸۸ھ میں باپ کی گدی پر سر پر جب بیٹھنا چاہتے تھے ارجن نے فوراً پگڑی اتار کے حوالہ کر دی اور کہا "لیجئے" مگر قوم اور پیروان دین سکھ کیسے مان سکتے تھے سب ارجن ہی کے مطیع و منقاد رہے اور پرتھی چند کی طرف کسی نے رخ نہ کیا اور انجام یہ ہوا کہ سارے سکھوں نے برہم ہو کر پرتھی چند سے پگڑی چھین لی اور خوشامد و درآمد کر کے پھر ارجن کے سر پر باندھی۔

ارجن نہایت قابل اور ذی علم گرو تھا گرنتھ کو دراصل اسی نے مکمل کیا اور اس مقدس کتاب کے ذریعہ سے سکھوں کے عقائد قلمبند ہو گئے تو ہندوؤں میں سخت شورش پیدا ہوئی کہ ان گروؤں نے نیا مذہب ایجاد کیا ہے جو ہماری بت پرستی کی توہین کرتے ہماری قدیم رسموں ہیوہ کے ستی ہونے اور برہمنوں کی عزت و حرمت کو مٹاتے ہیں یہ زمانہ شہنشاہ اکبر کا تھا ہندوؤں کی شورش یہاں تک بڑھی کہ گرو ارجن کو گرفتار کر کے اس کے دربار میں لائے اور چاہا کہ تازہ بدعت ایجاد کرنے کے جرم میں اسے سخت سزا دی جائے اکبر نے سب واقعات سن کر اور سکھوں کو ایک بے ضرر و بے آزار قوم پا کے ان کے گرو کو چھوڑ دیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہی نا تعصبی جس نے غالباً اکبر کے دل میں خود ایک بانی مذہب بننے کا شوق پیدا کر دیا بغیر اس کے اکبر کے ایسے بے پڑھے جاہل شخص کو ہرگز ایسی بات نہ سوجھ سکتی تھی۔

اس وقت تک سکھ مذہب ایک محض دینی و اخلاقی مصلح کی حیثیت سے خاموشی کے ساتھ نشو و نما پا تا رہا تھا اب گروہ کے بڑھنے اور دولت و ثروت پیدا ہو جانے کے باعث سکھوں کے پیشواؤں نے بادشاہزادوں اور حکمرانوں سے تعلقات بڑھائے چنانچہ شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ میں گرو ارجن پر سلطنت کی جانب سے یہ الزام عائد کیا گیا کہ جہانگیر کے بیٹے شاہزادہ خسرو کو اس نے بہت سی دولت اور خزانے کے ساتھ بھگا دیا اور اسی کی مدد سے وہ نالائق شاہزادہ بھاگ سکا۔ اس الزام پر گرو ارجن کی ساری جائداد ضبط کر لی گئی اور سخت مصیبت و عذابوں کے ساتھ وہ مقید کیا گیا اور انھیں عذابوں میں اس نے ۱۰۱۵ھ میں جان دیدی۔

اس کی گرفتاری کی غالباً یہ وجہ بھی تھی کہ اپنے گروہ کی حفاظت و قوت کے لئے اس نے اپنے بیٹے ہرگوبند کو وصیت کی کہ اب سپہگری کی قوت سے کام لینے کا وقت آ گیا ہے جب فقط روحانی تعلیموں سے اپنا گروہ بڑھایا جاتا تھا لہٰذا تم پورے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میری گدی پر بیٹھنا اور جہاں تک بنے ایک زبردست فوج تیار رکھنا چنانچہ باپ کے بعد وہ گدی پر بیٹھا تو پورے ہتھیار لگائے ہوئے تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک راجہ اپنے تخت پر براجمان ہے پانچسو نوجوان بہادر اس عہد و پیمان کے ساتھ اس کی فوج میں بھرتی ہوئے کہ گرو کے حکم پر اپنی جانیں فدا کر دیں گے اور اس فوجی جانبازی کا معاوضہ یا اُن

کی تنخواہ یہ تھی کہ گرو جی انھیں دین کی تعلیم دیں گرو نے ہر ایک کو ایک ایک گھوڑا اور پانچ پانچ مروجہ ہتھیار دیئے اس فوجی تیاری نے تمام معتقدین میں سپہگری کا ذوق پیدا کر دیا اور چند ہی روز میں ان باڈی گارڈ کے مخصوص نوجوانوں کے علاوہ سکھوں کا ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا جن کو بھنڈارخانہ میں سے دونوں وقت کھانا اور چھ مہینے میں ایک بار کپڑوں کا ایک جوڑا ملتا ساتھ ہی گرو ہرگوبند نے گوشت کھانا شروع کیا اور سارے پیروؤں اور ہمراہیوں کو بھی گوشت کھانے کا حکم دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھوں میں گوشت خوروں کا سا تہور اور جوش شجاعت پیدا ہو گیا اور اب وہ بجائے مرتاض و بے نفس چیلوں کے جاں ستاں سپاہی بن گئے۔

آخر ۱۰۵۵ھ ہجری میں گرو ہرگوبند نے دریائے ستلج کے کنارے شہر کرتارپور میں وفات پائی اور مرتے وقت اپنے پوتے ہررائے کو جانشین بنانے کے ساتھ وصیت کی کہ ہمیشہ استقلال کے ساتھ دو ہزار فوج مقابلے اور اپنی حفاظت کے لئے تیار رکھنا۔

اب سکھوں کی مذہبی گدی نے ایک سیاسی قوت کی شان حاصل کر لی تھی لہٰذا اس دہلی کے شاہی خاندان سے دوستانہ یا مخالفانہ تعلقات رہتے تھے چنانچہ ہررائے نے دلی عہد دولت مغلیہ دارا شکوہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے اور اس کا طرفدار بنا خاندان حکومت جب شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ہاتھ میں آئی تو اپنے حریف دارا شکوہ کی طرفداری کے علاوہ اس پابند شریعت بادشاہ کی نظر میں یہ بھی بڑا جرم تھا کہ ہررائے ایک نئے مبتدع دین کی تبلیغ کرتا ہے جو اصول اسلام کے خلاف ہے غرض اس کے نام فرمان شاہی پہنچا کہ جواب دہی کے لئے دہلی میں حاضر ہو ہررائے خود تو حاضر نہ ہوا مگر اپنے بیٹے رام رائے کو دربار شہریاری میں بھیج دیا اور غالباً رام رائے دہلی میں تھا کہ گرو ہررائے نے ۱۰۷۱ھ میں سفر آخرت کیا

اس کا دوسرا بیٹا ہرکشن گدی پر بیٹھا جو بہت نوعمر تھا اور نوعمری ہی میں ۱۰۷۴ھ میں مر گیا اور اس کا جانشین اس کا چچا تیغ بہادر ہوا جو گرو ہرگوبند کا بیٹا تھا مگر رام رائے جو دربار عالمگیری میں حاضر تھا اس کی کارگزاریوں نے شہنشاہ عالمگیر کو گرو ہرکشن کے حال پر مہربان رکھا اس لئے کہ بادشاہ کے خوش کرنے کے لئے اس نے گرنتھ کا ایک ایسا فقرہ پیش کیا جو خاص عالمگیر کی شان میں تھا۔

گرو تیغ بہادر کے بعد اس کا بیٹا گرو گوبند اس کا جانشین ہوا یہ گرو جی سب سے زیادہ پرجوش اولوالعزم اور اپنے ارادوں میں مستقل تھے گرو گوبند جی نے اپنے گروہ میں قومی جوش کو بدرجہا زیادہ بڑھا کے سکھوں کو ایک زبردست لڑنے والی قوم بنا دیا اور اس سکھا شاہی حکومت کی بنیاد ڈالی جو پنجاب پر قابض و حکمران تھی باپ کے مرنے کے بعد تھوڑے دنوں تک تو وہ عزلت گزیں اور گوشہ گیر ہو کر زمانہ کی نبض شناسی کرتے رہے آخر کار انہوں نے کوشش شروع کی کہ مذہب ہی کو اپنا ہتھیار بنا کے قوت و عظمت حاصل کریں۔

چنانچہ گوشہ عزلت سے نکل کے سکھوں میں تازہ روح پھونکنا شروع کی اور اپنے پیروؤں کے لئے "خالصہ" لفظ اختیار کیا جس سے مراد یہ تھی کہ خالص دلدادگان قوم و دین ہو آپس کی تھوڑی بہت تفرقہ جو باقی تھی اس کو بھی دور کیا اس تفرقے کے خلاف وعظ شروع کیا اور صاف کہہ دیا کہ سارے آدمی چاہے کسی ذات و حیثیت کے ہوں یکساں ہیں اور بھائی بھائی ہیں پیروان دین کے لئے ایک فوجی اپتسما ایجاد کر کے لازم کیا اس اصطباغ کے بعد سب آدمی ایک ہی رنگ میں رنگے جاتے تھے اس اصطباغ کو وہ "کھانڈا کا پاہل" کہتے ہیں جو انسان کو سات برس کی عمر سے لیکر زمانہ بلوغ تک دیا جاتا ہے طریقہ یہ ہے کہ پانچ دیندار اصطباغ پائے ہوئے بزرگ سکھ جمع ہوتے ہیں جو گرنتھ کی تعلیم پا چکے وہ ایک ظرف میں پانی لیکر اس میں شکر کو ایک دو دھاری تلوار سے گھولتے پھر کچھ دینی کلمات بپتسمہ لینے والے سے کہلاتے ہیں بعد ازاں اس شربت کو تھوڑا تھوڑا لیکر پانچ بار اس پر چھڑکتے ہیں اور پانچ بار تھوڑا تھوڑا شربت وہ اپنی ہتھیلی میں لیکر پیتا ہے اس رسم کے بعد بپتسما لینے والا سکھوں کا کلمہ پڑھتا ہے جو ان کا شعار دینی ہے اور اس عہد کے پورا کرنے کا اقرار کرتا ہے جو اس اصطباغ کے ذریعہ سے اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد سے ہر خالصہ سکھ پر واجب ہو جاتا ہے کہ گرو گوبند جی کے بتائے ہوئے "پانچ کافوں" کی پابندی کرے جو خالصہ سکھوں کے شعائر قرار دیئے گئے ہیں اور حسب ذیل ہیں:-

(۱) کیس یعنی سر اور ڈاڑھی مونچھوں کے بالوں کو بالکل چھوڑ دینا (۲) کچھ یعنی اونچا گھٹنوں تک کا پاتجامہ پہننا (۳) کڑا یعنی لوہے کا ایک کڑا کلائی میں پہننا (۴) کھانڈا یعنی چھوٹا فولادی خنجر کمر میں رکھنا (۵) کنگھا یعنی ایک کنگھا ہمیشہ بالوں میں لگا رہے۔

گرو گوبند جی نے جوش شجاعت و تہور پیدا کرنے کے لئے حکم کیا کہ تمام خالصہ لوگوں کا نام "سنگھ" پر ہو جس کے معنے شیر کے ہیں اسی دن سے اپنا نام بھی "گوبند سنگھ" قرار دیا اور سارے سکھ "سنگھ" بن گئے یہ بھی فرض کیا کہ وہ ہر شخص کے پاس موجود ہو اور تمباکو کے استعمال کی سختی سے ممانعت کی تاکید کی کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ اصطباغ سے دین میں داخل ہوں جب ملیں پانچ بیچ وی عواہ خالصہ پائی گرلیں ایک خدا کی پرستش کریں گرو نانک جی اور بعد والے تمام گروؤں کی یاد تازہ رکھیں اور ان کا شعار یہ ہو کہ سری واہ گورو جی کا خالصہ سری واہ گورو جی کی فتح یہ ان کا کلمہ تہلیل و تکبیر تھا یہ بھی حکم تھا کہ بجز گرنتھ صاحب کے کسی کے آگے سر نہ جھکائیں امرتسر کے تالاب میں وقتاً فوقتاً غسل کر لیا کریں ہتھیار باندھیں ان کے چلانے کی خوب مشق کریں بڑا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے گروہ کے لئے لڑیں اپنے دین کے دشمنوں کو قتل کریں اور کتنے ہی بڑے گروہ کا مقابلہ پڑے ہراساں نہ ہوں۔

باوجود ان نئے احکام کے گرو گوبند کا مذہب وہی تھا جو گرو نانک جی کا تھا کہ خدا کی گرنتھ اور گرنتھ کی عظمت کی جائے فرق اتنا تھا کہ گرو نانک جی کے زمانہ میں خالص روحانیت اور روحانی تعلیم تھی اب تمدنی و سیاسی ضرورت سے ایک اخلاقی و فوجی قانون بھی اس اگلی روحانیت پر اضافہ ہو گیا ہندوؤں کے قدیم دیوتاؤں اور ان کی پوجا ہونے کی بابت تو گرو گوبند جی کا وہی قدیم طرز عمل رہا کہ بغیر کسی مزاحمت کے برداشت کیا جائے مگر مسلمان سلطنت ہونے اور ان کی قوت کو پامال کرنا چاہتے تھے اسلئے مسلمانوں کو اپنا مذہبی دشمن قرار دے کے گرو گوبند نے ان سے سخت نفرت و عداوت رکھنے کی تلقین کی اور اس آخری تحریک کا جوش اس قدر بڑھا کہ جنگی سرگرمی کے آگے روحانیت ماند پڑ گئی گرو گوبند کے مرنے کے بعد کوئی صحیح جانشین باقی نہیں رہا اس لئے لاہور کے صوبہ میں سکھوں نے گرو گوبند کو اپنا گرو بنایا جو نہایت ہی سخت اور متعصب سکھ تھا اس نے پنجاب میں بہت قوت حاصل کر لی۔

شاہ عالم بہادر شاہ تو اپنے بھائی کامبخش کے مقابلہ کے لئے دکن میں تھے

بندہ نے موقع پاتے ہی عام مسلمانوں کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کر دیا پنجاب کے بے بس مسلمانوں پر سخت جور و ستم کیا نہ مرد کی خصوصیت تھی نہ عورت کی نہ بوڑھے کی۔

شاہ عالم نے یہ حالات سنے تو دکن سے پلٹے اور بذات خود پنجاب کا رخ کیا اور پہنچتے ہی لوہگڑھ کے قلعہ میں بندہ کو محصور کر لیا وہ بھی آفت کا تھا کسی تدبیر سے نکل گیا اور پھر سخت ہنگامہ مچا دیا۔

اس کے ایک مدت کے بعد پھر پنجاب میں سکھوں کا زور ہوا آخر کار ۱۱۹۳ھ میں رنجیت سنگھ ان کا سردار تھا یہاں تک کہ احمد شاہ ابدالی کے پوتے زمان شاہ نے جو پنجاب پر بھی متصرف تھا ۱۲۱۳ھ میں اس کو لاہور کا حاکم دوسرا تسلیم کر لیا اس حکومت سے اس نے اپنی قوت اور بڑھائی اور سارا پنجاب اس کے زیر فرمان ہو گیا اور چونکہ اس زمانہ میں انگریزوں کی قوت بہت بڑھ گئی تھی اس لئے انگریزوں نے بھی دوست بنکر اس کا زور اور بڑھا دیا۔

اس حکومت کے زمانہ میں سکھوں کو پھر مسلمانوں سے بخار نکالنے کا موقع مل گیا اور مظلوموں کی آہ و زاری کی آواز اس قدر بلند ہوتی کہ سارا ہندوستان بے صبری سے چیخ اٹھا اور مولوی سید احمد بریلوی سکھوں سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے وہ مسلمانوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ سکھوں کا ظلم حد سے گذر گیا ہزار ہا مسلمان بے انصافی سے قتل کر ڈالے گئے اور ہزاروں ذلیل او بیحرمت کیے گئے اذان اور گاؤ کشی موقوف ہو گئی اذان اور گاؤ کشی موقوف ہو گئی لیکن ان غریب کو پٹھانوں کی بیوفائی سے شکست ہوئی اور تمام نامور مجاہدین مع شہید ہو گئے۔ آخر ۱۲۵۵ھ میں رنجیت سنگھ نے دنیا چھوڑی اور اس کے چند ہی روز بعد پنجاب انگریزی قلمرو میں شامل ہو گیا اور فی الحال سکھ انگریزی فوج کے نامور بہادروں میں شمار کیے جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ سب ہندو ہی نسل سے ہیں اور مذہباً بھی ہندو ہی ہیں صرف اپنے اعتقاد کی بنا پر ایک علیحدہ فرقہ ہو گیا ہے اس لئے ہندوستان کی اکثریت ہندو میں سکھ بھی شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں ہندوؤں نے ان کو ایک علیحدہ فرقہ بنا کر حقوق طلبی کا آلہ بنا دیا ہے۔

سلسلہ تعلیم الاسلام

بعض اہل خیر دوست اس خیال میں تھے کہ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے کوئی بہترین رسالے ایسے جن سے بچوں کی تعلیمی استعداد ترقی کے ساتھ مسائل دینیہ بھی ذہن نشین ہوتے جائیں تالیف کیے جائیں انہوں نے حضرت فاضل علامہ مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کی خدمت میں اپنا خیال پیش کیا حضرت ممدوح نے مسلمان بچوں کی تعلیمی ضرورت کا لحاظ فرما کر تعلیم الاسلام کے نام سے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہترین نصاب تیار فرمانا شروع کر دیا۔ مولانا ممدوح ایک فاضل مفتی اور جمعیۃ علمائے ہند کے صدر ہیں مسائل فقہیہ میں آپ کی مہارت تمام ہندوستان میں مشہور و معروف ہے بچوں کی حالت اور تعلیمی ضرورت کے لحاظ سے بھی آپ پورے طور پر واقف ہیں۔

تعلیم الاسلام میں عبارت کی آسانی اور مضامین کی ترتیب کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے بچوں کے اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے والے الفاظ سے احتراز کیا گیا ہے اسی طرح مسائل بھی تدریجی طور پر مختلف نمبروں میں بیان کئے گئے ہیں ضروری عقائد بھی ہر نمبر میں بتدریج ذکر کئے گئے ہیں تاکہ بچوں کے ذہن آسانی کے ساتھ قبول کرتے جائیں طریقہ بیان بطور سوال و جواب کے رکھا گیا ہے تاکہ بچوں کا دل لگ جائے اور اچھی طرح یاد کر لیں ان رسالوں سے پہلے پڑھانے کے لئے ایک قاعدہ بھی حضرت مفتی صاحب نے مرتب فرمایا ہے پھر مذہبی تعلیم کے لئے یہ سلسلہ بہت مفید اور معتبر ہے جن کی خوبیاں دیکھنے اور تجربہ کرنے سے معلوم ہوں گی۔

اب تک اس سلسلہ کے رسالوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ انتیس ہزار چھپ چکی ہے اور اکثر مدارس اسلامیہ اور قومی سکولوں کے درس میں داخل کر لیا گیا ہے یہ برما۔ بنگال یوپی پنجاب گجرات میں خصوصیت سے پسند کیا گیا ہے اور بیرون ہند افریقہ وغیرہ میں برابر جا رہا ہے۔

ان رسالوں کا گجراتی بنگالی برہمی اردو مرہٹی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ بعض اہل خیر کا یہ بھی خیال ہو رہا ہے کہ انگریزی میں ترجمہ کرایا جائے یہ مقبولیت عامہ کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

قاعدہ کے علاوہ چار نمبر اب تک تیار ہو چکے ہیں ان چاروں نمبروں میں عقائد اور مسائل کا کافی ذخیرہ آگیا ہے۔ طہارت نماز۔ روزہ زکوٰۃ تک کے مسائل اور عقائد میں توحید کتب آسمانی ملائکہ رسالت۔ معجزات صحابہ کرام۔ اولیاء اللہ کرامات۔ قیامت۔ تقدیر اعمال صالحہ شرک و کفر و بدعات وغیرہ کا بیان آگیا ہے

قیمت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی

کامل سٹ پانچ حصے عہ مجلد عہ محصولڈاک اس کے علاوہ ہے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اقوام ہند میں اتفاق کی تدبیر

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب مراد)

کسی ملک کی تمدنی، سیاسی نشو و ارتقا کے بہترین اندازہ کا معیار اولین یہ ہے کہ اس کے باشندوں میں پورا اتحاد اور اشتراک عمل ہو، اور وہ ذاتی اور انفرادی ترقی پر ملکی مفاد اور ملکی ارتقائی مساعی کو مرجح سمجھتے ہوں۔ دنیا میں جس ملک نے ترقی کی اور جس قوم نے مراحل ارتقا طے کئے وہ آپ کو لازماً متحد العمل اور یکجہت نظر آئے گی۔ اتفاق کہنے کو تو ایک معمولی لفظ ہے مگر اس میں تمام عالم اور زمانہ بھر کی قوتیں پوشیدہ ہیں اتنی قوتیں کہ ہم ان سے کام لیکر ربع مسکون کو زیر و زبر کر سکتے اور پوری دنیا میں زلزلہ ڈال سکتے ہیں۔ تاتاری اقوام اتحاد و اتفاق کا اندوختہ اپنے دامن میں لیکر سطائیشیا کے بیابانوں سے اٹھیں اور اپنی تمام وحشتوں جہالتوں اور نا اہلیتوں کے باوجود دنیا پر چھا گئیں۔ رومیوں میں جب تک اتفاق کی شعاع ضیا بیز رہی دنیا میں کوس لمن الملک بجاتے رہے۔ بدھوں نے اتفاق ہی کی بدولت ڈیڑھ ہزار برس تک اسی بھارت ورش میں اپنی عظمت و جبروت کا ڈنکا بجایا پھر جب ہندوؤں میں یہ روح پیدا ہو گئی تو اسی نیلگوں آسمان نے ان کی قبائے وحدت کے دامن پھیلتے اور بدھوں کے نیر اقبال کو غروب ہوتے دیکھا۔

یورپ میں لاکھ اختلافات ہوں مگر جب بیرونی دنیا کا مقابلہ درپیش ہوتا ہے تمام حکومتیں ایک ہو جاتی ہیں اور اس ایک ہو جانے ہی کا یہ ثمرہ شیریں ہے کہ آج وہ دنیا پر چھایا ہوا ہے ورنہ جانے دنیا غیر میں گردش نہ کھاتے۔ اپنی تاریخ پر ہی نظر ڈالئے جب تک فرزندان توحید میں اتفاق کی سعادتیں اور اتحاد کی برکتیں جلوہ گر رہیں دنیا میں کوئی ان کا حریف اور مد مقابل پیدا نہ ہو سکا جس طرف انھوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں اٹھا دیں فتح و ظفر ان کے استقبال کو بڑھتی ہوئی نظر آئی۔ مسلمان کتنے تھے مگر ان مٹھی بھر انسانوں نے اپنی شہرہ آفاق اخوت سے کام لیکر اسی دنیا اور اسی پھیلی ہوئی سرزمین پر وہ کام کر دکھایا جو اس سے پہلے ارض عالم کی کوئی قوم نہ کر سکی تھی سمندروں میں گھوڑے انہوں نے ڈالدیئے خشکی پر جہاز انہوں نے چلا دئے اور ارض مغرب ہی کو نہیں بلکہ دنیائے عالم کو ہلا کر اور جنبش میں لا کر انھوں نے دکھلایا یہ ہزار لاکھ پر اور لاکھ کروڑ پر بھاری ہوتے تھے۔

ایک اٹھارہ سال کا نوجوان طارق مغرب کی وادیوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند کرتا ہوا مردانہ گھسا چلا جاتا ہے اور کوئی طاقت صرف چھ ہزار متفق و یکدل مسلمانوں کو اور توحید کے اس امنڈتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

ایک نوجوان کیا لڑکا محمد ابن قاسم مشرق کی فتوحات کا عزم لیکر نکلتا ہے اور سندھ ملتان پنجاب دہلی اودھ اور ہندوستان کو فتح کرتا ہوا بہار تک جا پہنچتا ہے اور کوئی قوم اور کوئی مہاراجہ اس کے آگے اٹھتے ہوئے قدم کو نہیں روک سکتا۔

حضرت علی اور حضرت معاویہؓ کے مابین معرکہ کارزار گرم ہے سر و سینہ کی بازی لگی ہوئی ہے کہ شہنشاہ روم کا ایک سفیر حضرت معاویہؓ کے پاس اپنی معاونت کے یقین کا پروانہ لیکر پہنچتا ہے مگر آپ نفرت کے ساتھ اسے ٹھکرا دیتے ہیں پروانہ آگ میں جھونک دیتے ہیں اور مسئلہ اتفاق و اخوت کو بدنامی کے کلنک سے بچا لیتے ہیں۔ مراکش کے ایک مسلمان کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے اور چین کے مسلمان کے قلب میں اس کی کھٹک محسوس ہوتی ہے جب تک مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد کی یہ روح قائم رہی اس وقت مادر گیتی کا کوئی ایک متنفس بھی ان سے آنکھ نہ ملا سکا اور دنیا اور دنیا والوں پر انھیں کا سکہ قائم رہا اور جب یہ صورت فنا ہو گئی تو یہی مسلمان جن کے عظمت و اقبال کا طرہ فلک الافلاک کے کنگروں کو چھو رہا تھا عرش عزت سے گر کر فرش ذلت پر آ رہے اور نوبت یہ پہنچ گئی کہ جو اقوام صدیوں زیر نگین مسلمین بنی رہی تھیں وہی ان پر غرانے لگیں اور ہندوستان میں سکھ جیسی اقلیت انھیں دھمکیاں دینے کی جرأت کرتی نظر آئی۔

اتحاد کی برکات

اتفاق افراد، اقوام اور ممالک کسی میں ہو باعث تقویت ہوتا ہے ترکی کے مقابلہ میں ایک یونان ہی نہیں اگر بلغاریہ سرویہ اور رومانیہ بھی آ جائیں تو وہ انھیں بھون کر رکھ دینے کے لئے کافی تھا لیکن دول یورپ کے اتفاق نے اس کی کوئی پیش نہ جانے دی یورپین قوموں اور حکومتوں کا یہ باہمی اتفاق ہی ہے جس نے انھیں جلوہ گاہ ترقی اور مغربستان عظمت بنا رکھا ہے اور ہندوستان کی یہ نا اتفاقی اور بین الاقوامی مغائرت ہی ہے جس نے اسے چند لاکھ یا چند کروڑ اجنبی انسانوں کا غلام بنا رکھا ہے ورنہ اگر یہاں اتفاق کی روح پیدا ہو جائے تو ۳۲ کروڑ انسانوں کی متحدہ طاقت کا مقابلہ پوری دنیا کی قوت بھی تو نہیں کر سکتی۔ سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ یہاں کے ہندو عیسائی مسلمان سکھ ہوں کہ جینی سب میں باہم ہی نا اتفاقیاں ہیں اور قوم کے اندر بھی اختلافات کے جراثیم پوشیدہ ہیں نہ مسلمان مل کر کوئی کام کر سکتے ہیں نہ ہندو۔

ہندوستان کی غلامی کا اولین باعث اور حقیقی سبب یہی نا اتفاقی ہے اور ہندو مسلم نا اتفاقی نے تو ملک کو ایک جہنم کدہ حیات بنا رکھا ہے کسی مسئلہ میں یہ دونوں قومیں متفق نہیں ہیں اور عدم اشتراک کی ایک عام وبا پھیلی ہوئی ہے پھر اختلافات بھی کوئی معمولی اختلافات نہیں ایک دوسرے کا پکا معاند نظر آتا ہے اور ان کے لیڈر گام و رہنما اس فکر میں منہمک و مصروف ہیں کہ ایک دوسرے کو اگر بس چلے تو ملک سے نکال کر دیں یا کم از کم اس کی انفرادی ہستی مٹا کر رکھ دیں یا اور کچھ نہ ہو تو اتنا تو ہو کہ ہندوستان کی ساری سیاسیات ہمارے قبضہ ہی میں رہے۔

اختلافات کی نوعیت

اختلافات کی بھی کوئی انتہا نہیں مذہبی تمدنی معاشرتی اور تاریخی ہر قسم کے اختلافات موجود ہیں اور پھر غضب یہ ہے کہ نفاق کی خلیج پٹنے کی بجائے روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور اس عقدہ کو سلجھانے کی جتنی سعی کی جاتی ہے یہ اور الجھتا چلا جاتا ہے اب اس وقت سب سے اہم سوال جو اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ اس بربادی و تباہی کے غار سے ملک کو کیونکر نکالا جائے اور ہندو مسلمانوں کو باہم متحد کر کے اور یکدل بنانے کی کیا تدابیر عمل میں لائی جائیں غیر ملکی افراد اور ملک کے متعصب عنصر نے اپنے دل کا بخار نکالنے اور ان دونوں قوموں کو گلے نہ ملنے دینے

کے مقصد کو سامنے رکھ کر ایک عرصہ سے یہی مساعی کا سلسلہ تواتر کے ساتھ جاری کر رکھا ہے اور ہماری تاریخ کو انھوں نے اتنا گندہ اور اس قدر مسخ کر دیا ہے کہ اسے پڑھ کر ہماری نسلیں اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں پر کبھی فخر و ناز کا اظہار نہیں کر سکتیں اور نہ قیامت تک ان کے باہم ملنے اور مل کر رہنے کا کوئی امکان نہیں باقی رہتا ہے طلبا اسکولوں اور کالجوں سے یہ پڑھ کر اور اسے اپنے لوح قلب کے نقوش بنا کر نکلیں گے کہ ہندوستان کے مسلم شاہنشاہوں کا سارا اندوختہ عمل یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے وقت میں غیر مسلموں کو بجبر مسلمان بناتے ان کی عبادت گاہوں کو گراتے اور انھیں ہر طرح تنگ و سراسیمہ بناتے رہے اور ہندو راجوں نے مساجد کو ناپاک کیا قرآن کریم کی بیحرمتی کی اور مسلمانوں کو بچھ سمجھتے اور ان سے لڑتے رہے اور نگ زیب سکندر لودی اور محمد تغلق نہایت ہی ظالم و سفاک تھے سیواجی اور بندہ بیراگی نے مسلمانوں پر لرزہ خیز مظالم توڑے اور ان کی کوششیں ہمیشہ اس امر پر وقف رہیں کہ مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹ کر بدیشی راج کا خاتمہ کر دیں ظاہر ہے کہ ان کے قلب ایک دوسرے سے قیامت تک صاف نہیں ہو سکتے یہ اسی تاریخی تعلیم کی کاسہ کاریاں ہیں کہ اس وقت دونوں کے قلوب ایک دوسرے کی طرف سے مکدر ہیں ضرورت ہے کہ ایسے مضامین کتابیں اور تاریخیں لکھی جائیں جو اس قسم کے مسموم عنصر سے خالی ہوں اور ان کے مطالعہ سے دونوں میں محبت و خلوص کے جذبات پیدا ہوں۔

مذہبی اختلافات

مذہبی اختلافات کو جتنا بڑھانا چاہتے بڑھ سکتے ہیں اور جتنا گھٹانا چاہتے گھٹ سکتے ہیں ملکی زعما کو اس امر کی سعی کرنی چاہیے کہ وہ مذہبی اختلافات کو کسی طرح بھی پنپنے نہ دیں اور جس طرف سے مذہب پر حملہ کی شرارت کا ظہور نظر آئے اس کی تنقیص و تنفیر پر فوراً آمادہ ہو جائیں گذشتہ دس سال میں ایک سے زیادہ بار برادران وطن کی طرف سے اس قسم کی دلآزار کتابوں کی اشاعت عمل میں آئی اور ان سے ملک میں وہ زہر پھیلا جس کی تلافی عرصہ تک نہ ہو سکے گی ہماری نا اتفاقی کو ترقی دینے اور بڑھانے میں ایسے دلآزار کتابیں اور لٹریچر بہی بہت کارآمد ثابت ہوا ہے جرائد و رسائل پر بھی ملک کی مشترکہ وطنی انجمنوں کی طرف سے یہ پابندی عائد ہو جانی چاہیئے کہ وہ ہرگز ایسے مضامین کو اپنے صفحات میں جگہ نہ دیں جو مذہبی دل آزاری پر مبنی ہوں ایسے تقریر کرنے والوں کی بھی حوصلہ افزائی نہ کرنی چاہیئے ہم کسی قوم کو تبلیغ اور شدھی کی مساعی سے نہیں روکنا چاہتے لیکن یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ان مبلغین اور شدھی کرنے والوں کو کانگریس کی طرف سے ہدایت کر دی جائے کہ وہ بجبر و اکراہ تحریص و ترغیب اور دولت و زر سے کام نہ لیں کسی مذہب اور اس کے پیشواؤں کی زندگی پر نا مسعود حملے نہ کریں بلکہ محض دیگر مذاہب کی متعلق خوبیوں کے اظہار تک اپنی کوششیں محدود رکھیں شدھی جب ہی پیدا ہوتا ہے جب نا واجب طریقہ عمل اختیار کئے جاتے ہیں اور اگر کہیں جب کسی انجمن یا کسی فرد کی طرف سے غیر مناسب زبان اور نا مناسب طریقوں کے استعمال کا پتہ چلے فوراً انھیں ان مساعی سے روکا جائے اور ان کی جگہ سنجیدہ اصحاب کو مقرر کرنے کی سعی کی جائے۔

کسی کے مذہبی اور ملی فرائض کی ادائیگی میں کسی کو مداخلت کا اختیار نہ ہو اور کسی اختلافات کی تنقیح ... زبردستی نہ ہو ... کیا جائے اگر مسلمان قربانی گاؤ کریں تو ... اس میں مداخلت کی اجازت نہ ہو اور جو لوگ ایسا کریں ان کی کوئی حمایت نہ کی جائے۔ البتہ مسلمانوں پر یہ پابندی ضرور عائد کی جائے کہ وہ برادران وطن کی نگاہوں سے بچا کر قربانی کریں اور گائیوں کو آراستہ کر کے ان کا جلوس نہ نکالیں۔ معینہ اوقات میں مساجد کے سامنے باجہ بجنے کی ممانعت کر دی جائے اور اگر برادران وطن کو اس ممانعت میں استبداد کا رنگ نظر آئے تو مساجد شادر اور گرجا سب کے احترام میں باجہ بند کرنے کے احکام نافذ کر دیئے جائیں جہاں مساجد و مندر قریب قریب ہوں وہاں ان کا وقت مقدم یا موخر کر دیا جائے تاکہ اذان و آرتی میں کوئی تصادم نہ ہو اگر یہ صورت اختیار کی گئی اور کانگریس نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تو ملک کو اس سے بیش از بیش فوائد حاصل ہوں گے اور فتنہ و فساد کا ایک بڑا سبب دور ہو جائے گا۔

سیاسی واقتصادی اختلاف کی اہمیت

ہم معاشرتی و تمدنی چند معمولی اختلافات کے دور کرنے پر اس وقت زور نہیں دیتے اس لئے کہ ملک کی کئی اقوام مذہبی احکام کے ماتحت ان پر کاربند ہیں تاہم جہاں تک بھی ممکن ہو ان امور میں سختی برتنے کو مذموم قرار دیا جائے اور یہ گرفت جتنی بھی ڈھیلی ہو سکے اسے ڈھیلا کیا جائے کوئی کسی کو اچھوت نہ سمجھے اور نہ اس کی معاشرت کو گرے درجہ کا خیال کرے۔ سب سے اہم سوال اور سب سے نازک مسئلہ سیاسی ہے ہمارے نزدیک اس کی اہمیت بہی تمام مسائل سے زیادہ ہے اور اگر صرف یہی ایک مسئلہ طے ہو جائے تو دیگر مسائل کا طے ہو جانا صرف دنوں کی بات رہ جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سارے فتنہ و فساد اور نااتفاقیوں کی جڑ یہ ہے کہ برادران وطن ملک کے تمام نفع خیز اور نفع رساں ذرائع و وسائل پر قابض ہیں اور مسلمانوں کو کسی شعبہ میں قدم رکھنے کا موقع نہیں ملتا، برادران وطن کی سعی یہ رہتی ہے کہ انھیں جو کچھ حاصل ہو چکا ہے وہ ان کے ہاتھ سے نکلنے نہ پائے اور مسلمانوں کی کوشش یہ ہے کہ ہمارا واجبی حصہ ہمیں ملے اسی تصادم نے افق ہند کو تاریک سے تاریک تر بنا رکھا ہے اور ہر طرف سے اپنے قبضہ و حق کو ثابت کرنے کے لئے مختلف مساعی کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور باہمی مخالفت و عداوت بڑھتی اور ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔

جس وقت برطانوی سلطنت کے قدم ہندوستان میں جمتے چلے جا رہے تھے اس وقت چونکہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے عنان حکومت نکلی تھی اور ان کے پاس جاگیریں اور زمینداریاں بھی وسیع تھیں اس لئے انہوں نے تو کچھ رنج و ملال اور کچھ بے پروائی کے باعث انگریزوں کی طرف بڑھنے کی توجہ نہ کی لیکن ہندو خود بخود خدمت کے لئے حاضر ہو گئے اور ان کی امداد سے انھوں نے اس جدید سلطنت کا کام چلانا شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ تمام دفاتر پر قابض ہوتے چلے گئے انگریزوں کی حالت یہ تھی کہ وہ سابق حکمرانوں کی اولاد سمجھ کر مسلمانوں سے وحشت کرتے تھے اور ہندوؤں کو محکومی کا خوگر سمجھ کر اپنے سینہ سے لگاتے چلے جاتے تھے اور ہندو اس لئے کہ جمہور کو تو رزتا اپنے قدیم حاکموں سے کچھ کدسی ہو جاتی ہے ان جدید حاکموں کو لبیک کہہ رہے تھے اور نفع کے حصول کا بھی امکان تھا رو پیہ انھیں ہمیشہ عزیز رہا ہے یہی وجہ تھی کہ وہ بلا کسی خیال و تنفر کے ان کی طرف بڑھے اور سیاست و تجارت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا سرکاری اور غیر سرکاری انگریزی دفاتر میں

بھی بھرے جانے لگے اور انھیں کی مدد سے اس جدید سلطنت کی بنا میں استوار ہونے لگیں۔ اب ولایتی کمپنیوں کی ایجنسیاں بھی انھیں ہی ملنے لگیں۔ نفع ہوا، زیادہ اقتدار بڑھا، اس لئے دل میں لالچ پیدا ہوا اور چاہا کہ یہ نفع خیز شعبے ہاتھ سے نکلنے نہ پائیں۔ ایک اندر گیا اور دس کو لگا لیا۔ انہوں نے اپنوں ہی کو فائدہ پہنچانے تک اپنی کوششیں محدود رکھیں اور اس اندیشہ کا انسداد کہ کہیں مسلمان ہی نہ گھس آئیں اور انگریز انھیں بھی اسی ملک کا باشندہ سمجھ کر دفاتر میں بار نہ دیدیں انھوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنے انگریز آقاؤں کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔

انگریزوں نے سمجھا کہ اس ملک اور اس وسیع بر اعظم میں حکومت اسی طرح کی جا سکتی ہے کہ یہاں کی قومیں باہم متفق نہ ہو سکیں بلکہ لڑتی رہیں۔ اس چیز کو اچھا سمجھا اور ان کی حوصلہ افزائی شروع کر دی اور مسلمانوں کی طرف سے قدرتاً ان کے قلب اور زیادہ مسموم ہوتے چلے گئے۔ انگریز بیوقوف نہ تھے اچھی طرح سمجھتے تھے کہ یہ باتیں سب جہالت کا کرشمہ ہے اس لئے جب ہندوستان میں انگریزوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ یہاں مشرقی تعلیم دی جائے یا مغربی تعلیم جاری کی جائے تو بہت سے انگریز مدبروں نے اسی بنا پر مغربی تعلیم کے اجراء و نفاذ کی مخالفت کی کہ اس سے ہندوستانیوں کے دماغوں میں روشنی پیدا ہو جائیگی، آزادی کی روح بڑھے گی چنانچہ سر ابدرا سمتھ نے ۱۸۳۱ء میں یہ کہا تھا:-

"تعلیم کا یہ اثر ہوگا کہ فرقہ وار اور مذہبی تعصب دور ہو جائے گا حالانکہ اسی تعصب کی بدولت ہم اب تک ملک پر قابض ہیں اور اسی کے ذریعہ ہندوؤں کو مسلمانوں اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے لڑاتے ہیں۔ تعلیم کا اثر یہ ہوگا کہ ان کے دماغ روشن اور وسیع ہو جائینگے اور وہ اپنی عظیم قوت کا احساس کریں گے۔"

لارڈ النبرا نے ۱۸۴۳ء میں فرمایا تھا کہ:-

"میرے پاس اس خیال کی ہر وجہ موجود ہے کہ سومناتھ کے پھاٹک ہندوستان واپس لانے سے تمام ہندو ہم سے مطمئن اور خوش ہو گئے ہیں اور میرے خیال میں مسلمان بھی ناراض نہیں ہوئے۔ لیکن میں اس حقیقت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا کہ یہ قوم (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری دشمن ہے بنا بریں ہمارے لئے بہترین پالیسی یہ ہوگی کہ ہم ہندوؤں کو خوش رکھیں۔"

لارڈ لارنس نے تو اپنے وقت میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ:-

"میں جب تک مسلمانوں کو ہل جوتنے کے قابل نہ بنا دوں گا اس وقت تک دم نہ لوں گا۔"

مسلم اقتدار کے زوال کی ابتدا

ان اقتباسات سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انگریزوں کے قلب کس قدر مسموم کئے جا چکے تھے اور وہ محض اپنے سیاسی مقاصد کے لئے ان دونوں ممتاز ہندوستانی قوموں کی نا اتفاقی اور ہندو خوشنودی کو کس قدر ضروری سمجھتے تھے۔ اس کے بعد غدر ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ پیش آگیا اس میں شریک تو دونوں قومیں تھیں مگر چونکہ ہندو انگریزوں سے قریب تر تھے اور انھیں انگریزوں کے کان بھرنے کے زیادہ مواقع حاصل تھے اس لئے اس کی پاداش بھگتنی پڑی مسلمانوں کو۔ موخر الذکر اقتباس اسی وقت کا شان نزول ہے۔ ان کا رہا سہا اقتدار بھی مٹ گیا، علاقے اور جاگیریں ضبط ہوئیں، ان سے تنفر بڑھ گیا اور سرکردہ مسلمان دار پر لٹکا دیئے گئے۔ یہاں سے مسلسل تنزل پذیری پوری سرعت کے ساتھ شروع ہو گیا۔ برادران وطن کے حوصلے بڑھ گئے، سود در سود پر جو پابندیاں قانوناً عائد تھیں وہ ایک ایک کر کے بند کر دی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو سیاسی اور تجارتی اور صنعتی طور پر وہ برباد ہوئے (صنعتی اور تجارتی تباہی کی داستان بہت المناک ہے) اور دوسری طرف سود نے ان کا سارا اقتدار ختم کر دیا۔ مسلمانوں کا سارا ذریعہ معاش ہندوستان میں سپہ گری، زمینداری اور صناعی تھا۔ سپہ گری کے مدارج اسلامی سلطنت کے چراغ کے بجھنے کے ساتھ ختم ہو گئے، صناعی لنکاشائر و مانچسٹر نے ختم کر دی، جاگیریں غدر کھا گیا اور ان کی بچی کھچی نشانیاں جو زمینداریاں رہ گئی تھیں انھیں سود نے ہضم کیا۔ تجارت جو کچھ تھی وہ صنعت کے ساتھ ختم ہو گئی۔

معاشی تصادم

اب مسلمانوں پر حصول معاش کے سب دروازے بند ہو چکے تھے یا تو لارڈ لارنس کے قول کے مطابق اپنے عشر کاروں میں آمادہ کرنے والے جھلستی ہوئی دھوپ اور کڑکڑاتے ہوئے جاڑے میں ہل جوتتے یا انگریزوں اور ہندوؤں کی ملازمتیں کرتے۔ ہزارہا مسلمان زراعت کی طرف گئے مگر بہت جلد یہ میدان بھی تنگ ہو گیا اور محض ملازمت رہ گئی۔ اس پر ہندو قابض تھے اور اس طرح قابض تھے کہ کسی دفتر میں کسی مسلمان کو پھٹکنے تک کی اجازت نہ تھی۔ یہی اقتصادی صورت حالات کو بد سے بدتر بنا رہی ہے اور یہیں سے مخاصمت و عداوت کی بنیادیں استوار ہونی شروع ہوتی ہیں۔ اس وقت جبکہ اسلامی ہند کے افق پر اضطراب و نومیدی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں سر سید خضر راہ بنکر پیدا ہوتے ہیں۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کیا بلکہ ان پر سے الزامات بھی ہٹائے اور انھیں ایک حد تک ملازمتیں دلانے کا بھی اہتمام کیا۔ یہ انہی کی مساعی مشکور کا ثمرہ ہے کہ آج سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی کچھ صورتیں نظر آتی ہیں ورنہ حالات ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ مسلمان ہندوستان میں لکڑیاں چیرتے، پانی بھرتے اور یا فاقوں سے مرتے۔ چونکہ اب مسلمانوں میں تعلیم بڑھ چکی تھی اس لئے انھیں اپنے حقوق کا احساس پیدا ہوا اور وہ ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہو گئے لیکن دوسری طرف ہندو بھی تعلیم و اقتدار حاصل کر کے آزادی کے خواب دیکھنے لگے اور کانگرس کی بنیاد قائم ہوئی۔

تلک اور اس کی مساعی مشکور

اس کے بعد ارض ہند کی ایک نامور ہستی یعنی لوکمانیہ بال گنگا دھر تلک پیدا ہوئے۔ آپ کا دماغ روشن تھا۔ آپ نے سمجھا کہ ہندو تمام مناصب اور تمام شعبوں پر قابض بھی ہو گئے تو کیا، رہیں گے پھر غلام کے غلام اور یہ نا اتفاقی کبھی ملک کو آزاد نہ ہونے دیگی اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے ملانے کی مساعی شروع کر دیں۔ میثاق لکھنؤ انھیں کی مساعی کا نتیجہ تھا۔ لکھنؤ کے جلسہ میں جب انھوں نے پوچھا کہ مسلمان کیا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے انہوں نے پنجاب میں پچاس فیصدی نیابت اور بقیہ صوبوں میں کم اور پاسنگ کا مطالبہ کیا تو اس قائد ہند نے کہا کہ آپ اس پر مطمئن بھی ہیں جب جواب اثبات میں مل گیا تو آپ میز پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ مسٹر جناح! بس میں تو گھر سے یہ تہیہ کر کے چلا تھا کہ سو فیصدی حقوق و نیابت تک مسلمانوں کو دیدوں گا مگر مسلمانوں کو علیحدہ نہ رہنے دونگا۔ تلک و داس کے رفقا کے بعد وہ فضا ہی بدل گئی اور اس معاہدہ کی خوبیاں اور

تھا مہاں محسوس ہونے لگیں اور بعد والوں نے تعصب سے کام لینا شروع کیا تو ایک اور بہادر اور قوی دل لیڈر دیش بندھو داس میدان میں اترا اس نے دیکھا کہ ہندوؤں کی حرص تسلط ملک کے مقصد آزادی کو نقصان پہنچا رہی ہے اور مسلمانوں کا بجا اضطراب انھیں ہندوؤں سے دور ہٹانے لئے چلا جا رہا ہے تو انہوں نے میثاق بنگال مرتب کیا جس کی رو سے قرار دیا کہ جس ضلع میں مسلمانوں کی اکثریت ہو وہاں وہ ساٹھ فیصدی اور جہاں اقلیت ہو وہاں چالیس فیصدی حقوق کے مستحق رہیں یہی تناسب ہندو مسلم اکثریتوں اور اقلیتوں کے لئے اس صوبہ کی کونسل اور اضلاع میں رہے اسی کا نتیجہ تھا کہ بنگال میں آپ نے ان مسلمانوں کی حمایت بھی حاصل کی جن سے کبھی حکومت کے خلاف جانے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی اور آخر تک حکومت کو ہر معاملہ میں شکست پر شکست دیتے رہے آپ کی زندگی اگر وفا کرتی تو آپ یقیناً اپنے زور و اثر اور اپنے حسن انصاف سے کام لیکر ہمیشہ کے لئے ہندو مسلم سوال کا خاتمہ کر دیتے مگر ادھر ان کی آنکھ کا بند ہونا تھا کہ چمن کا چمن اجڑ گیا۔ وہ مہاسبھا جس کو ملک بھر میں کوئی اقتدار حاصل نہ رہا تھا میدان خالی پاکر باہر نکلی اور اس نے جمہور ہنود کے مذہبی جذبات بھڑکا کر وہ عالم پیدا کر دیا کہ سنہ ۲۵ء کے انتخابات میں کانگریس کو اس نے شکست فاش دی اور اس کا رسوخ ملک میں بڑھ گیا۔

فرقہ وار مجالس کی کار فرمائی

ہندو مہاسبھا ہو یا مسلم کانفرنس ان میں وہ عنصر شامل رہا ہے جو حکومت پرست بھی ہے یہ سب کچھ جانتا ہے کہ حکومت کے مقاصد کے خلاف نعرہ لگاتے ہوئے اس کا دم فنا ہوتا ہے غلطی یہ ہوئی کہ مہاسبھائی عنصر کانگریس میں بھی داخل ہو گیا اور ڈاکٹر مونجے جیسے مہاسبھائی طرح کانگریس کے پلیٹ فارم پر آکر چمکنے لگے لالہ لاجپت رائے آنجہانی کی بھی یہی صورت تھی کہ ان کا ایک قدم مہاسبھائی اسٹیج پر ہوتا تھا اور دوسرا کانگریس پلیٹ فارم پر کر دیتے اب تک یہی صورت قائم ہے کہ بعض حضرات ممدوح طرفین بنے ہوئے کام کر رہے ہیں کانگریس اور مہاسبھا دونوں کے پلیٹ فارم ان کے میدان عمل ہیں کانگریس نے اس ذہنیت کے مہاسبھائیوں کی وقعت ملک میں بہت بڑھا دی ہے اور یہ کانگریس کو کوئی اہم قدم نہیں اٹھانے دیتے مسلمانوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان کے اجمل ان کے انصاری اور ان کے عالم ان کے آزاد اور ان کے شیروانی وغیرہ نے مسلم کانفرنس میں کبھی قدم نہیں رکھا اور محض حریت و وطنیت کے پشت پناہ بنے رہے لیکن ہنود میں کھلکر جیکر لالہ لاجپت رائے مونجے اور دولت رام جے رام وغیرہ کا یہ وطیرہ رہا کہ وہ فرقہ پرست بھی رہے اور قوم پرست بھی ان کا اقتدار اور ان کا یہ وطیرہ ملک کے لئے نقصان رساں ثابت ہوا اور یہ حالت پیدا ہو گئی کہ کانگریس ہندوؤں کی طرف جھکی تو مسلمان چیخے مسلمانوں سے انصاف کرتی نظر آئی تو ہندو مشتعل ہو گئے۔

مخلص زعماء کانگریس کا کام

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ کانگریس کے مخلص زعماء خواہ ان کی تعداد کتنی ہی کم ہو پوری جرات و صلابت سے کام لیں اور اس پلیٹ فارم کے ہر ممبر کے لئے ہر فرقہ پرست جماعت میں کام کرنا ممنوع قرار دیدیا جائے ملک کی سیاسیات کا تعلق تمام تر کانگریس سے ہو یہ سارا انتشار اسی لئے ہے کہ کانگریس نے پہلے کرنے کا جو کام تھا وہ اس نے نہ کیا ہندو مسلم مفاہمت کے بجائے سیاسیات کو ہاتھ میں لینا چاہئے تھا چونکہ ہندو مسلم نفیس و نفاق کی تاریخ پر ایک صدی گذر چکی ہے اور قلوب میں فرقہ ور جذبات راسخ ہو چکے ہیں اس سے ایک حد تک ضمانت کی رعایت بھی ملحوظ رکھنی پڑے گی لیکن کچھ عرصہ کے بعد جذبات میں سکون پیدا ہو جانے کے بعد متحدہ قومیت کے قیام کے لئے راستہ صاف ہو جائیگا اس وقت کانگریس کے قوی دل اور قوی عزم عناصر کو ایک صحبت میں مجتمع ہو کر بلا رد رعایت یہ فیصلہ کر دینا چاہیئے کہ:۔

(۱) جس صوبے میں جس قوم کی اکثریت ہوگی وہ بہر حالت موثر حیثیت میں قائم رہے گی اور رہنے دی جائیگی اور ہر ایسے اسباب کی مخالفت کی جائے گی جو اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے والے ہوں یا اس کا قریب تر امکان ہو۔ (۲) جس صوبہ میں کسی اقلیت کی تعداد ۲۵ فیصدی سے کم زیادہ ہو یا اقلیتوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہو اور ان کی مجموعی تعداد ۳۳ فیصدی سے کم ہو تو اس ایک اقلیت یا کئی اقلیتوں کو کوئی پاسنگ نہ دیا جائیگا اس لئے کہ مفاد ایک نہیں دونوں کا دیکھنا ہے یہ نہ ہو کہ اقلیتوں کی حمایت و ہمدردی میں اکثریت کو نقصان ہو (۳) اقلیتوں کو پاسنگ دیا ضرور جائے مگر اتنا ہی کہ اس کا اثر اکثریت کی طاقت کو شکست کر دینے والا نہ ہو اس طرح اکثریتیں اور اقلیتیں دونوں مطمئن رہیں گی (۴) ملازمتوں اور دیگر سرکاری اداروں میں بھی یہی تناسب قائم رہے جو اس صوبہ کی کونسل میں نیابت کے لئے تجویز کیا گیا ہے تاکہ اقلیتوں کو پورا بھروسہ ہو جائے اور دیرینہ شکایات رفع ہو کر اتفاق کی روح پیدا ہونے لگے (۵) سندھ و بلوچستان کو علیحدہ کر دیا جائے (۶) نظام حکومت جمہوریہ امریکہ کے طریق پر رکھا جائے اور تمام صوبے اندرونی طور پر آزاد و خود مختار ہوں (۷) تمام اقوام کو اس امر کا یقین دلایا جائے کہ ان کی کلچر، تہذیب، تعلیم، تمدن اور روایات کی پوری حفاظت کی جائیگی گویا ہندوستان میں جو بین الاقوامی میثاق مرتب ہو اس کی اساس و بنیاد یہی اصول ہوں تفاصیل میں مزید امور کا اندراج عمل میں آسکتا ہے البتہ یہ چیز ضرور رکھی جائے انتخاب مخلوط رہے گا اگر بالغوں کو حق رائے دہی ملنے کا امکان ہو تو تخصیص کی ضرورت نہیں ورنہ صورت مخالفت میں نشستوں اور حقوق کی تخصیص ضرور قائم رکھی جائے۔

بین الاقوامی مفاہمت کی ضرورت

اگر کوئی ایسی بین الاقوامی مفاہمت مرتب ہو گئی تو پھر تمام اقوام میں سکون پیدا ہو جائے گا اصلاح حالت دیکھی جاتی ہے اور دوا مریض کی نوعیت پر جوں جوں مریض کی حالت سنبھلتی جاتی ہے ہوشیار طبیب نسخہ ترمیم کرتا جاتا ہے ایسی حالت میں کہ ہندو مسلمان سکھ سب چھٹے ہوں ایک ساتھ تمام نیابت کو مخلوط کر دینا اور قومیت متحدہ کی نظام ایک ساتھ پیش کر دینا سب کچھ تباہ کر دینا ہے کہنے کو یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ کسی امر میں فرقہ وار جذبات کو دخل نہ دیا جائے کہیں آئینی اکثریت قائم نہ ہو کوئی صوبہ فرقہ داری کے اعتبار سے علیحدہ نہ کیا جائے لیکن عملاً یہ چیزیں مفید نہیں۔ قوموں میں باہم اتفاق پیدا کر لے اور انھیں اطمینان دلانے کے لئے سب کچھ کرنا پڑے گا کیونکہ اگر کسی قوم کے قلب میں ذرہ برابر بے اعتمادی اور شبہ باقی رہ گیا تو یہ شک متحدہ قومیت کے قیام کی راہ کا سنگ گراں بن جائے گا اس وقت تو مسلمانوں اور اچھوتوں کے سامنے اکثریت کے اس ہمہ گیر تسلط کے تجربات موجود ہیں جو فرمانروایانہ ریشہ دوانیوں کا رہین منت ہے اس کے بعد جب وہ یہ دیکھ لیں گے کہ اکثریت کی طرف سے انصاف ہو رہا ہے تو پھر کسی پابندی کی ضرورت نہ رہے گی۔ جب مہاسبھا کی طرف سے کہا جاتا ہے یا سکھوں کی زبان سے نکلتا ہے کہ ہم ملک میں آئینی فرقہ وار اکثریتیں برداشت نہیں کرینگے تو فوراً مسلم خیال اس طرف منتقل

ہوجاتا ہے کہ یہ ہمارے پنجاب وبنگال کی اکثریتوں کو ننا کرنے کے لئے ایک جال ہے پھر یہی خیال نااتفاقی کا باعث بنجاتا ہے حالانکہ آئینی اکثریت اور قدرتی اکثریت میں کوئی فرق نہیں بمبئی کی (۹۲) صوبہ متحدہ کی ۸۶ صوبہ متوسط کی ۹۶ مدراس کی ۹۳ بہار کی ۹۰ اور آسام کی ۴۷ فیصدی اکثر ہیتیں اگر اپنی نشستوں میں سے دس سے لیکر ۲۰ نشستیں بھی بانگ کے طور پر دیدیں تو بھی ان کی طاقت برابر غیر محدود غیر متبدل اور دائمی ہی رہتی ہے اور ان کی شکست کا کبھی کوئی بعید تر امکان بھی باقی نہیں رہتا لیکن مسلمانوں کو چونکہ بنگال وپنجاب میں ۵۵ اور ۵۷ فی صدی نشستیں ملیں گی ان کے زوال کا ہر وقت امکان ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ مہاسبھائیوں اور سکھوں نے یہ اعلان کرکے کہ ہم مسلم راج اور مسلم اکثریت ہرگز گوارا نہ کرینگے ان کے اشتباہات کو درجہ یقین تک پہنچادیا ہے اس لئے صورت آئینی تحفظ لازمی ہے یہ انصاف بھی ہے کہ ملک کی تمام اکثریتوں کو محفوظ بھی کردیا جائے اور کسی کو اپنے مستقبل کے

متعلق کوئی اندیشہ باقی نہ رہے جس طرح ہندو میں تعلیم نے بیداری واحساس آزادی پیدا کیا اسی طرح مسلمان بھی تعلیم حاصل کرکے اپنے قومی اور ملکی حقوق کے حصول کی طرف متوجہ ہوگئے اب یہ احساس مٹائے نہیں مٹ سکتا اور اگر ملکی اتحاد اور حصول آزادی مقصود ہے تو اس احساس کی رعایت ملحوظ رکھنی ہوگی جس وقت ہر قوم کو یہ محسوس ہو جائے گا کہ اسے اس کی آبادی اور حق کے مطابق حقوق مل رہے ہیں اور کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہورہی تو تمام فتنوں کا دم گھٹ کر رجائے گا۔

یہ اقتصادی جھگڑا ہے جو مناسب تقسیم ہی سے طے ہوسکتا ہے اگر ملک کی بہتری اور ہندو مسلمانوں کی فلاح مقصود ہے تو ملکی زعماء کو یہ سب کچھ کرنا پڑے گا اور کرنا چاہیئے کیونکہ آزادی بغیر اس کے ملنی غیر ممکن ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے ہر ممکن قربانی کے لئے ملک کو تیار رہنا چاہیئے اس وقت ضرورت تلک اور داس کے جذبہ عمل اور رواداری کی ہے نہ کہ "مونجے" اور "نر ہندر" کی پالیسی پر کاربند ہونگی۔

کام شروع کرنیسے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے اگر اس کام کا انجام اچھا ہو تو اسے شروع کیا جائے اور اگر اس کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں اور کاہنوں کے پھندے میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں ایسے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی جو بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں انہوں نے ایک فالنامہ بنام فالنامہ استخارہ قرآنیہ عربی میں لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن مجید کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کرکے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام و فالنامہ غوث الاعظم و فالنامہ دیوان حافظ و دیگر فالنامے شامل کر دیئے ہیں یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس فالنامہ کا نام

فالنامہ ناصری

ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ ایسی اعلیٰ اور مستند فالناموں کی کتاب اس سے پیشتر شایع نہیں ہوئی قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

زنانہ بستہ

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے لیکر پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی بسر کرسکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جسکو ہمارا زندگی بھی کہتے ہیں حسب ذیل کتابیں ہیں۔

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

جس مضمون پر جو لکھا گیا ہے وہ مکمل ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دلایئے تاکہ وہ گھر داری کے تمام کاموں سے کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے خانہ داری ساس نندوں کے برتاؤ حساب کتاب اور نماز روزے سے اچھی طرح واقف ہو جائے۔

قیمت فی جلد مجموعہ ایک روپیہ مجلد عہ محصولڈاک ۶

پتہ:- حمیدیہ پریس ۔ دہلی

ترکوں کی عظیم الشان سلطنت کی تاریخ

کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بیکسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح مسلمانوں کی مجاہدانہ بہادری سے عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیامیٹ کردینے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری اور استقلال سے ان دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا وہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ تھا ایک طرف تمام دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین اسلام آخر حق کو فتح ہوئی اور باطل مغلوب ہوا ترکوں کا یہ عروج ہوا کہ بڑی بڑی سلطنت کے تاجداروں نے ترکوں سے دوستانہ تعلقات پیدا کرکے اپنے آپ کو محفوظ کیا غرضکہ اس کتاب میں ترکوں کے بادشاہوں کے حالات نہایت تفصیل سے بیان کرکے آخر میں ترکان احرار غازی انور پاشا مصطفےٰ کمال پاشا کے حالات اور خلافت کی منسوخی اور خلیفہ کے حالات بھی درج ہیں کتاب میں چالیس کے قریب تصاویر ہیں اس کتاب کا نام تاریخ سلاطین آل عثمان ہے جس کی قیمت عہ ہے محصولڈاک ۸ کل عہ ۲ پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

سودیشی کی ترویج وترقی

(حضرت سراج مارہروی)

ہندوستان ایک ملک نہیں ایک بر اعظم ہے اور اپنے دنائ اور خزائن ارضی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اگر اس کی قدرتی پیداوار اس کے جنگلات اور اس کی معادن سے فائدہ اٹھایا جائے تو آج کا یہی مفلس اور قلاش خطہ ارضی کل پوری دنیا کی شکم پری کا تنہا کفیل ہو سکتا ہے بدبختی کی یہ انتہا نہیں تو اور کیا ہے کہ جس ملک میں ہر قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہو سرگرم منطقات موجود ہوں جس کے جنگل سرسبز درختوں اور قیمتی لکڑی سے لبریز ہوں جس میں چپہ چپہ پر قدرت کی پیدا کی ہوئی نہریں اور قوی دریا بہ رہے ہوں جس کے ساحل تین طرف سے سمندری لہروں کے بوسہ گاہ بنے ہوں جس کی زمین سونا اگل رہی ہو اور جہاں ہر قسم کے معدنی ذخائر بکثرت بافراط موجود ہوں اور پھر وہاں صنعت و حرفت ناپید ہو اور باشندے افلاس و نکبت کا شکار ہوں یہی ملک اور یہی سرزمین جو آج "خانہ انوری" بنی ہوئی ہر بلا کو لبیک کہتی اور دعوت دیتی رہتی ہے زمانہ قدیم ہی میں نہیں بلکہ آج سے ڈیڑھ سو برس تک محمود زماں بنی ہوئی تھی اور اپنے صنعتی کمال اور کثرت تمول میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی ہندوستان کے محض ایک شہر دہلی سے نادر شاہ ۶۲½ کروڑ پونڈ بطور مال غنیمت لے گیا اور اسی کے شاہی ٹھاٹھ باٹ کے متعلق ایک مغربی فاضل ایل ہنگینی اپنی گرانمایہ تصنیف "قدیم و جدید دہلی" میں لکھتا ہے کہ :-

"بادشاہ سنہری قبا پہنے اور شاہی مرصع دستار باندھے ایک میں نگار خانہ چین بنے ہوئے تھے قصر حکومت کی تزئین و آرائش اور سلیقہ مندی ہنرمندی و کمال کی ایک زندہ شہادت تھی سریر فرماں روائی خالص سونے کا تھا جو دو عظیم الہیئت اور خوشنما طاؤسوں پر قائم تھا ان طاؤسوں کی پھیلی ہوئی دمیں بیش بہا جواہرات سے مرصع تھیں بالائی جانب شہرہ آفاق ہیرا "کوہ نور" نصب تھا اس طرح شہنشاہی عظمت قلعہ دہلی کے اس کتبہ کو صحیح ثابت کر رہی ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

یہ تو پرانا فسانہ کہن ہے اس وقت کا ہی ایک ہلکا سا نقشہ مشاہدہ کرنے جائیے جبکہ شبستان ہند میں اسلامی شمع جھلملا رہی تھی اقتدار حکومت کی بساط بہت کچھ الٹ چکی تھی اور جو کچھ رہ گئی تھی وہ بھی الٹنے والی تھی اور انگریزوں کی سعید قوم سات سمندر پار کر کے ہندوستان تک پہنچ گئے تھے ایک انگریز فاضل ہی لکھتا ہے اور ہندوستان کے محض ایک صوبہ بنگال کے متعلق لکھتا ہے کہ :-

"سراج الدولہ کی وفات کے بعد بنگال کے سیاح تصدیق کریں گے کہ یہ دنیا کی سب سے مالدار آباد اور زرخیز سلطنت تھی تجار امراء اور صناع دولت و ثروت کے گہوارہ میں جھول رہے تھے اور یہ حالت تھی کہ ہر کہ و مہ اطمینان و فراغت کی پر عیش زندگی بسر کرتا تھا مگر پبلک کو ہر طرح پریشان کر کے ملک تباہ کر دیا گیا چھ سال ہی کی مختصر مدت میں اس دولتمند قلمرو کے نصف بڑے بڑے شہر اجڑ گئے اور دنیا کی سب سے زیادہ زرخیز زمین تباہ کر ڈالی گئی اور بجائے کم و بیش پچاس لاکھ بے ضرر اور محنتی انسان جلا وطن و برباد ہو گئے"

سر ولیم ہنٹر کو بھی اعتراف ہے کہ ہندوستان اپنی قدرتی دولت و وسائل اور وسیع ساحل سمندر کی وجہ سے تمام ایشیائی ممالک میں درجہ امتیازی رکھتا ہے اس کے باشندوں کے صنعتی کمالات نے اس کی حیثیت بہت بلند کر دی ہے۔

ہندوستان کی صنعتی ترقیات

پروفیسر ٹیبرسی لکھتے ہیں کہ :-

"اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ ہندوستان اور بابل کے مابین ۳۰۰۰ ق ء تجارتی تعلقات قائم تھے ۲۰۰۰ ق ء کی مومیا کی ہوئی مصری نعشیں نفیس ہندوستانی سر بیب میں ملفوف دستیاب ہوئی ہیں سلطنت روما میں ہندوستانی کپڑے کی بڑی کھپت تھی جو رقم اس طرح محقق ہوا ہے کہ "المیڈر پلینی" نے شکایت کی ہے کہ روم کی بہت بڑی رقم ہر سال ہندوستانی کپڑے کی خرید پر خرچ ہو رہی ہے ڈھاکہ کی ململ دیونان تک رسائی حاصل کئے ہوئے تھی اور وہاں گنجی ٹیکا کے نام سے مشہور تھی"

مسٹر مارٹن اپنی کتاب "سلطنت ہند" میں فرماتے ہیں :-

"جب برطانیہ کے باشندے جہالت کی زندگی بسر کر رہے تھے ڈھاکہ کی جید باریک ململ کشمیر کی خوشنما شالیں اور دہلی کے قیمتی ریشمی پارچات قیاصرہ روم کے دربار میں معزز خواتین بڑے شوق سے استعمال کرتی تھیں برآمد تجارت کی فراوانی اور ملک کی صناعی نے پوری دنیا کو انگشت بدندان بنا رکھا تھا جس طرح آج یورپ و امریکہ کو ان کی صنائع و تجارت نے خزینہ بردار دولت بنا رکھا ہے اور وہاں کا ہر باشندہ اطمینان و سکون کی زندگی بسر کر رہا ہے یہی حالت کسی وقت ہندوستان کی بھی تھی اور یہاں کا کپڑا اور یہاں کی چیزیں سپاہان اور روم تک پہنچتی تھیں۔

رنگدار کپڑے دھاتوں کے نازک اور منقش ظروف ہاتھی دانت صندل اور شیشم کی لکڑی کی چیزیں جن پر اعلیٰ درجہ کے نقش و نگار بنے ہوتے تھے یاقوت موتی مخمل زربفت کمخواب اور باریک ململ وغیرہ ہر قسم کی اشیاء ہندوستان سے اس وقت دنیا کے گوشوں میں پہنچ رہی تھیں جب لندن کو کوئی تاریخی اہمیت حاصل نہ تھی اس وقت ہندوستان ہی دنیا کی نفع رسانی اور زرریز تجارتوں کا مرکز تھا یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں کوئی تعلی اور مبالغہ نہیں آپ ذرا ڈبلیو ولسن کی تاریخ ہند جلد اول کے صفحات کھول کر مطالعہ کریں یہی ممتاز مورخ ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ :-

"اٹھارویں صدی تک ہندوستان کے سوتی اور ریشمی کپڑے انگلستان کے تیار کردہ پارچات کی بہ نسبت برطانی منڈیوں میں پچاس ساٹھ فیصدی رعایت سے فروخت کئے جا سکتے تھے چنانچہ برطانیہ میں بعض ہندوستانی کپڑوں پر کلیتاً ممنوع قرار دیدی گئی اور بعض کپڑوں پر ۷۰ فیصدی اور ۸۰ فی صدی تک محصول لگا دیا گیا اگر یہ کارروائی نہ کی جاتی تو مانچسٹر وغیرہ کے کارخانے ابتداہی میں بند ہو جاتے اور مشینوں کے ایجاد ہونے کے بعد بھی جاری نہ رہتے انھیں محض ہندوستانی کارخانوں کی تباہی کے باعث ہی فروغ نصیب ہوا۔

صنعتی تباہی کی داستان الم

اگر ہندوستان خود مختار ہوتا تو وہ بھی برطانیہ کی مال پر امتناعی محصول لگا کر اپنی صنعت کی تباہی کو بچا لیتا لیکن وہ اجنبیوں کے رحم پر تھا برطانوی مال اس کے سر منڈھا گیا جس پر ہندوستان میں کسی قسم کا محصول نہیں لیا جاتا تھا آخر الامر وہ کامیاب ہو گئے اور ان کے حریف ہندوستان کو پوری شکست ہوئی، مسٹر ڈگبی کا بیان ہے کہ:-

۱۸۱۵ء میں ہندوستان کے سوتی کپڑے تیار کرنے والوں سے حسب ذیل محصول لیا جاتا تھا:-

سو پونڈ کی چھینٹ پر	۱۸ پونڈ ۲ شلنگ ۱۱ پنس
سوتی کپڑے پر	۱۸ پونڈ ۲ شلنگ ۳ پنس
پچاس سیر روئی پر	۸۱ پونڈ ۱۶ شلنگ ۱۱ پنس
سو پونڈ کی پھولوں والی ململ پر	۳۲ پونڈ ۹ شلنگ ۳ پنس

پروفیسر ولسن لکھتے ہیں کہ:-

سترہویں صدی کے آخر میں نفیس اور عمدہ ہندوستانی چھینٹ اور ململ بہت بڑی مقدار میں انگلستان بھیجی گئی اور اس قدر مقبول ہوئی کہ مقامی اونی ریشمی کپڑے کی تجارت سخت خطرے میں پڑ گئی چنانچہ اس کی روک تھام کے لئے ۱۷۰۰ء اور ۱۷۲۱ء میں پارلیمنٹ نے ایسے قوانین منظور کئے جن کی رو سے انگلستان میں ہندوستانی کپڑے کا استعمال قطعاً ممنوع قرار پا گیا انتہا یہ ہے کہ ۱۷۶۶ء [illegible] میں ایک انگریز خاتون پر محض اس جرم کی پاداش میں دو ہزار پونڈ جرمانہ ادا کرنا پڑا کہ اس کے پاس اتفاق سے محض ایک رومال ہندوستانی کپڑے کا نکل آیا تھا۔

یہ ایک بڑی طویل اور الم ناک داستان ہے جس کی تفصیل کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا اس سے آپ کو اتنا اندازہ تو ہو گیا ہو گا کہ ہندوستان ایک نہایت زرخیز اور قدرتی وسائل سے مالا مال ملک ہے اور ان خصوصیات کا حامل ایک ملک جتنی ترقی کر سکتا تھا ہندوستان نے اپنے ایام غلامی سے پیشتر کے زمانہ میں اتنی ترقی بھی کی جس طرح آج بدیشی مال سے سبکدوش ہونے نجات پانے اور اپنی مصنوعات اور اپنے کپڑے کو ترقی دینے اور استعمال کرنے کا جذبہ ہمارے قلوب کے اندر پرورش پا رہا ہے اسی طرح عہد قدیم میں رومی مصری، یونانی اور انگریزی افراد بھی ہندوستانی مال سے جان چھڑانی چاہتے تھے اور جب انھیں موقع ملا انہوں نے اس سے رستگاری حاصل کرنے کی ہر ممکن سعی کی۔

کفن کی خرید لنکاشائر سے

ہندوستان میں سودیشی کی تحریک کئی مرتبہ شروع ہوئی اور آجکل تو اس کا شباب ہے لیکن یہ حقیقت کس درجہ تاسف انگیز اور رنجدہ ہے کہ ہندوستانیوں نے اس سے کبھی وہ فائدہ نہیں اٹھایا جو اٹھانا چاہیے تھا غور کیجیے کہ ہم ۶۰ کروڑ روپیہ محض اپنا لباس مہیا کرنے کے لئے ہر سال لنکاشائر کو دے دیتے ہیں اگر یہ روپیہ ملک کا ملک ہی میں رہے تو صرف ایک سال ہی کی آمدنی سے ہم اپنے تمام صنعتی نظام کو درست ہی نہیں کر سکتے بلکہ پورے عروج پر پہنچا سکتے ہیں جو ملک ہر سال صرف ایک کپڑے کی خریداری میں ۶۰ کروڑ کی خطیر رقم ضائع کر سکتا ہے اور اپنی پوشش اور تن کو ڈھانکنے کا بھی خود بندوبست نہیں کر سکتا اس کی بیچارگی و زوال کا جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے حالانکہ اگر سب مل کر عہد کر لیں کہ ہم اپنے ہی ملک کا کپڑا استعمال کریں گے تو ایک قلیل وقفہ مدت میں ملک کی حالت میں انقلاب عظیم برپا ہو سکتا ہے اگر ہم اپنا مال باہر نہ بھیج سکیں تو یہی تو نہ ہو کہ اپنی ضروریات کے لئے اغیار کے دست نگر نہ رہیں یہ وقت مساعد ہے لوگوں کی توجہ سودیشی کی طرف مائل ہو رہی ہے کپڑے کی درآمد بہت کمی ہو گئی اور ہمارے کارخانے خوب ترقی کر رہے ہیں ضرورت ہے کہ اس حالت کو نہ صرف مستقل رکھیں بلکہ اسے مزید ترقی دینے کی پوری سعی کی جائے۔

ہندوستان کے اندر جہاں گذشتہ سال مارچ ۱۹۳۱ء میں ۷۴۰۶۲۰۰۰ پونڈ سوت تیار ہو رہا تھا وہاں اس سال اسی ماہ مارچ ۱۹۳۲ء میں ۸۶۴۴۵۰۰۰ پونڈ تیار ہوا اسی طرح جہاں مارچ ۱۹۳۱ء میں ۵۰۱۹۰۰۰ پونڈ سوت کا کپڑا تیار ہوا تھا وہاں مارچ ۱۹۳۲ء میں بڑھ کر اس کی مقدار ۵۸۵۶۷۰۰۰ پونڈ ہو گئی گذشتہ سات مہینے میں ستمبر ۱۹۳۱ء سے لیکر مارچ ۱۹۳۲ء تک ۵۷ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ وزن کا سوت تیار ہوا اور ۴۰ کروڑ ۶۰ لاکھ پونڈ وزن کا کپڑا بنا گیا جو زمانہ سابق سے بہت زیادہ ہے اگر پورے سال کا حساب لگایا جائے تو ذیل کے اعداد و شمار ہماری بصیرت کے لئے ہمارے سامنے آ جاتے ہیں:-

سنہ ۳۰-۱۹۲۹ء	سنہ ۳۱-۱۹۳۰ء
(۸۳۳۸۶۰۰۰۰) پونڈ	۸۶۷۲۷۹۰۰۰ پونڈ

سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء ۹۶۶۴۰۷۰۰۰ پونڈ سوت ۶۷۲۲۵۷۰۰۰ پونڈ کپڑا

یہ تمام مال بھی ملک کی ضروریات کے لئے کافی نہ تھا تاہم تجارتی اغراض کے لئے درآمد اور برآمد دونوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اپریل ۱۹۳۱ء سے مارچ ۱۹۳۲ء تک سال بھر میں برطانی ہند سے جو کپڑا باہر بھیجا گیا اس کی مقدار ۱۲ کروڑ ۳۰ لاکھ پونڈ ہے حالانکہ ۳۱-۱۹۳۰ء میں یہ ۲۸ کروڑ ۳۰ لاکھ اور ۳۰-۱۹۲۹ء میں پوری ڈھائی کروڑ پونڈ تھی گویا اس عرصہ میں ایک طرف تو برآمد میں کمی ہوئی اور دوسری طرف تیاری میں اضافہ ہو گیا بالفاظ دیگر ملک میں کپڑے کی مانگ زیادہ ہوئی اس میں ہر قسم کا موٹا باریک سفید اور رنگین کپڑا شامل ہے بعض کپڑے اعلیٰ قسم کے بھی ہیں ان اعداد و شمار کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں صنعت پارچہ بافی روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

سودیشی اشیاء کے استعمال کا احساس

اگرچہ صورت قائم رہ گئی اور لوگوں کی توجہات اسی طرح سودیشی کی طرف مائل ہوتی گئیں تو ملک کو یقیناً اس سے زیادہ اور زبردست فائدہ پہنچے گا مسلمانوں کو غالباً یہ معلوم نہ ہوگا کہ زمانہ سابقہ میں کپڑے کی تمام صنعت مسلمانوں ہی کے ہاتھوں میں تھی وہی سوت تیار کرتے تھے وہی بنتے تھے اور وہی فروخت کرتے تھے جب سے چرخہ کا دور شروع ہوا ہے مسلمان جلاہوں کو اس سے بڑا فائدہ پہنچا ہے اور وہ پہلے سے زیادہ خوشحال ہو گئے ہیں مزید کوئی بڑا نفع حاصل نہیں ہوتا تاہم یہی کیا کم ہے کہ وہ اس کساد بازاری کے زمانہ میں بیکاری بیروزگاری کے مصائب سے محفوظ دامون ہیں تنہا ایک صوبہ بہار میں اس وقت تقریباً دو ہزار جلاہے کھدر کی بدولت عیش کر رہے ہیں کھدر کا تو تمام تر دھندا بیسلاتی ہی کے ہاتھوں میں جاتا ہے اس لئے کہ ہندو جلاہے بہت کم ہیں اور اس پیشہ میں ملک کے اندر مسلمانوں کی تعداد کسی طرح بھی ۹۰ فیصدی سے کم نہیں ان حالات کے پیش نظر

یہ امر کس قدر افسوسناک ہے کہ جہاں ہنود میں ۹۰ فیصدی افراد کھدر پوش ہو چکے ہیں وہاں مسلمانوں میں دس فیصدی بھی ایسے نہ نکلیں گے جو کھدر میں ملبوس نظر آئیں ہندو دیویوں کو دیکھئے بڑے بڑے متمول اور صاحب ثروت گھرانوں کی خواتین جو اپنے لباس پر بلا مبالغہ ہزارہا روپیہ خرچ کر دیتی تھیں اب محض ایک کھدر کی ساڑھی اور شلوکے میں ملبوس نظر آ رہی ہیں اور اس طرح اس قوم کا لاکھوں روپیہ اضاعت سے بچ رہا ہے لیکن مسلمان جو کساد بازاری کا سب سے بڑا شکار ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی عورتیں تو کھدر سے بالکل نفور ہیں اور خود اگر ایک جوڑا بنا بھی لیا تو چار جوڑے جاپانی اور ولایتی کپڑے کے ضرور ہوں گے اگر ایک گھرانے کو اوسطاً پانچ آدمیوں پر مشتمل قرار دے لیا جائے اور ایک اوسط درجہ کے کپڑے کے اوسط خرچ کا اندازہ لگایا جائے تو کم از کم سو روپیہ سالانہ ہوگا متمول گھرانوں میں تو یہ خرچ ہزار دو ہزار سالانہ سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا لیکن اب حالت یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کے معمولی گھرانوں کا بھی یہ عالم ہے وہاں ہنود کا امیر سے امیر گھرانا سو سوا سو روپیہ سالانہ سے زیادہ نہیں خرچ کرتا پھر مسلمان قوم فطرتاً فضول خرچ اور مسرف واقع ہوئی ہے اگر اس قوم میں کھدر کو فروغ حاصل ہو تو اس میں کفایت شعارانہ عادات بھی راسخ ہو جائیں اور اس کا لاکھوں روپیہ بھی تضییع و تباہی سے بچ رہے مسلمان سودیشی کی تحریک سے علیحدہ ہو کر تجارتی طور پر بھی تباہ ہو رہے ہیں اور سیاسی طور پر بھی اس علیحدگی ہی نے انہیں اسراف و تبذیر کا شکار بنا رکھا ہے اسی کی بدولت لباس پر انہیں اپنی ہمسایہ قوم کی بہ نسبت کہیں زیادہ روپیہ برباد کرنا پڑ رہا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان کے روپے سے ان کے سیاسی اور صنعتی حریفوں کو تقویت حاصل ہو رہی ہے اور اپنے ملک والے پریشان و سراسیمہ اور بیکار و بھوکے ننگے مرتے چلے جا رہے ہیں۔

سودیشی اور ہمارے فرائض

ہمارے پاس سیاسی قوت نہیں تا وقتیکہ ہم قانون نہیں بنا سکتے بیرونی اشیاء پر محصول لگانے کی طاقت ہمارے اندر موجود نہیں لیکن ہم اور کچھ نہیں تو یہ تو کر سکتے ہیں کہ بیرونی اشیاء کا استعمال ترک کر کے اور اپنے ملک ہی کی بنی ہوئی اشیاء خرید کر اپنی طاقت بڑھا سکتے اور اپنا کروڑوں بچا سکتے ہیں اور اپنے لاکھوں بیکاروں کا پیٹ پال سکتے ہیں ہم تو یہی کہیں گے کہ ہندوستان کی قسمت سو رہی ہے اور لنکاشائر کا ستارہ عروج پر ہے ورنہ اہل ہند اگر چاہیں اور متحد اور متفق ہو کر سعی کریں اور اس امر کا تہیہ کر لیں کہ ہم سودیشی ہی مال خریدیں گے اور سودیشی اشیاء استعمال کریں گے تو سالوں نہیں مہینوں میں ملک کے اندر ایک انقلاب عظیم برپا ہو سکتا ہے کتنے شرم اور غیرت کا مقام ہے کہ ہمارے اپنے بھائی تو بھوکے مر رہے ہیں اور انہیں کرنے کے لئے کوئی کام نہیں ملتا اور ہم ہیں کہ انہیں چھوڑ کر دوسروں کی شکم سیری کے سامان فراہم کر رہے ہیں۔

جب ہر چیز ہمارے ملک میں پیدا ہوتی ہے اور سب کچھ ہندوستان ہی میں تیار ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اب زیادہ عرصہ تک دوسروں کے دست نگر رہیں اور ہمارے عزیزوں کی نعشوں پر کفن بھی پڑے تو لنکاشائر کا بنا ہوا جس سرزمین کو قدرت کی فیاضیوں نے مالامال بنا رکھا ہو اور جہاں سونے کے دریا بہتے رہے ہوں وہاں کے باشندے نان شبینہ کو محتاج رہیں اس میں نہ لنکاشائر کا قصور ہے اور نہ مانچسٹر کا قصور ہے وہ اپنا مال ہم پر جبر تو نہیں کرتے کہ ہم لازماً انہیں کا مال خریدیں ہم میں خود والی نو انگر پیدا ہوتے ہیں اور خود ہی ان کی ہمدردی کا اعلان کرتے ہیں نہیں کسی کے مقاطعہ کی ضرورت اور نہ تنفر سے واسطہ انگلستان بھی خوش رہے اور جرمنی بھی ہمیں تو اپنا ناؤ دیکھنا ہے۔

عبرتناک حقائق

ہندوستان کے متعلق شہرت دی جاتی ہے کہ یہ محض ایک زراعتی ملک ہے لیکن خوب سمجھ لو اس کی حقیقت ایک زراعتی پروپیگنڈے سے زیادہ نہیں کون نہیں جانتا کہ آج تمام دنیا کی صنعت و حرفت کا انحصار اور دارومدار لوہے اور کوئلہ پر ہے اور یہ دونوں چیزیں ہندوستان میں بکثرت پائی جاتی ہیں اگر ہندوستان ان سے کام لے تو وہ ترقی کے فلک الافلاک پر پہنچ سکتا ہے لیکن آپ کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ ہندوستان کو خود لوہا اور کوئلہ تک باہر سے منگانا پڑتا ہے معمولی معمولی چیزیں جو ہندوستان میں بآسانی تیار ہو سکتی ہیں انہیں کروڑوں روپیہ دیکر ہمیں یورپ و امریکہ سے خریدنا پڑتا ہے انتہا یہ ہے کہ مٹھائیاں بسکٹ کھلونے چھتریاں موزے بنیان جوتے رومال اور ٹوپیاں تک باہر سے آتی ہیں حالانکہ ان میں کونسی چیز ایسی ہے جو ہمارے ملک میں نہیں بن سکتی کروڑوں روپیہ بھی ضائع ہوتا ہے لاکھوں انسان بھی بیکار رہتے ہیں اور ملک کی غربت بھی بڑھتی ہے اور پھر بھی ہمیں احساس نہیں ہوتا ہندو تو پھر ایک دولتمند قوم ہے مسلمان ہیں غریب سب سے پہلے انہیں سودیشی اشیاء کی طرف قدم اٹھانا چاہئیے تھا لیکن یہ ایک عبرت انگیز نظارہ نہیں کہ ملک کی ایک متمول قوم سودیشی اختیار کرتی چلی جا رہی ہے اور مسلمانوں کو اپنے افلاس کے باوجود اس طرف توجہ نہیں۔ مسلمانوں کو چاہئیے کہ وہ اس ضمن میں بیش از بیش توجہ سے کام لیں اور عہد کر لیں کہ وہ مصنوعات ملکی کو ترقی دینے میں انتہائی سعی کریں گے۔

بہترین استاد معلم

اس میں موٹر کار مشین کے تمام پرزوں کی تصویریں دیکر سمجھایا ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بلا امداد استاد بغیر دشواری کے سمجھ جاتے ہیں اور موٹر مشین کی حقیقت کو جان لیتے ہیں۔

قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

اتالیق موٹر

اس کتاب میں موٹر مشین کے تمام نقائص بتلا کر ان کو درست کرنے کی آسان اور سہل ترکیبیں بتلائی گئی ہیں جس سے ہر شخص مشین کے تمام پرزے اور ان کے نقائص کو سمجھ کر ان کے درست کرنے کی قابلیت آجاتی ہے۔ قیمت صرف عہ علاوہ محصول ڈاک اگر دونوں ساتھ منگائیں تو ۸ر محصول معاف۔

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

فتح قسطنطنیہ

اسلام کی ایک جلیل القدر اور مہتم بالشان فتح

از خان رستم علی خاں (آف بریلی)

دنیا میں بہت سی ایسی اقوام ظہور پذیر ہوتی رہی ہیں جنھوں نے اپنے قوت بازو شجاعت اور دلیری و مردانگی سے صدہا ممالک مسخر کئے اور اپنی فتوحات کے پرچم اس وسیع عالم کے مختلف حصوں پر اڑائے۔

رومیوں نے ایک مدت دراز تک اسی دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ پر اپنی پر شوکت و عظمت سلطنت قائم رکھی یونانی بھی اپنی فتوحات اور وسعت سلطنت کے لئے کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں ایرانیوں نے بھی صدیوں تک اسی زمین کے اوپر اور اسی آسمان کے نیچے اپنا کوس حکمرانی و جہانبانی بجایا قدیم ترین زمانہ کے مصری بھی فاتح اقوام کی صف میں اپنی فتوحات اور کشورستانی کی وجہ سے کھڑے کئے جاتے ہیں غرض دنیا میں اسی طرح سے بہت سی اسی قسم کی فاتح اقوام منظر شہود پر جلوہ گر ہو چکی ہیں لیکن دنیا کی ان فاتح اقوام کی فہرست میں ایک ایسی قوم کا نام بھی درج ہے جنے اپنے جوش اور ولولہ ایمانی اور اپنے ایثار و قربانی کے ساتھ اپنے مذہب مقدس کی اشاعت اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پیغام حق سنانے کی غرض و غایت سے اپنے تنگ گھوڑوں کو یلغار کرتے ہوئے مشرق و مغرب میں پھیل گئی ان کی شمشیروں کے بل بوتے پر دنیا کو آپس میں واحد میں فتح کرکے اپنی معدلت گستری انصاف پروری مساوات آزادی اور رحمدلی کے ذریعہ امن و امان بنادیا اور اپنی فتوحات کے ساتھ دنیا کی اقوام پر صرف حکومت ہی نہیں کی بلکہ ان کو فلسفہ منطق نجوم ریاضی تاریخ و جغرافیہ وغیرہ علوم کی بیش بہا دولت سے مالا مال کیا۔

یہ قوم کون تھی یا کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ اس قوم کا نام مسلمان ہے جو کہ صحرائے عرب کے تپتے ہوئے ریگستان میں پیدا ہوئی اور وہیں نشو و نما پاکر نشۂ توحید میں مست و مدہوش ہو کر اپنے اولوالعزمانہ اور بے پناہ جہانگیرانہ حوصلوں کی بدولت مشرق میں چین تک تو مغرب میں اسپین تک جا پہنچی اور صدہا سال تک دنیا پر حکمراں رہی لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی اپنی بدبختی اور بدقسمتی سے احکام خدا اور رسول سے روگردانی ہی ان کی ہر قسم کی ناکامی اور تباہی کا راز مضمر تھا۔ منھ موڑ کر دنیا کی لذات اور عیش و عشرت میں پھنس کر اپنے اجداد کے نقش قدم سے دور ہو کر اپنی قوت اور عظمت کھو بیٹھے اور قعر مذلت میں جا گرے آج اب موجودہ زمانہ میں دنیا کی یہی فاتح باوقار اور اولوالعزم قوم اپنی لاپرواہی اور احکام دین کی فراموشی کی وجہ سے دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ میں غلامی کی کڑی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اپنی زندگی نہایت ذلت کے ساتھ بسر کر رہی ہے اپنی قوم کی موجودہ حالت دیکھ کر ہمیں اپنے اجداد کے کسی کارنامہ کو بیان کرتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے کہ وہ کیسے ہمہ صفت موصوف بزرگ تھے اور ان کی اولاد زیادہ تر کیسی نا خلف واقع ہوئی ہے اور بجائے اسکے کہ اپنے کارناموں سے ان کے نام کو اور زیادہ تاباں و درخشاں بنائے اور الٹا اپنے افعال بد اور دل آزاریوں سے ان کے نام نامی کو رسوا و بدنام کر رہی ہے

برادران اسلام! آج میں آپ کے روبرو آپ کے مایۂ ناز اور باعث افتخار بزرگوں کی فتوحات میں سے ایک ادنی کارنامہ جو کہ ان کی دیگر فتوحات کے سامنے ہیچ اور کسی زیادہ اہمیت کا مالک نہیں ہے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ شاید ہم اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے پڑھ پڑھ کر کچھ غیرت و حمیت کا احساس پیدا ہو اور مثل سابق کے پھر وہی جوش و ولولہ اور جذبہ خدمت خلق اسلام و اسلامیان ہمارے دلوں میں موجزن ہو اور ہم پھر ایک مرتبہ دنیا میں اسلام کا غلغلہ بلند کر سکنے کے قابل ہوں اور دوبارہ مسلمان کا نام بلند کر سکیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

قسطنطنیہ کا جائے وقوع یہ شہر دنیا کے دو براعظموں یورپ اور ایشیا کے درمیان مثل ایک دروازہ کے واقع ہوا ہے جیسے کہ دو مکانوں میں آمد و رفت کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے ایک دروازہ بنا لیا جاتا ہے بالکل یہی حال اس شہر کا ہے اس شہر کا مشرقی جانب اگر آپ ہے تو آپ کا قدم سرزمین ایشیا میں ہوگا اور مغرب کی جانب رخ کیجئے تو آپ اپنے کو یورپ میں پائینگے۔

قسطنطنیہ آبنائے باسفورس کے دونوں جانب آباد ہے اس وجہ سے اس کے دو حصے ہو گئے ہیں ان کا ایک حصہ استنبول کے نام سے مشہور ہے اور اسی حصہ میں مشہور و معروف مساجد و مقابر ہیں کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی بھی شہر کے اسی حصہ میں زیادہ ہے دوسرے حصہ کا نام غلطہ ہے اور اس حصہ میں تمام یورپ کے بڑے بڑے تاجر اور سفرائے سلطنت سکونت پذیر ہیں۔

شہر کی وسعت اور اسکی تمدنی حالت علامہ شبلی نعمانی جو کہ ایک مشہور ہندوستانی سیاح عالم ہوئے ہیں اپنے سفرنامہ قسطنطنیہ کی وسعت کے متعلق اس طرح لکھتے ہیں:۔

"شہر کی وسعت اور تمدن کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خاص استنبول میں ۵۰۰ جامع مسجدیں ۱۸ حمام ۲۲۴ سرائیں ۱۶۳ مدارس قدیم ۵۰۰ مدارس جدید ۱۱ کالج ۵۰ کتب خانے ۱۵۰ دواخانے ۸۳ چھاپے خانے ہیں کاروبار اور کثرت آمد و رفت کی یہ کیفیت ہے کہ متعدد ٹرامویں گاڑیاں بارہ دخانی جہاز زمین دوز الیکٹرک ریل معمولی نہیں وہ ہر آدھ گھنٹہ کے بعد چھوٹتی ہیں ہر وقت چلتی رہتی ہیں اور باوجود اس کے سڑکوں پر پیادہ چلنے والوں کا اس قدر ہجوم رہتا ہے کہ ہر وقت میلہ سا معلوم ہوتا ہے غلطہ اور استنبول کے درمیان جو پل ہے اس پر سے گذرنے کی محصول فی شخص ایک پیسہ ہے اس کی روزانہ آمدنی پانچ چھ ہزار سے کم نہیں ہے۔

قہوہ خانے نہایت کثرت سے ہیں میرے خیال میں پانچ چھ ہزار سے کم نہ ہونگے بعض بعض نہایت عظیم الشان ہیں ان کی عمارتیں شاہی محل

معلوم ہوتی ہیں قہوہ خانوں میں ہمیشہ ہر قسم کے شربت اور چائے و قہوہ وغیرہ تیار رہتا ہے اکثر قہوہ خانے دریا کے ساحل پر اور بعض عین دریا میں ہیں جن کے لئے لکڑی کا پل بنا ہوا ہے قہوہ خانوں میں روزانہ اخبارات بھی موجود رہتے ہیں لوگ قہوہ پیتے جاتے ہیں اور اخبارات دیکھتے جاتے ہیں قسطنطنیہ بلکہ ان تمام ممالک میں قہوہ خانے ضروریات زندگی میں محسوب ہیں۔

یہ ذکر بھی شہر کی وسعت اور تمدنی حالت کے متعلق کم از کم اب سے تیس پینتیس سال قبل کا ہے اور اب موجودہ کمالی حکومت کے زمانہ میں تو جانے کتنے اسکول کالج، کلب، ہوٹل، سینما اور ناچ گھر قائم ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں

قسطنطنیہ کی وجہ تسمیہ اور اسکی تعمیر

جیسے کہ آجکل لندن پیرس برلن ماسکو وغیرہ دنیا کی عظیم ترین نصرانی سلطنتوں کے دار السلطنت ہونیکا فخر حاصل کئے ہوئے ہیں بالکل اسی طرح قسطنطنیہ بھی کبھی دنیا کی ایک عظیم الشان اور پر شوکت و عظمت نصرانی سلطنت کا پایہ تخت رہ چکا ہے اس شہر کا بنیاد قسطنطین اعظم نے جو کہ سلطنت روم کا ایک عظیم المرتبت شہنشاہ ہوا ہے ۳۲۶ء میں ڈالی تھی اس شہر کی تعمیر کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ قسطنطین اعظم کے جلوس سلطنت کے قبل سلطنت روم میں طوائف الملوکی کا بازار گرم تھا اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی بادشاہوں نے سلطنت روم پر حکومت کی لیکن اس اولو العزم مرد (قسطنطین) نے اپنے تدبر و دوراندیشی اور سپہ گری سے تمام اندرونی خرخشوں کو مٹا کر سلطنت روم کو طوائف الملوکی کے عذاب سے نجات دلائی اور اس عظیم الشان سلطنت کے پراگندہ شیرازہ کو یکجا کر کے اس کا حکمران بن بیٹھا جب شہنشاہ مذکور کا قبضہ و اقتدار ساری مملکت پر قائم ہو گیا اور جتنے حریف اور باغی تھے یا تو شکست کھا کر نیست و نابود ہو گئے اور یا اُن میں سے بعض نے شاہ ذوالاقتدار کے روبرو سر تسلیم خم کر دیا اس عظیم الشان کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد بادشاہ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ سلطنت میں اس قسم کا انتظام ہو کیا جائے کہ پھر آئندہ سلطنت اسی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائے جس عذاب سے کہ اس نے اس سلطنت کو اپنی محنت و جانفشانی کے بعد رہائی دلائی تھی انتظامی حالت درست کرنے کی فہرست میں ایک کام تبادلہ پایہ تخت بھی تھا نیا پایہ تخت قائم کرنے کے لئے وہ ایسی جگہ کا متلاشی تھا جو کہ بحر اسود کے ساحل پر واقع ہو اور جہاں سے کہ وہ اپنی بحری و بری دونوں طاقتوں کو اپنے حریفوں کے خلاف آزادانہ اور بآسانی استعمال کر سکے یہ جگہ اس کے دشمنوں کی رسائی کے لئے دشوار گذار راہوں اور ناقابل عبور دریاؤں سے پر ہو۔

آخر کار اسی تلاش اور جستجو میں اس جگہ کو جہاں پر کہ اب قسطنطنیہ واقع ہے اس کی جمیل نظر انتخاب نے پسند کیا اور یہاں پر اس نے اس مشہور تاریخی شہر کی بنیاد ڈالی جو کہ بعد کو عروس البلاد کے نازنین خطاب سے یاد کیا گیا جدید دار السلطنت کی حدود خاص مقرر کرنے کے لئے شہنشاہ نے خود اپنے ہاتھ میں ایک نیزہ لیا اور ارکین دولت و اعیان سلطنت کے ہمراہ شاخ زرین کے کنارے کنارے مغرب کی جانب زمین پر خط کھینچتا ہوا چل دیا اور جب تک دم نہیں لیا جب تک کہ اس کے کشیدہ خط کے حلقہ میں وہ ساتوں پہاڑ نہ آ گئے جو کہ بحیرہ مارمورا اور شاخ زرین کے درمیان واقع ہیں اور آپس میں ایک دوسرے

سے کہیں پر بھی علیحدہ نہیں ہوئے ہیں قسطنطنیہ کی تعمیر کا آغاز ہو گیا اور بڑے بڑے کوشک قصور اور معابد (کلیسے) قلعجات اور شاہی محلات و نیز وزراء امراء کے فلک بوس عمارتیں اور کشادہ و وسیع شاہراہیں اور بازار تیار ہو گئے جن میں سے چند کی کیفیت مندرجہ ذیل ہے۔

ایوان شاہی اس عمارت نے چار سو پچاس بیگھوں پر مشتمل زمین گھیر رکھی اور اسی عمارت میں شاہی بارگاہ اور تفریح گاہ بھی تھا باغ لگایا گیا تھا جس میں کہ دنیا کا کوئی پھول دار درخت ایسا نہ تھا جو کہ اس میں نہ ہو مختلف جزیروں اور ملکوں سے خوشنما و خوش الحان پرندے لا کر پالے گئے جو کہ اپنی سریلی تانوں اور خوش آواز نغموں سے لوگوں کے دلوں کو مسرور کیا کرتے تھے جب باغ کی یہ کیفیت تھی تو اس عمارت کی کیا ہو گی جس میں کہ یہ باغ تھا اسی پر قیاس کر لیجئے۔

پیالش محل مرصع طلائی ایک خوبصورت عمارت تھی جس کی سقف کو سات مرصع ستون اٹھائے ہوئے تھے یہ عمارت بیرون شہر پناہ ایک چھوٹے سے ٹیلے پر قائم کی گئی تھی۔

سینٹ صوفیا یہ ایک بہت ہی بڑی مسیحی عبادت گاہ تعمیر کی گئی تھی اور اس کو قسطنطین نے ہیجا سوفیا (عقل الہی) کے نام سے مزین کیا تھا۔ غرض اسی طرح پر انہیں عمارات کے مثل ہزارہا عمارتیں تعمیر کی گئیں۔

شاہی عمارات کے علاوہ وزرائے سلطنت اور خاندان شاہی کے افراد و نیز دیگر بڑے بڑے امراء و تاجروں نے اپنی عمارتیں ایسی بنائی تھیں جنہوں نے شہر کو جگمگا دیا تھا اور زمین کو زر و جواہر کی آرائش اور زیبائش سے اس قدر آراستہ و پیراستہ کیا تھا کہ فلک نیلوفری بھی باوجودیکہ اس میں ستارے ماہتاب و آفتاب جیسی نظر کو خیرہ کر دینے والی جہانتاب چیزیں جڑی ہوئی ہیں وہ بھی زمین کے اس ٹکڑے کی زینت و چمک دمک اور رونق کو دیکھکر رشک فردوس ہوئے نہیں رہ سکا ہو گا بلکہ اس سے تجاوز ہو کر حسد کے درجہ تک پہنچ گیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔

جدید دار الحکومت کی تعمیر کے بعد شہنشاہ عظیم المرتبت نے ایک دربار عام منعقد کیا اور شہر کو اور بھی زیادہ آراستہ و پیراستہ کر کے لوگوں کو ایک بار پھر گویا کی جنت کا خاکہ کھینچکر دکھا دیا۔ سینٹ صوفیا کے فلک بوس کنیسہ میں پہلی مرتبہ عیسائیوں نے اپنے خدا اور اس کے اکلوتے بیٹے کی عبادت و پرستش کی عوام الناس سلطنت کی عظمت ترقی و بہبودی اور جدید دار السلطنت کی شہرت عام اور بقائے دوام کے لئے دست بدعا ہوئے اور پادریوں نے بھی خدائے بزرگ و برتر سے برکتوں کے نزول کے واسطے دعائیں مانگیں خوب زور شور کا جشن کیا گیا اور انواع عیش و نشاط منعقد کی گئیں غرض یہ کہ اس روز عیسائیوں نے خوب اپنی خوشی و طرب سرور انبساط اور مسرت و شادمانی کا اظہار کیا اور اپنی اس دولت و حشمت اور جاہ و جلال کو دیکھکر پھولے نہ سماتے تھے اور جامہ سے باہر ہوئے جاتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کو اپنی طرف رجوع و مخاطب کر کے کہتے جاتے تھے کہ کوئی قوم اس سے قبل اس جاہ و حشم اور شوکت و حشمت اور شان و شکوہ کی عالم وجود میں آئی ہے یا پیدا ہو سکتی ہے یا کسی قوم کی یہ طاقت اور جرأت ہے کہ ہماری ہمسری اور برابری کا دعوی کرے یا کسی قوم کا ارادہ ہے کہ اس

یا کسی قوم کی یہ طاقت اور جرأت ہے کہ ہماری ہمسری اور برابری کا دعوے کرے یا کسی قوم کا یارا دیتا ہو ہے کہ اس عظمت سلطنت کی طرف نگاہ پھیر کر بھی دیکھے اور بزعم کنیسہ کے اس روشن چراغ کو بجھا دے اس وقت اس قوم کے غرور و نخوت کی یہ حالت تھی۔

مثل مشہور ہے غرور کا سر نیچا۔ ان غرور اور تکبر کے پتلوں کو یہ خبر نہیں تھی کہ تقریباً ہزار سال بعد مشرق کی طرف سے ایک ایسا فرقہ بوشوں کا گروہ بھی پیدا ہوگا جو کہ آندھی کی طرح چلتا ہوا اور بادل کی طرح گرجتا ہوا اور سیل رواں کی طرح بہتا ہوا اور بجلی کی طرح چمکتا ہوا بڑھے گا اور اپنے ایک ہی جھونکے میں تمہاری شان و شوکت کی خاک اڑا دے گا اور اپنے پرجوش نعروں سے تمہارے دلوں میں اس قدر رعب اور ہیبت طاری کردے گا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں تمہارے قابو میں نہیں رہیں گے قدم ڈگمگا کے آگے اور پڑے گا پیچھے۔ ان مجاہدین کا جم غفیر تمہارا اسارا وقار اور عظمت خس و خاشاک کی طرح بہا کر لیجائے گا اور ان کے قومی نشان خنجر و ہلال کی چمک سے تمہاری آنکھیں خیرہ ہو جائینگی اور چشم بینا سے نابینا ہو جاؤ گے۔

ان دولت و حشمت کے نشے کے مستوں کو یہ خبر نہ تھی کہ ان کنیسہ کے اس روشن چراغ کو ایک سلمان فاتح اپنی پھونک سے ایسا گل کرے گا کہ پھر دوبارہ کبھی روشن نہیں ہو سکیگا۔

قسطنطنیہ پر مسلمانوں کی نظریں

قسطنطنیہ پر قرن اول ہی کے مسلمان قابض ہونا چاہتے تھے چنانچہ سب سے پہلے خاندان بنو امیہ کے سب سے پہلے بادشاہ امیر معاویہ نے قسطنطنیہ فتح کرنے کے لئے ایک لشکر جرار روانہ کیا تھا لیکن مجاہدین اسلام ناکام واپس آئے تھے۔ یاد رہے کہ اس لشکر میں اکثر صحابہ بھی شامل تھے جن میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جنہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا فخر حاصل ہے خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیونکہ آپ ہی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تشریف لے گئے تھے چونکہ دوران محاصرہ میں وفات پا گئے اس لئے قسطنطنیہ کی فصیل کے پاس سپرد خاک کئے گئے اب ان کے نام سے قسطنطنیہ میں ایک مسجد ابو ایوب انصاری نامی مشہور ہے۔

اس حملے کے بعد بھی خلفائے بنی امیہ اور خلفائے بنی عباسیہ کے زمانہ میں متعدد بار تسخیر قسطنطنیہ کے واسطے حملے کئے گئے لیکن کامیابی نہیں ہوئی یہاں تک کہ سنہ میں ایک ایسا اسلامی شاہی خاندان منظر شہود پر جلوہ گر ہوا جس میں سے ایک سلطان کے عہد دولت مہد میں آخر قسطنطنیہ پر پرچم اسلامی کے سایہ ہوگیا ہے میرا مطلب خاندان بنی عثمانیہ اور غازی سلطان محمد خان ثانی عثمانی فاتح قسطنطنیہ سے ہے۔

عثمانی سلاطین کے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکے لئے ارادے

سنہ ۱۲۸۸ء میں جب غازی علاء الدین عثمان خاں بانی خاندان عالیہ عثمانیہ نے ایشیائے کوچک میں عثمانی سلطنت کی بنیاد ڈالی اس وقت سے لیکر سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ تک ان کے جتنے بھی جانشین ہوئے سب ہی کی یہ آرزو اور خواہش رہی کہ کسی طرح قسطنطنیہ پر قبضہ کیا جائے اور اس کو عثمانی سلطنت کا دارالسلطنت قرار دیا جائے لیکن خداوند تعالے نے اس عظیم الشان فتح کا سہرا تو محمد ثانی کے سر روز ازل کو باندھا تھا اس لئے ان سے پہلے کے سلاطین اس مہم میں کیسے کامیاب ہو سکتے تھے

یہی وجہ تھی کہ محمد خان ثانی کے اجداد کسی نہ کسی وجہ سے فتح قسطنطنیہ سے باز رہے۔ سنہ ۱۲۸۸ء میں جب غازی عثمان علیہ الرحمۃ نے ایشیائے کوچک میں ایک اسلامی سلطنت قائم کی اس وقت مسیحی رومی سلطنت اس نوخیز اسلامی سلطنت کو اپنے پڑوس میں پھلتے پھولتے نہیں دیکھ سکی اور آئے دن اس سلطنت پر برابر حملے کرنا شروع کر دیئے اور اس جدید اسلامی سلطنت کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے کمربستہ ہوگئی لیکن بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ «دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر است» خدا نے اس نوعمر اسلامی سلطنت کو اتنی توانائی اور طاقت بخشی کہ کہن سال رومی سلطنت اس کا تو کچھ نہ بگاڑ سکی ہاں البتہ اپنی حرکتوں اور ریشہ دوانیوں کے سبب اسی اسلامی سلطنت کے ہاتھوں خود کو لقمہ اجل بنا لیا اور اپنا نام و نشان صفحۂ دنیا سے محو کرا لیا۔

غازی عثمان خاں نے جب رومی سلطنت کی نیت میں بدی دیکھی تو اپنی تمام توجہات کا رخ دوسری اطراف و جوانب سے ہٹا کر صرف اسی بدنیت سلطنت کی طرف کر دیا جو کہ عثمانی سلطنت کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی عثمانی افواج نے تائید غیبی اور نصرت ایزدی سے ہر معرکہ جدال و قتال میں رومی فوجوں کو مغلوب اور پسپا کیا یہاں تک کہ فتوحات کا دائرہ وسیع کرتے کرتے بروصہ تک جا پہنچیں اور اس کو بھی عثمانی سلطنت میں داخل کر لیا۔ عثمان خاں کی وفات کے بعد ان کا لڑکا اورخان تخت نشین ہوا تخت نشینی کے بعد اورخاں نے اپنے لائق سعادت مند باپ کے نقش قدم پر قدم بقدم چلنا شروع کر دیا اور فتوحات کا دائرہ یہاں تک وسیع کیا کہ تمام ایشیائے کوچک کو فتح کرنے کے بعد سرزمین یورپ میں بھی قدم رکھ دیا عثمان خاں نے اس سلطنت کی بنیاد رکھی اور خاں نے اس کو مستحکم اور پائیدار بنایا جب اورخان نے قضا کی تو ان کا لڑکا مراد سلطان مراد اول کے لقب سے زینت دہ اورنگ زیب حکومت ہوا اس اولوالعزم سلطان نے اپنے عہد معدلت میں کئی بار تمام یورپ کی متفقہ طاقتوں کو نہایت بری طرح ذلیل شکستوں پر شکستیں دیں اور سلطنت کو یورپ کے اندر خوب وسعت دی اس سلطان کا ارادہ تھا کہ رومی سلطنت کا بالکل ہی خاتمہ کر دے اور قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے تاکہ روز روز کے ان جھگڑوں سے نجات پا جائے لیکن معرکہ کسووہ میں جام شہادت نوش کر لیا جس کی وجہ سے اس آرزو کو دل ہی میں لے گیا [illegible] بایزید یلدرم [illegible] خلاف [illegible] جو اپنے [illegible] بڑا [illegible] اپنے باپ [illegible] ہی جیسے [illegible] اور تسخیر قسطنطنیہ کا بھی مصمم ارادہ کر لیا [illegible] ارادہ کی تکمیل [illegible] اور سلطان فاتح امیر تیمور [illegible] مقامات پر حملہ کر دیا [illegible] الغرض سلطان [illegible] ارادہ سے باز [illegible] دشمنوں کے مقابلے کے لئے [illegible] فتح قسطنطنیہ کے ارادہ [illegible] پوری کیسے سکتا تھا اس فتح کا سہرا تو خدا نے [illegible] محمد ثانی [illegible] چھوڑا تھا۔

اس کے بعد [illegible] کی جگہ پر اس کا لڑکا محمد اول کے لقب سے تخت حکومت پر قابض ہو گیا اس سلطان نے تیموری حملہ سے جو نقصان ہو گیا تھا تھوڑے ہی عرصہ

میں اس کی تلافی کر دی اور سلطنت کی کمزوری کو دفع کر کے اس کی سابقہ قوت و توانائی کو اس میں ودیعت کیا اگر اس کو عثمانی سلطنت کا دوسرا بانی کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا اسی سلطان کے زمانہ میں اس کے بھائی شہزادہ موسیٰ نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا لیکن یہ محاصرہ کامیاب نہ ہو سکا۔

جب سلطان محمد خاں اول نے داعی اجل کو لبیک کہا تو اس کا لڑکا مراد ثانی سریرآرائے سلطنت ہوا۔ سلطان تخت نشین ہوتے ہی قیصر روم کی شرارتوں سے تنگ آ گیا۔ قیصر کے دارالسلطنت قسطنطنیہ پر چڑھ دوڑا اور محاصرہ کر لیا مگر انہیں ایام میں سلطان کے بھائی نے ایشیائے کوچک میں علم بغاوت بلند کر دیا جس کی وجہ سے سلطان کو مجبوراً محاصرہ اٹھا کر ایشیائے کوچک کی طرف کوچ کرنا پڑا۔

بغاوت فرو کرنے کے بعد سلطان نے دوبارہ قسطنطنیہ کو محاصرہ میں لینے کا ارادہ کیا لیکن قیصر نے نہایت نرمی و لجاجت کے ساتھ اپنے سارے قصوروں کی معافی مانگی اور سلطان کو خراج کثیر دینا منظور کر کے اپنا پیچھا چھڑایا اس سے سلطان نے دوسرا محاصرہ کرنے کی مہم سے باز رہا تقریباً تیس اکتیس برس حکومت کرنے کے بعد سلطان نے دنیا سے رحلت کی

سلطان محمد خاں ثانی عثمان کی پیدائش

سنہ ۱۴۲۹ء وہ مبارک سال ہے جس میں مجاہد اعظم سلطان محمد خاں ثانی فاتح قسطنطنیہ جن کی سرکردگی میں ملت اسلامیہ نے اپنی صدیوں کی دلی خواہش کامیابی کے ساتھ پوری کی اور عروس کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

شہزادہ محمد کی پیدائش پر آپ کے پدر بزرگوار سلطان مراد خاں ثانی نے نہایت مسرت و شادمانی کا اظہار کیا اور جب شہزادہ موصوف سن شعور کو پہنچا تو اساتذہ باکمال کی سپردگی میں دیا گیا اس بے مثل تعلیم ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ شہزادہ والا شان کو صرف ترکی ہی علم ادب اور زبان پر کافی دسترس حاصل نہیں تھی بلکہ عربی فارسی عبرانی یونانی اور لاطینی زبانوں پر بھی پورا عبور حاصل تھا اس لئے ہم پورے زور الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ صرف ایک شجاع سپہ سالار ہی نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے زمانہ کا ایک بہت بڑا عالم و فاضل بھی تھا اگر ایک طرف اہل سیف کی صف میں ہم اس کو کھڑا ہوئے دیکھتے ہیں تو دوسری طرف اہل قلم کی صف بھی اس سے خالی نہیں پاتے چونکہ سلطان مراد ثانی کو اپنے ہونہار بیٹے سے بہت ہی زیادہ محبت اور الفت تھی اسی وجہ سے ایک لمحہ کے واسطے بھی اپنی نظر سے دور کرنا نہیں چاہتے تھے محبت پدری کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اپنی زندگی ہی میں باوجودیکہ شہزادہ محمد بہت ہی کمسن تھا اس کو تخت نشین کر دیا لیکن بعض وجوہات کے باعث پھر عنان حکومت اپنے ہی ہاتھ میں لی پھر دوبارہ بیٹے کو تخت و تاج سپرد کیا لیکن پھر مجبوراً سلطان مراد کو اپنی شاہی کا اعلان کرنا پڑا کیونکہ اس زمانہ میں کسی کمسن بادشاہ کا امن و امان کے ساتھ حکومت کرتے رہنا ناممکن تھا یہاں تک کہ میدان جنگ میں بھی ہمیشہ شہزادہ بلند اقبال و فرخندہ خصال کو اپنے ہمراہ رکھا کرتے تھے سلطان مراد تو صرف اپنی محبت ہی کی وجہ سے اس کو اپنے ہمراہ میدان جہاد میں رکھتے تھے لیکن جہاد کی ہمراہی سے شاہزادہ موصوف کو بہت فائدہ ہوا کیونکہ میدان جنگ شہزادہ کے لئے بازی گاہ اطفال سے زیادہ وقعت دار نہیں رہا جس شخص کی آنکھ میدان جنگ میں کھلی ہو اور آس نے اپنی شروع زندگی ہی سے ہنگامہ جدال و قتال دیکھا ہو تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ وہ شخص کیسا جیوٹ نڈر اور بہادر ہوگا۔ غرض جب شہزادہ معظم کے پدر بزرگوار ہمیشہ کے واسطے تخت و تاج اس کے لئے چھوڑ گئے تو تیسری مرتبہ چوبیس سال کی عمر میں سلطان نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اب سلطان پہلا سا کمزور سلطان نہیں رہا تھا اب وہ اس کی بالکل ضد واقع ہوا تھا لیکن قیصر اس کو پہلا جیسا کمزور اور محض ایک نوعمر فرزند سمجھا اور یہ سمجھ کر کہ اب سلطان مراد بھی دنیا سے رخصت ہو گیا ہے اپنی سابقہ ریشہ دوانیوں پر اتر آیا اور خواہ مخواہ سلطان سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی نوجوان سلطان کے تخت نشین ہوتے ہی قیصر روم نے اپنا سفیر بارگاہ سلطانی ایک پیغام کے ساتھ بھیجا کہ میرے پاس تمہارا بھائی اورخان محبوس ہے اس کے لئے وظیفہ ناکافی ہے ہوا س میں اضافہ کر دو ورنہ میں مقید شہزادہ کو آزاد کر دوں گا اس پیغام کو سن کر سلطان کو از حد غصہ آیا لیکن اس وقت خاموشی ہی میں مصلحت دیکھی اور ایک چھوٹا سا علاقہ شہزادہ کے وظیفہ کے لئے قیصر کو دیدیا قیصر اپنی اس کامیابی پر بہت ہی خوش ہوا اور سلطان کی وقعت اس کی نظروں میں بہت کم ہوگئی جو کہ آگے چل کر اس کے واسطے بہت ہی مضر ثابت ہوئی۔

سلطان کی پہلی ہی سے قیصر قسطنطنیہ دارالسلطنت کو اپنی فوج ظفر موج کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندڈالنے کی آرزو تھی لیکن قیصر کے اس پیغام نے سلطان پر بالکل ایسا ہی اثر پیدا ہو جیسا کہ آگ پر تیل ڈالو لیکن مسند نشینی ایک اور تازیانہ ہوا اب سلطان نے مصمم اور پختہ ارادہ کر لیا کہ چاہے اب کچھ ہی ہو بغیر قسطنطنیہ فتح کئے اور اس مغرور قیصر کو اس کی شیطنت کا پورا مزہ چکھائے بغیر باز نہیں آئیگا یہ خیال کرتے ہی ایک جنگ عظیم کی تیاری میں مصروف ہو گیا قیصر سے اس وقت بالکل ایسی ہی غلطی سرزد ہوئی تھی جیسے کہ ایک نادان شکاری سوئے شیر کے قریب ہراس پیدا کرنے جب سلطان اپنے اندرونی انتظامات سے فارغ ہو گیا اور جنگ کی تیاریاں بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گئیں تو اب قیصر کی پے درپے شرارتوں کی اس کو سزا دینے کے لئے مستعد ہو گیا اس نے فوراً حکم دیا کہ اورخان کا وظیفہ بالکل موقوف اور اسٹرمینن کے ساحل پر جتنے بھی رومی حکام آباد ہیں ان کو فوراً نکال دیا جائے یہ دیکھ کر قیصر اپنی خواب گراں سے اٹھا اور اس وقت اپنے کئے پر نہایت افسوس ہوا لیکن اب وقت نکل چکا تھا بقول شخصے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اس کے بعد سلطان نے ایک ایسی حرکت کی جس سے قیصر اپنے رہے سہے ہوش و حواس کھو بیٹھا اور بہت گھبرا گیا اور عالم تخیل میں ترکوں کا پرجوش حملہ اور بہت نکلیں بن بن کر اس کے سامنے آنے لگا اور اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے لگا کہ اب میرے دارالسلطنت کی کوئی دم میں اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے سلطان نے اول اپنے والد بزرگوار کے تعمیر کردہ قلعہ اناطول حصار نامی جو کہ باسفورس کے ایشیائی ساحل پر مرتفع تھا بالمقابل یورپی ساحل پر ایک اور جدید نہایت مستحکم اور خاک بوس قلعہ رومیلی حصار نامی تعمیر کرانا شروع کر دیا قیصر نے ہزاروں منت و سماجت کی اور بہت ہی لجاجت اور نرمی کی باتیں کہلوائیں اور بہت سے تحائف سلطان کی نذر کئے جن میں یورپ کی ماہرویان پر جمال اور نازنینان بے مثال بھی شامل تھیں لیکن قیصر کی کوئی بات بھی اب سلطان کو اس کے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتی تھی کیونکہ پانی سر سے گذر چکا تھا (باقی آئندہ)

سچی دوستی

(نوشتۂ عبدالحمید خاں)

محمود اور کیلاش دونوں دوست تھے اور دوست بھی ایسے کہ ایک دوسرے کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہتا تھا۔ ملک میں صدہا انقلاب ہوئے زمانہ نے سیکڑوں رنگ بدلے بھائی بھائی کا دشمن ہوگیا پڑوسی پڑوسی کے خون کا پیاسا نظر آنے لگا اور یہ حالت ہوگئی کہ ہندو کا مسلمان کے سامنے آنا اور مسلمان کا ہندو کے آگے سے نکل جانا موت کے مقابلہ کے مترادف سمجھا جانے لگا لیکن ان دونوں دوستوں کی محبت و ہمدردی تمام رکیک اور بہیمانہ جذبات سے بالاتر تھی ایک دوسرے کو جب تک روز دیکھ نہ لیتا اور خواہ چند ہی منٹ ہی کے لئے ہو جب تک روزانہ دونوں میں ملاقات نہ ہو جاتی چین نہ پڑتا بمبئی میں قیامت صغریٰ قائم تھی ہندو مسلم کی بازی لگی ہوئی تھی ان سڑکوں پر جہاں پانی سے چھڑکاؤ کیا جاتا تھا وہاں اب خون کی تری نمایاں ہے آج خبر آتی تھی کہ ہندو نے ان مسلم نوجوان لڑکیوں کی بے حرمتی کی کل سنتے تھے کہ مسلمانوں نے چار ہندوؤں کو گھیر کر ذبح کر دیا صبح شور ہوتا تھا کہ ہندوؤں نے چار مسجدیں نذر آتش کر دیں شام کو دیکھا تو دو مندر جلے پڑے تھے گیارہ بجے دن کے دس مسلمانوں کی دکانیں لٹ گئیں تو چار بجے سنا کہ دو ہندو دکاندار اپنا سب کچھ لٹوا کر ہائے واے کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں پولیس ہے کہ ان کی فریاد سنتی ہے اور نہ ان کے شیون کی طرف توجہ دیتی ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سرکاری اقتدار و حکومت کا علم سرنگوں ہوگیا ہے اور غنڈے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی ضرب المثل کے مطابق شہر میں مارا مار کرتے پھر رہے ہیں مسلمان اپنے ہم مذہبوں کے مصائب کی دلدوز داستانیں سن سن کر ہندوؤں سے برابر متنفر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ہندو ہندوؤں کی تکلیف سے متاثر ہو کر مسلمانوں سے متوحش ہیں اور ایک کو دوسرے کی تہذیب تمدن مذہب اور تعلیم تو ایک طرف صورت سے بیزاری پیدا ہو چکی ہے۔

(۲)

یہ سب کچھ تھا مگر محمود اور کیلاش کے قلوب آئینہ کی طرح صاف ہیں اور وہ اس پرآشوب زمانہ میں بھی روز نہیں تو اس سے تیسرے روز کسی نہ کسی طرح باہم مل ہی لیتے ہیں۔ ایک روز اتفاق سے یہ واقعہ پیش آیا کہ محمود کیلاش کی گھر کی طرف روانہ ہوا مگر رات کے گیارہ بج چکے تھے فضا میں گو نہ سکوت اور خاموشی پیدا ہو چکی تھی کوچہ و بازار میں سناٹا پڑا ہوا تھا کسی آیندہ و روندہ کے پیر کی چاپ تک کی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن وقت کی بات کہ ادھر کیلاش نے گلی میں قدم رکھا ادھر چند غنڈے ایک طرف سے نکل کر اس پر جھپٹے ایک کیلاش غریب رات کے وقت اور اس وحشت زدگی کے زمانہ میں ان غنڈوں کا مقابلہ کیا کر سکتا تھا دو منٹ بھی نہ گذرے تھے کہ یہ زخموں سے لہولہان ہو کر گر پڑا اس کے منہ سے بیساختہ ایک آہ نکلی اور آہ کے ساتھ محمود کا نام خوش قسمتی سے محمود کا مکان برابر ہی واقع تھا اور اس کی چھت اور لائق بیوی ظاہرہ اس وقت کسی کام کے لئے بالائی منزل پر آئی تھی لالٹین ہاتھ میں تھی اس کے کان میں بیساختہ ہائے محمود کی آواز پڑی تڑپ گئی اور فوراً محمود کو آواز دی پیارے تمہارے کیلاش کو مار ڈالا محمود نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ پستول اٹھا اور کارتوس کی پیٹی گلے میں ڈال باہر آیا اور آتے ہی دو ہوائی فیر کئے اور للکار کر کہا کہ الگ ہٹ جاؤ ورنہ میری گولیاں تمہارے سر و سینہ میں پیوست نظر آئینگی۔

ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ مسلمان ہو کر کافر کی حمایت کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ہندوؤں نے سینکڑوں گھر بے چراغ کر دیئے صدہا مسلمانوں کو خاک و خون میں آغشتہ کر دیا آخر ہمارے جلتے ہوئے کلیجہ میں بھی تو ٹھنڈک پڑنے کا کوئی سامان ہونا چاہیئے محمود بہادرانہ آگے بڑھا اور کہا کمبختو تم ہی جیسوں کے کردار و عمل نے اسلام کو بدنام و رسوا کیا ہے اسلام نے کب یہ کہا ہے کہ کافر کو بے دریغ قتل کر دو اور ایک کا انتقام دوسرے سے لو اس نے تمہارا کچھ نہ بگاڑا تھا دیکھو تم مسلمان ہو اسی وقت اقرار کرو کہ تم کسی ہندو پر اس وقت تک ہاتھ نہ اٹھاؤ گے جب تک وہ تم پر حملہ آور نہ ہو لڑو مگر ان سے جو تم سے لڑیں یہی اسلام کی تعلیم ہے زیادتی کرنے کا کہیں حکم نہیں اور اگر تمہارا ارادہ کچھ اور ہے تو تمہیں مزید وبال گناہ سے بچانے کے لئے میں اسی وقت تمہیں کم از کم مجروح تو کئے دیتا ہوں محمود کے اس کہنے کا اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے اقرار کر لیا اور نہ صرف اقرار ہی کیا بلکہ انہوں نے خود ہی محمود کے گھر تک کیلاش کو اٹھا کر پہنچا دیا۔

(۳)

کیلاش بیہوش تھا اسے پہلو کے ایک کمرے میں نرم گدے پر لٹا دیا گیا ظاہرہ اندر اس کی لوکرنی کرسی بچھا کر اندر برقعہ میں ملفوف ہو کر قریب ہی بیٹھ گئیں ڈاکٹر اور حکیم اس فتنہ بار و شورش انگیز دور میں کہاں نصیب ہو سکتے تھے کہیں پتہ نہ چلتا تھا ظاہرہ کو خود ضروری ادویہ گھر میں رکھنے کا شوق تھا محمود نے اسی سے اس وقت کام لیا پہلے زخم دھوئے اور پھر خود ہی مرہم پٹی کی اس کے بعد محمود نے کیلاش کی حالت جو غیر دیکھی تو تمام خطرات و مہالک کو نظر انداز کر کے وہ اسی سناٹے میں گھر سے باہر نکلا اور موٹر لیکر کیلاش کی والدہ اور اس کی بیوی کملا کو لینے چلا اب رات کے دو بج چکے تھے اور تاریکی اور سناٹا اور خوفناک صورت اختیار کر چکا تھا زمانہ نازک تو تھا ہی اس پر ہندو غنڈے جھپٹ پڑے محمود کے پاس پستول اور کارتوس موجود تھے اس نے عقلمندی کی کہ موٹر روک کر فوراً اس سے اتر پڑا کہ اس وقت اس کے ٹوٹ جانے اور مقصد کو نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ تھا محمود ابھی پستول کا فائر کرنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک طرف سے اس پر لاٹھی پڑی ایک سکنڈ بیشتر ہی فائر ہو چکا غنڈے اسے مسلح اور کوئی افسر سمجھ کر بھاگ گئے اور انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ محمود لاٹھی کی ضرب سے بیہوش ہو کر گر پڑا ہے اور اس کے سر کے پچھلے حصے اور شانہ پر زخم آگئے ہیں محمود تن تنہا بیہوش سڑک پر پڑا ہے موٹر ایک طرف برابر کھڑی ہے آسمان کے ٹمٹماتے ہوئے تارے اس شریف نوجوان کی بیہوشی پر شبنم کے آنسو رو رہے ہیں کوئی نہیں جو اسے اٹھائے لخلخہ سنگھائے اور ہوش میں لائے آخر شب کے پچھلے پہر کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئی جس نے مسیحائی کی اور اسے ہوش آگیا فون تو واقعی

زیادہ نکل گیا تھا سر ٹیک کھا رہا تھا مگر دماغ پر زیادہ چوٹ نہ آئی تھی اور مغز محفوظ رہ گیا تھا اسی حالت میں اٹھا اور موٹر میں بیٹھکر تیزی سے روانہ ہوگیا کیلاش کے دروازہ پر پہنچکر دستک دی کملا نے آواز پہچان کر ڈرتے ڈرتے دروازہ کھول دیا کملا محمود کے خون میں نہایا ہوا دیکھکر چیخ مارنے ہی کو تھی کہ اس نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ ایک لمحہ کی دیر نہیں اماں کو ساتھ لو اور موٹر تیار ہے کیلاش کی حالت نازک ہے فوراً چلو کملا کی آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار ہوگئی بڑی بڑی نرگسی آنکھوں سے گرم گرم آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے بیہم ٹپکنے لگے اور ایک جھڑی لگ گئی

(۴)

محمود جب کملا اور کیلاش کے والدین کو لیکر اپنے مکان پہنچا ہے تو اس میں کوئی سکت باقی نہ تھی زبان خشک تھی حلق سوکھ گیا تھا اور سانس زور زور سے آرہا تھا گھر پہنچا اور پہنچتے ہی بیہوش ہوگیا یہ بھی کتنا سہر آزما وقت تھا کہ دو شریف اور ہمدرد نوجوان اپنے شباب کی رعنائیوں کو لئے ہوئے دنیا و مافیہا سے بے خبر بیہوش پڑے تھے ان کی نوجوان و حسین بیویاں دم بخود پاس بیٹھی تھیں نہ منہ سے کسی کی آواز بھی نہ نکلتی تھی دونوں اس درجہ سہم گئی تھیں کہ ایک دوسرے سے کچھ دریافت بھی نہ کر سکی دیر تک سکوت و سناٹے کا ایک عالم طاری رہا آخر کیلاش نے کروٹ بدلی طاہرہ نے فوراً آگے بڑھکر سنبھالا کملا بھی کھڑی ہوگئی اس کی والدہ نے بڑھکر پوچھا بیٹا کیا حال ہے بڑھے باپ کی زبان سے اس وقت بھی کچھ نہ نکلا طاہرہ مقوی دوا کا ایک چمچہ منہ میں ڈالا کیلاش کے حواس برجا ہوئے تو اس کی نگاہ اپنے پیارے دوست پر پڑی جو ابھی تک غافل پڑا ہوا تھا اس نے یکایک اٹھنے کی کوشش کی مگر لڑکھڑا نہ ہوا گیا اٹھا اور گرا پھر اٹھا اور پھر گرا طاہرہ اور کملا نے آگے بڑھکر اسے سنبھالا اور پھر کہا ابھی آپ کمزور ہیں لیٹے رہیئے آرام کیجئے مبادا طبیعت اور بگڑ جائے کیلاش نے کہا ہائے میرے دوست کو کیا ہوگیا کس حالت میں پڑا ہوا ہے اور تم مجھے اس کے پاس بھی نہیں جانے دیتیں دونوں کے ضربات تو شدید نہ تھیں مگر کچھ خوف و دہشت کچھ ماحول کے اثر اور کچھ خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی تھی اور دماغ پر گہرا اثر پڑا تھا محمود کو بھی مختلف تدابیر سے ہوش آگیا طاہرہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دس دس منٹ کے بعد دونوں کو مقوی دوا کا چمچہ پلاتی تھی دونوں نے ایک دوسرے کی افتاد پوچھنی ہی چاہی تھی کہ طاہرہ نے دونوں سے کہدیا کہ ابھی آپ کمزور ہیں اور بری افتاد سے بچے ہیں صبر کیجئے اللہ نے جان بچادی جلدی کیا ہے پوچھ لینا اب تو آپ محفوظ حالت میں ہیں۔

(۵)

دو روز گذر چکے ہیں محمود اور کیلاش کی حالت سنبھل گئی ہے ہال میں سب اکٹھے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ یکایک ایک شور بلند ہوتا ہے محمود اور کیلاش دوڑ کر باہر کی طرف جاتے ہیں اور کھڑکی سے جھانک کر دیکھتے ہیں تو سینکڑوں مسلمانوں کا ایک مجمع دروازہ پر کھڑا مطالبہ کر رہا ہے کہ جو کافر گھر میں چھپا رکھے ہیں انہیں ہمارے حوالہ کردو ورنہ مکان میں ابھی آگ لگا دیں گے محمود نے للکار کر جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا مجمع سے شور بلند ہوا یہ بھی کافر ہے کافروں کو پناہ دیتا ہے انہوں نے شاہ عالم میں مسلمانوں کے کئی شامیانوں کو جلا کر رکھدیا ہماری عورتوں کو بے حرمت کیا اور ہماری مسجدوں کو مٹی کا تیل ڈالکر آگ لگا دی ہم ان سے ضرور انتقام لینگے محمود بولا نالائقو ان سے انتقام لوگے یا بیگناہوں سے یہ بھی ذرہ

اسلام ہوں میرے دل میں بھی ملت کا درد ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رام اور چھوٹا بھائی کشوری کیا تمہیں شرم نہیں آتی مسلمان ہوکر اور رسول کریم کی امت کہلا کر اسلام کا نام رسوا کرتے ہو ہٹ جاؤ ورنہ میں فائر کرتا ہوں ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پشت کی جانب سے دیوار توڑ کر ہجوم اندر گھس آیا اس وقت نازک اور پیچیدہ حالت میں طاہرہ نے بڑا کام کیا فوراً رائفل لیکر اٹھی اور تڑاتڑ فائر شروع کردیئے سامنے دروازہ پر آگ لگانے کی سعی کرتے دیکھکر محمود نے فائر کئے اور خدا خدا کرکے یہ مصیبت ٹلی

ایک ہفتہ گذر گیا محمود و طاہرہ نے کیلاش کملا اور ان کے بزرگوں کی نگہداشت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بشریت کے اقتضا سے یہ کبھی کبھی گھبرا اٹھتے تھے مایوس ہو جاتے تھے لیکن محمود فوراً ان کی تسکین کر دیتا تھا اور کہتا تھا دوست جب تک میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے میں تمہیں رنج نہ پہنچنے دوں گا اس مدت میں دونوں کو پورا آرام بھی ہوگیا اعلان امن پر محمود نے انھیں بحفاظت ان کے مکان پر پہنچا دیا کیلاش کا خاندان بہت وسیع تھا سب نے حالات سنکر محمود کی شرافت دوستی اور اس کی چہیتی بیوی طاہرہ کی خدمات کی داد دی اور طے ہوا کہ ایک خاص جلسہ منعقد کرکے خراج تحسین ادا کیا جائے۔

(۶)

اتوار کا دن تھا کیلاش کی کوٹھی کا صحن ہنود سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا کچھ مسلمان بھی مدعو کرلئے گئے تھے کرسی صدارت پر سوامی راما نند متمکن تھے انہوں نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ مسٹر محمود برادرانہ مانیں ان کی شرافت و ہمدردی کا تو ہر ایک معترف مگر میں یہ ضرور کہونگا کہ اب ہندو اور مسلمان مل نہیں سکتے مسلمانوں نے ہندوؤں پر وہ خوفناک مظالم کئے ہیں کہ ان کی دردناک یاد کبھی ہمارے قلب سے محو نہیں ہو سکتی یہ سب نتیجہ ہے اسلامی تعلیم کا مسلمانوں کے یہاں کافروں کا قتل کرنا ثواب لوٹنا باعث نجات ہے ان کے مندروں کو منہدم کرنا خوشنودی خدا کا سبب خیال کیا جاتا ہے۔

محمود نے وہیں روک کر کہا سوامی جی یہ بالکل غلط ہے آپ اسلام کو برے رنگ میں پیش کر رہے ہیں دوسری طرف سے مہندو آواز یں بلند ہوئیں مسٹر محمود غلط کہتے ہیں اپنی قوم کی بیجا حمایت کر رہے ہیں اسلام کی تعلیم یہی ہے جب تک دنیا میں اسلامی تعلیم موجود ہے ہرگز امن قائم نہیں رہ سکتا۔

سوامی راما نند۔ مسٹر محمود کیا اورنگ زیب کٹر مسلمان نہیں تھا اور اس کے اسی کٹرپن نے اس کے ہاتھوں ہندوؤں پر ظلم کئے اس نے جزیہ بھی عائد کیا اور ہندوؤں کو بجبر مسلمان بنایا کیا محمود غزنوی نے مندر منہدم نہیں کئے اور حضرت عمر رض نے اسکندریہ کے کتب خانہ کو نہیں جلایا اور مندر کیوں جاتے ہو کیا آپ کے حضرت محمد ﷺ نے برسوں کے رہتے ہوئے یہودیوں کو مدینہ سے جلا وطن نہیں کیا اور انہوں نے اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلایا۔

محمود۔ سوامی جی اگر آپ کو کہنا ہے تو آپ آرڈر دیدیں کہ آپکے سوا اور کوئی دوسرا نہ بولے جو کچھ کہنا ہے وہ اسی جلسہ میں کہدوں گا مگر بحث کے لئے نہیں بلکہ سمجھانے کے طور پر۔

سوامی راما نند۔ بھائیو آپ خاموش رہیں چونکہ مسٹر محمود نے ہماری قوم پر بڑا احسان کیا ہے اس لئے آپ خاموش رہیں اور انھیں کہنے دیں

محمود۔ میرے ہندو بھائیو! ہماری باہمی منافقت کا باعث تاریخ کی یہی غلط

تعلیم ہے اور اس نے یہ طوفان کھڑے کر رکھے ہیں اگر آج ملک میں صحیح تاریخ کا فقدان نہ ہوتا تو یہ لڑائیاں بھی عنقا ہوتیں اور ہندو مسلمان اسی طرح رہتے جس طرح میں اور کیلاش رہتا ہوں آپ مانتے ہیں کہ اورنگ زیب کٹر یعنی سچا اور پکا مسلمان تھا حضرت عمرؓ اور سلطان محمود غزنوی کے متعلق بھی آپ کا یہی خیال ہوگا۔

سوامی راما نند۔ بیشک میں یہی سمجھتا ہوں۔

محمود۔ جب انھیں سچا مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے تو یہ ہرگز باور نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف کوئی عمل کر سکیں۔

سوامی راما نند۔ ٹھیک ہے مگر سب سے بڑا اعتراض تو اسلامی تعلیمات ہی پر ہے۔

محمود۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس بھرے جلسہ میں کوئی صاحب کھڑے ہو کر قرآن کریم سے یہ ثابت کریں کہ اسلام میں جبر جائز ہے صاف حکم موجود ہے لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملہ میں کسی پر زبردستی کرنا جائز نہیں ان سے لڑو جو تم سے لڑیں جس کا دل چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے کافر رہے اس تعلیم کے خلاف ورزی کوئی سچا مسلمان نہیں کر سکتا آپ قدیم تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ مذکورہ بالا بادشاہ ہرگز ظالم نہ تھے جزیہ ضرور لگا مگر یہ محض ایک ٹیکس تھا جو سا تھ دیگر ٹیکس موقوف کر کے لگایا گیا تھا ہندو ضرور نکالے گئے مگر جرم بغاوت میں مگر نہ بھی اس طرح کہ سب مال و اسباب انہیں ساتھ لیجانے دیا گیا مندر ضرور منہدم کئے گئے مگر وہی مندر جو سیاسی سازشوں اور گندگیوں کے مرکز تھے غور کیجئے کہ اگر یہ جلیل القدر فرمانروا ظالم ہوتے اور جبر ہی کرنا چاہتے تو آج دنیا میں غیر مسلموں اور ہندوستان میں ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں سے ہرگز زیادہ نہ ہوتی اور اس ملک میں اسی طرح ایک مندر بھی نظر نہ آتا جس طرح اسپین اور سسلی میں کوئی مسجد دکھائی نہیں دیتی اور نہ کوئی مسلمان نظر آتا ہے۔

ملک گیری کو آپ اسلام کے زور شمشیر پھیلنے سے متعلق نہیں کر سکتے اسلام اپنی خوبیوں سے پھیلا آپ اس کی سرعت رفتار کی حیرت آفرینیوں میں ڈوب کر بیساختہ یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن ثابت آپ نہیں اس بھرے جلسے میں سے کوئی ایک ہی صاحب بتائیں کہ چاند میں کونسی اسلامی شمشیر چمکی چین میں کس مسلم نے بزور شمشیر اسلام پھیلایا اور پھر اس عہد کی سب سے بڑی صاحب سیف و شمشیر اور فاتح قوم تاتاریوں کو کس خنجر آبدار نے دعوت اسلام دی اور یہ اسلام کو مٹانے اور فنا کر ڈالنے کا عزم لیکر اٹھنے تاہم لوگ کس غزنوی اور کس اورنگ زیب کی تلوار سے مسلمان ہوئے۔ بھائیو ہم برے ہیں اسلام برا نہیں تمہارے سامنے ہمارا عروج نہیں زوال ہے یہ اسلام کی ناواقفیت ہی تھی جس نے بھائی کیلاش پر حملہ کرایا اور میرا مکان گھر دیا اور یہ اسلام کی صحیح تعلیم ہی کا اثر تھا کہ میں نے اپنی جان پر کھیل کر کیلاش کو بچایا اور ان کے خاندان کو محفوظ رکھا ہندو اپنے مذہب کو بھول بیٹھے اور مسلمان اپنے اسلام سے بے بہرہ ہو گئے خدا کے بندے کم رہ گئے اور نفس کے بندے زیادہ ہو گئے ساری خرابیاں اسی کی ہیں بس اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا وقت کم ہے اور یہ موقع اس قسم کی تقریر کا نہیں ہے مجھے دیکھیں میں نے ایم۔ اے پاس کیا میری رفیقہ حیات گریجویٹ ہے مگر والد ابا نے مذہب کی صحیح تعلیم سے روشناس کر دیا اور میری بیوی بھی اپنے لائق والدین کی حقیقی تعلیم کا صحیح نمونہ ہے ہم دونوں نماز روزہ کے پابند ہیں قرآن کریم روز پڑھتے ہیں عربی فارسی کا پورا علم رکھتے ہیں تاریخ کے صحیح ماخذوں تک ہماری دسترس ہو چکی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم تعصبات سے بالکل پاک ہیں میرے بھائی کیلاش بھی ایم اے اور ان کی مسز بھی تعلیم یافتہ ہیں اور یہ بھی مجھ سے سچی محبت رکھتے ہیں حالانکہ اپنے مذہب کے یہ حضرات بھی پنڈت ہیں۔

اگر آج ہندو اور مسلمان دونوں قومیں ہم دونوں کی طرح اپنے اپنے مذہب سے پوری طرح واقف ہوتیں تو یہ دلدوز مناظر جو ہمیں ہر چہار طرف نظر آ رہے ہیں دکھائی نہ دیتے۔

جلسہ میں سب نے محمود کے جذبات و احساسات کی تعریف کی ہر طرف سے پھولوں کے ہار اور مبارکباد کی بوچھاڑ ہوئی بڑے جوش وخروش کے ساتھ منتشر ہوا جلسہ گاہ سے محمود کیلاش ہی کے گھر آئے یہاں کھانے کے بعد پھولوں کے ہار پہنائے اور بہت بہت شکریہ ادا کیا کیلاش کی ماں نے دعا دی کہ ہر ہندو مسلمان میں ایسی ہی محبت پیدا کر دے۔

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچائیے اور قاعدہ نایاب

تسہیل القرآن

یہ قاعدہ مولانا علاء الدین صاحب نیرنگ ہاشمی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینے میں صرف دو تین گھنٹہ کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں خطوط میں ہیں تاکہ دونوں حرفی حروف پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طریقہ سے تقریباً تین ہزار الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معانی بھی معلوم ہوتے جائیں اردو اور عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت اور استعداد پیدا ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں ہیں اور ان کے معانی بھی اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے پھر آخر میں عربی کی گنتی اور اردو کی گنتی اور قرأت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ کہ یہ قاعدہ نہ صرف نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ندرت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے۔

ضخامت ۴۰ صفحے قیمت صرف ۴ر ایک روپے کی پانچ جلد میں محصول ایک قاعدہ پر ۵ر اور پانچ جلدوں پر ۸ر ہے۔

(مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے)

رضائے الٰہی کے شیدائی

اس دور فتن والحاد میں جبکہ دنیا کا گوشہ گوشہ خدا اور مذہب کا نام اس وقت لیتا ہے جبکہ اسکی کوئی بڑی ہی گاڑی اٹکی ہو، صرف مسلمانوں کی ہی قوم ایسی ہے کہ خدا اور مذہب کے نام پر اپنی جان مال اور وقت سب کچھ نثار کردینے کو طیار ہو جاتی ہے اور خدا نے مجھے تو اپنے شیدائیوں کا ایک ایسا گروہ دیدیا ہے کہ وہ خدا اور رسول کے نام پر سب کچھ کرنے کو طیار رہتا ہے پچھلے پرچہ میں رسول نمبر کے انبار کا تذکرہ اور اپنی داستان غم کا اظہار تھا، شیدائیان رسول نے فی الفور ضرورت کا احساس کیا، اور اپنی عجلت اور جد و جہد سے مولوی کے خریدار بہم فرمائے کہ رسول نمبر ۲۲ اگست کو ختم ہوگیا، ان کے یہ مخلص بندے اور اس زمانہ میں خدا ہی جانتا ہے کہ اس نے اپنے خالص پرستار کس کس جگہ میں اور کہاں کہاں چھپا رکھے ہیں، اجرش دہد خدائے کہ کردند یاوری، باآں کسیکہ نام دیا ورند اشتند

بہت سے بھائی ایسے بھی پیدا ہوگئے کہ انہوں نے یا ان کے دوستوں نے رسول نمبر کا ڈھیر بچا ہوا معلوم کرکے صرف تین پیسے میں رسول نمبر حاصل کرلیا، اور عادم رسی رسالہ کا شکوہ کرکے دو دو بار پرچہ منگالیا، میں نے بھی جب تک پرچہ دفتر میں موجود رہا، کسی سے انکار ہی نہیں کیا، جانتا تھا کہ جہاں بھی یہ پرچہ پہنچے گا اپنا اثر قائم کرے گا، اور پھر منگانے والے بھائی خود بخود مجبوب ہو جائیں گے لیکن اس کا ایک ذرا دلکش اثر یہ ضرور ہو گیا کہ غوث الاعظم نمبر کی چار سو کاپیاں رہ گئیں، اور ۳۰ اگست کے بعد سے مدد ہی تنا ہیں جنے خریدار ہوئے ہیں، وہ رسول نمبر سے محروم رہے اور مفت مطالعہ کرنے والے بھائیوں نے رسول نمبر کے مضامین سے دامن اندوزی کی، اس لئے اب نئے خریداروں کو غوث الاعظم نمبر سے ہی پرچہ روانہ ہوگا

رسول نمبر ۸ ہزار غوث الاعظم نمبر ۵ ہزار اور یہ پرچہ ۱۰ ہزار چھپا ہے گویا مفت حاصل کرنے والوں نے تقریباً ... ۵ اور فی الحقیقت جنکو درمیانی ڈاک کی وجہ سے پرچہ نہ پہنچا ... ۵۰۰ رسول نمبر لیا، یا یوں سمجھئے کہ آپ کا ایک ہزار پرچہ مفت گیا، لیکن میں باوجود اس کے بھی اسکو ضایع نہیں سمجھتا، اور انشاء اللہ یہ چیز گو بظاہر نقصان رساں ہے، لیکن بالآخر مولوی کو بہتری میں ممد ہوگی،

ڈھائی ہزار

خریدار اور بڑھا دیجئے، تو انشاء اللہ فوٹو بلاک کا سلسلہ شروع ہو جائے، غوث الاعظم نمبر میں فوٹو بھی رسول نمبر کے نیچے ہو گئے تھے، مستقل انتظام ابھی نہیں ہو سکتا ہے، اور یہ اسی وقت ہوگا جب آپ پورے ڈھائی ہزار خریدار پورے کردیں، ڈھائی ہزار خریدار بہم نہ کردیں گے، کیا اچھا ہو جو مولوی کا مسلمان نمبر ۲۰ ہزار چھپ جائے میرے لئے خواہ یہ خیال کتنا ہی بڑا پہاڑ کیوں نہ ہو لیکن میرے کارساز کے لیے دشوار نہیں ہے، اگر وہ آپ لوگوں کے دلوں میں ڈالدے تو ایک ہی دن میں یہ خدائی لشکر اس مہم کو سر کرلے، کارساز حقیقی سے دعا ہے کہ میری اس آرزو کو بر لائے

اب ذرا رضائے الٰہی کے شیدائیوں سے بھی روشناس ہو لیجئے، یہ مخلص ہیں جنہوں نے اپنی بے لوث محنت سے مولوی کے رسول نمبر کو مسلمانوں کے گھروں تک پہنچایا، اور مجھے ہزاروں کے نقصان سے بچایا، فجزاہم اللہ خیر الجزا

اللھم حصل مرادھم - اللھم نور قلوبھم بالخیر واجرھم من خزی الدنیا والآخرۃ،

اسمائے صاحبان	تعداد	اسمائے صاحبان	تعداد
جناب منشی علاء الدین صاحب ...	۱	جناب مولوی حشمت علی صاحب ...	۲
" برکت علی صاحب امرتسر	۱	" محمد اکرم صاحب ریکارڈ کیپر ملتان	۲
" بابو غلام حسین صاحب پولس کہوٹہ	۳	" سید لطافت علی صاحب بدایوں	۲
" سلیمان عبد الرحمن بمبئی	۱	" محمد شریف صاحب پٹواری مری پل	۲
" محمد حمایت علی صاحب پٹنہ نمبر ۲	۱	" جناب محمد یاسین خاں صاحب ...	۱
" ڈاکٹر محمد یوسف صاحب سنہا	۱	" درویش محی الدین صاحب گوداوری	۲
" سید محمد رونق علی صاحب فتح میدان	۴	" محمد منیر صاحب بیگو ارئی	۱
" محمد شاکر صاحب پیر پیائی	۱	میرزا یوسف بیگ صاحب فتح آباد	۱
" منشی محمد ابراہیم صاحب فیروز پور ...	۲	" بابو محمد شریف صاحب سانبھر	۳
" عبد الغفور صاحب گردی کوٹ	۲	" سید محمد ہاشم صاحب ...	۲
" شیخ عبد الرحمان صاحب سکندر آباد	۵	" بشیر احمد صاحب ...	۱
" حکیم محمد علی حسن صاحب ... پور	۲	جمیل احمد صاحب ...	۱
" نظام الدین صاحب بہار شریف	۲	" عبد الرشید صاحب ڈیرہ دون	۴
" بابو مشتاق احمد صاحب لاہور	۳	" ... میاں صاحب کلکتہ	۱
" سخاوت علی صاحب تہا پلسی پور	۲	" محمد نعیم صاحب مستری بھوپال	۱
" عبد النبی صاحب پنشنر جہلم	۲	" میرزا محمد بیگ صاحب ... آباد	۱
" فتح خاں صاحب مستری ...	۲	" عبد الحفیظ صاحب ...	۱
" منشی امان اللہ خاں صاحب ...	۱	" ... علی صاحب ...	۳
" مولوی محمد عبد العزیز صاحب زمیندار ...	۱۲	" مولوی غلام محمد صاحب اورنگ آباد	۴
" محمود حسین صاحب ...	۱	" قادر علی صاحب ...	۲
" محمد یعقوب صاحب ...	۲	" ... رام صاحب ...	۱
" عبد القیوم صاحب ... شریف	۱	عبد الباسط صاحب آغا پورہ	۴
" بابو عبد الرشید صاحب لاہور	۵	عبد الرؤف صاحب باران	۳
" بابو عبد الحمید صاحب کلرک لاہور	۶	حضرت بنے میاں صاحب جاورہ	۱
" محمد ضمیر الدین صاحب ...	۲	" قاضی شریف احمد صاحب ...	۱
" محمد امین خاں صاحب ... موگا	۲	" محمد خاں صاحب ...	۲
" حافظ نور الٰہی صاحب رحیم یار خان	۱	" سید رحیم الدین صاحب گوپال گنج	۱
" عبد الغفور صاحب ...	۲	" شیخ نظام الدین صاحب ...	۳
" فتح محمد صاحب کوارٹر نہری خانیوال	۱	" ماسٹر غلام محمد صاحب ...	۴

رجب سنہ ۱۳۵۱ھ کا پرچہ مسلمان نمبر ہوگا

مولوی کی سرلطین جلد شروع ہوگئی اور وہ ایک عجیب وغریب نمبر ہوگا، اس سے پہلے اس نوع کا کوئی نمبر آپ نے نہ دیکھا ہوگا، اس پرچہ میں انشاء اللہ ایک مسلمان کی ۳۰ حیثیتیں دکھائی جائیں گی، یعنی مسلمان کیسا ہونا چاہئے بحیثیت باپ بھائی، آقا، نوکر، تاجر، مزدور اسی طرح ۳۲ صورتوں کا مسلمان اس پرچہ میں ملیگا اور توقع ہے کہ یہ نمبر بہت ہی مقبول ہوگا، ایک مہینہ بیچ میں ہے کیا آپ اس عرصہ

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب نظیر الحق صاحب کمرہٹی ۲۴ پرگنہ	۱	مولوی محمد بخش صاحب تونسہ	۱۰	جناب محمد یوسف صاحب بہیاپتھا	۳	ایچ محمد اسماعیل صاحب مہو دوبارہ	۱۴
" ایس اے غفور صاحب اوٹاکمانڈ	۳	میرزا عثمان اشرف صاحب بہاولپور	۱	" محمد عظیم صاحب آگرہ چھاؤنی	۱	سید میراں صاحب ویلور	۲
" عبداللہ محمد عثمان صاحب کراچی	۳	" دوست محمد صاحب حویلی بہادر شاہ	۱	" اکبر علی صاحب رحیم یار خان	۴	" قاضی محمد شفیع صاحب پاک پٹن	۲
" عبدالحفیظ صاحب تیپ بناڑہ	۲	" پی ایم اے کے نبی خان صاحب گنڈی	۳	حاجی غلام مصطفیٰ صاحب سوپارہ	۹	" خلیفہ جان محمد صاحب تیلاڈ	۲
" حافظ نبی رضا صاحب لاہرپور	۴	محمد اکبر خاں صاحب سیاہتو	۱	" منشی محمد بخش صاحب مصر پنوارہ	۴	" حاجی محمد امین صاحب مکی حیدرآباد	۱۰
" عبدالوہاب صاحب غازی پور	۲	" بشیر الدین احمد صاحب محبوب نگر	۱	" عبدالقدوس صاحب ننگلاور	۳	" محمد سلیمان صاحب رکنا آباد	۳
" چودہری جمال الدین صاحب لاہور	۲	" ابوالوفا محمد ہاشم صاحب حیدرآباد	۶	" محمد بشیر احمد صاحب گھنیڑہ	۲	" ڈاکٹر ایس اے کے عیدروس بمبئی	۳
" محمد علاء الدین صاحب سہاگ پور	۳	" اے بی غوث خاں صاحب سراون جھول	۳	" ماسٹر محمد برکت علی صاحب کلانور	۶	" صالح محمد صاحب زرگر نوشہرہ	۲
" نثار احمد صاحب خوشنویس سونی	۳	" نظام الدین صاحب خانکی	۴	" چوہدری محمد احسن صاحب ایم اے	۳	" مولوی غلام نبی صاحب کروہی	۲
" غلام محبوب صاحب گورداسپور	۳	" ڈاکٹر اکرام الدین صاحب نرسی بھارا جیکو	۲	" چراغ علی شاہ صاحب فورٹ منرو	۳	" محمد اسماعیل صاحب بلگام	۳
" محمد عظمت اللہ صاحب انصاری کانپور	۷	مولوی سلطان محمود صاحب باڑنی	۹	" اکرام حسین صاحب سیوہور	۳	" حکیم محمود علی صاحب سکندرہ راؤ	۳
" محمد اسماعیل صاحب ہنوراٹچی	۳	محمود شاہ صاحب دفتر نہر سرگودہ	۶	" اظہار علی صاحب بھوپال	۳	" حافظ عبدالسبحان صاحب جبل پور	۲
" محمد حبیب الرحمان صاحب بنارس	۱	" عبدالغفور صاحب نہٹور	۳	" حافظ عبدالرحمان صاحب انبالہ	۹	" قادر علی صاحب مینڈر	۳
" محمد عرفان عثمان صاحب جھنجھنولی	۳	" بابو فضل الٰہی صاحب منزئی	۲	" رمضان خاں صاحب راوی کدڑ	۲	" عبدالستار صاحب اکولہ برار	۵
" سید امیر علی صاحب وکیل اورنگ آباد	۱	" محمد یوسف صاحب کانپور	۲	" حیدر اللہ عبدالغنی صاحب ولد آگرہ	۲	" نور محمد صاحب پروہ	۳
" محمد یعقوب صاحب ہزاری باغ	۲	" حکیم فضل الدین صاحب مروارڑہ	۲	" محمد شریف خاں صاحب کنج گڑھ	۳	" سید حسین صاحب سیرانی انارا	۳
" شیخ ابراہیم صاحب بمبئی	۲	" عبدالعزیز خاں صاحب کھڑگ پور	۳	" [illegible] صاحب دودنی	۲	" رقیہ بی بی صاحبہ انکلہ	۳
" حکیم میرزا ابراہیم بیگ صاحب فیروزپور	۳	" سید عبدالحکیم صاحب اٹاوہ	۴	" ایس منظور الدین صاحب پٹنہ	۲	" عبدالکریم صاحب لہارگڑہ	۳
" غنیمۃ الحق صاحب مال	۱	منشی عبدالباری صاحب تھانہ سانڈی	۵	" حافظ محمد یاسین صاحب ٹہورہ	۲	" مولوی سید محمد صاحب رائچور	۲
قاضی عبدالغفور صاحب گوالیار	۵	ایل ایس عبدالعلی صاحب آگرہ	۱	" اصغر حسین صاحب جہانسی	۴	" محمد وزیر صاحب پڈرونہ	۴
منشی داود خاں صاحب ڈیر دانہ	۴	سخاوت حسین صاحب جے پور	۲	حافظ فتح الدین صاحب راجکوٹ	۲	" سید حسین صاحب گڈلے گاؤں	۲
محمد اسلم صاحب نیشنر نواب گنج	۳	" سید محمد علی صاحب کراری	۱	عبدالرزاق صاحب بمبئی	۵	" ایم اے عظیم خاں صاحب مدراس	۲
مدرس احمد شریف صاحب ڈنڈلی	۲	" اللہ بخش صاحب کرمٹھ	۲	" چوہدری محمد عظیم صاحب سیالکوٹ	۲	" محمد عبدالعزیز صاحب ناگمنڈہ	۲
" نعمت اللہ خاں صاحب گرنڈہ	۳	" شیخ جیونو صاحب جبل پور	۲	" سید محی الدین صاحب الہ آباد	۳	" حسن آرا بیگم صاحبہ جاورہ	۲
" عبدالغنی صاحب گلشنی گنج	۲	" احمد خاں محمود خاں صاحب اجمیر	۱	" سکریٹری انجمن حمایت اسلام برار	۳	" راجہ محمد اکبر خاں صاحب بہادر لبور	۶
" چودہری فاتح محمد صاحب راجوری	۲	" ملک برکت علی صاحب سیکھہ کی	۱	" فقیر محمد صاحب چکنی	۳	" ناتھو بھائی صاحب جوناگڑہ	۴
" حاجی عباداللہ صاحب گورکھپور	۳	عبدالوہاب عبدالغفور صاحب گونڈہ	۳	" عبدالکریم صاحب سانبھر	۳	" عبدالقادر صاحب عرشی اقبال گنج	۲
" رمضان علی صاحب کاہنوان	۲	" عبدالقیوم صاحب غازی پور	۵	" رضوان الدین صاحب امراوتی	۲	" قاضی عبدالحکیم صاحب بنوڑ	۳
" سید اکرام الدین صاحب ملک بیٹھہ بانا	۲	" محمد سمیع صاحب غازی پور	۴	" محمد ولایت علی صاحب حیدرآباد	۳	" مولوی عبدالرحمن صاحب کراچی	۲
" ایم اے غفار صاحب پٹنہ	۷	" محمد اعظم صاحب پونچھ	۳	" سید فاضل صاحب حیدرآباد	۳	" عبدالرشید صاحب منڈی بنارس	۲
" ایم وزیر الدین صاحب ٹیکا ر آگرہ	۴	" حکیم نور احمد صاحب ہوشیارپور	۲	" ماسٹر امیر احمد صاحب کہرورپکا	۲	" محمد حسین صاحب بمبئی	۲
" مولانا خیر الدین صاحب گیا	۳	" ایچ محمد اسماعیل صاحب مہو	۱۰	" نظام الدین صاحب بہد ساول	۳	" فضل خاں صاحب کھہو	۲
" احمد شریف صاحب دانالی	۲	" محمد شریف الدین صاحب حیدرگڑھ	۳	" عبدالعزیز خاں صاحب سیدنی	۲	" محمد ابراہیم صاحب سردار اعظم گڑھ	۲
" حکیم محبوب عالم صاحب شاہدرہ	۲	" عبدالکریم صاحب جالندہر	۳	" محمود حسین صاحب میرزاپور	۲	" محمد خلیل خاں صاحب غازی پور	۴
" قاضی لطافت حسین صاحب وکیل سیانہ	۴	" محمد سلطان صاحب بروٹ	۴	" منے میاں صاحب جالا پہاڑ	۲	" ضیاء الحق صاحب مراد	۲
" عبدالشفیع صاحب [illegible]	۱	" علی محمد صاحب بمبئی نمبر ۹	۴	" عبدالجلیل صاحب بلساڑ	۳	" محمد احمد خاں صاحب جوردولی	۲
" سید قمر الدین رسول میاں صاحب بڑودہ	۱	" فقیر محمد صاحب انسالی کلکتہ	۲	" ماسٹر ولی محمد صاحب ایسٹ آباد	۲	" ایس اے مشتاق صاحب [illegible]	۴
" محمد سعید پرکار صاحب بمبئی	۱	" ولی محمد صاحب پنڈی آداں	۵	" علی محمد خاں صاحب قصور	۴	ابھی بہت باقی ہیں	

جمعہ و عید کے خطبہ خواں اصحاب کو خوشخبری

خطبات عرشی

مولفہ مولانا مولوی مرزا محمد نذیر عرشی حنفی نقشبندی مجددی مؤلف مفتاح العلوم شرح مثنوی مولینا روم و کنز الآثار وغیرہ کتب کثیرہ

جس میں سال بھر کے جمعوں اور عیدوں کے لئے ۵۰ خطبہ درج ہیں ہر خطبہ فصیح بلیغ عربی اور دلاویز اردو نظم میں ہے ہر خطبہ وقت وقت کے مسائل کا جامع اور موجودہ زمانہ کی ضرورت یا ستے پر مشتمل ہے حنفی مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اس سے زیادہ موثر پرزور موثر اور تحریک سے کا دلولہ پیدا کرنے والے خطبے آپ نے آجتک نہ پڑھے ہوں گے یہ خطبے صرف اماموں اور خطیبوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ ہر اردو خواں مسلمان ان کو پڑھکر اور اپنے بچوں کو پڑھا کر سعادت دارین حاصل کر سکتا ہے

اس قدر مفید کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

فہرست مضامین ملاحظہ ہو

محرم الحرام
پہلا خطبہ۔ احتساب اعمال
دوسرا خطبہ۔ فضائل یوم عاشورا
تیسرا خطبہ۔ توبہ و استغفار
چوتھا خطبہ۔ مذمت دنیا۔

صفر المظفر
پہلا خطبہ۔ فضیلت صبر
دوسرا خطبہ۔ اکل حلال
تیسرا خطبہ۔ ریا کی مذمت
چوتھا خطبہ۔ یاد موت

ربیع الاول
پہلا خطبہ۔ آنحضرت کی ولادت
دوسرا خطبہ۔ آنحضرت کے معجزات
تیسرا خطبہ۔ آنحضرت کے اخلاق
چوتھا خطبہ۔ آنحضرت کی وفات

ربیع الثانی
پہلا خطبہ۔ روز قیامت
دوسرا خطبہ۔ لوگوں کی اخلاقی تغیر
تیسرا خطبہ۔ دوزخ کا حال
چوتھا خطبہ۔ بہشت کا حال

جمادی الاول
پہلا خطبہ۔ طہارت اور وضو
دوسرا خطبہ۔ نماز کے آداب
تیسرا خطبہ۔ نماز کی تاکیدات
چوتھا خطبہ۔ قبر کا حال

جمادی الثانی
پہلا خطبہ۔ کبیرہ گناہوں کا ذکر
دوسرا خطبہ۔ صغیرہ گناہوں کا ذکر
تیسرا خطبہ۔ فقراء و مساکین
چوتھا خطبہ۔ ظلم کی برائی

رجب
پہلا خطبہ۔ نصف سال پر تنبیہ
دوسرا خطبہ۔ رجب کے فضائل
تیسرا خطبہ۔ رجب کا وداع
چوتھا خطبہ۔ معراج کا بیان

شعبان
پہلا خطبہ۔ برالوالدین و صلہ رحم
دوسرا خطبہ۔ لیلۃ البرات
تیسرا خطبہ۔ فضائل درود شریف
چوتھا خطبہ۔ ایام گذشتہ پر تنبیہ

رمضان
پہلا خطبہ۔ فضائل رمضان شریف
دوسرا خطبہ۔ آداب صیام
تیسرا خطبہ۔ لیلۃ القدر اور اعتکاف
چوتھا خطبہ۔ وداع رمضان شریف

شوال
عید کا خطبہ۔ عید الفطر کے احکام
پہلا خطبہ۔ استقامت
دوسرا خطبہ۔ تحریک سفر حج
تیسرا خطبہ۔ حج کی ترغیب
چوتھا خطبہ۔ یاد آخرت

ذوالقعدہ
پہلا خطبہ۔ غفلت اور فرزند کی برائی
دوسرا خطبہ۔ حسد کی برائی
تیسرا خطبہ۔ تکبر اور عبرت گیری
چوتھا خطبہ دنیا کی ناپائیداری

ذوالحجہ
پہلا خطبہ۔ عشرہ اولی کے فضائل
عید الاضحی کا خطبہ۔ قربانی کے احکام
دوسرا خطبہ۔ کف لسان
تیسرا خطبہ۔ قسوت قلب کا علاج
چوتھا خطبہ وداع سال۔

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

غیبی اشارے

جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کتاب طلسم راز تعجب یہ وہ عجیب انگریزی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گی یہ عجیب غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے اور نہ آجتک اتنی بہتر معلومات عام طور سے کسی بیان میں آکر

غیبی اشارے۔ تمام غیبی واقعات کو صاف صاف بتائے گی۔
غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر کرے گی
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں۔
غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو اخبار و اعزا اولاد کی قسمتوں سے باخبر کر دے گی۔
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کو پلٹ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا پڑھنے والا جس کی چاہے قسمت کو پلٹ سکتا ہے
غیبی اشارے کے مطالعہ سے ہر شخص نہایت صحیح پیش گوئی کر سکتا ہے
غیبی اشارے کا مطالعہ تاجروں کو نفع نقصان سے باخبر کر دیگا۔
غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپ دشمنوں کے ارادے سے باخبر ہو جائینگے۔
غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر سکتا ہے۔
غیبی اشارے کے پڑھنے سے محبوب کی دلی کیفیات معلوم ہو سکتی ہیں
غیبی اشارے ملازمت پیشہ اصحاب کو ترقی کی راہوں اور خطروں سے آگاہ کر دیگی۔
غیبی اشارے بیمار کی موت اور زندگی کی اطلاع دیگی۔
غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کیونکر مایوس العلاج تندرست ہوگا۔

غیبی اشارے ایک ایسی کتاب ہے جو دنیا کا دل دیکھا نہ اس میں عملیات ہیں نہ نجوم کی نہ سمجھ میں آنے والی باتیں اور نہ جفر کی بھی نہ حل ہونے والی چیستان ہے بلکہ ایک نہایت آسان اردو زبان کتاب ہے نہ کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے نہ کسی استاد کی ضرورت ہے صرف ایک مرتبہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے پورا فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور یورپ کی زبردست پیشینگوئیاں کرنے والوں کے صدہا واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے ایسی صحیح اور لاجواب کتاب اردو میں چھپ گئی آپ خوبیوں کے لحاظ سے اس کی قیمت سوا سو روپے بھی کم نہیں کیونکہ یہ ایک خاص فن کی کتاب ہے اب تو ہر شخص آسانی سے خرید سکتا ہے اصل قیمت عہ رعایتی دس آنے محصول ۶؍

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

جہاؤں میں ہم جا کے تلوار ننگی کہتے تھے حق غالب آتا تھا نہ ہمیں خوف سلطان و وزیر

تاریخ حریت اسلام

جس میں زمانۂ رسالت، عہد خلافت راشدہ، دور خلفائے بنی عباسیہ، عہد بنی امیہ، سلجوقیہ، دولت ہسپانیہ وغزنویہ کے علاوہ ترکی، مصر، الجزائر، مراکش، فرمانروایان ہند، خاندان افاغنہ، غلامان و عہد مغلیہ وغیرہ اور سلطان بادشاہان دکن، سندھ و کشمیر کے عہدہائے گذشتہ کے بے نیاز، حق پرست، حق گو بزرگوں کے حیرت خیز، جرات آفرین اور ولولہ انگیز استقلال اور جوش وایثار کے عبرت آموز حالات اور عدل و انصاف، حریت و مساوات، خدا ترسی، پاکیزہ نفسی کے حامی بادشاہوں کے سبق آموز واقعات کے علاوہ پرستاران حق وصداقت اور فدائے مذہب وملت عورتوں کے سوانحات درج ہیں، ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحات، قیمت مجلد تین روپے، محصول ڈاک ۸ر کل ہے

فہرست مضامین مختصر

باب اول
عہد رسالت، مہاجرین، ہجرت رسول، انصار کی مدد، مدینہ کا قیام، مواخات مہاجرین و انصار، غزوات و سرایات، فتح مکہ، تعلیمات، ہدایات، وفات

باب دوم
عہد خلافت راشدہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی کے پرحالات زندگی و حالات خلافت اور فتوحات اسلامیہ

باب سوم
خلفائے بنی امیہ، امیر معاویہ، یزید، خلیفہ عبدالملک، ولید، وسلیمان اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مفصل حالات و دیگر خلفائے کے مجمل حالات مع فتوحات اسلامیہ

باب چہارم
خلفائے عباسیہ، خلیفہ ابوالعباس سفاح، خلیفہ منصور، خلیفہ مہدی، ہارون رشید، امین الرشید، خلیفہ مامون رشید، خلیفہ معتصم باللہ، واثق باللہ، خلیفہ متوکل وغیرہ

کے حالات مع فتوحات و شوکت

باب پنجم
دولت بویہ، دولت سلجوقیہ، حضرت غوث الاعظم اور حضرت امام غزالی کے حالات مع شاہان دولت

باب ششم
دولت عثمانیہ ترکی کے بادشاہان کے حالات مع فتوحات ملکی اور یورپ میں اسلامی فتوحات

باب ہفتم
دولت ہسپانیہ یعنی خاندان بنی امیہ جو عباسیوں کے بعد ہسپانیہ میں اپنی سلطنت قائم کی مع فتوحات، خاندان عبدالرحمان، خاندان ہشام بن محمد، حکومت امراویہ، خاندان جہوریہ، خاندان ابن ہود ابن احمر کے حالات

باب ہشتم
دولت ایوبیہ یعنی سلطان صلاح الدین ایوبی کے حالات و فتوحات

باب نہم
سلاطین الجزائر و مراکش، افریقہ کے حالات ان کی فتوحات و تنزل اور فرانس کا قبضہ

باب دہم
دولت غزنویہ و خاندان غلامان، خلجی و تغلق وغیرہ اس باب میں ہندوستان کی فتوحات کا مبسوط تذکرہ ہے، اور بہت دلولہ خیز

باب یازدہم
عہد شاہان افاغنہ، خاندان لودی، خاندان سوری کے حالات

باب دوازدہم
خاندان تیموریہ، امیر تیمور، بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر کے حالات، حضرت خواجہ باقی باللہ و مجدد الف ثانی، نور جہاں، نورجہاں و جہانگیر کے حالات، شاہ جہاں کی پرعظمت حکومت، اورنگزیب کے روادارانہ حکومت کے حالات، اور بعد کے شاہان کے حالات و انتظام سلطنت

باب سیزدہم
افغانستان و ایران کے حالات

باب چہاردہم
سلاطین کشمیر کے حالات اور کشمیر کا موجودہ دور گردش کے قبضہ میں

قیمت تین روپے محصول ۸ر ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ الامت

مصنفہ حافظ محمد اسلم جیراجپوری تاریخ اسلام پر یہ کتاب موجودہ تاریخ نویسی کے اصول اور تحقیق وتنقید کے معیار پر اردو میں پہلی چیز ہے طلبہ اور عام اہل حاجت کے لیے نہایت مفید و کارآمد ہے، یہی وجہ ہے کہ علاوہ جامعہ ملیہ کے دوسرے مدارس و کالجوں میں داخل نصاب ہے، زبان بہت سہل اور انداز بیان نہایت آسان و عام فہم آٹھ سال کی مسلسل جانفشانی کے بعد اب اپریل ۳۲ء میں ساتواں حصہ شائع کرنے کے بعد یہ تاریخ مکمل ہوگئی ہے، تاریخ اسلام کا یہ مکمل سیٹ بارہ روپے میں ہوجاتا ہے، گو قیمت بظاہر اس کی زیادہ معلوم ہوگی لیکن معلومات و علمی ذخیرہ کو دیکھتے ہوئے آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مصنف کی جانفشانی ضرور اتنی قیمتوں کی مستحق ہے، علاوہ ازیں ان کتابوں کی آمدنی سے مسلم نیشنل یونیورسٹی کا بھی کام چلتا ہے اس لیے یہ بھی ایک قومی خدمت تصور کیجئے

(۱) حصہ اول سیرت رسول قیمت عہ (۲) خلافت راشدہ ۲۸۴ صفحات قیمت ۱۲؎ (۳) خلافت بنی امیہ ۴۴۰ صفحات عہ (۴) خلافت عباسیہ ۲۱۶ " قیمت ۱۲؎ (۵) خلافت عباسیہ بغداد ۲۲۴ ۱۲؎ (۶) خلافت عباسیہ مصر ۲۱۲ " قیمت ۱۲؎ (۷) خلافت عثمانیہ ۱۲۰۰ عہ مکمل سیٹ کے خریدار کو محصول ڈاک معاف نذر

بارہ روپے میں مکمل سیٹ حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

تاریخ نجد

مصنفہ مولانا اسلم جیراجپوری، نجدیوں کے مذہبی عقائد، سیاسی حالات، طرز حکومت، اور ان کی مکمل و مستند تاریخ جس زمانہ میں اہل نجد کی مخالفت یا موافقت کا ہنگامہ برپا تھا اس کتاب نے نجدیوں کے صحیح حالات و خیالات لوگوں کے سامنے پیش کیے تھے ضخامت ۸۰ صفحات قیمت ۶؎ محصول ۲ر

سیرۃ عمر بن عاص

مشہور مدبر صحابی اور نامور فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص کی سوانح عمری، از نفس ہائے رہبانہ زندہ شو سلف کے کارنامے، فضل، علم، دوستی، خلوص اور ایثار کے واقعات پڑھ کر آپ بھی حرارت ایمان حاصل کرسکتے ہیں، مولفہ مولانا اسلم جیراجپوری ۱۰۴ صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ۲ر

الفرقان

سورۂ بقر کی مکمل و مبسوط تفسیر مصنفہ خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی، مسلمانوں کے لیے شمع ہدایت خواجہ صاحب کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی اس حالت زار تنزل اور غلامی کا سبب صرف یہ ہے کہ انہوں نے سپاہیانہ زندگی ترک کردی ہے اب وقت نہیں ہے کہ مسلمان غافل رہیں، دنیا میں ان کا وجود خدا کے کلام کی نشر و اشاعت کے لیے ہے خواجہ صاحب نے قرآن حکیم کو جس طرح سمجھا ہے نہایت پرزور اور دلکش طرز تحریر میں امت کے سامنے پیش کیا ہے اور عمل و فکر کی دعوت دی ہے کتاب کا حجم ۴۳۰ صفحات قیمت مجلد للعہ

بیان

یعنی سورۂ آل عمران کی تفسیر از خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی، یہ پورا سلسلہ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی ضروریات اور شبہات کو پیش نظر رکھ کر لکھا گیا ہے اور رائج الوقت تفاسیر کے برخلاف نہایت صاف اور اچھی اردو میں ہے ۲۱۸ صفحات قیمت ۱۲؎

عبرت

یعنی تفسیر سورہ یوسف، از خواجہ عبدالحی فاروقی یہ تفسیر نہایت خوبی اور وضاحت کے ساتھ مولانا ممدوح نے بیان فرمائی ہے اور اس کے نصیحت آمیز اور عبرت انگیز نتائج کو بہت موثر طریقہ پر پیش کیا ہے۔ حجم ۹۶ صفحات قیمت ایک روپیہ محصول ۲ر

برہان

تفسیر سورۂ نور از خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی، یہ کتاب مصنف نے اپنے مخصوص انداز میں امت اسلام کے لیے پیش کیا ہے ۱۴۰ صفحات قیمت عہ

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

ذکرت

تفسیر بار دوم

مصنفہ خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی

قرآن کریم نے ہم کو ہدایت دی تھی اور اب بھی ہم اسی معراج ترقی کو پہنچ سکتے ہیں اگر ہم تمام ہدایت اپنی رہنمائی کے لئے منتخب کریں کتنے ہیں جن کا دن کلام الٰہی کی تلاوت سے شروع ہوتا ہے جو اس کے معنے پر عبور رکھنے میں حقائق معارف پر غور و فکر کرتے ہیں دیکھا اچھا ہو اگر وہ چھوٹی چھوٹی سورتیں جو ہر روز نماز میں پڑھی جاتی ہیں سمجھ کر پڑھی جائیں اثر لیکر پڑھی جائیں حجم ۲۷۲ صفحات سائز ۲۰×۲۶
قیمت ۱۲/ محصول ۱۰/ کل ۲/ ۱

تاریخ الدولتین

(مصنفہ مولانا نیاز فتحپوری) یہ مصر کے مشہور اہل قلم علامہ جرجی زیدان کی تصنیف ہے جس میں خلافت بنی امیہ و بنی عباس کے حالات پر ایک ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے حجم ۹۰ صفحے قیمت ۸/

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر حقانی

آٹھ جلدوں میں کامل

از شمس المحدثین جالعلما حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی یہ وہ ضخیم تفسیر پورے قرآن شریف کی ہے جو صرف دو سال نہ چھپ سکنے کے باعث چالیس روپے اور پچاس روپے تک ہدیہ ہوگئی اب نیا اڈیشن چھپکر تیار ہوا ہے اس کا کاغذ بہت اعلیٰ ہے پہلی جلد میں صرف مقدمہ ہے اور یہ مقدمہ بھی اتنا اہم ہے کہ اس کے پڑھ لینے کے بعد قرآن پاک کے عرفان سے قلوب منور ہو جاتے ہیں باقی سات جلدوں میں قرآن پاک کی تفسیر ہے جلد اول کی قیمت دو روپے اور باقی ساتوں کی فی جلد چار روپے ہے گویا اس طرح کامل تیس روپے کی ہے محصول ڈاک چار روپے خرچ ہوتا ہے کامل تفسیر طلب کرنے والوں کے لئے پانچ روپے کی کفایت ہے یعنی ۲۵ روپے میں مل سکتی ہے ریل کے ذریعہ منگانے میں فائدہ ہے ریل سے منگانے والے لائن اور ریلوے اسٹیشن انگریزی میں ضرور لکھیں

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب بظاہر اگرچہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں ہیں۔ نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلام عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات انسان قادر بھی ہے اور مجبور بھی، انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ وحی اور سائنس حقیقت کی علیت نجات کا راستہ صداقت رسول قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے بسم اللہ کی تفسیر خدا پر ایک نظر زمانہ گذشتہ کے علما اور صوفیہ اسلام اور وحدت جہاد کی غرض و غایت رسول عربی کا رحم و کرم، تفسیر سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ بعض اسرار و لطائف دعوت و محبت کی تعلیم آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی شعار اسلام کا مقصد اولین تمنا دین کا مرکز اسلام ہے مرتبہ عبودیت صراط مستقیم سے گمراہی قیمت دس آنے محصول ۵/ کل ۱۵/

پتہ (حمیدیہ پریس دہلی)

بہشتی زیور کامل

یہ کتاب عورتوں کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھی ہے اور گویا فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اس کے علیحدہ علیحدہ دس حصے ہیں حصہ اول الف بے سے خط لکھنے تک اور کچھ عقائد کا بیان حصہ دوم وضو طہارت وحیض نفاس کا بیان نماز کے مسائل حصہ سوم روزہ زکوٰۃ حج قربانی بیع منت وغیرہ کے مسائل حصہ چہارم طلاق نکاح مہر ولی عدت وغیرہ کے احکام۔ حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت زوجین اور قواعد تجوید حصہ ششم اصلاح باطن و تہذیب اخلاق ذکر قیامت جنت۔ حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی میلاد عرس تیجہ وغیرہ حصہ ہشتم نیک بیبیوں کی حکایتیں وسیرت اخلاق نبوی حصہ نہم ضروری اور مفید علاج معالجے اور نسخے بچوں اور عورتوں حصہ دہم دنیا کی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ حصہ یازدہم بہشتی گوہر یہ حصہ خاص مردوں کے لئے ہے مسائل اور مجالس ان دونوں کا ہے اور ہر ایک حصہ کی قیمت پانچ آنے اور گیارہویں حصہ کی ۱۲/ لیکن کامل سٹ کا رعایتی ہدیہ نصف ہے یعنی کامل ۱۱ حصے صرف ۳/ محصول ۱۲/ کل ۳/ ۱۲

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ اگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف کتاب

رکن دین

ہے جسکے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹا سا چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہو۔ فاضل مصنف نے ایک خوبی اس کتاب میں اور بھی ہے کہ تمام مسائل سوال جواب کی صورت میں لکھے ہیں اور اس طرح ہر وہ سوال جو کسی انسان کے ذہن میں مشکل سے آسکتا ہے اس کتاب میں موجود ہے غرض یہ کہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد نماز کے متعلق ایک بھی بات ایسی نہ ہوگی جو معلوم نہ ہو سکے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی ۱۰/ محصول ڈاک ۶/ کل ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اُمّ الکتاب

الحمد شریف اللہ کی تفسیر ہے جس کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا نہیں مدعا لب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہو ہر بالغ پر نماز فرض ہے اور نماز بغیر الحمد شریف کے نہیں ہوتی اسی اعتبار بانی تو آپ کو سب کو یہ صورت یاد ہوگی لیکن آپنے سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحے پر ہو گئے ہیں اور اولیاء اللہ کے علاوہ حکایات عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ دنگ رہ جائینگے حضرت مولانا احمد سعید صاحب یہ یہ دائرہ کا نظام کی لکھی ہوئی ہے حنفی عقائد کا آئینہ دار ہے اس میں صدہا اعمال بھی ہیں ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت بلحاظ ضخامت اور بلحاظ دقت تالیف ۱۲/ ہونی ضروری تھی لیکن رسول نمبر کی ضرورت کو پیش نظر رکھکر اس کی قیمت ۱۲/ ہے محصول ڈاک ۸/ کل ۴/

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لیے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لیے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک آپ کی دعائیں بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہو کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مراد پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائینگے مقدمات کی پریشانی ہو تو فائز المرام ہو جائینگے اور آپ کی ہر پریشانی رفع ہو جائیگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں بر آنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی قبولیت یقینی ہو لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی سہارا نظر نہ آتا تھا کام بنتے بنتے بگڑ جاتے تھے لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں فکر معاش میں سرگرداں ہیں دشمنوں کی یورش ہے کوئی پیارا عزیز بیمار ہے تو **عملیات باقی** منگائیے اس میں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی رح کے وہ مجرب اعمال درج ہیں جن کی رو سے آپ کی مراد دلی پوری ہوگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے اخذ کی گئی ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں اس میں وہ اعمال و اوراد نہانی عوام پر ظاہر کیے ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جان تھے یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے

قیمت ۸ر محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

اوراد و وظائف

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی امکان کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان و شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراء کی کرامات الٰہی امداد میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ جمع کیا یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ و مجرب ہے اس کتاب کے اثر اور قبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں۔ وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول رکھے وہ فائز المرام ہوا اس میں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی جس کے لئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو قیمت دس آنے محصول ۶ر

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کیساتھ نہیں کر سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کردہ بنا دیں لیکن بغیر تربیت ہر تعویذ بیکار رہیگا ان لوگوں کے لئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر خارجی معالجات سے بے نیاز ہو جاتے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں تیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں اگر آپ کو ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے نکتے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا ان کا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے اس کتاب میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور بیقین ہی دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ تاثیر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا قیمت کامل ۱۰ر محصول ۵ر کل ۱۵ر

ملنے کا پتہ:— منیجر حمیدیہ پریس دہلی

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا جس نے بیسیوں سخت سے سخت دلوں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزاروں لاعلاج مایوس مریضوں کا علاج کیا یہ تو نقد فائدے ہیں اب آخرت کے فائدے سن لیجئے اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے سورۃ آیۃ الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے۔

قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں خواہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اس پر آپ قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع بنا لینا آقا اور افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے ایک معمولی بات ہے یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے۔ فن ایسا تیر بہدف ہے اور ایسا کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق سنا بھی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا۔

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ:— منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوزخ سے نجات

بندے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسان گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے توبہ کی حقیقت اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو زبان میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے ہی نام سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں توبہ کے معنے اور روئے لغت مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت ثواب، سرور دو عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر، قبولیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ، توبہ کا ذکر قرآن میں گناہوں کی مذمت گناہ کا خیال معافی کے ذرایع صغیرہ گناہ ہی کبیرہ گناہ بنجاتا ہے گناہوں سے بچنے کا گر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی بڑا ہو استغفار، عبادت دلی امید، ہم سید و مسعود میں رازو نیاز گناہوں سے نیکیوں کی بربادی توری مراقبہ بیفکری گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ قیمت دس آنے محصول ۵ کل ۱۰ ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کیلئے ہر انسان بیچین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے۔ فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول عہد میثاق، روح حیوانی روح انسانی تناسخ آواگون حقیقت موت، عبادت سکرات موت تلقین جسم سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات ایمان و کفر نیک روحیں علیین ابرار مقربین بزرگ ارواح بری روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب نکیرین عالم برزخ عذاب و ثواب کا فلسفہ قبر کا عذاب تجہیز و تکفین نماز جنازہ نماز کے تمام مسائل دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان اور زیارت قبور تعزیت پسماندگی کھانا کھلانا نجات اخروی مردہ کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۳۲ صحابہ کرام و اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال جن میں انھوں نے خواب میں مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتائے قیمت ۱۲ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

میاں بیوی کے فرائض

آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گزار ہو آپ کا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپ بیوی کے فرائض باحسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے مختار کل اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو سادات کی علمبردار ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی یہی وجہ ہے کہ ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مدنظر رکھ کر حمیدیہ پریس نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شایع کی ہے اور قرآن و احادیث کے احکام میں میاں بیوی دونوں کو بتلائے ہیں بہت سلیس اردو میں عورت کو سمجھایا گیا ہے کہ انھیں کس طرح مرد کی اطاعت کرنی چاہئیے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلجوئی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے فرمان رسالت ہے خیر کم خیر کم لاہلہ یہ کتاب میاں بیوی دونوں کو محبت کی شاہراہ پر لے جائے گی یہ کتاب گہوارہ اور دو زندہ دلوں کو یکجان کر دے گی۔ قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے؟ یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشتاق رہتے ہیں جب آپ گردوپیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا قابل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور پر علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر پوچھ کر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے اب اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر مطالعہ کیجئے جس میں مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے اور فلاں امر کا خواب جیسے یاد آتے ہیں اور نتیجہ کس وقت نکلتا ہے کس ان ادکا ... خواب قابل تعبیر ہوتا ہے ... خواب پر ایک مفصل مضمون ہے ... اور ... نایاب تحریر ہے قیمت ۱۲ محصول ۲ کل ۱۴

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب نواسہ نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ یار و مددگار جانوروں کی طرح گھسیٹے جارہے تھے اگر ان حالات المناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک شہید کربلا منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی مکہ کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا محاصرہ ننھے بچوں کا چن چن کر مارا جانا شہادت بلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے جگہ بجگہ میر انیس کے مرثیے بھی لئے گئے ہیں اور آخر میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر المناک ہیں کہ بیکسی بندہ جاتی ہے ... سب سے بڑھ کر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند یا موضوع نہیں قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱۳

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

ہندوستان کا شہید اکبر

کون ہے وہ جس نے اپنی صحت کو قوم پر قربان کیا اور قوم کی خاطر غریب الوطن ہو کر دفن ہوا یہ وہ عظیم الشان ہستی ہے جس کو دنیا رئیس الاحرار محمد علی کہتی تھی اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی قوم کو محمد علی کی ضرورت تھی اور ضرورت ہے اور رہے گی تو محمد علی کے عزم محمد علی کے جوش اور محمد علی کی خدمات ملی کی اتباع کیجئے آپ میں ہر شخص کو

محمد علی کو زندہ کر لینا ممکن ہے

بشرطیکہ وہ للہیت کے ساتھ محمد علی کے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہو ان کا راستہ اور نصب العین کیا تھا یہ آپ کو کتاب

حیات جوہر

بتلائے گی اس میں مولانا کے ہمدم مولانا عشرت رامپوری نے آپ کی ابتدائی زندگی سے لیکر وفات تک کے حالات شایع فرمائے ہیں ان میں نمایاں طور پر مولانا کی تعلیمات اور ان کے سیاسی مسلک کی تصریحات ہیں اگر آپ کو اپنے اس شہید ملت سے محبت ہے تو اس کتاب کو الف سے یے تک ضرور پڑھنا چاہئیے ضخامت ۲۴۰ صفحہ متعدد فوٹو معہ جنازہ قیمت دس آنے محصول ۲ کل عہ

ملنے کا پتہ:- **حمیدیہ پریس دہلی**

مجربات طبی

اب ہر شخص لائق طبیب اور بہترین معالج

ہو سکتا ہے کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب تیار ہو گئی جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل ہوئے اور ہندوستان کے مشہور نامی گرامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی مرحوم و افسر الاطبا حکیم نور الدین صاحب مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کئے ہوئے ایک فاضل اجل اور لائق طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرقریزی سے مرتب کیا ہے جس میں فاضل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال ان کی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے جن کے مطالعہ سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اور اپنے خویش و اقارب اور بال بچوں اور عزیزوں دوستوں کا کما حقہ علاج کر سکتا ہے اور ہر قسم کے مرض کی مختلف قسمیں لکھکر بتایا ہے کہ اس قسم کے مرض کے لئے ایسا نسخہ کارگر ہوگا عورتوں اور مردوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور ان کا مجرب زود اثر علاج قیمت فی جلد عا محصول کا عہ ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری کے ساتھ بہ کثیر تجربہ کر کے درج کر دیئے ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ سکتا ہے اور اگر چند روز استقلال سے کام کرتا رہے تو بہت جلد نہیں بلکہ لاکھوں روپے کا مالک بن سکتا ہے اس میں صابن سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت ہر قسم کے اچار مربے تیار کرنے کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب اور زہر مرتد اور بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں کے تیار کرنے اور ان کو فروخت کرنے کے لئے مشورہ ڈبل روٹی بسکٹ کیک بنانا نقلی سونا نقلی چاندی نقلی ہیرا بنانا فوٹوگرافی گھڑی سازی عطاری حکمت صد ہا قسم کے صابن بنانے کے طریقے غرض کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس سے بیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی قیمت عہ محصول ۶ ر کل عہ

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معلومات تجارت

کے لئے سب سے بہتر کتاب مبادی تجارت ہے اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشورہ ایسے ہیں کہ ممکن ہے کہ ایک اور صرف ایک مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جس کے قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے صفحات میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے مبادی تجارت سے بہتر آج تک اردو میں کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صد ہا کتابوں کے مطالعہ سے تیار ہوئی ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صد ہا انسان اپنی ناکام زندگی کامیاب بنا چکے ہیں یہ وہ کتاب ہے جس کے صد ہا نسخوں میں سے ایک صرف ایک عملی آدمی کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے اور اسے مفلس سے متمول بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل و سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک ہوشیار بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے کتاب غیر مفید ہو تو واپس کر دیجئے یہ کتاب بلحاظ افادیت کے لحاظ سے قیمت بہتر ہے ہر وہ شخص جو تجارت کر رہا ہے اس کتاب کو پڑھکر اپنی آمدنی کافی بڑھا سکتا ہے قیمت عہ محصول ۶ ر کل عہ

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی لکھی ہوئی کھانا

پکانے کی کتاب کس قدر جلد مقبول ہوئی حیرت ہو گئی کہ کوئی دہلی کا دسترخوان جس میں روزمرہ کے معمولی کھانے پکانے کی بہت سہل ترکیبیں ہیں ہندو مسلمانوں میں مقبول ہوا بچیاں اس کو دیکھکر کھانا پکا لیتی ہیں اور عجیبانہ قرینہ کا بنا لیتی ہیں برتن صاف ستھرے سلیقہ سے سجا لیتی ہیں وہ بیویاں جن کے خاوند خراب کھانا کھاتے کھاتے ان کی محبت بھی کھو بیٹھے تھے گرویدہ ہوتے جاتے ہیں گویا جہاں یہ کتاب اچھے کھانا پکانے کی استانی تھی وہاں خاوند کو موہ لینے کا عمل بھی اپنے اندر رکھتی ہے

جن لوگوں کو تھوڑے پیسے صرف کرکے لذیذ کھانا پکانا ہے یا جن کو اپنی بیٹیوں کی آئندہ زندگی کا فکر ہے وہ یہ کتاب ضرور اپنے گھر میں رکھیں۔

ضخامت ۱۰۰ صفحات۔ قیمت ۸ محصول ۶ ر کل ۱۲

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

مبلغ اسلام دو عورتیں

ایک حلیمہ خانم جس نے بڑے بڑے پادریوں اور پچاس پنڈتوں سے مباحثہ کیا اور بڑے بڑے چھکے چھڑا دیئے اور دیدانتوں نے بغلیں جھانکیں بالآخر ہار مان کر چلے گئے اس عورت نے کمال کر دیا یہ عجیب و غریب مناظرہ کی کتاب ہے اس کی قیمت رعایتی دس آنے ہے۔

دوسری ساوتری یہ ہندو دھرم کی استری ہے جس نے اپنے علم و ذہانت سے اسلام کو دیکھا پرکھا موازنہ و مقابلہ کیا اس کے فطری قوانین کو بالآخر مان لیا پھر نہ صرف یہ کہ اس سعید روح نے آغوش اسلام میں جگہ پائی اور اپنے ساتھ پورے خاندان کو راہ ہدایت دکھائی اور پھر اس خاندان کا بچہ بچہ عاشق اسلام ہوا یہ دونوں کتابیں ہر مسلمان کو پڑھنی اور اپنے پاس رکھنی چاہئیں تاکہ انھیں اسلامی تفوق کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

قیمت آٹھ آنے دونوں ساتھ منگا لیجئے تو ایک روپیہ کی اور محصول ڈاک کل عہ

ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان مغلیہ کی خواتین جہاں حسن صورت کی مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے حسب نسب شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈال دیا ہے اس میں آسمان حسن کے چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی بہادر بھی شاعرہ بھی ہیں اور مغنیہ بھی ہندو دیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی چند کے نام یہ ہیں:۔

حمیدہ بانو۔ فخر النساء۔ عظمت النساء۔ آرام دل۔ آسائش بانو۔ آغا بیگم۔ رزم بانو۔ آرام جان۔ ممتاز محل۔ جہاں آرا۔ رانی بارینجی۔ رانہ تارا دیوی۔ سانی تلسی بائی۔ بالی اندو سے پوری۔ بائی کھنگوت دی۔ لچھمی دیوی۔ سلطانی۔ بائی لاڈ ملک۔ رضیہ سلطانہ۔ بدر النساء۔ جاناں بیگم۔ جانی بیگم۔ خوردہ بائی۔ حاجی بیگم۔ خانہ زاد بیگم۔ شہزادہ خانم۔ دلبند بانو۔ دلرس بانو۔ روشن آرا۔ زیب النساء۔ رحمت بانو۔ رضیہ غرضکہ سو سے زائد بیگمات کے حالات ہیں قیمت عا رعایتی

مجلد ۱۲ محصول ۷ ر کل نیم

حمیدیہ پریس دہلی

شاہی کوک شاستر

ہندو ابتدا دور کی شہنشاہانہ زبانی کے سب مراحل طے ایسنے کے بعد بیٹے جنش والی کی نادریں میں قدم رکھا تو ارباب نشر لذت کے سرچشمہ عورت ایسے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ لذتیں اور خوبیاں جو ایک جوان آدمی عورت سے متعلق رکھتا ہے شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں جوان ارباب مفتش نے عورت کے روپ میں سے تلاش کیں اور اسی طرح مردکی قوت نہانی کی وہ وہ کہانیاں بیان کیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی نظام ضعیف انسانی اور بہ باطن بڑی طاقتوں کا مالک ہے اور اس کی حیثیت بالکل ایک انجن کی سی جو ذرا سی ترکیب اور جنبش کے بعد ہزاروں باریں یا برکی طاقت نمایاں کردیتا ہے اور ایک مذہبی عہد بازگر دیا ہی ہے جو ایک شیرنی رجا رہا عورت کو مسخر کرسکتا ہے **چٹکلے** سے ایک بات اور سن لیجئے اس کتاب میں مفتشین اور ارباب کمالات اپنی مجربہ وہ وہ حکایتیں بیان کی ہیں صد ہا مجربہ نسخے اور ایک حکایت سننے کا اثر ایک طرف غرض عورت مرد کی مواصلت کی انسائیکلو پیڈیا ہے ۵۰ ۲ صفحات قیمت عہ محصول ۲ کل عہ پتہ حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

تجربات بوعلی سینا با تصویر یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ نادر اثرات اور تجربے لکھے ہیں جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی زندگانی پر لطف و مسرت کی زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تا دم مرگ آپ ہی لطف حاصل کرسکیں گے جو بندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہمعمر رفیق حیات سے حاصل کرسکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں۔ اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۱۰۰ سو صفحات ہیں

قیمت عہ ڈیڑھ روپیہ محصول ۲ کل ۵عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

انگریزی کوک شاستر

یعنی لذت و مزہ لطف تمہارے اور مال لطف بینی بیویاں کے شہجرٹے سے رنگارنگی پالیسی ہی لئے اس کتاب کا نام برتھ کنٹرول ہے عورت کی شباب آفریں لذت اس تنت حاصل ہو سکتی ہو جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے ان کی پرورش سوہان روح ثابت ہوتی ہے اور انسان از دواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا ہے **برتھ کنٹرول** ایک حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جس کو پڑھتے ہی تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا پر شباب طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہو جائیگی جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے اولاد نہ ہوگی پر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی رو سے تم حسب خواہش بیٹا یا بیٹی پیدا کر سکتے ہو برتھ کنٹرول یورپ و امریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا جوہر ہے قیمت عہ محصول ۲ کل عہ (منیجر حمیدیہ پریس دہلی)

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہونا ہے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب **عورت** پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے ورق ورق کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضا جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی دلفریبی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلوپیڈیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر آپ ہر قسم کے کوک شاستروں سے بے نیاز ہو جائینگے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک میں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۲ کل عہ

ملنے کا پتہ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں اور رموز و نکات کو نہایت وضاحت متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی زندگی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیویوں کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صد ہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی جذبات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کی فوٹو بلاک کی تصویریں دی گئی ہیں کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۲ کل عہ

ملنے کا پتہ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا مسرت ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں لیکن ایسی زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو کتاب کیف مواصلت مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لطف ہی لطف اور لذت ہی لذت ہو کتاب کے جزئیات سے تعارف اس مختصر اشتہار میں نا ممکن ہو صرف آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید سردار علی صابری ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخری تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۲۷۰ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر یا نوردنی اعضائے جسمانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۲ کل عہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

بہار شباب

صنفی کتابوں میں آج تک جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے گو یہ چیز مطالعہ کو کتنا ہی پرلطف بنا دے لیکن نتائج کے اعتبار سے اتنی اہم نہیں جس قدر کہ صنفی معلومات سے عوام کو مستفید کیا جا سکے بہار شباب اپنی رنگین عبارت کے ساتھ صنفی معلومات کا وہ ذخیرہ لایا ہے جو سابق کتابوں میں مشکل ملیگا بہار شباب میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ صنفیات کی حقیقی تعریف کا احترام کرتے ہوئے کتاب کو اسی دائرہ میں رکھا جائے بہار شباب میں جابجا تاریخی و ادبی حکایات کا جو ... و عظمت کا بہترین ذریعہ ہے بہار شباب میں پیکر حسن کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے بہار شباب میں نوجوانوں کی کمزوریوں اور ان کی خرابیاں بتلاتے ہوئے بہترین ضروری نسخہ جات بھی بتلائے گئے ہیں بہار شباب میں اسباب عیش کی فراوانی کا سامان ہے بہار شباب جیسی جواہر ریزوں کا کشکول ہے بہار شباب میں جو خبریت کے حاصل ہے لذت فراواں کی بارش حاصل ہوتی ہے بہار شباب میں بجز مواصلت کی ہی کہانیاں رکھی ہیں بہار شباب سے رنگ شباب کا نکھار نمایاں ہے بہار شباب میں شاہد ناز کی رعنائیاں میں طاق جمال کی گلکاریاں میں ... شباب کے رموز ... غرضکہ اس کتاب میں وہ سب کچھ ہے جو ازدواجی مسرتوں کے لئے ... ضروری ... شباب ... نوجوانوں ... مصنفہ کے ترتیب ... اور قیمت صرف ایک روپیہ ہے محصول ڈاک ۴ ... گھر بیٹھے مل سکتی ہے۔ مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

باب ۱

دیباچہ اور معلومات کتاب کے
متعلق بیش بہا سندات
و ہدایات

باب ۲

شاہ شباب کی کارفرمائیاں
عشق و محبت کی جہانگیری
شور عنادل میں نغمہ شباب
دنیا کے حیوانات میں نفسانی جذبہ
خار تمنا کی خلش
تجرد کی ناقابل عمل تعلیم
نظام گیتی کا راز
رہبانیت کی عریاں تصویریں
نظام فطرت کا تقاضا
اختلاف اعضا کی مصلحتیں
خدائی قانون کا مجرم
زن و شوہر کی ہم آغوشیاں
حکیم جالینوس کی رائے

باب ۳

شب تجرد کی تاریکیاں
مردہ جذبات کا ارتعاش
تقویت کا لاجواب نسخہ
جذبات کی دو آتشہ شراب
ہیجان جذبات
تقویت کے لئے بے پناہ عمل
اور متعدد مجرب و سہل الحصول
نسخہ جات

باب ۴

ہمکناری کا رنگین ترانہ
منزل زندگی کا پرکیف نشان
لطف اندوزی کی تلچھٹ
جذبہ پنہاں کی پاکیزگی
وادی پر بہار میں خار مغیلاں
جسم رعنا میں مسرتوں کا
خزانہ
مواصلت کی پر بہار تمنا
بدویانہ کثرت شوق
بزم عیش میں جہاد
سرشت نسوانی کا ضبط
عارض گلگوں کا شباب
مردہ نجاست
بحر شباب کی گہرائی
پر تعیش گھڑیوں کا خاتمہ
خمار عیش کا ازالہ
غزل کا دلچسپ لطیفہ
جویائے عیش کا بہترین طریقہ
مواصلت کی مضر صورتیں
غیر فطری طریقہ مواصلت
پیکر حسن کی رنگین ادائیں
حسینان عرب کی دوستی
کی دلچسپ حکایتیں اسی
موضوع پر لطف پر

باب ۵

شاہد عیش کی نقاب کشائی
حسن عریاں کی خیرہ کن تابش
نئی دلہن کی مشکلات
جنگ محبت کی پہلی شکست
محبت کا پہلا بوسہ
اتصال جسمانی کی ناموافقت
جسم ناز کی تنگی
شیافہ پر لطف
دائمی دوشیزگی کا مختصر
اور آستانہ حسن سے لطف
اندوز ہونے کے صدہا بہترین
طریقے اور متعدد مجرب نسخے
اور سہل الحصول دوائیں

باب ۶

سرمستی شباب میں اخلاقی
لغزش
اسباب تنفر کے اقسام
مردانہ و زنانہ نفرت کی مقابلہ
عصمت کا بیش بہا جوہر
غیرت مردانہ کا تقاضا
غیرت مند شوہر کی داستان
جیب مفرح و تنگ
ہوس رانی کا پر فریب جال
چشم بصیرت میں عشوہ
نسوانی کی نیکیاں
عورت کی فریب کاریوں
کی متعدد حکایات

باب ۷

شاہد ناز کا جلوہ رنگین
حسن و سیرت
فطرت نسوانی سے سبق
حسن ظاہری کا عیب
جلد عروس میں مناظرت
ولولہ خیز دوشیزگی کی تمنت
ہارون الرشید کی حاضر جواب
کنیز
حجاج بن یوسف کی محبوبہ
رخ روشن کی کشش
غازہ اور حسن کی افزائش
کے متعدد نسخہ مجربہ

باب ۸

ازدواجی مسرتوں کا راز
فریقین کی دلجوئی
دولت حسن کی نگہداری
اثمار شباب کی پوشیدہ نرمیں
اس باب میں عورتوں کی
پستانوں کی تشریح ان کے
لطف اندوزی اور ان کو
ہمیشہ یکساں رکھنے کے متعدد
نسخے اور طریقے درج ہیں

باب ۹

چشمہ کیف کی مستانہ لہریں
جذبات نسوانی کا پوشیدہ
تقاضا
ایران کی ایک عصمت فروش
شوہر کا پہلا فرض
خوشگواری زوال کی قوت
ضبط کی ضرورت
نسوانی ہیجان کے طریق
لطف کی مدت کی وسعت
یورپ کا طریقہ کرزا
پیدائش اولاد سے محرومی
مسرتوں کا بکھرنا پیدا کرنا
امساک کے بیش بہا مجرب نسخے
اور خارجی طریقے اس باب
میں درج ہیں

باب ۱۰

باغ نشاط کی بہار آفرینی
بادہ وصال کی لذت
مستان شباب کی گمراہی
لذتوں میں مشاقی کی ضرورت
بادہ مواصلت کی بے کیفی
بادہ وصال کا اصلی راز
بادہ وصال کی لذت
مقناطیسی کشش
بغداد کی ایک فاحشہ
حسینہ بغداد کی داستان
اور یہ ازدیاد لطف اور بہترین
نسخہ جات اس باب میں درج ہیں

باب ۱۱

سمندر شباب کی ہنگامہ خیزی
محبت کی اندھی دیوی
یورپین خاتون کی داستان
منت زنی کی تاریخ
بیگانہ محبت کی داستان

باب ۱۲

ہر عمر میں وصال کے غلط طریقے
غیرت خداوندی کا انتقام
آہ عیش کی زبونی و بیدردی
خرابیوں کا انسداد و اعضائے
رئیسہ کو تازہ کرنے والی متعدد ادویہ
طلائے مجرب اور زود اثر دوا
ہاتھی کے بال کرنے کے نسخہ جات

باب ۱۳

بربط نشاط کا کیف پرور
مضراب
ازدواجی زندگی کی گلکاریاں
وصول لذت کا راز طریقہ
عیش و نشاط کی دنیا کی رنگینی
باغ شباب کی تاراجی
ازدواجی رموزات بہتری
محبوبہ کے نازک دل کی تسخیر
عورت کی حقیقی تمنا
پیکر نازکی بے روش محبت
قلب نازک پر محبت کا تیر
بحر الفت کا تلاطم
یہ کتاب اپنی نوعیت کی
آخری کتاب ہے اور
انشاءاللہ عوام کے لئے بہت
ہی مفید و دلچسپ ہوگی۔
قیمت ایک روپیہ

پتہ: منیجر حمیدیہ پریس دہلی

۴۸۶

سو برس کے بڈھوں کا ضرورت ہے

لقمان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ملا واحدی صاحب اڈیٹر رسالہ نظام المشائخ کو جو ایک طلسمی نسخہ قوت کا عطا فرمایا تھا اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے۔

"ایک ہفتہ کے استعمال میں پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دم مرگ طاقت جسمانی ہمہ عضو قائم و برقرار رہے ہر روز ... سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک رات میں بجز تین چار کے ... طبیعت کو قرار نہ ہوگا یہ نسخہ بسلسلہ خاندان حکیم سید عبد الصمد خاں دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار حضرت فخر الدین مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا جو بطور یادگار پسماندگان درج کیا گیا۔ یہ نسخہ حقیقی درست و صحیح میری اوائل عمری میں ایک وقت طیار ہوا تھا ناگہان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام ملا تھا اور نواب سالار جنگ اول نے بھی چہار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر و منصب ڈیڑھ سو روپے ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۲ھ کا ہے پسماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔"

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام **معجون مددگار رغد دو** ہے جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار رغدود کی سات خوراکیں چار روپے میں دی جاتی ہیں علاوہ محصول ڈاک۔ لیکن اگر کوئی سو برس کی عمر والے صاحب طلب فرمائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے لوں گا اور محصول بھی اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجوں گا شرط فقط یہ ہے کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح اطمینان دلا دیں سو برس نہ سہی لگ بھگ سہی۔

نوٹ

جنھیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار رغدود نہ منگائیں کیونکہ معجون مددگار رغدود صرف قوت کی دوا ہے جریان کے مریضوں کے لیے معجون کایا پلٹ مفید ہوگی۔ قیمت بیس خوراک ڈھائی روپے علاوہ محصول ڈاک

پتہ

منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

۴۷۶

تکلیف سے بچنے کی دنیا میں صرف ایک ترکیب ہے

اپنی روح اور اپنے جسم کو غیر جنس شے سے بچائیے

صحبت ناجنس عذاب است الیم۔ کیا آپ نے یہ نہیں سنا روحانی تکلیف جبھی ہوتی ہے جب کسی ناجنس شے کا روح پر تسلط ہوتا ہے اور جسمانی تکلیف جبھی ہوتی ہے جب کوئی ناجنس چیز جسم کے اندر دخل پا لیتی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو دانتوں اور مسوڑھوں کی تکلیفوں سے نجات مل جائے تو ہندوستانی جڑی بوٹیوں کا بنا ہوا

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

ملا کیجئے اس منجن کا نسخہ واحدی صاحب کو حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے ۱۹۱۴ء میں بتایا تھا جبکہ واحدی صاحب اخبار طبیب کے اڈیٹر تھے یہ منجن ہندوستانیوں کے لیے ہندوستان سے باہر کے منجنوں کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ مفید ہے کیونکہ ناجنس نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کے رہنے والوں کی تکلیفوں کا علاج ان کے اپنے ملک میں پیدا کیا ہے دوسرے ملکوں کا محتاج نہیں کیا پہاڑوں کی بچھو بوٹی جس کے چھو جانے سے ایسی جلن پیدا ہوتی ہے جیسے بچھو نے کاٹ لیا اس کا تریاق دریاؤں میں نہیں ملتا اللہ تعالیٰ نے وہیں پہاڑ پر بچھو بوٹی کے پاس درخت کے قریب ایک درخت اور لازمی طور سے لگا دیا ہے جس کا پتہ بچھو بوٹی کی جلن کو آناً فاناً دور کر دیتا ہے لہٰذا فیشن پرستی کو چھوڑیئے اور اپنے ملک کا منجن استعمال کیا کیجئے

واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان

دانتوں اور مسوڑھوں کی ان تمام تکلیفوں کا تریاق ہے جو کسی ہندوستانی کو ہو سکتی ہیں ہندوستان میں رہ پڑنے والے انگریزوں کو بھی جن کی دو ایک نسلیں ہندوستان میں گزر چکی ہوں واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان فائدہ دیتا ہے مسوڑھوں کا پھولنا اور مسوڑھوں کا درد تو اللہ کے فضل سے واحدی صاحب کے منجن کے سامنے دو منٹ بھی نہیں ٹھیرتا مسوڑھوں سے خون آتا ہو اور مسوڑھوں سے پیپ نکلتی ہو جسے پائریا کہتے ہیں اس کی یہ بہترین دوا ہے دانتوں نے جڑ نہ چھوڑ دی ہوں تو دانت جڑ جاتے ہیں غرض عجیب نعمت ہے ایک دفعہ منگا کر تجربہ کر لیجئے پھر اس کے سوائے آپ کو کوئی منجن اچھا نہیں معلوم ہوگا کیونکہ جن منجنوں کا اب تک آپ نے استعمال کیا ہے وہ آپ کے لئے ناجنس تھے اور یہ قدرت کی طرف سے خاص آپ کے لئے مہیا کیا گیا ہے رنگت بھی اس کی آپ پسند کریں گے اور اسے بھیجا بھی حتی المقدور سلیقہ سے جاتا ہے یعنی پیکنگ وغیرہ خوبصورت ہے

ایک شیشی کی قیمت ۸ آنے محصول ایک شیشی پر پانچ آنے لگتا ہے دو یا تین شیشیاں اکٹھی منگائی جائیں تو ۷ آنے کے ٹکٹ کافی ہوتے ہیں۔

پتہ

منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلاں۔ دہلی

قال الملا ۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو راہ راست کی طرف مدعو کیا اور ان کو حقوق اللہ و حقوق العباد کے ادا کرنے کی تعلیم کی تو انھوں نے یہ ناشائستہ جواب دیا کہ آپ کو مع آپ کے متبعین کے ہم شہر سے نکال دینگے ورنہ آپ کو لازم ہے کہ آپ ہمارا مذہب اختیار کرلیں اور انھوں نے یہ دیکھ کر کہ حضرت شعیب کے پیرو غریب ہیں یہ بھی کہا کہ اے شعیب یہ کیا بات ہے کہ تمہارے ساتھ جو یہ دو غریب آدمی زیادہ ہیں ہم کو ان میں شامل ہوتے ہوئے شرم آتی ہے جب ان ...

فَاَیۡنَ الۡمِلۡءُ

الجزو التاسع

سورۃ الاعراف

قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِیۡنَ

کہا سرداروں نے جو

اسۡتَکۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ لَنُخۡرِجَنَّکَ

تکبر کرتے تھے ان کی قوم ... کہ ہم تجھ کو

یٰشُعَیۡبُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَکَ مِنۡ قَرۡیَتِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ

اے شعیب اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تیرے ساتھ اپنی بستی سے ... یا پھر آ جاؤ تم

اور جو آپ کے ہمراہ ایمان لائے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب

اکیاون خوبیوں والا قرآن شریف مترجم بہ ترجمہ مستند و مفسرہ علامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ

سبحان اللہ کیا بات ہے ... ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں چھپے سے ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین جانئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر ... سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگا ... ابھی ... استعمال میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط قلم تقطیع کے قرآن میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل ۵۱ خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ... (۲) دوسرا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن جو ایک حد تک کافی ... (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا ہے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی خوشخطی ہے (۶) ترجمہ ... ریاض الدین صاحب کا لکھا ہوا (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے (۸) صحت حضرت ناظم ... علامہ ... صاحب نے کی ہے (۹) اس کے علاوہ ... حفاظ ... نے اس کی تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی عبارت کے ساتھ الفاظ کے معانی پر عبور ہو جائے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح نے لکھی ہے (۱۴) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات ہیں جو اولیائے کرام کا معمول رہے ہیں (۱۵) تعلیم استفادہ اور قرآن شریف کی تفسیر حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۶) فضائل قرآن (۱۷) سورتوں کے خواص (۱۸) سورتوں کے پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط (۲۰) الزامات کی تردید (۲۱) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ ... الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۲) بہشت و حور و غلمان کے بیانات (۲۳) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف سے (۲۴) قبل اسلام عرب کی کیا حالت تھی (۲۵) قرآنی تعلیمات کا اثر اقوام عالم پر (۲۶) قرآن شریف پڑھنے کے اوقات برکات (۲۷) بامعنی قرآن شریف کا پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۸) رسول کریم کے حالات مبارک مختصر (۲۹) رسول کریم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی (۳۰) غزوات نبوی اور ان کی برکات (۳۱) غزوات و سریات کا ذکر سورہ انفال سے (۳۲) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۳) حالات وفات سرور کائنات (۳۴) خلافت راشدہ میں قرآن پاک کی تحریر و یکجائی (۳۵) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۶) تلاوت قرآن مجید کے ظاہری آداب (۳۷) خواص القرآن (۳۸) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے (۳۹) وہ آیتیں اور الفاظ جن کے غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۰) خاص خاص تعویذات قرآن شریف (۴۱) تقطیع ۲۲×۲۹ کاغذ وزنی ۲۳ پونڈ (۴۲) ہر شخص کی (۴۳) قرآن شریف ہے (۴۴) معاندین نے جو الزامات تحریف قرآن کے لگائے ہیں ان کا بیان (۴۵) قرآن شریف خود ایک زندہ معجزہ ہے (۴۶) قرآن مجید کی امتیازی شان (۴۷) دوسری کتب سماویہ کیوں تحریف ہوئیں (۴۸) قرآن شریف کا ایک ایک حرف آفتاب و ماہتاب کی طرح ہے (۴۹) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ قرآنوں میں سب سے بہتر ہے (۵۰) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی بھی نہیں نکل سکی (۵۰) جلد چرمی نقرئی کار (۵۱) حنائی زعفرانی جو ڈنڈا پر رنگا جاتا ہے **سب سے** بڑی خوبی یہ ہے کہ اب یہ بہت سستا گزشتہ تین سال تک برابر چھ روپیہ میں ہدیہ ہوا اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی صرف **چار روپے** اور محصولڈاک پر ایک روپیہ صرف ہوتا ہے کل پانچ روپے میں آپ کو گھر بیٹھے ملیگا **منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔**

رسول نمبر کی ادائیگی قرض کے سلسلہ میں انتہائی رعایت

ایک زبردست اسلامی انسائیکلوپیڈیا

جسمیں دس ہزار سے زائد تمام وہ باتیں ہیں جنکی ہر متمدن انسان کو ضرورت ہے جس میں ایک دنیادار اور ایک دیندار کی دنیاوی اور دینی ضرورت کی کوئی ایسی معلومات نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو

یہ ایک کتاب ہی نہیں بلکہ پورا ایک اسلامی کتب خانہ ہے

ہر شخص کیلئے جو دیندار ہو اور اس شخص کیلئے جو دنیادار ہو اور ہر شخص کے لئے جو اپنی دینی و دنیاوی ترقی چاہتا ہے ضخیم کتاب

فلاح دین و دنیا

مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

قیمت بلا جلد دو روپے مجلد تین روپے

عبدالمجید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا

مولوی

[illegible]

رسالہ کا پرچہ مسلمان [illegible] ہوگا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلمان [illegible] ہوجائے

منیجر رسالہ مولوی [illegible] دہلی

انتباہ:- آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر شکایت کی تعمیل نہ ہوسکیگی ۔ منیجر

بڑے بڑے علما و فضلا فرماتے ہیں

عربی زبان کو آسان ترین صورت میں پیش کرنے کے لیے جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب میں بہتر اور مفید تر کتاب تسہیل الادب فی لسان العرب یعنی

عربی کا معلم

ہے کیونکہ یہ محض ایک خشک گرامر نہیں ہے بلکہ ایک اچھوتے اسلوب پر لکھا ہوا ... اور آسان گرامر اور علم ادب کا دلچسپ مجموعہ ہے ... الصرف سے گردش لا بابی تک کے ضروری مسائل اس خوبی سے بیان لئے گئے ہیں کہ طالب علم کو گرامر ... معلوم ہو ... زبان ... تیزی میں ... عربی سے اردو اور اردو سے عربی میں ترجمہ کرنے کی مشق ایسے ... کی گئی ہے انگریزی دانوں کی آسانی کے لیے اصطلاحات کا ترجمہ انگریزی میں کر دیا گیا ہے ... خود سیکھنے والوں کے لیے کلید بھی لکھی گئی ہے ... یہ کتاب بااسم با مسمیٰ ہے۔ صرف ... کی کوشش میں آپ بلا استاد کی مدد کے قرآن پاک کا ترجمہ با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں "اس موضوع میں شاید ہی اس سے بہتر کوئی کتاب اب تک لکھی گئی ہو یہ کتاب مدارس کے نصاب میں داخل کئے جانے کے لائق ہے" نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان شروانی صدر ... فرماتے ہیں ... نے کتاب عربی کا معلم کا مطالعہ کیا، کتاب مفید ہے اور اپنی پیشرو کتابوں سے جو طرز جدید پر لکھی گئی ہیں بہتر معلوم ہوتی ہے ... تالیفوں سے ... غلام ربانی ... امید ... فائدہ ہوگا

حضرت مولانا قاضی غلام احمد صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ ... تحریر فرماتے ہیں ... کے باعث یہ کتاب ... ہم نے اپنے مدرسہ محمدیہ میں اسے داخل نصاب کر لیا ہے اور ہمارے تجربہ ... جناب مولوی لطف الرحمان صاحب ... حیدرآباد فرماتے ہیں عربی گرامر تسہیل التحصیل ... کی بہتری ... دیکھیں لیکن ان سب میں یہ کتاب بہترین ہے یہ محض خشک گرامر نہیں ہے بلکہ ... گرامر اور علم و ادب کا دلچسپ مجموعہ ہے۔

ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں کہ کسی کتاب کی بہتری اور برتری کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی شہادت پیش ہو سکتی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں میں لکھی گئی ہے اور ہر حصہ کی کلید بھی ہے۔ طلبا کی آسانی اور عربی کی اشاعت کے خیال سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ عربی کا معلم حصہ اول ... حصہ دوم ... صفحات کلید اول ... صفحات کلید دوم ... صفحات کل ... صفحات کی کتاب ہے قیمت صرف ... روپے محصول ڈاک ... مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھلانے والی کتاب

فارسی بول چال

یہ فارسی بول چال ... فارسی کی ... حضرات ... کے بعد فارسی خوان ... ایسی اعلیٰ اور عمدہ کتاب ہے کہ ... چند ہی روز میں فارسی زبان میں لیاقت حاصل کر سکتے ہیں شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی لکھ ... کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ... کی تعداد ... ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے ... روزمرہ ... ہے ... کے ہمراہ جن میں وہ تمام الفاظ ہیں جو انگریزی، روسی، جرمنی، عربی، فرانسیسی زبانوں کے فارسی زبان میں شامل ہو گئے ہیں، بہت ہی مقبول کتاب ہے قیمت ایک روپیہ محصول ...

شرطیہ ڈھائی مہینے میں انگریزی آجائے گی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ پڑھ لیں کے صرف روزانہ ایک گھنٹہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں، یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تین ہزار فروخت ہو گئی، اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آجتک نہیں لکھی گئی۔ ضخامت تقریباً ۲۰۰ صفحات، قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ کل ۱/۶

یہ سب کتابیں ملنے کا پتہ یہ سب کتابیں

دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب

کریم اللغات

... زبان اور ... بول چال میں ... فارسی کے الفاظ ... ہیں ... لکھے ... معنی ... لغت ... کا مکمل ... ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں ... سے شرمندگی ہونے کی نوبت ... اتنی بڑی بات کے لیے ... کلفت گوارا کیجئے، جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھیے دو چار مہینے میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ اور ... الفاظ آجائیں گے، آپ کی تقریر مستند اور بلیغ ہو جائیگی، اس کتاب کی ضخامت ... صفحات ہیں، جدید الطبع تو ترمیم ہے اور بہت سستی ہے قیمت فی جلد کامل مجلد صرف ایک روپیہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم	رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا	نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مولوی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شایع ہوتا ہے

جلد ۱۵ | بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۶

خطبہ

الحمد للہ الذی لا یقدر احد ان یجعل فی کنہ ذاتہ فکرا ولا یستطیع احد ان تقدر لسنیون صفاتہ قدرا. احمدہ سبحانہ وتعالیٰ واشکرہ واتوب الیہ واسئلہ ان یکفر عنا سیئاتنا ویعظم لنا اجرا واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ المتعالی عن کل ما قیل فیہ ظلما وکفرا واشہد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ ولم یبعد سیادۃ فخرا ابدا ما ابدا.

مسلمانو! تم نے کچھ دیکھا کچھ سنا کچھ سمجھے کہ اسی نیلگوں آسمان کے نیچے اسی ہندوستان میں ایک تمہاری ہی ہمسایہ قوم نے دیکھتے دیکھتے کیا کر لیا اور کیسا خوشگوار انقلاب تمہاری کھلی ہوئی آنکھوں کے سامنے ہو گیا وہی اچھوت جن کے سایہ سے ہندو پرہیز نہیں نفرت کرتا تھا جنھیں مجال نہ تھی کہ وہ کسی اونچی ذات کے ہندو کی برابر سے بھی گذر جائیں جو ہندو شمار ہوتے ہوتے بھی ہندو کہلاتے ہوئے بھی اور خود کو ہندو کہتے ہوئے بھی مندر کے قریب نہ پھٹک سکتے تھے مورتی کا درشن نہ کر سکتے تھے اس کے قریب کی سڑک سے بھی گذر جانا اپنے اوپر مصیبت کا دروازہ کھول لینا تھا.... آپ سنیں گے...... تعجب بھی کریں گے.....

اور افسوس بھی کہ ان کی ذلت کا یہ عالم تھا کہ اگر اتفاق سے کسی مجبوری سے کوئی اچھوت ڈاکٹر کسی عام ہندو کے گھر میں بھی پہنچ جائے تو وہ اس سے بات نہ کرتا تھا اس لئے کہ بات کرنے سے اسے اندیشہ تھا کہ اس کا دھرم بھرشٹ ہو جائیگا ایک اینٹ درمیان میں رکھدی جاتی تھی جو ان دونوں کی مرکز تخاطب رہتی تھی ہندو کو جو حالت بتانی ہوتی تھی وہ اس اینٹ کو مخاطب کرکے اس سے کہتا تھا اور اس کا جواب بھی اینٹ ہی کی وساطت سے ملتا تھا اس سے زیادہ نفرت اس سے زیادہ کراہت اس سے زیادہ وحشت کا مکروہ ترین مظاہرہ اور کیا تصور میں آسکتا ہے. وہ جو کنووں پر نہ چڑھ سکتے تھے جو پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جائیں مگر ہندو کنووں سے پانی نہ بھرنے پائیں وہ جو اسی ملک کے باشندے اور ہندوؤں ہی جیسے انسان ہونے کے باوجود ناپاک تھے پلید تھے گندے تھے اتنے پلید اور اتنے گندے کہ ایک کتا اگر ہندو کی تھالی چاٹ لے. ایک بلی اگر ہندو کا کھانا کھالے تو اسے نفرت نہ ہو مگر اچھوت قریب سے بھی نکل جائے اس کی ہوا بھی لگ جائے تو اس وقت تک پاک نہ ہو جب تک کہ وہ گنگا جمنا کاویری نربدا یا اور کسی دریا اور ندی میں نہاکر اور بار بار نہاکر پاک نہ ہولے.

وہ جو دنیا کی ارذل ترین مخلوق سمجھے اور خیال کئے جاتے تھے آج پوتر ہوگئے، پاک ہو گئے انسان بن گئے انسان سمجھے جانے لگے صدیوں کی مغائرت ہزارہا سال کی تفریق اور قرن ہا قرن کی نفرت محبت میں یگانگت میں پریم میں تبدیل ہوگئی اب اچھوت اچھوت نہیں رہے بھائی ہیں عزیز ہیں اور انھیں جیسے ہندو اور انہی جیسے ہندو اور انہی جیسے انسان وہ ہندوؤں کے ساتھ بیٹھکر بلا تکلف کھانا کھا سکتے ہیں ایک چوکے میں کھا سکتے ہیں ایک گھر میں کھا سکتے ہیں ایک محفل میں کھا سکتے ہیں وہ ہندو کنووں پر چڑھکر ان کے ساتھ پانی بھر سکتے ہیں مندر میں جا سکتے ہیں پرشاد چڑھا سکتے ہیں اور مورتیوں کی پوجا کر سکتے ہیں جن مذاہب مدارس میں ان کے محض داخلہ پر ہولناک فسادات ہو جاتے تھے ان کا دور اور علیحدہ بیٹھنا بھی خطرے سے خالی نہ ہوتا تھا وہاں ایک قلیل وقفہ مدت میں یہ انقلاب رونما ہو گیا کہ یہ دونوں دشمن نہ صرف یہ کہ پہلو بہ پہلو بیٹھتے ہیں بلکہ ساتھ ہی کھیلتے ساتھ ہی ہنستے اور ساتھ ہی کھاتے ہیں.

چشم عبرت وا کرو اور دیکھو کہ یہ کیا ہو رہا ہے. کیا ہو گیا اور کس طرح ہو گیا زمانہ میں بہت سے انقلاب ہوئے تاریخ میں صدہا انقلابات کی داستانیں زیب اوراق ہیں مگر یہ انقلاب بھی اپنی نوعیت میں ایک تاریخی اور اہم انقلاب ہے اتنا اہم اتنا وسیع اور اتنا حیرت خیز کہ اقوام و ملل کی تاریخ میں بہت کم مثالیں اس نوع اور اس قسم کے انقلاب کی مل سکتی ہیں صدیوں کی پامال قوم کے حقوق و منزلت کی اعتراف اور وہ بھی چند ساعتوں کی صحبت میں ہزارہا سال کے تباہکن رسم و رواج کا کلی انسداد اور وہ بھی چار دن کے اندر اندر ملک کی دو ہر اعتبار سے جدا اور ہر لحاظ سے علیحدہ قوموں کا دفعتہً ایک ہو جانا تاریخ کا زمانہ کا دین کا ایک ایسا شاندار اور اتنا عظیم بالشان واقعہ ہے جس پر ہندو قوم اور اچھوت جاتیاں جتنا بھی فخر و ناز کریں کم ہے.

یہ تو تھی ان کی ظاہری اور ہماری آنکھوں سے نظر آنے والی ذلت کی ایک بھیانک تصویر باطنی صورت یہ تھی کہ ان کی بدبختی کی بھی نہ کبھی بدل جانے والے آئین قانون کی رو سے نہیں بلکہ مذہب و دھرم کے اٹل اور اٹل مہر ثبت مسلم بنادی گئی تھی اور ان کی قسمت پر کچھ ایسی ساعت اور ایسی منحوس گھڑی مہر لگالی گئی تھی کہ جگ گذر گئے ہزارہا راتیں دن بنیں اور ہزارہا دن راتوں کی صورت اختیار کرتے رہے زمانے بدل گئے حکومتیں بدل گئیں بادشاہ بدل گئے مگر نہ بدلنا تو ان کی قسمت اور دن پھرے تو اس بدنصیب قوم کے تاریخ کھول کر اس کے اوراق کہن پر نظر ڈالنے چٹانوں پر کھدے ہوئے فرامین پڑھے چمڑوں اور درختوں

کی چھاتیوں پر رکھے ہوئے حرف پڑھتے آپ کو معلوم ہوگا کہ گذشتہ ہزار سال کیا سو سال ہی کے عرصہ میں متعدد سر بلند قومیں سرنگوں ہوگئیں اور سیوں پامال و منکوب قومیں نرتی سے اٹھکر ثریا تک پہنچ گئیں لیکن اچھوت "قطب از جانمی جنبد" بنے ہوئے تھے وہیں رہیں اور جب تک انھوں نے اپنی حالت بدلنے کی کوشش نہ کی رب العالمین نے بھی ان کی حالت نہ بدلی۔

خدائے ذوالجلال نے صاف فرما دیا ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت آپ بدلنے پر آمادہ نہ ہو اور فرمان و اصول کی صداقت کا مظاہرہ ہمارے سیزدہ صد سالہ روایت کا حامل ہے اچھوتوں نے جب دیکھا کہ ہم پامال ہی ہوتے چلے جاتے ہیں اور ہماری ذلتوں اور پستیوں کی کوئی انتہا نہیں ہی تو انھوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ شدت کے ساتھ شروع کر دیا اپنی مرضی سے کون کسی کو دیتا ہے اور خدا کو کون یاد کرتا ہے ہندوؤں کے غرضمند طبقہ نے سرے ان کے وجود ہی سے انکار کر دیا اور اگرچہ پنجاب میں پندرہ لاکھ اچھوت موجود ہیں لیکن بھائی پرمانند اور لالہ بھگت رام پوری جیسے فرقہ پرست ہندوؤں نے علانیہ کہا کہ یہاں اچھوتوں کا مسئلہ ہی نہیں اور ایک پنجاب کیا ہر جگہ سے انھیں جواب صاف ہی ملتا رہا اور جس طرح مسلمانوں کے حقوق محض قابلیت کے مذبح پر برسوں قربان ہوتے رہے اسی طرح اچھوتوں کی شکایات کے جواب میں کہا جانے لگا کہ بھائی اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہم تمہارے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کئے بیٹھے ہیں اور دینا نہیں چاہتے بلکہ یہ ہے کہ تم میں لیاقت نہیں اور ہم میں لیاقت ہے اگر حقوق کی تقسیم آبادی کی بنا پر ہونے لگی اور قابلیت معیار نہ رہی تو اس سے ملک کو نقصان پہنچ جائے گا۔

اچھوتوں کے حوصلے اس انکار سے ہرگز پست ہوئے اور نہ ڈاکٹر امبیدکر کی تیاری میں پوری سرگرمی کے ساتھ مصروف عمل ہو گئے تا آنکہ لندن ہی میں مختلف اقلیتوں کے مابین ایک میثاق مرتب ہو گیا اس کے معنی یہ تھے کہ ملک کی آبادی کے ایک بڑے حصہ نے اچھوتوں کی جداگانہ ہستی تسلیم کرلی اب فرقہ پرست ہندوؤں کی آنکھیں کھلیں اور پہلے انھوں نے پروپیگنڈے کے ذریعہ شکست دینے کی انتہائی سعی کی اور مسٹر راجہ کو مقابلہ پر کھڑا کر دیا اور کہنے لگے کہ اچھوتوں کے نمائندے ڈاکٹر امبیدکر نہیں راجہ ہیں لیکن اچھوتوں کی سعی و عمل نے اب فضا ادھر ہی پیدا کردی تھی اس لئے انجمن کو آزاد نشستوں کی تخصیص کے ساتھ مخلوط انتخاب کی اسکیم کو منظور کرنا پڑا اگر ترتیب میثاق اچھوتوں کی سعی و عمل کی پہلی کامیابی تھی تو یہ دوسری کامیابی کہی جاسکتی ہے کہ تاریخ میں سب سے پہلی مرتبہ ان کے لئے ۳۵۲ نشستیں تو مفاہمت سے مخصوص ہوئیں۔

اچھوتوں کی عظیم اکثریت اس پر قانع نہ رہی اور کوششوں کا سلسلہ جاری رہا آخر حکومت نے اپنا فیصلہ جاری کر دیا گو اس فیصلہ میں اچھوتوں کے ساتھ محض گاندھی جی کے برت کے عزم سے ڈر کر حکومت نے شدید ناانصافی برتی اور صرف ۷۱ نشستیں ہی انھیں دی گئیں مگر جداگانہ انتخاب کے مطالبہ کو منظور کر کے سرکاری طور پر ان کی جداگانہ ہستی کو تسلیم کر لیا ہندوؤں کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے کہاں وہ تمام اقوام کو اپنے ساتھ مخلوط کرنے کی تدابیر میں مصروف تھے اور کہاں یہ پہاڑ ٹوٹا کہ ۲۲ کروڑ لوگ گر رہی رہ گئے ظاہر ہے کہ ان کے سیاسی اقتدار کے لئے یہ ایک شدید ضرب تھی تلملا اٹھے اس وقت ملک کی زندہ قوم ہنود اور حساس و سیانی اچھوتوں نے جو کھیل کھیلے اور جس قابلیت کے ساتھ ایک ہفتہ تک اپنے اپنے حقوق و اقتدار سیاسی کے تحفظ و استحکام کے لئے لڑائی لڑی وہ دنیا کا ایک یادگار واقعہ ہے ہمیں یہاں اس سے غرض نہیں اور نہ یہ بتانا مقصود ہے کہ کامیاب کون ہوا اور شکست کسے نصیب ہوئی ہمیں تو دکھانا یہ ہے کہ سعی و عمل نے دو طرفہ کیسے خوشگوار نتائج پیدا کر دیئے۔

سعی و عمل میں بڑی طاقت ہے اب جو فیصلہ کا وقت آتا ہے اور امبیدکر اڑتا ہے تو ان راجہ صاحب کو جو اس سے چند گھنٹہ پیشتر تک ہنود کی آنکھ کا تارا بنے ہوئے تھے اور جنھیں نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اچھوتوں کی ۹۸ فیصدی آبادی کا نمائندہ بتایا جا رہا تھا کسی نے پوچھا ہی نہیں کہیں ان کا نام ہی نہیں آیا جس سے عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ جو قوم سے غداری کر کے دوسروں کا آلہ کار بنتا ہے اس کی نہ عزت نہ اس کی قوم میں رہتی ہے اور نہ دوسری قوم ہی وقت گذر جانے اور مطلب نکل جانے کے بعد اس سے منہ لگاتی ہے غرض اچھوتوں اور ہندوؤں میں مفاہمت ہوگئی اور جتنی حکومت نے انھیں بخشی تھیں ان سے دگنی نشستیں ڈاکٹر امبیدکر کا تدبر جیت لے گیا اور انتخاب گو کہ اعتبار سے مخلوط ہی رہا مگر عملی اعتبار سے یہ بھی جداگانہ انتخاب ہی کی ایک صورت ہے جس کا اعتراف راجہ نریندر ناتھ جیسے زبردست ہندو کر رہے ہیں دیکھا آپ نے یہ ہے سعی و عمل کی برکت اور مسلسل کوشش و جہاد کی فائز المرامی اگر اچھوت اپنی ہزارہا سالہ روایات کے گہوارے میں پڑے ہوئے اسی طرح جھومتے اور سوتے رہتے اور دوسروں کے آلہ کار اور باعث تقویت بنے رہتے تو ہندو انھیں کچھ دیتے اور سرکار ہی ان کی طرف کبھی نظر التفات اٹھا کر دیکھتی یا کم از کم انتہا یہی ہوتا کہ کسی منزل پر کسی فریب اور کسی داؤ کا شکار ہو جاتے یا اپنی بے عزتی اور بے بسی میں آجاتے تو پلے خاک بھی نہ پڑتا اب ان کی گردن بلند اور سر اونچا ہے بیشک امبیدکر ۳۸۲ نشستیں نہ لے سکے لیکن اب یہ اتفاقات ہیں جن پر کسی کا قابو چلا ہے اور نہ چل سکتا ہے حکومت کا اٹل فیصلہ ادھورا تھا اور اس میں بہت حقوق بری طرح پامال ہو چکے تھے نہ مانتے تو ... انھوں نے عقلمندی کی حالات سے فائدہ اٹھایا ہوشمندی سے کام لیا اور وہ چیز اپنی قوم کے لئے حاصل کرلی جو حکومت کے فیصلہ سے بدرجہا بہتر ہے۔

یہ تو بہر سعی و عمل کی کامرانیوں کا صرف ایک سیاسی پہلو ہے تمدنی اور معاشرتی اعتبار سے انھیں جو فائز المرامی حاصل ہوئی وہ اتنی اہم بالشان اتنی پر عظمت اور اتنی پر شکوہ چیز ہے جس کی نظیر کم از کم ہندو تاریخ میں ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی اور اچھوتوں کے لئے تو اس سے بڑھ کر مسرت خیز اور انقلاب انگیز چیز بحالات موجودہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی صدیوں کے امتیازات رفع ہونے کے اعلان اور قول و قرار ہو گئے ہندوؤں نے تسلیم کر لیا کہ انہوں نے آج تک دھرم کے نام پر ان کے ساتھ جو ہولناک مظالم روا رکھے وہ واقعی ان کی زیادتی اور ستم انگیزی تھی ایسی ستم انگیزی اور ستمگاری جس کا کفارہ وہ کسی صورت میں بھی ادا نہیں کر سکتے خود پنڈت مالویہ جی نے اعلان کیا کہ شاستروں میں کہیں چھوت چھات کا حکم نہیں کیا یہ کچھ کم کامیابی ہے ہندو زبان سے کچھ کہیں اچھوتوں کا زاویہ نگاہ کچھ ہو دنیا اس کے متعلق کچھ ہی خیال قائم کرے لیکن ہم کہیں گے اور پورے وثوق کے ساتھ کہیں گے کہ یہ کامیابی اسلامی اصول و قوانین کی کامیابی ہے بدبخت مسلمان اسلام کے احکام سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں مگر دیگر اقوام ہیں کہ وہ رفتہ رفتہ ایک ایک اصول اور ایک ایک حکم کو اختیار کرتی چلی جاتی ہیں اسلام کے جتنے اوامر و احکام ہیں وہ سب فطری مقتضیات پر مبنی ہیں اور اس میں انسانی فطرت کو جتنا ملحوظ رکھا گیا ہے اس کی مثال کہیں نظر نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ یورپ کے فرنگیوں اور ہندوستان کے ہندوؤں سب کو جب تمدنی و معاشرتی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے تو انھیں بدرجہ مجبوری اسلامی

آئین و اصول ہی کی شرن لینی پڑتی ہے۔ یورپ نا سے عرصہ تک اسلام کے اصول طلاق و خلع تعدد ازدواج و آئین وراثت کا مذاق اڑاتے رہے ہندوستان میں بھی یہی ہوا مگر فطرت انھیں کھینچ کر یہیں لے آئی اور انھیں اعتراف کرنا پڑا کہ دنیا میں اگر کسی مذہب کے آئین و اصول فطری ضروریات انسانی پر مبنی ہیں تو وہ مذہب محض اسلام ہے وہ ہندو اور انگریز جو طلاق کا نام سنکر قہقہہ لگاتے تھے بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی پر سختی کے ساتھ لے دے کرتے تھے اور تعدد ازدواج کو عیاشانہ رجحان بتاتے تھے خود انھیں اختیار کرنے پر ایسے مجبور ہوئے کہ ان کی مجبوریاں صداقت اسلام کی شاہد بن گئیں اسلام کے جو اصول ہیں نہ اٹل ہیں ایسے اٹل کہ جب قوم نے بھی انھیں اختیار کیا وہ کامیاب ہوئی اور مسلمانوں کی جس جماعت نے ان سے اعراض برتا وہ زوال و انحطاط کی پستیوں میں ڈوبتی اور گرتی چلی گئی۔

آفتاب اسلام جس وقت افق عالم پر اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ طلوع ہوا ہے اس وقت دنیا کی ہر قوم میں اچھوت پن اور اچھوت موجود تھے انسانیت کا شرف غیر فطری امتیاز کے ہاتھوں پڑا تباہ ہو رہا تھا خود عرب میں ایک فرقہ خود کو دوسرے فرقہ پر مرجح خیال کرتا تھا باہمی عقد و تزویج کا فقدان تھا ایک جیسی صورتوں اور ایک جیسے ناک کے انسان [illegible] مختلف تھے اسلام نے اعلان کیا اور ببانگ دہل اعلان کیا کہ انسانیت کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں بندہ و آقا میں کوئی فرق نہیں سب خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں نہ عرب کو عجم پر کوئی برتری حاصل ہے نہ عجمی کو حبشی پر وجہ افتخار۔ شرف اگر کوئی چیز ہے تو محض تقویٰ اور کیرکٹر ہے جس کا کیرکٹر بہتر ہے وہی فضیلت کا مدعی بن سکتا ہے دنیا میں سب سے پہلے مساوات کا سبق اسلام نے دیا اور سطح انسانی کو ہموار کر دیا یہاں آقا و غلام حبشی مصری عجمی و عربی امیر و غریب سب ایک صف میں کھڑے ہو گئے نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز نہ اسلام میں کوئی پادریوں کا فرقہ پیدا ہوا اور نہ برہمنوں کا جو علوم و فنون تک کو اپنی جاگیر سمجھ لے جس دنیا نے قومی امتیازات کے خوفناک مناظر اس وسیع و عریض زمین میں دیکھے تھے اس دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ غلام امام ہے اور اس کی اقتدا میں ہاشمی و قریشی اور امراء و فرما نروا نماز ادا کر رہے ہیں بلالؓ کو تخت نہیں ملتا اور غلام سریر آرائے حکومت ہو رہے ہیں [illegible] اور [illegible] آقاؤں کی چشم و ابرو کے اشارہ پر رقص کرنے ہی کے لئے تھے مگر اسلام نے انھیں وہ جوہر سکھا دئے کہ یہی سنگریزے یاقوت و الماس اور گوہر یاقوت بن گئے سپہ سالار ہوئے مدبر بنے عالم کہلائے اور تاج شاہی انہوں نے اپنے سروں پر رکھا۔

آج ہندوؤں کو ناز ہے کہ انہوں نے اچھوتوں کے ساتھ کھانا کھایا مندروں میں مورتیوں کے درشن کی اجازت دیدی اور ان کے لئے کنوؤں پر چڑھنے کا اذن دیدیا گیا پھر اسے گاندھی جی کی فتح عظیم بھی بتایا جا رہا ہے لیکن بتایئے اور سوچئے کہ یہ روشنی کس کے چراغ کی ہے یہ قمقمہ کس کے کرنٹ سے روشن ہو رہا ہے اسلام کے اور بلاشبہ اسلام ہی کے ہندوؤں نے پھر ابھی ابتدا کی ہے صدیوں کے رسم و رواج کو بدلنے اور ان میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے ابھی مدت درکار ہوگی لیکن اسلام نے دنوں میں وہ کر دیا جو اور قومیں صدیوں میں نہ کر سکیں اور نہ کر سکیں گی شراب کے خلاف جہاد کتنی مدت سے جاری ہے اچھوت ادھار کی تحریک کتنے زمانہ سے چل رہی ہے مگر غور کیجئے کہ امریکہ والوں کو شراب چھوڑنے میں اور ہندوؤں کو چھوت چھات دور کرنے میں کتنی کامیابی ہوئی ہے لیکن اسلام نے جس دن شراب کو حرام قرار دیا اسی دن میخانے اجڑ گئے اور اس کے بعد کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ کوئی شراب کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھ سکے جس روز اسلام نے محض تقویٰ کو وجہ فضیلت قرار دیکر جملہ امتیازات انسانی کا خاتمہ کر دیا اسی روز ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی بن گیا اور اب تک یہ حالت ہے کہ ایک چمار ایک اچھوت ایک شاگرد پیشہ اگر اسلام قبول کر کے سامنے آ جائے تو وہ بلا اجازت ہر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے اور ہر مسلمان کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے اور ہر جگہ بے تکلف آ جا سکتا ہے اس وقت بھی ہر جگہ گاندھی جی کی فتح کا غلغلہ بلند ہے ایک نہیں لاکھوں ہندو ایسے نکلیں گے جو اچھوتوں کو پاس بٹھانے اور ساتھ کھانے میں متامل ہوں گے مگر کوئی ایک بھی سچا مسلمان آپ کو ایسا نہ ملیگا جو اچھوت مسلمان کے ساتھ کھانا کھانے میں گریز کر سکے۔

نہایت شرم و افسوس کی بات ہے کہ اقوام غیر تو اپنی اصلاح کرتی اور اسلامی احکام و اصول کی روشنی میں قدم اٹھاتی چلی جا رہی ہیں اور مسلمان انہی قوموں کی صحبت و اثر سے متاثر ہو کر غیر ضروری و غیر شرعی رسوم کے پابند ہوتے اور اپنے اوپر خود قیود عائد کرتے چلے جاتے ہیں مسلمانوں میں شیخ سید مغل پٹھان جلاہے تیلی تنبولی کسی کی کوئی تفریق نہیں نہ پیشہ اور قومیت کا کوئی امتیاز اسلام نے روا رکھا ہے مگر ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کے باعث وہ خود امتیازات کا شکار ہو رہے ہیں ہندوؤں نے جو کچھ کیا آج کیا اور اس بیسویں صدی کی روشنی اور روشن دماغی کے زمانہ میں کیا مگر اسلام نے اس سے کہیں شاندار اور وسیع الاثر انقلاب پیدا کیا آج سے تیرہ سو برس پیشتر پیدا کیا اور اس وقت پیدا کیا جب رہنمائی کے لئے نہ سمندر میں کوئی مینار روشنی موجود تھا اور نہ خشکی میں کوئی شمع ہدایت نظر آتی تھی اب دماغوں میں وسعت پیدا ہو چلی ہے ہر شخص میں غور کا مادہ پیدا ہو رہا ہے مذہبی تعصبات کو شرف نہیں عیب کہا جانے لگا ہے اگر ان حالات میں مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات کی صحیح نمونہ بنکر دنیا کے سامنے پیش ہوں تو ایک عظیم تعداد حلقہ بگوش اسلام ہو جائے اسلام دنیا کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے مگر مسلمان اپنی بے پروائی اور اپنے مذہب کا ایک ایسا نمونہ پیش کر رہے ہیں کہ کسی کی ہمت نہیں پڑتی اچھوت سعی و عمل کا پیکر بنکر کھڑے ہوئے ہندو اور انگریز اسلامی مساوات و اتحاد کا سبق اسلام ہی سے سیکھکر نادم ہوئے اور عیش کی زندگی بسر کرنے کی طرف قدم اٹھاتے گئے مگر مسلمان [illegible] آؤ کہ [illegible] خدا کے لئے سوچو سمجھو غور کرو [illegible] تمہارے یہاں سب کچھ موجود ہے [illegible] اور اسلام کی رسی مضبوط پکڑ لو سچے مسلمان بنو دنیا تمہاری ہوگی اور تمھیں معزز بنا رہے گی۔

بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم و نفعنا و ایاکم بالآیات و الذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف الرحیم۔

خطبۂ ثانی

الحمد للہ علی کل حال و نفعنا باحسن الاعمال و الصلوٰۃ و السلام علی خیر الانبیاء محمد عبدہ و رسولہ درود و سلام ہو اس شہنشاہ کون و مکان پر جس نے چھوت چھات کا دنیا سے اس وقت خاتمہ کیا جب اس خراب آباد عالم میں صرف مال اور جاہ کی پرستش ہوتی تھی اور جب کہ زیر دست صرف زبردستوں کی غلامی کے لئے ہی تھے اس وقت جبکہ کمزوروں میں اپنی حیثیت قائم کرنے کا احساس بھی فنا ہو گیا تھا اس خدا کے سچے رسول نے غلاموں کو سردار بنایا صلی اللہ علیہ وسلم

شذرات

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا خطبۂ صدارت

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر بھرے اجلاس میں مسٹر کیلکر نے کی گو اس میں پرمانندی انداز اور مونجوی تلخی نہ پائی جائے تاہم وہ سرتاپا تعصب اور غلط بیانی کا ایک شرمناک نمونہ ہے آپ فرماتے ہیں اور بڑے طمطراق کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:-

"اقلیتوں کے تحفظ کے لئے مشترکہ استعمال کی غرض سے جمعیۃ اقوام کو بھی کچھ قواعد بنانے پڑے ہیں جن کی رو سے قومی مجالس آئین ساز میں فرقہ وار نمایندگی اور مخصوص حلقہ ہائے انتخاب کے بجائے اقلیتوں کے رسم و رواج تہذیب و تمدن اور تعلیمی سہولتوں کی حفاظت کی گئی ہے اگر حکومت ایمانداری سے یہ چاہتی ہو کہ اس ملک میں ہندوستانی قوم اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے تو وہ مذکورہ بالا مثال کی تقلید کر سکتی تھی لیکن اس کے برعکس حکومت نے ایسا فیصلہ کیا ہے جس سے ہندوستان میں فرقہ دار گروہ بدترین شکلیں اختیار کر لیں گے کیونکہ اس سے پرائیویٹ زندگی کی طرح پبلک اور سیاسی معاملات میں بھی فرقہ وار امتیاز تسلیم کر لیا جائے گا ہمارے مسلم دوست نہایت ہی چالباز ہوشیار اور کاروباری ہیں حالانکہ فیصلہ ان کے اس قدر حق میں کیا گیا تاہم وہ اظہار بے اطمینانی سے باز نہیں آتے لیکن ان کی اس چال سے کوئی دھوکہ نہیں کھا سکتا دوسری جانب یہ امر بھی یقینی ہے کہ اگر اب مسلمانوں کو اس بات پر مائل کرنے کی کوشش کی جائے کہ وہ اپنے ان نکات ضروری میں سے جو انھیں فرقہ وار حل کے ماتحت حاصل ہوئے ایک سے بھی درگزر ہو جائیں تو وہ بے سود ثابت ہو گی لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ مسلمان ہمیشہ سے ایک خاص مقصد پروگرام اور ٹائم ٹیبل کو پیش نظر رکھکر کام کر رہے ہیں ہمیں انھیں ان کی فرقہ وار ذہنیت کے لئے قصور وار نہیں ٹھہرانا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ وہ باری باری سے سیاست اور مذہب کے دونوں کھیل اس قدر کامیابی کے ساتھ کھیل سکتے اور کس شدومد کے ساتھ شور مچا سکتے ہیں"

اس اقتباس سے کیا واضح ہوتا ہے یہی کہ مسلمانوں کو حکومت کی طرف سے بہت کچھ عطا ہو گیا اور اتنا مل گیا جس کے وہ حقدار بھی نہ تھے حکومت نے بے ایمانی سے کام لیا ہے اور یہ بے ایمانی مسلمانوں کی جانبداری کے لئے کی گئی ہے اس سے وہ مختلف قوموں کو سیاسی طور پر بھی علیحدہ کر دینی چاہتی ہے نیز مسلمان بھی نہایت چالباز اور مطلب پرست واقع ہوئے ہیں اور مذہبی بنکر کام نکلتا ہے تو مذہبی بنکر اور سیاسی طور پر کام نکلتا ہو تو سیاسی بنکر ہر صورت میں اپنا کام نکالتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ پہلے سے سوچے سمجھے پروگرام اور ایک طے شدہ مقصد کے ماتحت کرتے ہیں۔

فرمائیے جب بھرے اجلاس میں اپنی ہمسایہ ذہنیت کو اس انداز و نہج پر واضح کیا جائے اور علانیہ طور پر کہا جائے کہ مسلمان غرضمند اور چالباز ہیں اور یہی نہیں بلکہ انھیں ہندوؤں کو نقصان پہنچانے والا بتایا جائے اور بتانے والا مہاراشٹر کی شہرہ آفاق لیڈری اور مسٹر کیلکر جیسی پوزیشن اور شہرت کا انسان ہو تو اس سے برادران وطن کے قلوب میں اتحاد کے جذبات پیدا ہوں گے یا نفرت و معاندت کے چار دانگ عالم میں ہندو مہاسبھا اپنی قومیت پرستی کا ڈھنڈورا پیٹتی رہتی ہے لیکن حالت یہ ہے کہ اس کا کوئی ایک قدم بھی قومیت کی طرف نہیں اٹھتا سمجھ میں نہیں آتا کہ کیلکر صاحب نے یہ انکشاف کہ مسلمان بہت چالباز اور مطلب پرست واقع ہوئے ہیں ملک اور قوم کی کونسی خدمت انجام دی ہے کیا وہ سمجھتے ہیں کہ چالبازوں سے ان کی قوم محبت و اتحاد کرنے پر آمادہ ہو جائیگی حکومت سے تو آپ کو شکوہ اور سب سے بڑا شکوہ ہے کہ وہ ہندوستانی اقوام کو علیحدہ کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھدینے کی سعی میں برابر منہمک رہی اور ہے لیکن آپ کیا کر رہے ہیں آپ نے بھی تو حکومت کی مساعی انقطاع کا کوئی توڑ اور کوئی مداوا پیش نہیں کیا اگر آپ صرف مسلم فرقہ پرستوں ہی کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے تو انھیں سخت تو ضرور کہا جا سکتا تھا لیکن آشنا نہ تو ضرور تھا کہ ہندو قوم پوری مسلم قوم کی طرف سے بدظن نہ ہوتی لیکن آپ سب کو ایک لاٹھی سے ہانک رہے ہیں اور وہ صورت پیدا کر رہے ہیں کہ یہ قومیں کبھی باہم نہ مل سکیں۔

ہندو قوم مسلمانوں کو چالباز سمجھکر یکسو ہو جائے اور مسلم قوم اپنی ہمسایہ قوم کے اس رویہ سے بددل ہو کر اور کھنچ جائے آخر یہ خدمت ملک کی ہے یا حکومت کی اور جو الزام آپ حکومت پر لگا رہے ہیں کیا ٹھیک وہی آپ پر عاید نہیں ہوتا۔

تمام مسلمان کیا قوم پرست اور کیا فرقہ پرست چیخ رہے ہیں کہ فرقہ وار فیصلے میں سب سے زیادہ تباہی مسلمانوں ہی پر آئی اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے حق میں کیا گیا کیوں نہ کہیں آخر آپ کو تو دونوں قوموں کو لڑانا ہے آپ نے بار بار جمعیۃ الاقوام کا ذکر اور اس کے فیصلے کو قابل تقلید بتایا ہے لیکن کیا ہندوستان بھر میں کوئی دماغ باقی نہیں رہا اور جمعیت اقوام کیا کوئی قدوسیوں کی جماعت ہے ہم کیوں اس کے فیصلے کی تقلید کریں غالباً اس لئے کہ اس سے پورے ہندوستان میں ان کی قوم کو پورا اقتدار حاصل ہو جائے گا اور اقلیتیں ان کے قبضہ و اقتدار میں آ جائینگی ہندو فرقہ پرست قدم قدم پر خود چالبازی سے کام لیتے ہیں اور الزام رکھتے ہیں مسلمانوں کے سر جب تک ہندو فرقہ پرستوں کی زہریلی تقریروں کا تسلسل اسی طرح جاری رہے گا اس وقت تک کوئی توقع نہیں کی جا سکتی کہ ہندو مسلمان مل کر بیٹھیں گے اور ملک آزادی کی منزل سے قریب تر ہو گا۔

فرقہ وارانہ فیصلہ کی فرقہ وارانہ مذمت

ہندو مہاسبھا کے آل انڈیا اجلاس میں فرقہ وار فیصلہ کی مذمت بڑے شدومد کے ساتھ کی گئی بالاتفاق آرا کی گئی اور قوم پرستانہ وجوہ کی بنا پر نہیں فرقہ وارانہ بنا پر کی گئی ہے جداگانہ نیابت برقرار رکھی جو جمہوری ذمہ داریوں کے مغایر و منافی ہے اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر صرف مسلمانوں کو تحفظ دیا گیا اور نہ صرف مسلم اقلیتوں کو دیا گیا بلکہ مسلم اکثریتوں کو بھی دیا گیا اس کے برخلاف ہندو اقلیتوں کو نہ صرف یہ کہ تحفظ ہی نہیں دیا گیا بلکہ انھیں ان کی نمایندگی کے ایک حصہ سے بھی محروم کر دیا گیا مسلم اور یوروپین اقلیتوں کے ساتھ جانبدارانہ سلوک کیا گیا میثاق لکھنؤ ایک متفقہ حل تھا جسے سائمن کمیشن نے بھی منظور کر لیا تھا اسے بھی نظرانداز کر دیا گیا سکھوں کو پنجاب میں وہ ویٹج نہیں دیا گیا جو صوبہ

متحدہ کے مسلمانوں کی اتنی ہی آبادی کو رہا گیا مسلمانوں کے تمام مطالبات پہلے ہی منظور کرلئے گئے پنجاب و بنگال میں گو ہندو تمدنی، مالی، تعلیمی اور ٹیکس کے اعتبار سے مسلمانوں کے بہت بڑھے ہوئے ہیں تاہم انھیں اقلیت میں ڈالدیا گیا ہے۔

یہ ہیں وہ قوم پرستانہ وجوہ جن کی بنا پر برادران وطن کی سب سے بڑی نمایندہ جماعت نے فرقہ وارانہ فیصلے کی مخالفت کی ہے اور زور وشور کے ساتھ کی ہے اس مجلس میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور قوم پرستی کے مدعی موجود تھے لیکن کسی نے ایک لمحہ کے لئے یہ نہ سوچا اور غور کیا کہ اس سے قومیت کے آبگینہ کو بھی ٹھیس لگتی ہے اور وطنیت وجمہوریت کے مدعیوں کے سامنے محض ملک کا مفاد ہوتا ہے نہ کسی مخصوص فرقہ وقوم کا۔ ذرا اس پر لطف اور عیارانہ تناقض کو ملاحظہ فرمایئے کہ سب سے پہلے جداگانہ انتخاب کے قیام ہی کی مخالفت کی جارہی ہے اور اسے جمہوری روح کے منافی سمجھا جارہا ہے لیکن چند سطور ہی کے بعد دل کی بات زبانوں پر آجاتی ہے اور قلم حقیقت رقم تاب کی پنہائیوں کا چھپا ہوا راز بیان کرنے لگتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ میثاق لکھنؤ کو نظر انداز کردیا گیا حالانکہ یہ ایک متفقہ حل تھا اور سائمن کمیشن نے بھی اسے منظور کرلیا تھا کیا ہم ان قومیت کے لباس میں ملبس فرقہ پرستوں سے یہ دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ ایک طرف تو آپ کو جداگانہ انتخاب کے قیام کا شکوہ ہے اور دوسری طرف یہ بھی شکایت ہے کہ میثاق لکھنؤ کو نظر انداز کردیا گیا اگر جداگانہ انتخاب بری چیز تھی تو اُسے ہر حالت میں برا ہونا چاہیئے خواہ اس کی شکل میثاق لکھنؤ میں اختیار کی گئی ہو یا حکومت کے فیصلہ میں لیکن ایک کی صورت میں تعریف اور دوسرے کی صورت میں تنقیص کچھ ان ہندو فرقہ پرستوں ہی کو زیب دیتی ہے اور کیا اس سے ہم یہ نتیجہ لینے میں حق بجانب ہوں گے کہ معاندت جداگانہ انتخاب سے نہیں بلکہ مسلم اکثریت سے ہے میثاق لکھنؤ اس لئے اچھا تھا کہ گو اس میں جداگانہ انتخاب کا زہر موجود تھا مگر اس کی رو سے ہندوؤں کو ہر صوبہ میں اکثریت حاصل تھی حکومت کا فیصلہ اسلئے برا ہے کہ اس میں جداگانہ انتخاب کے ساتھ پنجاب میں مسلمانوں کی عملی اکثریت کے قیام کا امکان بھی پیدا ہو گیا ہے۔

مسلمان سنتے ہیں کہ سکھ اور ہندو حقیقت میں ایک ہی قوم کے دو بازو ہیں تو یہ ہندو فرقہ پرست بھی چڑ جاتے ہیں اور کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں لیکن مہاسبھا کے اجلاس میں سکھوں کے نقصان کا رونا آخر کیا معنی رکھتا ہے کیا ہندو مہاسبھا سکھوں کی بھی نمایندہ جماعت ہے اگر نہیں ہے تو وہ ہندوؤں کے نقصانات کی شکایات کرنے کے ساتھ سکھوں کی شکایات کی بھی ترجمانی کیوں کر رہی ہے اگر ساتھ ہی وہ مسلمانوں کے نقصانات کا بھی ذکر کردیتی تو ہم بھی سمجھتے کہ چونکہ اس کے "جگر میں سارے جہاں" کا "درد" ہے اس لئے اس نے سکھوں کے درد کی کسک بھی اپنے قلب میں محسوس کی سب سے زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ ہندو زعماء اپنے فرقہ پرستوں کی کارروائی پر وہ احتساب نہیں رکھتے جو انھیں رکھنا چاہیئے ضرورت اس کی ہے کہ ہندو فرقہ پرستوں کی کارفرمائیوں پر بھی پورا احتساب قائم رکھا جائے تاکہ آزادی کے مقاصد کو نقصان نہ پہنچ سکے۔

جمہوریت کے لوازم ومقتضیات

جمہوریت کے معنے یہ ہیں کہ جمہوریت کو بحیثیت جمہور ہی نہیں بلکہ ہر فرد کو اپنے ملک کے مفاد میں اظہار رائے کا پورا موقعہ ملے اور کوئی شخص بھی ایسا نہ رہ جائے جس کی غربت یا کمتر پوزیشن اس کے اظہار رائے میں مانع ہو

ثابت ہو اکثریت ہر حال میں اکثریت رہے اور اقلیت اقلیت یورپین اور امریکن ممالک اس وقت جمہوریت کا بہترین نمونہ ہیں وہاں لاکھوں کروڑپتی بھی ہیں اور لکھ پتی بھی ہیں اور غریب مزدور بھی مگر وہاں ہر بالغ کو رائے دہی کا حق حاصل ہے اور ہر شخص آزادی کے ساتھ ملک کی سیاسیات میں حصہ لے سکتا ہے لیکن ہندوستان کے ہندو فرقہ پرستوں کے نزدیک جمہوریت کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا ہے آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے آل انڈیا اجلاس میں جو اہم تجویز منظور ہوئی اسے ملک کا ہر محب وطن رنج اور درد کے ساتھ پڑھے گا اس میں جمہوریت اور قومیت کی مدعی ہے مگر علانیہ کہا جارہا ہے کہ بنگال وپنجاب کے ہنود چونکہ دولت وتعلیم میں زیادہ ہیں ان کا معیار تمدن ومعاشرت بلند ہے اور وہ ٹیکس زیادہ ادا کرتے ہیں اس لئے اکثریت اور حکومت کے حقدار وہی ہیں آپ یہ سنکر اور زیادہ متعجب ہوں گے کہ سکھوں کا بھی مطالبہ یہ ہے اور بنگال کی ہندو کانفرنس کے کہن سال جہاندیدہ اور لائق صدر سری یت رامانند چٹرجی ایڈیٹر ہندوستان ریویو نے بھی اپنے خطبۂ صدارت میں یہی کہا ہے۔

ان رشحات وارشادات کی روشنی میں مسلمان ہی نہیں دنیا کا وہ کونسا احمق ہو جو یہ کہہ سکے کہ ہندو مہاسبھا برادران وطن کی ایک قوم پرست اور جمہوریت پسند جماعت ہے حالانکہ اس کا دعویٰ یہی ہے جمہوری اصول کو اختیار کرنا اور اس کے ساتھ ہی یہ کہنا کہ فلاں قوم کو محض اس لئے اقتدار عطا کردیا جائے کہ وہ دولت وتعلیم میں بڑھی ہوئی ہے ایک انتہائی لغویت نہیں تو اور کیا ہے جسے ہندو محب وطن اصحاب کو اپنی معصوم ذہنیتوں کی بنا پر ان کی کارفرمائیوں کو دیکھنے کا کتنا ہی موقعہ نہ ملے پھر بھی ان کا تغافل ضرور باعث شکر یہ رہے گا وہ ضرور فرقہ پرستوں کی حرکتوں کو شائستہ احتساب نہیں سمجھتے انھیں حقیر سمجھکر نظر انداز کردیتے ہیں لیکن اس سے سب سے بڑا نقصان پہنچتا ہے کہ ان کی ہمتیں برابر بڑھتی چلی جاتی ہیں اور اس سے ہندو خیالات بھی بگڑتے ہیں اور دیگر اقوام کے فرقہ پرستوں کو بھی تحریک ہوتی ہے اگر کانگریس کی طرف سے ایسے خود ساختہ افراد کی ان لغویات کے خلاف آواز بلند نہ کی جاتی رہی تو گو اس وقت فتنہ کے جراثیم نمایاں نہوں لیکن آگے چلکر یہی خطرناک صورت اختیار کرجائینگے کوئی مسلم قوم پرست نیز کانگریس کا کوئی ہندو محب وطن بھی یہ نہیں کہتا کہ پنجاب وبنگال کی اکثریتوں کو محض ان کی کمی دولت وتعلیم کی بنا پر اکثریت سے محروم کردینا چاہیئے نہرو رپورٹ اس کی حامی تھی جب مسلمان یہ دیکھتے ہیں کہ ہندو فرقہ پرست بلا روک ٹوک شرارت پھیلا رہے ہیں تو ان کے خیالات بھی خراب ہوتے ہیں یہیں تک اپنے مقصد میں جو ناکامی ہوئی اور اب تک کوئی بین الاقوامی مفاہمت مرتب نہ ہوسکی اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ فرقہ پرست شد ومد کے ساتھ اپنی اپنی قوموں کو بھڑکاتے رہے قوم پرستوں کو اپنے پروگرام میں یہ چیز بھی شامل کرلینی چاہیئے کہ وہ تمام فرقہ پرست انجمنوں اور افراد کے خلاف ایک جہاد شروع کردیں اور وہ حالت پیدا کردیں کہ جمہور کے کانوں میں کوئی فرقہ پرستانہ آواز پڑ ہی نہ سکے جب تک یہ نہ کیا جائے گا اس وقت تک ہماری مشکلات میں برابر اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔

جمعیۃ اقوام کی اسکیم

جمعیۃ اقوام کی اسکیم پر زور دینے اور بار بار اس کا نام زبان پر لانے کا مدعا بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو کہیں اکثریت کے حقوق نہ مل سکیں اور ان کا

فیصلہ اقلیت کی حیثیت سے کیا جاتے حالانکہ یہ نکتہ پیش نظر رہنا چاہیے اور ہر حال میں پیش رہنا چاہیئے کہ مسلمان ملک کی اقلیت نہیں بلکہ اکثریت ہی میں ہندو مسلمانوں میں سے کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جسے صحیح معنوں میں ملک کی اکثریت یا اقلیت کہا جا سکے جہاں مختلف و متعدد صوبوں میں ہندوؤں کو اکثریت حاصل ہے وہاں چار صوبوں میں وہ اقلیت میں بھی ہیں یہی حالت مسلمانوں کی ہے اگر مدراس و آسام وغیرہ میں ان کی اقلیت ہے تو پنجاب و بنگال اور سندھ و سرحد میں وہ اکثریت کا ہی حامل ہے۔ جمعیۃ الاقوام نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ان قوموں کے لئے کیا ہے جو ہر جگہ اقلیت میں ہیں اور جنھیں اپنی اکثریت کے فقدان کے متعلق کبھی کوئی شکایت نہ تھی انھیں شکوہ تھا تو یہ تھا کہ ان کے حقوق کا تحفظ اطمینان بخش طور پر نہیں کیا گیا حکومت میں ان کی کوئی آواز نہیں اور نہ انھیں پوری و مناسب نیابت حاصل ہے۔ ان کی تعلیم تہذیب اور اصلاح معاشرت کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کی جاتی جب یہ شکایات بہت زیادہ تلخ صورت اختیار کر گئیں تو جمعیۃ الاقوام کو ان پر غور کرنا پڑا اور اس نے ان کے لئے ایک جداگانہ اسکیم بنا کر اسے آئینی صورت عطا کر دی اور اس کی رو سے ان کی نیابت کے تناسب اور ان کی کلچر، ان کی تہذیب ان کے تمدن ان کی تعلیم ان کے مذہب اور ان کی روایات کے تحفظ کا انھیں پورا یقین دلا دیا گیا ہندوستان میں عیسائیوں اچھوتوں بدھوں پارسیوں اور یوریشینوں کے لئے تو اس اسکیم کی سفارش کی جا سکتی ہے مگر ہندو مسلمانوں کی مفاہمت کے سلسلہ میں اس کا نام لینا ایک انتہا درجہ کی شر انگیزی کے سوا اور کوئی چیز نہیں اس سے تو صورت حالات میں اصلاح کے بجائے اور خرابی پیدا ہو جائے گی سب سے زیادہ حیرت اس امر کی ہے کہ گول میز کانفرنس کے اجلاس میں بھی اس اسکیم کا نام بار بار زبانوں پر آیا اور محض سلئے آیا اور محض اس لئے آیا کہ وہاں ہندو فرقہ پرست بھی اچھی اور خاصی تعداد میں موجود تھے اب تک ہندو فرقہ پرست جرائد برابر اس امر کے شاکی ہیں اور جہاسبھا کے آل انڈیا اجلاس میں ایک سے زیادہ بار لکھا گیا ہے کہ کانفرنس کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب مسلم فرقہ پرستوں کا رویہ تھا حکومت نے مولانا شوکت علی ڈاکٹر شفاعت خاں اور ڈاکٹر علامہ اقبال جیسے فرقہ پرستوں کو منتخب کر کے کانفرنس کو ناکام بنانے میں خود اقدام کیا لیکن واضح رہے کہ وہاں ڈاکٹر مونجے راجہ نریندر ناتھ اور سردار اجل سنگھ بھی موجود تھے ہمارا یہ یقین ہے کہ ہندو قوم پرست فرقہ پرستی کی ترغیب یا محض خود غرضی کی بنا پر نہیں کرتے کہ وہ اپنے فرقہ پرستوں کی لغویتوں سے چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ ان کا شعار ہی یہ ہے کہ وہ افراد سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں دوسرے ان میں یہ مرض موجود ہے کہ محض اختلاف رائے کی وجہ سے قوم میں تفریق و انقسام کے جراثیم کو پرورش ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے جہاں مسلمان بات بات پر اور معمولی معمولی اختلافات پر نفسانیت کی جنگ میں منہمک ہو جاتے ہیں وہاں برادران وطن عمداً و قصداً ان چیزوں سے علیحدہ رہتے ہیں یہ ان کی ذہنیت کا قصور نہیں بلکہ عادت و فطرت کا اقتضا ہے لیکن ساتھ ہی ہم ضرور کہیں گے کہ اس سے قومیت متحدہ کے مقصد رفیع کو بہت کچھ نقصان پہنچا اور پہنچتا چلا جا رہا ہے وقت آگیا ہے کہ اب ہندو فرقہ پرستوں کی بھی پوری طرح خبر لی جائے اور آزادی وطن کے مباحث میں انھیں حصہ لینے کا موقعہ ہرگز نہ دیا جائے۔

ہندو مسلم افتراق کے حقیقی اسباب وعلل

کہا جاتا ہے اور بہ بانگ دہل کہا جاتا ہے علانیہ کہا جاتا ہے کہ سیاسیات میں ہندو مسلم فریق سرکار کی فتنہ انگیز پالیسی کی رہین منت ہے اور اس کے ایما و اشارے نے مسلمانوں کی طرف سے جداگانہ نیابت کا مطالبہ کرایا اور حکومت نے مسلمانوں کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ اپنے مفاد کے لئے سیاسیات میں اس زہر کو داخل کر لیا لیکن ہمیں معاف کیا جائے اگر ہم اس وقت محض مفاد قومی و ملکی کے لئے چند تلخ حقائق کو ان کی عریاں صورت میں بیان کرنے پر آمادہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ سلطنت مغلیہ کے زوال و انحطاط نے ۱۸۰۳ء میں مسلم اقتدار ہند کو شدید نقصان پہنچا دیا تھا اس کے بعد ۱۸۵۷ء تک کمپنی بہادر کی حکومت خاموشی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہندوستان سے جس قدر دولت بھی حاصل کر سکتی تھی کرتی اور اسے برابر انگلستان بھیجتی رہی ساتھ اس کے یہ سعی بھی سرعت کے ساتھ جاری رہی کہ ہندوستان جیسے وسیع و عریض ملک میں انگلستان کے مال کی منڈی بن جائے جو لٹ گیا وہ لٹ گیا مگر حصول دولت کے سلسلہ کو دائمی بقا کے لئے لازمی ہے کہ ہندوستان اپنی ضروریات کے لئے بھی انگلستان کا محتاج ہو جائے اس مقصد کے لئے اس نے ہندوستان کی مختلف صنعتوں پر بالعموم اور پارچہ بافی کی صنعت پر بالخصوص ہاتھ صاف کرنا اور اسے بری طرح مٹانا شروع کر دیا اس سلسلہ میں ملکی صناعوں کے ساتھ وہ ہوا جس کی نظیر شاید کسی اور ملک میں مشکل مل سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۳۰ء تک ہندوستان کی تمام بڑی صنعتیں قریب قریب تباہ ہو کر لاکھوں صناع بیکار ہو گئے اور ایک کاشتکاری اور جیتے بسنے کے سوا ان کے پاس اور کوئی ذریعہ معاش باقی نہیں رہا۔

اپنے ستارۂ اقبال کی بلندی کے زمانہ میں مسلمانوں کو کمی کیا تھی دولت ان کے گھر کی لونڈی تھی وہ بڑی بڑی جاگیروں کے مالک تھے ان کے سب سے بڑے اور اہم ذرائع معاش زمینداریاں تھیں سپہگری اور صنعت تھی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی حکومت کے مٹتے ہی معاش کے دو ذریعہ سپہگری و صنعت ان کے ہاتھ سے نکل گئے مگر ہاتھی مرنے پر بھی ہاتھی رہتا ہے اب بھی ان کے ہاتھ میں ملک بھر کی زمینداریاں اور اراضیاں تھیں جن سے وہ خود بھی عیش کرتے تھے اور لاکھوں دیگر مسلمان کاشتکاری کے پیشے سے ان کی بدولت آرام و عزت سے زندگی گذار رہے تھے ہندوؤں کے ہاتھ سے ملکی تجارت نکلی تو غیر ملکی تجارت اور اس کی ایجنسیاں ہاتھ میں آگئیں اور بیرونی آقاؤں کی ملازمتوں نے انھیں کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی مگر مسلمان حکومت کے نشہ میں اب تک مخمور تھے تجارت آتی نہ تھی اور اغیار کی ملازمت کی طرف انھوں نے توجہ نہ کی مختلف غلط فہمیوں کی بنا پر مسلمان انگریزوں کی نگاہوں میں مبغوض ہو گئے انھوں نے تجدید سود کا قانون ہی اڑا دیا خرچ میں اب تک انداز شاہی موجود تھا آمدنی برابر گھٹتی جا رہی تھی۔ اپنی آن بان قائم رکھنے کے لئے اپنی ناعاقبت اندیشی کی بنا پر انھوں نے ہر موقعہ پر مہاجنوں سے قرض لیا اور کچھ عرصہ میں بڑے بڑے علاقے سود کی نذر ہونے لگے صناع تو کتنے ہی خوشحال ہوں پھر نچلے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے وہ غریب محنت و مزدوری اور کاشتکاری پر قانع ہو گئے سپاہیوں کی بھی مٹی پلید ہو گئی لیکن زمینداروں کی تباہی انقلاب انگیز ثابت ہوئی ان کی اولاد نے تعلیم حاصل کی ملازمتوں کے جویا ہوئے اب یہ جدھر جاتے ہیں ہندو بھیا کلرک انھیں گھسنے نہیں دیتے ہر شعبہ اور ہر دفتر میں قوم پروری ہو رہی ہے کہیں کوئی ان کی بات نہیں پوچھتا یہاں سے شکوہ و شکایت کا دور شروع ہوا اس سے سرکاری طور پر فائدہ اٹھایا گیا اور

اس شکوہ پر مبنی تحریک کو فرقہ پرستی سے موسوم کیا گیا مسلمانوں نے سوچا کہ مخلوطیت تو ہمارے حقوق فطری کی دشمن بن گئی اپنی جداگانہ ہستی قائم کرانی چاہیئے اس طرح تو کچھ مل رہے گا۔

ملازمتوں اور نشستوں کی جنگ

ملازمتوں اور نشستوں کی جنگ ہندوستان

میں بہت نازک صورت اختیار کر گئی ہے حقوق طلب اسے حقوق کی جنگ کہتے ہیں اور غاصب فریق اسے فرقہ پرستی کے نام سے معنون کرتے ہیں ایک عرصہ تک غاصب فرقہ حقوق طلب فرقہ کے شکوہ وشکایت کو اس کا جذبہ حرص پر محمول کرتا رہا اور محض یہ کہہ کہہ کر اس کے حقوق کو مسترد کرتا رہا کہ ملازمتوں میں صرف قابلیت کو معیار رہنا چاہیئے اس عندیہ کی حمایت میں اس شدت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا گیا کہ بڑے بڑے حکام تک بھی کہنے لگے حالانکہ یہ چیز حقوق طلب فرقہ کی دماغی وذہنی قابلیتوں کی ایک صریح توہین تھی لیکن پروپیگنڈا کی ہنگامہ خیزیوں میں پوچھتا کون تھا اب دونوں طرف سے پروپیگنڈے کے طوفان برپا کئے جانے لگے اور دونوں قوموں کے درمیان ایک المناک افتراق کی بنائیں استوار ہوگئیں بعد کو دوسری چیزیں بھی افتراق ہندو مسلم کی وجہ بنتی گئیں گائے باجے کے معاملہ نے بھی نازک صورت اختیار کی مگر حقیقت میں جو چیز وجہ نزاع تھی وہ یہی ملازمتوں اور نشستوں کا جھگڑا تھا۔

چونکہ اس کی بنیادیں معاشی اقتصادیات کی چٹان پر اٹھائی گئی تھیں اس لئے گھٹنے کے بجائے روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا چونکہ حقوق طلبی میں ذاتی مفاد کا جذبہ کارفرما نظر آتا تھا اس لئے اس کی تحقیر بھی کی گئی اور طعن وتشنیع کے تیر بھی برسائے گئے حقوق طلب کرنے والوں کو برا اور خود غرض تو سب نے کہا لیکن اس جنگ کے فلسفہ پر غور کسی نے نہ کیا دونوں طرف افراط وتفریط سے کام لیا جانے لگا اور حقوق ومفاد کی جنگ کو سب نے ہندو اور مسلمان کی جنگ سمجھ لیا کچھ لوگ ہندو تعصب کے شاکی تھے اور کچھ مسلم تعصب کے کچھ مسلمانوں کو برا کہتے تھے اور کچھ ہندوؤں کو پھر لطف یہ ہے کہ اس جنگ کو ساری دنیا میں ملعون بھی کہا گیا اور سب اسے فرقہ وار جنگ کہنے اور بدنام کرنے لگے حالانکہ یہ جنگ بہت معمولی ہے اور کم از کم ہندو مسلمانوں کی جنگ کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں جس طرح دنیا میں قومیں آبادیاں اور نسلیں اپنے اپنے مفاد کے لئے ہمیشہ لڑاتی رہی ہیں اسی طرح ہندو مسلمان بھی لڑ رہے ہیں کہیں یہ جذبہ انتہائی صورت اختیار کر گیا ہے اور کہیں معمولی صورت میں باقی ہے کہیں اس کا نام نسلی جنگ کہیں مذہبی آویزش کہیں یہ ملک گیری کی صورت میں رونما ہوا اور کہیں مزدوروں اور سرمایہ پرستوں کی کشمکش کی صورت میں۔ لڑائی کہاں نہیں چین میں نہیں جاپان میں نہیں جرمنی میں نہیں روس میں نہیں ہندوستان میں اس کا ہونا انوکھی بات نہیں جرمنی کی نازی اور آسٹریا کے نازی میں جنگ کیوں ہے چین اور جاپان کیوں لڑ رہے ہیں انگلستان وامریکہ میں سرمایہ پرست اور مزدور کیوں لڑ رہے ہیں لوگ لڑاتے اپنے اپنے مفاد کے لئے ہیں اور اپنے حقیقی عزائم کی پردہ پوشی کے لئے نام بدنام کرتے ہیں مذہب کا نسل کا اور مختلف آئین کا لہر لیتے ہیں اور پوری بلند آہنگی کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہندوستان کی ہندو مسلم کی جنگ محض سرمایہ پرستی کی جنگ ہے۔ رزق کی لڑائی ہے اور رزق

کی لڑائی کو کوئی تیزی اور خوفناک یا قابل نفرت جنگ نہیں کہہ سکتا ہے اسے فرقہ پرستی کہنا صداقت پر خاک ڈالنا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا اعلان

مولانا ابوالکلام آزاد نے اعلان

کیا ہے کہ گاندھی جی کے برت اور عزم نے ہندوؤں اور اچھوتوں کے جھگڑے کا تو خاتمہ کر دیا اب ایک گول میز کانفرنس منعقد کر کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کے قضیہ کا بھی خاتمہ کیا جانا چاہیئے مولانا ئے محترم کی شخصیت مسلمانوں میں بھی پایہ اور حیثیت رکھتی ہے جو گاندھی جی کو ہندوؤں میں حاصل ہے اس لئے یہ توقع غلط نہیں ہے کہ مسلمانوں میں بھی اس تجویز کو لبیک کہا جائے گا اور جہانتک ہمارا خیال ہے چند گنے چنے غرضمند اور خود پسند رہنماؤں کے سوا فرقہ پرستوں میں بھی اس تجویز کو ضرور لبیک کہا جائے گا تمام مسلمانوں میں مفاہمت ومصالحت کی تڑپ موجود ہے اور برادران وطن بھی آئے دن کی باہم آویزیوں سے تنگ آگئے ہیں اور فضا مصالحت کے لئے ہر لحاظ سے سازگار نظر آ رہی ہے ہمیں پوری امید ہے کہ ہمارے زعماء اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھائینگے حقیقت یہ ہے کہ درمیان میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جسے سنگ گراں یا دشوار طلب کہا جاسکے صرف دل بدلنے کی ضرورت ہے اگر ہندو مسلمان اور سکھ خلوص اور ایثار کے جذبہ کے ساتھ مباحث میں حصہ لیں تو چند گھنٹوں میں سارے مراحل طے ہو سکتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وقت فرقہ پرستوں کی غرضمندانہ مساعی کا پوری شدت کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اختلاف رائے تو گوارا کیا جاسکتا ہے اور جن کی رائیں اخلاص پر مبنی ہیں انھیں سنا بھی جاسکتا ہے اور ان پر غور بھی کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ ان کی اصلاح کی توقع ہے لیکن جہاں مطلب وغرض کا لات موجود ہو وہاں رائے کی دلیل سے کام نہیں لیا جاسکتا کانفرنس میں فرقہ پرست ہتھکنڈوں کو ضرور ناکام کر دیا جائے گر یہ زعماء وہی ہوں جن کا اخلاص مسلم ہو ورنہ اپنے اصحاب کو شریک کرنا جو نفسانی اغراض اور غرض نیکو یہ دان میں آئے ہیں سارے کئے کرائے پر پانی پھیر لیتا ہے۔

مصالحانہ گفت وشنید کا آغاز

ہم ابھی ابھی مولانا ابوالکلام آزاد کے خیالات و

تجاویز پر اجمالی تبصرہ کر چکے ہیں اب ہمیں یہ تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مولانائے محترم کی تجویز بار آور ہوئی اور ہماری توقع کے مطابق ہندو مسلم زعماء میں مصالحت کی گفت وشنید کا آغاز ہوگیا اس سے بھی زیادہ مسرت انگیز امر یہ ہے کہ صدر خلافت شیخ عبدالمجید نے ایک عظیم الشان جلسے میں مصالحت کی کوششوں کا خیر مقدم کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ ہم باعزت مفاہمت کے لئے ہر وقت تیار ہیں یہ مبارک قدم بمبئی میں اٹھایا گیا ہے ہندوؤں کی طرف سے پنڈت مالویہ اور مسٹر جناح اس ہفتہ مصروف کار ہیں انھوں نے مولانا شوکت علی اور شیخ عبدالمجید سے کئی گھنٹہ مصالحت کے متعلق گفتگو کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر محمود نے بھی ان سے ملاقاتیں کیں اور اس کے بعد یہ بزرگ قوم پنڈت مالویہ سے بھی ملے سب سے خوشگوار پہلو یہ ہے کہ تادم تحریر ایسی کوئی اطلاع ایسی موصول نہیں ہوئی جس سے یہ معلوم ہو کہ مصالحت میں کوئی دشواری حائل ہے یا کسی طرف سے کسی ضد کا اظہار کیا جا رہا ہے ہر قلب میں مفاہمت کی ہی اصابت ذوق

جلوہ گر معلوم ہوتی ہے ابھی تک نتائج کے متعلق تو کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ یہ کوئی اچھوتوں اور ہندوؤں کا نجی معاملہ نہیں ہے جسے ایک امبیدکر اور ایک ماتوی بیٹھ کر طے کر لیں۔ بہرکیف یہ ایک اہم چیز ہے لازمًا ایک کانفرنس منعقد ہوگی جس میں ہر قوم کے زعما شریک ہوں گے اور وہی مل کر آخری و قطعی تجاویز منظور کریں گے اگر اس کانفرنس میں بہت سے لیڈروں کو مدعو نہ کیا گیا اور خلافت لیگ مسلم کانفرنس ہندو مہاسبھا سکھ لیگ اور لبرل لیگ کے چیدہ چیدہ اور معقول و فہیم رہنماؤں کو مجتمع کر کے فیصلہ کر لیا گیا تو یقینًا کوئی مفاہمت ہو جائے گی اور یہی مفاہمت ہماری آرزوؤں کے سرنامہ کے طرز عنوان بنے گی۔

مفاہمت کی بہترین صورت

ہمارے نزدیک مفاہمت کی بہترین صورت تو یہی ہے کہ آبادی کو معیار نیابت قرار دیا جائے البتہ ہر صوبہ کی اقلیت یا اقلیتوں کو بشرطیکہ ان کی انفرادی یا اجتماعی تعداد بیس فیصدی سے زیادہ نہ ہو ویٹیج بھی دیا جائے بنگال و پنجاب میں اقلیتیں بہت قوی و منظم ہیں اس لئے انھیں کسی ویٹیج کی ضرورت نہیں سندھ و سرحد و بلوچستان میں ہندو اور سکھوں کو مدراس بمبئی صوبہ متحدہ صوبہ متوسط اور بہار وغیرہ میں مسلم اقلیتوں کو ویٹیج اس تناسب سے دیا جائے جس تناسب سے ہندو ان کو مذکورہ بالا تین صوبوں میں ملا ہو انتخاب مخلوط رہے اور پنجاب و بنگال میں چونکہ اکثریت کمزور ہے اور یہ کمزوری استخوان نزاع بنی ہوئی ہے مسلمان اس کے تحفظ کے لئے جداگانہ انتخاب پر مصر ہیں اور ہندو فرقہ پرست اسے تباہ کرنے کے لئے مخلوط انتخاب چاہتے ہیں اس لئے ان دونوں صورتوں میں مسلمانوں کے لئے آبادی کی بنا پر نشستیں مخصوص کر دی جائیں اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو مسلمانوں کو اپنی اکثریت کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہندو فرقہ پرستوں کی طرف سے ان کے قلوب میں جو بدگمانیاں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور ہو جائیں گی اور دوسری طرف ہندو فرقہ پرستوں کو بھی مسلم اکثریت پر للچایا ہوا نظر ڈالنے کا حوصلہ نہ ہوگا اور مخلوط انتخاب سارے فرقہ پرستانہ فتنوں کو فنا کر دے گا۔

ہمارے نزدیک اس وقت سب سے بہتر صورت فیصلہ یہی ہے لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ نزاع کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سردست کوئی شکایت تشنۂ تکمیل نہ رہنے دی جائے۔ ملازمتوں تعلیمی اداروں اور مقامی بورڈوں میں جگہ کے تناسب کا فیصلہ کر لیا جائے، یہ تو ہے ایک قوم پرستانہ صورت فیصلہ لیکن اس میں کچھ مشکلات ہوں تو دس برس کے لئے جداگانہ انتخاب کو اساس بنا کر صرف آبادی کی بنا پر نیابت کی دیواریں اٹھا دی جائیں یعنی جس صوبہ میں جس کی جتنی آبادی ہو وہ اتنی ہی نیابت کا حقدار قرار دیا جائے اور اگر اقلیتیں ویٹیج پر اصرار کریں تو اس کا فیصلہ خود اقلیتیں ہی کر لیں اگر سرحد کے ہندو دوگنی نیابت طلب کریں تو مدراس کے مسلمانوں کو بھی یہی تناسب عطا کیا جائے اور دس برس کے بعد یہ صورت خود بخود ختم ہو جائے بہرکیف اس وقت سب سے اہم سوال اتحاد کا ہے اور سردست جس قیمت پر بھی یہ حاصل ہو اسے حاصل کر لینا چاہئے کہ آزادی و حریت کے لئے پہلی چیز یہی ہے۔

ایک اور جنگ عظیم کے وقوع کا خطرہ

جنگ و جدال انسان کا فطری جذبہ ہے آپ اسے روک نہیں سکتے جب تک بعض قوموں کے سر پر ملک گیری کا بھوت ہے اس وقت تک لڑائیوں کا سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ لندن ٹائمز کے یہ الفاظ ہیں جو انگلستان کے مشہور اہل قلم سیاست دان لارڈ بروک کے خامہ حقیقت رقم سے نکلے ہیں کون ہے جس کی نظر دنیا کی سیاست پر ہو اور وہ بحالات موجودہ ان کی صداقت سے انکار کر سکے اس وقت صورت یہ ہے کہ یورپ کی پوری فضا باہمی غلط فہمیوں سے دھواں دھار بنی ہوئی ہے جنیوا کے عظیم الشان جلسہ میں کھڑے ہو کر مدبرین یورپ تخفیف اسلحہ پر بڑے بڑے پیغمبرانہ انداز میں اظہار نفرت کرتے ہیں امن و مصالحت کی تعریف میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہاتے چلے جاتے ہیں لیکن یہ سب کچھ دنیا کو ایک فریب عمیق میں مبتلا کرنے کی ایک سعی کے سوا اور کچھ نہیں اور جب یہی لوگ اپنے ملکوں کو لوٹتے اور واپس ہوتے ہیں تو یہی جنگی تیاریوں کی تدابیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں یورپ کا کوئی ایک علاقہ بھی ایسا نہیں جہاں اس وقت جنگی سرگرمیاں عروج پر نہ ہوں اور اسلحہ سازی کے کارخانے رات دن اسلحہ سازی میں مصروف نظر نہ آتے ہوں پھر کارخانوں ہی پر کچھ منحصر نہیں کارخانوں میں اسلحہ بن رہے ہیں تو لیبوریٹریوں میں مہلک گیسوں کے مسلسل تجربے ہو رہے ہیں اور ہر ملک اپنی طاقت کا ثبوت دینے پر تلا ہوا ہے جرمنی فرانس سے بگڑ رہا ہے اور فرانس پولینڈ سے خفیہ معاہدہ کر رہا ہے روس اپنی فکر میں لگا ہوا ہے اٹلی کی تعلیاں آسمان کی سیر کر رہی ہیں وہ وقت دور نہیں کہ جنگ ہوگی اور عظیم الشان جنگ ہوگی خدائے قدوس انسان کو اس بلائے عظیم سے نجات دے۔

بقیہ خطبہ صفحہ نمبر ۳

سلام ہو رفیق رسول حضرت ابوبکر صدیق پر جنہوں نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کر کے ان کو مساوات انسانی سطح پر سرافراز فرمایا، سلام ہو اور خدا کی رحمت ہو حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ثانی پر جنہوں نے باوجود جلیل القدر بادشاہ ہونے کے کبھی اونچی حیثیت سے بھی عام مسلمانوں سے اپنے آپ کو ممتاز نہ سمجھا۔ اور مساوات کی حد اس ایک واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ داخلہ بیت المقدس پر آپ کا غلام اونٹ پر سوار تھا اور آپ مہار پکڑے پاپیادہ تھے، اور سلام ہو حضرت عثمان غنی پر جن کی دولت نے غریبوں کو امیروں کے پنجہ استبداد سے چھڑایا، اور ہزاروں بے کس یتیموں اور بیواؤں کا پیٹ پالا۔ اور سلام ہو شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنہوں نے بلال حبشی غلام کو ان کے اعمال و اتقا کی وجہ سے آقا فرمایا، اور سیادت کے مزعومہ تفاخر کو دنیا سے مٹا ڈالا، اور سلام ہو سردار جوانان جنت حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام پر جنہوں نے دوبارہ تعزز پرستی کے بت کو توڑنے کے لئے اپنی قیمتی جانیں اس مقدس اسلامی اصول پر قربان کر دیں،

الٰہی رحمت ہو تمام صحابۂ کرام اور اولیائے عظام پر جنہوں نے دنیا سے خاندانی غرور نسبی افتخار اور جابرانہ اقتدار کو پامال کر کے صرف ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا جھنڈا لہرایا، الٰہی ہمیشہ با اقبال رہے دولت افغانیہ جس کا بادشاہ آج بھی غریب سے غریب رعایا کے برابر کھڑے ہو کر تیری درگاہ میں سر نیاز جھکاتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے

عباد اللہ رحمکم اللہ۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

کتاب الاسلام

باب الجنائز

ایک مرتبہ دفن کرنیکے بعد دوسری جگہ تبدیل کرنے کے متعلق شرع شریف کا حکم

عن جابر قال لما کان یوم احد جاءت عمتی بابی لتدفنہ فی مقابرنا فنادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردوا القتلی الی مضاجعھم رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی والدارمی ولفظہ للترمذی

روایت ہے جابر سے کہ کہا جبکہ ہوا دن احد کا لائیں پھوپی میری باپ میرے کو تاکہ دفن کریں ان کو ہمارے خاندانی قبرستان میں پس آواز دی ایک آواز دینے والے نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کرو تم شہیدوں کو ان کے جائے شہادت پر روایت کیا اس کو احمد نے اور ترمذی وغیرہ نے

تشریح

جب جنگ احد ہوئی اور بعض مسلمان شہید ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد بزرگ شہید ہو گئے تو ان کی ہمشیرہ نے چاہا کہ ان کی نعش کو جنت البقیع کے قبرستان میں دفن کریں تو اس وقت حضور کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ شہدا اپنے موقع شہادت پر دفن کیا جائے گا اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص جہاں شہید ہوا اس کو وہیں دفن کرنا چاہیے دوسری جگہ نہیں بدلنا چاہیے اگرچہ اس حدیث کا مورد خاص ہے اور شہدائے احد ہی کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا ہے لیکن ظاہر یہ ہوا کہ بلا عذر نقل میت جائز نہیں ہے۔ طیبی نے لکھا ہے کہ نقل میت کی بلا ضرورت اچھی نہیں اور اگر قبرستان شہر سے میل دو میل کے فاصلہ پر ہو تو وہاں لیجا کر دفن کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لئے کہ شہر سے قبرستان اتنی دور ہوا کرتے ہیں مستحب یہ ہے کہ جس شہر میں انتقال کیا ہو اس ہی شہر میں دفن کیا جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے عبدالرحمن ابن ابی بکر ایک منزل فاصلہ پر تھے کہ ان کا انتقال ہوا اور ان کی میت مدینہ لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمایا کہ اگر میں تیری موت کے وقت حاضر ہوتی تو نہ نقل کرتی میں اور دفن کرتی اسی جگہ کہ جہاں مرا تھا اور بعد دفن کرنے اور خاک ڈالنے کے درست نہیں کھودنا قبر کا نہ تھوڑے دنوں بعد اور نہ بہت مدت کے بعد ہاں اگر کوئی خاص عذر ہو جیسے جس زمین میں دفن کیا گیا تھا وہ مغصوبہ نکلی یا لحد میں مال یا کپڑا کسی کا رہ گیا ہو تو اس کے نکالنے کی غرض سے اگر قبر کھود لی جائے تو درست ہے صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب علاوہ ہدایہ کے لکھا ہے کہ نقل میت کا کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مکروہ ہے۔ ان تمام مذکورہ بالا شواہد سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوتی ہے کہ بلا کسی خاص ضرورت کے میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنا یا قبر کھودنا درست نہیں ہے

مٹی کیونکر دی جائے

جب میت کو قبر میں اتار دیا جائے اور پٹاؤ رکھ دیا جائے اور کافی مٹی اس پر ڈال دی جائے تو اور لوگوں کو جو کہ میت کے ساتھ قبرستان تک گئے ہیں مٹی دیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین لپیں بھر کر ڈالے اور سرہانے کی طرف سے ڈالے اور یہ کہکر ڈالے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ اور احمد نے روایت کی ہے اگرچہ سند اس کی ضعیف ہے کہ حضور فرماتے تھے کہ پہلے لپ مٹی کی لیکر یہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسری لپ کے اوپر پڑھے فِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری لپ پر مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ قبر پر بعد پٹاؤ کے مٹی ڈالنی سنت ہے اور پانی کا چھڑکنا بھی سنت ہے اور مواہب میں ہے کہ ایک شخص کو بعد مرنے کے کسی نے خواب میں دیکھا اس سے دریافت کیا کہ کیا گذری تجھپر اس نے کہا کہ جب میرے نامہ اعمال کو تولا گیا تو نیکیاں میری کم ہوئیں بعد میں ایک تھیلی نیکی کے پلہ میں رکھی گئی جس سے نیکیوں کا پلہ جھک گیا جب اس تھیلی کو دیکھا تو اس میں مٹی بھری ہوئی تھی معلوم ہوا کہ تو نے فلاں مردہ کو مٹی دی تھی یہ اس کا ثمرہ ہے

وعن جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیھا وان توطاء رواہ الترمذی

روایت ہے جابر سے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پکی نہ کیجائیں قبریں اور نہ ان پر لکھا جائے اور نہ قبروں کو روندا جائے یعنی قبروں کو توڑنا یا پامال کرنا سب ممنوع ہے۔

وعنہ قال رش قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان الذی رش الماء علی قبرہ بلال ابن رباح بقربۃ بدا من قبل راسہ حتی انتھی الی رجلیہ رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ

روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ پانی چھڑکا گیا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور پانی ڈالنے والا بلال ابن رباح تھا چھڑکنا شروع کیا انہوں نے سر مبارک کی طرف سے اور ختم کیا پائے مبارک کی طرف

تشریح

آجکل لوگ پانی چھڑکنے میں اس بات کا مطلق خیال نہیں کرتے جہاں سے چاہا شروع کر دیا اور جہاں چاہا ختم کر دیا اس طرح نہیں کرنا چاہیے بلکہ مسنون طریقہ یہ ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا اسی کے مطابق پانی چھڑکنا چاہیے۔

اپنے عزیز کی قبر پر نشانی کرنی یا پتھر رکھنا جائز ہے

وعن المطلب بن ابی وداعۃ

روایت ہے مطلب بن ابی وداعہ

قال لما عثمان بن مظعون اخرج بجنازته فدفن امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملہا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحسر عن ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حسر عنہما ثم حملہا فوضعہا عند راسہ قال اعلم بہا قبر اخی وادفن الیہ من مات من اہلی رواہ ابو داؤد

کہ کہا کہ جب مرے عثمان بن مظعون اور نکالا گیا جنازہ ان کا پس دفن کئے گئے ان کو حکم کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لاوے حضرت کے پاس پتھر یعنی بڑا پتھر تاکہ نشانی کے واسطے رکھا جاوے۔ پس جس کو حکم دیا گیا تھا وہ شخص اس پتھر کو اٹھا نہ سکا حضور خود کھڑے ہوئے اس کے اٹھانے کے واسطے اور حضور نے اپنی آستین چڑھائی دونوں ہاتھوں کی جتنی کہ راوی کہتا ہے کہ مجھے حضور کی دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی جبکہ آپ اس پتھر کو اٹھا کر لائے اور لاکر عثمان کی قبر کے سرہانے رکھا اور اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں نے نشانی کر دی اپنے بھائی کی قبر پر اور میں دفن کروں گا اپنے عزیزوں کو پاس اسکے

تشریح

عثمان بن مظعون حضور کے رضاعی بھائی تھے اور تیرہ آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے تھے حضور کو ان سے بڑی محبت تھی اور مدینہ مہاجرین میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم جو کہ حضور کے جگر گوشہ تھے دفن کئے گئے اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ قبر پر نشانی رکھنی جائز ہے لیکن بعض لوگ جو اس سے لوح کو ثابت کرنے میں ان کا استدلال درست نہیں کیونکہ لوح اگرچہ پتھر کی ہوتی ہے لیکن اس پر تاریخ اور نام یا آیت بھی جاتی ہے جس کا ثبوت حدیث میں نہیں اور دونوں کی نوعیت میں بالکل جداگانہ ہے۔

قبر کی اونچائی کتنی ہونی چاہیے

وعن القاسم بن محمد قال دخلت علی عائشۃ فقلت یا اماہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فکشفت لی عن ثلثۃ قبور لا مشرفۃ ولا لاطئۃ مبطوحۃ ببطحاء العرصۃ الحمراء رواہ ابو داؤد

روایت ہے قاسم بن محمد سے کہ گیا میں حضرت عائشہ کے پاس اور میں نے عرض کیا کہ اے اماں میری زیارت کراؤ مجھکو مزار مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس پردہ اٹھایا انہوں نے تو دیکھا میں نے مزار مبارک حضور پرنور کا اور آپ کے دونوں صاحبین یعنی حضرت عمر اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا جو ایک بالشت سے زیادہ اونچے نہیں تھے۔

تعزیت

تعزیت کے معنے اظہار رنج اور شرکت غم کے ہیں اگر کسی کا عزیز مرجائے تو اس کے دوستوں اور رشتہ داروں کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ اس کے گھر جاکر اظہار افسوس کریں اور اگر رشتہ دار اپنے گھر سے کھانا وغیرہ بھی پکا کر بھیجیں تو کوئی حرج نہیں لیکن رونا اور بیان کرنا اور اس کی خوبیوں کا اظہار کرنا درست نہیں خلاصہ یہ کہ تعزیت کرنی مصیبت زدہ کو ایک اچھی بات ہے اور زمانہ تعزیت مرنے سے تین دن تک ہے اور مستحب ہے کہ عام تعزیت کریں میت کے چھوٹوں کو اور بڑوں کو مردوں کو اور عورتوں کو اگر میت کی عزیزہ جوان ہو تو اس کی تعزیت کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہے تعزیت کرنے والا بخشے اللہ تعالیٰ تیری میت کو اور اللہ اس کو معاف فرمائے اور اللہ اس کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور تم کو اللہ صبر جمیل عطا کرے اور بہتر الفاظ تعزیت وہ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی

یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز کہ لی اس نے اور جو چیز کہ دی اسی کی ملک ہے اور ہر چیز کے لئے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔

اگر کافر مرجائے اور قرابتی اس کا مسلمان ہو تو تعزیت کے لئے یوں کہے اچھی دے اللہ تعالیٰ تسلی تیری اور بخشے میت تیری کو اور یوں نہ کہے کہ اللہ بہت دے ثواب تجھکو اگر میت اور اس کے قرابتدار دونوں کافر ہوں تو کہے کہ بدلہ دے تجھکو اللہ اور نہ کم کرے تیرے شہر کے لوگوں کو۔

علاوہ اس کے فرش بچھانا ان کے اوپر بیٹھنا اور ماتم کدہ بنانا سیاہ کپڑے پہننا اور دو تہیڑ مارنا کپڑے پھاڑنا پیشانی کے بال نوچنا اور اسی طرح کی اور بہت سی جو حرکتیں کی جاتی ہیں جو اسلام اور شریعت کے بالکل خلاف ہے اور عزیز و اقارب کے مرنے کے بعد تین دن تک گھر بیٹھنا جائز ہے اور کالا منہ کرنا یا اور اسی قسم کی حرکات کرنا جائز نہیں گر ہیا ان جہاک کرنا عورتوں کا لیحہ کرنا جس جگہ انتقال کیا ہو اسی جگہ چراغ جلانا اور چالیس دن اسی جگہ بٹھانا جزع فزع کرنا جائز نہیں۔ آنسوؤں سے رونا جائز ہے میت کے قرابتداروں کے گھر کھانا پکا کر بھیجنا جس کو اس زمانہ میں حاضری کہتے ہیں جائز ہے لیکن لڑکی کی سسرال یا لڑکے کے سسرال والوں کے ساتھ اس کو مخصوص کرنا بدعت ہے اور بعض شہروں میں تو ان غریبوں پر جبر تک کیا جاتا ہے اور نہ لوگ لاتے ہیں یہ درست نہیں علاوہ ازیں کسی خاص غذا جس طرح شہر والوں میں کباب روٹی اور اہل قریہ میں کھچڑی کا رواج ہے کسی خاص غذا کو مخصوص کرنا بھی درست نہیں بلکہ کھلانے والے کو جو میسر آئے وہ پکا کر لاسکتا ہے۔

شرطیہ ہاتی ماہ میں انگریزی آجائیگی

اگر آپ مومن صاحب کی انگلش ٹیچر کا ایک سبق روزانہ پڑھ لیں گے صرف ایک گھنٹہ روزانہ محنت کی ضرورت ہے اور کسی استاد کی حاجت نہیں۔

یہی وہ کتاب ہے جو دو سال میں تیس ہزار فروخت ہوگئی اس سے بہتر انگریزی سکھانے والی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔

ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۷ کل عہ

ملنے کا پتہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

معارف القرآن

بسلسلہ گذشتہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَأَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ
وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ
وَّيَهْدِيْهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

(ترجمہ) اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کو مضبوط پکڑا سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرینگے اور اپنے فضل میں اور اپنے تک ان کو سیدھا رستہ بتلا دینگے۔

تفسیر: جب خدا تعالیٰ تمام منافقوں کا فرقوں اور یہود و نصاریٰ کے شبہات کا جواب دے چکا تو اب تمام بنی آدم کو اعلان عام کر کے آنحضرت کی نبوت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے لوگو تمہارے پاس خدا کی برہان آچکی یعنی خدا تعالیٰ نے حضور اکرم کو تمہارے پاس بھیجا اور فقط یہی نہیں کہ نبی کو ہی بھیجا بلکہ تمہارے لئے ایک صاف اور کھلا ہوا نور یعنی قرآن مجید بھی نازل کر دیا اب جو شخص خدا پر ایمان لائے گا اور قرآن کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے گا یعنی اس کے احکام کا پابند ہوگا خدا تعالیٰ اس کو اپنی رحمت و فضل یعنی جنت میں داخل کرے گا اور صرف جنت میں ہی داخل نہیں کرے گا بلکہ اپنی طرف آنے کا سیدھا راستہ بھی اس کو بتا دیگا تاکہ وہ خدا کے دیدار سے فیضیاب ہو جائے۔

برہان سے مراد حضور کی ذات مبارک ہے اور نور مبین سے مراد قرآن مجید کیونکہ آنحضرت کا وجود مبارک آپ کا بیان اور معجزات اور آپ کا طریق زندگی اور آداب معاشرت خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم کے لئے حجت قاطعہ ہیں حضور اکرم مجسم حق تھے آپ نے نہ تنہا اپنے وعظ و نصائح سے دنیا کو ہلاکت سے بچایا بلکہ اپنی ایک ایک حرکات و سکنات اور رفتار و گفتار کو ہدایت نیک روی اور خدا پرستی کا سچا نمونہ بنا کر لوگوں کو دکھا دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ میرا وجود آیت رحمت ہے اور میں مجسم حق ہوں قرآن بھی کہ نور مبین ہے ایسا ہی ہے دنیا کے منصف اور روشن دماغ رکھنے والوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے دنیا کی تمام الہامی کتابوں ... عبادت عالم آخرت کی رغبت ... تقدس اور طریق ہدایت کو دیکھنے سے تعلق ہے اور اس سے زیادہ روشن اور اعلیٰ ہدایت کرنے والی کوئی کتاب آج تک نہیں ہوئی دیکھئے کیسے کیسے قوانین معاشرت مثلاً اقتصاد و رفاہ سیاست و انتظام اس کے اندر مندرج ہیں کہ اس سے بہتر ... اور کوئی اصول تمدن کے متعلق کتاب نہیں لکھی گئی۔

مقصود بیان: حضور اکرم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی تعلیم تمام ملکی مذہبی شخصی اور دینی معاملات میں قرآنی احکام کے اتباع کا حکم، ایمان اور نیکوکاری کی ہدایت جو شخص آنحضرت کا قائل نہ ہو یا قرآن کو نہ مانے وہ اندھیرے میں بھٹکتا پھرتا ہے ... جنت کے علاوہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کا دیدار بھی ہوگا وغیرہ۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ إِنِ امْرُؤٌا
هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ
وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ
فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوْا إِخْوَةً رِّجَالًا
وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(ترجمہ) لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مر جاوے جس کے اولاد نہ ہو اور ماں باپ اور اس کے ایک (حقیقی یا علاتی) بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملیگا اور وہ شخص اس (اپنی بہن) کا وارث ہوگا اگر وہ بہن مر جاوے اور اس کے اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ) تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر چند وارث بہن بھائی ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر اللہ تعالیٰ تم سے (دین کی باتیں) اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

تفسیر: جس طرح اس سورت کے ابتدا میں احکام بیان فرمائے تھے اسی طرح اس سورت کو تمام بھی مسائل پر کیا تاکہ اول کو آخر کے ساتھ ربط ہو جائے۔ کلالہ کے بارہ میں اول بھی اسی سورت میں حکم ہوا تھا جو سردی کے موسم میں نازل ہوا تھا اور یہاں بھی حکم ہوا ہے اور یہ آیت گرمی کے موسم میں نازل ہوئی ہے۔ کلالہ اس میت کو کہتے ہیں جس کے نہ فروع ہوں نہ اصول یعنی نہ اس کی اولاد ہو نہ ماں باپ اور اس وارث کو بھی کہتے ہیں جو میت کے ماں باپ میں سے بھی نہ ہو اور نہ اولاد میں سے۔

مسئلہ: آیت میں کلالہ سے مراد وہ میت ہے جو صرف ایک بہن چھوڑ کر مرے اس کی بہن کو نصف ترکہ ملیگا۔

مسئلہ: اگر اسی طرح کی کوئی بہن مر جائے اور کوئی اولاد بھی نہ ہو صرف ایک بھائی ہو تو بھائی کل ترکہ لے لیگا۔

مسئلہ: اور اگر کلالہ کی دو بہنیں وارث باقی رہیں تو بہنوں کو دو تہائی مال ملیگا۔

مسئلہ: اگر کئی بہن بھائی یا ایک بھائی اور ایک بہن کلالہ نے چھوڑے تو بھائی کو دوہرا اور بہن کو اکہرا حصہ ملیگا۔ ماں جائے بہن بھائی سے حقیقی و ایک باپ کی اولاد

ٹھیک احکام بیان کئے، ہیں ہم ان کے مصالح و اسرار کو خوب جانتے ہیں تم نہیں جانتے۔

مقصود بیان۔ کلالہ میت کے ترکہ کی تقسیم۔ مرد کی عورت پر فضیلت۔

سُوْرَۃُ مَائِدَہ

اس سورت کا نام سورہ مائدہ یا سورۃ منقذہ (عذاب سے رہائی دلانے والی) ہے اس میں ۱۲۰ یا ۱۲۲ یا ۱۲۳ آیتیں ہیں قرطبی کہتے ہیں کہ یہ سورت بالاجماع مدنی ہے اور محمد بن کعب قرظی کے نزدیک حجۃ الوداع میں مکہ و مدینہ کے درمیان جبکہ آنحضرت اونٹنی پر سوار تشریف لیجا رہے تھے یہ سورۃ نازل ہوئی اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں کہ میں حضور کی عضبا نامی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئی تھی کہ ناگاہ آپ پر سورہ مائدہ پوری اتری اور قریب تھا کہ اس کے بوجھ سے اونٹنی کا بازو ٹوٹ جائے (رواہ احمد) حالت وحی میں ایک بہت بڑا بار پڑتا تھا یہاں تک کہ سخت سردی کے موسم میں حضور اکرم کو پسینہ آجاتا تھا اور اگر کبھی کسی صحابی کی ران پر سر مبارک ہوا تو ان صحابی کی ران پھٹنے لگتی تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ سورۃ آخر نازل ہوئی سو اس میں جو تم حلال پاؤ اس کو حلال رکھو اور جو حرام پاؤ اس کو حرام رکھو (یعنی اس سورۃ کا باعتبار احکام حلت و حرمت کے یا باعتبار مکمل نازل ہونے کے آخری نزول ہے (رواہ حاکم) حضرت جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ حضور کا خلق عظیم (جو اسی سورت مائدہ میں مذکور ہے) کیا تھا فرمایا قرآن۔ عمر بن شرحبیل کے نزدیک سورت مائدہ میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے، شعبی کہتے ہیں کہ صرف ایک آیت یا ایھا الذین امنوا لا تحلوا شعائر اللہ و لا الشھر الحرام و لا الھدی و لا القلائد منسوخ ہے ابن عباس نے استثناء کو کسی قدر زائد کیا ہے اور کہا ہے کہ فان جاؤک فاحکم بینھم او اعرض عنھم الخ بھی منسوخ ہے۔ اس سورۃ میں کل اٹھارہ یا انیس احکام بیان کئے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو تمہارے لئے تمام چوپائے جو مشابہ انعام (یعنی اونٹ بکری گائے) کے ہوں حلال کئے گئے ہیں مگر جن کا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام میں ہو بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں۔

تفسیر:- اہل جاہلیت نے اپنے نفسانی عناد سے بلا حکم خدا اپنے اوپر اکثر چوپایوں کا گوشت حرام کر رکھا تھا ان کی تردید میں یہ آیات شروع سورت کی نازل ہوئیں حکم ہوتا ہے کہ اے ایمان والو عہدوں کو پورا کیا کرو یعنی جو عہد تم نے خدا و رسول سے کئے ہیں ان کو بھی پورا کرو اور جو عہود تم آپس میں کرو ان کو بھی وفا کرو

حضرت ابن عباس اور علی بن طلحہ اور بعض دیگر اکابر کے نزدیک عہود خدا کے پورے کرنے سے یہ مراد ہے کہ جو چیز خدا نے حرام کر دی اس کو حرام جانو اور استعمال نہ کرو اور جو چیز خدا نے حلال کی ہے اس کو حلال سمجھو قرآنی عہود کی پابندی کرو غدر و بدعہدی نہ کرو خدا کے واجبات و فرائض کی تعمیل کرو باقی وہ عہود جو تم آپس میں کرو ان کو بھی وفا کرو اس سے یہ مراد ہے کہ جو عہد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے موافق ہوں ان کو پورا کرو اور جو مخالف ہوں تو ان عہود کی تکمیل و وفا جائز نہیں ہے مثلاً کسی گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ میں ایسا فعل ضرور کروں گا تو ایسا عہد توڑ کر کفارہ شرعی دینا چاہیئے حضرت زید بن اسلم کہتے ہیں کہ عہود جو شرع کے موافق ہیں اور جن کی وفا ضروری ہے وہ چھ ہیں عہد جو خدا کے ساتھ کیا جائے قسم۔ عہد شرکت۔ عہد تجارت۔ بیع و شراء۔ عقد نکاح مگر مفسرین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ آیت میں عہد عام ہے خواہ کوئی بھی ہو اس کی وفا ضروری ہے مگر خلاف شرع نہ ہو کیونکہ خلاف شرع فعل کے ارتکاب کا خداوند تعالیٰ حکم نہیں دیتا ہے اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ چوپائے جانور یعنی ان کا گوشت تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے مفسر ابن کثیر حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس وغیرہ کے نزدیک اس حلت میں وہ بچہ بھی داخل ہے جو ماں کے پیٹ کے اندر زندہ ہو اور ماں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ برآمد ہو کیونکہ ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ ہم نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کبھی اونٹنی یا گائے یا بکری کے پیٹ سے ذبح کرنے کے بعد بچہ نکلتا ہے ہم اس کو پھینک دیں یا کھائیں حضور نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو کھاؤ کیونکہ اس کی ماں کا ذبح کرنا وہی اس کا ذبح کرنا ہے (رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ والترمذی) اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو نہ کھاؤ جو تمہیں بتا دی گئی ہیں ابن کثیر کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ مردار کا گوشت خنزیر کا گوشت تکبیر کہہ کر مارا ہوا جانور درندہ کا بس خوردہ گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور وغیرہ نہ کھاؤ۔ اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ چوپائے جانور تمہارے لئے حلال تو ہیں مگر اس وقت حلال نہیں ہیں کہ تم حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھے ہو یا حرم کعبہ کے اندر ہو ایسی حالت میں تو خون بہانا بالکل ناجائز ہے نہ شکار کھانا جائز ہے نہ کسی اور طریق سے ذبح کرنا مطلب اس کا یہ ہے کہ حالت احرام میں تم شکار نہ کرو نہ ذبح کرو یہ مراد نہیں ہے کہ اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہو اور ذبح کیا ہو تو اس کو بھی نہ کھاؤ بیضاوی اور زمخشری کے نزدیک یہی مطلب ہے اس کے بعد فرمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا وہ مختار ہے۔

مقصود بیان:- وفاء عہد یعنی معاملات میں سیاسیات میں مشاہدات میں محاسبات میں خطرات میں بلکہ تمام موافق شرع اشیاء میں عہد کی پابندی چوپائے جانوروں کے گوشت کھانے کی حلت بعض اشیاء کی حرمت احرام باندھے ہوئے شخص کے شکار کی تحریم غیر محرم کے شکار کی تحصیل اور اس کے کھانے کا جواز خداوند تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا خدا تعالیٰ کا صاحب ارادہ ہونا مجبور اور بے اختیار نہ ہونا وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ

الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ط

(ترجمہ) اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں اور جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو

تفسیر: حطیم بن ہند البکری قافلہ میں کچھ کھانے کا تجارتی سامان لیکر مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت کی جب مسلمان ہوکر واپس جانے لگا تو حضور نے فرمایا کہ تاجر آیا اور غادر گیا چنانچہ چند روز کے بعد جب یہ یمامہ پہنچا تو وہاں جا کر مرتد ہوگیا پھر ماہ ذی قعدہ میں کچھ تجارتی سامان لیکر مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو ایک جماعت نے راستہ میں اس سے تعرض کرنے کا ارادہ کیا اس وقت یہ آیت اتری اور تعرض کرنے سے ممانعت فرمادی گئی۔ عکرمہ اور سدی نے اس کی شان نزول اس طرح بیان کی ہے کہ حطیم بن ہند البکری نے ایک سال مدینہ کے باہر اہل مدینہ کے اونٹوں کے ایک گلہ پر چھاپہ مارا اور لوٹ کر لے گیا پھر دوسرے سال عمرہ کرنے کے لئے کعبہ کی طرف چلا تو بعض صحابہ نے چاہا کہ راستہ میں اس سے تعرض کریں اس وقت ولا آمین البیت الحرام آیت نازل ہوئی۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے مسلمانو خدا کی نشانیوں کو حلال نہ سمجھو اور بےحرمتی نہ کرو اور نہ ماہ حرام کی بےحرمتی کرو۔ لفظ شعائر کی تفسیر مفسرین نے مختلف طور پر کی ہے بعض کے نزدیک شعائر سے مراد دین خدا کی نشانیاں ہیں مطلب یہ ہے کہ احرام میں شکار کرنے سے ان چیزوں کو حلال نہ بناؤ جو دین الٰہی کی شعائر اور مخصوص نشانیاں ہیں مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں شکار حرام ہے۔ ابن عباس کے نزدیک شعائر سے مناسک حج مراد ہیں یعنی وہ پاک افعال جو دوران حج میں حاجی کرتا رہے مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرو کہ کوئی فعل افعال حج میں سے تم سے رہ جائے یعنی کوئی تم ان افعال کے کرنے سے منع کرو۔ بعض کے نزدیک محارم خدا مراد ہیں یعنی اے ایمان والو ان چیزوں کو اپنے لئے حلال نہ بناؤ جن کو خدا تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اور حرام کے چار مہینہ ہیں ذیقعدہ ذی الحجہ محرم رجب۔ مذکورہ مہینوں میں قتال کرنا اور کفار سے لڑنا حرام تھا مگر یہ آیت منسوخ ہوچکی اور اب کفار سے ہر مہینہ جہاد کرنا جمہور علما کے نزدیک جائز ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ان جانوروں کو بھی حلال نہ بناؤ جو کعبہ کی نیاز کے لئے بھیجے جاتے ہیں یعنی ان سے بالکل تعرض نہ کرو ان کو جانے دو تاکہ کعبہ پہنچکر حکم شریعت کے موافق ان کی قربانی ہوجائے۔ حاجی بطور ہدیہ کے کعبہ پہنچنے سے پہلے کوئی جانور بھیج دیا کرتے ہیں اور اس کی کعبہ پہنچکر قربانی کر دی جاتی ہے اسی کو ہدی کہتے ہیں اس کے بعد حکم ہوتا ہے کہ پٹہ پڑے ہوئے جانوروں سے بھی تعرض نہ کرو یا یہ مطلب ہے کہ صاحبان قلائد یعنی حجاج سے کچھ تعرض نہ کرو اگر کوئی حج کو جاتا ہو تو راستہ میں اس کو نہ روکو اس کے بعد فرمان ہوتا ہے کہ جو لوگ بیت اللہ کے حج کا ارادہ رکھتے ہوں اور تجارت کرکے خدا کے فضل یعنی روزی کے طلبگار رہیں اور نیز حج کرکے خدا کی خوشنودی چاہتے ہوں یعنی حج سے ان کی دونوں غرضیں ہوں کسب معاش اور خوشنودی خدا ایسے لوگوں سے بھی کچھ تعرض نہ کرو ان سے قتال نہ کرو ان کو رستہ میں روکو۔ اس آیت سے حطیم بن ہند البکری کی طرف اشارہ ہے اور مسلمانوں کو اس کے روکنے سے ممانعت کی جارہی ہے مجاہد ابن عباس عکرمہ اور سدی وغیرہ مفسرین نے اس کو یہی سبب لکھا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب تم احرام ختم کر چکو اور حج ختم ہوجائے تو تمہارے لئے شکار کھیلنا جائز ہے۔

مقصود بیان: حالت احرام میں قتل و قتال و خونریزی کی تحریم۔ نذر خدا کی و شعائر کا ادب مسلمان حاجیوں کو حج کو جانے سے نہ روکنے کی ہدایت کسب معاش اور تجارت کی ترغیب خوشنودی خدا حاصل کرنے کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلانا وغیرہ۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۵

(ترجمہ) اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہو کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکدیا تھا وہ تمہارے لئے اس کا باعث ہوجائے کہ تم حد سے نکل جاؤ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔

تفسیر: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ سال حدیبیہ میں جب رسول اللہ صلعم اور آپکے اصحاب عمرہ کرنے کے لئے کعبہ جانا چاہتے تھے کفار مکہ نے روکدیا اور عمرہ نہ کرنے دیا حضور نے عمرہ کا ارادہ فسخ کردیا مسلمانوں کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی کچھ زمانہ کے بعد کفار کا ایک گروہ مدینہ کے شرقی جانب سے کعبہ کو عمرہ کرنے کے ارادہ سے جانا چاہتا تھا صحابہ نے اس گروہ کو لوٹنا چاہا اور کہنے لگے کہ ان کے ساتھی برادران تھے جو ہم کو روکا ہے ہم ان کو روکینگے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر کفار نے تم کو روکدیا تھا تو روکدینے دو تم اس رنج کی بناپر ان کو نہ روکو اس نیک کام کرنے اور برے کام کے چھوڑ دینے بڑائیں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو گناہ کرنے میں ایک دوسرے کی امداد کرو کعبہ سے کسی روکدینا برا ہے۔ مفسر کے نزدیک یہ آیت اب منسوخ ہے اب کسی کافر کو کعبہ جانیکی اجازت نہیں اور خدا سے ڈرتے رہو تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوجائے اور نہ کسی پر تمہاری طرف سے زیادتی ہو کیونکہ خدا کا عذاب بڑا سخت ہے اگر تم زیادتی کسی پر کر بیٹھوگے اور مظلوم اپنی کمزوری کی وجہ سے تم سے بدلہ نہ لے سکیگا تو یہ خیال نہ کرنا کہ ہم غالب ہوگئے خدا کا عذاب سخت ہے وہ مظلوم کا عوض لیگا۔ یا ایہا الذین امنوا سے یہانتک کیسی تدریجی تکلیف کو ملحوظ رکھا ہے اور کس قدر اعلیٰ اور پیارے طریقہ سے تعلیم دی ہے دیکھو انسان جب کافر ہوتا ہے تو خدا تعالےٰ کے نام کی بھی تعظیم نہیں کرتا ہے اس لئے سب سے پہلے ایمان لانے کی طرف اشارہ کیا گیا پھر مسلمان ہوگیا تو حکم ہوا کہ جن چیزوں کی تعظیم خدا نے ضروری رکھی ہے مثلاً خانہ کعبہ قرآن رسول اللہ کی مبارک ذات وغیرہ ان کی دل سے عظمت کرو پھر آگے بڑھکر حکم ہوا کہ شعائر خدا کی عظمت کرو اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھو اس کے بعد حکم ہوا کہ احکام کی پابندی کرو

مقصود بیان: پرہیزگاری کی تعلیم کینہ اور بغض کی ممانعت باہمی اعانت و ہمدردی کی ہدایت ظلم و زیادتی کی ممانعت۔ عدل و انصاف کا حکم ہر فرد ہر کام میں نیک نیتی اور خوف خدا۔ خدا کے عذاب سے ڈرتے رہنا۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

رسالہ مولوی کے لئے خاص طور سے ترجمہ کرایا جا رہا ہے

باب ۔ قضا نماز کو جماعت سے پڑھنے کا بیان۔

۵۵۷ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن غروب آفتاب کے بعد حضرت عمر کفار کو گالیاں دیتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آفتاب ڈوبنے کے قریب ہو گیا تھا اور میرے لئے نماز عصر پڑھنی ممکن نہ تھی آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے (راوی کہتا ہے) اس کے بعد ہم (میدان) بطحان کی طرف اٹھ کر گئے وضو کیا اور حضور نے عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد پڑھی اور پھر مغرب پڑھی۔

باب اگر کوئی شخص کوئی نماز بھول جائے تو یاد ہونے کے وقت صرف اسی نماز کو پڑھ لے اور درمیانی نمازوں کی قضا نہ کرے۔

۵۵۸ ۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کوئی نماز پڑھنی بھول جائے تو جب یاد آجائے اس کو پڑھ لے یہی اس کا کفارہ ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری ہمام کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے حدیث مذکور کے بعد یہی آیت سنی ہے۔

باب قضا شدہ نمازوں میں ترتیب کا بیان۔

۵۵۹ حضرت جابر کہتے ہیں کہ خندق کے دن حضرت عمر کفار کو گالیاں دینے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ غروب آفتاب سے قبل میرے لئے نماز عصر پڑھنی ممکن نہ ہوئی راوی کہتا ہے اس کے بعد ہم (میدان) بطحان میں گئے (وہاں) حضور نے غروب آفتاب کے بعد نماز پڑھی اور اس کے بعد مغرب پڑھی۔

باب نماز عشار کے بعد قصے کہانیاں کہنی مکروہ ہیں۔

۵۶۰ ۔ ابو برزہ کہتے ہیں کہ حضور نماز فجر کو جبکہ تم نماز پیشین کہتے ہو سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے اور نماز عصر ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ ہم میں سے جس آدمی کا مکان مدینہ کے انتہائی حصہ میں ہوتا تھا وہ نماز پڑھ کر اپنے گھر لوٹ جاتا تھا اور پھر بھی دھوپ صاف و سپید ہوتی تھی (نماز مغرب کا بیان راوی بھول گیا) اور عشار کی نماز میں حضور تاخیر پسند کرتے تھے اور عشار کی نماز سے قبل سونے کو برا سمجھتے تھے اسی طرح نماز عشار کے بعد بات چیت کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور فجر کی نماز سے ایسے وقت فارغ ہوتے تھے کہ ایک شخص اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور نماز میں ۶۰ آیتوں سے لیکر سو آیات تک پڑھتے تھے۔

باب ۔ نماز عشار کے بعد علم دین اور نیکی کاموں کے متعلق بات کرنی جائز ہے۔

۵۶۱ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شب ہم حضور کے انتظار میں رہے یہاں تک کہ نصف شب گذر گئی اس کے بعد آپ تشریف لائے ہم کو (عشار کی) نماز پڑھائی اور نماز کے بعد ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب تک نماز کے انتظار میں رہو گے حقیقتاً نماز ہی میں رہو گے حسن بصری کہتے ہیں کہ جب تک لوگ نیک کام کے انتظار میں ہوں گے وہ درحقیقت نیک کام ہی میں ہوں گے کیونکہ نیک کام کا انتظار خود نیکی ہے)

۵۶۲ ۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اپنی آخر عمر میں ہم کو عشار کی نماز پڑھائی جب نماز ختم کر کے سلام پھیر دیا تو کھڑے ہو کر فرمایا کیا تم کو اس رات کا علم ہے آج سے سو برس کے آخر تک جو آدمی زمین پر ہیں کوئی باقی نہ رہے گا اس کلام مبارک کے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کی ہے اور سو سال کی مختلف تاویلیں کی ہیں درحقیقت مراد یہ ہے کہ آج سے سو برس کے بعد کوئی باقی نہ رہے گا یعنی اس زمانہ میں جس قدر آدمی موجود ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا اور یہ زمانہ منقطع ہو جائے گا۔

(حدیث کا حاصل مطلب یہ ہے کہ تمہاری عمر گذشتہ امتوں کی طرح زیادہ نہیں ہے جتنے لوگ روئے زمین پر اب موجود ہیں ان کی عمر سو برس سے زیادہ نہ ہوگی ہاں اس درمیان میں دیگر آدمی پیدا ہوں گے اور وہ اختتام صدی کے بعد بھی باقی رہیں گے اور اس میں کچھ حرج نہیں ہے لہذا دنیا کا لالچ کرنا اور اعمال صالحہ کو ترک کرنا بیہودہ ہے دانائی یہی ہے کہ طمع دنیا کو ترک کر کے نیک اعمال کی کوشش کی جائے)۔

باب نماز عشار کے بعد اپنے گھر والوں اور مہمانوں سے بات چیت کی جائز ہے۔

۵۶۳ ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ محتاج لوگ تھے اور حضور نے مقرر فرما دیا تھا کہ جس کے پاس دو گھر والے (دو آدمی) ہوں وہ تیسرے آدمی کو کھلانے لے جائے اور جس کے چار آدمی ہوں وہ پانچویں کو لیجائے یا پانچ ہوں تو چھٹے کو لیجائے (یہ راوی کا شک ہے) بہرحال ایک روز حضرت ابوبکر تین آدمیوں کو لائے اور رسول اللہ اپنے ہمراہ دس آدمی کو لے گئے ہمارے گھر کے آدمی اس وقت صرف تین تھے میں اور والدین (راوی کو شک ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی کا بھی تذکرہ کیا یا نہیں کیا) اور ایک خادم تھا جو میرے اور حضرت ابوبکر کے گھروں میں مشترک تھا حضرت ابوبکر نے اس شب کو کھانا حضور کے ہمراہ کھایا تھا اور دیر تک گھر نہ آئے تھے کیونکہ عشار کی نماز پڑھ کر حضور کے پاس چلے گئے تھے اور دیر تک وہیں رہے تھے بالآخر جب حضور کھانے سے فارغ ہو گئے تو کچھ رات گئے ابوبکر گھر میں آئے بیوی نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے مہمانوں کی خبر نہ لی یا مہمان کی خبر نہ لی (راوی کا شک ہے) ابوبکر بولے تو کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا بیوی نے جواب دیا کہ انھوں نے تمہارے بغیر کھانے سے انکار کر دیا کھانا تو پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے نہ کھایا حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا یعنی حضرت ابوبکر کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھے تو جا کر چھپ گیا (سامنے نہ آیا) یہ سن کر حضرت ابوبکر نے میری نسبت کہا او جاہل کمبخت اور مجھے گالیاں دیں اور ناک کٹنے کی بددعا دی (عرب کا محاورہ تھا کہ اگر کسی کو برا کہتے تو کہتے خدا کرے تیری ناک کٹ جائے کبھی کہتے خدا کرے

تیری ناک غبار آلود ہو اور وہ برا بھلا کہتے رہے کہ تیرے سر پر خاک پڑے خدا کی مار وغیرہ) اس کے بعد آپ نے گھر والوں سے فرمایا تم کھانا کھاؤ خدا کرے تم کو ہضم نہ ہو (یہ بھی درشت مزاجی کے کلمات ہیں) میں خدا کی قسم ہرگز نہ کھاؤں گا حضرت عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ہم نے کھانا شروع کر دیا لیکن جو لقمہ اٹھاتے تھے نیچے سے کھانا اس سے زیادہ اور بڑھ جاتا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ سب آدمی سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بہت زیادہ بچ رہا یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر نے بیوی سے فرمایا بنت فراس یہ کیا بات ہے بیوی بولیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ کھانا تو پہلے سے سہ گنا ہے اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کچھ کھایا اور فرمایا وہ قسم شیطان کی طرف سے تھی (یعنی میں نے غلطی سے قسم کھائی تھی) خیر اس کلام کے بعد ایک لقمہ اور کھایا اور بقیہ کھانے کو اٹھا کر حضور کی خدمت میں لے گئے اور صبح تک وہ کھانا حضور ہی کے پاس رہا۔

(اس زمانہ میں) ہم میں اور ایک قوم میں معاہدہ تھا اور مدت معاہدہ ختم ہو گئی تھی اس لئے مسلمان لوگ مدینہ آئے ہوئے تھے ہم نے ان سب کو بارہ جماعتوں پر تقسیم کیا ہر جماعت میں کئی کئی آدمی تھے پھر سب آدمیوں نے وہ کھانا کھایا (حدیث کے آخر حصہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں اور کفار میں باہم معاہدہ ہو گیا کہ کچھ مدت معین تک کوئی کسی کو تکلیف نہ دے اور کسی سے تعرض نہ کرے اس معاہدہ کی بنا پر مسلمان جا بجا ہر طرف نہایت آزادی سے پھر نے لگے لیکن جب مدت معاہدہ ختم ہو گئی تو کفار کی وجہ سے مسلمانوں نے ادھر ادھر گھومنا پھرنا ترک کر دیا اور یہ سب مدینہ میں واپس آ گئے اور حضرت ابوبکر والا کھانا سب نے مل کر کھایا۔

کتاب الاذان

باب اذان کے شروع ہونے کا بیان اور ان آیات کی توضیح واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لا يعقلون اذا نودى للصلوة من يوم الجمعة

۵۶۴۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ (اعلان نماز کے لئے) اصحاب نے آگ اور ناقوس کا تذکرہ کیا (بعض نے کہا کہ جب نماز تیار ہو تو آگ روشن کر دی جائے بعض نے کہا کہ ناقوس بجا دیا جائے تاکہ نماز کا اعلان ہو جائے) اور نصاریٰ و یہود اسی طرح اعلان عبادت کا بھی تذکرہ ہوا اس پر بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے صرف ایک ایک بار

اذان کی مفصل کیفیت

ابتدا اسلام میں اذان کا رواج نہ تھا نماز کے وقت کا اندازہ کر کے سب لوگ آجاتے تھے اور نماز ہو جاتی تھی لیکن جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو ہر ایک کو اطلاع دینی دشوار ہو گئی اس لئے سب نے مل کر مشورہ کیا کہ نماز کی اطلاع دینے کے لئے کوئی تدبیر کرنی چاہیے جس سے سب لوگوں کو جماعت کا علم ہو جائے اور سب لوگ جماعت کے وقت جمع ہو جائیں چنانچہ کسی نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح نماز کی تیاری کے وقت ناقوس بجایا جائے تاکہ اس کی آواز سنکر لوگ آجائیں کسی نے مشورہ دیا کہ مجوسیوں کی طرح آگ جلائی جائے کہ اس کی روشنی دیکھ کر لوگ جمع ہو جائیں کسی نے کہا کہ سنگھ بجانا چاہیے جس طرح یہودی بجاتے ہیں بعض نے کہا کوئی نشان کھڑا کر دینا چاہیے کہ جھنڈی کو دیکھ کر لوگ آجائیں حضرت عمر بولے کہ کسی آدمی کو مقرر کر دینا چاہیے کہ وہ ہر نماز کا اعلان کر دیا کرے اس پر رسول اللہ نے فرمایا کہ آگ جلانا مجوس کا کام ہے ناقوس بجانا نصاریٰ کا فعل ہے اور سینگ بجانا یہود کی حرکت ہے ان نشانات کا مقرر کرنا تو یہ بھی ٹھیک نہیں ہے خیر یہ معاملہ یونہی رہا اور کچھ فیصلہ نہ ہو سکا رات کو حضرت عبداللہ بن زید کو فرشتہ نے اذان کی تعلیم خواب میں دی اور انہوں نے صبح کو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور خواب کی کیفیت بیان کی آپ نے فرمایا کہ تم یہ اذان بلال کو سکھا دو ان کی آواز بلند ہے وہ اعلان کر دیا کریں گے چنانچہ عبداللہ نے بلال کو اذان سکھا دی اور بلال نے اذان کہی حضرت عمر نے جب اذان کی آواز سنی تو گھر سے دوڑتے ہوئے آئے اور حضور سے عرض کیا کہ میں نے بھی وہی خواب دیکھا ہے جو عبداللہ بن زید نے دیکھا ہے لیکن بقول شیخ ابن حجر اذان کی ابتدا وحی سے ہوئی ہے پہلے حضور کو وحی کے ذریعہ اذان کا حکم دیا گیا پھر حضرت عبداللہ نے خواب دیکھا لیکن حضرت عمر کا مشورہ اس وحی سے بھی پہلے تھا اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عمر کے مشورہ کے مطابق وحی نازل ہوئی۔

۵۶۵۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو اکٹھے ہو کر نماز کے وقت کا اندازہ کر لیا کرتے تھے (نماز کے لئے) کوئی پکارتا نہ تھا ایک دن سب نے مل کر مشورہ کیا کہ نماز کی اطلاع کی کیا تدبیر کی جائے (بعض نے) کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بنا لو کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بنا لو حضرت عمر بولے کہ آخر کسی شخص کو کیوں مقرر نہیں کر دیتے جو نماز کی تیاری کا اعلان کر دیا کرے اس پر رسول اللہ نے فرمایا بلال اٹھو اور نماز کے لئے اذان دے دو۔

باب اذان کے الفاظ دو دو بار کہنے کا بیان۔

۵۶۶۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ بلال کو حکم ہوا تھا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار کہا کرے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار کہا کرے۔

۵۶۷۔ حضرت انس کہتے ہیں جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ وقت نماز کی کیا پہچان مقرر کی جائے چنانچہ لوگوں نے آگ جلانے یا ناقوس بجانے کا مشورہ دیا لیکن اسی حالت میں عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی اور انہوں نے آکر حضور سے کیفیت بیان کر دی اس پر بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار۔

باب اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہے جائیں صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار کہا جائے

۵۶۸۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ بلال کو حکم ہوا تھا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہا کرے اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا تذکرہ ایوب سے کیا تو انہوں نے کہا الا الاقامة (یعنی صرف قد قامت الصلوٰۃ دو بار کہا جائے)۔

مقالات غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالۃ الخامسۃ والعشرون

في شجرة الايمان

قال لا تقولن يا فقير البد يا من عنه الدنيا دار يا خاملا الذكر يا جائع يا ظمآن يا عريان الجسد يا ظمآن الكبد يا مشتتا في كل زاوية من الارض ومسجد وبقاع خراب ومردودا من كل باب ومدفوعا عن كل مراد ومنكسرا ومشحونا قلبه من كل حاجة ومراد ان الله تعالى افقرني وزوى عني الدنيا وعسّرني وتركني وقلاني وفرقني ولم يجمعني واهانني ولم يعطني من الدنيا كفاية واخملني ولم يرفع ذكري بين الخليقة واخواني واسبل على غيري نعمة منه سابغة يتقلب فيها ليله ونهاره وفضله علي وعلى اهل دياري وكلانا مسلمان مؤمنان ويجمعنا امنا حواء وابونا آدم خير الانام اما انت فقد فعل الله بك ذلك لان طينتك حرة ونداء رحمة الله متدارك عليك من الصبر والرضاء واليقين والموافقة والعلم وانوار الايمان والتوحيد متراكم لديك فشجرة ايمانك وغرسها وبذرها ثابتة مكينة مورقة مثمرة

مقالہ پچیسواں

(درخت ایمان کی بالیدگی)

فرمایا ہرگز مت کہہ اے فقیر خالی ہاتھ والے! اے وہ کہ جس سے دنیا اور اہل دنیا کا منہ پھر گیا ہے اے گمنام اے بھوکے اے پیاسے اے برہنہ بدن اے تشنہ جگر اے ہر گوشہ زمین و مسجد و ویرانہ سے پراگندہ ہونے والے اے ہر در وازہ سے دھتکارے ہوئے اے ہر مراد کے پیمانہ سے لوٹے ہوئے دل والے اور ہر حاجت و سوال کے ارمان بھرے قلب والے کہ اللہ نے مجھے فقیر بنا دیا اور دنیا کو مجھ سے سمیٹ لیا اور مجھے گرا دیا اور چھوڑ دیا اور مجھے دشمن جانا اور پریشان کر دیا اور مجھے جمعیت نہ دی اور ذلیل کر دیا اور مجھے دنیا میں گذارہ کے لائق بھی نہ دیا اور مجھے گمنام کیا اور میرے نام کو مخلوق میں اور برادری میں بلند نہ کیا اور میرے غیر کو اپنی نعمت سے پورا حصہ دیا ایسا کہ وہ رات دن اس کی نعمت میں چین کرتا ہے اور اسے مجھ پر اور میرے اہل دیار پر برتر کر دیا حالانکہ ہم دونوں مسلمان اور مومن ہیں حالانکہ ہم دونوں کی ماں حوا اور باپ آدم خیر الانام ہیں لیکن یہ معاملہ تیرے ساتھ اللہ نے اس لئے کیا اس لئے کہ تیری سرشت کی مٹی اچھی اور بے ریگ ہے اور رحمت الٰہی کی تری تجھ پر صبر اور رضا اور یقین اور موافقت علم سے پیاپے پہنچنے والی ہے اور تیرے لئے ایمان اور توحید کے انوار تیرے نزدیک جمع ہونے والے ہیں پس تیرے ایمان کا درخت ایسا ہے کہ اس کی جڑ قائم اور مضبوط ہے اور اس کی کونپلیں بڑا پتے اور پھل لانے والی اور شاخ در شاخ ہو کر سایہ ڈالنے

مستزيدة مشعبة مظللة متفرعة ففي كل يوم في زيادة ونمو فلا حاجة بها الى سباطة وعلف لتنمي بها وتربى وقد فرغ الله تعالى من امرك على ذلك واعطاك في الآخرة دار البقاء وخولك فيها واجزل عطاءك في العقبى ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر قال الله تعالى فلا تعلم نفس ما اخفي لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون اي ما عملوا في الدنيا من اداء الاوامر والصبر على ترك المناهي والتسليم اليه والتفويض اليه في المقدور والموافقة له في جميع الامور واما الغير الذي اعطاه الله من الدنيا وخوله ونعمه فيها واسبغ عليه فضله فعل به ذلك لان محل ايمانه ارض سبخة وسخر لا يكاد يثبت فيها الماء وتنبت الاشجار ويتربى فيها الزرع والثمار فصب عليها انواع سباطة وغيرها مما يربى به النبات والاشجار وهي الدنيا وحطامها ليتحفظ بذلك ما انبت فيها من شجرة الايمان وغرس الاعمال فلو قطع ذلك عنها لجفت النبات والاشجار وانقطعت الثمار فخربت

والی ہیں اور اس کی شاخیں لدی ہوئی اور بلند ہونے والی ہیں اور پھر یہ درخت ہر دن زیادتی اور نمو کی حالت پر ہے اور اسے اپنی نشو و نما اور پرورش کے لئے کھاد کی حاجت نہیں اور تیرے اس حال میں اللہ نے تیرے کام سے فرصت پائی اور آخرت میں تجھے ہمیشہ قائم رہنے والی بہشت عطا فرمائی اور تجھے اس بہشت کا مالک بنایا اور اپنی بخشش کو آخرت میں تجھ پر زیادہ کیا ان نعمتوں کے ساتھ کہ ایسی نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گذرا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عمل کی جزا میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں یعنی جن لوگوں نے اوامر و احکام کی بجا آوری اور ترک معصیت پر صبر اور اپنے کاموں کی مقدرات الٰہیہ پر تفویض و تسلیم اور جمیع امور میں خدا کے ساتھ جو موافقت دنیا میں عملاً کی ہو اس کی یہ بہشت جزا ہوگی اور لیکن وہ لوگ جن کو اللہ نے دنیا سے دیا اور اس کا مالک بنایا اور دنیا میں نعمت والا کیا اور ان پر اپنے فضل کو پورا کر دیا ان کے ساتھ ایسا معاملہ اس لئے کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کا محل ایمان یعنی دل ایسا ہے ایک ایسی شور اور سخت زمین کے ہے جس پر پانی نہیں ٹھہر سکتا اور درخت نہیں اُگتے اور کھیتی پرورش نہیں پاتی اور میوے پیدا نہیں ہوتے پھر اسی زمین پر ہر قسم کی کھاد اور اس کے علاوہ ایسی چیز ڈالی گئی کہ جس سے گھاس اور درخت کی پرورش کی جاتی ہے اور یہ دنیا اور اس کے اسباب ہیں اور یہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس کے دل میں ایمان کے درخت اور اعمال کے پودوں سے اس نے

الدیار وھو عز وجل یرید عمارتھا فشجرۃ ایمان الغنی ضعیفۃ المنبت وخال عما ھو مشحون بہ شجرۃ ایمانک یا فقیر فقوتھا وبقاءھا بما تری عندہ من الدنیا و انواع النعیم فلو قطعھا مع ضعف الشجرۃ جفت الشجرۃ فکان کفرا وجحودا والحاقا بالمنافقین والمرتدین والکفار اللھم الا ان یبعث اللہ الی الغنی عسکر من الصبر والرضاء والیقین والعلم وانواع المعارف فیقوی الایمان بھا فح لا یبالی بانقطاع الغنی والنعیم ہ

جس چیز کو اگایا ہے اس کی حفاظت کرے پھر اگر وہ اس زمین سے کھاڑ کر دور کر دے تو اس کی گھاس خشک ہو جائے گی اور درخت سوکھ جائینگے میوے اور پھل گر جائینگے اور ملک ویران ہو جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کی آبادی کا ارادہ کرتا ہے بس غنی کے ایمان کا کمزور جڑ والا درخت اس چیز سے خالی ہے جس سے اے فقیر تیرے ایمان کا درخت بھرا اور پھلا ہوا ہے بس ایمان غنی کے درخت کی قوت اور بقا اس چیز کے سبب ہے جسے تو اس غنی کے پاس دنیا اور دنیا کی قسم قسم کی نعمتوں سے دیکھتا ہے پھر اگر وہ نعمتیں اس کے شجر ایمان کی کمزوری کے باوجود لے لیجائیں گی تو وہ درخت ہی خشک ہو جائے گا اور پھر وہ (مالدار) کافر منکر ہو جائے گا منافقوں اور مرتدوں اور کفار میں جا شامل ہوگا اے میرے اللہ! مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ غنی کی طرف صبر رضا اور یقین وعلم وانواع معارف کے لشکروں کو بھیجے تو پھر اس سے اس غنی کا ایمان مضبوط ہو جائے گا اور اس وقت وہ (غنی رہی) تونگری اور نعمتوں کے منقطع ہو جانے سے بے پروا ہو جائے گا۔

المقالۃ السادسۃ والعشرون

فی عطاء سیف العظمۃ والجبروت

قال رضی اللہ عنہ لا تکشف البرقع والقناع عن وجھک حتی تخرج من الخلق وتولیھم ظھر قلبک فی جمیع الاحوال ویزول ھواک ثم تزول ارادتک ومناک وتفنی عن الاکوان دنیا و اخری فتصیر کاناء منثلم لا یبقی فیک ارادۃ غیر ارادۃ ربک فتمتلی بربک فلا یکون لغیر ربک فی قلبک مکان ولا مدخل وجعلت بواب قلبک واعطیت سیف التوحید والعظمۃ و الجبروت فکل من رایتہ دنی من ساحۃ صدرک الی باب قلبک ابدرت راسہ من کاھلہ فلا یکون لنفسک وھواک وارادتک ومناک دنیاک واخرتک عندک راس منثال ولا کلمۃ مسموعۃ ولا رای متبع الا اتباع امر الرب والوقوف معہ والرضاء بقضائہ بل الفناء فی قضائہ وقدرہ فتکون عبد الرب وامرہ لا عبد الخلق وارائھم فاذا استمر الامر فیک کذلک ضربت حول قلبک سرادقات الغیرۃ وخنادق العظمۃ وسلطان الجبروت وحف بجنود الحقیقۃ والتوحید ویقام دون ذلک حراس من الحق کیلا یخلص الخلق الی القلب من الشیطان والنفس والھوی والارادۃ والامانی الباطلۃ والدعاوی الکاذبۃ الناشیۃ من الطباع و النفوس الامارۃ بالسوء والضلالات الناشیۃ من الاھویۃ ان کان من القدر مجیئ الخلق وتواترھم الیک وتتابعھم وتطابقھم علیک لیصیبوا من الانوار اللائحۃ والعلامات المنیرۃ و الحکم البالغۃ والکرامات الظاھرۃ وخوارق العادات المستمرۃ ویزدادوا بذلک من القربات والطاعات والمجاھدات والمکابدات فی عبادۃ ربھم حفظت عنھم اجمعین وعن میل النفس الی ھواھا وعجبھا ومباھاتھا وتعاظمھا بالتکثر بھم وبقبولھم واقبال وجوھھم

مقالہ چھبیسواں

(عظمت وجبروت کی تلوار عطا ہوگی)

فرمایا تو اپنے منہ سے برقع اور پردہ دور نہ کر یہاں تک کہ تو علائق مخلوق سے نکل جائے اور اپنے تمام احوال میں اپنے قلب کی پیٹھ (اگلا حصہ) پھیرے رہا یہاں تک کہ تیری خواہش دور ہو جائے پھر تیرا ارادہ اور تیری آرزو دور ہو جائے اور تو دنیا وآخرت کی ہستی سے فنا کر دیا جائے پھر تو ایک سوراخدار ٹوٹے ہوئے برتن کے مانند ہو جائے کہ تجھ میں تیرے پروردگار کے ارادہ کے سوا کوئی ارادہ باقی نہ رہے اس وقت تو اپنے پروردگار کے نور سے بھر جائیگا اور تیرے دل میں تیرے پروردگار کے غیر کے لئے کوئی امکان اور کوئی مدخل نہ ہوگا اور تجھے تیرے قلب کا بواب (نگہبان اور دربان) بنا دیا جائے گا اور تجھے توحید اور عظمت وجبروت کی تلوار عطا کی جائے گی اور پھر تو جس کو بھی دیکھے گا کہ وہ تیرے سینہ کی فضا سے اٹھکر تیرے قلب کے دروازہ کے قریب ہوا تو تو اس کے سر کو گردن سے اتار دیگا پھر تیرے قلب کے دروازہ کے قریب ہوا تو اس کے سر کو گردن سے اڑا دیگا پھر تیرے نفس اور خواہش اور دنیا وآخرت کی تیری آرزو اور ارادہ سے تیرے پاس نہ سر اٹھانے والا نہ ہوگا اور کوئی کلام تیرے لئے قابل سماعت نہ ہوگا اور کوئی رائے نہ رہیگی جس کی تو پیروی کرے اور صرف تیرے پروردگار کے امر وحکم کی پیروی تیرے لئے رہ جائے گی اور تیرا قیام اسی کے ساتھ ہوگا تیری رضا بلکہ تیری فنا اسی کے قضا وقدر پر ہوگی اور پھر تو غلام اپنے پروردگار کا اور اسی کا تابع فرمان ہوگا نہ مخلوق کا بندہ ہوگا نہ اس کی رائے کا تابعدار ہوگا جب اس امر میں تیری مداومت ہو جائے گی اس وقت تیرے قلب کے چاروں طرف آس پاس غیرت کے خیمے استادہ کئے جائینگے عظمت کی خندقیں بنائی جائیں گی اور تیرے قلب پر جبروت کا غلبہ ہوگا اور تیرا قلب حقیقت اور توحید کے لشکروں سے گھیر دیا جائے گا اور تیرے دل کو قریب پاسبان حق قائم کئے جائینگے تاکہ تیرے سراپردہ دل کی طرف کوئی مخلوق شیطان نفس اور خواہش اور ارادہ اور باطل آرزوئیں سے راستہ نہ پا سکے اور نہ ایسے جھوٹے دعوے تیرے دل کی طرف راہ پا سکیں (جو طبائع اور نفوس امرہ (نفس امارہ) سے پیدا ہونے والے ہیں اور نہ گمراہیاں جو خواہشات سے پیدا ہونیوالی ہیں اور اگر تیری تقدیر میں ہے کہ مخلوق پے درپے کی بڑی بڑی تیرے پاس آئے اور تیری بزرگی پر اتفاق کرے (اور یہ) اس لئے کہ تجھ سے چمکتا ہوا نور اور کھلی ہوئی نشانیاں پائے اور دو لوگ) تیرے کردار و گفتار (قول و فعل) کی راستی اور تیری ظاہرہ نمایاں بزرگی (تیرے سے ایسی خوارق

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ مراد مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن اور دفع بلیات و امراض

قرآن حکیم آخر ربانی کلام ہے اور اس اعتبار سے اس کے دور رس اثرات اور بے پناہ تاثیرات کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کرسکتی جس وقت سلطان احمد شاہ ابدالی ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہے اس وقت اس نے دیکھا کہ دریا لبریز ہے اور اس کی موجیں کف اڑاتی چلی جاتی ہیں دیر و انتظار میں خطرہ ہے کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے اس لئے اس نے بلا تاخیر اپنی ترکش سے ایک تیر کھینچا اس پر سورہ فاتحہ شریف دم کرکے اور چلہ چڑھا کر سامنے چھوڑ دیا اور ہر تیر چلا ہے اور ادہر اس نے اپنا گھوڑا ڈال دیا موجوں کی ساری قہرباری ختم ہوگئی اور تمام افواج نہایت اطمینان کے ساتھ پار اتر گئیں جنگ قادسیہ اور اس کے بعد کی جنگوں میں دریاؤں کی روانی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے یہی صورت اختیار کی تھی۔ سلطان محمد شاہ فاتح نے جب قسطنطنیہ پر یلغار کی ہے تو آیۃ الکرسی اس کی زبان پر تھی قلعہ دہلی پر جس وقت تاتاری آچڑھا ہے اس وقت سلطان علاء الدین کے پاس کوئی بڑی فوج موجود نہ تھی اس حالت پریشانی میں وہ قل ہو اللہ شریف پڑھتا جاتا اور اپنی بچی کھچی فوج کو آگے بڑھاتا جاتا تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ تاتاریوں میں ایک گھبراہٹ اور سراسیمگی پیدا ہوئی اور راتوں رات سب پلٹ گئے، اورنگ زیب عالمگیر۔ شاہجہاں اور شیر شاہ سوری کا یہ طریقہ عمل تھا کہ جنگ کی دگرگوں حالت دیکھتے تو قرآن کریم پڑھنے بیٹھ جاتے. تاریخی واقعہ ہے کہ پانی پت کے میدان میں جب مرہٹوں کے پانچ لاکھ کے لشکر میں شب خون مارنے میں حرکت پیدا ہوئی ہے اور شجاع الدولہ آپ کو خطرات سے مطلع کرنے دوڑے ہیں تو دیکھا کہ وہ اس وقت اپنے خیمہ میں بیٹھا کلام اللہ شریف پڑھ رہا تھا یہ اس کی برکات تھیں کہ اس کے لشکر میں قیامت کا جوش جرات پیدا ہوگیا اور ۷۶ ہزار فوج نے پانچ لاکھ مرہٹوں کو شکست فاش دی. تاریخ ایسے بہت سے واقعات سے لبریز ہے شاہجہاں اور اورنگ زیب کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادیوں کو قرآنی تعلیمات کا فاضل بنا دیا تھا اور ہر شب محل میں قرآن حکیم کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور کچھ انہی پر منحصر نہیں اکثر تاجداران اسلام کے شغف و انہماک کا یہی عالم رہا ہے اور یہی ان کی ترقیوں کا راز تھا اور وہ دنیا میں با اقبال زندگیاں بسر کر گئے۔

جب مکہ معظمہ میں سکونت کی کوئی صورت نہ رہی اور کفار عرب آپ کو شہید کرنے کا تہیہ کر چکے تو آپ شب کو نکلے ایک مٹھی بھر خاک نگرانی کرنے والوں کی طرف پھینکی اور سورہ یاسین شریف کی ابتدائی سورتیں پڑھتے نکل کر چلے ہوئے اور آپ کسی کو نظر نہ آئے صحابہ کرام سانپ اور بچھو کے کاٹے ہوؤں مرگی والوں اور آسیب زدوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز ہی رکھا بلکہ دار قطنی اور ابن عساکر سے تو روایت ہے کہ حضور نبی کریم نے خود مارگزیدہ پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم فرمائی اور اپنا لعاب دہن جائے گزیدگی پر لگایا مسند بزاز میں مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بستر پر لیٹے لیٹے سوتے وقت سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے گا وہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا. دیلمی اور طبرانی وغیرہ میں یہ بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چار چیزیں مجھے عطا ہوئی ہیں جو گنج العرش ہیں سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی سورہ بقر کی آخری آیات اور انا اعطینا اور واقعی یہ چیزیں دفعیہ بلیات و امراض میں اکسیر ہیں۔

سورہ فاتحہ بچھو اور سانپ کے کاٹنے جانور کا اثر دور کرنے اور کہنہ بخار والے کو شفا بخشنے میں اکسیر ہے انا اعطینا تپ ولرزہ کے دفعیہ وحشی اور نقصان پہنچانے والے جانوروں کو دور کرنے عورت کے درد سینہ کو ہٹانے میں بید موثر ہے درد سر اور درد شکم کے لئے مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ پڑھنا بید موثر ہے بچوں کے عارضہ پسلی کے لئے سورہ والناس اور نیز یہ آیت شریف تجربہ میں آچکی ہے مرض استقاط سے حفاظت اور اس کے ارتفاع کے لئے آیت واصبر علی صبرک الا باللہ ولا تحزن الی آخر اکسیر ہے اور سورہ یاسین شریف کا گنڈہ بھی اسے دور کر دیتا ہے یرقان کے دور کرنے کے لئے سورہ فاتحہ بہت ہی مجرب ہے بھڑ اور چیتے کے کاٹنے کے لئے واذا بطشتم بطشتم جبارین بہت فائدہ دہ ہے زخموں کی سوزش تلی کے کاٹنے ڈبہ دور کرنے اور بچھو اتارنے کے لئے سورہ معوذتین مسلم چیزیں ہیں مرگی سورہ فاتحہ کے عمل سے جاتی رہتی ہے نظر دور کرنے کے لئے سورہ فلق اور سورہ ناس اکسیر کا حکم رکھتی ہیں مختصر یہ کہ قرآنی آیات مختلف تراکیب کے ساتھ صدہا امراض و عوارض کے دور کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں محض بسم اللہ شریف اور یا رحیم یا کریم یا غفور کا پڑھنا نہ صرف یہ کہ داڑھ کے درد کے لئے عملی ہے بلکہ دانتوں کو بھی فولاد بنا دیتا ہے اور جب آیات کی زکوۃ دے دی جاتی ہے تو یہ دفعیہ امراض میں تیر کا کام دینے لگتی ہیں اور ایک ہی آیت سے صدہا کام سے اور کام کئے جا سکتے ہیں خدائے قدوس کے کلام کے یہ حیرت انگیز اور حیرت بار اثر دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور لمحوں اور ثانیوں میں بڑے بڑے امراض فنا ہو جاتے ہیں اور کیوں نہ ہو جائیں آخر تو کلام الٰہی ہے اس عہد اور زمانہ میں بہت سے مسلمان بھی ان چیزوں

اور ان باتوں کو وہم خیال کرنے اور محض قوت ارادی کا کرشمہ بتانے لگے ہیں اور فریب کار عاملوں نے ان لوگوں کے خیالات کو مزید تقویت پہنچائی ہے لیکن حقیقت پھر حقیقت ہے اور قرآنی آیات کے اثرات شفا سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا ہم خود اس کا مشاہدہ کرچکے ہیں اور بہت سی ایسی تکالیف ہیں جنھیں ہم خود مختلف سورتیں اور آیات پڑھکر دور کر دیتے ہیں وہ تو یوں کہئیے کہ اعمال خراب ہوگئے زبانوں میں گندگی پیدا ہوگئی ورنہ ان سے ہر مسلمان پورا کام لے سکتا تھا۔ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ سورہ فاتحہ میں ہر مرض کی شفا موجود ہے۔

جو شخص صبح کے وقت یا دن کے اول حصہ میں سورہ یاسین پڑھتا ہے اس کی حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ جو شخص یاسین شریف خدا کے لئے پڑھتا ہے اس کے گذشتہ معاصی پر خط عفو کھینچ دیا جاتا ہے آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لوگو اپنے مرنے والوں کے پاس بیٹھکر سورہ یاسین شریف پڑھا کرو۔

سورہ الہٰکم التکاثر ثواب میں ایک ہزار آیت کے برابر ہے اور ضرور پڑھنی چاہیئے اس لئے کہ اس کے پڑھنے سے قلب پر بیحد اثر پڑتا ہے اور خدا کا خوف غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات تو اتنا خوف قائم ہوجاتا ہے کہ انسان بہت سے معاصی سے تائب ہوجاتا ہے واقعی بیحد دل ہلا دینے والی سورت ہے اور اس کے اندر اتنی شدید وعیدیں موجود ہیں کہ قلب پڑھتے پڑھتے کانپنے لگتا ہے۔ سورہ رحمٰن کو علی کرم اللہ وجہہ نے عروس القرآن فرمایا ہے حقیقت میں یہ اتنی پیاری اور دلربا چیز ہے کہ پڑھتے پڑھتے دل پر ایک کیف اور ایک سرشاری طاری ہوجاتی ہے جنت بہشت اور نعمائے الٰہی کے تذکرے اس لطیف اور موثر انداز میں کئے گئے ہیں کہ ایک بیخودی کا عالم چھاجاتا ہے اور عجیب مسرت و سکون محسوس ہوتا ہے بسم اللہ شریف کے بھی بہت سے فضائل مذکور ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا خدا کے غضب و عذاب سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی رحمت و نوازش سے محظوظ ہوتا ہے۔

ایک صحابی نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ قرآن حکیم میں بزرگ ترسورت کونسی ہے آپ نے جواب دیا قل ہو اللہ احد پھر عرض کیا کہ بزرگ تر آیت کونسی ہے ارشاد ہوا آیت الکرسی پھر گذارش کی کہ آپ کو کونسی آیت عزیز ہے جو آپکے اور آپ کی امت کے لئے مفید ہے فرمایا سورہ بقر کی آخری آیات یعنی "امن الرسول" اس میں بندوں کے لئے خدائے قدوس نے خیر و برکت کی ہزار ہزار صفات رکھی ہیں اور رحمت کے خزانوں کی کلید ہے سورہ کہف کے متعلق فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز پڑھتا ہے دوسرے جمعہ تک اس کا ایمان روشن رہتا ہے غرض قرآن کریم موثرات اور رحمتوں کا ایک گنجینہ ہے

قرآن کریم کا نزول مسعود

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر جاکر ایک غار حرا میں جاکر مراقبات فرمایا کرتے تھے جب عمر مبارک چالیس سال کی ہوگئی تو آپ نے اور زیادہ ریاضات شروع کردیں اور ذکر شغل اور غور فکر میں بہت زیادہ مشغول رہنے لگے کئی کئی روز مسلسل یاد الٰہی میں مصروف رہتے کبھی کبھی آپ کے ساتھ آپ کی بیوی ام المومنین حضرت خدیجہ بھی آپکے ساتھ تشریف لیجاتیں آپ کو رویائے صادقہ اور ملہمانہ آوازیں سننے اور دیکھنے کا تو اکثر اتفاق ہوتا تھا لیکن اب ان میں اور زیادتی ہوگئی اور آپ کا تقرب بڑھتا گیا آخر ایک روز جبرئیل امین آپ پر ظاہر ہوئے اور ذیل کی آیات وحی کیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق۔ اقرأ وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے ہر شئے کو پیدا کیا اس نے انسان کو ایک کیڑے سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا رب بزرگ ہے جسنے قلم سے سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آپ کو رویائے صادقہ تو پہلے ہی نظر آنے لگے تھے جو دیکھتے وہ ظہور میں آجاتا تنہائی اور محویت بڑھنے لگیں یکایک حضرت جبرائیل امین کا نزول ہوا اور کہا کہ پڑھو آپ نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا جبرائیل امین نے آپ کو زور سے پکڑ کر دبایا اور چھوڑکر کہا کہ پڑھو آپ نے پھر وہی جواب دیا اسی طرح تین مرتبہ پکڑا دبایا اور چھوڑا اور پڑھو کہا پھر آپ پڑھنے لگے اور نبوت کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ بات پوری ہوئی جو لبحانی کی کتاب میں درج چلی آتی تھی کہ:۔

"اور وہ کتاب ان پڑھ کو دیگی اور کہا کہ میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ پڑھو وہ جواب دیتا ہے کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں"

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان آیات کو لیکر آئے اس حالت میں کہ وحی کی عظمت سے آپ کا تمام جسم لرز رہا تھا آتے ہی آپ نے کہا کہ مجھے کچھ اڑھا دو جب آپکو کپڑا اڑھایا گیا تو آپ کی کپکپی موقوف ہوئی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ یہ حالت دیکھکر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں یہ شخص مذہب عیسوی کا ایک فاضل بزرگ تھا وہ آپ کے پاس آیا اور تمام حالت سنکر کہنے لگا کہ یہ ناموس اکبر تھا جو حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء کی طرف آیا کرتا تھا کوئی خوف و دہشت کی بات نہیں کاش میں اس وقت جوان ہوتا جبکہ تیری قوم تجھے یہاں سے نکالیگی تاکہ میں اس وقت تیری مدد کرتا آپ نے دریافت کیا کہ کیا میری قوم مجھے نکال دے گی ورقہ بن نوفل نے جواب دیا کہ ایسا کونسا نبی ہوا ہے جسے اس کی قوم نے نہ نکالا ہو اس کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا اور ایک اور عظیم الشان اور جلیل سورت نازل ہوئی یہ الحمد شریف تھی۔

الحمد شریف کی تفسیر

یہ سورت اگرچہ قرآن کریم کی ایک بہت مختصر سورت ہے لیکن اس کی ترتیب و ترکیب اور انداز بیان ایسا مکمل اور اس درجہ بلیغ و موثر ہے کہ صفات الٰہیہ عبادات و اعمال، تقوی و پاکیزگی اور روحانی و اخلاقی امراض کے متعلق جس تعلیم و تلقین کی ضرورت ہے اور جو چیزیں اہم اور ضروری ہیں وہ تمام اس سورت میں موجود و مرکوز ہیں "الحمد للہ" یہ وہ مقدس کلمہ ہے جو ہر انسان کی فطرت میں منقوش کر دیا گیا ہے تمام عبادات و اعمال کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے اور عرفان الٰہی کے تمام چشمے یہیں سے پھوٹتے ہیں الحمد کا لفظ ذات باری تعالیٰ کی تمام صفات کاملہ کی طرف دلالت کرتا ہے یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہنا چاہیئے کہ دنیا والوں کی

تعریف کے اظہار میں تعریف، وصف، ثنا، منقبت، خوبی، کمال، مدح اور فضیلت وغیرہ کے الفاظ بولے جاسکتے ہیں اور کوئی شہنشاہ کوئی فرمانروا کوئی بزرگ اور کوئی ولی حمد کے لفظ سے متصف نہیں ہوسکتا یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے "حمد" سے پیشتر جو کلمہ "ال" ہے وہ استغراقیہ ہے جس سے یہ مقصد و مفہوم پیدا ہوتا ہے کہ وہ تمام محامد و مکارم اور اوصاف و محاسن جو قیاس میں آسکتے ہیں اور جہانتک انسانی گمان رہبری کرسکتا ہے وہ ان سب کا حامل صرف خدائے قدوس ہی ہے اور اس میں کوئی دوسری مخلوق اس کی سہیم و شریک نہیں ہوسکتی۔

اللہ ایک ذاتی اسم ہے اور اس سے مراد وہ ذات ہے جو تمام خوبیوں اور جملہ کمالات کا پیکر و مجموعہ ہو "رب العالمین" اس سے واضح و ظاہر ہوتا ہے کہ تمام عالم کی پرورش اور زندگی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ ہے اس پر ذرا ہمت نظر سے غور کیجئے ذرہ ذرہ ریشہ ریشہ اور شجر و حجر سب عالم میں شمار ہوتے ہیں اور بیک نظر و فکر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ تمام موجودات عالم اپنی خلقت و پرورش کے لئے اسی کی ربوبیت و پرورش کے رہین منت ہیں اور سارا نظام عالم ایک اسی کی انگشت کبریائی کے اشارہ پر چل رہا ہے اس دوسرے جملہ کی تشریح کے بعد اب ہم تیسرے جملہ "الرحمن" پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہی رحم کرنے والا ہے ایسا رحم کرنے والا جس کا ثانی و مثیل نہ کوئی ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور جو اپنی مخلوق کی تمام ضروریات وقت پر نہیں بلکہ قبل از وقت ہی فراہم و مہیا کردیتا ہے "الرحیم" کیا پیارا لفظ ہے یعنی رحمتوں کے خزانہ کا مالک بندوں کی بری اور بیکسانہ حالت دیکھکر فوری متاثر ہونے والا یہ رحمت الٰہی ہے جس کی کشش بندوں کے قلوب میں عشق و وارفتگی کی چنگاریاں پیدا کرتی ہے یہ رحمت ہی تھی جس نے عرب کے کفار اور وسط ایشیا کے تاتاری وحشیوں کو جو اپنے اعمال و مظالم سے جہنم کے ابدی عذاب کے مستحق ہوچکے تھے مشرف بہ اسلام ہونے کی توفیق بخش کر نور ایمان سے ان کے سینوں کو منور و روشن کردیا ہماری امیدوں کے سرچشمہ اور ہماری کامیابیوں کے بار آور ہونے کا سہارا یہی رحمت ہے یہی وہ چیز ہے جو بندوں کو سرشار کرتی اور گناہگاروں کو عیش جاودانی کا مورد بنواتی ہے، رحیم کو رحم مستحق اور غیر مستحق دونوں پر آتا ہے کتنا ہی معصیت کار اور کتنا ہی شقی کیوں نہ ہو لیکن انجام کے نازک لمحوں میں جو بے بسی اس پر برسنے لگتی ہے اس وقت بھی اگر کسی کو رحم آتا ہے تو وہ ذات باری ہی ہے غور کیجئے اور اوراق تاریخ پر نظر ڈالئے انسانوں نے انسانوں پر قبضہ پاکر بہت ہی کم رحم کیا ہے۔ خسرو نے جب اقتدار پایا تو بیت المقدس کے لب لائے اپنے ہی جیسے انسانوں پر کونسا رحم کیا، پھر قیصر ویلیرین کو گرفتار کرسکے کیا وہ اس کی زندگی بھر ذلیل نہ کرتا رہا اس کی گردن پر پاؤں رکھکر گھوڑے پر سوار نہ ہوتا تھا اور قیصر ہرقل کی سنتوں ساحبتوں پر کبھی اس نے رحم کیا۔ کیا ذو نواس نے نجران کے عیسائیوں کو زندہ جلانے میں کوئی رحم کیا کیا قیصر فورس نے قیصر بارس پر اور اس کے زن و فرزند کی زبانیں گدیوں سے کھچوائے اور ان کی آنکھوں میں سے نکلے تھکواتے کسی رحم کے جذبہ سے کام لیا اور پھر اسی خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ نے کونسا رحم کیا اور آبا پا کر تا مر دیا۔

یہ بیٹے تو فرمانرواؤں کے ہیں کیا حضرت موسیٰ نے فرعون پر کوئی رحم کیا یہ خدائے وحدہ لاشریک ہی کی ذات ہے کہ اس نے موسیٰ سے کہا تھا کہ موسیٰ تو بھی انسان ہے اگر فرعون جس طرح تجھے پکار رہا تھا اور عفو و درگذر کے لئے گڑگڑا رہا تھا وہ تیری بجائے مجھے ایک دفعہ بھی پکار لیتا تو گو وہ برسوں سے میری نافرمانی کرتا رہا مگر میں اسے ضرور معاف کردیتا۔ اسی دنیا میں دیکھ لو کہ قتل و آتشزنی اور لوٹ اور بغاوت کے جرائم میں عفو کا کسی کو خیال بھی نہیں آتا لیکن رحم والے خدا کی رحمت و رحمانیت کے جلوے مشاہدہ ہوں کہ انسان عمر بھر گناہ کرتا رہے اور شدید سے شدید تر عذاب و عقاب کا خود کو مستحق بناچکا ہو لیکن جس لمحہ میں وہ سچے دل سے نادم ہوکر توبہ کرے گا تو رحمت الٰہی فوراً ہی جوش میں آکر اسے اپنے آغوش میں لے لیگی اور نہ صرف یہ کہ اسے معاف کردیگی بلکہ اس کے قلب کی سیاہی کو بھی دھو ڈالے گی وہ کہتا ہے اور کس کروفر اور شہنشاہی و دعالم کے شکوہ رحمت کے ساتھ کہتا ہے کہ لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہو وہ تو جوش رحمت میں آکر تیرے سب گناہ بھی معاف کردیتا ہے "مالک یوم الدین" بظاہر کوئی اہم بات معلوم نہیں ہوتی لیکن بباطن اس میں حقائق و معانی کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آتے ہیں یعنی وہ روز حشر کا مختار کل ہے روز حشر بھی جانگداز اور روح فرسا ہوگا اور اس روز تمام بندے اپنے اعمال و افعال کا حساب دینے کے لئے اس کے سامنے موجود ہوں گے امتحان کا دن ہر جگہ خوفناک ہوتا ہے اور اس سے اچھے اور برے دونوں کو گھبراہٹ ہوتی ہے اگر بندے یہ سمجھ لیں کہ وہی ذات الٰہی ہم سے حساب لیگی اور ہمارے اعمال کے متعلق ہم سے بازپرس کرے گی تو وہ تمام گناہوں اور بری راہوں سے بچے رہ سکتے ہیں گویا یہ جملہ تمام پرہیزگاری و تقوی کی اصل و اساس ہے اگر انسان اسے پیش نظر رکھے اور ارادۂ بد کے وقت اسے "مالک یوم الدین" کا خیال رہے تو وہ ہر معصیت سے بچکر نیک زندگی بسر کرسکتا ہے یہ جملہ بندوں کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے کہ دیکھو محشر کی خیال رکھنا برا کام کرتے رہے ہو لیکن بازپرس کی خیال رکھنا۔

پھر حساب و کتاب اسی وقت لیا جاسکتا ہے اور بازپرس اسی سے کی جاسکتی ہے جب اچھے اور برے کی تمیز ہو اور یہ بتا دیا جائے کہ فلاں چیز اچھی اور فلاں کام برا ہے چنانچہ قرآن کریم میں تمام اوامر و نواہی موجود ہیں اور انھیں واضح کرنے کے بعد مزید احتیاط و صراحت کے طور پر یہ بتا دیا گیا ہے فالهمها فجورها وتقوٰها قد افلح من زكها وقد خاب من دسّها ہم نے تو تمہارے قلب میں افعال کی بھلائی برائی الہام کردی اور واضح کردیا کہ فلاں کام اچھا اور فلاں برا ہے پھر جس شخص نے اپنے قلب کو پاک رکھا وہ نجات پاگیا اور جس نے اسے خراب کیا وہ تباہ ہوگیا گویا اللہ تعالیٰ تمام امور پوری صفائی کے ساتھ اپنے بندوں پر واضح کرتا چلا جاتا ہے تاکہ ان کے لئے اعذار نہ رہ سکے اب یہ بندوں کا قصور ہے کہ وہ ان پر غور نہ کریں اور خود بخود تباہی کے راستہ پر پڑ جائیں۔ افسوس کہ بندے خدا کے کلام پر غور ہی نہیں کرتے اور اس کے رموز و غوامض تک ان کی نگاہیں نہیں پہنچتیں۔

"ایاک نعبد" یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہاں یہ امر بھی واضح کردینا ضروری ہے کہ عبادت بھی حقیقی طور پر تین ہی قسم کی ہوتی ہے اور قرآنی اصلاح میں اس کی کئی اقسام ہیں۔ اولاً اپنے معبود برحق کی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی

حمد و ثنا کرنا ثانیاً تمام اعضا سے کامل درجہ کی تعظیم و تکریم کرکے اس کا جلال اور اپنا عجز و نیاز ظاہر کرنا مثلاً دست بستہ قیام رکوع، سجود اور قعود۔ ثالثاً اپنے تمام قویٰ اور اعضا کو پورے پورے طور پر اس کی خدمت اور فرمانبرداری میں لگائے رکھنا یعنی اس کے احکام پر چلنا اور نواہی سے کامل احتراز برتنا۔ عبادت خدا اور صرف خدا ہی کی کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا اور اس کے سامنے جھکنا اس کی ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت سے اعراض و انکار کرنا ہے۔

"ایاک نستعین" یعنی تجھی سے مدد مانگتے اور استعانت کرتے ہیں "ایاک نعبد" کے بعد "ایاک نستعین" کا جملہ خاص طور پر معنی خیز ہے مانگنے کا لطف ہی جب ہے جب انسان کچھ کرکے مانگے یعنی اے رب العالمین، رحمٰن الرحیم، مالک یوم الدین ہم نے جس قدر ممکن ہو سکتا تھا ہم نے اپنی قوتوں اور استطاعتوں سے کام لیکر تیری عبادت کی ہے اور احکام کی فرمانبرداری کو حاضر ہیں، اور آخر ہم تیری کمزور ضعیف مخلوق ہیں تیری امداد و اعانت کے محتاج ہیں تو ہماری امداد کر اور ہم صرف تجھی سے امداد کے طالب ہیں۔ پہلے حمد و ثنا کی عبادت ہوئی اس کی ربوبیت، رحمانیت و رحیمیت اور مالک یوم نشور ہونے کا اعتراف پھر عبادت و عجز کی اعتراف پھر عبادت و عجز کا اظہار اور سب کچھ کرنے کے بعد طلب امداد کتنی بہتر تلقین و ترتیب ہے اور اس کے اندر کتنے اخلاقی اور نفسیاتی پہلو موجود و مرکوز ہیں۔

"اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین"

"یعنی خداوند کریم تو ہمیں سیدھی اور صحیح راہ چلا ان لوگوں کی راہ پر جن پر تیرے انعام و اکرام نازل ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں ان لوگوں کی راہ نہ چلا جن پر ان کے افعال مذمومہ کے باعث ان پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہ ہوئے"۔

اس دعا میں تین وسیلوں کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے اولاً عبادت کا فلسفہ اور طریق ثانیاً ان انعامات الٰہی کی طرف اشارہ ہے جو برگزیدہ لوگوں پر نازل ہوتے ہیں اور جن کی تمنا شب و روز ہر فرد بشر کو ہوتی ہے اور جن کے واسطے دعائیں مانگی اور تمنائیں کی جاتی ہیں۔ ثالثاً بدکار اور بد افعالی اور شریر لوگ جو دنیا میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور غضب الٰہی کے مورد بنتے ہیں اس سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس سورت کی ترتیب صاف طور پر ظاہر کر رہی ہے کہ دعا کی بنیاد و اساس ربانی اور خداوندی صفات کا علم اور عبادت ہے کوئی شخص ربانی اور خداوندی صفات کے علم و عبادت میں جس قدر ترقی کرے گا اسی قدر اس کی دعا زیادہ مقبول و مستجاب ہوگی۔ "انعمت علیھم" کی تفصیل خداوند ذوالجلال نے آگے چل کر خود "من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین" کے الفاظ سے کردی ہے۔ انعامات کی تفصیلات تو بہت بڑی اور بہت زیادہ ہیں تاہم تفہیم مطالب کے لئے اجمالی طور پر عرفان عشق الٰہی رویائے صادقہ، الہامات، مکاشفات، قبولیت دعا معصیت الٰہی اور تائید غیبی وغیرہ سمجھ لینی چاہیے کوئی شخص ہی ہو جو ان انعامات کی امید جناب الٰہی سے نہیں رکھتا اس کا ایمان ناقص ہے اور وہ گویا اس کی شان ربوبیت رحمانیت اور رحیمیت کا منکر ہے یا اسے سمجھ نہیں سکتا۔ جو لوگ خدا کی قدرتوں، رنا قبول اور برورشوں اور تائیدات غیبی کے منکر ہیں اُسے مجبور خیال کرتے ہیں یا اسکی ہستی ہی سے انکار کر بیٹھتے ہیں وہ بلاشبہ مغضوب ہیں اور ہونا چاہیے اس لئے کہ بندہ جب آقا کی آقائی سے انکار کردے تو اسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی انعام و اکرام کا مستحق بنے یا سمجھے اور اس پر انعامات بلی کسی نہج پر بھی نازل ہوں۔

اس مختصر کتاب میں مزید تفصیلات کی گنجائش نہیں تاہم اس نمونہ تعلیمات قرآنی سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ کتنی بلیغ، کتنی نتیجہ خیز اور کتنی زبردست ہے یہی وجہ ہے کہ جن بزرگوں نے اسے سمجھا اور اس چاشنی سے ان کے کام و دہن لذت یاب ہوئے انہوں نے صدہزار آفات و مصائب کے ہجوم میں بھی اسلام سے اعراض نہ برتا اور مصائب و مظالم کے طوفان خیز سمندر میں، قیامت انگیز موجوں کے مقابلہ پر چٹان کی طرح کھڑے رہے۔

یہ سورت بہت ابتدائی سورتوں میں ہے اس کے سکھانے کے بعد بحکم ربی جبرائیل ؑ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عملی طور پر نماز سکھلائی اب جب سورتیں نازل ہوتیں تمام صحابہ کرام انھیں پورے ذوق و شوق کے ساتھ حفظ کر لیا کرتے اور لکھ بھی لیا کرتے تاکہ ہر طرح سے محفوظ رہیں چنانچہ حضرت بی بی خدیجہ رضؓ، حضرت علی اور ورقہ بن نوفل رضؓ نے انہیں حفظ بھی کر لیا اور لکھ بھی لیا۔

انمول ہیرے

اردو اب اگر ایک خزانہ ہے تو ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی کے افسانے اس خزانے کے انمول ہیرے ہیں "مولوی" میں ڈاکٹر صاحب کے افسانے برابر شایع ہوتے رہے ہیں اور حد سے زیادہ مقبول ہو چکے ہیں نہ صرف مذہبی افسانے تھے اب ڈاکٹر صاحب کے دوسرے افسانوں کا مجموعہ

"دامنِ باغبان"

کے نام سے شایع ہوا ہے اور ابھی چھپکر تیار بھی نہ ہوا تھا کہ فرمائشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہر گھر میں موجود رہے ایک تو دلچسپ داستان اور پھر ڈاکٹر صاحب کا دلکش طرز بیان ہر افسانہ اس قدر دلآویز ہو گیا ہے کہ شروع کرکے ختم کئے بغیر چھوڑنا ناممکن ہے۔ کتاب آرٹ پیپر پر چھپی ہے اور کتابت و طباعت بہت ہی دیدہ زیب ہے ضخامت ایک سو بہتر صفحہ۔ قیمت صرف ایک روپیہ عہ

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

اسلام کی امتیازی معاشرت

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھی جا رہی ہے

(نوشتہ حضرت مرادنا ماہر دی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

معاش اور اسلام

ذاتی خاندانی، قومی اور نوعی ضروریات کے لئے روپیہ پیدا کرنا ان مہمات امور سے ہے جو انسان کو عزت و رفعت کے فلک الافلاک پر پہنچا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بھی اس طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کی ہے اور سعی معاش اور کسب دولت کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے خود سرور کائنات فخر موجودات دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام اعمال میں افضل کسب حلال ہے نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے عیال کے لئے جائز وسائل سے مال حاصل کرے اس کا مرتبہ مثل اس شخص کے ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کر رہا ہے اور جو شخص جائز طور پر پاکدامنی کے ساتھ دنیا طلب کرتا ہے اس کا درجہ شہیدوں کے درجہ کی برابر ہے۔

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اسلام صرف محنت و کوشش اور حصول دولت کی ترغیب ہی دیتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں اسلام نے اسے لازمات سے قرار دیا ہے اور اس کے ترک کرنے والوں کو واضح کر دیا ہے کہ ان سے اسکے متعلق مواخذہ کیا جائے گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "حلال مال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے" افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں دولت کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں چونکہ اس وقت ان پر عام طور سے عسرت و افلاس چھائی ہوئی ہے اور علما بھی اس سے بچے نہیں رہے اس لئے سوتوں کو اور مسلمانوں کے لئے واعظ ہر جگہ یہ وعظ کہتے پھرتے ہیں کہ یہاں کے عیش فانی ہیں دولت فانی ہے اور دنیا فانی ہے امیروں کا طبقہ ان سے بعد رکھتا ہے اس لئے وہ دولت کی تحقیر اور برائی پر اتر آتے ہیں اور غربا کو یہ کہکر تسکین دیتے ہیں غریب ہو تو کوئی غم نہیں جنت غربا ہی کے لئے ہے لیکن یاد رکھیئے اور خوب سمجھ لیجئے کہ اسلام نے جس دولت کی مذمت کی ہے وہ وہی ہے جو حلال و حرام کے امتیاز کے بغیر جمع کی جائے اور جس میں سے خدائے قدوس کی راہ میں کچھ خرچ نہ کی جائے یہی دولت عذاب قبر اور آخرت میں مصیبت کا باعث ہوگی اور جو دولت محنت و سعی سے حاصل کی جائے اور منشائے خداوندی کے مطابق اُسے خرچ کیا جائے وہ صدگونہ سعادت و برکت کی موجب ہے اور ایسے امیروں کو یقیناً غربا پر فضیلت ہے

جو لوگ شبانہ روز محنت کرکے کفایت و سلیقہ سے روپیہ جمع کریں اور مستحقین کو محروم نہ کریں کوئی وجہ نہیں کہ انھیں ان غربا پر فضیلت نہ ہو جو اگر اسی طرح محنت و کفایت سے کام لیتے اور خدائے قدوس کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے تو وہ بھی دولت حاصل کر سکتے تھے خدائے برتر و توانا نے کسی کو محتاج رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا جو لوگ خدا کی عطا کی ہوئی قوتوں سے کام لیتے ہیں اور اس کی بتائی ہوئی راہ پر گامزن ہیں وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

مذہب اسلام تو دولت کو قومی زندگی و ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ خیال کرتا ہے اور کرنا چاہیئے اس لئے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ "میری امت پر عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگوں کو اپنے دینی اور دنیوی امور کی درستی کے لئے درہم و دینار کی ضرورت ہوگی" اگر آپ یہ نہ فرماتے اور اسلام اس تعلیم کا حامل نہ ہوتا تو یہ ایک بڑے نقص کی بات ہوتی آج پوری دنیا اور دنیا کے تمام عقلا و حکما نے دولت کی سود مندی کو تسلیم کر لیا ہے یہ اور بات ہے کہ اس سے اچھے کام نہ لئے جائیں اگر کوئی شخص تلوار کو اپنے ہی جگر میں بھونک لے یا اس سے اپنے ہی بچہ کا گلا اڑا دے تو اس میں تلوار کا کیا قصور ہوگا اور نہ اس سے تلوار کی تنقیص لازم آئیگی یہ تو صرف استعمال کرنے والے کا قصور ہوگا یہی حالت دولت کی ہے کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎

زر کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است ... بلکہ زر میشود از صحبت ناداں بدنام

اسلام کی تعلیم کا یہ نتیجہ تھا کہ خود رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ میں مسلمانوں کے اندر ایسے ایسے دولتمند پیدا ہو گئے تھے جن میں ایک ایک بزرگ کا عطیہ ایک فوجی حملہ کے لئے کافی ہوتا تھا حضرت عثمان غنی رض نے ایسا ہی کیا تھا اور اسی وجہ سے اس بات سے خوش ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی تعریف میں فرمایا تھا نعم المال الصالح للرجل الصالح کیا اس کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام دولت و ثروت کے منافی ہے افسوس یہ ہے کہ لوگ محض ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور کسی معاملہ کی تہ تک بنظر غور نہیں کرتے غور کیجئے جن لوگوں کی طبیعت میں استغنا ہوتا ہے اور جو دولت کو اہمیت نہیں دیتے ان کے قوائے عمل لازماً مضمحل ہو جاتے ہیں اور سست و کاہل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

اس چالیس پچاس برس کے زمانہ میں کسب دولت کی برائی جس شدت و کثرت کے ساتھ کی گئی ہے اس کی کوئی نظیر پوری اسلامی تاریخ میں نہیں نکل سکتی یہ نفرت دلانے والے اور دولت کی برائی کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ اس تعلیم و تلقین کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں کس قدر مہلک مترتب ہو رہا ہے اور ان میں سستی و کاہلی کا عنصر کتنا بڑھتا چلا جا رہا ہے دولت کے حصول کا شوق انسان کے قوائے عمل اور اعضائے متحرکہ کو زنگ نہیں لگنے دیتا اور زندگی کا رنگ بھی نکھرتا چلا جاتا ہے اگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک دفعہ بھی دولت کی برائی کر دیتے تو صحابہ کرام میں کوئی ایک شخص بھی ادھر متوجہ نہ ہوتا۔

یہ تو تھی احادیث اور اقوال نبوی کی حالت خود خدائے قدوس بھی اپنے بندوں کو کسب معاش کی تاکید اور کسب دولت کی تلقین کرتا ہے قرآن کریم میں خدائے قدوس نے فرمایا ہے ولا تنس نصیبک من الدنیا اور دنیا میں جو تیرا حصہ ہے تو اسے فراموش نہ کر ایک اور جگہ فرمایا ہے فانتشروا فی الا[رض]

وابتغوا من فضل اللہ اب تم ملکوں میں منتشر ہو جاؤ اور خدا کے فضل یعنی معاشرت و دولت کی جستجو کرو، جب ہمیں خدائے ذوالجلال خود دنیا سے اپنا حصہ حاصل کرنے اور اس طرف سے غفلت نہ برتنے کا حکم دے رہا ہے اور دوسری آیت میں وہ دولت کو اپنا فضل قرار دیتا اور فرماتا ہے کہ دوسرے ملکوں میں بھی جاؤ اور جہاں ملے اپنی روزی کماؤ تو ہم کون ہیں جو اس کی مخالفت اور مذمت کریں۔

دنیا میں کوئی بیوقوف سے بیوقوف انسان بھی ایسا نہیں ہے جو دولت کی بہتری برتری اور سودمندی کا معترف نہ ہو سب اپنی اپنی نگاہوں سے اس کی کارفرمائیں کو دیکھتے اور اس کی عظمت و فوقیت کو تسلیم کرتے ہیں یہ صرف مذہبی مواعظ و ناعقینات ہیں جنھوں نے لوگوں کو اس طرف سے غافل اور بے پروا بنا دیا۔ اگر ہمیں یہ لوگ بھی دولت کے متعلق صریح احکام مذہبی سے مسلمانوں کو مطلع کرتے رہتے تو ایک تو اس کی بدیہی سودمندیاں اس پر مذہبی تاکیدات کوئی ایک مسلمان بھی اس کی طرف سے غافل اور قانع نہ رہتا یہی صورت تجارت کے متعلق پیش آئی اور رفتہ رفتہ مسلمان اس شعبہ سے بالکل بے بہرہ اور جدا ہو گئے یہ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی نعمتوں اور ترقی کے وسیلوں سے مسلم رہنماؤں ہی نے مسلمانوں کو جدا کر دیا جس قوم میں ان دونوں چیزوں کی اہمیت و برتری پر سب سے زیادہ زور دیا گیا تھا وہی قوم آج ان سے بالکل علیحدہ اور بیگانہ نظر آ رہی ہے اور اس نے اپنے اوپر خود میدان حیات تنگ کر لیا ہے۔

عام طور سے کہا جاتا ہے کہ دنیا کافروں کے لئے ہے اور آخرت مسلمانوں کے لئے یہ سب تعلیم و تلقین ہے دونوں عالم ہیں تو خدائے قدوس ہی کے اس کے ایک "کن" میں بلا کدہ جنت بن سکتا ہے یہ کونسی فضیلت ہوئی کہ دونوں عالم دونوں کو تقسیم کر دیئے گئے "اہم و اعظم فضیلت" تو یہ تھی کہ مسلمان دونوں عالم میں عیش و آسائش کے سرمایہ دار ہوتے واقعی اسلام نے مسلمانوں کو اسی "اہلم و اعظم فضیلت" سے بہرہ مند کیا ہے اور اسلامیوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں میدان وقف کر دیئے ہیں خدائے قدوس فرماتا ہے وقیل للذین اتقوا ماذا انزل ربکم قالوا خیرا للذین احسنوا فی هذه الدنیا حسنة ولدار الاخرة خیر ولنعم دار المتقین
ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا ربنا عذاب النار پرہیزگاروں سے قرآن کے بارہ میں پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے تم پر کیا نازل کیا تو جواب دیتے ہیں کہ اچھے سے اچھا جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں ہی بھلائی اور بہتری ہے اور آخرت میں تو ان کا ٹھکانا اس سے کہیں بہتر ہوگا پرہیزگاروں کا آخرت کا گھر کیسا عمدہ اور اچھا ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت عطا کر اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ)

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کے لئے دونوں جگہ بہتری اور بھلائی ہے اور انھیں خدائے قدوس نے جس دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اس میں دنیا و آخرت دونوں جگہ بہتری اور بھلائی ہے اور انھیں خدائے قدوس نے جس دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اس میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کے متعلق دعا مانگنے کا حکم دیا ہے بلکہ دنیا کا نام مقدم رکھا ہے اور رکھنا چاہیئے بھی تھا اس لئے کہ پہلے تو ہمیں دنیا ہی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کوئی بتائے تو ہمیں کہ کیا یہ نظارہ کوئی شاندار نظارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے خاص اور محبوب بندے اس دنیا میں ہر جگہ خوار و ذلیل رہیں اور نافرمان و سرکش عیش اڑائیں نہیں اور ہرگز نہیں خدائے قدوس ہرگز یہ نہیں چاہتا یہ صرف غلط تعلیم اور نفس کے فریب کے اثرات ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صحابہ کرام رضہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے ایک چست و چالاک اور قوی نوجوان کو دیکھا کہ سخت محنت کر رہا تھا کہنے لگے کہ کاش اس شخص کی یہ محنت و جوانی خدا کی راہ میں صرف ہوتی آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ وہ اس لئے محنت کر رہا ہے کہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے کسی سے سوال کرنے کی حاجت نہ ہو اگر وہ اپنے لئے اور اپنے بال بچوں کے لئے یا اپنے ضعیف ماں باپ کے لئے محنت کرتا ہے تو اس کی یہ محنت خدا کی راہ میں محنت خیال کی جائے گی اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بھلائی برائی سب کا انحصار نیت پر ہے اگر غرض نیک ہے تو ضرور ثواب ملیگا۔

ایک اور جگہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تفاخر و مباہات کی غرض سے حلال طور پر مال حاصل کرتا ہے خدا سے وہ ایسی حالت میں ملیگا کہ خدا اس پر غصہ نہ ہوگا اور اگر وہ سوال سے بچنے اور اپنی آبرو کی حفاظت کی غرض سے مال حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکتا ہوگا۔

اس ضمن میں غلط تلقین کے علاوہ ایک اور مہلک خیال بھی مصروف کارفرمائی ہے وہ یہ کہ جو قسمت میں ہے وہ ملے گا اور محنت و سعی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس اعتقاد سے ہمیں بحث نہیں لیکن جو کچھ خدا کے علم میں ہے ہم اس کے دریافت کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے ہمیں کیا معلوم کہ ہماری کوشش رائیگاں جائے گی ہمیں ہرگز مناسب نہیں کہ ہم ایسے خیالات خام کو بیٹھے پختہ کریں جو سعی و محنت اور اسلام کے بتائے ہوئے سیدھے راستے سے روکنے والے ہیں اسلام نے قرار دیا ہے کہ خدائے قدوس اپنے بندوں کو ان کی ہمت اور کوشش کے مطابق رزق تقسیم کرتا ہے پس جس کی جتنی کوشش ہوگی اس کو اتنا ہی رزق ملے گا یہی وہ چیز ہے جو انسانوں کو میدان حیات میں مقابلے اور مسابقت پر آمادہ کرتی ہے اگر انسان کو یقین ہی نہ ہو کہ میری کوشش و محنت کا کوئی ثمرہ ملے گا۔ تو کوئی بھی محنت میں اپنا سر نہ کھپائے محنت کے بارآور ہونے کا خیال و یقین ہی اسے محنت و سعی پر آمادہ کرتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدائے ذوالجلال اپنے بندوں کو ان کی ہمت اور نیت کے مطابق رزق و مال عطا کرتا ہے۔ یہی تعلیم درست اور حوصلہ افزا ہے اور اسی پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ کامیابی و کامرانی کا راز ہمت و سعی ہی میں مضمر ہے اور کاہلی و گمنامی انسان کو فقر و فاقے اور ذلت و نامرادی کے گرداب میں مبتلا کر دیتی ہے اسلام میں تو قدم قدم پر احکام اور رہنمائی موجود ہے اور کسی معاملہ اور کسی شعبہ کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا دنیا کے برگزیدہ ترین پیغمبر

اور خلاصۂ سفر سید نا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ "دلیر تاجر کو رزق ملتا ہے اور کم ہمت تاجر محروم رہتا ہے" کیا اس حیثیت کی صداقت مجسم شکل میں ہمارے سامنے روز جلیں کر نہیں ہوتی جو تاجر دلیری کے ساتھ ساتھ روپیہ لگاتے اور اشتہار پر روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں خوب سمجھ لیجئے کہ خدائے ذو الجلال نے زندگی و ترقی کے اٹل اصول مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے مطابق عمل پیرا ہوگا وہ کامیاب ہوگا رزق الٰہی اصول پر کار بند رہنے سے ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اور بالکل صاف اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا ہے "جو شخص کوشش کرتا ہے وہ فائز المرام ہوتا ہے اور ہر کوشش کرنے والے کو اس کا حصہ ضرور ملتا ہے" حضرت عمر فاروق نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ تلاش رزق اور حصول معاش کی سعی ترک کر دے اور گوشے میں بیٹھ کر یہ دعا کیا کرے کہ اے خدائے برتر و توانا تو مجھے غیب سے رزق عطا کر کیونکہ سب کو علم ہے کہ سونا چاندی آسمان سے نہیں برسا کرتے اب بھی اگر کوئی شخص رزق کا معاملہ قسمت پر چھوڑ دینے کا حامی ہو تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھ لینی چاہیئے مسلمانو کوشش کرو کیونکہ کوشش تم پر فرض کی گئی ہے"

حضور کریم نے حصول رزق اور کسب دولت کے لئے سفر کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام بری اور بحری تجارتیں کرتے اور باغوں کے کاروبار میں انہماک رہتے تھے ان بزرگوں نے محنت و سعی اور جفاکشی و اولوالعزمی کے جو نمونے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اس پر بنی نوع انسان کو بجا طور پر فخر ہو سکتا ہے یہ لوگ ابتدا میں مالی اعتبار سے کوئی اہمیت نہ رکھتے تھے انھیں جو راہ دکھائی گئی اور جو نصوص و احادیث ہم نے درج کی ہیں ان پر عمل کیا اور فائز المرام ہوئے انتہا یہ ہے کہ ایک صدی کے اندر نہ صرف دولت و ثروت بلکہ تخت و تاج کے مالک بن گئے اور ساری دنیا کی گردنیں ان کے سامنے جھک گئیں یہ تعلیم آج بھی موجود ہے اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو چند سال ہی کے اندر ان پر ترقی کی راہیں کھل سکتی ہیں اسلام فطری مذہب ہے تمدن و معاشرت کی ترقی کے لئے جو فطری اصول اس نے پیش کر دیئے ہیں دنیا کا کوئی مذہب اس سلسلہ میں اسلام کے مقابلہ پر کھڑا نہیں ہو سکتا اور اس کی امتیازی شان ہر حالت اور ہر زمانہ میں برابر جلوہ گر رہی اور رہے گی

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے زیادہ ضروری فرض ہے لیکن ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض و واجبات و سنن یاد نہ ہوں نیز یہ معلوم نہ ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہو جائیں گے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں منگا لیجئے ان کو پڑھنے کے بعد انشاء اللہ آپ نماز قضا نہ کریں گے۔

نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر ہوتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز پڑھنے کا شائق ہو جاتا ہے۔ قیمت ۲ر

ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اس قدر بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں الحفیظ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ کتاب پڑھ لینے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت صرف ۳ر

نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے دل لرزاں ہو پھر آپ نماز کی ترکیب پڑھیئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے اور بڑوں کو پڑھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز کے پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۴ر

اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہی لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین و دنیا کی برتری ہوتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانا چاہئے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶ر

یہ سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لی جائیگی قیمت پانچوں مجلد عہ ر

پتہ
مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

تاریخ اسلام

(از جناب مولانا سید نذیر الحق میرٹھی)

بسلسلہ گذشتہ

حضرت حسان کی فراخ دلی

مطعم بن عدی جس نے ابو طالب اور حضرت خدیجہ کے بعد حضور اکرم صلعم کی حمایت و حفاظت کرکے عربی شرافت اور خلق و مروت کا ثبوت دیا تھا یہ کفر کی حالت میں غزوۂ بدر سے پہلے وفات پا گیا تھا اس کا جو حسن سلوک اس نے حضور سرور عالم صلعم کے ساتھ کیا اس سے حضرت حسان دربار رسالت کے شاعر ایسے متاثر ہوئے کہ آپ نے اس کی وفات پر مرثیہ لکھا تھا اس موقع پر علامہ شبلی اپنی قابل قدر تصنیف سیرۃ النبی میں اخلاقی اور تنزیہی رنگ میں کیا خوب لکھتے ہیں "مطعم کا یہ کام بے شبہ مدح کا مستحق تھا لیکن آج کل کے مسلمان حضرت حسان اور زرقانی سے زیادہ شیفتہ اسلام ہیں اس لئے معلوم نہیں حضرت حسان کا یہ فعل آج بھی پسند کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

کیا ان مسلمانوں کے پاس جن کا آپس میں ایک رسول کا کلمہ پڑھتے ہوئے اور عاشق رسول کا دم بھرتے ہوئے یہ سلوک اور اخلاق ہے کہ بات بات پر ایک دوسرے پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں اختلافی امور کی وجہ سے بغض و عناد رکھتے ہیں تذلیل و تحقیر کرتے ہیں سلام و دعا ترک کرتے ہیں بائیکاٹ اور قطع تعلق کی دوسروں کو بھی تعلیم دیتے ہیں مرنے جینے اور دیگر مجلسی و معاشرتی امور میں شریک ہونے اور ہمدردی ظاہر کرنے سے اجتناب اور نفرت کرتے ہیں علامہ شبلی کے اس سوال کا کوئی جواب ہے ہرگز نہیں ان کے اخلاق اس قدر خراب اور خلاف اسلام ہو چکے ہیں کہ اب ان میں اسلامی ذہنیت اور صحابہ جیسا اخلاقی رنگ تلاش کرنا بعید ہے بہت ممکن ہو کہ آجکل کے نفاق پسند اخلاق اور کارساز مولوی حضرت حسان کے اس فعل کی کوئی اہمیت نہ دیں یا کوئی دور از کار تاویل کر ڈالیں مگر جو چیز آپ کے اس فعل میں نظر آرہی ہے اور جو پاک و مقدس جذبہ اس میں کارفرما ہے نہ بہت زیادہ اہم اور لائق توجہ معلوم ہوتا ہے۔

بیعت عقبۂ ثانیہ نبوت کا تیرہواں سال

بنو عبد الاشہل کے مسلمان ہونے کے بعد مدینہ کے دوسرے قبائل میں بھی اسلام آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہو گیا اور آفتاب اسلام کی شعاعیں بے حجاب تاریک قلوب پر پڑنے لگیں ادہر تو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مدینہ میں احکام اسلام کی نشر و اشاعت اور استحکام دین میں کامیابی پر کامیابی ہو رہی تھی ادہر مکہ میں مسلمانوں پر قریش کے مظالم بڑھتے جاتے تھے ان کی ایذا رسانیاں ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھیں الغرض امید و بیم یاس اور کامیابی و ناکامی کی حالت میں ۱۳ سنہ نبوی کا ماہ ذی الحجہ آیا تو مدینہ سے مصعب بن عمیر ۷۲ مرد اور دو عورتوں کو اپنے ساتھ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ کے مسلمانوں نے اس قافلہ کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ زیارت نبوی سے مشرف ہو کر مدینہ والوں کی طرف آنحضرت کی خدمت میں مدینہ تشریف لانے کی درخواست پیش کرے

آنحضرت صلعم کو اس قافلہ کی آمد کی خبر پہلے ہی مل چکی تھی اس لئے رات کے وقت آپ مکہ سے نکلے اور وادی عقبہ کو ہو لئے کیونکہ اسی جگہ ملاقات کی تجویز قرار پائی تھی راستہ میں آپ کو حضرت عباس بھی مل گئے جو اس وقت تک اگرچہ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے لیکن ان کو حضور صلعم سے ایک خاص ہمدردی تھی ان کو جب حضور نے اپنے ارادہ سے مطلع کیا تو یہ بھی آپ کے ہمراہ ہو لئے اور مدینہ کے مشتاق و بیتاب شیدایان اسلام پہلے ہی آپ کی زیارت اور تشریف آوری کے منتظر تھے آپ نے عقبہ میں پہنچکر منتظر مسلمانوں سے ملاقات کی اور ان کو شرف حضوری بخشا مدینہ والوں نے نہایت ہی شوق و امید کے ساتھ آپ سے مدینہ میں تشریف لے جانے کی خواہش ظاہر کی حضور کے جواب دینے سے پہلے ہی حضرت عباس کھڑے ہوئے اور مدینہ والوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"مدینہ والو اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اس وقت محمد صلعم اپنے خاندان اور اپنے وطن میں ہیں ان کا خاندان ان کی بدل و جان حفاظت کرتا ہے اگر تم ان کو اپنے ہاں لیجانا چاہتے ہو تو خوب اونچ نیچ سمجھ لو تمہیں ان کی حفاظت کرنی پڑے گی اور ان کی حفاظت کوئی آسان کام نہیں اگر تم خونریز لڑائیوں کے لئے تیار ہو تو بہتر ورنہ ان کے لیجانے کا نام نہ لو"

حضرت عباس رض کی یہ تقریر سنکر براء بن معرور نے کہا عباس رض ہم نے تمہاری بات سن لی لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنی درخواست کا جواب ہم خود رسول اللہ کی زبان مبارک سے سنیں سرور کائنات صلعم نے قرآن کی کچھ آیتیں پڑھکر سنائیں اور ایک مختصر تقریر کی جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ذکر تھا اور آپ نے ان ذمہ داریوں کو بھی بیان فرمایا جو مدینہ والوں پر عائد ہوتی تھیں۔

براء بن معرور۔ ہم نے حضور کی باتوں کو بگوش ہوش سن لیا ہے اور ہم سب تو بنا ہنے اور اپنے ارادہ پر قائم و برقرار رہنے کے لئے تیار ہیں۔

حضور کے جواب دینے سے قبل ہی ابو الہیثم بن تیہان نے کہا

ابو الہیثم۔ آپ ہم سے یہ وعدہ تو کریں کہ کہیں آپ ہمیں چھوڑ کر واپس مکہ تو نہیں تشریف لے جائیں گے!

آنحضرت صلعم۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا کبھی نہ ہو گا میرا مرنا اور جینا تمہارے ہی ساتھ ہو گا۔

عبد اللہ بن رواحہ۔ مگر اے ہماری جان و مال کے مالک آقا اور سید و مولا یہ تو فرمایئے کہ ہم کو اس جاں نثاری کے معاوضہ میں ملیگا کیا۔

آنحضرت صلعم۔ جنت اور خدا تعالیٰ کی رضامندی۔

عبد اللہ۔ بس سودا ہو چکا۔ اب نہ ہم اپنے قول سے پھریں گے نہ آپ۔

اس گفتگو کے بعد سب مسلمانوں نے آپ سے بیعت کی اور اس بیعت کا نام بیعت عقبۂ ثانیہ مشہور ہے جب بیعت ہو چکی اور یہ عاشقان نبی جنت کا سودا کر چکے تو اسعد بن زرارہ نے سب کو مخاطب کر کے کہا:۔

اے لوگو آگاہ رہو کہ اس قول و قرار کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ ہم ساری دنیا کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں"

سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ بیشک ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ہم کو ساری دنیا کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور ہمیں ہر حال میں اپنے قول و قرار پر ثابت قدم رہنا پڑے

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں بارہ شخصوں کو تبلیغ اسلام کے لئے منتخب فرمایا اسلام کی تبلیغ کے متعلق تمام ضروری ہدایات دیں اور ان کو تبلیغ اسلام کے لئے منتخب فرمایا اسلام کی تبلیغ کے متعلق تمام ضروری ہدایات دیں ان نقبا کے نام یہ ہیں اسعد بن زرارہ ابوالہیثم بن التیہان۔ براء بن معرور۔ اسید بن حضیر سعد بن الربیع۔ عبداللہ بن رواحہ۔ عبادہ بن صامت۔ عبداللہ بن عمرو۔ سعد بن عبادہ۔ رافع بن مالک۔ سعد بن خیثمہ اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہم ان ۱۲ سرداروں میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے تھے اور تین قبیلہ اوس کے۔ ان نقبا کو مخاطب کر کے نبی کریم صلعم نے فرمایا: "جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ذمہ دار تھے اسی طرح میں تم کو تمھاری قوم کی تعلیم کا رہنمائی کا ذمہ دار بناتا ہوں اور میں تم سب کا ذمہ دار ہوں"

جس وقت دین الٰہی کے پھیلنے پھولنے کے متعلق یہ کارروائی ہو رہی تھی اس وقت پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک مفسد شیطان نے زور سے پکار کر اہل مکہ کو کہا کہ غافلو تمھیں کچھ خبر بھی ہے کہ محمد اور اس کی جماعت کے آدمی تمہارے خلاف مشورے کر رہے ہیں مگر حبیب خدا صلعم اپنے کام میں مشغول رہے جب تمام باتیں طے ہو گئیں تو آپ نے مدینہ میں تشریف لیجانے کی تاریخ کا تعین اذن الٰہی پر موقوف رکھا اور اس کے بعد یہ مجلس برخاست ہو گئی اور ایک ایک دو دو آدمی کر کے منتشر ہو گئے تاکہ اس جلسہ کا حال کسی کو معلوم نہ ہو اور حضور سرور کائنات صلعم اور حضرت عباس دونوں گھر میں چلے آئے۔

صبح ہوتے ہی قریش کو بھی کسی نہ کسی طرح اس جلسہ کا حال معلوم ہو گیا اور مدینہ والوں کی قیامگاہ پر پہنچ کر دریافت کیا کہ کیا رات کو تم لوگوں کے پاس محمد آئے تھے سب نے انکار کر دیا خاص کر عبداللہ بن ابی منافق کے سردار کے اطمینان دلانے سے قریش کا شک جاتا رہا اور وہ واپس مکہ میں آ گئے کیونکہ مدینہ کے مسلمانوں کے ساتھ جو بعض بت پرست آئے تھے خود ان کو بھی اس اجتماع کا حال معلوم نہ تھا قریش کے واپس جانے کے بعد اہل مدینہ نے کوچ کی تیاری شروع کر دی کچھ دیر کے بعد یہ قافلہ روانہ ہو گیا اور صرف سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے قریش جب مکہ میں پہنچے تو ان کو دوبارہ کسی معتبر ذریعہ سے پتہ لگا کہ تمھیں دھوکہ دیا گیا ہے رات مجلس ضرور ہوئی تھی لہٰذا وہ دوبارہ مسلح ہو کر مدینہ والوں کی قیامگاہ پر پہنچے مگر قافلہ روانہ ہو چکا تھا منذر تو قریش کی آمد سنکر جلد بھاگ نکلے اور ان کے ہاتھ نہ آ سکے لیکن سعد بن عبادہ ان کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور ان کو مکہ میں لا کر خوب زدوکوب کیا کیونکہ ان ظالم اور شقی انسانوں کو صرف یہی علاج آتا تھا بیچارے سعد بری طرح پیٹے گئے اور کسی کو ان پر ترس نہ آیا مگر ایک شخص آپ کے قریب آیا اور کہا کہ کیا تیری یہاں کسی سے بھی شناسائی نہیں آپنے جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ سے اپنی شناسائی ظاہر کی تو اس شخص نے کہا کہ ان دونوں کا نام لیکر کیوں نہیں پکارتے تاکہ اس گرفتاری سے چھٹکارا پاؤ آپ فرماتے ہیں کہ وہ شخص مجھے یہ تدبیر بتا کر خود ہی ان دونوں کے پاس گیا اور کہا کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ ایک شخص قبیلہ خزرج کا پٹ رہا ہے تمہارا نام لے لیکر پکار رہا ہے اور تم اس کی مدد کو نہیں پہنچتے انھوں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے کہا گیا سعد بن عبادہ وہ بولے کہ بیشک اس کا ہم پر بڑا احسان ہے اور وہ یہ کہ جب ہم تجارت کرنے مدینہ میں جایا کرتے تھے تو اسی کی حفاظت میں اس کے یہاں قیام کیا کرتے تھے اور ہم ضرور اسے نجات دلائیں گے چنانچہ ان دونوں نے آکر حضرت سعد کو ان ظالموں سے چھڑایا اور یہ سیدھے مدینہ کو روانہ ہو گئے۔

قریش کے مظالم کا بے پناہ سیلاب اور ہجرت کا اذن عام

عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد قریش کو اور بھی غصہ آیا اور انھوں نے مکہ میں مسلمانوں کی زندگی کو دوبھر بنا دیا۔ جب قریش کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے اور مسلمانوں کی رہائش ناممکن ہو گئی تو آنحضرت صلعم نے حالات و واقعات کا بغور مطالعہ فرما کر اسلام کے پروانوں کو ہجرت کا اذن عام دیدیا اور حکم دیا کہ اپنی جان بچانے کے لئے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جاؤ یہ حکم پاتے ہی مسلمانوں نے اپنے خویش و اقارب جائداد و املاک اور گھربار چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی مگر اس شان ایثار اور بے غرض فداکاری کے ساتھ جس کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی اور نہ آئندہ دیکھے گی۔ یہ ایثار و فدویت انھیں فدا کاران اسلام کے نام ازل سے مقدر تھی چند عبرت انگیز اور دردناک واقعات پیش کئے جاتے ہیں جس سے صحابہ کی قوت ایمانی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس کے بل بوتے پر مٹھی بھر مسلمانوں نے دنیا جہان کی طاغوتی طاقتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔

حضرت ام سلمہ کی عظیم الشان قربانی

حضرت ام سلمہ اپنی ہجرت کی دردناک کہانی اس طرح بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر ابوسلمہ نے مجھے اونٹ پر سوار کر دیا اور میں نے اپنے چھوٹے بچے سلمہ کو بھی گود میں لے لیا جب میں روانہ ہوئی تو میرے قبیلہ کے لوگوں نے میرے شوہر کو آکر گھیر لیا اور کہا کہ تم جا سکتے ہو مگر ہماری لڑکی کو نہیں لیجا سکتے ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوسلمہ کے قبیلہ کے لوگ بھی آ گئے انھوں نے ابوسلمہ کو کہا کہ تم جا سکتے ہو مگر بچہ ہمارا ہے اسلئے اس کو نہیں لیجا سکتے چنانچہ بنو عبدالاسد بچہ کو اور بنو مغیرہ ام سلمہ کو لے گئے اور فلک ستم شعار نے ابوسلمہ کی محبت و رفاقت سے بیوی اور نور نظر کو چھین کر تنہا چھوڑ دیا مگر کیا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے عزم و استقلال میں اس عظیم الشان آزمائش و ابتلا قربانی و ایثار اور حادثہ جانگسل سے کوئی فرق آیا؟ نہیں ایک ذرہ برابر نہیں بلکہ آپ بیوی اور بیٹے کو چھوڑ کر تنہا مدینہ کو چلے گئے اور اس طرح مہاجرین کی لسٹ میں اپنا نام درج کرا لیا۔

صہیب رومی جب مکہ سے مدینہ جانے لگے تو کفار نے ان کا تمام مال اسباب اور مال و زر چھین لیا مگر آپ کے عزم آہنی میں کوئی فرق نہ آیا اور آپ بانیائی مال و زر کھو کر اخروی دولت سے مالامال مدینہ جا پہنچے حضرت عیاش ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو پیچھے سے ابوجہل بھی پہنچا اور ان کو کسی طرح دھوکہ دیکر واپس مکہ میں لے آیا اور یہاں لا کر قید کر دیا اسی طرح حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے یہ ارادہ معلوم کر کے آپ کو قید کر دیا اور ہر قسم کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں

مگر اس قسم کی رکاوٹوں، قربانیوں اور تکلیفوں کے باوجود تمام موانعات و

مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک ایک دو دو کر کے مکہ سے مدینہ جا پہنچے اور مکہ میں صرف آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی اور آپ کے اہل و عیال باقی رہ گئے تھے۔

جو لوگ اسلام کے لئے اپنے خویش و اقارب سے منہ موڑ کر اور مال و متاع کو ٹھکرا کر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں پہنچے تھے یہ مہاجرین اور جنہوں نے ان خدا کے عاشق میزبانوں کی خدمت اور امداد کی تھی یعنی مدینہ والے یہ انصار کے نام سے مشہور ہوئے اور آئندہ ہم مکہ والوں اور مدینہ والوں کو اسی نام سے تعبیر کرینگے۔

سرورِ کائنات صلعم نے ابھی تک ہجرت کا ارادہ نہیں کیا تھا کیونکہ آپ حکم خداوندی کے منتظر تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی آپ کے حکم اور اجازت سے رکے ہوئے تھے اول الذکر کو آپ نے سفر کی رفاقت اور ثانی الذکر کو ایثار و قربانی کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

قبائل قریش کا آخری جلسہ مشاورت

جب اسلام کے شیدائی ایک ایک کر کے سب مکہ سے نکل گئے وہاں مسلمانوں کی ایک معقول تعداد فراہم ہو گئی اور قریش نے یہ دیکھا کہ مدینہ میں اسلام کے نشو و ارتقا اور مسلمانوں کی زندگی کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں تو ان کے سینے پر سانپ لوٹ گیا انھوں نے نمایاں طور پر محسوس کیا کہ مسلمانوں کی اس نئی طاقت کا مقابلہ آئندہ ناممکن ہوگا ہمیں اپنے مستقبل کی فکر لازمی ہے اور ہماری عزت اور حیات اسی بات پر منحصر ہے کہ اسلام کا عملی طور پر استیصال کر دیا جائے تاکہ ہم آئندہ خطرہ سے مطمئن ہو جائیں۔

اسلام کے استیصال میں ان کو یہ آسانی نظر آئی کہ محمد (صلعم) کے ساتھی چونکہ سب جا چکے ہیں صرف آپ اور آپ کے دو ساتھی باقی رہ گئے ہیں اس لئے اس نئے دین کے بانی کا خاتمہ کر دینا اب آسان اور نہایت ضروری ہے اور اس کام میں غفلت کرنا خطرہ سے خالی نہیں اگر آپ مکہ سے نکل کر مدینہ میں پہنچ گئے اور اپنی جماعت سے جا ملے تو پھر اس خطرہ کا مقابلہ دشوار ہوگا ان خونی خیالات اور جیوانی جذبات نے ہر شخص کی زبان اور دماغ کا احاطہ کر لیا بالآخر ماہ صفر کی آخری تاریخوں میں نبوت کے چودھویں سال سوائے بنو ہاشم کے تمام قبائل قریش کے سربرآوردہ سردار اس مسئلہ پر غور و خوض کرنے کے لئے دارالندوہ میں جمع ہوئے قابل تذکرہ سردار یہ تھے۔

قبیلہ بنو مخزوم سے۔ ابو جہل بن ہشام۔ بنو جمح سے۔ امیہ بن خلف۔ قبیلہ بنو سہم سے۔ نبیہ و منبہ پسران حجاج۔ قبیلہ بنو عبدالدار سے نضر بن حارث۔ قبیلہ بنو نوفل سے۔ طعیمہ بن عدی جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر۔ قبیلہ بنو الاسد سے ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام۔ قبیلہ بنو امیہ سے عتبہ، شیبہ پسران ربیعہ اور ابو سفیان بن حرب ان کے علاوہ اور بھی بہت سے سردار اس مجلس میں شریک تھے شیخ نجدی اس اجلاس کا پریسیڈنٹ تھا تمام حاضرین اس امر میں متحد اور ہمخیال تھے کہ آنحضرت کی ذات مبارک تمام فتنوں اور خطرات کا منبع و مرکز ہے بحث اور غور طلب مسئلہ یہ تھا کہ آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے تاکہ ان خطرات کا سد باب ہو جائے یہ بھانت بھانت کے جانور اپنی اپنی بولیاں بولتے رہے اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق زنجیروں میں جکڑ کر کسی کوٹھری میں بند کر دینے جلا وطن کر دینے اور قتل کر دینے کی رائے دی مگر شیخ نجدی ان تمام آرا کو بدلائل رد کرتا رہا بالآخر ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک بہادر شخص لیا جائے یہ لوگ بیک وقت محمد صلعم کو مکان میں گھیر کر ایک ساتھ وار کر کے قتل کر دیں اس طرح محمد صلعم کا خون تمام قبائل کے ذمہ عائد ہوگا اور بنو ہاشم عرب کے تمام قبائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا وہ بجائے قصاص کے دیت قبول کر لیں گے جو سب مل کر آسانی سے ادا کر دیں گے ابو جہل کی اس رائے کو شیخ نجدی نے بہت پسند کیا اور تمام جلسہ نے اتفاق رائے سے اس رزولیوشن کو پاس کر دیا۔

ادھر تو دارالندوہ میں صداقت و حق کا گلا گھونٹ دینے اور آنحضرت صلعم کو قتل کر دینے کے یہ صلاح و مشورے ہو رہے تھے ادھر عالم الغیب والشہادہ نے بذریعہ وحی کفار کے تمام مشوروں سے اپنے پیارے حبیب محمد الرسول اللہ صلعم کو اطلاع دیدی اور ہجرت کا حکم نازل فرمایا۔

سفر کا تہیہ

جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے حضور کو مدینہ کی اجازت مل گئی تو آپ ٹھیک دوپہر کے وقت حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر پہنچے اور دریافت فرمایا کہ گھر میں کوئی غیر آدمی تو نہیں ہے؟ جواب ملا کوئی نہیں۔ جب آپ کو اطمینان ہو گیا تو فرمایا اے ابوبکر مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے حضرت ابوبکر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کا رفیق سفر کون ہوگا؟ فرمایا کہ تم بس اب کیا تھا پھولے نہ سمائے مسرت و شادمانی سے جھومنے لگے اور آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے فرمانے لگے یا رسول اللہ میں نے دو اونٹنیاں پہلے ہی سے اس کام کے لئے کھلا پلا کر موٹی تازی کی ہوئی ہیں ان میں سے ایک آپ کی نذر کرتا ہوں قبول کیجئے حضور نے فرمایا مجھے قبول کرنے میں تو کوئی عذر نہیں لیکن قیمتاً لوں گا چنانچہ اسی پر عمل فرمایا حضرت ابوبکر کو مجبوراً قیمت لینی پڑی۔

اللہ اللہ کیسی امانت و دیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے اور کیسی خوشنما اور بے لاگ تسخیر قلوب ہے وہ سیوخ تدبیر جنکی گندا دقات اندر دنیا زیر ہے ان کو اس واقعہ کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنی شان تقدس کا جائزہ لینا چاہیے کاش ایسے ہی بے لاگ اور مخلص رہنما مسلمانوں کو میسر آئیں تاکہ ان کی کایا پلٹ ہو اور وہ دین و دنیا میں فائز المرام و شاد کام ہوں۔

اس کے بعد حضور نے سامان سفر کی تیاری شروع کر دی چنانچہ حضرت اسماء بنت ابوبکر نے ستو کے تھیلے اور کھانے وغیرہ کا سامان درست کیا اب جو آنے والی رات تھی اسی رات میں کفار کا ارادہ تھا کہ آپ کو گزشتہ رات کی قرارداد کے موافق قتل کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے شام ہی سے آ کر آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور اس انتظار میں بیٹھ رہے کہ جب آپ رات کے وقت نماز پڑھنے کے لئے نکلیں گے تو یکلخت حملہ کر کے قتل کر دینگے۔

حیات سلطان صلاح الدین اعظم

جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم کر لیا تھا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ ان دشمنان اسلام کو نیست و نابود کیا کتاب کو پڑھنے سے مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کے ظلم و جبر کی وہ داستانیں اور سین نظر آئینگے جن سے آپکا مجاہدانہ خون جو مدتوں سے سرد ہو چکا ہے فی الفور گرم ہو جائیگا شروع میں مسلمانوں کا فوٹو بھی دیا گیا ہے قیمت دو روپے محصول ۷ کل ۲/۷
پتہ حمیدیہ پریس دہلی

نماز

(از جناب مولانا افضل شاہ صاحب عامل)

نماز ایک عجیب چیز ہے جس نے تمام عمر میں ایک بار بھی پڑھ لی اسے اسلام کا مزا آگیا بے سوچے ٹکریں لگانا اور محض بولے بے سمجھے کے اٹھا بیٹھا لوگوں کے دکھانے کے لئے سجدے کرنا یہ نماز نہیں ہے بلکہ خدا کے ساتھ استہزا کرنا ہے. نماز ایک روحانی معراج ہے جو ہر وقت خدا تعالےٰ کے پاس پہنچاتی ہے خیال ہو سکتا ہے کہ جب دل کے ساتھ تمام اعضا کام کرتے ہیں اور سب رحجان اپنے معبود حقیقی کی طرف ہوتا ہے اس وقت انسان کی کیا کیفیت ہو سکتی ہے. پیر ہیں وہ حرکت نہیں کر سکتے ہاتھ ہیں وہ بندھے ہوئے ہیں گردن ہے وہ نیچی ہے اور آنکھیں ہیں وہ خاموشی سے جائے سجدہ کو دیکھ رہی ہیں خیالات ہیں وہ سب ایک جگہ جمع ہیں جس وقت یہ حالت ہو جاتی ہے کہ عضو عضو اپنے معبود برحق کے آگے سربسجود ہو وہ وقت فی الحقیقت ہر مومن کی روحانی معراج کا ہے خداوند تعالےٰ سے مخاطب ہو کر اس کے حضور میں کھڑا ہوا بصد خضوع وخشوع یہ التجا کرتا ہوا کہ تو ہی معبود ہے تو ہی رب ہے تو مجھے سیدھے راستہ پر چلا تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور تیری ہی عبادت کرتا ہوں کتنا پرعظمت وجلال وہ وقت ہوگا اس کی بزرگی کسی مومن کے قلب سے پوچھی جائے بارگاہ خداوندی سے اس شخص کو کمال اتصال ہو جاتا ہے پھر وہاں سے مقدس تجلیات کا نزول ہوتا ہے وہ ایسی حالت مشاہدہ کرتا ہے جسے زبان سے نہیں کہہ سکتا اسی حالت کی طرف خواجہ شیرازی نے بھی اشارہ کیا ہے ؎

سر خدا کہ عارف کامل بکس نہ گفت … در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

پاک دل مسلمان نماز پڑھتے وقت اپنے پروردگار کی معرفت میں مستغرق ہو جاتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو حالت فوت ہوئی ہے وہ پھر آجائے یہ حالت خدا کی عظمت اور اپنی خاکساری کے اظہار سے ان افعال اور اقوال کے ذریعہ سے جو خدا کی بارگاہ میں مناجات کرنے کے لئے مقرر ہیں ہو جاتی ہے نماز میں اصلی امور تین ہیں۔ (۱) خدا کی بزرگی اور جلال دیکھ کے دلی عاجزی (۲) خدا کی بندگی اور اپنی خاکساری کو سچے دل سے ظاہر کرنا (۳) اس خاکساری کی حالت کے مطابق اعضا میں آداب مثلاً ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

افادتکم النعماء منی ثلاثۃ … یدی ولسانی والضمیر المحجبا

یعنی تمہاری نعمتوں کا نام تین چیزوں کو پہنچا میرے ہاتھ اور زبان اور پوشیدہ دل کو نماز کی تاکید قرآن مجید میں ہر ہر مقام پر آئی ہے اور نماز ایک ایسی چیز ہے جس نے ایک لمحہ بھی دل لگا کے پڑھی ہے اسی کا دل خوب جانتا ہے اس میں شک نہیں کہ مومن اور غیر مومن کی شناخت صرف نماز ہی ہے اور یہی رسول کریم نے ارشاد کیا ہے مگر نماز ایسی نماز ہونی چاہیئے جو بیکار نہ معلوم ہو اور زبردستی کی ٹکریں نہ ماری جائیں نمازی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا کوئی برائی کسی سے نہیں کر سکتا فریب نہیں دے سکتا اور نہ یتیم کا مال غصب کر سکتا ہے جسے پانچ وقت خدا کے آگے حاضر ہونا پڑے اور اس کی مناجات کرنی پڑے وہ کس طرح کوئی گناہ کی بات کر سکتا ہے مگر جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور دنیا کے [illegible] کرتے ہیں اور عادتاً پانچ وقت کھڑے ہو جاتے ہیں ان کی ناقص نماز

[illegible]

نہیں ہوتی ان کا پڑھنا اور نہ پڑھنا یکساں ہے رسول کریم نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ایک زمانہ وہ آئیگا کہ نمازیوں سے مسجدیں بھر جائینگی لیکن نمازی کوئی نظر نہ آئیگا فی الحقیقت یہ بھی پیشنگوئی تھی جو اس زمانہ میں پوری ہوئی اور ہم اپنی آنکھوں سے اس پیشنگوئی کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور بہت پرستی کرتے ہیں اور زناکاری کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور چوری کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور جھوٹی گواہی دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور بے گناہوں کو قتل کرتے ہیں غرض اس وقت تو نماز کو ایک ٹٹی بنا رکھا ہے اور اسی کی آڑ میں بہت آزادی کے ساتھ جی بھر کے شکار کھیلا جاتا ہے ایسی نماز کو کبھی نماز نہیں کہتے بلکہ ایک قسم کا جرم عظیم ہے اور بہت بڑی توہین ہے جو اسلام کے سب سے بڑے رکن کی کی جاتی ہے ہاتھ میں بالشت بالشت بھر کے دانوں کی تسبیح ماتھے پر گٹا پڑا ہوا لمبی داڑھی بنا کر ٹخنوں سے اونچا پاجامہ یہ خاص صورت ہے اس شخص کی جس نے دنیا طلبی کی دھن میں خدا کی طرف سے پیٹھ پھیر رکھی ہو اور اپنی بزرگی اور تقدس کی شہادت دے کے اپنے کو بزرگ اسلام تسلیم کراتا ہو اگرچہ اس قسم کی وضع کسی زمانہ میں بزرگان دین اور اولیائے کرام کی ہوتی ہوگی مگر اب تو ایسے شخص کی نسبت کبھی بھی بزرگی کا خیال نہیں ہو سکتا الا ماشاء اللہ ایک خونی ڈاکو کا سچا واقعہ یاد آیا کہ اس نے ہاتھ سے صدہا بیگناہ مسافروں کو قتل کر ڈالا تھا اس کی تلوار نہ کبھی رانڈ عورت کے گلے پر چلنے سے رکی اور نہ یتیم اور معصوم بچے کی گردن پر مگر یہ شخص نماز کا اس قدر پابند تھا کہ ایک وقت کی بھی قضا نہ ہوتی تھی ایک دفعہ اس نے بہت بڑی برات لوٹی اور اس نے چند عورتوں اور کچھ معصوم بچوں کو گرفتار کیا چونکہ اس کا بیٹا کسی قدر کم عمر تھا اس لئے چھوٹے چھوٹے بچوں اور بڑھیا عورتوں کو اس سے قتل کراتا تھا جب اس نے ایک نو سالہ بچے کی طرف اپنے بیٹے کو جانے کے لئے کہا تو اس کی روح کانپ گئی کیونکہ وہ بچہ خوف کھا کے اپنی ماں سے لپٹ گیا اس کے چمٹنے سے اس بیرحم ڈاکو نے اپنے لڑکے کو نامرد کہہ کے تھپڑ مارا اور اس معصوم بچہ کو اس کی ماں سے زبردستی چھڑا کے وہیں زمین پر لٹایا اور گلے پر گھر گھر چھری پھیر دی اور کہا دیکھا اس طرح ذبح کیا کرتے ہیں غرض اس نے سب کو قتل کر کے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا کیا ایسے شخص کی نماز واقعی کوئی وزن رکھتی ہے اور کیا ایسا شخص فی الواقع خدا سے استہزا نہیں کرتا۔

خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف فرمایا ہے کہ نماز برائیوں سے باز رکھتی ہے مگر جن نمازیوں نے برائیوں سے باز ہی نہیں کیا وہ نماز ہی کیا ہوئی نماز میں بہت بڑے بڑے اسرار الٰہی ہیں اور انھیں ایک عارف کی آنکھ اچھی طرح دیکھ سکتی ہے نماز بجوں کا کھیل نہیں ہے جتنا پاک اور صاف دل سے غور کروگے نماز میں وہ وہ دقائق اور شریعت کے دقیق مسائل حل ہوتے چلے جائینگے کہ معمولی طور پر ان کا خیال بھی کرنا محال معلوم ہوتا ہے مسلمانو! ایک بے مثل نعمت ہے خداوند تعالیٰ نے تمہیں دی ہے اس کو لو اور اپنے معبود حقیقی کا شکریہ ادا کرو اور سمجھو کہ تقرب باری تعالیٰ کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے سچی نماز سے نہ دل کا آئینہ کا صیقل اور روحانی ترقی ہوتی ہے بلکہ دنیاوی بہبودی عزت وثروت اور کامیابی بھی اسی پر موقوف ہے ایک سچا نمازی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ پانچ وقت رب الافواج کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے جو تمام عالموں کا حاکم ہے اور جس سے کائنات کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں وہ دلوں کا حال بھی بخوبی جانتا ہے اس خیال کے آنے کے بعد ممکن ہے کہ نہ جھوٹ بولے یا کسی کا حق غصب کرے

… نہ کہا ہے اور کوئی بات بھی خلاف مرضی خدا تعالےٰ کے کرے خیال ہو سکتا ہے کہ ایسا راستباز اور رحم دل شخص دنیا میں کتنا عزیز ہوگا اور اسے ایک حاکم کس قدر کامیابی ہوگی م

عمل بغیر ایمان کے بیکار ہے

(از جناب مولوی کاظم علی صاحب سابق معتمد تعمیرات حیدرآباد دکن)

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝

(ترجمہ) کہدو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں تم کو خبر دوں ان لوگوں کی جو باعتبار عمل بہت گھاٹے میں پڑ گئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں بیکار ہوگئی اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا پس ان کے اعمال سب اکارت گئے قیامت کے دن ان کا کوئی وزن ہم قائم نہیں کرینگے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ باعتبار اعمال سب سے بدتر اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے قیاسی نیکی کے کاموں میں بہت سعی اور مبالغہ کرتے ہیں جیسے داد و دہش انسانوں کو آرام پہنچانا اور حیوانات کو اذیت سے بچانا وغیرہ حالانکہ وہ باوجود نشانیوں کے دیکھنے کے ذات باری اور قیامت کے منکر ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں اس کا صلہ ہم کو ہمیشہ اچھا ہی ملیگا اور اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی اگر ہے ہی تو ہم وہاں بہت آسودہ اور آرام میں رہیں گے دنیا میں جس قدر سعی اور کوشش ان لوگوں نے کار ہائے خیر میں کی ہے وہ سب بیکار ہو جائیگی اور قیامت میں جب سب کے اعمال تولے جائینگے وہاں ان کے عمل کو کچھ بھی وزن نہ ہوگا صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں مانا اور قیامت کے قائل نہیں ہوئے۔

اس بحث کی ضرورت زیادہ تر اس وجہ سے ہوئی کہ زمانہ ہذا میں بعض مسلمان کفار اور دہریوں کے عقیدہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ جس نے ان کو اور تمام عالم کو پیدا کیا آنکھ ناک اور کان اور زبان تمام ضروری حواس ان کو دیئے اور ان کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے میوے اور دیگر نباتات اگائے اور ان کے لئے حیوانات کو مسخر فرمایا اسی طرح بیشمار احسان ان پر فرمائے اس پر ایمان لانا اور اس کی عبادت اور اطاعت بجا لانا کوئی ضروری امر نہیں ہے سب سے پہلے ان کو اس کے وجود ہی میں شک ہے عبادت اور اطاعت کی نوبت کہاں، باوجود اس کے کہ ایسے لوگ خالق کے حق کو نہیں مانتے اور اس سے اس درجہ غافل ہیں کہ گویا وہ موجود ہی نہیں خلق اللہ کے ساتھ نیکی کے کام کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عمل نیک کیا اور ہم کو آئندہ کی کوئی فکر نہیں یہ عقیدہ اصول اسلام کے منافی ہے اسلام میں پہلے ایمان کی ضرورت ہے اور اس کے بعد عمل کی بغیر ایمان کے عمل کچھ بھی کام نہیں آئیگا اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بنی نوع انسان کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور جانوروں پر رحم کرنا کار خیر نہیں ہے استغفر اللہ مثلاً مسافر خانوں اور مہمان سراؤں کی تعمیر اور عوام کے لئے باولیوں کی کھدائی مدارس کی امداد بیوہ خانوں کی اعانت یتیموں اور بوڑھوں کی پرورش انسداد بیرحمی جانوران کی مجالس کا قیام وغیرہ ایسے جملہ کام بلاشک و شبہ داخل خیرات ہیں اور ان پر بہار ثواب مرتب ہوتا ہے لیکن اس کے لئے ایمان شرط ہے بغیر ایمان کے ایسے تمام کام از روئے احادیث اور نص قرآنی بے سود محض ہیں پڑھو اس آیت کو مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۝

(ترجمہ) جن لوگوں نے اپنے رب کو نہ مانا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ سی ہے جس پر آندھی کے دن زور کی ہوا چلی جو انہوں نے کمایا اس میں سے کچھ بھی نہیں پائیں گے اور یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔

یعنی جو لوگ ذات باری کے وجود کے قائل نہیں ہوئے اور اس کی اطاعت نہیں کی اگر اس کی خلق کے ساتھ وہ اچھا سلوک کریں اور مطمئن رہیں کہ ہم نے بہت اچھا عمل کیا ہے اور ہم کو کوئی خوف نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں ان کا عمل کچھ کام نہیں آئے گا جیسے زور کی ہوا چلتی ہے اور راکھ کو اڑا دیتی ہے اسی طرح ان کا عمل اڑ جائیگا اور وہ کف افسوس ملتے رہیں گے ہونا ایسا ہی چاہیئے فرض کرو کہ ہمارا کوئی غلام یا نوکر ہے وہ ہم کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتا اور ہماری نافرمانی کرتا ہے اور ہماری خدمت سے ناکارہ ہے اگر وہ بطور خود بغیر ہمارے ایما دوسرے غلاموں اور نوکروں اور مویشی کی خدمت کیا کرے کیا ہمارے دل میں اس کی کوئی جگہ پیدا ہوسکتی ہے اور کیا اس کو ایسے عمل سے کوئی نفع حاصل ہوسکتا ہے جبکہ اس کے نفع و ضرر کا پورا اختیار ہم ہی کو حاصل ہے اور ہمارے ملازمین اور مویشی کوئی قدرت اور اختیار نہیں رکھتے ہیں اسلام کے اصول تو یہ ہیں کہ جو کچھ ہم کریں خدا ہی کے لئے کریں تب ہی اس پر کوئی نتیجہ مرتب ہوسکتا ہے ہمارا جینا اور ہمارا مرنا اور ہماری نقل و حرکت اور ہماری داد و دہش اور جملہ کام اسی کے لئے ہونا چاہئیں جیسا کہ ارشاد ہوا ہے قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(ترجمہ) کہدو اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس کو اپنا نصب العین بنائے پس جو کوئی نیک کام ہم کریں اسی کی خوشنودی کے لئے کرنا چاہیئے ہم کسی شخص کی مدد کسی قسم کی بھی کریں یہ سمجھ کر کرنا چاہیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا بندہ ہے اس وجہ سے ہمارا بھائی ہے اور اس کی تائید کرنے سے خدائے تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے خلق اللہ کے ساتھ ہمدردی کرنے اور رحمدلی سے پیش آنے کا حکم فرمایا ہے إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ہر ایک عمل کا نتیجہ نیت پر موقوف ہے اتباع حکم خدا و رسول کی نیت سے اگر ہم کوئی خیرات کریں یا کسی بیمار کی عیادت کریں تو ہمارا وہ عمل ہمارے حق میں کیمیا کا حکم رکھتا ہے لیکن اگر ہم خدا کو نہ سمجھیں کبھی اس کو یاد نہ کریں اس سے نہ ڈریں اور اس کی کوئی پرواہ نہ کریں بلکہ اس کے وجود ہی پر یقین نہ رکھیں اور صرف اس خیال سے کہ کوئی شخص ہمارا ہمسایہ ہے یا ہماری قوم سے ہے اس کی رفع حاجت کرنے سے ہماری حاجتیں رفع ہو جائینگی یا کوئی دنیائی نفع حاصل ہوگا یا ہماری ناموری

ہوگی اس کی ہمدردی کریں اور اس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کریں تو ایسا عمل آخرت میں کچھ کارآمد نہیں ہوگا آخر ہم کو مایوس ہونا پڑے گا اور کفِ افسوس ملنا پڑے گا پڑھو یہ آیت والذین کذبوا بایٰتنا ولقاء الاخرۃ حبطت اعمالھم ھل یجزون الا ما کانوا یعملون ۝

(ترجمہ) جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا اور قیامت میں اٹھنے کو جھٹلایا ان کے (نیک) اعمال مٹا دیئے جاتے ہیں جیسا وہ کرتے ہیں اسی کا بدلہ پائیں گے"

آخرت کے دن پر یقین لانا ایمان کا جزو اعظم ہے بغیر اس کے ایمان مکمل نہیں ہوتا یعنی اس پر یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم مرنے کے بعد پھر اٹھیں گے اگر اس میں ذرہ بھی شبہ ہو تو ہمارا ایمان کامل نہیں ہوگا ہمارے تمام اعمال اکارت جائینگے آجکل بعض لوگ بڑی بڑی دولتیں مرنے کے وقت لکھا رہا ہے خیر میں صرف کرنے کے لئے وقف کر دیتے ہیں کوئی شخص کئی لاکھ روپے تعلیم کے کسی شعبہ میں صرف کرنے کے لئے دیدیتا ہے اور کوئی شخص کئی کروڑ روپے کسی لا علاج مرض کے سبب پتہ لگانے میں وقف کر دیتا ہے یہ سب کام اچھے ہیں کون اس سے انکار کر سکتا ہے بنی نوع انسان کو ایسے عطیوں سے ضرور فائدہ حاصل ہوگا لیکن معطی خواہ وہ کسی مذہب کا ہو اگر وہ خدا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کے اس گراں بہا عطیہ سے اس کی ذات کو کوئی نفع حاصل نہیں ہوگا خالق کے نافرمانبردار رہکر اور اس کو ناخوش رکھکر ہم اگر مخلوق کو خوش رکھنے میں کوشش کریں تو ہماری مثال اس غلام کی ہوگی جو اپنے آقا سے بغاوت کرتا ہے اور اس کے ملازمین کو خوش رکھنا چاہتا ہے مغربی اقوام کی اتباع کا مرض اس قدر عالمگیر ہو گیا ہے کہ لوگ بغیر سوچے اور سمجھے ہر ایک کام میں ان کی تقلید کرنے لگے ہیں یہ غلطی ہی اسی قسم سے ہے اور مذہب حقہ کے اصول کے خلاف ہے ہماری پیدائش کا اصل مقصد اس آیت میں بیان ہو چکا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون جس کے معنے یہ ہیں کہ نہیں پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں پس ہماری پیدائش کی اصلی غرض ہمارے خالق نے صاف ہم پر ظاہر فرما دی ہے اس کے خلاف گمراہ فرقوں کے خیالات اور عمل سے متاثر ہو کر ان کی اتباع کرنا سخت غلطی ہے خلق اللہ کی خدمت بلاشبہ افضل عبادت ہے بزرگوں نے اس کے ذریعہ بڑے بڑے مدارج حاصل کرائے ہیں مشائخ طریقت نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کو سلوک کے طے کرانے میں اس ریاضت یعنی خدمت خلق کو بہت بڑی اہمیت دی ہے کیونکہ وہ درحقیقت افضل عبادت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ باتباع حکم خدا و رسول ہو نہ بغرض شہرت اور نفع ذاتی اسلام کے اصول یہ ہیں کہ جو کچھ خدا اور رسول کا حکم ہو خلوص کے ساتھ اس پر عمل کریں بغیر اس کے اپنے جذبات اور خیالات کو دخل دیں اگرچہ ایسا کرنا ہم کو ناگوار اور دشوار معلوم ہو لیکن ہمارے ہادی نے جس کام کو نیک بتلایا ہم کو چاہیئے کہ اسی کو نیک مانیں اور جس کو انہوں نے بد بتلایا بد جانیں اگر ہماری ذہنیت اس کے خلاف ہے تو اس کو بدل دینا چاہیئے

ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے کہ وہ حلال جانوروں کو ذبح کر کے کھانا بیرحمی خیال کرتا ہے بظاہر ہر رحم دل انسان کا قیاس ان کی ذہنیت کی طرف مائل ہوگا لیکن اللہ تعالے بہتر جاننے والا ہے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تمام کتب سماوی نے اس کی اجازت دی ہے باوجود اس کے یہ خیال کرنا کہ ہم جانوروں کے ساتھ بیرحمی کرتے ہیں درست نہیں اگر ایسا ہوتا تو قربانی کا حکم نہیں آتا خدا تعالے کے حکم کے مقابلہ میں ہمارے جذبات کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ رب العالمین ارحم الراحمین ہے ہم کون اور ہماری کیا حقیقت اور ہمارا علم کیا چیز ہے جو اس کے حکم کے خلاف کوئی فیصلہ کر سکیں۔

اس زمانہ میں غیر مسلم اقوام مذہب پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں ان کے نزدیک قدرت اور خدا کا درجہ دنیا کے اور ملک کے بعد ہے یہی ان کا پکا عقیدہ ہے استغفر اللہ افسوس ہے کہ بعض مسلمان ان کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ جو کام وہ کرتے ہیں اسکو احسن خیال کرتے ہیں اور آنکھ بند کر کے خود بھی اس کو اختیار کرتے ہیں بت پرست اقوام تو پہلے سے اس غلطی میں مبتلا تھے کہ باوجود توحید کے قائل نہ ہونے کے یہ سمجھتے تھے کہ جو کار ہائے خیر ان سے صادر ہوتے ہیں اور جن میں لاکھوں روپیہ وہ صرف کر دیتے ہیں سب ان کے لئے موجب ثواب ہوں گے فی زماننا مغربی اقوام کے اعتقادات اور خیالات جو کہ اقصائے عالم میں شایع ہوتے جارہے ہیں بہت سے کم فہم اور ناقص الاعتقاد مسلمان ان سے متاثر ہونے لگے خصوصاً وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کی طرف توجہ نہیں کی لیکن مغربی علوم اور سائنس کی تحصیل کر کے بی اے اور ایم اے اور پی ایچ ڈی اور ڈی ایس سی بن گئے ایسے ہی لوگ بہت جلد اس مسئلہ کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ انسان کا عقیدہ کچھ ہی ہو خیر اور برات کے کام اس کے لئے مفید ہوں گے ان کو چاہیئے کہ اس آیت قرآنی کو پڑھیں والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ فوفّٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب (ترجمہ) وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال سراب کی سی ہے جس کو دیکھکر پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب پہنچا اس کے نزدیک نہیں پائی کوئی چیز اور پایا اللہ تعالے کو وہاں پس خدا تعالے نے اس کے حساب کو پورا دیدیا اور اللہ تعالے جلد حساب کرنے والا ہے"

ریگستان میں یا چٹیل میدانوں میں دھوپ کے وقت پر دور فاصلہ پر چمکتا اور لہراتا ہوا پانی نظر آتا ہے جب اس کے نزدیک پہنچو تو وہاں کچھ نہیں ہوتا وہ نمائشی پانی اور دور ہٹ جاتا ہے چنانچہ یہ مشہور ہے کہ دھوپوں میں ہرن اس کو دیکھکر دھوکہ کھاتے ہیں اپنی پیاس بجھانے کے لئے اس کی طرف دوڑتے ہیں اور جیسا جیسا اس کے قریب پہنچتے ہیں وہ فیاسی پانی پیچھے ہٹتا جاتا ہے اسی کو سراب کہتے ہیں پس اللہ تعالے نے ان لوگوں کے اعمال کی نسبت سراب کی نظیر دیتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ جیسے پیاسا اس کو دیکھکر خوش ہوتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ پانی ہے میں وہاں پہنچکر سیراب ہو کر ہوں گا لیکن جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ پانی وانی کچھ نہیں ہے اسی طرح جو لوگ خدا تعالی کی وحدانیت اور اس کی قدرت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جو نیک کام ہم نے کئے اس کا نتیجہ ان کو بہت اچھا ملنے والا ہے جب وہ مرجائینگے اور دفعتاً قیامت میں اٹھیں گے (جس اٹھنے پر ان کو یقین نہیں تھا) بہت حسرت اور ندامت کے ساتھ یہ دیکھیں گے کہ ان کے اعمال کا ثمر کچھ بھی موجود نہیں ہے ان کا خیال سراسر غلط تھا ان کی امید خاک میں مل گئی اس کے عیوض وہاں خدائے قہار موجود ہے اور وہ ان کے کفر اور بدعقیدگی کی پوری سزا اور عذاب میں ان کو جکڑ رہا ہے۔

بہتیرے لوگ صرف نام اور نمائش کے لئے داد و دہش کے کام کرتے ہیں ما شـ

وہ لوگ بہ نیت خالص اللہ کے واسطے کام کرتے تو ان کو ثواب اخروی حاصل ہوتا اور ضمناً دنیا میں بھی خود بخود ناموری حاصل ہو جاتی ہے۔

خوب یاد رکھو صحیح عقیدہ یہی ہے کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کے لئے ہم پیدا ہوئے جو کچھ ہم کو کرنا ہے اسی کے لئے کرنا چاہیئے یہاں تک کہ ہمارا کھانا اور پینا اور ہماری نقل و حرکت اور داد و دہش سب خدا ہی کے لئے ہے اور ہونا چاہیئے اگر نکاح کریں تو اس نیت سے کریں کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کی وجہ سے ہم گناہ سے بچیں گے اور اس کے ذریعہ سے مسلم اولاد پیدا ہوگی اور اہل و عیال کی پرورش کے لئے کسب کریں تو یہ سمجھکر کریں کہ ان کا نان و نفقہ از روئے شرع شریف ہم پر واجب ہے اسی طرح ہمارے جملہ کام کی نیت للہ ہونے سے وہ سب کام داخل عبادت ہو جاویں گے اسی سے توحید کی تکمیل ہوگی۔ زمانہ سابق میں بعض عیسائی جو دیندار تھے (اس زمانہ کے عیسائی تو سب دہریے ہیں)، یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ دنیا میں ہمارے مقصود صرف دو ہونے چاہیئے پہلا مقصود خدا تعالے کی پرستش اور دوسرا ملک کی خدمت یہ ان کی غلطی تھی جو عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف تھی تمام انبیا علیہم السلام ایک ہی مقصود کی تعلیم دیتے تھے اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل پیرو اب بھی یہی کہتے ہیں کہ لا مقصود الا اللہ تمام اچھے کام اس مقصود کے تابع ہو جا سکتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ملک اور قوم کی خدمت بھی اللہ ہی کے واسطے کرنی چاہیئے اسی مد کے تحت میں بھرا جاوے اس کے لئے جدا مد قائم کرنا غلطی اور ضلالت ہے۔

آجکل یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ہندو لیڈر صاحبان جو ہندوستان کو آزاد کرانا چاہتے ہیں مسلمانوں کے اس عقیدہ پر کہ پہلے مذہب ہے بعد ملک اعتراض کرتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ پہلے ملک ہے اس کے بعد مذہب لا حول ولا قوۃ الا باللہ مسلمانوں کو ان کے عقیدہ سے احتراز کرنا چاہیئے کہ وہ گمراہ ہیں ہمارے ہاں پہلے دین ہے بعد دنیا اور نہ ہی دین ہی کے لئے ہے اسی عقیدہ کی بدولت ہم کو نہ صرف نجات اخروی ملیگی بلکہ آفات دنیاوی سے حفاظت اسی کے ذریعہ حاصل ہوگی ہندو مذہب میں تو ماں اور باپ بھی خدا پر مقدم ہیں اسلام میں اگرچہ ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کے لئے بہت سخت تاکید ہوئی ہے اور قرآن شریف اور حدیثوں میں متواتر اس کا حکم آیا ہے لیکن خدا سب پر مقدم ہے پڑھو یہ آیت وقضی ربک الا تعبدوا

الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما اوکلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا۔

(ترجمہ) اور حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ عبادت نہ کرو تم سوا اس کے کسی کی اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر پہنچیں تیرے پاس بڑھاپے کی حالت میں ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تو مت کہنا ان کو اف اور مت جھڑک ان کو اور ان کے ساتھ اچھی بات کہہ اور جھکا دے ان کے لئے اپنی ذلت کا بازو مہربانی کے ساتھ اور ایسا کہہ اے خدا ان کے اوپر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجکو چھوٹے پن میں پالا ہے“۔

لیکن اگر ماں باپ خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہیں ہرگز ان کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد شرک پر مصر ہوئے تو حضرت ابراہیم سلام علیک کہکر کھڑے ہو گئے اور باپ کو اور گھر بار کو داغ کہدیا۔

ماں باپ کی اطاعت کے لئے جو احکام صادر ہے ان کی وجہ یہ ہے کہ اولاد پر سب سے زیادہ احسان انہی کا ہے اسی وجہ سے بجا کہا ھل جزاء الاحسان الا الاحسان وبالوالدین احسانا کی ہدایت ہوئی لیکن ماں باپ کے دل میں جو محبت اولاد کے ساتھ ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہے محض ان کی پرورش کی غرض سے خدائے تعالیٰ ہی ماں باپ کے دل میں محبت ڈالتا ہے پس اگر ہم ماں باپ کی اطاعت دل و جان سے یہ سمجھکر کریں کہ خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اس کا اجر المضاعف ہم کو حاصل ہوگا اسی طرح ہر ایک نیک کام کو خدا اور اس کے رسول کے تحت میں لانا چاہیئے پس داد و دہش اور خیر خیرات کے جملہ کام بہ نیت للہ کئے جائیں تو ان کا اجر کئی گنا ہوگا ایسی حالت میں جس کسی کے سر سے ایمان ہی نہ ہو وہ اگر اپنی عمر خلق کی خدمت میں صرف کرے اور کروڑہا روپے ان کے لئے خرچ کر دے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ خدا کو مانتا نہیں تھا اس کا تمام عمل قیامت میں بیکار ثابت ہوگا۔

لہٰذا مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ غیر مسلم اقوام کے خیالات سے متاثر نہ ہوں اور ایمان و عقیدت کی حفاظت کے ساتھ دنیا میں کام کریں ایسی حالت میں ان کو دارین کی بہبودی حاصل ہو سکتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

بجلی کا کام سیکھو

کریسنٹ موٹر ٹریننگ اسکول میں ایک جدید کلاس بجلی کا کام اور مشین ورکس سکھلانے کے لئے کھولا گیا ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے الکٹریکل انجنیر کی نگرانی میں کام سکھلایا جاتا ہے پراسپکٹس ۲؍ کے ٹکٹ بھیجکر ذیل کے پتہ سے طلب کیجئے۔

پرنسپل دی کریسنٹ موٹر ٹریننگ اسکول گورکھپور

ہر شخص کے دیکھنے کے قابل ہندوستان کا بہترین صنعتی

رسالہ

موٹر کار

صرف موٹرسٹوں کے لئے نہیں بلکہ ہر شخص کے دیکھنے کے قابل ہے اس میں مشینری کے مضامین کے علاوہ ہر قسم کے دلچسپ اور مفید مضامین شایع ہوتے ہیں نمونہ ۳؍ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کیجئے یا دو روپے ایک سال کی قیمت جمع کرکے خریدار ہو جائیے۔

منیجر رسالہ موٹر کار گورکھپور

عبادت کا فلسفہ

(از جناب مولانا شریف احمد صاحب اڈیٹر الخلیل)

خدائے قدوس قرآن کریم میں فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی ہم نے انسان اور جن کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں اب دیکھنا یہ ہے کہ عبادت ہے کیا چیز اور کیوں کرنی چاہیئے عبادت کے معنے کامل اور بلا عذر اطاعت کے ہیں جو کچھ حکم دیا جائے اس پر بلا چون وچرا عمل ہو محبت وعقیدت کے ساتھ عمل ہو اور جس کی عبادت کی جائے اس کی پوری عظمت وشان کو سمجھکر اس کی عبادت کی جائے اور اسلئے کی جائے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں عدیم المثال اور یکتا ہے اور اسے مافوق الفطرت قدرتیں حاصل ہیں دنیا میں بعض قومیں جو خدائے برتر وتوانا کی قائل نہیں ہیں وہ بتوں کو سیاروں کو درختوں کو اور آفتاب وماہتاب تک کو پوجتی ہیں اور اس پوجنے میں ایک ہی جذبہ ہر جگہ مصروف کارفرمائی نظر آرہا ہے کہ یا تو وہ انھیں مافوق الفطرت طاقتوں کا حامل سمجھتے ہیں یا ان کی سودمندیوں نے انھیں ان کے پوجنے پر آمادہ کر دیا ہے پرستش کا یہ جذبہ ایسا عام ہے کہ جاہل اور وحشی اقوام تک بھی اس سے خالی نہیں اور جن کا سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا ان کا سر بھی کسی نہ کسی کے سامنے ضرور جھکتا ہے اس سے یہ تو واضح ہوگیا کہ پرستش وعبادت انسان کی فطرت میں داخل ہے یہ اور بات ہے کہ وہ گمراہی اور عقل کی کوتاہی کے باعث مخلوق کو خالق سمجھ بیٹھے اور پیدا کرنے والے کے بجائے پیدا کی ہوئی چیزوں کا پرستار بن جائے۔

اپنے بندوں کو اسی گمراہی کے عمیق غار سے نکالنے اور انھیں صحیح راستہ پر ڈالنے کے لئے ایزد تبارک وتعالیٰ کی شفقت علی المخلوق اپنے نبیوں اور پیغمبروں کو وقتاً فوقتاً مبعوث کرتی رہی اور دنیا کی کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ڈرانے والا نبی مبعوث نہ کیا گیا ہو ولکل قوم ہاد

یہ ایک قسم کی زیادتی ہوتی کہ صدا سے دعوت پہنچائے بغیر کسی کو مورد عذاب بنایا جاتا اور اس سے بازپرس ہوتی بازپرس کی صورت یہی ہے کہ کلمہ حق ان کے گوش گذار کیا گیا ہو اور انہوں نے پھر بھی اس پر توجہ نہ کی ہو حضرت ابراہیم ایک بت پرست خاندان میں پیدا ہوئے تھے آپ کے باپ بھی بت پرست تھے تمام بندوں کی طرح آپ کے قلب میں بھی جذبہ پرستش موجیں مار رہا تھا کوئی رہبر رہنما موجود نہ تھا مگر فطرت سعید وسلیم تھی آپ ایک غار میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کی نظر ایک روشن وتابناک سیارہ پر پڑی آپ نے سمجھا یہی خدا ہے اور اسی کی پرستش کرنی چاہیئے جب وہ کچھ دیر کے بعد آنکھ سے اوجھل ہوگیا تو آپ نے سوچا کہ پرستش کے قابل وہ چیز ہرگز نہیں ہوسکتی جو اوجھل ہوجائے۔

حضرت ابراہیم کی بصیرت

تھوڑی دیر کے بعد ماہتاب اپنی پوری طلعت ریزیوں کے ساتھ دنیا کو نورانی چادر میں ملفوف کرتا ہوا طلوع ہوا اور رات گئے تک وہ بھی روپوش ہوگیا آپ نے اس کی عظمت وپرستاری کے متعلق اس دوران میں جو خیالات قائم کئے تھے وہ بھی فنا ہوگئے اسی ادھیڑ بن میں لگے ہوئے تھے کہ دریچہ شرق سے آفتاب عالم افروز نے پورے جاہ وجلال کے ساتھ سر نکالا آپ کے قلب میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں اور آپ نے سمجھا کہ مقصد حاصل ہوگیا میرا خدا مجھے مل گیا پوجنے کے لائق بس یہی "شعلہ نورانی" ہے لیکن جب سر شام وہ بھی غروب ہوگیا تو آپ پر گونہ افسردگی طاری ہوگئی اور آپ سوچنے لگے کہ یہ کیسے خدا ہیں جو آنکھوں کے سامنے آتے اور غروب ہوجاتے ہیں اور ایک حالت پر قائم نہیں رہتے ہیں پوجنے کے لائق ہستی وہی ہے جو ان عیوب ونقائص سے مبرا ہو. یکلخت آپکے قلب میں عرفان ربی کا فوارہ کھلا اور آپ فرمانے لگے یہ تمام چیزیں گو ہمارے اپنی کی مخلوق نہیں تاہم زوال پذیر ہیں پرستش کے قابل اگر کوئی ہستی ہے تو وہی ہے جو گو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے نظر نہیں آتی مگر جس نے ان غروب ہونے والے آفتاب وماہتاب کو پیدا کیا اور سارے نظام عالم کو بنایا اب میں اسی کو پوجوں گا اور اسی کی پرستش کو اپنے روح وقلب کی تسکین کا سامان بناؤں گا۔

بتوں کی پوجا

صبح اٹھکر آپ ایک شاہی بتکدہ میں پہنچے جہاں انھی بتوں کی پرستش خدا سمجھکر کی جاتی تھی جو انسانی ہاتھوں کے تراشیدہ وساختہ ہوتے تھے اور جتنے سامنے انواع واقسام کے لذیذ کھانے چنے ہوئے تھے آپ نے تنہائی کا موقعہ غنیمت سمجھکر تمام چھوٹے بتوں پر ہاتھ صاف کیا کسی کی ناک توڑی اور کسی کا ہاتھ اور سب کے سامنے کا کھانا اٹھاکر بڑے بت کے سامنے انبار لگادیا لوگوں نے جو آکر اپنے خداؤں کی یہ حالت دیکھی تو بہت بگڑے اور برافروختہ ہوئے آپ قریب ہی تھے آپ سے بھی استفسار کیا گیا آپ نے جواب دیا کہ یہ سب شرارت اس بڑے بت کی ہے اس نے سب کے سامنے کا کھانا خود ہضم کرجانے کے لئے یہ حرکت کی ہے دیکھئے اس کے سامنے سارے کھانے کا انبار لگا ہوا ہے لوگوں نے جواب دیا یہ تو اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں اور نہ ہٹ سکتے ہیں کیونکر ممکن ہے کہ ان میں لڑائی ہوئی ہو اور سب کا کھانا ایک کے سامنے پہنچ گیا ہو نصیحت کا وقت آچکا تھا آپ کی آنکھوں میں ربانی نور چمکنے لگا اور آپ نے کڑک کر فرمایا کہ تم عجب بے وقوف لوگ ہو سمجھتے ہو کہ یہ بت اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرسکتے اور نہ کھا پی سکتے ہیں اور پھر بھی تم انھیں پوجتے ہو اور خدا بنائے بیٹھے ہو خدا وہی ہے جس نے دنیا اور دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا اور جو ہر کام پر قادر ہے یہ ایسی دکھتی ہوئی رگ تھی کہ سلیم وسعید فطرتیں تو اس کے ہاتھ میں آتے ہی ایمان لے آئیں اور خبیث لوگ منہ تکنے لگے.

یہ کتنی بڑی گمراہی اور بے عقلی ہے کہ اچھے اچھے دانشمند اور فہیم انسان سیارہ پرستی اور بتوں کے پوجنے میں مصروف ہیں اور کوئی ایک خدا کے نہ جانے کتنے خدا بنا بیٹھا ہے کیا جنبش بھی نہ کرنے والے بتوں بجھ جانے والی آگ غروب ہوجانے والے سیاروں کی تو پوجا کی جائے درختوں اور دریاؤں کی محض ان کی حقیر سی فائدہ رسانیوں کی بنا پر پرستش عمل میں لائی جائے مگر اس آستانہ عالیہ پر سر نہ جھکایا جائے جس کا مالک دنیا وجہان کا خالق ہے پوجنے کا جذبہ اور پرستش کی امنگ جب ہر قلب میں موجزن ہے اور ہر قوم کو اپنا سر کسی نہ کسی کے سامنے جھکانا ہی پڑتا ہے تو کیوں نہ اس چوکھٹ پر جبین سائی کی جائے جو سب سے بلند اور سب سے بالا ہے اشرف المخلوقات

ہو کر ہم ان دنیوی چیزوں کو پوجتے اچھے معلوم ہوتے ہیں یا اُس خدائے واحد قیوم کے سامنے سجدہ ریز اچھے نظر آتے ہیں جو "حی و قیوم" اور قادر و توانا ہے اور جس نے سب ہی کچھ پیدا کیا ہے دریاؤں اور درختوں کی چیزوں و عارضی فائدہ رسانی اور اپنے بنائے ہوئے بتوں کی خیالی طاقتوں کے سامنے جب اظہار عجز و احسان پذیری کے طور پر سر جھکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ہستی علی الاطلاق ہی کی چوکھٹ پر جبیں سائی نہ کی جائے جو فائدہ رسانیوں اور قوتوں میں اپنا نظیر و عدیل نہیں رکھتا۔ ایسا مہربان و شفیق کہ اس نے ہمارے پیدا ہونے سے پیشتر ہی ہماری غذا اور ہمارے آرام کے بند و بست کر دیئے۔ جو ہمارے سوکھی کھیتیاں پانی برسا کر ہری کرتا ہے، جو کوہ و بیابان اور دشت و بحر میں ہمارا محافظ ہے ہمیں بے دریغ کھانے پہننے کو دیتا ہے جس نے دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں ہماری آسائش کے لئے پیدا کی ہیں، ہمیں عقل دی ہے دل و دماغ دیئے ہیں۔ اور اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ہمارے تمام ضروریات اور حوائج کا کفیل ہے۔

سجدہ ریز ہونے کی تڑپ

اتنے احسان کرنے والے اور ماں باپ کو معرض وجود میں لانے والے خدا کی طرف فطرتاً انسانی طبایع کھنچتی ہیں اور ان احسانات کی عوض میں بے ساختہ دل چاہتا ہے کہ اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑیں اُس کی حمد کریں اُس کی تسبیح پڑھیں اُس کے سامنے گڑگڑائیں اور نیکی کی توفیق کے طالب ہوویں۔ خدائے قدوس خبیر و علیم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ نفس امارہ بھی اس کے ساتھ لگا ہوا ہے ممکن ہے وہ اسے گمراہ کر دے اس لئے اُس رحمٰن و رحیم نے بندوں کی رہبری و رہنمائی کے لئے انبیاء اور ہادیوں کو مبعوث کیا۔ اور ضروریات دینوی میں جیسے جیسے وسعت پذیری پیدا ہو گئی تھی اُن کے اعتبارات سے شریعت خداوندی میں تغیر و تبدل پیدا ہوتا گیا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس نے اپنی شریعت کو مکمل کر دیا اور واضح کر دیا کہ جو اس شریعت پر چلے گا فائز المرام ہوگا۔ اور اب قیامت تک یہی شریعت نافذ رہے گی۔ کونسی قوم ہے جو اپنے محسن و معلم کی قدر نہیں کرتی۔ پھر جب خدائے قدوس محسن و معلم کے علاوہ خالق اکبر بھی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان اس کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو اور اسی کی عبادت کو اپنے لئے شرف و سعادت کا باعث نہ جانے۔ دنیا میں کوئی ذرہ برابر بھی احسان کرتا ہے تو اس کا شکریہ ادا کرنا اخلاقاً لازمی ہو جاتا ہے۔ والدین کے ذریعہ انسان پیدا ہوتا ہے ہر قوم کے بچے ان کی عزت کرتے ہیں اسی کے پیش نظر انسان کو خیال کرنا چاہئے کہ جب مخلوقات کے شکر و احسان کے متعلق اسی دنیا میں یہ دستور قایم ہو چلا ہے۔ تو خالق کا شکر و سپاس جتنا بھی ادا نہ کیا جائے کم ہے۔

ذوق عبادت کی سرشاریاں

عبادت و شکر میں کوئی خرچ نہیں ہوتا۔ بلکہ بے انتہا مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اور ناقابل بیان لطف آتا ہے۔ جب ایک بندہ اپنے آقائے حقیقی کے سامنے ایک پیکر عجز و اعتراف بنکر خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ ریز عبودیت ہوتا ہے تو قربت بڑھ جاتی ہے، رحمت ایزدی کی بارشیں ہونے لگتی ہیں اور قلب و دماغ مصفا و مجلیٰ ہوتے چلے جاتے ہیں اور خاصان خدا پر تو ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ وہ اس انتہا میں ڈوب کر وہ لطف اٹھاتے ہیں جن کا بیان نہ زبان سے ہو سکتا ہے اور نہ قلم سے ان کی طاقتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اور عزتیں بھی۔ ان کی زبان سے جو نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ اور پاکیزگی و فضائل اخلاق میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ خدا عبادت سے خوش و مسرور ہوتا ہے۔ اُسی طرح جس طرح ایک شفیق باپ اپنی اولاد کی فرمانبرداری سے مسرت حاصل کرتا ہے۔ مگر اس سے بھی فائدہ بندہ ہی کو پہونچتا ہے اور اس کے قلب پر جلا ہوتی چلی جاتی ہے۔ خدائے قدوس قرآن کریم میں فرماتا ہے،

یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون ۝ اے انسانو تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو وہ پروردگار جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔ تم اسکی عبادت کرتے رہو گے تو تمہیں تقویٰ حاصل ہو جائے گا۔ اُسی نے تمہارے لئے زمین کو رہنے اور بسنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو تمہارے سروں پر چھت بنا کر قایم کیا۔ پھر یہی نہیں بلکہ اس نے بادلوں سے پانی برسا کر اس میں سے تمہارے کھانے کے لئے پھل اور سبزیاں پیدا کیں۔

عبادت کی غرض و غایت

اس آیت میں خدائے قدوس نے اپنی عبادت کی غایت و غرض خود بندوں پر واضح کر دی۔ یعنی عبادت بلا وجہ نہیں بلکہ اس لئے کرنی چاہئے کہ اُس نے تمہیں اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا۔ پھر نہ صرف یہ کہ وہ خالق ہی ہے بلکہ محسن بھی ہے اُس نے تمہیں پیدا کر کے یونہی چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ اُس نے ہماری زندگی کے قیام و بقا کے لئے ہر قسم کے ضروری سامان اور آسائشیں مہیا کیں اور بلا طلب مہیا کیں۔ پھر اس سے تمہیں فائدہ پہونچے گا کہ تمہارے اخلاق سنور جائیں گے جن کی بدولت تم ترقی کر سکو گے۔ اور متقی بنجاؤ گے۔ متقی وہ ہے جو امتثال امر کے طور پر حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادا کاری میں منہمک رہے۔ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰہم ینفقون۔ یعنی ایک طرف تو وہ خدائے برتر و توانا اور اُس کے رسولوں، اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں پر ایمان لاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے حقوق ادا کرتا ہے اور دوسری طرف اللہ تعالےٰ کے عطا کئے ہوئے مال سے اُس کی راہ میں خرچ بھی کرتا رہتا ہے۔ یعنی انسانوں کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں وہ ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات غیبی اس کی رفیق کار بنجاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے حقوق ادا کرتا ہے اس کے قلب میں اس کے عظمت و جلال کا تصور قایم ہوتا چلا جائے گا۔ اور وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اور جب والدین، بہن، بھائیوں، پڑوسیوں، دوستوں، محلہ والوں، شہریوں، اور سبھوں کے حقوق بوجہ احسن ادا کئے جاتے رہیں گے تو دنیا والے بھی اُسے عزیز رکھیں گے اور اُسے لازماً دنیوی و دینی فائز المرامیاں حاصل ہوں گی۔ اور کامل اطاعت پر عمل اُسے کہیں سے اٹھا کر کہیں پہونچا دے گا۔ پیغمبر خدا حضرت محمد صلی

علیہ وسلم نے امت کو نصیحت کی تھی تخلقوا باخلاق اللہ" یعنی اپنے اندر ایزدی اخلاق پیدا کرو۔

صفاتِ الٰہیہ کا انجذاب

اس کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح خدائے قدوس اپنے بندوں پر احسان کرتا ہے تم بھی مخلوق خدا کے ساتھ احسان و مروت سے پیش آؤ جس طرح وہ قصوروں کو معاف کرتا ہے تم بھی کرو جس طرح وہ رزق دیتا ہے تم بھی غریبوں کو کھلاؤ جس طرح وہ صادق الوعد ہے اسی طرح تم بھی اپنے وعدہ پورے کرو جس طرح وہ صبور ہے اسی طرح تم بھی صابر بنو جس طرح وہ بندوں کی پرورش کرتا ہے تم بھی اپنی اولاد اور متوسلوں کی پرورش کرو جس طرح وہ حلیم ہے اسی طرح تم بھی تحمل و برداشت سے کام لو۔ اور جس طرح اس کا فیض عام ہے اسی طرح تم بھی سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عبادت سے کامل اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جب احکام خداوندی کی پوری پابندی کی جائے گی تو اس سے انسان میں اخلاق فاضلہ بھی پیدا ہو جائیں گے خود کو بھی فائدہ پہنچے گا اور دوسروں کو بھی دنیا میں امن و امان قایم رہے گا۔ اور ہر طرف فارغ البالی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

بتوں کے پوجنے اور آگ، آفتاب، دریا، اور درختوں کی پرستش میں نہ عرفانی لذت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ یہ عبادت اخلاق فاضلہ ہی پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ یہ صرف خدا ہی کی عبادت کی کرشمہ کاریاں ہیں کہ وہ ایک تودہ خاک کو ہمرنگ جواہر بنا دیتی ہے اور انسان تقدس میں فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے۔ سر جھکاتے ہیں لیکن اس کے سامنے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا نہ کہ ان کے سامنے جو ہمارے ہی ہاتھوں کے بنائے اور تراشے ہوئے ہیں یا جن پر گونہ قابو حاصل کر سکتے ہیں۔ آگ پانی درخت پتھر دریا کس چیز پر ہمیں قابو حاصل نہیں پھر نہ یہ سر گرصفات و حسنات کے سرمایہ دار ہیں اس حالت میں ان چیزوں کا پوجنا بہتر ہے یا اُس خدا کی عبادت جو اپنی صفات و حسنات میں بے عدیل و بے نظیر ہے جس کا ثانی نہ کوئی ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور جو ہر نوع کی قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔

دہریہ کہتے ہیں کہ خدا کوئی چیز نہیں۔ بفرض محال نہ ہی سہی توہم ہی سہی مگر یہ توہم بھی کتنا بلند اور کتنا اعلیٰ ہے کہ ہم پتھر کے بتوں، جنگل کے درختوں و سبزہ زاروں کے دریاؤں اور آسمان کے تاروں کو نہیں پوجتے بلکہ اُس ہستی کی پرستش کرتے ہیں جس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گی سب کچھ اُسی نے پیدا کیا ہے سب سے زیادہ طاقت و مقدرت رکھتی ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہے۔

برترین ہستی کی عبادت

جب ہم عبادت کرتے ہیں اور ایک ایسی ہستی کی عبادت کرتے ہیں جو جملہ محاسن و محامد کی سرمایہ دار ہے تو ظاہر ہے کہ جب تک ہمیں اس کی تمام صفات حسنہ کا علم نہ ہوگا ہماری عبادت میں پورا کیف اور پوری لذت پیدا نہ ہوگی جوں جوں ہمارا عرفان ترقی کرتا جائے گا۔ ہماری عبادتوں میں ذوق و شوق کا رنگ اور ایک قسم کی وابستگی پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ لیکن یہ علم الٰہی وسیع اور بیکراں چیز ہے کہ مطالعہ سے زیادہ غور و فکر سے حاصل ہوتا ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویتفکرون فی خلق السموٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ یعنی مومن اور عبادت گذار بندے ایسے ہیں جو آسمان و زمین کی تخلیق پر غور کرتے ہیں صحیفۂ فطرت کے مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں اور جب غور و فکر اور مشاہدہ و انہماک ان کی چشم بصیرت وا کرتا ہے اور حقائق و نوادر اور عجائب و غرائب کی صدہا دنیا ان کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں اور ہر برگ و بار اور ہر گل و خار کی تخلیق کی حکمت اُن کے فہم و ذہن میں سمانے لگتی ہے تو اُس وقت ان کے منہ سے بیساختہ نکل جاتا ہے کہ اے خدائے برتر و توانا تو نے ان چیزوں کو بیکار و بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہر ذرہ کی تخلیق اور ہر برگ کی پیدائش اپنے اندر ہزار حکمتیں پوشیدہ و مضمر رکھتی ہے۔

عبادت کا مفہوم

خوب سمجھ لیجئے کہ عبادت صرف نماز روزہ کا نام نہیں اگرچہ یہ عبادت کی ایک اہم اور مامور صورت ضرور ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر وہ کام عبادت میں داخل ہے جو خدا کی مرضی و خوشنودی کے لئے کیا جائے۔ یا اس کے کسی حکم کے اتباع میں عمل میں لایا جائے۔ کیونکہ اس کا کرنا بھی آخر خدا ہی کے حکم کی پیروی اور اُسی کی اطاعت ہے۔ کوئی سمجھے یا نہ سمجھے ہم اپنی فہم اور بصیرت اور علم و مطالعہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم اس لئے کھاتے ہیں کہ اس سے ہمارے جسم میں قوت پیدا ہو اور ہم اس طرح خدا کی عبادت بھی کر سکیں اور اُس کے بندوں کے بھی کام آسکیں تو یہ کھانا بھی عبادت ہی سمجھا جائے گا۔ اگر ہم اس لئے کماتے ہیں اور روپیہ فراہم کرتے ہیں کہ دنیا میں عزت و آبرو سے رہ سکیں اللہ اور بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کر سکیں ماں باپ اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کر سکیں تو بالیقین کمائی اور فراہمی مال میں ہمیں جو محنت بھی پڑے گی اور جو تکالیف بھی ہم برداشت کریں گے وہ سب عبادت ہی شمار ہوں گی کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ اتباع احکام الٰہی میں خلوص کے ساتھ کر رہے ہیں نہ کہ کسی معصیت و برائی کے لئے۔ اسی لئے تو اسلام نے تمام اعمال و افعال کی اساس و بنیاد "نیت" پر رکھی ہے اگر نیت اچھی ہے تو نادانستگی میں کیا ہوا برا کام بھی اچھا ہوتا ہے اور اگر نیت بری ہے تو اچھا کام بھی جو قصداً کیا جائے برا اور باعث معصیت عظیم ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک شخص پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہے اور خاص احتیاط و توجہ سے پڑھتا ہے مگر نیت یہ ہے کہ لوگوں پر اس کے تقدس کا اثر پڑے اور وہ اسے بڑا زاہد و عابد خیال کریں یا وہ غربا اور فاقہ زدوں کی شکم پُری میں سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ خرچ کر رہا ہے اور فی الحقیقۃ بنی نوع انسان کو اس کی ذات سے عظیم فوائد پہنچ رہے ہیں۔ لیکن اس کی نیت اور مقصد یہ ہے کہ ہر جگہ اس کی واہ واہ ہو۔ لوگ اُسے سراہیں مختلف محفلوں اور صحبتوں میں اس کی فیاضی اور خدا ترسی کا ذکر کیا جائے تو یہ خیرات و حسنات بھی بیکار ہوں گی۔ آخرت میں اس کا اُسے کوئی اجر نہ ملے گا۔ البتہ دنیوی شہرت میں جو اس کا مقصد خاص ہے اسے ضرور کامیابی حاصل ہو جائے گی۔

حقیقی منبع حسن و جمال

خدائے ذوالجلال کی ذات گرامی سراپا حسن و جمال ہے اور حسن و خوبی کی طرف انسان کا دل اسی طرح کھنچتا ہے جس طرح کاہ کہربا کی طرف اور پروانہ شمع کی طرف عبادت کا جو جذبہ ہر قصبہ میں کم و بیش قوت کے ساتھ موجزن ہے وہ اسی ازلی و دائمی کشش کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ لوگ گمراہی سے دوسری طرف مائل ہیں ورنہ حسن و جمال کا حقیقی منبع وہی ہے اور ہماری روح قدرتاً اسی کی طرف کھنچتی ہے۔ روح حقیقی جتنی پاکیزہ اور جتنی صاف ہوگی اتنی ہی وہ اس حسن ازلی کے قریب تر ہوتی جائے گی اولیائے کرام کی ارواح بہت لطیف اور پاک ہوتی ہیں اس لئے اُن کے اجسام میں ارواح کے اس نورانی سمندر میں جذب ہو جانے کی سکت پیدا ہو جاتی ہیں خواہ ہماری سادہ آنکھیں اس حقیقت کا مشاہدہ نہ کر سکیں مگر حقیقت یہی ہے پھر دنیا کی ناپائداری و بے ثباتی مسلمہ امر ہے۔ بڑی بڑی غلغلہ انداز ہستیاں معرض وجود میں آئیں اور انہوں نے اپنے عظمت و جلال کے ڈنکے بھی خوب بجائے لیکن آخر فنا کا جام انہیں بھی پینا ہی پڑا۔ اور ارواح جہاں سے آتی تھیں وہیں پہنچ گئیں اس لئے بہتر و مناسب یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کی فرصت کو غنیمت سمجھ کر اپنے پیدا کرنے والے خدائے محسن کی عبادت و رضا جوئی سے ایک لمحہ غافل نہ رہے کہ ہماری تخلیق کا مقصد وحید یہی ہے۔ اور اسی میں ہماری دین اور دنیاوی کامرانیوں اور فائز المرامیوں کا راز ہے۔

ت

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل ذبیح کانپوری فاضل الٰہیات جامعہ ملیہ دہلی)

اس دنیائے آب وگل اور اس جہان آباد کفر و شرک میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں جنکا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت معصوم نہیں بلکہ گناہ گار ہے۔ حضرت آدم نے جب جنت میں فرمانِ خداوندی کی خلاف ورزی کی اور جنت کے ممنوع درخت گیہوں کو کھا لیا تو خداوند کریم نے جزا کے طور پر کل فطرت انسانی کو ہی گناہگار کر دیا۔ گویا انسان گناہ کے انباروں سے لدا ہوا پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے انسان اگر جنت اور رضائے خدائی چاہتا ہے تو شب و روز کی عبادت کے بعد اپنی فطرت کو پاک کرے اور پھر اعمال اچھے کرے تاکہ جنت میں داخل ہو سکے یہ تو؟ تعلیم عیسائی بطور مذہبی عقیدہ کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر انسان کی ترقیوں اور خوش عملیوں کی بنیاد یہی مجبورانہ اور یکبارگی عقیدہ ہو تو انسانی مذہب میں ہرگز اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت نہیں دے سکتا اس لئے کہ اس صورت میں انسان طبعی طور پر ذی کمال اور ذی عمل نہیں ہے بلکہ اس کی فطرت اور طبیعت گناہ گار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جبتک دنیا پر پادریوں کی اس گمراہ کن تعلیم کی حکومت رہی دنیا یہی سمجھا کی کہ اہل کمال بننا اور اہلِ عمل ہونا خدا کا عطیہ اور معجزہ ہے انسان اپنی قوت اور اپنی فطری طاقت سے ہزار کوشش پر بھی ذی کمال نہیں بن سکتا۔

لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ انسانی فطرت بالکل معصوم اور قطعاً مصؤن عن الخطا ہے۔ رحمٰن اور رحیم خدا نے عورت اور مرد دونوں کی فطرت میں ہر ہر کمال اور ہر علم و فن کے حصول کی طاقت رکھی ہے۔ انسان کی فطری استعداد دنیا کے خیر و شر کے حصول پر تیار ہے اس لئے یہ سمجھنا کہ ان میں سے کمالات کا اظہار معجزہ ہے سخت ترین گمراہی ہے انسان خدا اور پیغمبر کے سوا سب کچھ بن سکتا ہے۔ سائنسدان اور فلاسفر بننا' ابن رشد اور ابن بطوطہ بننا' افلاطون اور بقراط بننا' صلاح الدین اور نپولین اور مصطفےٰ کمال بنجانا فطرتِ انسان کی معمولی ترقی ہے۔ لیکن یہ سب اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ انسان بے پناہ عزم کا مالک ہو۔ اپنی استعدادوں کے چمکانے پر اڑ گیا ہو۔ اور اس کی رہنمائی آسمانی مشعل کر رہی ہو۔ خوابیدہ فطرت کو بے حسی کے میٹھے میٹھے خواب سے جگا دینا ہی کمالات کا سب سے بڑا خزانہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جس خدا نے فطرتِ انسانی کو اتنی بلند استعدادیں دیکر ملائکہ سے بھی اشرف بنا دیا اس مالک ارض و سما نے ان استعدادوں کے ظاہر ہونے اور صحیح مصرف میں لگ جانے کا کیا طریقہ بتلایا ہے؟

مذہب جو دنیا کے تمام مباحث میں مقدم ہے کیا ہے؟ یہ کیا ہے جس کے باعث شیخ و برہمن ہر وقت دست بگریباں رہتے ہیں اور جس کے نام پر کروڑوں انسان گردن کٹا دینا کھیل سمجھتے ہیں؟ یہ اسی فطرتِ انسانی کا رہنما ہے۔ مذہب کا مفہوم یہی ہے کہ وہ انسان کی بلند استعدادوں اور زندگی کی رہنمائی کرے یوں مذہب کی تعریف جو کچھ کر لیجئے خود ساختہ باتوں کو مذہب کہہ لیجئے۔ حضرت مسیحؑ اور پتھروں کی پوجا کو مذہب کہہ لیجئے۔ ٹیپیا' جن' دان' اگنی۔ سورج۔ غرض دنیا کی ہر بُری بھلی شئی کو مذہب کہہ لیجئے۔ لیکن مذہب الٰہی وہی مذہب ہے جو فطرت کی دی ہوئی استعدادوں کی صحیح راہنمائی کرتا ہو گویا ایک صحیح اور سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو تمام فطری قوتوں کی راہنمائی کرے۔ دنیا اور دین کی رہنمائی کرے خدا اور بندے کے تعلقات کی رہنمائی کرے حقوق العباد میں رہنمائی کرے علمی اور فنی رہنمائی کرے بلکہ اقتصادی سیاسی بین الاقوامی' اخلاقی اور خانگی حیثیات میں بھی کلی رہنمائی کرے گویا مذہب وہ ہے جو انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل راہنما ہو۔ جو مذہب ان صفات کا حامل ہے وہی الٰہی مذہب ہے اور وہی خدا کا بھیجا ہوا اٹل قانون ہے۔

آجکل دنیا میں اہل مذاہب کی دوڑ کا پُر لطف نظارہ قابل دید ہے جس میں ہر پرانے اور نئے مذہب والے بازی لیجانے کی کوشش میں منہمک نظر آتے ہیں لیکن صداقت کے متلاشی کو چاہئے کہ پہلے ہر چیز کی کمال درجہ تحقیق کرے' تعصب کی پٹی اتار دے پھر غیر جانبدارانہ فیصلہ کرے یقیناً ایسا فیصلہ اسلام کے ہی حق میں ہوگا۔ مذہب کی تعریف تمام و کمال صرف اسلام پر صادق آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا کے چوٹی کے لوگ باوجود غیر مسلم ہونے کے اسلامی عظمت کے گیت گاتے ہیں اور مذہب حقہ کی تعریف میں انکی زبان ہمیشہ کھلی رہتی ہے۔ یہانتک کہ دنیا کے سب سے بڑے ملحد برنارڈ شا اور کونٹ ٹالسٹائی جیسے بھی اسلام کی صداقت تسلیم کرنے پر مجبور ہیں بلکہ مؤخر الذکر نے تو اسلام کے امن پاش دامن میں پناہ لے لی ہے۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہ صرف اس لئے کہ اسلام مکمل مذہب ہے اور اس کی تعلیمات جامع ہیں۔ ہم کو یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو مذہب زندگی کی ساری ضروریات پر حاوی نہیں ہے وہ مکمل نہیں ہے وہ مذہب جو زندگی کے ایک حصہ میں قابل قدر رہنمائی کر رہا ہے لیکن زندگی کے دوسرے اہم حصہ میں وہ خاموش ہے وہ مذہب مکمل رہنما نہیں ہے۔ مذہب حیاتِ عقد کی طرح ایک طویل تر رشتہ ہے جو پیدائش سے لیکر موت بلکہ موت کے بعد تک قائم رہتا ہے۔ ہمکو مذہب کے انتخاب میں ہمیشہ غور و خوض سے کام لینا چاہیئے مختصر طور پر میں ناظرین کرام کے سامنے چند مشہور مذاہب کی تعلیمات پیش کرونگا اور میں یہ بتلاؤنگا کہ یہ عالمگیر اور شہرۂ آفاق مذاہب جو دنیا بھر کو جذب کرنیکی تمنائے خام رکھتے ہیں وہ انسانی فطرت کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ ترقی و تمدن کے موجودہ دور میں دنیا انکی تعلیم کو حقیقی رنگ میں قبول بھی کر سکتی ہے یا نہیں بہرحال ہم کو معلوم کرنا چاہیئے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما کونسا مقدس مذہب بن سکتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں یوں تو ہر چھوٹے سے چھوٹے نئے سے نئے اور محدود سے محدود مذہب میں وسعت پذیری اور ترقی کا جذبہ پایا جاتا ہے اور ہر مذاہب والا اپنے عقیدہ کو عالمگیر کرنیکی خواہش دلمیں رکھتا ہے لیکن وسعت' شہرت اور قدامت کے لحاظ سے ہندو' عیسوی' بدھ اور اسلام ممتاز ہیں دنیا کی مذہب پرست آبادی قریب قریب انہی چار مذاہب میں منقسم ہے ہندو مذہب صرف ہندوستان تک محدود ہے انمیں ہزاروں فرقے اور ہزاروں متضاد عقائد موجود ہیں یہانتک کہ خدا کا منکر طبقہ بھی ہندو ہے اور خدا پر ایمان لانے والا گروہ بھی ہندو۔ افراط و تفریط' سختی و نرمی' تاریکی و روشنی' دہریت اور خدا پرستی کے متضاد عناصر بہت خوبصورتی سے ہندو مذہب میں ایک ہیں ہر وہ ہوشیار انسان جو اپنے اصولوں کو مذہب کا لباس دینا چاہتا ہے وہ فوراً ہندو مذہب کی چار دیواری میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب ہزاروں فرقوں میں منقسم ہے۔ ایک فرقہ کا ہندو دوسرے فرقہ کے مذہبی اصولوں سے اتنا ہی دور ہے جتنا کہ اسلام سے۔ بہرحال ہندو مذہب کی وسعت اس کی بے اصولی لامرکزی کیفیت اور لامحدود تقسیم میں پنہاں ہے اور ہندوؤں کا یہ ہندو مذہب صرف ہندوستان میں ہی محدود ہے۔

بدھ مذہب بھی بلاشبہ بہت زیادہ پیرو رکھتا ہے ایک زمانہ میں ہندوستان پر صرف بدھ مذہب کی ہی حکومت تھی نیپال کی پہاڑیوں سے نکل کر گیا کے میدانوں میں ضیا ریز ہونیوالے آفتاب کی حکومت اب صرف چین و جاپان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ہے ہندوستان

بہت کم لوگ بدھ مذہب کے پیرو ہیں۔ بدھ مذہب کی عظمت کا راز اس میں نہیں ہے کہ وہ دنیا و دین کا بہت اچھا رہنما ہے بلکہ بدھ مذہب اپنی آسانی اور دہریت کے باعث ظاہر پرستوں کی آنکھوں کا نور ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مہاتما گوتم بدھ نے ہی اپنی تعلیمات کی بنیاد خدا پر نہیں بلکہ خلاف پر رکھی تھی اسلئے کہ بدھ کی سوانح حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما بدھ نہ صرف خدا پرست تھے بلکہ بہت بڑے موحد بھی تھے اور یہی وہ توحید کا جذبہ تھا جس نے بدھ کی تعلیمات کو مقدس بنا دیا تھا گوتم بدھ کی فطرت ہی خدا پرست واقع ہوئی تھی جس کا پہلا اثر تھا کہ انہوں نے تخت و تاج کو چھوڑ کر جنگلوں کی راہ لی اور آخر عمر میں پیپل کے درخت کے نیچے الشود گیان یعنی دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ پھر یہ کہنا بہت بڑا ظلم ہوگا کہ بدھ نے مذہب کی بنیاد ہی اخلاق پر رکھی ہے خدا پر نہیں بہرحال موجودہ بدھ مذہب چند اخلاقی اصولوں اور چند رحم و کرم کی تعلیمات کا نام ہے بدھ مذہب میں نہ سزا جزا ہے نہ خدا اور خوف خدا ہے، نہ عبادت و ریاضت کے وہ گورکھ دھندے ہیں۔ نام تو مذہب کا ہے لیکن آزادیاں ہی آزادیاں ہیں اور یہی بڑی وجہ بدھ مذہب کے وسعت کی ہے جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ بدھ مذہب کو روحانیت کی وجہ سے، خدائی تعلقات کی وجہ سے یا دنیا و دین کی راہنمائی کی وجہ سے ترقی حاصل نہیں ہوئی۔

تیسرا وسیع مذہب عیسوی ہے جس کی وسعت کی داستان کافی دلچسپ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کوئی ایک پیرو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ انکی ظالم قوم نے ان کو صداقت کی تبلیغ کے صلہ میں "سولی پر" چڑھا دیا تھا اور وہ بڑے بڑے بہادر و جاں نثار جن پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت کافی اعتماد تھا۔ ایک ذرا سی تکلیف کے خیال سے بلکہ طمع و حرص کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کو دشمنوں کے حوالے کر گئے۔ لیکن بعد کو جب دنیا نے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کا خیر مقدم کیا تو اس کا نقشہ ذاتی اغراض، ذاتی خیالات اور فرسودہ توہمات سے بنایا گیا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی پرستش کیجانے لگی، خدا کے بت بننے لگے اور طرح طرح کی باطل کیاں مذہب کا جزو ہو گئیں۔ پوپوں اور پادریوں نے اپنی حکومت قائم کر لی وہ مظہر خدا بنکر دنیا کو فریب دینے لگے۔ سب سے زیادہ دردناک پہلو جو عیسائیت کی تبلیغ کا ہے وہ اسکا جبر و ظلم اور تشدد ہے۔ گذشتہ دور میں یہی پادری اپنی اغراض کیلئے صدیوں تک یہودیوں سے برسر پیکار رہے اور اب انکا سب سے بڑا مقابلہ اسلام سے ہے دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہزاروں تبلیغی انجمنیں ہیں جن پر کروڑوں روپیہ کا خرچ ہو رہا ہے یعنی روپیہ کی لالچ دیکر عیسائی بنانے میں عیسائیوں کا یہ اصول ہے، دنیا بھر کو عیسائی بناؤ تا کہ عیسائیوں کی حکومت کا ڈنکا بجتا رہے۔ موجودہ دور کی عیسائی تبلیغ کی بنیاد تین چیزوں پر ہے حکومت کے اثر یعنی عیسائی بننے کے بعد عیسائی کے لئے ترقیاں ہی ترقیاں ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ بہت سے لوگ محض ملازمت کیلئے یا بڑی تنخواہوں کے لیے عیسائی بنجاتے ہیں جو غیر عیسائی ہونے کی شکل میں نصیب نہیں ہو سکتیں۔ دوسری چیز روپیہ ہے۔ روپیہ دنیا میں ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس دور میں جبکہ لوگ بھوک و پیاس سے مر رہے ہیں اور تنگدستی کی وجہ سے دنیا کا نظام بگڑ رہا ہے۔

عیسائیوں کا تبلیغی خزانہ بدستور ہے بلکہ گردش کے حالات نے انکے خزانے کو دوچند کر دیا ہے۔ وہ بے خوف ہو کر ہر مفلس شخص کو عیسائی کرنے کے بعد مالدار کر دیتے ہیں اس کی شادیوں اور تفریح کا انتظام کرتے ہیں اور اس کی اعلیٰ تعلیم کا سامان کرتے ہیں تا کہ وہ عیسائی ہونے کی صورت میں ذرا سی بھی تکلیف نہ اٹھا سکے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ عیسائیوں کے تبلیغی اداروں اور مصنفوں نے اس بات کی قسم کھالی ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب اور خصوصاً اسلامی تعلیمات کا نقشہ دنیا کے سامنے بد سے بد پیش کیا جاتا اور ہر وہ امکانی بہتان اور فریب جو اسلام کے متعلق "تصنیف" کیا جا سکتا ہے مذہبی فریضہ سمجھ کر اسکو لوٹا کیا جائے۔ گاؤں گاؤں میں، قریہ قریہ میں اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں وبا کی طرح پھیل کر اسلامی تعلیمات کو بدنام کرنا، قرآن شریف پر بھی اعتراضات کرنا اور بھولے بھالے سیدھے سادے لوگوں کو بہکانا اور پھر اس قسم کے زہریلے لٹریچر کو مفت تقسیم کرنا عیسائی مبلغین کا مشہور کارنامہ ہے۔ غرض حکومت اور یورپین طاقت، روپیہ کی لالچیں، پر فریب اور غلط پروپیگنڈا ہی وہ اسباب ہیں جن کی باعث اس زمانہ کے اہل غرض، ضرورتمند، مفلس اور بھولے بھالے لوگ عیسائی بنجاتے ہیں حالانکہ وہ عیسائیت کی تعلیم سے ایک حرف بھی واقف نہیں ہوتے اور اگر میں یہ غلط کہہ رہا ہوں تو کوئی یہ ثابت کردے کہ گذشتہ سالوں میں کوئی سمجھدار انسان دنیا کے کسی حصہ میں عیسائی بنا ہے۔ اور پھر کیا پورا عیسائی یورپ دہریہ نہیں ہے؟ یورپ میں عبادت کا طول و عرض و عمق صرف اسقدر ہے کہ کبھی کبھی دوست و احباب سے ملاقات اور تفریح طبع کے لئے گرجا میں جا کر گا بجا آنا اور بس۔ اب ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ عیسائیت کی عالمگیر تعلیمات اور اسکی عظیم الشان وسعت کا راز کیا ہے؟

آیئے اب ذرا اسلام کی عالمگیر وسعت پر نظر ڈالیے۔ واقعات اور حقائق کو سامنے رکھکر خوش ظنی اور خوش اعتقادی سے ہٹ کر غور کیجئے کہ کیا اسلام بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے میں ہے جس میں بدھ، ہندو اور عیسائیت ہیں۔ باوجود ہزار افترا بازیوں کے عیسائی اور دیگر قومیں اسلام پر بہتان لگانیکی جرءت نہ کر سکیں، کہ اسلام روپیہ اور پروپیگنڈے سے پھیلا ہے بلکہ وہ یہ جھوٹ تصنیف کرتی ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بہرحال ہم کو یہ دیکھنا ہے اور یہی ہمارے موضوع سے متعلق بات ہے کہ اسلام کی اشاعت کا راز اس کی مکمل رہنمائی، اس کی جامع و ارفع تعلیمات میں ہے یا کسی اور سبب سے۔ غلط کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ اسلام تو حضور نبی اکرم کی حیات اقدس میں ہی عرب، ہندوستان، چین، ایران، روما، مصر، اور دنیا کے دیگر حصوں پر چھا گیا تھا بلکہ چین و ہندوستان میں مساجد تک تعمیر ہو چکی تھیں حالانکہ جو کچھ حق و باطل کی طاقت آزمائیاں تھیں وہ اسوقت تک عرب میں محدود تھیں۔ یقین اور اذعان کیلئے یورپین عیسائی مصنف پروفیسر آرنلڈ کی مشہور کتاب "پریچنگ آف اسلام" (اشاعت اسلام) ملاحظہ کیجئے۔ چین و جاپان، مصر و افریقہ میں، یورپ و امریکہ میں آجتک اسلامی تلوار مذہب کی توسیع کیلئے نہیں چمکی باوجود اس کے ان حصوں میں بھی مسلمان بہت کافی آباد ہیں اور سب وہ ہیں جنہوں نے اسلام برضا و رغبت قبول کیا ہے۔ روپیہ غریب مسلمانوں کے پاس کہاں ہے اور پھر مسلمان تبلیغ اسلام کے لئے روپیہ خرچ کرنا مناسب نہیں سمجھتے جو دو چار تبلیغی انجمنیں چراغ سحری کی طرح ٹمٹماتی ہوئی نظر آتی ہیں انکو تبلیغی انجمن کہنا تبلیغی انجمنوں کو منہ چڑانا ہے بلکہ اسلام کی صداقت کی تو یہ شان ہے کہ لوگ اپنی لاکھوں کی دولت و جائداد پر لات مار کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور اسلام کی گدائی کو کفر کی شاہی پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسے واقعات ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں ہیں۔ پروپیگنڈا سے کے فریب آمیز لفظ سے تو مسلمان آجتک واقف ہی نہیں ہوئے، سیاسی اقتصادی تبلیغی جو کچھ پروپیگنڈا ہے وہ دوسری قوموں کا حصہ ہے مسلمان اپنی فطری صداقت پر یقین کامل رکھتا ہے۔ ہاں ایک چیز اور صرف ایک چیز اسلام کی ترقی کا راز ہے جو دنیا کے کسی مذہب کو نصیب نہیں اور وہ اس کی جامعیت اور مکمل رہنمائی ہے اسلام نہ کھیل ہے نہ چند رسومات کا نام ہے وہ ایک ٹھوس اور واقعی چیز ہے۔ بس جب ایک شخص مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ سیاست کی باریک باتوں، اقتصادیات کے عمیق مسئلوں اخلاق کی بڑی بڑی کتابوں، مدبرین عالم کے افکاروں سے کلی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس کے پاس ہر علم و فن کی تصنیف، جہانبانی کے اہم اصول، اقتصادیات کے پیچیدہ مسائل، تمام کی تمام چیز اسلام کی شکل میں آجاتی ہیں، جو انسان کے کمزور دماغ کی پیداوار سے زیادہ درست اور واقعی ہوتی ہیں جن کا تجربہ بڑی بڑی قوموں پر کیا جا چکا ہے۔ محال ہے کہ انسان اسلامی تعلیمات پر عمل کرے اور دنیا و دین کا بادشاہ نہ بنے۔ اور ناممکن ہے کہ کوئی بالواسطہ یا بلا واسطہ

اسلامی اصولوں کو چھوڑ کر ترقی کرے۔

دنیا کے بڑے سے بڑے مدبر کو مجبور ہو کر اپنا سر نیاز اسلام کے زانو پر رکھنا پڑا ہے مادی حیثیات سے یورپ والے مسلمانوں کے شاگرد ہیں جنکو اسلامیوں نے ہسپانیہ کی درسگاہوں میں ترقی و تمدن کا سبق دیا ہے رہے امریکہ اور جاپان تو وہ مسلمانوں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اخلاقیات میں ہندوستان کی ہندو قومیں مسلمانوں کی شاگرد ہیں۔ ہندوؤں نے مسلمانوں سے عورتوں کی عزت کرنا، انکے ساتھ رحم و کرم سے پیش آنا، انکے جذبات اور محسوسات کی پاسداری کرنا سیکھا ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ ستی کے جنونی اور وحشیانہ رسم فنا ہو چکی ہے، بچپن کی شادیوں میں کمی ہو چلی ہے بیواؤں کی شادیوں کا بھی انتظام ہونے لگا ہے اہل مذاہب نے مسلمانوں سے کیا سیکھا؟ اس کا جواب یہی ہے کہ سب کچھ سیکھا۔ ترقی و تمدن کے موجودہ ہنگاموں سے قبل اگرچہ اہل مذاہب بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گئے تھے لیکن پھر بھی ان کی دنیا عجائب پرستی تک محدود تھی، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے متعلق عجیب عجیب روایتیں مشہور کر رکھی تھیں، انکی "صلیبیانہ" یادِ ذبیل سے ذلیل طریقے سے منائی جاتی تھی دنیا، دین، جنت و دوزخ عزت و آبرو، سلطنت و حکومت کے مالک گرجاؤں کے پادری اور پوپ تھے اور ان سب کا گرو گھنٹال پاپائے روما تھا یہ وہ تاریک دور تھا جب کہ علم و فن، ایجادات و اختراعات کے شائق کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ ہندو سمندروں، دریاؤں، جانوروں، چاند تاروں، اور بتوں کی پرستش بڑے خشوع سے کرتے تھے اور خدا کی یاد میں جنگلوں میں گھوم گھوم کر اور دریاؤں کے کنارے یادِ الٰہی کر کرکے اعضاء کو مفلوج کر دیتے تھے، ان کے انسانی خدا برہمن تھے۔ اور باقی مخلوق "دلپت اور ذلیل تھی" اور قریب قریب یہی عجائب پرستی، توہمات اور وساوس نوازی، اور فطرت انسانی کی ذلت کا دردناک نظارہ بدھ مذہب والوں میں تھا۔ لیکن اب کیا اہل مذاہب اپنی اسی شاندار حالت پر قایم ہیں؟ گو توہم پرستی پورے طور پر تو نہیں مٹی لیکن پوپوں اور برہمنوں کی خدائی ختم ہو گئی ہے اب اسلام کی طفیل ہر مذہب والا موحد ہونے کے دعوے کرنے لگا ہے۔ اور ہر حیثیت سے اپنے آپکو توہمات سے پاک بتلاتا ہے۔ لیکن یہ اسلام کے وہ احسان فراموش شاگرد ہیں جو اپنے محسن سے محبت کرنے کے بجائے عداوت رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ وہ انقلاب ہے جو اسلام نے مذاہب کو بخشا ہے اب ناظرین کرام مجملاً یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ اسلام کی اشاعت مقبولیت اور ترقی کا واحد سبب یہی ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما ہے۔

میری ان گذارشات سے ناظرین یہ مطلب نہ نکالیں کہ میں انبیاء کرام اور دیگر بانیان مذاہب کی تعلیمات کو برا کہہ رہا ہوں میں تو صرف اتنا کہتا ہوں کہ یہ تعلیمات اپنی حالت میں نہیں قائم رہیں اور موجودہ تعلیمات انسانوں کی کامیاب اور صحیح رہنمائی نہیں کر سکیں۔ ہم مسلمانوں کو ہمارا مذہب اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر نبی کی تعظیم کرو اور ان کی قدر کرو۔ اسلام تو دنیا کے تمام آسمانی مذاہب کا خلاصہ ہے، ہم کو سری کرشن جی کی تعلیمات سے نفرت نہیں ہے۔ بلاشبہ سری کرشن جی نے والدین کی اطاعت کی تعلیم دی ہے۔ دنیا کو انس اور پریم کا صداقت انگیز درس دیا ہے لیکن یہ بتلائیے کہ ہندوؤں کے مذہبی اصولوں اور سری کرشن جی کی مشہور تعلیمات میں حقوق نسواں کے متعلق کیا مذکور ہے؟ معاملات اور تعلیمات زندگی کے متعلق کیا بتلایا گیا ہے؟ دنیا و دین کے تعلقات کے متعلق کیا کہا گیا ہے؟

ہاں ہم نے مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات پر بہت غور کیا۔ توحید اور روحانیت کی روح پرور نداؤں کو سنا، دنیا سے بے تعلقی اور مخلوق خدا پر رحم کے مناظر بھی بدھ کی تعلیمات میں خوب نظر آئے۔ لیکن فطرت انسانی کی رہنمائی کا بدھ ازم میں کیا سامان ہے اصول جہانبانی اور تعلقات انسانی کا کہاں تذکرہ ہے؟ خانگی امور کے متعلق کیا کچھ بتلایا گیا ہے؟ قوموں کے عروج و زوال، بقا و فنا کے کیا راستے تجویز ہوئے ہیں؟

ہاں ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو خوب سوچ سوچ کر پڑھا ہمنے عدم تشدد اور رضا و تسلیم کے بہت عمدہ اصول پائے۔ صداقت کی تبلیغ میں مصیبتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ افزا نمونہ پایا لیکن یہ بتاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں سیاست کا ذکر کہاں ہے؟ کس طرح دنیا میں ترقی و تمدن کی بنیاد قائم کی جائے۔ کس طرح دنیا پر علم و فن کے اسرار منکشف کئے جائیں، کس طرح آسمان و زمین کو اپنا بنایا جائے، کس طرح چاند و سورج اور اسرار قدرت کو مسخر کیا جائے۔ جمہوریت کس طرح قائم کیجائے۔ بین الاقوامی تعلقات کس طرح استوار کئے جائیں، اور کس طرح خلافت الٰہیہ کا علم بلند کیا جائے؟ ان تمام سوالات کا جواب نہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات میں ملتا ہے اور نہ سری کرشن اور مہاتما بدھ کی تعلیمات میں اس کا جواب صرف اسلام، قرآن شریف، اور نبی کریم کی پاک تعلیمات کی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ وید گیتا، انجیل، توریت میں جزوی اور فروعی باتوں کے سوا کوئی مکمل ہدایت موجود نہیں ہے۔ اس صورت حال میں کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ یہ غیر مکمل مذاہب مکمل، جامع اور انسانوں کے لئے قابل قبول ہیں۔ ہاں اسلام ہی وہ آفتاب کامل ہے جو دنیائے زندگی کے ایک ایک گوشہ میں یکساں ضیاریز ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے فطرۃ الناس الذی فطر الناس علیہا ہے اسلام نبیاماً احل شئ ہے۔ اسلام مکمل اور جامع قانون ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً یہ خاص اسلام کی شان ہے۔ اسلام دنیا میں برتری اور فوقیت کے لیے آیا ہے ایسی شاندار اور مخصوص فوقیت کہ اس الحاد و دہریت کے زمانہ میں بھی اسلام کی فوقیت بدستور قائم ہے۔ دنیا کے مصائب کا واحد حل صرف اسلام ہے اور اب بھی عقدہ کشا لوگوں کی آنکھوں کا تارا اسلام ہے۔ اسلام کی جامعیت کے متعلق اس مختصر مضمون میں کچھ ثابت کرنا محال ہے۔ اس کے لئے قرآن شریف کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ احادیث، اور فقہ اسلامی کا عظیم الشان دفتر اسلام کی ہی تفسیر ہے اور یہ اسلام کی مکمل رہنمائی ہی کا نتیجہ ہے کہ اس کے فرزند ہر علم و فن میں طاق نکلے ہیں۔

ابن رشد اور بوعلی سینا سا فلسفی حضرت عمر فاروقؓ اور ہارون رشید سا بادشاہ خالد بن ولید اور صلاح الدین ایوبی سا فاتح۔ طارق اور محمد بن قاسم سا جرنل جن کی نظیر دنیا ابد الآباد تک پیدا نہیں کر سکتی۔

یہ سب اسلام کے ہی فداکار تھے۔ بہرحال یہ ایک روز روشن کی طرح یقینی حقیقت ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا مکمل رہنما اسلام اور صرف اسلام ہے۔

مولانا روم اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہونگے جنہوں نے مثنوی کو غور سے پڑھی ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں ہیں، علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت یہ عارفانہ سرخوشی آپ کی لائف سے ہی ہویدا ہے۔ سوانحات کے ساتھ قابل مصنف نے مثنوی شریف کے چیدہ چیدہ اشعار کا بھی ایک اچھا ذخیرہ لیا ہے بیحد مقبول کتاب ہے قیمت بہ رعایتی ۸ محصول ۶ جید یہ پریس دہلی سے منگائیے۔

اسلام کی پانچ خصوصیات

(از جناب مولانا مولوی یوسف مسلم صاحب چشتی لاہور)

آج ہر طرف مذہب کے خلاف جذبات کارفرما نظر آتے ہیں، اور بعض حلقوں میں تو مذہب کی طرف سے بالکل ناامیدی کا اظہار ہو رہا ہے، لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مادّیت کا دور ہے مذہب کچھ عرصہ کے بعد دُنیا سے بالکل غائب ہو جائے گا۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ جس چیز کی ضرورت نہ ہو وہ معدوم ہو جاتی ہے

ہندوستان میں جو خیالات یورپ سے آتے ہیں وہ بہت جلد مقبول ہو جاتے ہیں اور لوگ انہیں عموماً بلا پس و پیش تسلیم کر لیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یورپ میں جو مذہب مروج رہا ہے وہ فی الحال لاشۂ بے جان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا یا یوں سمجھیے کہ ایک عظیم الشان عمارت کے کھنڈر باقی رہ گئے ہیں جو آنے جانے والوں یا گزرنے والوں سے کسی قدر خراج تحسین وصول کر لیتے ہیں۔ ہندوستان کے لوگ جو آجکل مذہب کی طرف سے ناامید نظر آتے ہیں انہوں نے مغرب کے مہیا کردہ مقدمات سے چند نتائج نکال لئے ہیں چونکہ مقدمات میں غلطی ہے اس لئے نتائج لامحالہ غلط ہوں گے۔

یورپ کے مذہب پر ساری دنیا کے مذاہب کو قیاس کیا جا سکتا یہ صحیح منطق نہیں کہ چونکہ مسیحیت ناکام رہی لہٰذا ہر ایک مذہب ہی ناکام رہے گا۔ یا چونکہ مسیحیت باطل ہے مجموعۂ اوہام ہے اس لئے مذہب باطل ہے اور مجموعۂ اوہام ہے۔

ہندوستان کے بعض لوگ "اشتراکیت" کے دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ اشتراکیت بنی نوع آدم کے لئے کوئی مذہبی یا روحانی پیغام نہیں رکھتی وہ تو صرف بقول علامہ اقبال ع "بر مساوات شکم دارد اساس" اشتراکیت کوئی مذہب نہیں کوئی روحانی پیغام نہیں انسان کے لئے مکمل دستور العمل نہیں صرف روٹی کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور انسان صرف جسم یا مادہ کا نام نہیں بلکہ وہ روح اور مادہ کے مجموعے کا نام ہے۔ مذہب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا یہ ضرور ہے کہ اس دور ترقی میں وہ مذاہب جو انسان کی جملہ ضروریات کے کفیل نہیں ہو سکتے رفتہ رفتہ فنا ہو جائیں گے اور صرف وہی مذہب باقی رہ جائے گا جو انسان کے جذبات عقل اور ارادہ تینوں سے مطابقت اور موافقت کر سکتا ہے اور اس کی جملہ قسم کی ترقیوں میں معاونت اور رہنمائی کر سکتا ہے۔

اسی یورپ میں جہاں اس وقت ملحدیت کا زور و شور ہے اور لوگ مذہب سے بیزار نظر آتے ہیں ایسی ہستیاں بھی ہیں جو اس شور و غل سے متاثر نہیں ہوئیں بلکہ شک اور تذبذب کے پردوں کو ہٹا کر حقیقت کا نظارہ کر سکتی ہیں مغرب کا مشہور ادیب و فلسفی جارج برنارڈ شا جس کے زور قلم کا دوست دشمن دونوں کو اعتراف ہے اپنی ایک تصنیف میں لکھتا ہے کہ "اب سے سو برس کے بعد اسلام یا اس سے ملتا جلتا کوئی مذہب تمام دنیا کا مذہب ہو جائے گا" کیونکہ دیگر مذاہب محض مجموعہ رسوم ہیں اور دنیا اب رسوم سے بالاتر ہو چکی ہے لوگ اب روایات، اعجوبہ پرستی اوہام باطلہ اور خلاف عقل باتوں کو اپنا دستور العمل نہیں بنا سکتے وہ کچھ اور چاہتے ہیں جو اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔

ذیل کی سطور میں ہم اسلام کا مطالعہ اسی زاویۂ نگاہ سے کرنا چاہتے ہیں۔ ہم دکھانے کی کوشش کریں گے کہ اسلام میں وہ خصوصیات کونسی ہیں جو اُسے دنیا کے دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہیں یعنی وہ خوبیاں کیا ہیں جو اسلام کے سوائے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتیں

عموماً دیکھا گیا ہے کہ ع "کس نگوید کہ دوغ من ترش است" ہر شخص اپنے مذہب کو بہترین دستور العمل قرار دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ نجات اخروی کا واحد طریق میرا ہی مذہب ہے اس لئے ممکن ہے بعض نکتہ سنج اصحاب ان سطور کو بھی ذاتی تعصبات کا نتیجہ قرار دیں لیکن اگر وہ غور سے ان سطور کا ملاحظہ کریں گے تو انہیں صاف نظر آئے گا کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی ہے ہر دعویٰ پر نہایت روشن اور تسلی بخش دلائل پیش کئے ہیں ذاتی رجحانات کو مطلق دخل نہیں دیا ہے۔

میں صرف چند حقائق پیش کروں گا ناظرین بغور خود نتائج اخذ کر سکتے ہیں ہر شخص کو صلائے عام ہے کہ ان سطور کو تاریخی شواہد اور عقلی دلائل کی روشنی میں پرکھے۔ اگر صحیح ہوں تو قبول کرے، اگر غلط ہوں تو نکیر نہ کرے۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

اسلام کی پہلی خصوصیت جو اُسے تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یا یوں سمجھئے کہ وہ بات جو اسلام کے علاوہ دنیا کے اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ تمام کتابوں میں جو الہامی ہونے کی مدعی ہیں صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے جس میں ابتدائے نزول سے لیکر آج تک کوئی تغیر نہیں ہوا جس کے متن میں نہ کمی ہوئی ہے نہ بیشی، جس کی صحت کا دوست اور دشمن دونوں کو اعتراف ہے مسلمان تو حسب تعلیم قرآن مجید یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کی یہ آخری وحی اور بنی نوع آدم کے لئے یہ مکمل دستور العمل انسانی دستبرد اور آمیزش و آلائش سے بالکل پاک ہے باطل اس پاک نوشتہ میں راہ نہیں پا سکتا، اللہ خود اس کا محافظ ہے، غیر مسلم بھی اس امر پر شہادت دیتے ہیں کہ یہ کتاب بجنسہ وہی ہے جو ابتدا میں تھی چنانچہ مشہور مصنف سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "دنیا میں سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس کا متن ہر قسم کے اغلاط اور تحریفات سے محفوظ رہا ہو" یہ شہادت ایسے شخص کی ہے جسے اسلام سے کوئی محبت نہ تھی اور جس نے کئی کتابیں اسلام کے خلاف لکھی ہیں۔

یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ اور کسی کتاب نے اس بات کا دعویٰ بھی نہیں کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہر قسم کی آلائش سے پاک رہے گی ایک آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون "ہم نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اور بلا شک ہم اس کے محافظ ہیں" جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اس دعوی کی صداقت روز روشن کی طرح آشکارا ہوتی جاتی ہے چین سے لیکر مراکو تک اور روس سے لیکر جنوبی افریقہ تک آپ جس ملک میں چاہے چلے جائیں آپ کو وہی ایک قرآن ملے گا کیا مجال کہیں کوئی فرق ہو سکے نقطہ درکنار زیر زبر کا فرق نہیں ہوگا۔ تمام دنیا میں اس کے محافظ موجود ہیں جن کے سینوں میں یہ پاک کتاب محفوظ ہے اگر دنیا سے قرآن مجید کے سارے نسخے یک لخت مفقود ہو جائیں تو بھی مسلمانوں کو کوئی فکر نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اپنی یادداشت سے دوبارہ اس کو از اول تا آخر مرتب کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے یورپین مصنفین کو اس امر کا اعتراف ہے کہ دنیا میں کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں ہے جس کے پیرؤں نے اس کی حفاظت کا مسلمانوں سے زیادہ اہتمام کیا ہو اس کے علاوہ قرآن مجید کو ایک ضمنی امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ الہامی کتابوں میں سے صرف اسے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے اور مسلمان ہر روز

جلا ناغہ اس کے کسی نہ کسی حصہ کو اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں۔

اس کے بالمقابل اب دوسری کتابوں کو لے لیجئے۔ انگریزی میں ایک مثل ہے کہ "موازنہ عموماً ہمیشہ ناگوار ہوتا ہے" لیکن بعض اوقات موازنہ ایک امر لازمی ہو جاتا ہے کیونکہ بغیر موازنہ مختلف چیزوں میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ آج دنیا میں قرآن مجید کے علاوہ جس قدر مذہبی کتابیں موجود ہیں ان میں سے کوئی کتاب اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ تحریف سے پاک ہے۔

ویدوں کے متعلق کوئی ہندو یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ انسانی دستبرد سے محفوظ ہیں یا تحریف سے پاک ہیں یورپ کے علماء جنہوں نے ویدوں کا مطالعہ کیا ہے مثلاً پروفیسر میکس ملر، پروفیسر ولیم جونس وغیرہ سب یہی کہتے ہیں کہ ویدوں میں تحریف ہوئی ہے اور اس کے قدیم نسخے آپس میں ایک دوسرے سے نہیں ملتے سب میں کافی اختلافات موجود ہیں۔

ژند پاژند اور اوستا یہ مجوسیوں کی مذہبی کتب ہیں ان کے متعلق بھی کوئی مجوسی عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تحریف سے پاک ہیں ڈارمسٹیٹر مشہور یورپین عالم جس نے اپنی عمر پارسی نوشتوں کے مطالعہ میں صرف کی ہے لکھتا ہے کہ ان کتابوں میں کافی تحریف ہو چکی ہے توریت زبور انجیل ان کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں اس کتاب کے متعلق دوسروں کی رائے کی ضرورت نہیں خود عیسائی علماء پکار پکار کر کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے اصلی توریت، اصلی زبور، اصلی انجیل تینوں آج صفحۂ دنیا سے ناپید ہیں اور ان کتابوں کے قدیم ترین نسخے آج موجود ہیں ان میں بعید اختلافات پائے جاتے ہیں۔

علاوہ بریں ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت عیسیٰ ارآمی زبان بولتے تھے لہذا جو کتاب اپنر نازل ہوئی تھی وہ یقیناً آرامی زبان میں ہوگی کیونکہ یہ بات سراسر خلاف عقل ہے کہ نبی مبعوث ہو ایران میں اور کتاب اُسے دیجائے روسی زبان میں لیکن کس قدر تعجب خیز امر ہے کہ آج انجیل کے قدیم ترین نسخے یونانی زبان میں ملتے ہیں آرامی یا عبرانی زبان میں کوئی نسخہ روئے زمین پر موجود نہیں گویا اصلی کتاب مدتوں سے ناپید ہے جو کچھ آج عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ ترجمے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں مثلاً کوئی عیسائی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ "یونانی نسخے" اصلی انجیل کا صحیح ترجمہ ہیں۔

دوسری اہم خصوصیت جو اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی مذہبی کتابیں جن زبانوں میں ہیں وہ سب مردہ ہو چکی ہیں سنسکرت، پالی، پہلوی، عبرانی، سریانی، لاطینی، یونانی، اور پراکرت یہ سب مردہ زبانیں ہیں آج روئے زمین پر کوئی نہیں جو انکو بولتا ہو قرآن شریف عربی زبان میں ہے اور عربی آج بھی بولی جاتی ہے اور جس طرح نزول قرآن کے وقت اس کے بولنے اور سمجھنے والے موجود تھے آج بھی موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے

وید سنسکرت میں ہیں، ژند پہلوی میں، توریت عبرانی میں، انجیل یونانی میں، اور بدھ مذہب کے نوشتے پالی زبان میں، چونکہ یہ سب زبانیں مردہ ہو چکی ہیں۔ اس لئے آج ان کتب میں سے کسی کتاب کے کسی فقرہ کے متعلق کوئی فیصلہ کن اطمینان بخش بات نہیں کہی جا سکتی۔ ان کتابوں کی تفسیر کرتے وقت ہر شخص اپنا ہی قیاس پیش کرتا ہے اور کوئی معیار ایسا نہیں جس سے اس کی پیش کردہ تفسیر کی صحت کو پرکھا جائے معانی الفاظ کے انبار میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔

ان دو باتوں کا مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ ایک طالب حق اگر مذہبی چھان بین کرنے لگے تو سب سے پہلے اُسے یہ دشواری پیش آئیگی کہ وہ کسی طرح اس پہلو پر مطمئن نہیں ہو سکتا کہ منشائے خداوندی ان کتابوں میں بجنسہٖ موجود ہے جب اُسے ان کتابوں کی صحت پر شک ہے اور یہ شک دور نہیں ہو سکتا تو وہ ان کتب کو منجانب اللہ کس طرح یقین کر سکتا ہے؟ اور اس کے بعد مرحلہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات کی تفسیر کرنے لگے تو آج کوئی شخص ان زبانوں کا بولنے والا نہیں جو اُسے محاورات اور زبان کی باریکیوں سے خبردار کر سکے۔ ویدوں کے جس قدر تراجم ہوئے ہیں سب باہمدگر مختلف ہیں یورپین اصحاب کے تراجم ہندو علماء کے تراجم سے مختلف ہیں یورپین اصحاب کے تراجم ہندو علماء کے تراجم سے مختلف ہیں پھر آریہ سماج کا ترجمہ سناتن دھرم [redacted] کے نزدیک [illegible]

بنارس کے پنڈتوں کے نزدیک قابل قبول نہیں مختصر یہ کہ جس قدر علماء ہیں اسی قدر تراجم ہیں اور ہر شخص اپنے ترجمہ کو صحیح قرار دیتا ہے لیکن معیار کسی کے پاس نہیں اندریں حالات ایک طالب حق حیران ہو جاتا ہے کہ کس کی بات قبول کرے اس کے بالمقابل قرآن مجید کا صحیح اور غیر محرف متن ہمارے سامنے موجود ہے ہر شہر میں مل سکتا ہے اس کے ترجمہ کے متعلق کوئی اختلاف یا بحث نہیں جس معاملہ میں کسی کو شک ہو اہل زبان سے رجوع کر سکتا ہے اور اس سے بڑھکر کوئی معیار کسی بات کی صحت کا ہو نہیں سکتا۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے پس اس کے وہی معنی قابل قبول ہوں گے جو عربی لغت اور محاورہ اہل زبان کے مطابق ذاتی رائے کو اس میں دخل نہیں ہو سکتا۔

تیسری خوبی یا خصوصیت جو اسلام کے علاوہ اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا ایک ایک واقعہ بجنسہٖ محفوظ ہے۔ حضورؐ کی شخصیت تاریخی طور پر ثابت ہو سکتی ہے یعنی جس طرح اسلام کی کتاب زندہ ہے اسی طرح اسلام کا نبی بھی زندہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین الی یوم الدین

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اولاً دنیا میں جس قدر بانیان مذاہب گذرے ہیں ویدوں کے رشی ہوں زردشت مہاتما بدھ حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت عیسیٰ ان سب بزرگوں کی زندگیاں پردۂ خفا میں ہیں ان کے وجود کو تاریخی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا کہا جاتا ہے کہ وید چند رشیوں پر نازل ہوئے تھے اب ایک طالب حق یہ دریافت کر سکتا ہے کہ یہ بزرگ کون تھے؟ کہاں رہتے تھے؟ ان کی زندگی کس طرح گزری؟ انہوں نے اپنی تعلیم کو عملی جامہ پہنایا یا صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہے؟ واضح ہو کہ ہادی کا کمال اخلاقی وعظ میں منحصر نہیں کیونکہ یہ بات تو غیر نبی بھی کر سکتا ہے ہادی کا کمال یہ ہے کہ وہ جو کہے اس پر عمل بھی کر کے دکھائے تو اب سوال یہ ہے کہ ویدوں کے ملہمین کی زندگی کو کس طرح پرکھا جائے؟

زردشت کے متعلق روایات ہیں کہ وہ مجوسیت کے بانی تھے لیکن موجودہ تحقیق جو ان کے متعلق کی گئی ہے بڑی مایوس کن ہے اول تو یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ کب پیدا ہوئے کہاں پیدا ہوئے انکی زندگی پر روایات کا غلاف چڑھا ہوا ہے اور ایک طالب حق کو روایات کے تسلیم کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بعض محققین کو زردشت کے وجود ہی میں شک ہے اور یہ شک بیجا نہیں کیونکہ انکی شخصیت کو تاریخی طور پر جب تک ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک آپ کسی شخص کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اس پر یقین کرلے کہ زردشت بھی کوئی انسان دنیا میں گزرا ہے۔

یہی حال مہاتما بدھ کا ہے ان کی زندگی بھی روایات اور دور دراز کار افسانوں کے پردہ میں گم ہے جس قدر سوانح حیات دستیاب ہوتے ہیں وہ سب روایات پر مبنی ہیں جن کی صحت پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی حضرت موسیٰ، داؤد اور عیسیٰ کی سوانح حیات جو کچھ ملتی ہیں وہ بائبل میں منحصر ہیں اور بائبل خود پایۂ اعتبار سے ساقط ہے سب سے پہلے تو یہ ثابت ہونا چاہئے کہ بائبل صحیح ہے یہ بات قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتی نہ اصلی توریت دنیا میں موجود ہے نہ اصلی انجیل کا روئے زمین پر کہیں نشان ہے جو کچھ ہے فسانہ اور روایت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تو پھر ان بزرگوں کے متعلق کوئی بات از روئے یقین کس طرح کہی جا سکتی ہے!

ثانیاً اگر کچھ حصہ لائق اعتبار بھی ہو تو ساری زندگی کسی نبی یا بانئے مذہب کی محفوظ نہیں تاریخی طور پر ان کی زندگی کا مطالعہ نہیں کیا جا سکتا زردشت، بدھ، موسیٰ اور عیسیٰ کے سوانح حیات جو موجود ہیں اگر انہیں صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی آپ ان کی زندگیوں کا مطالعہ اس طرح نہیں کر سکتے جس طرح یکسر نمونہ اور رنگ زیب یا مصطفےٰ کمال کا۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے ۳۳ سال کی عمر پائی بعض کہتے ہیں ۱۲۰ سال زندہ رہے گویا آج تک نکی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات بھی متیقن نہ ہو سکی، اور اس کے علاوہ انجیل سے انکی ۳۳ سالہ زندگی کا بھی پورا حال نہیں معلوم ہوتا صرف ڈھائی تین سال کے واقعات بیان کئے گئے ہیں نہ انکی عادات و اطوار کا علم حاصل ہو سکتا ہے نہ ان کی روز مرہ زندگی پر روشنی پڑ سکتی ہے اور یہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جو کچھ ہے وہ محض فسانہ اور داستان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا یہی حال دوسرے بانیان مذاہب کا ہے کہ اول تو ان کی زندگی پردۂ خفا میں ہے ان کی شخصیت تاریخی طور پر ثابت نہیں ہو سکتی اور اگر چند واقعات ملتے بھی ہیں تو اُن میں کوئی تاریخی صداقت نہیں محض روایت ہے۔

اب اس کے بالمقابل اسلام کے بانی کی زندگی کو دیکھئے اور آپ یہ سن کر حیران رہ جائیں گے کہ ہم آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد بھی آنحضرت صلعم سے اس قدر واقف ہیں کہ اپنے دادا یا نانا سے اس قدر واقف نہونگے حضور کی ایک ایک بات ہمارے پاس محفوظ ہے آپ کا اٹھنا بیٹھنا سونا چلنا پھرنا گفتگو کرنا تعلیم دینا خطبہ دینا مقدمات فیصل کرنا نمازوں میں شریک ہونا جنگوں میں شریک ہونا۔ پیدائش طفولیت لڑکپن جوانی بڑھاپا وفات صورت، سیرت، شکل و شباہت، لباس، خوراک، رہائش، نکاح، اولاد، آداب معاشرت؛ غرضکہ تمام جزئیات اس طرح محفوظ ہیں کہ شک و شبہ کی گنجائش نہیں دنیا میں آپ کے سوائے اور کوئی ہستی ایسی نہیں جس کی ہر ادا اس طرح صفائی کے ساتھ تاریخ کے آئینہ میں محفوظ ہو۔

اسکے علاوہ آپ کی زندگی کے سارے واقعات تاریخ کے معیار پر پورے اتر سکتے ہیں بقول ڈاکٹر اسپرنگر ایک دو نہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں آپ کی زندگی پر مہیا کی جاسکتی ہیں تاریخ میں کئی ہزار آدمیوں کے نام محفوظ ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا اور آپ کی صحبت اٹھائی اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ سب تاریخی حیثیت کے لوگ ہیں۔

ان تینوں خوبیوں کو یکجائی طور پر دیکھنے سے ایک طالب حق بڑی آسانی فیصلہ کرسکتا ہے کہ یہ مذہب لائق قبول ہے یا نہیں یہ دوسری بات ہے کہ وہ کسی وجہ سے اسلام کو اپنے لئے پسند نکرے لیکن وہ یہ عذر پیش نہیں کرسکتا کہ میرے پاس کسی فیصلہ پر پہونچنے کے لئے مواد کافی نہیں ہے مثلاً اگر ایک طالب حق عیسائی مذہب کا مطالعہ کرنا چاہے یا اُسے کسوٹی پر پرکھنا چاہے تو سب سے پہلی دشواری یہ ہوگی کہ وہ اصلی انجیل کہاں سے دستیاب کرے زیادہ سے زیادہ یہ کرسکتا ہے کہ قدیم یونانی نسخوں کا مطالعہ کرے تو اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یونانی نسخے چوتھی صدی عیسوی سے پہلے کے دستیاب نہیں ہوتے اور وہ خود کسی قدیم نوشتے کا ترجمہ ہیں جو یقیناً آرامی یا عبرانی زبان میں ہوگا پس یہ سوال جو اس کے سامنے پوری شدت کے ساتھ آئیگا یہ ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ یونانی نسخے فی الحقیقت قابل اعتماد ہیں اس کے علاوہ دوسری دشواری یہ ہوگی کہ یونانی نسخے جس قدر ہیں سب کے سب آپس میں مختلف ہیں لہذا دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ معیار کیا ہے جس کی رو سے ہم ایک کو صحیح اور باقیماندہ نسخوں کو غلط قرار دیں تیسری دشواری یہ ہوگی کہ انجیل کے علاوہ جناب یسوع کی لائف دنیا میں کہیں موجود نہیں اور انجیل پہلے ہی سے ناقابل اعتبار ہے تو جناب یسوع کی لائف جو اس میں بیان کیگئی ہے وہ بھی اعتماد کے قابل نہیں ہے مختصر یہ کہ عیسائیت یہودیت مجوسیت اور ویدک دھرم ان میں سے کوئی میدان تحقیق میں آنیکی صلاحیت نہیں رکھتا یعنی یہ مذاہب اہل عقل کے نزدیک لائق اعتنا بھی نہیں چہ جائیکہ لائق اختیار ہوں جب مبادیات ہی ناقابل اعتماد ہیں تو کوئی آدمی تحقیق ہی کیا کرسکتا ہے اور تحقیق کرے بھی تو کس بات کی پہلی شرط تو یہ ہے کہ کتاب صحیح حالت میں ہو اس کے بعد ایک شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس کی تعلیم لائق اختیار ہے یا نہیں یہاں یہ پہلی شرط سرے سے مفقود ہے پھر کس منہ سے کوئی شخص اس جنس ناروا کو بازار تحقیق میں پیش کرسکتا ہے؟

چوتھی خوبی جو اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی یہ ہے کہ قرآن مجید بنی نوع آدم کے لئے ایک مکمل دستور العمل ہے اس کتاب کی موجودگی میں انسان کو معاشرتی اخلاقی ذہنی اور روحانی ترقی کے لئے کسی اور ضابطہ کی ضرورت نہیں ہے یہ کتاب انسان کی جملہ ضروریات زندگی کی کفیل ہے مشہور مورخ گبن لکھتا ہے کہ "قرآن مجید اخلاق، مذہب، معاشرت، قانون اور حکومت جملہ انسانی شعبوں پر حاوی ہے اور انسان کے لئے ایک مکمل ضابطہ ہے۔" قرآن مجید رسوم و روایات یا افسانوں کی کتاب نہیں یہ ان زریں اصولوں کی حامل ہے جن پر چل کر انسان ترقی کے انتہائی مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے وید دں میں کچھ رسوم ہیں کچھ دعائیں ہیں جو دیوتاؤں کے غضب سے بچنے کے لئے بتائی گئی ہیں قربانی کے طریقے ہیں گانے بجانے اور نغمہ سرائی کے اسلوب بیان کئے گئے ہیں یا داستانیں اور قصے ہیں یہ کتاب ان اصولوں سے خالی ہے جو انسان کے لئے از بس ضروری ہیں اگرچہ اس کے پیرو ان کا دعوی تو یہ ہے کہ سائنس حکمت فلسفہ اور جملہ علوم اس کے اندر ہیں لیکن تاریخ اور تجربہ اور مشاہدہ سب کچھ اس دعوے کے خلاف ہے ہندوؤں کی جو کچھ تاریخ ہمیں ملتی ہے اس کے دیکھنے سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جب تک ویدوں پر عامل رہے تہذیب [illegible]

بائبل کا بھی یہی حال ہے اس میں سوائے یہود کی تاریخ اور جنگی کارناموں کے اور کوئی بات نہیں ملتی انجیل میں جناب یسوع کی لائف ہے اور کچھ خطوط ہیں جو شاگردوں نے لکھے ہیں ژند اوستا اور ژند میں سوائے رسوم کے اور کچھ نہیں علاوہ بریں یہ کتابیں معاشرت اور تمدن کے مسائل سے یکسر خالی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہنود اور پارسی یہودی اور عیسائی سب کے سب بطور خود یا حکومت کی مدد سے اپنی معاشرت کیلئے دستور العمل بناتے رہتے ہیں لیکن اسلام کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ کسی انسان یا حکومت کا ممنون احسان نہیں ہوتا ایک مسلمان کو اپنے دنیاوی معاملات میں حکومت کے دروازہ پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں اول تو اس کی زندگی کی ساری ضروریات کا حل موجود ہے۔ دوسرے جو بات بتائی گئی ہے وہ ایسی عمدگی اور جامعیت کے ساتھ کہ کسی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت نہیں مثلاً انجیل میں لکھا ہے کہ نکاح کسی صورت میں فسخ نہیں ہوسکتا لیکن تجربہ نے بتادیا کہ یہ تعلیم ناقص ہے کئی صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں جبکہ نکاح فسخ کرنا ناگزیر ہوجاتا ہے اس کے بالمقابل قرآن مجید میں طلاق کی اجازت ہے۔

انجیل میں نہ حکومت کرنیکے طریقے بتائے گئے ہیں نہ تجارت کرنے کے نہ مظاہر فطرت کے مطالعہ کی دعوت دی گئی ہے نہ تہذیب اور تمدن کی راہیں بتائی گئی ہیں نہ حقوق اللہ کا ذکر ہے اور نہ حقوق العباد کا یہی وجہ ہے کہ ابتدا سے عیسائی لوگ ہر مسئلہ پر مجلس مذہبی منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور اپنی تمام ضرورتوں کیلئے انسانی فیصلوں کے محتاج ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

پانچویں خوبی جو اسلام کو دیگر تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے اس کی تعلیم اول سے آخر تک فطرت انسانی کے عین مطابق ہے اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قرآن مجید اس ہستی کا نازل کردہ ہے جس کو فطرت انسانی کا پورا علم حاصل ہے اور یہ علم سوائے اللہ تعالی کے اور کس کو ہوسکتا ہے۔ مجوسیت کو لیجئے اس میں دو خداؤں کی تعلیم دیگئی ہے ایک نیکی کا خدا دوسرا بدی کا یہ تعلیم سراسر فطرت انسانی کے خلاف ہے کوئی شخص دو آقاؤں کی خدمت نہیں کرسکتا اور نہ دو بادشاہوں کو خوش رکھ سکتا ہے جو بات ایک کی مرضی کے مطابق ہوگی وہ ضروری نہیں کہ دوسرے کی مرضی کے بھی مطابق ہو۔ بدھ مذہب میں سرے سے خدا کا وجود ہی نہیں حالانکہ فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی ہستی کو معبود قرار دیکر اس کے ساتھ روحانی تعلق پیدا کیا جائے۔ علاوہ بریں یہ مذہب ترک دنیا کی تعلیم بھی دیتا ہے اور یہ بات بھی فطرت انسانی کے خلاف ہے اگر ہر شخص اس تعلیم پر عمل کرنے لگے تو دنیا کچھ عرصے کے بعد رہنے کے قابل نہ رہے نہ شہر آباد ہوں نہ عمارات تعمیر ہوں نہ بازار نہ تجارت نہ صنعت نہ حرفت نہ تہذیب نہ تمدن نہ معاشرت نہ شائستگی۔ غور کیجئے جب ہر شخص دنیا کو ترک کرکے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلا جائیگا تو دنیا میں پھر کون رہیگا؟ شہر کس طرح آباد ہونگے؟ اور جب عورت مرد آپس میں شادی نہیں کریں گے تو نسل آدم کس طرح چلے گی؟ ہندو مذہب تو سراسر عقل اور فطرت کے خلاف ہے اس میں ایک دو نہیں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں سے اوپر موجود ہیں اور لنگ پوجا، گئو پوجا درخت پوجا یہ ساری باتیں ایسی ہیں کہ کوئی سلیم الطبع انسان ان باتوں کو راہ نجات نہیں قرار دے سکتا عیسائی مذہب ہندو مذہب سے بھی چار قدم آگے بڑھا ہوا ہے اس مذہب کی اصل تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے گنہگار پیدا ہوتا ہے عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ بغیر گناہ کا ارتکاب کئے ایک شخص گنہگار ہوسکتا ہے مگر عیسائیت کو اصرار ہے کہ انسان ماں کے پیٹ سے ہی گنہگار پیدا ہوتا ہے علاوہ ازیں کفارہ کا عقیدہ بھی سراسر عقل اور فطرت انسانی کے خلاف ہے یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ جرم کرے کوئی اور سزا ملے دوسرے کو، اور پھر دوسرے کے سزا پانے سے میرا جرم کس طرح معاف ہوسکتا ہے؟

ان مذاہب کے بالمقابل اسلام کو لیجئے قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھیے کوئی عقیدہ خلاف عقل یا خلاف فطرت نہ ملے گا۔ اور جو لوگ قرآن مجید کے علاوہ کوئی بات پیش کرتے ہیں یا اُس پر عقیدہ رکھتے ہیں یہ انکا ذاتی فعل ہے اسلام اُن کے قول کا ذمہ دار نہیں ہے۔

اسلام کا مشہور ترین عقیدہ یہ ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں یہ بات نہ صرف فطرت انسانی کے مطابق بلکہ آج تمام مذاہب شرک کی آلودگی سے رفتہ رفتہ نکل کر اسی مبارک عقیدہ کی طرف آرہے ہیں۔ دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اُس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ نہ کم نہ زیادہ۔ یہ بات بھی فطرت انسانی کے عین مطابق ہے الغرض کوئی شخص کہاں تک شمار کرے۔ قرآن مجید ہر شخص پڑھ سکتا ہے اس کا مطالعہ کرے۔ اگر ممکن ہو تو میرے دعوی کی

اسلام ترقی پسند مذہب ہے

نوشتہ عالیجناب مولانا مولوی شریف احمد صاحب مراد ایڈیٹر الخلیل

عیسائیت و مجوسیت ابتدا میں اسلام کے دو سب سے زبردست حریف تھے، عیسائیت تو مقابلے میں آنیکی جرأت ہی نہ کر سکی، مگر یہودیت نے کچھ عرصہ تک جم کر مقابلہ کیا۔ اور سخت شکست کھائی زردشتی مذہب تو دو چوٹیں بھی برداشت نہیں کر سکا اور ایک قلیل و مختصر مدت ہی میں یہ صورت ہو گئی کہ اس زمانے کے بڑے بڑے مذاہب آفتاب اسلام کی شعاعوں سے چکاچوند ہو کر رہ گئے۔ مصر، ایران فلسطین، شام، عراق، دہجداد، بربر و ہسپانیہ تک علم اسلام لہرانے لگا۔ اس ترقی و عظمت کا باعث یہ تھا کہ اس عہد کے مسلمان اسلامی تعلیمات کا صحیح نمونہ تھے اور انکا جو قدم اٹھتا تھا وہ اسلام کے سائے میں اٹھتا تھا، اسلام کی روشنی میں اٹھتا تھا۔ اسلام کی ہدایت کے مطابق اٹھتا تھا خدائے قدیر کی طرف سے قرآن کریم میں اعلان ہو چکا تھا کہ یہ مذہب دنیا کا بہترین اور مکمل مذہب ہے اور مسلمان جب تک اس صراط مستقیم پر قائم رہیں گے اس نیلگوں آسمان کے نیچے کوئی ان سے نگاہ ملا نہ سکے گا اور یہی دنیوی و دینی کامرانیوں اور جملہ فضائل اخلاق کے حامل رہیں گے اور تخت و تاج اور سلطنت و حکومت بھی انہی کی میراث و جاگیر ہو گی، وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

فرزندان توحید کی ابتدا کتنی ضعیف و کمزور تھی جس خطہ ارض سے یہ چشمہ پھوٹا تھا وہ رذائل و مثالب کا ایک مرکز تھا۔ جہالت و ضلالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی و ظلمت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی تمدن اور تہذیب کی کوئی کرن بھی ہزارہا سال سے یہاں نہیں چمکی تھی، نہ زمین زرخیز تھی نہ آب و ہوا بہتر، نہ تجارتی سرگرمی نمایاں تھی اور نہ صنعت و حرفت کا کوئی نشان تھا۔ نہ راستے نہ سڑکیں نہ علم نہ تہذیب انتہا یہ ہے کہ اپنی ابتدائی ضروریات کی تکمیل کے لئے بھی یہ لوگ دیگر ممالک کے محتاج تھے کسے باور ہو سکتا تھا کہ عرب کے اس تپتے ہوئے کہساروں، جھلسنے ہوئے میدانوں اور جلتے ہوئے بے آب و گیاہ ریگزاروں میں تہذیب و تمدن کا آفتاب ضیا بار و ضو فشاں ہو گا۔ دنیا کی بہترین قوم یہیں پیدا ہو گی اور یہیں پوری دنیا پر حکومت کی جائیگی۔ لیکن خدائے برتر و توانا کو اپنی قدرت کی کرشمہ کاری دکھانی تھی اور بندوں پر یہ واضح کرنا تھا کہ ہم جو دستور العمل اپنے بندوں کی فلاح و بہبود کے لئے قرآن کریم کی شکل میں مرتب کر کے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل فرما رہے ہیں وہ چیز ہی ایسی ہے کہ اس ویرانی سے وحشی ملک کے باشندے بھی اگر تھام اٹھائیں گے تو دنیا انہی کی جاگیر بنکر رہیگی اور ارض عالم کے فرمانروا بنکر وہی منصہ شہود پر جلوہ گر ہونگے

عربوں کی ترقیات

عربوں کے پاس کیا تھا؟ ایک کتاب! یہی انکا سارا اندوختہ تھا اور یہی انکا دستور العمل، اسی کو انہوں نے بغل میں دبا کر اپنے سینوں میں جذب کر کے وہ اُٹھے اور اس طرح اُٹھے کہ دنیا میں ایک زلزلہ پیدا ہو گیا۔ ربع مسکون میں ایک تہلکہ پیدا ہو گیا اور نظام عالم درہم برہم ہوتا نظر آیا جو قوم مکر و مصائب تھی وہ مجسمہ محاسن بنگئی جنہیں کچھ نہ آتا تھا وہ دنیا کی معلم بنگئے جن کے پاس اونٹوں اور بکریوں کے سوا کوئی ثروت نہ تھی اُن کے خزانے زر و جواہر سے لبریز نظر آنے لگے، اور وہ وقت بھی آگیا کہ زر و سیم کے تمام دریاؤں کا رُخ مدینہ کی جانب پھر گیا اور سلاطین عالم اسکی ہیبت سے اپنے کاشانوں میں لرزنے لگے۔ یہ سب کچھ تھا مگر غور تو کرو، سوچو تو نتیجہ تھا کس تعلیم کا! عرب میں اس سے بیشتر کتنے مدارس کتنی درسگاہیں اور کس قدر یونیورسٹیاں تھیں، کون سے مساعد کونسے مادی و ملکی و سیاسی ذرائع معاون ترقی تھے۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت خالد بن ولید، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی تھی اور مدنیت، اخلاق، تجارت، سیاست، سپہگری، اور روحانیت کے سبق کس اُستاد سے حاصل کئے تھے، مغرب اپنی تمام ترقیوں کے باوجود یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ بزرگ رضی اللہ عنہم کیرکٹر، نمونہ سپہگری اور کمالات انسانی کے اعتبار سے بہترین تھے۔ آخر یہ کمالات اُنہیں کہاں سے حاصل ہوئے، اس کا جواب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم ہی معلم و ہی انکی یونیورسٹی اور وہی انکا معاون رہا اس لئے کہ یہ کوئی ڈھکی چھپی حقیقت نہیں کم و بیش ایک صدی تک انکا واحد ذریعہ تعلیم اور رہبر و رہنما یہی قرآن کریم رہا اور دیگر اقوام کے علوم کی ہوا تک نہ پہنچی اسلام اسی قرآنی تعلیم کا نام ہے اور بس۔

جب تک مسلمان پوری صداقت و دیانت سے اس کے ایک ایک شوشے اور ایک ایک جزئے پر عامل رہے دنیا کی فائز المرامیاں ان کے جلو میں رہیں اور جب سے انہوں نے اس صراط مستقیم کو چھوڑا بدبختی نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا اُسی وقت سے وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔ اور انکی ٹھکرائی ہوئی قومیں ان پر حکومت کرنے لگیں۔

خدا اور بندوں کے تعلقات

دنیا میں طاقت کار راج ہے دنیا والے بیوقوف نہیں وہ جانتے ہیں کہ اسلام ایک سویا ہوا شیر ہے جس وقت یہ بیدار ہوا تو پھر باغ و راغ اور صحرا و دشت پر اس کی حکومت ہو گی، اور اس کے اقبال کا ستارہ پھر پوری شان کے ساتھ چمکنے لگے گا اس لئے حریفان مغرب کی جد و جہد کا رجحان ہمیشہ یہ رہا کہ اسلامیوں کے خصائص ملی کو جہانتک ہو سکے اور جن علانیہ و خفیہ تدابیر سے بھی کام لیا جا سکے لیکر تباہ کر دیا جائے تاکہ یہ اپنے مذہب اور تہذیب و تمدن سے بالکل بیگانہ ہو کر عیسائیت میں جذب ہو جائیں یا کم از کم حقیقی اسلام سے انہیں کوئی دور کا تعلق بھی باقی نہ رہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے عیسائیت کی طرف سے انواع و اقسام کی مساعی کا سلسلہ شد و مد کے ساتھ جاری ہے اور کئی صدیوں سے اس نوع کی کوششیں عمل میں لائی جا رہی ہیں بڑے بڑے علمائے یورپ کی طرف سے اسلام کی تعلیمات پر آئے دن حملے ہوتے رہتے ہیں۔ کوئی صاحب روحانیت اور خدا کے مسئلہ کو لے بیٹھتے ہیں کوئی، شکر اس کی تہذیب پر بحث شروع کر دیتا ہے کوئی اسکی عبادت پر مذاق اُڑاتا ہے کوئی اسے مخالف ترقی خیال کرتا ہے کسی کو اس کی تعلیم جہاد پسند نہیں آتی کوئی اس کے آئین حجاب پر معترض ہے، اور کچھ ایسے مہربان ہیں جو سرے سے یہی نہیں چاہتے کہ دنیا میں کوئی مذہب قائم رہے اور خدا اور بندوں کے تعلقات اُستوار رہیں مغربی تہذیب و تمدن کی زرق برق نمائشوں بے راہ روی آزادیوں اور سکڑوں سوز تر تیوروں نے اس خلاف مذہب و اسلام پروپیگنڈے کو اور تقویت پہنچا رکھی ہے۔ اول تو اسلامیات ... کا خمیازہ ویسے ہی مسلمان بھگت رہے تھے اور اسلام سے دور ہوتے چلے جاتے تھے، اس پر اس ... اور اس تمدن مغربی کے سیلاب نے اور تباہیاں پھیلانی شروع کر دی ہیں اور تعلیم یافتہ طبقہ جو گرویدہ ہوتا اور جادہ مستقیم سے ہٹتا چلا جا رہا ہے نوعیت تعلیم اور فقدان تربیت نے غور و فکر کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا کہ جس راستہ پر ہم پڑ رہے ہیں وہ دنیا کعبہ کی طرف نہیں بلکہ ترکستان کی طرف لے جا رہا ہے ایسی حالت میں کہ مسلمان ... مسلمان رہ گئے ہوں اور عملاً اسلام سے انہیں کوئی تعلق نہ رہا ہو، یہ پروپیگنڈہ ...

صورت اختیار کر لیتا ہے۔

جرجی زیدان کی نقصان رسانیاں

مصر کا مشہور ایک جرجی زیدان

اُٹھا اور اسنے اس ہوشیاری و عیاری سے اسلام پر حملے شروع کر دیئے کہ کسی کو احساس بھی نہیں ہوا اسنے لپنے حملوں اور یورشوں کا مرکز عربی تہذیب کو قرار دیا۔ عجمی اور غیر عربی اسلامی تہذیب کی تعریف بڑے شاندار الفاظ میں کرتا رہا لیکن عربی تمدن اور عربی تہذیب کے ہر پہلو پر اسنے شدت کے ساتھ گولہ باری کی۔ سلجوقیوں، ترکوں، بربروں، قاچاریوں، مغلوں اور مہدیوں کو بلا تکلف سراہا مگر عباسیوں، امویوں اور فاطمیوں کے عیوب و مثالب کے ہر گوشہ کو نمایاں کیا۔ ان کے صواب کو بھی عیب بنا کر دکھایا اور مضمونوں، مثالوں، شذروں، داستانوں اور ناولوں میں عربی تہذیب کے پرخچے اڑا دینے کی ہر ممکن سعی کی۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ عربی تہذیب سراسر اسلامی تہذیب ہے اگر اسلام کا نام لیا جائیگا تو مقصد پورا نہو گا پردہ پروپیگنڈے کو وسعت حاصل نہو سکے گی۔ اس کی کتابوں نے ہزاروں مسلمانوں کو گمراہ کیا اور ان کے عقاید وافکار کی دنیا تباہ کر کے رکھدی۔

اب لارڈ کرومر صاحب پورے طمطراق کے ساتھ میدان عمل میں اترے ہیں آپکے سامنے بھی وہی مقاصد ہیں۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ جہاں اول الذکر کے منہ پر ہلکا اور رنگین نقاب پڑا ہوا تھا وہاں آخر الذکر بالکل عریاں چہرہ سامنے لئے ہوئے آئے ہیں آپ نے ایک کتاب "مصر جدید" لکھکر شیاطین و حوش کی ایک گرانقدر خدمت انجام دی ہیں اور اس کے آرزومند نظر آتے ہیں کہ دشمنان اسلام کی طرف سے آپکی خدمت میں کسی مکلف و آراستہ کلب کے اندر ایک سپاسنامہ پیش کیا جائے آپ نے جس قدر بھی کذابی اور دروغ بیانی کیجا سکتی تھی وہ آپنے کی ہے اور پوری دیدہ دلیری اور نامعقولیت کے ساتھ یہانتک لکھدیا ہے کہ اسلام ایک سراپا جمود مذہب ہے اس میں اجتماعی نظام کے قیام کی کوئی صلاحیت سرے سے موجود نہیں۔ اسلام جن امور کیلئے سازگار نہیں عیسائیت ان سے بآسانی عہدہ برا ہو سکتی ہے آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "مسلمانوں کو دیکھکر اسلام کی اور مسیحیوں کو دیکھکر مسیحیت کی حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے" اتنے بڑے لارڈ اور فاضل کی یہ منطق کتنی عجیب اور کتنی حیرت انگیز ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ عیسائیوں کی شان و شوکت اس وقت بہت بڑھی ہوئی ہے اور اسلام کے پیرو اس وقت زوال و انحطاط کے دور میں سے گذر رہے ہیں اس لئے کم نظر لوگ انکی اس دلیل سے بہتر ملیگا اسے دلیل کہا جائے متاثر ہو جائیں گے۔ لیکن پہلے تو ان لارڈ صاحب سے کوئی یہ پوچھے کہ جن کی ترقیات اور شان و شوکت کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں وہ حقیقت میں عیسائی ہیں بھی۔ بظاہر آپ انہیں عیسائی کہہ لیں لیکن درحقیقت یہ ایک لامذہب گروہ ہے جسے نہ کسی مذہب سے تعلق ہے اور نہ عیسائیت سے پھر ان سے سوال کیا جائے کہ اگر واقعی نہیں تعلق بھی ہے تو آخر عیسائیت کا وہ کونسا دستور العمل ہے جس نے انہیں فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے۔ کیا یورپ انتقام کے معاملہ میں حضرت عیسیٰ کی تعلیم کی پیروی کر رہا ہے، کیا عدم تشدد اس کے عقائد مذہبی کا کوئی جزو ہے کیا وہ اس کے ایک گال پر تڑاخ سے طمانچہ رسید کرنے والے کے سامنے اپنا دوسرا گال بھی کر دیتا ہے یا وہاں توپ سے اسکا جواب دیتا ہے

سرمایہ داری اور فراہمی دولت کون سے مسیحی ضابطہ کی رو سے جائز ہے۔ معاشرت، سیاست، امانت، دیانت، مدنیت اور ترقی کے وہ کون سے اصول ہیں جو حضرت عیسیٰ نے اپنے پیرؤوں کو بتائے اور اپنر عمل پیرا ہو کر وہ دنیا پر چھا گئے۔ اگر عیسائیت ایسا ہی ترقی پرور مذہب ہے تو آخر ابتدائی صدیوں میں جبکہ قدرتاً جوش و ہیجان کی فراوانی تھی یہ نکبت و ذلت کی حالت میں پڑا رہا اس نے کوئی ترقی نہ کی اور ترقی کرنا تو کجا وحشت و جہالت میں اپنے جملہ معاصر مذہبوں سے بڑھ گیا۔

مہذب یورپ کے کارنامہ ہائے عمل

پروٹسٹنٹوں اور کیتھولک فرقوں کی جنگوں کے غیر مختتم سلسلے

اور اُس کی خون آشامیوں اور خونخوار فتنوں سے تاریخ کا ایک مبتدی بھی باخبر ہے وہ مسلمان نہیں عیسائی ہی تھے جنہوں نے علوم و فنون کے تمام دروازے جمہور پر بند کر رکھے تھے جنہوں نے ایک علمی انکشاف پر گلیلیو جیسے فاضل اور ہائی پیشیا جیسی یگانہ روزگار کو پوری بیرحمی سے قتل کر ڈالا تھا جو صدیوں تک اسی دھن اور اسی تحقیقات میں لگے رہے کہ آیا عورتوں میں روح بھی ہے یا نہیں جن کے یہاں عورت کی کوئی جداگانہ ہستی ہی نہ تھی کوئی ضابطہ اخلاق ہی نہ تھا کسی اصول جہانبانی کے حامل ہی نہ تھے اور جنہوں نے فلسفہ و ہیئت کی تعلیم کو ممنوع قرار دیا تھا۔ جن کی عبادت پوپ اعظم کے سامنے سر جھکانا اور جنکی نجات کا باعث اس کے سامنے اعتراف معصیت کر لینا تھا اور جنکا اب تک یہ خیال ہے کہ عیسائی دنیا میں خواہ کتنے ہی گناہ کرلیں لیکن انکی نجات ضرور ہو جائے گی اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کی وفات، ساری دنیائے عیسائیت کا گناہ بنکر وقوع پذیر ہوئی۔ کم و بیش پندرہ صدیوں تک مسیحیت جس طرح تہذیب و مدنیت علوم و فنون اور انسانیت و اخلاق کی دشمن بنی رہی عورتوں اور بچوں، غلاموں اور نوکروں، اپنوں، بیگانوں کے ساتھ اُنکا جو سلوک رہا اور جس طرح یورپ کے مواعظ و اقوال جزو مسیحیت بنے رہے اگر ہم اسکی تفصیلات بیان کرنا شروع کردیں تو یہ ایک ضخیم کتاب ہو جائے صرف اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ وحشت و پست اخلاقی کے جو مظاہر مسیحیت نے دنیا کے سامنے پیش کئے اور خود اپنے مذہب کی تعلیمات کو فسخ کر ڈالا اس کی نظیر ساری دنیا کے کسی ایک مذہب میں بھی آپ کو ڈھونڈھے سے نہیں ملسکتی۔

ضامن ترقی ہونے کے مظاہر

اگر مسیحیت ایسی ہی ضامن ترقی ہوتی تو کم و بیش

ڈیڑھ ہزار برس تک اس کے آسمان پر وحشت و جہالت کی یہ بجلیاں نہ کڑکتی رہتیں۔ وہ مسیحیت ہی کے تو پیرو تھے جنہوں نے کئی سو سال تک علوم و فنون کے طالب علموں کو قید و بند کے مصائب میں مبتلا کیا اور عقلی علوم کے اکتساب کو خلاف مذہب قرار دیکر سیکڑوں فاضلوں کو سولی پر لٹکا اور زندہ جلایا۔ کیا مسیحیت کے یہی وہ کارنامہ ہائے عمل ہیں جنہیں دیکھنے کی دعوت ہمیں لارڈ کرومر دے رہے ہیں جہاں دیکھنے والے اسکی شان و شوکت کو دیکھیں گے وہاں ان تاریخی حقائق کی طرف سے بھی تو انکی آنکھیں بند نہ رہیں گی۔ پھر اخلاقی اور معاشری حالات پر بھی دیکھنے والا فرد نگاہ ڈالے گا اور جب وہ یہ دیکھے گا کہ اس مذہبی و مسیحی شان و شکوہ کے ہنگاموں میں آج بھی نسلی امتیازات اتنی ترقی پر ہیں کہ ایک گورے کے قاتل کو جیل میں بھی پناہ نہیں ملتی اور ہزار ہا گورے اور مہذب سپید دل کا مہذب مجمع اپنے سامنے کھڑا ہو کر کالے کو زندہ آگ میں جلا رہا ہے اور سیمتن مسیس کھڑی قہقہہ لگا رہی ہیں تو وہ اس مسیحی تہذیب کے متعلق کیا خیال قائم کرے گا پھر جب وہ مغربیوں کی معاشرت کے کاشانے میں "تیری میری یا تیری" پر میاں بیوی میں طلاق بازی ہوتی، نوجوان لڑکیوں کو تلاش معاش میں مارا مارا پھرتے، کنواریوں کو بچے جنتے، دولت کی دیوی کو پوجتے، اور غربت و تنگدستی کو ٹھکراتے جاتے، بھائی کو بھائی سے بے پروائی برتتے شرفا کی خواتین کو ناچ گھروں میں غیروں کے سینے سے لپٹ کر ناچتے، مجرد مردوں کی جنبوائیں ہم دم مرکزی نظام بر بنیاد عورتوں کی فراہمی کا سرکاری انتظام ہوتے، جھوٹ کو پیدا دیگی اور مکاری کو سیاست سمجھے جاتے، دیکھے گا۔ تو لارڈ کرومر ہی بتائیں کہ وہ ان رذائل کو مسیحیت کی کلاہ افتخار کا طرہ خیال کرے گا یا اُس کے دامن کا گھناؤنا داغ اگر نظام اجتماعی کی صلاحیت کا ثبوت یہی ہے اور مغرب کی مہذب و متمدن اقوام یہی صلح و صفائی کے ساتھ رہنا تو ایک طرف درندوں کی طرح باہم لڑتی بھڑتی رہتی ہیں تو ایسی صلاحیت کو کوئی ہوشمند قوم تو سراہ نہیں سکتی اور نہ اسپر اُسے کوئی ناز ہو سکتا ہے۔

اسلامیوں کی امتیازی شان

اب اسلام پر غور کیجئے دیکھئے مسلمانوں کی حالت اسوقت

بہت زوال پذیر ہے اور اسلامیوں نے اپنی امتیازی شان کو کھو دیا ہے۔ لیکن شرافت نجابت غیرت و حمیت دیانت و امانت اور انسانیت و تہذیب کا قحط اب بھی ان کے اندر نہیں۔ پھر کیا اسلام کی صداقت کا یہ ایک زندہ اور بدیہی ثبوت نہیں کہ اس نے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہی دشمنوں کی صفوں کو چیر کر پہاڑوں کے جگر میں شگاف کرکے اور دریاؤں اور سمندروں کی طغیانیوں اور موجیوں کو ٹھکرا کر برق و باد کی طرح بڑھنا شروع کر دیا۔ سمندروں میں گھوڑے اس نے ڈالدیئے خشکی پر جہاز اس نے دوڑائے اور بر و بحر پر اس کے پرچم اقبال لہرانے لگے اور یہی نہیں اسوقت کی مہتم بالشان اور پُرشکوہ و قدیم سلطنتوں کے تخت اس نے الٹ کر رکھدیئے اور ایک صدی کے اندر اندر چار دانگ عالم میں اس کا سکہ چلنے لگا۔ مسلمانوں کا حقیقی رہنما اسی صدی میں قرآن کریم کے سوا کوئی نہ تھا کسی دوسری کتاب کی انہوں نے شان کبھی نہ دیکھی تھی اسکے بعد انہوں نے علوم و فنون کی طرف توجہ کی تو سر آمد روزگار بنگئے مردہ علوم میں روح پھونکی فلسفہ و ہیئت منطق و آداب اور صنعت و حرفت کو اوج کمال پر پہنچایا جہاں مسیحیوں نے اپنے فضلاء و علماء کو زندہ جلا یا تھا وہاں اسلام نے مسیحی ایرانی اور ہندو فضلاء تک کو مسند عزت پر بٹھایا مسیحیوں نے علمی ذخائر کو نذر آتش کیا تھا۔ لیکن اسلام کے اس مامون نے زر و جواہر کے عوض کتب خانے لئے۔

یہ اسلام ہی کے پیرو تھے جنکے نقوش پا نے مسیحیوں کی رہبری کی۔ یورپ کا پہلا مدرسہ اور پہلا شفاخانہ اسلامیوں ہی کے ہاتھوں کھُلا اور اسلامیوں ہی نے انہیں ترقی کی راہیں بتائیں اسلامی آئین و اطوار سیکھکر مسیحی انسان بنے۔ مگر اسلامیوں کو ان کی صحبت اور ان کے تمدن ہی نے غارت کر دیا اگر اسلام میں نظام اجتماعی کی صلاحیت مفقود ہوتی تو وہ ایک صدی کے اندر اندر تمام دنیا پر حاوی نہو جاتا اور اگر مسیحیت میں یہ صلاحیت ہوتی تو وہ ڈیڑھ ہزار برس تک وحشت و جہالت کے بحر عمیق میں ڈبکیاں نہ لیتی رہی ہوتی۔ حقیقت یہی ہے کہ مسیحیوں نے جو ترقی کی وہ اسوقت کی جب انھوں نے عمداً مسیحیت کو خیرباد کہدیا اور اسلام آج جس زوال و انحطاط کے دور سے گذر رہا ہے اس کا تمامتر باعث اسلام کی تعلیمات سے گریز ہے

تمدن اسلام کی ہمہ گیری

لارڈ کرومر نے یہ تو کہدیا کہ "اسلام میں مدنیت و انسانیت کا شائبہ بھی موجود نہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ آج مغرب جس مدنیت و انسانیت پر ناز کر رہا ہے کیا وہ انجیل سے ماخوذ ہے؟ حضرت عیسیٰ کے اقوال سے ہوئی ہے؟ کسی پوپ اور راہب نے مرتب کی ہے خواتین کے حقوق، تنسیخ غلامی، قبول وراثت وغیرہ کے جزدی و کلی اصول آخر کس مذہبی کتاب سے حاصل کئے گئے ہیں یہاں مجبور ہو کر انہیں اپنے عجز اور اسلام کے علو و ہمہ گیری کا اعتراف کرنا پڑیگا انکی انجیل اور حضرت عیسیٰ کے ملفوظات ان اصول سے یکسر خالی نظر آئیں گے۔ بخلاف ازیں اسلام کی آسمانی کتاب قرآن کریم میں جملہ سیاسی، معاشرتی، منزلی اور تمدنی اصول نہ ہیے احکام موجودہ میں بیع و شریٰ، رہن و ہبہ میراث، وقف، وصیت و صنعت، قرض، تجارت، اقتصاد و امارت، منہ و غیر مسلم رعایا کے ساتھ برتاؤ معاہد و غیر معاہد قوم سے سلوک حقوق اللہ حقوق العباد، نکاح، طلاق، اقارب و اعزا سے سلوک، لین دین کے قوانین مرتب صورت میں موجود ہیں آداب کلام آئین گفتگو طرز نشست و برخاست کھانے پینے، سونے جاگنے، کمانے، بچانے، ملنے جلنے گھر میں رہنے وغیرہ کے طریقے واضح طور پر نمایاں کر دیئے گئے ہیں قرآنی آیات و اشارات ہی کے تتبع میں اسلامیوں نے کیمیا، طب و حکمت، جراحی، فلکیات، نباتات، حیوانات، صفریات، مائیات، ترتیبات عمرانیات، ریاضی، جر ثقالہ، فلسفہ ہیئت و نجوم جملہ علوم سیکھے اب جو اسلام والوں کا تنزل نظر آ رہا ہے۔ یہ انہی اصول و مبانی سے یکسر بے پروائی کا ثمر تلخ ہے۔ اگر مسلمان آج بھی قرآن کریم کے اوامر و نواہی کو اپنا شعار و عمل بنالیں تو ترقی کی حوران کے استقبال کو بڑھنے کیلئے تیار ہے

فرزندان توحید کی بے پرواہی

مسلمانوں کی نااتفاقی، مسلمانوں کی بے نظمی

مسلمانوں کی غریبی سب احکام اسلام سے بے پرواہی کے نتائج ہیں۔ اسلام نے اتفاق تنظیم پس اندازی و اخلاص کے احکام دیئے لیکن انہوں نے ان سے بالکل بے پروائی برتی حقیقت یہ ہے کہ خدا نے انہیں نہیں چھوڑا انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا۔ اسلام آج بھی وہی ہے اور اس کی تعلیم بھی وہی ہے اور وہ آج بھی مسلمانوں کو سرپستی سے اٹھا کر ثریا تک پہنچا سکتا ہے مگر بدبختی انہیں اس راہ پر نہیں آنے دیتی۔ اور دنیا کے ساتھ وہ اپنی عاقبت بھی تباہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان کے اسی حال کو دیکھکر لارڈ کرومر جیسے لوگوں کو یہ جرأت ہوئی ہے کہ وہ ان کی پست خامی سے فائدہ اٹھا کر انکی اس بے پروائی کو اسلام سے منسوب کریں۔ تاکہ ایمان کی رہی سہی جو روشنی بھی ان کے قلوب میں باقی رہگئی ہے وہ گل ہو کر رہجائے۔ مسیحیوں ہی کی طرف سے نہیں بلکہ فرقہ پرست ہندوؤں کی طرف سے بھی اسلام پر شد و مد کے ساتھ حملوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو مذہب سے بیگانہ بنانے کے لئے آئے دن نئے نئے جتن کرتے رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ پروپیگنڈا ایک مؤثر چیز ہے۔ اور کچھ نہ کچھ مسلمانوں کا اس سے متاثر ہونا لازمی امر ہے اس لئے انہوں نے اسلامی تاریخ کو بھی مسخ کیا اسلامی روایات کا بھی مضحکہ اڑایا پیشوائے اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ناپاک الزامات عاید کئے اسلامی تعلیمات پر بھی۔ وے شرع کی اور اب مذہب ہی کو وہ فسادات کی جڑ بتا رہے ہیں۔ اور سب کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے مذہب کی روشنی فنا ہو جائے کہ یہی انکا بہترین سرمایہ حیات ہے کوئی اپنے مذہب کی برتری جتا کر کوئی اسلام کی مذمت کرکے اور کوئی نفس مذہب ہی کو دنیا بھر کے جھگڑوں کی بنا بتا کر فرزندان توحید کو بیزار بنا رہا ہے۔ اور سب کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان مسلمان نہ رہیں اور ان کا سب سے بڑا اندیشہ دور ہو جائے مسلمانوں کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ ذرا چوکے تو پھر نہ دنیا ان کی رہے گی اور نہ دین۔ مسلمانوں کی دنیا بھی مذہب ہے اور دین بھی۔ اس سے کٹنے کے معنی اللہ سے سلسلہ منقطع کرنے کے ہیں۔

الغزالی از علامہ شبلی امام الاتقیا والاصفیا الملم محمد غزالی کے سوانح حیات علامہ شبلی کے لکھے ہوئے یہ کتاب جس پایہ کی ہے وہ کم ہے اسرار و غوامض تصوف، شریعت و طریقت کی جنگ اس میں آ کر درست ہوئی ہے امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے، یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہلا کو عرفان حق نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانحات علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب بھی بارہا چھپ چکی قیمت فی عہ رعایتی ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

حیات سعدی۔ حافظ خسرو اسلام کے یہ تینوں فلسفی شاعر ہیں جنہوں نے اپنے افکار عالیہ سے مسلمانوں کے اخلاق اور مدنیت کی بنیادیں استوار کیں، خدا تک پہنچنے کے عجیب و غریب راستے بتلائے ان کے حالات زندگی بھی پڑھ لیجئے اس سے عجیب و غریب حالات کا انکشاف ہوگا۔ اور ان کے افکار کے موتی مفت ہاتھ لگیں گے۔ قیمت عہ رعایتی ۸ر محصول ۷ر (۱۵ر)

فاقہ کش

(از جناب مولانا عبداللطیف صاحب بنارسی)

میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ میں نے دیکھا کہ اشرف چیتھڑے لگائے پھر رہا ہے اس کے بال بے ترتیبی سے بڑھے ہوئے ہیں اور پان کی پیک کچھ اس طرح بہہ رہی ہے کہ داڑھی مونچھیں اور گریبان سب رنگ گئے ہیں۔ میری یادداشت مجھے یقین دلا رہی تھی کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ضرور ہے لیکن پھر بھی مجبوراً دو چار بار آنکھیں مل ملکر دیکھنا ہی پڑا۔ آخر مجھے یاد آگیا کہ دو ماہ قبل کلکتہ میں مجھ سے جمیل نے اس منچلے کا تعارف کرایا تھا مجھے یاد ہے کہ وہ اس وقت ایک نہایت خوش پوش جوان تھا اور ایک سال قبل الف۔اے کا امتحان پاس کر چکا تھا لیکن اس کی مالی حالت اجازت نہ دے سکی کہ وہ آگے تعلیم حاصل کرے کیونکہ اس کے والد نے تین سال قبل اس کی شادی کرکے اپنی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیا تھا حالانکہ وہ تلاش معاش میں متواتر ناکام ہو رہا تھا لیکن اس کا منچلا پن اسے پریشان نہ کر سکا۔

میں اسے کچھ دیر تک دور سے کھڑا تکتا رہا اس نے سڑک پر سے سگریٹ کا جلا ہوا ٹکڑا اٹھا لیا اور جلانے کے بغیر ہی اسے پیتا رہا۔ پھر جو کچھ جی میں آئی تو بھاگ کر حلوائی کی دکان پر جا بیٹھا میں بھی اس کے قریب ہی بیٹھ کر اس کی حرکتیں سمجھنے لگا مجھے یاد تھا کہ اس کی ایک چھوٹی بچی تھی جسکا نام نجمہ تھا وہ مجھے اس وقت کہیں نظر آئی۔

روشنی ہونے کے بعد اشرف اٹھا اور دہی بڑے والوں کی دوکان کے سامنے جا کھڑا ہوا کسی نے دو چار دانے چنے کے دیدیئے تو کسی نے دھتکار دیا میں یہ تماشا کھڑا دیکھ رہا تھا جب مجھ سے ضبط نہ ہو سکا تو میں نے دو آنے کی پوریاں خریدیں اور اس کے پاس بیٹھا اشرف نے پوریاں لے لیں اور مجھ پر ایک نظر ڈالی میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ نجمہ کہاں ہے لیکن اس نے بجائے جواب دینے کے زور سے دانت پیسکر مجھے گھور گھور کر دیکھا اور پوریاں پھینک کر میری ٹائی پکڑ لی اور اس زور سے کھینچا کہ مجھے بھی مدافعت کرنی پڑی کچھ لوگوں نے بمشکل بیچ بچاؤ کیا اور وہ گالیاں دیتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔

... بج چکے ہیں لیکن خلاف معمول میرے خالہ زاد بھائی ڈاکٹر امتیاز علی جن کا میں پانچ روز سے مہمان تھا ابھی تک دواخانہ سے واپس نہیں آئے دو گھنٹے بعد وہ آئے لیکن عجیب حالت میں کہ کپڑے تمام بھیگے ہوئے تھے اور ڈرائیور کی مدد سے ایک دوسرے شخص کو اٹھائے ہوئے تھے میں نے دوسرے شخص کو فوراً پہچان لیا کہ وہ اشرف ہے۔

میں نے اور بھائی صاحب نے مل کر اس کے کپڑے اتارے اور کچھ دوا اسے پلائی ... کر اسے سلا دیا۔ بھائی صاحب بھی کپڑے بدلکر آگئے اور کہنے لگے میں ایک مریض کو دیکھنے تاج محل ہوٹل گیا تھا واپسی میں یہ شخص سمندر میں غوطے کھاتا ہوا نظر آیا میں نے کود کر اسے بچا لیا اس کے لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاگل ہے لیکن کیا خودکشی کی وجہ؟ میں نے کہا۔

میں اس شخص کو جانتا ہوں اس کا نام اشرف ہے تعلیم یافتہ ہے لیکن نہ معلوم کس صدمہ کی وجہ سے اس نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے اس کی بیوی اور ایک لڑکی تھی جو نجمہ تھی لیکن انکا کہیں پتہ نہیں اور پھر تین روز قبل کی ملاقات کا واقعہ کہہ سنایا۔

صبح اشرف کو نہلا کر دوسرے کپڑے پہنائے گئے بال ترشوائے گئے اور ضروری دوا میں پلائی گئیں مسلسل پندرہ روز کے علاج کے بعد اسکی حالت میں قدرے سکون پیدا ہوا اور اب ایسا ہونے لگا کہ دن دن بھر وہ بالکل چپ رہتا اور ہوش کی باتیں کیا کرتا آہستہ آہستہ اس نے اپنی زندگی میں دلچسپی لینی شروع کر دی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ اسکا دماغ صحیح ہو گیا ہے آہ! میں اپنی اس غلطی کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ ایک روز ذوق تجسس سے مجبور ہو کر میں نے باتوں باتوں میں اشرف سے اس کے حالات دریافت کئے بہت دیر تک وہ اپنے دماغ پر زور دیکر سوچتا رہا۔ انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ رہ رہ کر اسے واقعات یاد آتے جا رہے ہیں کبھی کبھی اس کے چہرہ پر محبت کی نرمی کے آثار پیدا ہو جاتے اور اس وقت وہ بہت ہی حسین نظر آنے لگتا ہے اور کبھی پھر وہی خشونت اور سختی عود کر آتی۔ میں اس کے چہرہ کی ان تبدیلیوں کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ یکایک اس نے کہا:-

ناصر علی صاحب شاید دو ڈھائی ماہ قبل جمیل صاحب نے کلکتہ میں مجھ سے آپکا تعارف کرایا تھا مجھے اس وقت ایف۔اے پاس کئے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے میں پریشان رہتا تھا میں اپنی تعلیمی حالت اور آشناؤں کی وجہ سے کلکتہ میں کوئی معمولی ملازمت بھی نہ کر سکتا تھا اسی اثنا میں میری رفیقہ حیات انہیں فکروں میں گھل گھل کر بخار کے بہانے مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی اب مجھے نجمہ کی پرورش اور اپنی ملازمت کی تلاش نے پاگل سا بنا دیا تھا آخر اسی فکر نے اپنے استقلال کو خیرباد کہنے پر مجبور کیا۔ میں نے ایک دن جمیل صاحب سے اپنی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں بمبئی جانا چاہتا ہوں انہوں نے ازراہ ہمدردی نجمہ کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہا لیکن مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ جمیل صاحب کی محدود آمدنی اس کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لئے میں نے انکار کر دیا لیکن انہوں نے بہت اصرار کیا تب میں نے ٹالنے کے لئے کہدیا کہ فی الحال تو میں نہیں جاتا ہوں البتہ جاتے وقت آپ کی سپردگی میں نجمہ کو دے جاؤں گا لیکن گھر آتے ہی بمبئی جانیکی تیاری کر دی اور روانہ ہو گیا۔ اٹارسی کے اسٹیشن سے آگے ٹکٹ چیکر آیا اور مجھ سے ٹکٹ طلب کیا چونکہ میرے پاس ٹکٹ نہیں تھا اس لئے اس نے ہمیں اٹارسی پر اتار دیا اور ساتھ لے چلا میں نے راستے میں اس سے اپنی مصیبت بیان کی نہ جانے اس کے دل میں کیوں رحم آگیا اور اس نے ہم کو گاڑی میں بٹھا دیا۔ اور کچھ دیر بعد ڈیوڑھ ٹکٹ لیکر آیا ٹکٹ کے ساتھ ہمیں چار روپے بھی دیئے جن کا میں شکریہ بھی ادا نہ کر سکا آخر ہم بمبئی پہنچے اور مسافرخانے میں ٹھہرے دوسرے دن سے میں ملازمت کی تلاش میں جانے لگا لیکن ہر جگہ ناکامی ہوتی رہی آخرکار میں نے چند سرمایہ داروں سے نجمہ کی سرپرستی کیلئے التجا کی لیکن وہ بھی رد کر دی گئی۔ اب روپے بھی ختم ہو چکے تھے میں نے خیال کیا کہ نجمہ کو مشن میں داخل کر دوں اور پھر اپنا خدا مالک ہے۔ لیکن اول تو میرے ضمیر نے گوارا نہ کیا دوسرے نفس نے دانے کے خیال نے مجبور کر دیا تین روز کے فاقہ کے بعد میں نے سوچا کہ دست سوال دراز کرنا چاہئے لیکن ضمیر ملامت کرنے لگا میں ہر صاحب اثر و دولت کے پاس گڑگڑا کر ملازمت کا ملتجی ہوا لیکن آہ! میری التجائیں کسی کو بھی مجھ پر اور معصوم نجمہ پر مہربان نہ کر سکیں جو تھے مذررات کو نجمہ کو بہت بھوک لگی ہوئی تھی کل تک تو میں نجمہ کے لئے کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے لا دیتا تھا لیکن اس روز وہ صبح سے بھوکی تھی دن میں اس نے کئی بار کھانے کا تقاضا کیا آخر شام کو مجبور ہو کر اس ارادے سے نکلا کہ در در بھیک

دروازے سے بھیک مانگوں اور کسی طرح اپنا اور اپنی بچی کا پیٹ بھردوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
(دیر تک سوچنے ۔ ۔ سوچنے کے بعد) مجھے اچھی طرح یاد نہیں آتا میرا حافظہ خراب ہوگیا ہے کچھ دھندلا دھندلا سا خیال ہے کہ میں نے کسی دروازے پر جاکر سوال کیا تھا اور وہاں سے کھانے کی بجائے کچھ بہت ہی سخت جواب ملا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اب اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں آتا کہ کیا ہوا ۔ کچھ یونہی سا خیال ہے مجھے بہت غصہ آیا تھا اس کے بعد کے جو حالات مجھے یاد ہیں خدا کرے کہ وہ صحیح ہوں ! (دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر) نہیں میں انہیں بیان نہیں کرسکتا ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے تو صرف تصور ہی سے میری روح کانپ اٹھتی ہے ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا ! کوئی انسان ایسا کرسکتا ہے ! یہ سب دھوکا ہے ۔ میرا دماغ خراب ہوگیا ہے وہی مجھے دھوکا دے رہا ہے ۔ ناصر صاحب میں نے ہرگز ایسا نہ کیا ہوگا ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں نے کسی قدر تسلی اور تشفی کی باتیں کیں اور یہ معلوم کرنے پر اصرار کیا کہ اس کے بعد کے وہ کیا حالات تھے جو اسے یاد آرہے تھے ۔

اسکا لہجہ اب کسی قدر سخت ہوچلا تھا آنکھوں میں غیر معمولی سرخی آگئی تھی اور چہرہ کچھ ڈراؤنا سا معلوم ہونے لگا تھا کہ ڈکر ۔ کراس نے کہا : ۔ بتا دوں ؟ سنو گے ؟ اچھا تو سنو ! میرے کان کے قریب منہ لاکر آہستہ سے) میں نے بچہ سے کہا کہ بیٹی یہاں تو کہیں روٹی نہیں ملتی چلو باغ سے کیلے توڑ کر تمہیں کھلا دیں گے وہ خوش ہوکر میرے سینے سے چمٹ گئی ۔ (چہرہ پر پھر کچھ نرمی کے آثار پیدا ہوئے) وہ بچہ بھوکی تھی ۔ تین برس کی بچی کی بساط ہی کیا ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کڑا کے کے تین فاقے گذر چکے تھے ! بڑی پیاری اور نیک بچی تھی ! رونی بالکل نہیں ! بھوک کے مارے نڈھال ہوگئی تھی ! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سو رہی ہے

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اسکا چہرہ پھر بھیانک ہوگیا ۔ لہجہ میں پھر سختی آگئی ۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالکر اس نے کہا ۔

میں اُسے ایک بالکل سنسان اور غیر آباد مقام پر لیگیا کیلے کھلانے کے بہانے ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیلے کہاں رکھے تھے ! ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زمین پر لٹا کر میں نے دونوں ہاتھوں سے اسکا گلا دبا دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (دانت بھینچکر اور دونوں ہاتھوں سے میرا گلا دبا کر) ایسے زور سے دبایا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی ۔ بس ایک چیخ پھر کچھ بھی نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ارے یہ کون ؟ ہائیں ! یہ بچہ کہاں سے آگئی ؟ کھڑی تورہ مردار کھڑی تورہ ۔ ۔ ۔ ۔ کھڑی تورہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کھڑی تورہ ۔

میرا گلا اُسنے چھوڑ دیا اور کھڑی تورہ کھڑی تورہ کہتا ہوا اسقدر تیز بھاگا کہ انتہائی کوششوں کے باوجود ہم میں سے کوئی اسے نہ پکڑ سکا ۔ اس دن سے پھر اُسے کسی نے نہیں دیکھا ہے ۔ شاید سمندر کی

اُمّ الکتاب الحمد شریف کی تفسیر ہے جس کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو ۔ ہر بالغ پر نماز فرض ہے اور نماز بغیر الحمد شریف کے نہیں ہوتی اچھا زبانی تو آپ سب کو یہ سورت یاد ہوگی ۔ لیکن آپ نے یہ بھی کہ اس میں کیا کیا حارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحہ پر ہوگئے ہیں اور اولیا ، اللہ کے وہ وہ حکایات عجیبہ اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب یومیہ دار سرکار نظام کی لکھی ہوئی ہے جنفی عقائد کی آئینہ دار ہے اسمیں صدہا اعمال بھی ہیں ابھی ابھی چھپ کر پریس سے آئی ہے اس کی قیمت بلحاظ ضخامت اور بلحاظ دقت تالیف عہ ہونی ضروری تھی ۔ لیکن رسول نمبر کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر اس کی قیمت ۱۲ رہے محصول ڈاک ۷ ر کل عہ میں پہونچ جائے گی ۔

تازیانہ شیطان اس میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تشریح ہے شیطان کی مکاریاں فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم نہایت خوبی اور فصاحت سے بیان کی ہیں اور جابجا تمثیلی حکایات سے اس کو واضح کردیا ہے ، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی ہے کہ خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے ۔ تمام بیغمبروں کے ساتھ شیطان کا مکر و اس کے نتائج اسطرح بیان کئے ہیں کہ انسان اس سے درس عبرت لے سکتا ہے اور آنحضرت کے سوالات اور شیطان کے جوابات جس سے آدمی اپنی اصلاح کرسکتا ہے اور سوانحعمری شیطان لعین و ابلیس آدم دکر توت شیطان با آدم و حوا ۱۲۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ایک روپیہ ، رعایتی مجلد صرف دس آنے محصول ۶ر کل عہ

تاریخ حبیب الہ یہ ایک مختصر تاریخ اسلام ہے اور میلاد نامہ بھی سب سے بڑی خوبی اسمیں یہ ہے کہ بے سروپا حکایات اور لغو و غیر مستند روایات سے بری ہے ۔ معقول پڑھے لکھے لوگ اس کتاب کو بہت پسند کرتے ہیں اس کی ضخامت بھی دو سو صفحہ کے قریب ہے قیمت عہ رعایتی ۱۰ر محصول ۷ر کل عہ

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

شرح کریما اسمیں اول شیخ سعدی شیرازی کی سوانح عمری ہے جو کہ نصائح کا گنج گراں ہے پھر سرکار دو عالم کی سوانح عمری اور معراج کا مفصل بیان ہے اور شیطان کا درس تدریس فرشتوں کی جماعت میں نہایت پُر عبرت ہے اس کے علاوہ حالات صبر ایوب شکر سلیمان نار ابراہیم ہلاکت نمرود کا بیان ہے یہ سب کریما کی شرح میں ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی حکایات ہیں اور ہر شعر کی شرح کرکے بتایا ہے کہ اس میں کتاب اللہ اور احادیث رسول کا خلاصہ ہے قیمت ۸ر رعایتی ۵ر اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

الفاروق وہ مقدس ہستی جس کو عمر بن خطاب کے نام سے دنیا یاد کرتی ہے اس کے حالات پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ہنڈنبرگ ارنل فوش لارڈ کچنر اپنی سپہ گری پر غلط نازاں تھے اس عادل فاروقؓ کے کارنامہ دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے کہ نوشیرواں کا نام غلط طور پر مشہور ہوگیا ۔ اصل عدل حیات عمر ہی میں ملتا ہے ، علامہ شبلی کی بڑی معرکۃ الآرا کتاب ہے ہزاروں نہیں لاکھوں یک ہے ضخامت ۲۵۰ صفحہ سے بھی زیادہ ، اصلی قیمت ۳ ہے ، رعایتی ۲ مجلد محصول ۷ر کل عہ

الہارون خلیفہ ہارون رشید کے سوانح حیات اور اس کی علمی مجالس کے حیرت انگیز کارنامے داد و دہش کے سمندروں کا پرجوش سیلاب تہذیب و تمدن کا درخشاں زمانہ اسی عباسی خلیفہ کے عہد میں تھا ۲۶۰ صفحہ قیمت عہ رعایتی ۱۲ر محصول ۷ر عہ

المامون بڑے باپ کا بڑا بیٹا یعنی عباسی خلفاء کا سرتاج ہارون رشید کا جانشین اس کے حالات زندگی بھی عجیب و غریب ہیں یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں اناطولیہ فتح ہوا اور قسطنطنیہ پر حملہ ہوا یہی وہ خلیفہ ہے جس کے زریں عہد میں علم ہئیت کی عربی میں تشکیل ہوئی اور یہی وہ خلیفہ ہے جس کے عہد میں یونانی علمی لٹریچر سب کا سب عربی میں منتقل ہوا ہے اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے فن مناظرہ کی ترویج کی خود بھی صاحب علم و ہنر تھا اور علم کا قدردان بھی ۔ علامہ شبلی نعمانی کی تصنیف ہے قیمت عہ رعایتی ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

فتح قسطنطنیہ

(از خان رحمت نبی خاں صاحب رام پوری بریلی)

بسلسلہ گذشتہ

قیصر بھی اپنے اجداد و نیز اپنی دارالسلطنت اور صدہا سال کی پرانی مسیحی سلطنت اور کنیاؤں اور عیسائی جانوں کے بچانیکی خاطر مارنے مرنے پر تیار ہوگیا تو اس نے سلطان کو یہ آخری پیغام نہایت ہی مایوسانہ حالت میں بھیجا: "اگر خدا آپ کو مجھ پر رحم کرنے اور سابقہ قصوروں کو معاف کر دینے کی توفیق عطا فرمائے تو میں خوشیاں مناؤنگا اور آپ کی ترقی دولت و اقبال کے لئے خدا کے سامنے دست بدعا ہونگا ورنہ خدا اور اُس کے مقدس بیٹے کی رضا کے سامنے میرا سر تسلیم خم ہے اور آخری وقت تک آپکا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوں" اس کا سلطان المعظم نے مختصر جواب دیا جو کہ یہ ہے "محمد ثانی کے ہاتھوں تمہاری نجات دو ہی صورتوں میں ہو سکتی ہے یا تو تمہارے تخت پر میرا جلوس ہو جائے اور یا حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے میرا مزار بن جائے" اب جنگ ناگزیر ہوگئی اور دونوں فریق جنگ کی تیاریاں بڑے زور شور سے کرنے لگے چونکہ سلطان موسم بہار کا انتظار کر رہا تھا اور موسم بہار تک حملہ کو ملتوی کر رکھا تھا اس لئے قیصر نے تمام مسیحی سلطنتوں کو پیغام دیئے کہ خدا کے واسطے آؤ اور میرے اور نیز مسیحی مذہب کے ننگ و ناموس کو ان ظالم ترکوں کے ہاتھ سے بچاؤ۔ چنانچہ اس کی التجا پر دنیا کی سب ہی طاقتوں نے اسکی شرکت گوارا کی اور دامے قدمے سخنے ہر طرح سے قیصری حکومت کو امداد پہنچائی یورپ کی کئی سلطنتوں کے مہیب جنگی جہاز خلیج باسفورس میں لنگر انداز ہوگئے اور ترکوں کے جارحانہ اقدام کا انتظار کرنے لگے۔

مجاہدین کا کوچ

جب سلطان جنگ کے پورے استحکام اور انتظام و انصرام کو انجام دے چکا تو بہت تند و تیز طوفان باد و باران کی طرح اپنی جیوش قاہرہ کا بادل افق قسطنطنیہ پر اُمڈا ہوا پورے جاہ و جلال کے ساتھ ہلال کو چمکاتا ہوا قیصری دارالسلطنت پر اُمنڈ پڑا۔

لشکر کو سلطانی ہدایات

(۱) صرف اپنے مسلح مد مقابل کا مقابلہ کرو اور جو تم سے متعرض نہو اس سے ہرگز مت الجھو۔ (۲) بوڑھوں عورتوں بچوں پر کسی قسم کا ظلم ہرگز ہرگز روا نہ رکھا جائے (۳) عیسائیوں کی کسی عبادتگاہ کی بے حرمتی نہیں کیجائے۔ (۴) پرامن رعایا کو کسی قسم کا گزند نہ پہونچے۔ (۵) جو تمہارا مقابلہ کرے اس کے ٹکڑے کر دو۔

یہ ہے ترکوں کی بے نقاب تصویر جس کو یورپی مورخین نے تعصب کی پٹی باندھ کر اور زنگولی کا پیشہ اختیار کر کے ترکوں کی بے بنیاد سفاکی اور بے پرکی ظالمانہ حکایات سے اسکی رنگ آمیزی کر کے بلکہ جہالت کے دھبوں سے داغدار کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کی ہے۔ ان علمبرداران تہذیب سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا تہذیب اسی کو کہتے ہیں جو کہ تم نے اس موجودہ تہذیبی دور میں طرابلس، بربر، مراکش، اور روس میں دکھلائی ہے کیا ترکوں کو تمہارے ساتھ اسی طرح پیش آنا چاہیے تھا جو برتاؤ کہ تم نے سمرنا میں ان کے ساتھ روا رکھا تھا۔ تف ایسی انصاف پرور اور ان دروغ گو مورخین کی کردہ تحریر پر۔

ترک جیسی جیسی پیش قدمی کرتے جاتے تھے رستہ کے تمام ممالک مسخر کرتے جاتے تھے کسی کی ہمت نہ تھی کہ ترکی افواج کے اس سیل رواں کو روکے صرف سیبریا نے ذرا کچھ مقابلہ کرنیکی جرأت کی تھی جس کی کہ سلطان افواج نے فوراً ہی اپنی بے پناہ شمشیر زنی سے پرخچے اُڑا دیئے

قسطنطنیہ کا نظارہ

اب سلطان کی نظر کے سامنے قسطنطنیہ کی فلک بوس عمارتیں کوہ پیکر گنبد اور اژدر دم قیصری توپیں نصب بلند و بالا تھے اور اپنے عیلیبی علم کی ہیبت لہرا رہی تھیں کیونکہ اب اس کے اور قسطنطنیہ کے درمیان صرف پانچ میل کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ یہاں پر سلطان نے قدرے توقف کیا اور اپنی افواج کو باقاعدہ جنگی صفوف میں آراستہ کیا اور صفوف کو ترتیب دیکر پھر پیش قدمی شروع کی سینٹ رومنس نامی دروازہ کے پاس پہونچکر خیمہ زن ہوگیا اور علم سلطانی نصب کردیا۔

قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے پہونچکر سلطان کو لمحہ بھر چین نہیں تھا ہر وقت اسی تگ و دو میں لگا رہتا تھا کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے تاکہ حملہ کامیاب ثابت ہو۔ تمام وقت اپنے طرح طرح کے منصوبے باندھنے میں صرف کرتا تھا۔ ہر وقت سپہ سالاران اور انجنیروں کے ساتھ مجلس مشاورت گرم رہتی۔ قسطنطنیہ کا نقشہ سامنے رکھا ہوا ہے اور سپہ سالاران افواج اور وزرا اور مدبرین سے یہی مشورے ہوتے رہتے تھے کہ توپخانہ کہاں کہاں پر نصب کیا جائے، سرنگیں کسطرح کھودی جائیں کمندیں کس طرح ڈالی جائیں۔ فصیل پر منجنیق کسطرح لگائی جائیں۔ رات کو تبدیل لباس کر کے اپنے سپاہ کے پاس جاتا اور ان کے دلی حالات معلوم کرنیکی کوشش کرتا۔ علما لشکر کے درمیان روزانہ فضائل جہاد اور مراتب شہید پر وعظ کہا کرتے تھے، اور جہاد فی سبیل اللہ کی سپاہ کو ترغیب دیتے تھے فوج کے ہر سپاہی کا دل و دماغ ایک ایک قرآنی آیات سے منور تھا۔ اور جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا سمندر ان بہادروں کے دلوں میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ غرض کہ سلطان نے اپنے اوپر خواب و خورب کچھ حرام کر لیا تھا تمام رات اضطرابی کی حالت میں نیند نہیں آیا کرتی تھی۔

سلطان کی سپاہ کی تعداد میں مختلف روایتیں ہیں یورپین مورخ تو بہت ہی زیادہ بتاتے ہیں کیونکہ اگر کم تعداد بتائیں تو اس قلیل اسلامی فوج کے ہاتھوں سارے یورپ کی شکست بیان کرتے ہوئے انہیں شرم آتی ہے لیکن مسلمان مورخین و نیز حق گو یورپین محققین اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سلطان فوج کی تعداد ساٹھ ہزار سے کسی طرح بھی زیادہ نہیں تھی جو کہ بالکل صحیح ہے اس کے علاوہ مخالفین کی طاقت و قوت اور تعداد کا اتنا ہی بیان کر دینا کافی ہے کہ پوپ (جو کہ سارے دنیا کے عیسائیوں کا پیشوا ہے) کی آواز جہاد کے ساتھ ہی تمام یورپ کے پُرجوش عیسائی قسطنطنیہ ہی میں آموجود ہوئے تھے اور جب تک برابر آتے ہی رہے جب تک کہ قسطنطنیہ ان کے ہاتھوں سے نکل نہیں گیا۔ مخالفین کا جہازی بیڑہ بھی ترکوں کے بیڑے سے کہیں اچھا تھا اور تعداد میں بھی زیادہ تھا کیونکہ یونانی اطالوی اور کئی ایک یورپین طاقتوں کے جہاز اس میں شامل تھے۔

قیصر کی حالت قابل رحم تھی مگر اس کا کیا علاج تھا خود ہی اُس نے یہ آفت اپنے سر پر بلائی تھی۔ ذلت اور شکست کی ڈراونی اور مہیب شکلیں اس کی نظروں کے سامنے تھیں اور اپنے اہل و عیال کی جانوں اور عصمتوں کے خون ہونے کا خیال اس کے دل کو پژمردہ کئے ہوئے تھا۔ لیکن اس کے یہ توہمات بیجا تھے ترک ایسے سفاک اور ظالم نہ تھے کہ شاہی خاندان کے پرامن مرد مارے جاتے اور باعصمت شاہی خواتین کی عصمتوں پر ڈاکے ڈالتے۔ ان کے مقدس مذہب نے ان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیا تھا اور وہ اپنے مذہب محترم کے سچے دل سے پیرو تھے

وہ کوئی بھی بیجا کارروائی کرنا نہیں چاہتے تھے جیسا کہ آگے چلکر خود معلوم ہوجائیگا۔ رات و دن قیصر شہر کی فصیلوں کے استحکامات اور اپنی فوج کو جوش اور ہمت دلانے میں صرف کرتا تھا۔ شبانہ روز چاروں طرف گھومتا پھرتا تھا۔ اور ہر چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی خود اپنی نظروں سے دیکھتا غرض کہ قیصر کی عجیب حالت تھی بالکل سگ دیوانہ ہو رہا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ قسطنطنیہ کا دفاعی استحکام کچھ اسطریقہ اور مضبوطی سے کیا گیا تھا کہ جس کو دیکھکر کوئی شخص جو ذرا سی بھی عقل و خرد رکھتا ہو یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس پر دنیا کی کوئی طاقت فتح پا سکتی ہے۔

فصیل کی موٹائی شہر کے ہر چہار طرف چھ چھ میل تھی۔ فصیل کے نیچے نیچے سو فٹ گہری خندق کھدی ہوئی تھی شہر کے تمام آہنی اور مضبوط دروازے اسقدر سختی کے ساتھ بند کئے گئے تھے کہ فصیل کی مضبوطی کی بھی ان کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہی تھی فصیلوں پر رومی سپاہی نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے اور ایک لمحہ کیلئے بھی غافل نہیں تھے دراصل وہ بھی اپنے شہر کی حفاظت کے لئے سر ہتیلی پر لئے ہوئے تھے۔

خلیج باسفورس کے دہانہ پر تمام یورپین طاقتوں کا متفقہ بیڑہ جو کہ بڑے بڑے مشہور و معروف اور تجربہ کار امیر البحروں کے ماتحتی میں تھا ترکی بیڑہ کے جارحانہ اقدام کا منتظر کھڑا تھا۔ بڑی بڑی موٹی آہنی زنجیریں دہانہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک باندھی گئی تھیں جن سے گذرنا ناممکن تھا۔

اب اس قدر انتظامات کی موجودگی میں آپ حضرات خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ترکوں کو کن کن مشکلات اور دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا ہوگا۔ بری جانب سے مسلمانوں کے حملہ آور ہونے میں کچھ فائدہ نہیں تھا بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان نظر آتا تھا۔ اول تو انکا فصیل تک پہونچنا ہی ناممکن تھا کیونکہ فصیل تک آتے آتے ہی رومی اژدر دم توپیں اور رومی سپاہ کی بے پناہ گولیاں انکو لقمۂ اجل بنا دینے کے لئے کافی تھیں۔ اچھا فرض کیجئے اگر ترک فصیل تک پہونچ بھی جاتے تو سو فٹ گہری خندق کا آسانی کے ساتھ عبور کر لینا کوئی آسان کام نہیں تھا سرنگیں کھود کر بھی ترک شہر کے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ زمین بہت سخت اور پتھریلی تھی۔ بحری جانب سے سلطان کو کامیابی کی بالکل ہی امید نہیں تھی کیونکہ اول تو اُس کے پاس جہازی بیڑہ بہت چھوٹا تھا اور جو تھا بھی تو اس میں جہاز بہت چھوٹے تھے۔ برخلاف اس کے دشمنوں کا بیڑہ اس سے کہیں زیادہ مقدار اور مضبوطی میں چڑھا تھا ان مشکلات کے ہوتے ہوئے کیا کوئی یہ کہہ سکتا تھا کہ مسلمان کامیاب ہونگے۔ ہرگز نہیں کبھی نہیں ان کی کامیابی ناممکن نظر آتی تھی لیکن قربان جائے اس خدائے نادر و توانا کے جس نے مسلمانوں کو فتح کا مژدہ سنایا ہے اور وعدہ کیا ہے (انا فتحنا لك فتحا مبينا) مگر کن مسلمانوں سے انہیں مسلمانوں سے جو کہ حقیقت میں مسلمان ہیں۔ آخر باوجود ان دشواریوں کے مسلمان کامیاب ہوئے اور قسطنطنیہ فتح کیا گیا۔

ہنگامۂ کارزار

میانوں سے نکل آئیں تڑپ کر پھر وہ شمشیریں
پلٹ دی تھیں جنہوں نے مشرق و مغرب کی تقدیریں

گو اس قدر دشواریاں و مشکلات حائل تھیں لیکن سلطان اور اسلامی لشکر نے اس پر بھی ہمت نہیں ہاری۔ سلطان کو پڑے پڑے ایک عرصہ ہو گیا تھا آخر کار مجبور ہو کر ایک روز مجاہدین کو بری جانب سے حملہ کرنیکا حکم دیا گیا۔ سلطانی حکم ملتے ہی سب سے پہلے مہیب ترکی توپخانہ نے اپنی کوہ شکن توپوں سے بے پناہ آتشباری شروع کر دی۔ توپخانہ کی آتشباری فصیل پر قیامت ڈھا رہی تھی گولوں کی پے درپے ضربوں سے فصیل کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہو جاتی تھی۔ لیکن بہادر رومی ایسی آتشباری اور گولوں کے مینہ میں فوراً ہی فصیل کی مرمت کر دیتے تھے اور اپنی لاشوں سے خندق پاٹتے جاتے تھے۔ اس موقعہ پر رومیوں کی جاں نثاری واقعی قابل ستائش ہے اور یہ لوگ داد کے مستحق ہیں۔ توپوں کے دھوئیں سے ساری فضا پر تاریک دھوئیں کا ابر چھا گیا تھا اور توپوں کے منہ سے آگ نکل نکل کر بجلی کی چمک کا سماں پیدا کر رہی تھی۔

آدھا دن ختم ہونے کے بعد توپیں خاموش کر دی گئیں اور مجاہدین نے اپنی تلواریں علم کرکے ان کے سایہ میں نہایت سرعت کے ساتھ فصیل کی طرف پیش قدمی شروع کی اور خندق تک پہونچ گئے۔ نصرانی ٹڈی دل فوجیں نہایت جوش اور جرأت کے ساتھ خندق میں اتر آئیں اور ترکوں کے اس حملہ کا انکو اپنی شمشیر زنی سے تابڑتوڑ جواب دینا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کی شمشیر زنی کے بعد سو فٹ گہری خندق رومی اور ترکی خون اور لاشوں سے جب بھر گئی تو رومی فوجیں واپس ہوگئیں اور فصیل پر سے اپنی گولیوں کی بوچھار سے مدافعت کرنے لگیں چونکہ اب رات ہوگئی تھی اس لئے قتل و خونریزی بند کر دیگئی اور صبح ہونیکا انتظار کیا جانے لگا ترکوں کو قوی امید تھی کہ کل کی جنگ فیصلہ کن ہوگی۔ اور قسطنطنیہ ہمارے ہاتھ آجائیگا لیکن صبح ہونے پر سلطان اور اسلامی لشکر کے حیرت و استعجاب کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ خندق جو کہ لاشوں سے اٹی اور دوسری چیزوں سے پٹ گئی تھی پھر پہلے ہی کی طرح صاف ہے اور فصیل اور گنبدوں میں جو رخنے پڑ گئے تھے وہ رات ہی رات میں پھر درست کر دئے گئے ہیں غرض پھر معرکہ جدال و قتال گرم ہو گیا اور ترک اور رومی ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے۔ سورج غروب ہوتے پر پھر لڑائی بند کر دیگئی اور لاشوں سے سوائے خندق پٹ جانے کے ترکوں کو اور کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ صبح ہونے پر پھر وہی دیکھا گیا جو گذشتہ دن دیکھا گیا تھا یعنی ترکوں نے جو کچھ نقصانات فصیل اور عمارات شہر کو پہونچائے تھے ان کی تلافی کر دی گئی تھی سلطان اپنی محنت اور اپنے جانبازوں کے اتلاف جان کے باوجود اپنے کو کامیابی سے دور دیکھکر انتہائی غم و غصہ کی حالت میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

غرض اب روزانہ یہی ہوا کرتا تھا ترک اپنی گولہ باری اور شمشیر زنی سے جو کچھ رومیوں کا نقصان دن بھر میں کرتے تھے وہ رومی رات ہی رات میں از سر نو اسکو مستحکم اور استوار کر لیتے تھے۔ جب سلطان نے بری حملہ میں کامیابی کی کوئی صورت نظر آتی نہیں دیکھی تو مجبوراً بحری جنگ کی طرف بھی اُسے اپنی توجہ مبذول کرنی پڑی کہ شاید اسی طرف سے کچھ فتح و کامرانی کی سبیل پیدا ہو۔ ترکی بیڑہ کی نقل و حرکت دیکھکر مخالف بیڑہ نے نہایت شدت کے ساتھ گولہ باری اور آتش فشانی اسلامی بیڑہ پر شروع کر دی ترک ایسی گولوں اور آگ کے مینہ میں نہایت مردانگی اور دلیری سے بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن دشمن کی سخت مدافعت کیوجہ سے مجبوراً انکو پسپا ہونا پڑا اور پھرا۔ دل جانیں ضائع کرنے کے بعد ہزیمت اٹھانی اس کے بعد پھر ترکوں نے اپنی بے مثل جرأت سے کام لیکر حملہ کیا۔ لیکن پھر گولہ اور آتش کے سامنے ان کے گوشت اور استخواں کے جسم کمزور ثابت ہوئے اور پھر شکست کھانا پڑی۔ ترکوں کی اس بحری شکست سے عیسائی بیڑہ کو بہت فائدہ پہونچ رہا تھا۔ وہ ترکوں کے لئے راستہ مسدود کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ اب ایک انچ جگہ ایسی نہیں چھوڑی تھی جس میں ترک آ سکیں۔

اب سلطان کی عجیب کیفیت تھی ایک مہینہ سے زیادہ لڑتے لڑتے اور قسطنطنیہ پر حملہ کرتے ہو گیا تھا اور ہزاروں جانوں اور کروڑوں روپیہ پر پانی پھر چکا تھا۔ لیکن مدعا صد افسوس تک حاصل نہ ہو سکا تھا چونکہ بحری اور بری دونوں لڑائیوں میں ہزیمت اٹھانی پڑی تھی اس لئے سلطان کوئی ایسی ترکیب چاہتا تھا کہ جس کے ذریعہ عیسائی بیڑہ سے بغیر نبرد آزما ہوئے اس کا بیڑہ شاخ زریں میں پہونچ جائے۔ لیکن ایسا کیسے ہو سکتا تھا جبکہ نصرانی بیڑہ خلیج کے دہانہ پر کھڑا تھا

آخر کار سلطان نے اپنے خداداد پرفہم دماغ سے ایک ایسی تدبیر نکالی کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں اور کہیں نظر نہ آئی یعنی رات ہی رات میں باسفورس اور شاخ زریں کے درمیان کی دس میل لمبی سنگلاخ زمین پر اپنا جہازی بیڑہ چلاتا ہوا فصیل کے پاس سمندر میں لا ڈالا خشکی پر

جہاز چلتے ہوئے کسی کو دیکھنے تو درکنار خواب میں بھی کبھی نہیں دیکھے ہوں گے۔ لیکن اس اولوالعزم سلطان نے کر دکھایا۔ اس کی ترکیب یہ کی گئی تھی کہ پہلے اس دس میل سنگلاخ زمین کو ہموار کیا گیا جنگل کاٹے گئے۔ اور اس پر چوبی تختے بچھائے گئے اور ان پر جانوروں کی چربی اور تیل ملکر انکو خوب چکنا کیا گیا۔ اس کے بعد جہازوں کے بادبان کھولکر اس کو ان تختوں پر چڑھا دیا گیا۔ اور سلطانی فوج ان جہازوں کو مشعلوں کی روشنی اور ڈھول ڈھمکے کے شور وغل میں چوبی زمین پر گھسیٹتی ہوئی لیگئی۔ اور سمندر میں ڈال دیا۔ اسی طریقہ سے اسی جہاز راتوں رات میں فصیل کے نیچے سمندر میں پہونچ گئے۔ رات کے وقت محصورین مشعلوں کی روشنی دیکھتے اور شور وغل سنتے تھے لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن جب صبح کو محصورین نے ترکی بیڑہ کو نشان ہلال اڑاتے ہوئے اپنی فصیل کے نیچے کھڑا دیکھا تو ان کے ہوش و حواس گم ہوگئے۔ ان کو اپنی آنکھوں پر شبہ ہوتا تھا کہ یہ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اصلیت ہے یا کہ وہم۔ قیصر نے اپنے بیڑہ کو اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن اب ترکی بیڑہ ایسے موقعہ پر پہنچ گیا تھا کہ عیسائی بیڑہ اسکا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ ترکی باڑیاں جو ساحل پر نصب تھیں انہوں نے اس زور وشور سے عیسائی بیڑہ پر گولہ باری کی کہ جو جہاز بھی آگے بڑھا فوراً ہی غرق ہوگیا اب قیصر اور محصورین کو کامل نا امیدی ہوگئی تھی اور وہ اپنی جان و مال سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے یہ دیکھ کر قیصر نے پھر نہایت عاجت اور نرمی سے معافی مانگی اور صلح کر لینا چاہی لیکن اب سلطان راضی نہیں ہوتا تھا۔ خیر صلح تو نہیں ہوئی لیکن اس درمیان میں ایک ہفتہ قدر گذر گیا جس میں نصرانی شہر کی مدافعت کے لئے اور زیادہ استحکام کر سکے۔ اسی درمیان میں سلطان نے یہ خبر سنی کہ ہنگری اور اٹلی سے بھی افواج نے ترکوں کے مقابلہ کے لئے کوچ کر دیا ہے تو سلطان نے اب حملہ میں تاخیر کرنا مناسب نہیں سمجھا اور ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء عام حملہ کیلئے مقرر کر دیگئی۔ اور سپاہ کو بہت انعام و اکرام دینے کا وعدہ کیا حکم سلطانی سن کر سپاہ بہت خوش ہوئی اور مسرت کے نعرے بلند کئے۔ ۲۸ مئی کو تمام فوج نے روزہ رکھا اور افطار کے بعد خوب خوشی منائی۔ چراغاں کیا اور چونکہ فتح کی کامل امید تھی اس لئے مجاہدین و غازیان اسلام نے تہلیل و تکبیر سے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ محصورین یہ نعرے سنکر اور روشنی دیکھ کر بے مارے مرے جاتے تھے۔ جب قیصر کو معلوم ہوا کہ کل پھر اور روم سلطنت کا خاتمہ ہونے والا ہے تو اس نے اپنے سپہ سالاران افواج اور وزرا اور امرا کو آخری ملاقات کیلئے اپنے محل میں بلایا اور ہر ایک سے بغلگیر ہو ہو کر اور رو رو کر رخصت ہوا اس کے بعد محل میں گیا اور سب شاہی بیگمات کو آخری مرتبہ دیکھکر سینٹ ایا صوفیہ کے گرجے میں گیا اور بہت رو رو کر دعا مانگی اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر مورچوں کی طرف روانہ ہوگیا۔

خدا خدا کر کے ۲۹ مئی کی صبح نمودار ہوئی اور پو پھٹتے ہی مسلمانوں نے ایک دم بحری اور بری دونوں جانب سے حملہ شروع کر دیا۔ پہلے تو حسب معمول ترکی توپخانہ نے آگ برسانا شروع کی جس کا جواب رومی بھی گولوں ہی سے دے رہے تھے۔ فریقین کی گولہ باری سے زمین کا اس جگہ کا حلیہ اڑ گیا تھا۔ اور مٹی، ڈھول اور دھواں سب نے ملکر ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے پوشیدہ کر دیا تھا۔ چونکہ ترکی توپیں اپنا کام انجام دے چکی تھیں فصیل کو انہوں نے بھی بے پناہ گولہ باری اور آتش فشانی سے چھلنی چھلنی کر دیا تھا اور اکثر مقامات پر اتنے بڑے بڑے سوراخ ہوگئے تھے کہ محصورین اور محاصرین انہیں سے ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ رہے تھے اس لئے توپیں خاموش کرنے کے بعد اسلامی فوج جس میں تاتاری، عربی، شامی، مسلمان جو کہ جہاد فی سبیل اللہ کے شوق میں آئے تھے اپنی شمشیروں کو بجلی کی طرح چمکاتی ہوئی بڑھی۔ ان شیر دل مجاہدین کی ہیبت ... شیروں کی طرح جھپٹنا نے عجیب ہیبت طاری کر دی تھی ترکی فوجیں اپنے بادشاہوں کی ماتحتی میں یکے بعد دیگرے حملہ آور

ہو رہی تھیں اور قیصری سپاہ بھی اپنی شمشیر زنی سے خوب شجاعت اور مردانگی کے جوہر دکھا رہی تھی اسی ہنگامہ میں مشہور رومی سپہ سالار جان گسٹیاں نے اپنی چیدہ فوج کو لیکر ترکی فوج کے قلب پر حملہ کیا اور دوسری یونانی فوجیں داہنے اور بائیں بازوؤں سے ترکی فوج کو دبا رہی تھیں۔ لیکن ترکی سپاہیوں کی شیروں کی طرح دہاڑنے اور بے پناہ شمشیر زنی نے ذرا سی دیر میں رومی بہادروں کا جوش ٹھنڈا کر دیا۔ لیکن جیسے سے کمک پہونچ جانیکی وجہ سے رومی پھر جم گئے۔ فصیل سے توپوں کے گولے موت و ہلاکت بن بن کر گر رہے تھے دھوئیں کی تاریکی میں ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کی ٹاپوں اور سپاہیوں کی دوڑ بھاگ سے گرد کا ایک ابر غلیظ چھا گیا تھا۔ دوست دشمن کی شناخت نہیں رہی تھی نقاروں کی مہیب آوازیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور مجروحین کی آہ و بکا اور چیخ و پکار اور غازیوں کی نعرہائے تکبیر دلوں میں خوف اور دہشت پیدا کر رہے تھے۔ گرد کے تاریک ابر میں سنائیں اور شمشیریں چمک چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ غرض اس نمونہ قیامت ہنگامہ کارزار میں کسی کو یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ غالب کون ہے اور مغلوب کون ہے نصرانی ٹڈی دل سپاہ امنڈا منڈ کر ترکی فوج پر چھاپہ جاتی تھی۔ قریب تھا کہ عیسائیوں کے نعروں کی کمی نے یہ بتایا کہ اب انہیں مصیبت آپڑی وہاں کے قدم اکھڑ گئے۔ اپنی سپاہ کو بدحواس اور بھاگنے کے قریب جب قیصر نے دیکھا تو کہا "شاباش بہادرو شاباش ایک مرتبہ اور کوشش کرو اور پھر تمہارے وطن کی نجات ہے"

سلطان میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار جنگ کا نظارہ دیکھ رہا تھا اور سپاہ کی ہمت پرجوش الفاظ میں بڑھا رہا تھا۔ دس ہزار جنگ آزمودہ بہادر سلطان کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے جو کہ خطرہ کے وقت سلطان پر جان نثار کرنے کے لئے تیار تھے۔ جنگ کا اب فیصلہ ہونے ہی والا تھا کیونکہ عیسائیوں کے قدم اکھڑ چلے تھے آخر کار سب سے پہلے مشہور نصرانی سپہ سالار جان جسٹی نین زخمی ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اس کے بھاگتے ہی فوج بھی بھاگ اٹھی بہترین قیصری سپاہ کو بھاگتے ہوئے دیکھکر دوسری امدادی فوجوں نے بھی راہ گریز اختیار کی اور ترکوں کیلئے میدان صاف کر گئے۔ اس کے بعد شاخ زریں کی طرف جو اسلامی فوج حملہ آور تھی اس نے ایک برج پر قبضہ کر کے ہلالی جھنڈا اوپر نصب کر دیا۔ یہ دیکھکر دوسری اسلامی فوجیں جوش میں دیوانہ ہوگئیں بے خوف و خطر اندھا دھند فصیل کو چیونٹیوں اور چھپکلی کی طرح لپٹ گئیں۔ فصیل ڈھا دی اور پھاٹک توڑ ڈالا اور شہر میں گھس پڑے قیصر آخری وقت تک مقابلہ کرتا رہا جب اسلامی مجاہدین سے اپنے کو محصور دیکھا تو چلا کر کہا "کیا کوئی عیسائی زندہ نہیں ہے جو میرا سر تن سے جدا کر دے" یہ سنکر کسی نے اس کا سر کاٹ دیا اور روم سلطنت کا آخری تاجدار خاک و خون میں تڑپتا ہوا نظر آیا۔ اسلامی فوج ... تین روز تک رات میں شہر کو خوب لوٹا۔ چالیس ہزار عیسائی فوت قتل اور ساٹھ ہزار اسیر ہوئی اور بقیہ بھاگ گئی۔

امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جس کی نسبت پر وہ فخر کرتے ہیں اسی کے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف امام صاحب کے حالات علمی کارناموں امتیازوں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہی امتیاز فن ہے ... قیمت ... مجلد ...

محصول ... ۱۵

مالیات عامہ اور ہمارے افلاس کے اسباب

(جی۔ سی۔ مان رپا۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی)

مالیات عامہ قومی فلاح و بہبود میں جس قدر ممد و معاون ہو سکتا ہے حقیقت میں حکومت کا کوئی دوسرا شعبہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہی ایک قوم کی طاقت کا بہترین سبب ہو سکتا ہے۔ جب اس کا انتظام کسی وطن پرور شخص کے ہاتھ میں ہو اور پھر اگر اسی محکمہ کو غلط طریقہ پر چلایا جائے تو قوم کی تباہی کا بھی موجب ہو جائے گا۔ مثل دیگر طاقتور حربوں کے اس علم کا استعمال بھی فائدہ اور نقصان کے پیدا کر دینے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور اسی لئے اس محکمہ کا انتظام آزمودہ دوستوں ہی کے ہاتھ میں رہنا چاہئے۔

حکومت اسی محکمہ کی مدد سے ملک کے قدرتی ذرائع آمدنی کو نشو و نما دیتی ہے جن کے مالکان شخصی اپنی کوتاہ نظری کے باعث ان قدرتی ذرائع کو جلد تباہ اور خالی کر دیتے ہیں۔ حکومت کا یہ دستور ہے کہ حالات کی جانچ وسعت نظری سے کیا کرے کیونکہ وہ طویل انتظار کو برداشت کر سکتی ہے۔ حالانکہ افراد اپنی محدود زندگیوں کے باعث دولت کے حصول کی خواہش میں ان نقصانات کو نظر انداز کر سکتے ہیں جو ملک کے قدرتی ذرائع آمدنی کے نقصان کے باعث آئندہ نسلوں کو پہنچ سکتا ہے۔ زراعت کے بڑھانے سڑکیں نکالنے اور تیل کے چشموں سے جلد از جلد تیل حاصل کرنے کے لئے حکومت امریکہ کا ساگوان کے جنگل کو جلا دینا اس نقصان کی ایک نمایاں مثال ہے جو ایک قوم ہی کو نہیں بلکہ دنیا کو پہنچ سکتا ہے کیونکہ ساری دنیا ایک اقتصادی شیرازہ بندی میں متحد ہو گئی ہے اور ایک خطہ ارض کا نقصان سارے دنیا کا نقصان تصور ہوتا ہے۔ پس فن مالیات حاضرہ اُن لوگوں پر شدید ذمہ داری عاید کرتا ہے جن کے افعال اس قدر وسیع الاثر نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔

اس حالت تغیر اور انقلاب میں جب قوم ایک دور سے دوسرے دور میں پہنچ رہی ہو یعنی جب ایک زرعی قوم صنعتی ہو رہی ہو اور دستکاری کی جگہ ملیں لے رہی ہوں تو ایک کامیاب حکومت کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اقتصادی کوششوں کو ایسے صحیح راستوں پر لگائے کہ قومی پیداوار کو نقصان نہ پہنچ جائے بلکہ اس کے پیداوار کی طاقت کو اور بڑھا دے اور اس تغیر و تبدل کے دوران میں کوئی اقتصادی زیان نہ ہو۔ یہ اسی صورت میں کامیاب بنایا جا سکتا ہے کہ حکومت مختلف صنعتی و تجارتی تجربوں پر روپیہ صرف کرے اور ان کے کامیاب نتائج سے ملک کو روشناس کرے یا پھر بیرونی تجارت پر ایسی ہوشیاری کے ساتھ محصول لگائے جو کمزور دیسی صنعتوں کی حفاظت اور ترقی کا موجب ہو اور مضبوط اور منظم تجارت خارجہ کا مقابلہ کر سکے اور ایسا بھی کیا جا سکتا ہے کہ حکومتی امداد کے ذریعہ سے کمزور صنعتوں کو ان کے ابتدائی دور میں بچا لیا جائے تاکہ طاقتور ہو کر مقابلہ کے لائق ہو سکیں۔ ایسی ہی بہتر رہبری نگہبانی اور امداد سے لوگوں کے لئے حصول دولت کے مختلف متوازی راستے نکل آئیں گے۔ قومی فلاح نہ محض چند کے توانگر ہونے کا نام ہے نہ اس کا نام ہے کہ ہر شخص پر حصول دولت کی ایک قسم کی لامحدود راہ کھول دی جائے کیونکہ اگلی صورت میں دولت کی غیر متوازی تقسیم بے چینی اور بے اطمینانی کا باعث ہوگی اور پچھلی صورت ہماری قوم کے لئے تباہی کا موجب ہو سکتی ہے جس طرح کاشتکار کے لئے امساک باراں کی مصیبت۔ وہ قوم جس کے حصول دولت کا انحصار صرف ایک ہی پگڈنڈی پر ہو زیست کی کشمکش میں بہت جلد اپنے آپ کو مشکلات میں مبتلا پائے گی۔ پیداوار متناسب آبادی کے مقابلہ میں پیچھے رہ جائے گی اگر خصوصیت کے ساتھ پیداوار کے اور ذرائع نہ کھول دئے جائیں۔ دور اندیش اور حساس حکومت وقت کے امکانات پر دھیان رکھتے ہوئے اقتصادی ترقی کو بڑھائے گی۔ زوال کے امکانات کو روک دے گی۔ صنعت و تجارت کا ایک فنی ملاپ عوام کی فارغ البالی کا سبب ہو جائے گی۔ اطمینان اور مسرت کی فضا پیدا ہو گی غریب و امیر بڑے اور چھوٹے سب میں خوش حالی نظر آنے لگے گی۔ جون رسکن کا یہ خیال حقیقت پر مبنی ہے کہ "زندگی دولت ہے" اور جے۔ اے ہوبس "اندازہ تونگری کے لئے پیمانہ زر کے بجائے انسانی خوش حالی کے ایک درجہ کو پیمانہ بنانا پسند کرتا ہے"۔ کسی حکومت کی منفعت بخش پولیسی کی جانچ اسی سے ہو سکتی ہے کہ بلا کسی روک کے افراد قوم نے اپنے جوش عمل سے عمل و خیال کے قومی خزانہ میں کیا سرمایہ جمع کیا لوگوں کی استعداد پیداوار کو بڑھانے کے بعد ہی بقول سکھر ایک بادشاہ مالیہ وصول کرنے کا حق رکھتا ہے جس طرح ایک مالی اسی وقت پھل جمع کرتا ہے جب اچھی طرح درختوں کی پرورش و پرداخت کر لی ہو۔ پھر لگان عائد کرنا چاہئے کہ رعایا کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ جیسے کوٹلیا کے تشبیہ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ لگان اور محصولات کی مثال پھل کی ہے جسے پک جانے پر ہی بلا کسی نقصان کے درخت سے توڑا جا سکتا ہے۔ اجرا محصولات کا ایک دانشمندانہ اصول مالیہ پیدا کرنے کے باوجود بھی لوگوں میں کسب معاش کی طاقت کو خراب نہیں کرتا۔ حکومت کے قیام و دوام کو نقصان پہنچائے بغیر محصولات رعایا کی بچت سے وصول ہونا چاہئے۔ ایک ہندی مثل کے بموجب سلطنت کو کوئلہ بیچنے والے کے مانند ہونا چاہئے۔ جو درختوں کو کاٹتا جلاتا اور اس فطری ذریعہ آمدنی کے تباہی سے اپنا منافع حاصل کرتا ہے۔ بلکہ اُسے باغبان کے مانند ہونا چاہئے جو پھول اگر نہ چنے تو وہ سب مرجھا کر ضائع ہو جائیں، پس وہ پھول چن لیتا ہے اور پودوں میں پھر کلیاں نکل پڑتی ہیں۔ محصولات کے مواقع کو خوب جانچ لینا چاہئے۔ اور لوگوں کی استعداد کی مناسبت ہی سے بوجھ ڈالنا چاہئے وہ جن کی آمدنی گزران اوقات کی حد سے زیادہ نہیں ان کو محصولات کی زد سے آزاد رکھنا اور ان کا بار مرفہ الحال لوگوں پر ڈالنا مصلحت و انصاف کے مطابق ہے

اشیار پر محصولات بالواسطہ قائم کرنے میں ہوشمندانہ اور تجربہ کارانہ انتخاب سے کام لینا چاہئے تاکہ دیسی مصنوعات کو فروغ ہو اور ضروریات زندگی گراں ہو کر غربا کی مصیبت کا باعث نہ ہو جائیں۔ لگان بالواسطہ مالیہ کے حصول کا ایک کارآمد ذریعہ ہے اور اس ذریعہ سے حکومت کو مالیہ اس طرح وصول ہوتا ہے کہ دینے والے کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ان شہد کی مکھیوں سی ہے جو پھول کو بغیر کسی طرح کا نقصان پہنچائے

ہوئے رس چوس لیا کرتی ہیں۔ پس اس طرز محصول کے عائد کرنے میں ان لوگوں کو جو اس کام کے ذمہ دار قرار دئے گئے ہوں بے حد حزم و احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ مالیہ کے وصول ہونے سے رعایا کی استعداد پیداوار میں ترقی ہونی چاہئے۔ محصولات صاحب حیثیت سے وصول ہوکر اس طرح غربا اور اصحاب حاجت پر صرف ہونا چاہئے جس طرح سمندر سے ابخرے اٹھتے ہیں اور بادل بن کر زمین پر برستے ہیں غربا کی تعلیم ان کی معاشی ضروریات کی کاربرآری ہونی چاہئے۔ شخصی زندگی میں بھی روپیہ کا صرف نمایت سمجھ اور احتیاط سے ہونا چاہئے۔ لیکن محکمہ مالیات کا نظم بے حد مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ایک غریب سے جو اپنی بسر اوقات سے زیادہ حاصل نہیں کرتا، ایک روپیہ محصول لیکر اُسے اُن پر صرف کرنا جو نسبتاً خوش حال ہوں ایک کھلی ہوئی غلطی ہے کیونکہ وہ قلیل رقم اس کے لئے ایک کارآمد سہارا ہے اور اس طریقہ سے تو سارے قومی سرمایہ کے ضائع ہوجانے کا خطرہ ہے۔ ٹیکس ادا کرنے والوں کی صلاحیت۔ اور استفادہ حاصل کرنے والی جماعت کی ضروریات کا موازنہ ہر وقت ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

ملک کی اقتصادی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے انتظامات ملکی پر اسی قدر صرف کرنا چاہئے جس قدر کہ قوم کی برداشت کے لائق ہو۔ ایک درمیانی حیثیت کے آدمی کے لئے جس کی آمدنی چھ ہزار سالانہ سے زیادہ کی نہ ہو ایک فورڈ موٹر کار رکھنا موزوں ہوسکتا ہے مگر اسی شخص کا رولس رائس رکھنا محض جنون میں شمار ہوگا۔ موثر حکومت کا درجہ جو درکار ہے ایک اضافی خیال ہے نہ کہ جامد ہر چیز میں خواہ وہ نظم سلطنت ہی کیوں نہ ہو ایک احساس تناسب ہونا چاہئے ایک گراں صرف حکومت کے برقرار رکھنے کی یہ کوئی معقول وجہ نہیں کہ وہ منظم و مؤثر ہے ملکی مرفہ الحالی ایک اچھی اور مؤثر حکومت کی اصلی کسوٹی ہے۔ نہ یہ کہ عمال حکومت کس طرح گھڑی کی سوئی کی طرح اپنے فرائض انجام دیا کرتے ہیں۔ ملکی انتظامات کو اس طرح چلانا چاہئے جس سے قوم کے قوائے عملی اور دماغی کو پوری طرح ترقی کرنے کا موقع ملے۔ وہ انتظامات حکومت قطعی ناکام سمجھا جائیگا جو لوگوں کو مرفہ الحالی کی طرف نہ لیجائے خواہ عمال حکومت اپنے نظام اوقات کی پابندی میں کیسے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔ اس امر کی جانچ کہ قوم کو اخراجات حکومت کے برداشت کی صلاحیت کہاں تک ہے۔ اس طریقہ سے بہترین ہوسکتی ہے کہ مشاہرہ ملازمین کا موازنہ قوم کے اوسط آمدنی سے کیا جائے۔ یہ طرز موازنہ عوام و حکام کے اقتصادی توازن کو عیاں کردیگا اور پھر دوسرے ملکوں سے اشیاء کے نرخ، صلاحیت عمل اور دیگر اقتصادی حالات کی جانچ کی ضرورت نہ ہوگی۔

ایک تونگر مرفہ الحال قوم کے بنانے میں جو اقتصادی اصول پیش نظر رہنے چاہئیں ان کو بیان کرنے کے بعد انہی اصول کی روشنی میں ہندوستان کے حالات کا سرسری مطالعہ کرنا چاہئے اور اس امر کو ذرا گہرائی سے جاننے کے لئے کہ سیاست اور مالیت عامہ نے ہندوستان کی کیا حالت کردی ہے اس کی ضرورت ہوگئی ہے کہ موجودہ برطانوی دور سے پہلے کی اقتصادی حالات کا اندازہ کیا جائے۔

انیسویں صدی میں ہندوستان کی اقتصادی حالت

ہر چند کہ صدیوں تک ہندوستان کی تاریخ بدحالی و خوش حالی امن و جنگ، اطمینان و مصیبت انصاف و ظلم کا نقشہ پیش کرتی رہی مگر من حیث مجموع دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں اس نے امن اور دولت مندی کا حیرت انگیز نقشہ پیش کیا۔ قرون وسطیٰ میں ہندوستان دنیا کا اقتصادی مرکز عمل تھا۔ انکشاف امریکہ ان کوششوں کا نتیجہ تھا جو غیر ترقی یافتہ مغربی قومیں ہندوستان کے ساتھ براہ راست تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے کررہی تھیں۔ اس زمانہ کے نظریہ کے مطابق ہندوستان اعلیٰ پیمانہ کا تجارتی ملک تھا۔ چھوٹی چھوٹی قیمتی مصنوعات جو دستکاری کا اعلیٰ نمونہ ہوتی تھیں ان کا تبادلہ دوسرے ملکوں سے سونے کے عوض میں ہوا کرتا تھا۔ اشیاء کی نکاسی میں چونکہ حفاظت اور حمل و نقل ایک مشکل مسئلہ تھا۔ اس لئے کثیر المقدار کم قیمت اشیاء کی تجارت منافع بخش نہ تھی مگر نفیس اور قیمتی اشیاء کی نکاسی اس قدر تھی کہ روم بھی اپنے دور اقبال میں ملک سے سونے کے نکل جانے پر شکوہ کناں رہتا تھا باوجود قطعی مخالف شواہد کے اس خیال کا تا ہنوز قائم رہنا کہ ہندوستان میں سونے کی لاانتہا کھپت ہے۔ اس قدیم غیر ملکی تجارت کے فروغ کی بنا پر ہے جو اسے زمانہ قدیم میں حاصل تھا۔ ہندوستانی مصنوعات کی برآمد نے ساری دنیا کا سونا سمیٹ لیا تھا ملکی خام اجناس سے ملک ہی میں مصنوعات تیار ہوجاتی تھیں اور ہندوستان کے جہازراں ایک طرف تو براہ خلیج ایران و عرب، یورپ کو اور دوسری طرف چین و جاپان کو اپنی مصنوعات لیجایا کرتے تھے۔ اس طرح ملک میں صنعت و حرفت کا اس قدر چلن تھا کہ بحر و بر اور شہر و دیار کے لوگوں کے لئے کام اور مصروفیت کی کوئی کمی نہ تھی اور قومی ذہانت اور قوت عمل کے فروغ کے لئے ہندوستان، اندرونی و بیرونی کاموں کا ایک مناسب و خوشگوار اجتماع ہر وقت فراہم رکھتا تھا۔ ہندوستان کے مغربی ساحل کا لی کٹ اور مشرقی ساحل مچھلی پٹم میں روئی کی پیداوار سے خوبصورت ململ تیار ہوتا تھا۔ اٹھارویں صدی میں ململ کی برآمد انگلستان میں اس قدر ہوگئی تھی کہ انگلستان کی صنعت پارچہ بافی کو قطعی تباہی سے بچانے کے لئے بھاری محصولات قائم کردئے گئے۔ ہاتھی دانت، اور پتھر کی حسین مصنوعات کی ہر جگہ بڑی مانگ تھی۔ اور ہند کا نام ان مخصوص صنعتوں میں ضرب المثل ہوگیا تھا۔ ریشمی کپڑے زردوزی اور قالین امرا کے ذوق سلیم کو پورا کرتے تھے۔ ملکی جہازرانی کے سبب ملک ہی میں جہاز تیار ہوتے تھے ایک انگریز مقیم بالاسور کے خط مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۶۷۰ء کے حوالے سے جو اس نے ڈائرکٹران کمپنی لندن کو لکھا تھا مسٹر مکرجی لکھتا ہے کہ "بہت سے انگریز جہازراں تاجروں کے جہاز و بادبان ہر سال یہاں تیار ہوتے ہیں۔ پرانے اور بہترین قسم کے ساگوان یہاں بکثرت موجود ہیں اور بہترین لوہا بھی بہ افراط دستیاب ہوتا ہے اور ہر قسم کی کاریگری کے کام مثلاً بولٹو، میخ، کیل، لنگر وغیرہ یہاں کے لوہار نہایت ہوشیاری سے انجام دیتے ہیں مضبوط جہاز تیار کرنے میں اور صحت و درستگی کے ساتھ جہازوں کو پانی میں اتار دینے میں یہاں کے کاریگر ہر ہوشیار کاریگر سے مقابلہ کرسکتے ہیں" ۱۸۰۲ء کے بعد زمانہ میں بھی ہندوستان سے جنگی اور تجارتی جہاز بنکر انگلستان جایا کرتے تھے اور کبھی انگلستان والے یہاں کے مشاق کاریگروں سے نقشہ بنوالیا کرتے تھے۔

عہد قدیم کی وہ خوبصورت عمارتیں، نہر و کنوئیں، تالاب اور سڑکیں جو آج تک

موجود ہیں۔ زمانہ گذشتہ کی خوش حالی کا روشن اور نمایاں ثبوت پیش کر رہی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ملک کے محدود حصوں میں کبھی کبھی قحط کی تباہ کاریاں پھیل جایا کرتی تھیں مگر سارا ملک بہ یک وقت کبھی اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ اس زمانے کے قحط کا سبب استعداد خریداری کی خرابی نہ تھی بلکہ غلہ کی کمیابی جو بوجہ امساک باراں قطعات ملک میں پیداوار نہ ہونے کے سبب ہو جایا کرتا تھا۔ پس بجائے اقتصادی سبب کے یہ مصیبت محض اتفاقات ناگہانی پر مبنی تھی۔ راستوں اور بار برداری کی دقتوں کے باعث قحط زدہ علاقوں میں رسد اور امداد پہنچانے کا کام تقریباً مشکل ہوا کرتا تھا۔

وقتاً فوقتاً کوئی غیر ملکی طاقت جس نے ہندوستان کی دولت پر حریفانہ نظریں ڈالیں ملک پر چڑھ دوڑیں۔ مندروں اور ایوانوں کے اندوختوں کو لوٹ کر روانہ ہو گئیں کچھ اور اُن کی لوٹیری اور غارتگر فوجوں کی نذر ہو جانا قدرتی تھا مگر من حیث مجموع کاشتکار اور صناع اپنے کاروبار کے لئے آزاد تھے اور بہرصورت یہ بیرونی حملے لوگوں کی دولت کمانے کی استعداد اور صلاحیت کو ضائع نہ کرتے تھے۔

عارضی ہنگاموں کے دفع ہو جانے کے بعد لوگ پھر اپنی کمائی میں لگ جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر زر کے انبار کے بجائے قوم کی استعداد پیداواری کا نام "دولت" رکھا جائے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان بیرونی حملوں نے ہندوستان کو بھی نقصان نہیں پہنچایا۔ زراعت ایک پاک پیشہ خیال کیا جاتا تھا۔ اور شاہزادے اپنی نبرد آزمائیوں میں ہری بھری کھیتیوں کو نقصان سے بچاتے تھے۔ پس اس امر کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ سنہ ۱۷۳۹ع کے عظیم الشان نادر شاہی حملے کیونکر ہندوستان کی اقتصادی شیرازہ بندی کو تباہ نہ کر سکے اور اس حملے کا محض ایک عارضی اور وقتی اثر ہو کر رہ گیا۔ یہ بات امکانی اور لائق یقین ہو سکتی ہے کہ قوم کو بغیر شدید نقصان پہنچائے امریکہ سے فورڈ اور روکفلر کی دولت معدوم ہو جائے مگر حقیقت میں وہ عبرت ناک اور اندوہناک سماں ہوگا جب کاشتکار سے زراعت کے مواقع اور مزدور سے کام کے وسائل چھین لئے جائیں "جس نے میری تھیلی چرایا" اس نے ایک بے حقیقت چیز لیا ایک انگریزی مثل ہے۔ اور ذرائع آمدنی کے محفوظ رہنے پر ایک انسان کا اگر روپیہ چوری ہو جائے تو اسے نسبتاً کم نقصان ہوگا حالانکہ اگر ایک ہوشیار کاریگر کی آنکھ نکال لی جائے یا ہاتھ کاٹ لیا جائے تو اس کی حالت جس قدر افسوس ناک ہو جائے گی ظاہر ہے۔ ہندوستان کی بیرونی حملوں اور ظالمانہ حکومتوں نے لوگوں کو کچھ تکلیف ضرور پہنچایا مگر ان عارضی مصیبتوں کے دفع ہوتے ہی شاہراہ ترقی سامنے آجاتی تھی۔

محصولات ملکی خواہ جس صورت سے بھی وصول ہوتے ہوں ملک ہی میں خرچ ہو جاتے تھے۔ امرا اور سلاطین کا اسراف صنعت و حرفت کے فروغ کا باعث تھا کیونکہ نفیس اور خوبصورت اشیاء کی مانگ بڑھ جایا کرتی تھی۔ ہر صرف سلاطین صاحب علم و حرفہ کی قدر افزائی میں مشہور رہتے تھے بنا بریں قوم اپنی اجتماعی پیداوار کا فائدہ حاصل کر لیا کرتی تھی۔ اور جو کچھ ملک میں تیار ہوتا تھا۔ اس طرح صرف ہو جاتا تھا۔ کہ ملک کا سرمایہ ملک ہی میں رہ جائے حکومت فرزندان وطن کے ہاتھوں میں رہنے کے باعث خدام حکومت ملک کے ذہین طبقہ سے لئے جاتے تھے اور پھر اسی طرح ہزاروں کے روزگار کا بندوبست ہو جاتا تھا۔

بستیوں پر لگان ایسی پنچایتوں کے زیر نگرانی لگایا جاتا تھا جو اپنی بستی اور بستی والوں کے حالات سے شخصی طرح پر آگاہ ہوتے تھے ہر چند کہ لگان دیکھنے میں زیادہ معلوم ہوتا تھا مگر اس کی وصولی میں رحم و انصاف کا انسانی عنصر زیادہ تر کام کرتا تھا اور تھوڑی رد و قدح کے بعد اکثر کچھ لگان معاف کر دیا جاتا تھا۔ ادائیگی میں بھی یہ آزادی تھی کہ خواہ جنس ہی میں ادا کیا جائے خواہ نقدی میں اور یہ آسانی اقتصادی مشکلات سے بچنے کا اکثر راستہ پیدا کر دیتی تھی۔ قحط یا دیگر اتفاقی حوادث سے بچنے کے لئے کاشتکار اور دیگر لوگ غلہ کی ایک مقدار محفوظ رکھتے تھے اور ایسا کبھی نہ ہوتا تھا کہ کچھ "مد محفوظ" رکھے ہوئے ملک سے سارے کا سارا غلہ باہر چلا جائے۔

ہر بستی میں ایسے مدارس ہوتے تھے جن کے لئے زمینیں وقف ہوتی تھیں۔ بستی کی ضروریات اور احتیاج پر تقسیم عمل کے اصول پر لوگوں کی نظر اس طرح رہتی تھی جس سے ایک مختصر جمہوری نظام حکومت کا نقشہ قائم رہا کرتا تھا۔

اٹھارویں صدی کے آخر میں ہندوستان کی یعنی اس کے شمال و جنوب، مغرب و مشرق کی جو حالت تھی اس کا حال مغربی سیاحوں کے حوالوں سے درج ذیل کیا جاتا ہے جس سے ہمارے گذشتہ دور اقبال اور مرفہ الحالی کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جائے گا۔

بیشوپ ہیبر اپنے اخبار میں بھرت پور کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس ملک کی سرزمین اپنی آبادی اور سیرابی کے لحاظ سے ہندوستان کی بہترین زمینوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ غلہ کی حسین کھیتیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں خصوصاً باجرے کی کاشت تو اس قدر خوبصورت معلوم ہوتی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ میں نے متعدد چینی کے کارخانے دیکھے اور بہت سی ایسی زمینیں دیکھیں جن سے ادکھ فوراً کاٹی گئی تھیں یہ تمامی حالتیں ملک کی خوش حالی کا پتہ دیتی تھیں آبادی زیادہ نہ تھی مگر لوگ بافراغت اور آسودہ ہوتے نظر آتے تھے۔ اور خوش حالی ہر طرف نظر آتی تھی۔

کمپنی (الیسٹ انڈیا) کی حکومت کے مقابلہ میں ساری آبادی صنعت اور زراعت کا ایسا خوشنما منظر پیش کرتی کہ مجھ کو یہ گمان ہوتا تھا کہ آیا بھرت پور کا راجہ بہت ہی ہمدرد اور لائق تقلید حکمراں ہے یا پھر انگریزی طریقہ حکومت دیسی ریاستوں کے مقابلہ میں ملکی فلاح اور بہبود کے لحاظ سے نامحمود، ناقص اور نامکمل ہے" یہ حال تو شمالی حصہ ہند کا ہوا۔ اب جنوبی حصہ کا حال سنئے۔ لفٹننٹ کرنل مور سلطان ٹیپو کی حکومت کا حال ان الفاظ میں تحریر کرتا ہے کہ "جب ایک شخص اجنبی ملک سے گزرتا ہوا دیکھے کہ زمین آباد ہے۔ آبادی فروغ پر ہے شہر آباد ہو رہے ہیں تجارت

اور صنعت و حرفت ترقی پر ہے اور ہر چیز میں زندگی اور اُبھار نمایاں ہے تو قدرتاً اس نتیجہ پر پہنچنا چاہئے کہ حکومت ملک کے مناسب حال ہے بس یہی نقشہ سلطان ٹیپو کے حکومت کا سمجھنا چاہئے۔ اس کی حکومت میں رعایا کو جو آرام و خوش حالی نصیب تھی وہ مقابلتاً کسی دوسری سلطنت سے کم نہ تھی۔ اور نہ کبھی رعایا کو سلطان کے خلاف کوئی شکایت پیدا ہوئی حالانکہ اگر ہوتی تو اس کے دشمن جو بہت تھے اس کی شکایتوں کو سن کر بہت خوش ہوتے اور اسے رائی کا پربت بنا کر سارے عالم میں پھیلا دیتے۔

مشرقی ہند کا حال مسٹر ہوتل کا حقیقت نگار قلم بنگال کی حالت کو بیان کرتے ہوئے یوں تحریر کرتا ہے کہ "لوگوں کے جان و مال محفوظ تھے مسافروں کو حکومت کی نگہبانی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ خواہ وہ سامان تجارت کے ساتھ ہوں یا نہیں۔ اور اس طرح راستوں کی حفاظت کے لئے نگہبان مقرر ہوتے تھے" مزید براں "ڈھاکہ کا زرخیز خطہ اور چپہ چپہ آباد تھا۔ حکومت کا انتظام انصاف کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ جیونت رائے جس کی تعلیم دیانتداری اور ایمانداری پر راسخ رہنے کے اصول پر ہوئی تھی ملک کا انتظام بہت خوبی سے کر رہا تھا۔ اور اس کے دور میں لوگ امن اور فارغ البالی سے دن گزار رہے تھے اس نے غلہ کی اجارہ داری کو بالکل موقوف کر دیا تھا۔

خطہ مغربی کے متعلق انکوٹل ڈیو پیرن مہاراشٹر کی حالت بیان کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "جب ہم مہاراشٹر میں داخل ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسرت و سادگی کے قدیم عہد زرین میں آ گئے ہیں جہاں فطرت نے اپنی سادگی کو نہیں چھوڑا ہے جنگ اور مصیبت ناپید ہے۔ لوگ تندرست محنتی اور خوش ہیں مدارات اور خوش خلقی کا دور دورہ ہے۔ دوست پڑوسی اور اجنبی مسافر کی ایک ہی طرح ہر گھر میں تواضع مدارات کی جاتی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں ملک کی مرفہ الحالی کا دلچسپ نقشہ دیکر اب ہمیں موجودہ صدی کے عام اقتصادی حالات پر نظر ڈالنی چاہئے۔ (باقی)

اگر آپ

یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں

تو

جرمنی کا چھپا ہوا

قرآن شریف

منگائیے یہ قرآن شریف اپنی صاف چھپائی عمدہ ٹائپ اور بہترین کاغذ کے اعتبار سے ہندوستان میں نیا اور انوکھا ہے جدید تعلیم یافتہ بھائی قرآن شریف بھی اپٹوڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف بھی اپ ٹو ڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف سے سعادت اندوز نہیں تھیں ان کے لئے چھپا ہوا یہ ایڈیشن باعث رونق و برکت ہوگا ایسے بھائی جو قرآن مجید کی چھپائی اور تقطیع اور کاغذ کو بالکل یورپ کی چھپائی کے برابر دیکھنا چاہتے ہیں اس کو دیکھ کر خوش ہوں گے کہ جدید طباعت اعلیٰ ٹائپ کا چھپا ہوا قرآن شریف جرمنی سے دہلی میں آ گیا ہے۔

قرآن شریف کی توصیف بیان سے باہر ہے اور واقع یہ ہے کہ اس کی خوشنمائی صحت و عمدہ طباعت نے ہندوستان کی ہر چھپائی کو ماند کر دیا ہے علی الخصوص کاغذ چونکہ خاص طور سے اس قرآن شریف کے لئے بنایا گیا ہے اس لئے اس کی مضبوطی قرآن شریف کے لئے بہت ہی مناسب ہوگی۔ ... [illegible] قرآن شریف آنا ... کہ غالباً ہندوستان ... کے مقابلہ کا قرآن شریف نہ ہوگا صرف پانچ سو جلدیں حال ہی میں منگائی ہیں کیونکہ ... یہ قرآن شریف آنا بند ہو گیا تھا پچھلے سال ہی دنوں میں دو ہزار قرآن شریف ہدیہ کر چکا ہوں ... بڑی مشکل سے دستیاب ہوا ہے اس لئے بہت جلد منگائیے۔ ہدیہ فی جلد ... [illegible]

محصول ڈاک ۱۲ ... [illegible]

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

اپنے بچوں کو غلط تعلیم کے برے اثرات سے بچائیے اور قاعدہ نو ایجاد

اسہل القرآن

پڑھائیے یہ قاعدہ مولانا علم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بھوپالی کا ایجاد ہے اس کے ذریعہ سے چار برس کا بچہ چھ مہینہ میں صرف دو تین گھنٹے کی محنت سے قرآن شریف اور اردو کی کتابیں پڑھ سکتا ہے اس قاعدہ میں طوطے کی طرح رٹنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حروف کو ذہن نشین کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں ابتدا میں حروف تہجی کے لحاظ سے پچاس اشیاء کی رنگین تصاویر ہیں اس کے بعد الف بائے اردو اور عربی دونوں میں لکھے گئے ہیں تاکہ دونوں زبانیں بچوں کو آ سکیں اس کے بعد ترتیب وار مفرد اور مرکب الفاظ اردو عربی دونوں خطوں میں ہیں تاکہ دو حرفی اور سہ حرفی الفاظ پر عبور ہو جائے پھر دو حرفی اور سہ حرفی عربی الفاظ اور ان کے معانی درج ہیں تاکہ الفاظ کے ذہن نشین ہونے کے ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اور اس طرح سے تقریباً تین ہزار الفاظ جمع ہو گئے ہیں جن میں حروف شناسی کے ساتھ ساتھ ان کے معنی بھی معلوم ہوتے جائیں اردو عربی دونوں میں اچھی خاصی مہارت ہو جائے۔

آخر میں قرآن شریف کی چھوٹی چھوٹی آیتیں اور معانی ہیں اور اس طرح بچہ ضروری آیات اور ان کے معانی سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے پھر بالکل آخر میں گنتی اردو گنتی حرف کے اخراج یعنی قرائت کے ابتدائی اصول بھی درج ہیں الغرض یہ قاعدہ نہ صرف یہ کہ نو ایجاد ہے بلکہ استفادہ اور ضرورت تعلیم کے لحاظ سے فی الحقیقت بے مثل ہے ضخامت ۴۴ صفحات قیمت چار آنے ایک روپیہ کی پانچ جلدیں اور پانچ روپے کی ۳۰ جلدیں محصول ڈاک ایک قاعدہ پر ۵ پائی پانچ جلدوں پر آٹھ آنے ہے اور تیس جلدوں پر عہ

پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ختم القواعد کا دوسرا ایڈیشن پھر چھپ کر آ گیا۔ اب بچوں کی پڑھائی کا انشاء اللہ حرج نہ ہوگا یہ عربی کا وہ طلسمی قاعدہ ہے جسمیں الف بے تے پڑھ لینے کے بعد مرکبات صرف ایک مرتبہ بچے کے ذہن نشین کرانے پڑتے ہیں اور آگے بچہ خود پڑھنے لگتا ہے مولف نے کچھ ایسی سمجھانے اور پڑھانے کی ترکیب لکھی ہے اور کچھ ایسے گر بتائے ہیں کہ نہ استاد کو تکان نہ شاگرد کو اکتاہٹ بلکہ یہی کوئی بچہ ایک دفعہ اسمیں پڑھ لینے کے بعد دوسرے کسی قاعدہ میں پڑھنا گوارا کرے۔ یہ قاعدہ مقبول عام ہو گیا۔ اب تک ہی .... ۲ ہزار چھپا ہے ایک روپیہ کے سولہ اور پانچ روپیہ کے سو ملتے ہیں ایک روپیہ کے قاعدوں پر محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے ایک روپیہ سے کم کے منگانے ہوں تو اور کتابوں کے ساتھ منگائیے۔ ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی

ریف کے آٹھ مسلمان

(ازجناب مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی)

یہ افسانہ ترجمہ نہیں ہے بلکہ سات بھائیوں اور ان کے عجیب و غریب بہنوئی کا سچا واقعہ ہے اور میں نے کسی اخبار میں دیکھا تھا چنانچہ اس واقعہ کے پیش نظر یہ افسانہ میں نے غازی عبدالکریم کی جنگ سے متاثر ہو کر لکھا۔ افسانہ کا آخری پیراگراف خیالی ہے۔

سمندر کے کنارے دور تک فوجی کیمپ چھا گیا تھا۔ جگہ جگہ پختہ بارکیں اور عمارتیں بنی ہوئی تھیں اور پھر موقع بہ موقع خیمے بھی نصب تھے۔ کچھ فاصلے پر ہسپانیہ کے چند جنگی جہاز لنگر انداز تھے اور سمندر کے کنارے کی چہل پہل بتا رہی تھی کہ عنقریب سرزمین مراقش میں کیا کچھ ہونے والا ہے ——— وہی کچھ جو ہم سب نے آخر دیکھ لیا اور سن لیا کہ کس طرح غازی عبدالکریم نے ہسپانیہ کے بہادروں کو اپنے مٹھی بھر جانبازوں کی امداد سے پے در پے شکستیں دیں۔

جنگ و جدال کا ایک طرح کوئی احتمال نہ تھا۔ کیونکہ اس کے لئے بہ ظاہر کوئی وجہ نہ تھی لیکن پردے ہی پردے میں ہسپانیہ کی خود سرانہ حکمت عملی سے رعایا تنگ آ چکی تھی اور کوئی گل کھلا چاہتا تھا چنانچہ چند ہی سال بعد جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔

(۱)

عبداللہ بن علی ریف کا ایک غریب مزدور تھا جو سمندر کے کنارے کی بستیوں میں محنت و مزدوری سے اپنا پیٹ پالنے آیا تھا۔ اس نے اس سے قبل ہسپانوی سپاہیوں کا نام تو سنا تھا مگر انہیں دیکھا نہ تھا۔ وہ اب تک ان آداب سے ناواقف تھا جو ریف کے ایک معمولی باشندے کو ہسپانیہ کے سپاہیوں اور افسروں کے ساتھ ملحوظ رکھنے چاہئیں تھے۔ اگر وہ ایک غریب مگر مضبوط اور طاقت ور ریفی تھا تو ساتھ ہی اپنے سینہ میں ایک مضبوط دل بھی رکھتا تھا۔ اس کا قوی دل اور اس کی ہمت دراصل غرناطہ کے سورماؤں کی یادگار تھی۔ اسے معلوم نہ تھا کہ ڈیوک آف میڈ نیا سڈ دنیا کی فوج اور افسر سمندر کے کنارے پر اترے ہوئے ہیں اور نہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہ اسی میڈ نیا سڈ ونیا کے ڈیوک ہیں جس میڈ نیا سڈ ونیا کے میدان جنگ پر اس کے آبا و اجداد نے ڈیوک موصوف کے آبا و اجداد کو شکست دے کر قدیم ہسپانیہ کی عظمت کو مٹی میں ملا دیا تھا۔

عبداللہ کو ساحل کی چھاؤنی کی بستیاں بھی پیرس و لندن سے کم نہ معلوم ہوتی تھیں۔ کیونکہ یہاں کی تمام چیزیں اس کے لئے نئی تھیں۔ اس قسم کے مقام پر تمام گرد و پیش کی چیزیں عموماً ایک اجنبی پر رعب طاری کر دیتی ہیں مگر شاید یہ معلوم کر کے ناظرین کو تعجب ہوگا کہ ریف والوں کے پہلو میں اور قسم کا دل ہوتا ہے۔

عبداللہ ایک مختصر سے بازار میں کھڑا تھا جب اس نے دیکھا کہ سامنے سے ایک فوجی افسر پورے طمطراق کے ساتھ آ رہا ہے۔ اس کے جلو میں بہت سے آدمی تھے اور آگے آگے فوجی چپراسی تھے۔ اس کو معلوم بھی نہ تھا کہ ایسے موقع پر ایک ریفی کا فرض یہ ہے کہ وہ سامنے سے ہٹ جائے اور سڑک کے کنارے مودب کھڑا رہے۔

وہ اس افسر اور اس کے ساتھیوں کو حقارت آمیز تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ وہ وہیں کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ فوجی چپراسی اس کے قریب آ گئے۔ فوجی چپراسی نے عبداللہ کی گستاخی پر برافروختہ ہو کر نہایت ہی بدتمیزی سے اس کو دھکا دیا۔ عبداللہ کو طیش آ گیا اور اس نے چپراسی پر حملہ کرنا چاہا کہ اچانک اس کی پشت پر ایک رائفل کا کندا پڑا۔ بل کھا کر اس نے مڑ کر دیکھا کہ ایک یورپین سپاہی نے اس کو مارا ہے طیش میں آ کر اس نے صاحب بہادر کی کنپٹی پر اس زور سے مکا مارا کہ وہ زمین پر دراز ہو گئے۔ قبل اس کے کہ وہ بھاگ سکے چار پانچ آدمیوں نے جھپٹ کر اس کو دبا لیا اور لاتیں اور ٹھوکریں اور رائفل کے کندے مار مار کر اس کو بے حال کر دیا۔

دنیا کے قوانین جدا ہیں اور وہ قوانین جدا ہیں جن کا اجرا ہسپانوی فوج غریب ریف والوں پر کرتی ہے اگر کوئی ریف والا ہسپانوی فوجی سپاہی یا افسر کی توہین کرے تو کم از کم سزا جو دی جا سکتی ہے وہ سزائے موت ہے۔

عبداللہ کو جب فوجی حوالات سے نکالا گیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں وہ عمارت سے باہر سنتری کے ساتھ آ رہا تھا کہ اس کے کانوں تک کچھ خوفناک الفاظ پہنچے۔ اس نے پورا جملہ نہ سنا مگر لفظ "قتل" صاف سنا۔ اس کے کان کھڑے ہو گئے اور ایک دم سے حقیقت اس کو معلوم ہو گئی ...... وہ قتل کرنے کے لئے اس کو کہیں لیے جا رہے تھے! بجائے ناامید و مایوس ہونے کے اس کو سخت غصہ آیا۔ اس کی آنکھیں غیظ و غضب کے مارے سرخ ہو گئیں اور وہ سوچنے لگا کہ کیا کروں۔ جیسے ہی وہ پھاٹک کے باہر نکلا اس نے ایک ہسپانوی سوار کو پہرہ پر متعین پایا۔ چشم زدن میں اس نے کچھ طے کر لیا۔ بڑھ کر اس نے ایک دوہتڑ ہسپانوی کے سر پہ دیا جو اس کو کشاں کشاں لئے جا رہا تھا۔ اس سنتری کے سر پہ دونوں ہتھکڑیاں پوری طاقت سے ایسی پڑیں کہ وہ گر پڑا۔ قبل اس کے کہ وہ سنبھل سکے اس نے لپک کر ہسپانوی پہرہ دار سوار کو ٹانگ سے پکڑ کر گھوڑے پر سے لوٹ دیا گھوڑے کی زین پکڑ کر ایک زقند مار کر سوار ہو جانا ایک چشم زدن کا کام تھا۔ وہی ہتھکڑی کا ایک ہاتھ اس نے گھوڑے پر مارا اور گھوڑا ایسے ہنہنا کر اس کو بھاگا۔

فوجی بارکوں سے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ مگر جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے۔ گھوڑے کا رخ اس نے پہاڑوں کی طرف کر دیا تھا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ سیاہی اجالے پر غالب آتی جاتی تھی۔ اور جس وقت فوجی رسالے کے جوان پہاڑیوں کے دامن میں پہنچے سورج ڈوب چکا تھا۔ اور عبداللہ کا پتہ تک نہ چلتا تھا۔

(۲)

عبداللہ جب پہاڑیوں کا پہلا سلسلہ پار کر گیا تو اس کو اطمینان ہوا۔ ہتھکڑی توڑنے کی کوشش کی مگر بے سود وہ رات بھر چلتا رہا کہ مبادا کوئی دشمن نہ آ پہنچے صبح ہوتے ہوتے وہ ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں اس کو معلوم تھا کہ کوئی دور اندیش

شخص نوجی دستہ نہیں لائیگا۔ یہاں پہنچکر خود بخود اس کی زبان سے اپنی فرضی محبوبہ (جس کا کہ اس کے دل تک میں بھی وجود نہ تھا) کی شان میں اشعار نکلنے لگے۔

اس نے آبادی میں پہنچکر ایک لوہار سے اپنی ہتھکڑیاں کٹوائیں۔ اب جو اس نے غور کیا تو مارے خوشی کے اس کا کلیجہ کھنچا جا رہا تھا۔ کیا وہ بہترین سوداگر نہیں آ رہا تھا؟ تھوڑی بہت مار کے عوض میں ایک قیمتی گھوڑا مع زین اور دیگر سامان کے...... وہ اب ایک طرح سے رئیس آدمی تھا۔

دو پہاڑوں کے بیچ میں اونچی نیچی زمین پر دو چار جھونپڑیاں تھیں اور یہی کل آبادی تھی جہاں وہ آیا تھا۔ سامنے اس نے دیکھا کہ ایک پہاڑ کی ٹیکری عمدہ سا مکان ہے جس کے ارد گرد نشیب میں دور تک کھیت چلے گئے ہیں وہ آگے بڑھا اور اس نے دیکھا کہ آدمی غلہ کاٹ کر جمع کر رہے ہیں۔ وہ تیزی سے اسی طرف بڑھا۔ کیونکہ لوہار نے تو جواب دے ہی دیا تھا کہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں اور اس کو امید اسی طرف سے تھی۔ وہ بہت بھوکا تھا اور پہلا آدمی جو اسے ملا اس سے اس نے کہا۔ "میں بھوکا ہوں" اس نے جواب میں کچھ فاصلہ پر ایک شخص کی طرف انگلی اٹھادی۔ یہ شخص ایک درخت کے سایہ میں زمین پر چٹائی بچھائے بیٹھا تھا۔ اس کے پاس اس کی رائفل رکھی ہوئی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کھیتوں کا مالک یہی ہے۔ عبداللہ نے اس کے بد پہنچکر سلام کے بعد اپنا سوال دہرایا۔

اس نے جواب دیا۔ اترو اور اطمینان سے بیٹھو۔ عبداللہ یہ کہتا ہوا کہ میں بہت بھوکا ہوں۔ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور اس کو درخت سے باندھ دیا۔ اس شخص نے زور سے آواز دی "صالحہ۔ صالحہ۔ اور سامنے کی بلندی پر مکان کی طرف دیکھنے لگا آواز سن کر عبداللہ نے دیکھا کہ ایک حسین اور نوجوان لڑکی دوڑی آ رہی ہے وہ بلندی سے پتھریلے اور اونچے نیچے راستہ پر سے ایسی تیزی سے اتر رہی تھی کہ جیسے کوئی ہموار راستہ پر سے آ رہا ہو۔ یہ اس شخص کی بہن تھی۔ اس نے عبداللہ کی طرف اشارہ کرکے اس کے لئے کچھ کھانا لانے کو کہا۔ اس نے عبداللہ کی طرف غور سے دیکھا اور اسی مکان کی طرف چلی گئی۔

عبداللہ کا بھوک کے مارے برا حال تھا۔ تمام رات اس نے گھوڑے کی پیٹھ پر گزاری تھی۔ کھانا نہ ہوتا تو ممکن ہے وہ اپنی بے تابی ظاہر نہ ہونے دیتا۔ مگر کھانے کی موجودگی اور پھر دیر!...... یہ اسے مارے ڈال رہی تھی۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ کسی جگہ آگ لگی تھی وہاں اور لوگوں کے علاوہ کوئی بھوکے صاحب بھی تھے مضمون یہ ہوا کہ ع۔

اور دوڑے اسے بجھانے کو لے رکابی یہ دوڑے کھانے کو

قصہ مختصر لڑکی کو جب غیر معمولی دیر ہوئی اور تین چار تقاضے بھوک کے اور عبداللہ نے کر لئے اور لڑکی پھر بھی نہ آئی تو اس شخص نے مسکرا کر کہا۔ "جاؤ گھر پر ہی کھا آؤ"

عبداللہ اصلی بھوکے کی طرح گھر پر پہنچا۔ لڑکی کھانا لیکر نکل ہی رہی تھی۔ اس کو دیکھکر رک گئی اور مسکرا کر بولی "تو بہت بھوکا معلوم ہوتا ہے" عبداللہ نے کھانے کی صورت دیکھکر بے تاب ہو کر کہا "بہت بھوکا ہوں"

جو کی روٹیاں تھیں تھوڑا سا پنیر تھا اور پیاز۔ عبداللہ اس کے کھانے پر بدحواس ہو کر گرا۔ وہ کھانا کھانے میں اس طرح مشغول تھا کہ اس کو یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ اس کی بدحواسی کو لڑکی دلچسپی سے دیکھ رہی ہے۔ جب کھانا ختم ہونے لگا تو عبداللہ نے نظر اٹھا کر دیکھا اور لڑکی سے پوچھا "تو کیوں ہنستی ہے"؟

لڑکی نے کہا "میں نے اتنا بھوکا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ شاید تو اور کھانا کھائیگا"

عبداللہ نے آخری لقمہ سنبھالتے ہوئے کہا "ہاں اور لا"

لڑکی اٹھی اور اس نے اتنی ہی مقدار کھانے کی عبداللہ کے سامنے اور لاکر رکھدی عبداللہ کی بدحواسی کچھ دور ہو گئی تھی اور اب وہ باتیں کرتا جاتا تھا اور کھانا کھاتا تھا اس کو معلوم ہوا کہ اس گھر کے مالک سات بھائی ہیں۔ جن کی یہ اکیلی بہن ہے وہ شخص جو درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ سب سے بڑا بھائی تھا۔ دوسرے بھائی آس پاس کے کھیتوں میں کام دیکھ رہے تھے اور خود بھی کر رہے تھے۔ باقی مزدور تھے۔ مزدوروں کی اکثر ضرورت رہتی ہے۔ وہ سب بھائیوں سے چھوٹی تھی۔ شاید عبداللہ کو بھی مزدوری مل سکتی تھی۔

عبداللہ نے اپنا قصہ بھی شروع سے اخیر تک تفصیل کے ساتھ سنایا۔ لڑکی کو سخت تعجب ہوا اور اس نے عبداللہ کو تعریف کی نظر سے دیکھا۔ قصہ بیان کرنے میں عبداللہ کا سینہ دب دب کر ابھر رہا تھا۔ کیونکہ دوران گفتگو میں اپنے دشمنوں کے ذکر کے ساتھ اس کو غصہ بھی آتا تھا۔

یہ لڑکی عبداللہ کو بہت اچھی معلوم ہو رہی تھی اس نے اس سے پہلے سینکڑوں لڑکیاں دیکھی تھیں اور اس سے کہیں زیادہ روپیہ پیسہ والی اور شکل و صورت والی مگر اس نظر سے اس نے کبھی کسی کو نہ دیکھا تھا اور نہ کبھی اس سے پیشتر کوئی لڑکی اس کو ایسی اچھی معلوم ہوئی جیسی یہ۔ لہذا جب لڑکی نے اس کا قصہ سننے کے بعد کہا "تو بڑا بہادر اور ہمت والا ہے" تو لڑکھڑاتی زبان سے رک رک کر عبداللہ نے بھی کہہ دیا۔ "تو بڑی اچھی لڑکی ہے" لڑکی نے اپنی آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور عبداللہ نے اپنے کو کچھ بے چین سا پایا۔

عبداللہ کو وہ گھر ہی پر چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے پاس چلی گئی۔ کیونکہ عبداللہ کو بے حد نیند آ رہی تھی۔ وہ ایسا بے خبر سویا کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔

دوپہر ہونے آئی اور لڑکی اس دوران میں دو مرتبہ اس کو دیکھنے آئی۔ کیونکہ بھائی نے بار بار کہا تھا کہ دیکھ آ مہمان سوتا ہے یا جاگتا ہے۔ اسے معلوم نہ تھا کہ عبداللہ رات بھر کا جاگا ہے اور اس نے بھائی سے کہا نہ تھا۔ وہ ایک مرتبہ آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ عبداللہ چت لیٹا ہے۔ ایک ہاتھ اس کا اس کے سینہ پر ہے اور سوتے میں کچھ لفظ چبا چبا کر بول رہا ہے۔ اس کو کچھ شبہ سا ہوا اور وہ قریب آئی تاکہ سن سکے۔ اس کا شبہ یقین کو پہنچ گیا۔ کیونکہ اس نے سن لیا عبداللہ کہہ رہا تھا "یا صالحہ۔ صالحہ۔ یا صالحہ" وہ چپ ہو جاتا تھا اور پھر اسی طرح کہتا تھا اور دوران خاموشی میں جو اس کے چہرہ کی حالت تھی وہ نہ معلوم کیا تھی مگر ایسی تھی کہ سادہ لوح صالحہ بھی شاید سمجھ گئی۔ کہ اس بے خبر سونے والے کے چوڑے چکلے سینہ میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ وہ واپس جانے والی ہی تھی کہ صالحہ صالحہ کہتے کہتے وہ یک دم سے "یا صالحہ" زور سے کہکر چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں صالحہ پر جو پڑیں وہ اچھل پڑا گھبرا کر وہ آنکھیں ملنے لگا۔ صالحہ شرمندہ ہو کر یہ کہکر چلی گئی کہ بھائی نے بلایا ہے۔

(۳)

عبداللہ محنتی ہی نہیں تھا بلکہ کام کرنے میں گویا جن تھا اسے کام بتا دینا کافی تھا اور وہ یہ نہیں دیکھتا تھا کہ کام کا وقت گزر گیا اور اب اگر وہ کام کرے گا تو اس کی مزدوری کسی طرح بھی شمار نہ ہوگی۔ وہ کام کام کے لئے کرتا تھا۔ نہ کہ دام کے واسطے حالانکہ اس کو کام کرتے پندرہ بیس ہی دن ہوئے تھے مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سات بھائی نہیں ہیں بلکہ آٹھواں عبداللہ بھی ہے۔ اس تن دہی سے کام کرنے کے ساتھ ہی ساتھ عبداللہ کی طبیعت کا میلان صالحہ کی طرف

بھی بڑھتا جاتا تھا۔ وہ جانتا بھی نہ تھا کہ عشق یا محبت کیا چیز ہے اور یہی حال صالحہ کا تھا مگر عبداللہ خواہ مخواہ اپنے کو صالحہ سے کام کی ہی باتوں ہی باتوں میں دلچسپی لیتے پاتا تھا۔ ایک روز اس نے بغیر تمہید یا تکلف کے صالحہ سے کہدیا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اس کے علاوہ سوائے کام کی باتوں کے کبھی اس نے صالحہ سے کوئی بات ہی نہ کی تھی۔ مگر پھر رجحان طبع ایسی چیز نہیں کہ چھپائے سے چھپ سکے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ صالحہ کے بھائیوں نے تاڑ لیا۔ چونکہ عبداللہ اپنی عسرت کی وجہ سے اُن کو نامناسب معلوم ہوتا اور وہ عبداللہ سے خوش تھے اور اس کی دل شکنی بھی نہ کرنا چاہتے تھے لہذا انہوں نے بہتر خیال کیا کہ اس معاملہ کو یہیں کا یہیں روک دینا مناسب ہے۔ بڑے بھائی نے پہلے تو صالحہ کو بلایا اور حال دریافت کیا۔ جن کے دل صاف ہیں اور ٹھیک ہیں اُن کے دل میں کوئی وجہ نہیں کہ چور ہو چنانچہ صالحہ نے بھائیوں سے صاف کہہ دیا کہ مجھ سے .... ایک مرتبہ عبداللہ نے نکاح کے لئے کہا تھا جس کا میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ علاوہ اس کے اس نے کبھی مجھ سے غیر معمولی بات بھی نہیں کی۔ بڑے بھائی نے بہن کو گلے سے لگا کر کہا۔

"اب تم عبداللہ سے بات نہ کرنا۔ وہ اچھا آدمی ہے۔ مگر مزدور اور مفلس ہے۔" صالحہ کے دل میں بھائی کی زبان سے عبداللہ کے بارے میں لفظ "اچھا" جو نکلا وہ گڑ کر رہ گیا نہ معلوم کیوں یہ قدرتی امر ہے کہ اگر کسی کے بارے میں میرا خیال ہو جائے کہ اچھا آدمی ہے اور کوئی اس کی تصدیق کرے تو طبیعت کو اچھا معلوم ہوتا ہے کیا یہی حال صالحہ کا تھا؟ ..... شاید اس کے بعد اس نے عبداللہ کو بلا کر علیحدہ منع کر دیا کہ صالحہ کے عقد کا خیال چھوڑ دے۔ ریف ہندوستان نہیں ہے اور وہاں جھوٹے بھی کم ہوتے ہیں عبداللہ چونکہ اس خیال کو چھوڑنے والا نہ تھا اس لئے کوئی وجہ اس کو نہ معلوم ہوئی کہ خواہ مخواہ وہ اس کا خیال چھوڑ دینے کا اقرار کرے وہ مناسب پیرایہ میں حجت اور بحث کرنے لگا تنگ آکر بڑے بھائی نے تیز ہو کر عبداللہ سے پوچھا "تو عقد کیسے کرنا چاہتا ہے کیا تیرے پاس مکان ہے؟"

"عبداللہ نے کہا نہیں"۔

"مویشی ہیں"۔

"ایک گھوڑا ہے جو میں مع زین کے مہر میں دوں گا"

طعنہ دیکر "وہ بھی چرایا ہوا"

عبداللہ تن کر بولا "بندے ہاتھوں سے چوری نہیں ہوتی۔ میں اپنے زور بازو سے لایا ہوں"۔

"علاوہ گھوڑے کے کچھ زمین تیرے پاس ہے یا نہیں۔؟"

"نہیں"

"علاوہ تن پر کے کپڑوں کے اور بھی نہیں"

"نہیں"

بھائی نے جل کر کہا "تو پھر آخر تیرے پاس ہے کیا؟ جو تو میری خوبصورت بہن کی قسمت پھوڑنا چاہتا ہے۔ تیرے پاس رائفل تک نہیں ہے"۔

عبداللہ نے کہا "اس سے تمہیں کیا مطلب وہ قطعی مجھ سے راضی ہے اور میں اس کو آرام سے رکھوں گا"۔

"وہ نادان ہے" بھائی نے کہا "وہ ابھی کم عمر ہے" اپنا بھلا برا نہیں جانتی۔ یا تو تو وعدہ کر کہ اب اس سے بات نہ کرے گا اور عقد کے خیال کو چھوڑ دے گا ورنہ یہاں سے دور ہو "میں جاتا ہوں۔ مگر اچھی طرح سمجھ لو کہ میں عقد کے خیال کو ترک نہیں کر سکتا" یہ عبداللہ کا قطعی جواب تھا۔ بھائی نے ایک طنزیہ "ہوں" سے کام لیا۔ عبداللہ نے اپنی بقیہ مزدوری بھی نہ مانگی اور وہاں سے چل دیا۔

(۴)

عبداللہ کو مفت میں گھوڑا کیا ملا کہ شیر کے منہ کو خون لگ گیا اسے اپنی فلاح اسی میں معلوم ہوئی کہ ہسپانیوں کو مارو اور لوٹو۔ یہ دشمن دین ہیں اور ان کا مال حلال ہے دو چار ہم خیال بہت ہی جلد مل گئے اور ہسپانی کیمپ میں شبخون مارنا ان کا معمول پیشہ ہو گیا۔ بہت جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ بڑی عمدہ تجارت ہے۔ کچھ اور ساتھی مل گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں خدا نے انہیں سب کچھ دے دیا۔ عمدہ عمدہ رائفلیں۔ کارتوس۔ سامان حرب۔ عمدہ عمدہ کپڑے اور روپیہ پیسہ سب ہی کچھ ہو گیا جب اس نے دیکھا کہ میں ایک باحیثیت سردار ہوں تو وہ نہایت ہی شان سے صالحہ کے بھائیوں کے ہاں پہنچا۔ مگر بھائیوں نے پھر بھی انکار کر دیا اور کہا کہ ہم صالحہ کی شادی ایک رئیس شیخ سے طے کر رہے ہیں۔ عبداللہ بھائیوں کے لئے کچھ تحفے لایا تھا جو انہوں نے قبول نہ کئے۔ مگر انہوں نے کہا کم از کم کھانا کھا کر جانا۔ عبداللہ شام تک وہاں رہا۔ اور اس اثنا میں خوش قسمتی سے اس کو صالحہ سے گفتگو کرنے کا موقع مل گیا۔ عبداللہ نے مختصر اس سے اتنا پوچھا "شیخ اچھا ہے یا میں"؟ صالحہ نے کہا "تو اچھا ہے"۔

یہ الفاظ بمشکل صالحہ کی زبان سے نکلے تھے کہ منجھلا بھائی رائفل لیکر غلہ کے انبار کے پیچھے سے نکلا۔ اس نے عبداللہ کو ڈانٹا تو عبداللہ نے بھی تیز ہو کر کہا "مجھ سے زیادہ اچھی طرح تیری بہن کو دنیا میں کوئی نہیں رکھ سکتا" اس کا جواب بھائی نے کچھ نہ دیا۔ صالحہ کا ہاتھ پکڑ کر اس نے گھسیٹا اور بڑے بھائی کے پاس لے گیا۔ صالحہ کو بڑے بھائی نے بھی ڈانٹا اور بطور سزا یا حفاظت کے اس کو غلہ کی ایک چوڑی مگر گہری کھتی میں قید کر دیا۔ جو کھیتوں میں ایک اونچے مقام پر تھی۔ اس کے بعد عبداللہ سے بھائیوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ "تم اب یہاں سے قطعی چلے جاؤ۔ ورنہ وعدہ کرو کہ صالحہ سے عقد کا خیال چھوڑ دو گے۔ عبداللہ نے کہا کہ "یہ ناممکن ہے"۔ تو انہوں نے کہا "تو پھر چلے جاؤ۔ ورنہ اگر کھیتوں کے آس پاس ہم نے دیکھ پایا تو گولی مار دیں گے"۔ عبداللہ چلا گیا۔

وہاں سے تو وہ چلا گیا مگر اب اس کے پاس روپیہ تھا اور اس نے باسانی ایک مزدور سے معلوم کر لیا کہ صالحہ صبح سے شام تک دو چار روز کے لئے اسی غلہ کی کھتی میں قید رہے گی۔ کیونکہ انہیں احتمال تھا کہ شاید عبداللہ آس پاس ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کھتی پر کوئی ڈھکنا نہیں۔ مگر نیچی ہونے کی وجہ سے صالحہ بغیر سیڑھی کے اوپر نہ آسکتی تھی اتنا پتہ کافی تھا۔

عبداللہ تاک میں تھا دو تین روز بعد موقع پا کر جھٹپٹے شام کے وقت جب تمام مزدور وغیرہ بھائیوں سے مزدوری لینے میں مصروف تھے۔ وہ اس کھتی پر پہنچا رسی ڈالکر اس نے صالحہ سے پکڑنے کو کہا۔ صالحہ نے تامل کیا اور رسی کی طرف توجہ نہ کی تو اس نے رائفل نکال کر کہا کہ "تیرے گولی مار کر ابھی اپنے بھی مار لوں گا"۔ صالحہ کو کسی طرح منظور نہ تھا کہ اپنے بھائیوں کی مرضی کے خلاف جائے اور اس نے اس دھمکی کی پرواہ نہ کی تو عبداللہ نے سچ مچ رائفل مارنے کے لئے سیدھی کی۔ جان سب کو پیاری ہوتی ہے اس نے رسی پکڑ لی نہ اس وجہ سے کہ اس کو اپنی جان پیاری تھی بلکہ اسے عبداللہ کی جان کا بھی خیال تھا جس کو وہ اپنی وجہ سے خودکشی کرانا ہرگز نہ چاہتی تھی۔

صالحہ کو عبداللہ نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے چشم زدن میں اوپر لے لیا۔ کیونکہ کھتی زیادہ گہری نہ تھی۔ اس کو گھوڑے پر بٹھا کر اس نے سیدھا ان پہاڑوں کی طرف رخ

کیا جن کا سلسلہ دور سمندر کے کنارے تک چلا گیا تھا۔

عبداللہ کو زیادہ وقفہ نہ مل سکا۔ بھائیوں کو معلوم ہو گیا۔ پہاڑوں کے رہنے والے وہ خوب جانتے تھے کہ عبداللہ کس طرف جا سکتا ہے۔ بھائیوں نے اپنے تیز گھوڑے دوڑا دئے اور عبداللہ کو اندھیرے ہی میں پہاڑ کے دامن میں جا لیا۔ فوراً گولی چلنے لگی۔ اندھیرا بالکل نہ ہوا تھا اور عبداللہ نے اپنے دشمنوں کو دیکھا۔ وہ رکا اور جو سب سے آگے تھا اس کی طرف رائفل اٹھا کر فیر کیا۔ صالحہ سے اس نے کہا تھا کہ گولی گھوڑے کے ماروں گا اور گھوڑے ہی کے لگی۔ مگر وہاں تو اب بھی آدھی درجن تھے۔ چشم زدن میں عبداللہ نے دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں گھرا جا رہا ہوں وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں ایک گولی اس کے گھوڑے کے لگی۔ اور وہ مع صالحہ کے گرا۔ مزدور آدمی تھا صالحہ کو بوجھ کی طرح اس نے اپنے طاقتور ہاتھوں سے سنبھالا اور گھوڑا چھوڑ کر پہاڑ کی طرف بھاگا۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا جس سے اس نے فائدہ اٹھایا اور لوٹی پھوٹی سنگلاخ زمین میں جو پہاڑیوں تک چلی گئی تھی صالحہ کو لیکر ایسا غائب ہوا کہ بھائیوں نے بہت کچھ ڈھونڈا مگر نشان تک نہ پایا۔ صالحہ کی حالت عجیب تھی وہ ایک مردہ کی طرح تھی صالحہ کے بھائی اپنی بہن کو ایسے بھلا کاہے کو چھوڑ دیتے وہ تلاش میں مشغول ہو گئے اب وہ بھی پیدل تھے۔ وہ بھائی جس کا گھوڑا مارا گیا تھا گھوڑوں کو ایک جگہ لیکر بیٹھ گیا اور بقیہ نے پہاڑ کی گھاٹیاں اور جھاڑیاں دیکھنا شروع کیں۔

(۵)

عبداللہ صالحہ کو لئے ہوئے ایک ٹیکری پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایسی ایسی سینکڑوں ہی ٹیکریاں بھتیس تار سے نکلے ہوئے تھے اور ایک سناٹے کا عالم تھا۔ عبداللہ کے ہاتھ میں رائفل تھی اور وہ چاروں طرف متجسس نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ فاصلہ پر دو شہد لگے میں اس کو کچھ نظر آیا تو اس نے فوراً رائفل اٹھایا۔ "مت مارو" بدقسمت بہن نے گڑگڑا کر کہا "مت مارو"۔ اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عبداللہ نے اس کو کوپل کی طرح لٹا کر خاموش کر دیا۔ رائفل کی آواز پہاڑوں میں گونجتی ہوئی سمندر تک نکل گئی۔ اور عبداللہ کے منہ سے نکلا "وہ مارا" صالحہ بیشتر ہی سے ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ رائفل کی آواز پر بقیہ بھائی آئیں گے۔ لہٰذا فوراً اس نے صالحہ کو ساتھ لیا اور تیزی سے ٹیکری پر سے اتر کر پہاڑیوں کا دوسرا سلسلہ پکڑ لیا اسے بھی اس نے پار کیا۔ اور نکل کر صاف میدان میں پہنچا۔ اس نے تیزی سے یہ حصہ پار کیا اور پہاڑیوں کا تیسرا سلسلہ پکڑ لیا۔ جن کو اس نے بڑی دشواری مگر تیزی سے پار کیا۔ لیکن صالحہ کے بھائی عبداللہ سے بھی چالاک نکلے۔ بجائے اس کے کہ وہ رائفل کی آواز پر جاتے وہ جان گئے کہ وہاں سے عبداللہ سرک گیا ہو گا۔ کہاں جائے گا؟ یہ وہ خوب جانتے تھے۔ کیونکہ آگے کے دونوں پہاڑی سلسلے چھپنے کے کام کے ہی نہ تھے۔ فوراً انہوں نے تیزی سے راستہ کاٹ کر اپنا رخ کیا کہ عبداللہ پہاڑی پار نہ کرنے پائے عبداللہ نے مشکل سے دم لیا تھا کہ اس نے فاصلہ پر آسمان کی صاف و شفاف نیلگوں سطح میں متحرک چیزیں دیکھیں جو ایک پہاڑ کی چوٹی پر تھیں۔ وہ بھائیوں کی تیزی اور چالاکی کا قائل ہو گیا۔ کیونکہ وہ اب تیزی سے اتر کر نیچے سامنے سے اسے گھیرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ وہ تیزی سے صالحہ کو لیکر نیچے اترا تو اس نے ایک بڑی سرنگ کا دہانہ دیکھا۔ یہ راستہ ہسپانوی گورنمنٹ پہاڑ کاٹ کر نکال رہی تھی اس نے سوچا کہ اس میں گھسکر پار نکل جاؤں۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی مفر ہی نہ تھا۔ اس نے یہی کیا اور تیزی سے اس پار نکل گیا کچھ

فاصلہ پر سمندر کی جانب اس کو روشنی نظر پڑی جس کو وہ خود بچانا چاہتا تھا۔ وہ بائیں طرف مڑا اور تیزی سے نکلنا ہی چاہتا تھا کہ چار پانچ آدمیوں نے بے خبری میں اس کو اس طرح پیچھے سے آلیا کہ وہ گرفتار ہو گیا۔ یہ لوگ ہسپانی تھے اور مزدور معلوم ہوتے تھے شاید سرنگ پر کام کرنے والے تھے۔ عبداللہ کو تن بہ تقدیر ان کے اشارے پر چلنا پڑا۔ کیونکہ اس کی گردن پر ایک پستول کی نالی رکھی ہوئی تھی اور وہ جانتا تھا کہ انگلی کے اشارے سے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

عبداللہ اور صالحہ کو یہ لوگ اسی روشنی کی طرف لے گئے ایک سیاہ دروازے کے مکان میں عبداللہ کو ایک آدمی کے سامنے پیش کیا گیا جو کرسی پر بیٹھا پائپ پی رہا تھا۔ گو عبداللہ کے ہاتھ پیر آزاد تھے۔ لیکن دونوں بازو دو دو نوں آدمی مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ ہسپانوی زبان میں ان لوگوں نے کچھ باتیں کیں جن کا نتیجہ یہ نکلا کہ صالحہ کو کسی دوسری جگہ علیحدہ لے جانے لگے۔ صالحہ نے زور لگایا اور اس طرح اپنے کو بچانے کی کوشش کہ تین آدمی اس کو کھینچ گھسیٹ کر یہ مشکل تمام لے سکے وہ عبداللہ کو مدد کے لئے پکار رہی تھی۔ مگر عبداللہ جانتا تھا کہ ایسے موقع پر امداد کی کوشش کرنا دراصل ہمیشہ کے لئے امداد کی توقع کھونا ہے۔ لہٰذا وہ چپ رہا۔ گو وہ اسی طرح کھڑا تھا۔ لیکن اب اس کی حالت ہی دوسری تھی۔ یکایک اس کو خیال آیا کہ صالحہ مجھ پر بھروسہ کر کے آئی تھی اور ان ناشائستہ لوگوں کے سامنے وہ فریاد کر رہی تھی اور مجھ سے مدد مانگ رہی تھی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ صالحہ کو کیوں وہ علیحدہ لے گئے ہیں۔ اس کے دل میں ایک چوٹ سی لگی تھی اور یہ خیال گذرا کہ کہیں میری امداد بے وقت ہو کر بیکار نہ جائے۔ ذ وقت تھا تو یہی تھا۔ وقت پر مدد نہ کی تو بیکار ہے اور وقت پر مدد کرنے کے لئے اگر جان دیدی تو صالحہ کو لا کر ظالموں کے پنجے میں پھنسا دینے کا کفارہ۔ یا اب یا کبھی نہیں۔ یہ سوچ کر اس نے دیکھا تو یہاں اب صرف تین آدمی تھے۔ دو تو اس کو پکڑے تھے اور ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے دل میں کہا دو کے لئے تو میں کافی ہوں کہ اتنے میں اس کو بھی کہیں لیجانے کے لئے موڑنے لگے۔ چشم زدن میں اس نے جھٹکا دیکر غوطہ مارا۔ پستول کے فائر کی آواز ہوئی۔ گولی اس کے گلے کو چاٹتی ہوئی چلی گئی۔ اور قسمت کی خوبی کہ سامنے کرسی والے آدمی کے لگی۔ جو وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اٹھتے اٹھتے عبداللہ نے دشمن کا پستول والا ہاتھ پکڑ لیا اور پستول چھین کر بجائے اس کے کہ استعمال کرتا اس نے جیب میں رکھ لیا۔ کیونکہ فیر کر کے دوسروں کو اس طرف متوجہ نہیں کرنا چاہتا تھا قبل اس کے کہ اس کے دشمن کوئی کارروائی کر سکیں عبداللہ نے دونوں کو گرا کر دبا لیا اور دونوں کے سر لڑا دئے اور ایک خنجر سے جو اس کے پاس تھا دونوں کو ذبح کر کے رکھدیا۔

یہ لوگ جو صالحہ کو پکڑ کر دوسری جگہ لے گئے تھے ہسپانی مزدور تھے۔ آوارہ بدچلن اور بزدل۔ جس نیت سے صالحہ کو علیحدہ لے گئے تھے وہ خوب جانتی تھی فی الحال انہوں نے صالحہ کو بالکل ایک ویسی ہی کھتی میں ڈالدیا جیسی کہ اس کے چھت پر تھی فرق صرف اتنا تھا کہ یہ چوکور اور پختہ تھی اور اس کے اوپر لکڑی کا ایک بھاری تختہ رکھا تھا۔ یہ تینوں شیطان کسی دوسری جگہ سے شراب لینے گئے تھے۔

صالحہ نے جب اندر اپنے کو مقید پایا تو ادھر ادھر دیکھا۔ ایک لمبی سی میخ اور ایک میز رکھی ہوئی پائی۔ فوراً اس کی سمجھ میں ایک تدبیر آگئی۔ میز پر اس نے

چیخ رہی اور اس طرح۔ بیچ کی اس نے ایک خطرناک سیڑھی بنائی۔ اس پر چڑھنا کچھ آسان نہ تھا مگر وہ کامیابی سے ڈگمگاتی ہوئی اوپر تک پہنچ گئی۔ اوپر کے کنارے کو ہاتھوں سے پکڑ کر اس نے پیٹھ کا زور لگا کر تختہ کو اٹھا کر سر باہر نکالا اور رینگ کر باہر نکل آئی۔ چاروں طرف سناٹا تھا وہ ادھر اُدھر گھومی۔ جس دروازے سے وہ لائی گئی تھی اس طرف تو وہ جانا نہ چاہتی تھی۔ دوسرے راستہ کو تلاش کرنے لگی۔ ایک دوسرا دروازہ اسے نظر آیا۔ اس نے کھولا۔ سامنے صاف کھلا میدان تھا وہ بے تحاشا سر پر پیر رکھ کر بھاگی۔

(۶)

عبداللہ دونوں مردودوں کو ٹھنڈا کر کے منتظر تھا کہ اب کوئی اور آتا ہوگا لیکن اس کو چاروں طرف سناٹا معلوم ہوا۔ اس نے اپنے دل میں کہا کوئی نہیں ہے اور پھر صالحہ کو ڈھونڈنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتنے میں اس نے پیر کی آہٹ سنی اور وہ ایک جگہ چھپ گیا۔ وہ اس جگہ پہنچا جہاں صالحہ مقید تھی۔ اس نے روشنی میں دیکھا کہ ایک شخص نے قیدخانہ کا تختہ اٹھایا اور حیران سا ہو کر ہسپانوی زبان میں تعجب کے لہجہ میں چلایا۔ وہ سیدھا دروازے کی طرف بھاگا۔ ادھر وہ گیا اور اُدھر عبداللہ نے تختہ اٹھا کر اندر جھانکا اور حقیقت معلوم کر لی کہ صالحہ بھاگ چکی ہے اتنے میں اس کمرے سے ایک ہولناک چیخ آئی۔ جہاں تین لاشے پڑے ہوئے تھے عبداللہ نے موقع کو غنیمت خیال کیا۔ اس نے دروازہ کھلا پایا جس سے صالحہ گئی تھی اور وہ بھی نکل بھاگا۔ اب اس کے پاس اپنی رائفل اور خنجر تھا اور وہ کھلی ہوا میں آزادی کا سانس لے رہا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگا جا رہا تھا کہ اس نے فاصلہ پر دیکھا کہ اندھیرے میں کوئی جا رہا ہے۔ یہ صالحہ تھی اور تیزی سے بڑھ کر اس نے اندھیرے میں سلام لیا۔ صالحہ دوڑ کر اس کے پاس آ گئی۔ تفصیل بتانے کا وقت نہ تھا۔ عبداللہ صالحہ کو لیکر تیزی سے پہاڑوں میں گھس گیا۔

بہت دیر کی دیکھ بھال کے بعد عبداللہ ایک عافیت کے مقام پر پہنچا یہ ایک اونچی ٹیکری تھی اور اس میں ایک غار نما کھوہ تھی۔ یہاں اس نے صالحہ کو بٹھایا اور دیر تک ادھر اُدھر دیکھتا رہا مگر سناٹا رہا۔ جب اس کا اطمینان ہو گیا تو وہ غار میں آیا اور اس نے اپنا توشہ دان اور پانی کی بوتل نکالی، خود کھایا اور صالحہ کو کھلایا وہ بالکل تھکا ہوا تھا اور صالحہ بھی تھک کر چور ہو رہی تھی۔ سردی اپنا زور بڑھا رہی تھی۔ عبداللہ دیوار سے تکیہ لگا کر اس طرح بیٹھ گیا کہ سامنے باہر کا منظر تھا۔ صالحہ کو اس نے اپنے زانو کا تکیہ لگا کر سلا دیا۔ رائفل ہاتھ میں لیکر دیوار سے سر لگا کر گویا سونے کا پورا انتظام کر کے وہ جاگتے رہنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں نیند نے غلبہ کیا اور دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔

صبح عبداللہ کی آنکھ جو کھلی تو سورج نکل چکا تھا وہ گھبرا کر اٹھا تو صالحہ کو روتے پایا۔ اس نے کوئی خواب دیکھا تھا اور وہ رو رہی تھی۔ وہ باہر نکل کر بلندی پر سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ صالحہ غار میں رو رو کر نماز پڑھ کر دعائیں مانگ رہی تھی۔ اُس نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا "آج رات کو ہم اپنے گاؤں میں پہنچ جائیں گے۔" وہ چپہ چپہ سے واقف تھا اور جانتا تھا کہ میں اس وقت کہاں کھڑا ہوں۔ دراصل یہاں سے بمشکل دن بھر کا راستہ تھا مگر چونکہ صالحہ ساتھ تھی لہذا اس کا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ آدھی رات تک پہنچ جائے گا۔ وہ صالحہ کو بلا کر اترنے ہی کو تھا کہ ایک گولی سن سن کرتی ہوئی اس کے سر پر سے نکل گئی اور رائفل کی آواز پہاڑوں میں دور تک گونجتی ہوئی چلی گئی۔ اس نے گھبرا کر دیکھا۔ فاصلہ پر صالحہ کے بھائی تھے۔ قبل اس کے کہ وہ گردن پھیرے دو گولیاں اور آئیں۔ اور وہ زمین پر لیٹ گیا۔ صالحہ بھی لیٹ گئی۔ سرکتے سرکتے صالحہ کو لئے ہوئے وہ تیزی سے نیچے اترا وہ چپہ چپہ سے واقف تھا۔ وہ لوگ پیدل تھے اور وہ جانتا تھا کہ ان پہاڑیوں میں داخل ہونے کے لئے انہوں نے اپنے گھوڑے کہاں چھوڑے ہوں گے وہ صالحہ کو لیکر تیزی سے الٹا لوٹا۔ پہاڑوں کی سنگلاخ زمین پر آدھ گھنٹے کی دوڑ کے بعد وہ ایک جگہ پہنچا۔ یہاں اس نے صالحہ کو بٹھا دیا اور کہا تیار رہنا دبے پاؤں وہ جھکا جھکا جا رہا تھا ایک جگہ پہنچ کر اس نے ایک پیڑ کی آڑ سے دیکھا کہ ایک آدمی محفوظ جگہ بیٹھا ہے اور سامنے اس کے چھ گھوڑے کھڑے ہیں۔ ایک دوسرا آدمی ایک خون آلود چادر اوڑھے یا تو سو رہا تھا یا مردہ تھا۔ وہ جان گیا کہ یہ اس بھائی کا لاشہ ہے جس نے اس کو کل گولی سے مارا تھا۔ اس نے رائفل اٹھائی اور نشانہ باندھ کر فائر کر دیا۔ لپک کر پہنچا اور ایک اور بھائی کو خون میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتا چھوڑا۔ سب سے اچھا گھوڑا اس نے لیا اور چڑھ کر سیدھا صالحہ کی طرف بھاگا۔ اس نے مڑ کر تعجب سے دیکھا کہ وہ بھائی جو خونیں چادر اوڑھے پڑا تھا مردہ نہ تھا بلکہ زندہ تھا۔ صالحہ رو رہی تھی۔ عبداللہ نے اس سے کچھ نہ کہا۔ صرف چمکار کر تسلی دی اور گھوڑے پر جلدی سے بٹھا کر خود بھی سوار ہو گیا۔ یہ جا وہ جا۔

(۷)

لیکن صالحہ کے بھائی بھی آخر انہی پہاڑیوں کے رہنے والے تھے۔ فائر کی آواز پر دوڑے ہوئے آئے اور ایک اور بھائی کو خون میں تڑپتا پایا۔ اس کو تو وہیں چھوڑا اور گھوڑوں پر سوار ہو کر پانچوں کے پانچوں عبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

عبداللہ کا گھوڑا سب سے بہتر تھا اور اس کو موقعہ بھی مل گیا تھا مگر اس پر ایک کے بجائے دو سوار تھے۔ بار بار وہ مڑ کر دیکھتا تھا اور سوائے دشت و جبل کے کچھ اس کو دکھائی نہ دیتا تھا۔ گھوڑا صالحہ کی آواز "یا اخی" پر طرارہ مار مار کر زمین سے نکلا جاتا تھا۔ اس کے سات بھائی تھے۔ اور سات گھوڑے تھے سب بھائی گھوڑوں کو "اخی" کہتے تھے اور یہ بھی "اخی" کہتی تھی تاکہ گھوڑا جان جائے کہ کون سوار ہے۔ عبداللہ کو خیال تھا کہ اب اس کی گرد پا کو بھی صالحہ کے بھائی نہیں پا سکتے اور اس نے دیر سے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا اور گھوڑا اڑائے چلا جا رہا تھا کہ گولی کی آواز آئی جو سناتی ہوئی اس کے سر پر سے نکل گئی۔ عبداللہ نے مڑ کر دیکھا اور غصہ میں آ کر گھوڑا مقابلہ کے لئے پھیرا۔ نشانہ باندھ کر تین فائر کئے جو سب خالی گئے اور وہ دیکھ رہا تھا کہ پانچوں بھائی گھوڑے جھونکے چلے آ رہے ہیں۔ صالحہ اپنے ہاتھوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے رو رہی تھی۔ عبداللہ کے سر پر سے گولیاں اڑتی چلی جا رہی تھیں کیونکہ پانچوں بھائی بے محابا فیر کرتے چڑھتے چلے آ رہے تھے۔ عبداللہ نے سانس روک کر ہاتھ سادھ کر پھر نشانہ باندھا اور فیر کر دیا۔ اس کے منہ سے نکلا دو مارا۔ صالحہ نے ہاتھ ہٹا کر فاصلہ پر ایک اور بھائی کو گرتے دیکھا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی۔ عبداللہ بھاگا "یا اخی" کہہ کر اس نے جنگلی گیت گانا شروع کر دیا۔ واہ کیا سماں تھا! گولیاں اس کے سر پر سے گیت گاتی سنسناتی چلی جا رہی تھیں

اور اس کے راگ کے ساتھ ملکر پہاڑ کی صدائے بازگشت کیا ہی مستانہ آوازوں کا سلسلہ پیدا کر رہی تھی۔ گاتے گاتے وہ مڑکر دیکھتا اور "یا اخی" کا نعرہ سن کر فرس طرار سے بھرنے لگتا۔ وہ جھومتا گیت گاتا اور گولیوں کا راگ سنتا اڑا جا رہا تھا کہ ایک گولی اس کی ران میں لگی جو پار ہوکر صالحہ کی پنڈلی کو چاٹتی ہوئی نکل گئی۔ اس کے بدن میں ایک برقی جھٹکا سا محسوس ہوا اور بس! پھر ایک سنسنی خیز لہر دوڑتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اگر صالحہ نہ چیختی تو شاید اس کو علم بھی نہ ہوتا کہ میرے گولی لگی ہے۔ یہ گولی بس تازیانہ کا کام کر گئی۔ تانگ کو اس نے جھٹکا دیکر کہا "شکر ہے ہڈی بچ گئی"! گھوما اور نشانہ باندھ کر متواتر چار فیر کئے۔ ایک بھائی اور کم ہوا۔ "یا اخی" کہکر گھوڑا پھیر کر پھر اسی طرح اپنے قبیلہ کے جنگی گیت گاتا اور گولیوں کے شیریں راگ سنتا اڑا چلا جا رہا تھا۔

دراصل صالحہ کے بھائی بیوقوف تھے جو بھاگتے ہی میں فیر کرتے تھے عبداللہ اپنے کو خطرہ میں ڈالکر گھوڑا روک کر فیر کرتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اب صرف تین بھائی رہ گئے تھے۔

عبداللہ کو اگر خیال تھا تو صالحہ کا کہ وہ زخمی ہو گئی ہے۔ گو زخم بہت معمولی تھا۔ وہ اسی طرح گولیوں کے سائے میں اڑا چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک گولی اس کے بائیں بازو پر پڑی۔ خوش قسمتی سے وہ بھی پار نکل گئی۔ مگر اس کا ہاتھ جھول گیا۔ غصہ کے مارے اس کے دل کا خون پیشانی پر پہنچا۔ خشمگیں ہوکر اس نے گھوڑا پھیرا۔ صالحہ سر جھکائے عبداللہ کی گود میں ہاتھوں میں منہ چھپائے رو رہی تھی۔ اس کا بایاں ہاتھ بیکار تھا لہذا اس نے صالحہ کے کندھے پر رائفل لگاکر تین فیر کئے" وہ مارا" اب صرف دو بھائی رہ گئے۔ وہ عنقریب ختم ہونے والی جنگ کی فتح کے خیال سے خوش ہو رہا تھا اور گھوڑے کو "یا اخی" "یا اخی" کہکر صاف نکال لیجانا چاہتا تھا کہ اتنے میں اس کے ساتھ ہی ساتھ دو گولیاں لگیں۔ ایک بایاں شانہ توڑتی ہوئی نکل گئی اور دوسری نے بائیں پیر کی پنڈلی کا قیمہ کر دیا۔ وہ جل کر پھر گھوما۔ اس کا ہاتھ کام نہ کرتا تھا مگر صالحہ کا کندھا اس کے بھائیوں کے قتل کے لئے موجود تھا۔ اس نے اس پر رائفل ٹکاکر لگاتار چار فیر کئے اور اب صرف ایک بھائی رہ گیا۔ اس نے پھر گھوڑا دوڑایا اور بھاگا۔

اب عبداللہ کی حالت خراب تھی۔ چار گولیاں کھا چکا تھا اور خون کے فوارے بدن سے چھوٹ رہے تھے پیاس کی شدت سے الگ بیتاب تھا مگر وہاں بھلا پانی پینے کی مہلت کہاں۔ وہ غیر معمولی طاقت کا جوان پہاڑی تھا ورنہ اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو گھوڑے سے گر جاتا۔ لیکن اس وقت ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ میں گر رہا ہوں اور اس نے صالحہ سے کہا کہ مجھے سنبھالے رہنا۔ گھوڑا "یا اخی" کی آواز پر طرارے بھرتا چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں ایک گولی اس کے پیچھے پر پڑی۔ گھوڑا بدک کر دولتیاں مار کر بری طرح بھاگا اور "یا اخی" کے لفظ نے ادھر بھی تازیانہ کا کام کیا۔ گولیاں بدستور اپنا خوشگوار راگ سنا رہی تھیں۔ گو کم تھیں۔ اتنے میں گھوڑے میں جو غیر معمولی تیزی گولی کھا کر آ گئی تھی وہ کم ہوتی معلوم ہوئی۔ اور عبداللہ نے گھوڑے کو تھپکی دی کہ "ادنام لو ایک گولی میں تیرا یہ حال ہے"۔ مگر وہاں گھوڑے کی حالت ہی خراب تھی۔ اب موت عبداللہ کے سامنے تھی۔ اس نے اپنا آخری کارتوس بہت نشانہ سادھ کر استعمال کیا۔ یہ اس کا آخری کارتوس اور آخری فیر تھا۔ رائفل اب گویا ٹھ

تھی جس کو اس نے پھینک دیا۔ بجائے سیدھے راستے کے اس نے گھوڑے کو اب ایک طرف کر دیا۔ گولیاں چلنا بند ہو گئیں "کیا صالحہ کے بھائی کے پاس بھی کارتوس ختم ہو گئے"؟ عبداللہ نے دل میں سوچا مگر پھر دل ہی نے جواب دیدیا کہ اب صالحہ کے بھائی کو اپنے کارتوس خراب کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ وہ اس کا نہ تو کچھ بگاڑ سکتا تھا اور نہ بھاگ کر جا سکتا تھا۔ گھوڑا ہلکا مگر تیز قدم چال جا رہا تھا اور عبداللہ کو تکلیف سی ہو رہی تھی کہ ایک دم سے گھوڑے نے گردن ڈال کر پھریری سی لی اور صالحہ اور عبداللہ کو لے کر منہ کے بل گرا عبداللہ نے سنبھلنا چاہا مگر اپنے کو قطعی بیکار پایا۔ اس نے بمشکل گھٹنوں کے بل رینگ کر گھوڑے کے ماتھے پر شکریہ کا بوسہ دیا۔ جو اب دم توڑ رہا تھا۔

صالحہ کا بھائی اب قریب آ گیا تھا۔ عبداللہ نے صالحہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا جو اپنا منہ ہاتھوں میں چھپائے ہوئے رو رہی تھی۔ عبداللہ نے صالحہ کے بھائی کو قریب آتا دیکھکر اپنا خنجر نکال لیا۔ وہ گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا جھوم رہا تھا بھائی نے دس پندرہ قدم کے فاصلہ پر پہنچکر گھوڑا روک لیا وہ اس عبرتناک منظر کو بھلا کن نظروں سے دیکھ رہا ہوگا۔ بدقسمت بھائی! قبل اس کے کہ وہ کچھ بولے عبداللہ بولا "سمجھا جب تک میں زندہ ہوں اور میرے بدن میں ایک رمق جان بھی باقی ہے تو اپنی بہن کو مجھ سے نہیں لے سکتا۔ گولی میرے سینہ میں مارنا ورنہ تجھے بھی زندہ نہ چھوڑوں گا"۔

صالحہ نے اپنے روتے ہوئے چہرے پر سے ہاتھ ہٹاکر عبداللہ کی بغل میں سے جھانک کر دیکھا کہ بھائی نے کندھے پر رائفل لگا لیا ہے اور فائر کرنا ہی چاہتا ہے وہ کھڑی ہو گئی اور بھائی کو رائفل ہٹانا پڑا کہ کہیں صالحہ کے نہ لگ جائے۔ کیونکہ عبداللہ جھوم رہا تھا اور بیچ میں کھڑا رہا تھا۔ عبداللہ نے مڑکر صالحہ کو بٹھا دیا اور پھر بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا "میں کہہ چکا کہ جب تک زندہ ہوں میں تیری بہن کو نہ چھوڑوں گا میں نے کل سے اس وقت تک" عبداللہ نے اپنا خشک حلق تھوک سے تر کرتے ہوئے کہا "آٹھ قتل اس کی خاطر کئے ہیں جن میں سے چھ تیرے بھائی ہیں"۔

"وہ دو اور کون ہیں"؟ یہ کہتا ہوا صالحہ کا بھائی گھوڑے پر سے اتر پڑا۔

عبداللہ نے صالحہ کو اس طرح بغل میں دبا کر قابو میں کیا کہ گویا "مال غریب پیش عرب" گویا صالحہ کا بھائی اسے چھیننے آ رہا ہے۔ وہ بولا "جب تک میری جان میں جان ہے کہیں صالحہ کو واپس لینے کا خیال بھی دل میں نہ لانا" یہ کہکر اس نے خنجر کو چمکایا۔ لیکن بھائی رک گیا اور اس نے پھر پوچھا تو عبداللہ نے ان دونوں سپاہی فرودروں کے قتل کا قصہ سنایا۔

صالحہ کا بھائی کچھ فاصلہ پر بیٹھکر اس دردناک منظر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سر جھکائے ہوئے نہ معلوم کس سوچ میں پڑا تھا۔ عبداللہ پر کمزوری غالب آ رہی تھی اور اس کو اندیشہ تھا کہ کہیں میں بیہوش نہ ہو جاؤں اور صالحہ کا بھائی موت سے پہلے گویا زندگی ہی میں صالحہ کو نہ لے لے۔ اس نے کمزور مگر بلند آواز میں کہا۔ "اگر تو مرد ہے تو مجھے جلدی مار دے اور میرے بیہوش ہونے کا مت انتظار کر"۔

بھائی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ اپنی بہن کو پکارا "صالحہ میرے

ساتھ جاتی ہے۔"

عبداللہ نے نہ معلوم کس انداز سے صالحہ کی طرف دیکھکر کہا "تیرا جی چاہتا ہے تو جا" کہ صالحہ بے قرار سی ہوگئی۔ اور اس نے بجائے جانے یا جواب دینے کے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے چھپا کر رونا شروع کیا۔ صالحہ کا بھائی ایک عجیب پریشانی کے عالم میں تھا اور یہ سین اس کو بے تاب کئے ہوئے تھا۔ وہ کھڑا ہوگیا۔ اور پھر اس نے کہا "صالحہ۔ صالحہ میرے ساتھ چل" عبداللہ نے کہا "بخدا اگر وہ جانے تو میں نہ روکوں گا" صالحہ اسی طرح سسکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔ عبداللہ نے پھر صالحہ کے بھائی سے بطور آخری اپیل کے کہا۔ "مجھے مارنا ہے تو جلد مار کہ مجھ پر بے ہوشی کا غلبہ ہو رہا ہے۔ عبداللہ صالحہ کے بھائی کی طرف دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے خدا جانے کیا سوچ رہا تھا۔ کہ اس نے عبداللہ کے بار بار کے تقاضے پر عبداللہ کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور ایک عجیب لہجہ میں کہا "عبداللہ میں تجھ کو نہیں مار سکتا"

عبداللہ نے نا امید اور متعجب ہو کر پوچھا "کیوں"

صالحہ کے بھائی نے کہا "اس لئے...... اس لئے کہ مجھے تیرا وہ جملہ یاد آرہا ہے"۔

"کون سا جملہ"

وہ جو تو نے اس روز مجھ سے کہا تھا۔ جب میں نے تجھے اور صالحہ کو جدا کیا تھا"

عبداللہ پر کمزوری کے غلبہ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہوا چاہتی تھی مگر معلوم نہیں وہ کس طرح اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا۔ اس کا دماغ کام نہ کرتا تھا۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ اس کا دماغ بیکار سا ہو رہا تھا اس کو یہ بھی یاد نہ آیا کہ اس نے کب جھگڑا کیا تھا۔ اس نے کہا "وہ کیا جملہ تھا مجھے نہیں معلوم"

صالحہ کے بھائی نے کہا "تو نے کہا تھا...... سچ کہا تھا...... اس نے رک کر کہا "تو نے مجھ سے کہا تھا کہ تیری بہن کو مجھ سے زیادہ کوئی آرام سے نہیں رکھ سکتا واقعہ یہ ہے کہ تو نے سچ کہا تھا اور میں مان گیا کہ تجھ سے زیادہ کوئی دوسرا میری بہن کی قدر نہیں کر سکتا۔

یہ وہی بھائی تھا جس سے عبداللہ نے یہ الفاظ کہے تھے اور اب اس نے خود دیکھ لیا کہ عبداللہ اس کی بہن کے لئے کیا کچھ نہ کر چکا تھا اور کیا کچھ نہ کرنے کو تیار تھا۔

عبداللہ نے خنجر پھینک کر دونوں ہاتھ پھیلا دے اور صالحہ کے بھائی نے رائفل پھینک کر دوڑ کر اپنے زخمی بہنوئی کو گلے سے لگا لیا۔ بے ہوش ہو کر گرتے گرتے عبداللہ نے صالحہ کے بھائی کی پیشانی چوم لی۔ صالحہ کا بھائی رو رہا تھا اور بوتل سے پانی لیکر عبداللہ کے گلے میں ٹپکا کر اس کی جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

(۸)

اس واقعہ کے تین سال بعد کا قصہ ہے کہ حج کے موقعہ پر آٹھ آدمی ایک عورت اور ایک بچہ مکہ معظمہ میں میں نے دیکھے۔ ادھر ادھر کی چہل پہل میں دیکھا تو عجیب دلکش نظارہ تھا۔ دو برس کے بچہ پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آٹھوں فدا تھے۔ دوران طواف میں بچہ کبھی ایک کے کاندھے پر تھا تو کبھی دوسرے کے کاندھے پر۔ ان میں سے وہ لنگڑے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ مغرب الاقصیٰ کے باشندے ہیں۔ ان کے چہرے کس قدر اچھے تھے اور کس قدر جاذب نگاہ تھے۔ اس گروہ کے گروہ میں ایک عجیب کشش تھی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی ذرا سا بچھڑ جاتا تو دوسرے پریشان سے ہو جاتے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی گوارا نہ تھا کہ ایک دوسرے کی نظروں سے لمحہ بھر کے لئے بھی اوجھل ہو جائے۔ عورت عربی یا بالفاظ دیگر مغربی حسن کی تصویر تھی۔ اس کا چہرہ خاموش اور سنجیدہ تھا مگر اس وقت اس کا خاموش اور متین چہرہ بھی اندرونی جذبات کو چھپا نہ سکتا تھا۔ جب اس کا خوبصورت اور تندرست بچہ اس کندھے سے اس کندھے پر جاتا تھا اور مارے بوسوں کے اس کا معصوم چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ طرز و انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سے ایک کشیدہ قامت جوان جو اپنے ساتھ والوں سے ذرا مختلف ہے اس خاتون کا شوہر ہے۔

اس کے بعد میں نے مدینہ میں اس ٹولی کو گنبد خضرا کی چوکھٹ پر عقیدت کے پھول چڑھاتے دیکھا اور وہاں کا منظر ایسا تھا جو میں کبھی نہ بھولوں گا۔ مجبوراً میں نے اپنے گائڈ کی امداد سے ان اچھے لوگوں سے تعارف حاصل کیا اور پھر شام کو ان کی جائے قیام پر جا کر یہ قصہ جو بیان کیا گیا ہے سب کی زبانی سنا۔ ایک ہی وقت میں بعض اوقات دو تین بھائی بولنے لگتے تھے اور کبھی کوئی واقعہ رہ جاتا تو دوسرا بتا دیتا۔

سب کچھ میری سمجھ میں آگیا مگر نہ سمجھ میں آیا تو یہ کہ آخر اتنی گولیاں چلیں اور کوئی نہ مرا! گولیوں کے نشان دیکھے جن میں سے دو کے داہنے سینہ کو توڑ کر عبداللہ کی گولی نکل گئی تھی۔ کسی کے شانے میں لگ کر پشت کو توڑ کر نکل گئی تھی۔ ایک کے داہنی جانب پسلیوں کے نیچے عین کھال کی سطح پر گولی ایسی رکھی ہوئی تھی کہ ہاتھ سے پکڑ لو۔ میں دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش یہ میرے پڑوسی ہوتے۔ وہ سب ایک ہی جگہ رہتے تھے اور بہت خوش تھے۔

جب ریف کی جنگ مجاہد اعظم عبدالکریم نے شروع کی تو بار بار مجھے ان بھائیوں کا اور عبداللہ کا خیال آتا تھا اور لوگ ہسپانوی شکست پر تعجب کرتے تھے اور میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ جنگ ہوئی تھی اور ختم بھی ہوگئی۔ لیکن پھر بھی یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی کہ کس طرح اتنی گولیاں چلیں اور ایسی ایسی جگہ لگیں لیکن کوئی نہ مرا۔

خوش قسمتی سے یہ معمہ بھی حل ہوگیا۔ ہسپانوی اور فرانسیسی طبی کمیشن کی رپورٹ کا حسب ذیل اقتباس قابل غور ہے جو ہسپانوی نمائندے نے فرانسیسی جنرل سے جنگی منتا درت کے دوران میں کیا تھا اور جو اس کمیشن رو برو بطور شہادت کے پیش کیا گیا۔

عموماً ریفی ایک گولی سے نہیں مرتے تاوقتیکہ وہ پھٹ جانے والی نہ ہو۔ ستر فی صدی ریف کے پہاڑی لوگ سینہ پر گولی کھا کر بھی بچ جاتے ہیں۔ بشرطیکہ دل محفوظ رہے۔ لیکن فرانسیسی یا ہسپانوی زخمیوں میں سے ستر فیصدی اس قسم کے زخمی ضرور مر جاتے ہیں۔ (نظام المشائخ)

بڑی سوانحمری حضرت غوث پاک مجلد یہ سوانحمری سب سے بہتر اور بڑی مکمل ہے، قیمت تین روپیہ محصول ۱۰ اکل ہے حمیدیہ پریس دہلی سے منگا ئیں

رضائے الٰہی کے شیدائی

اگر کہیں مل سکتے ہیں تو وہ مولوی کے خریداروں میں تلاش کیجئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رسی کو متفقہ پکڑے ہوئے ہیں مسلمانوں کے انتشار کی جہاں ہزاروں مثالیں اسلام کی صورت کو داغدار بنائے ہوئے ہیں وہاں ایک عدیم المثال اتحادی کیفیت ناظرین مولوی میں دیکھ سکتے ہیں سنی۔ شیعہ۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ احمدی۔ بہائی غرض ہر فرقہ کے پیرو مولوی کی یکساں اعانت کرتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مولوی کی بڑی کامیابی ہے۔ کہ اس نے تمام فرقوں کو ایک مرکز پر جمع کردیا۔ وہ خالص اسلام کا داعی ہے۔ اور اس کے پڑھنے والے تمام کمالمسلمین ہیں۔ کس قدر خوشی ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ جس قوم کے دو حقیقی بھائی متحد الخیال ہی نہیں ہوسکتے وہاں خدائی لشکر کے اٹھارہ ہزار سپاہی یک جان و یک قالب ہیں۔ اللھم الف بین قلوبھم ازدادا۔

کوئی مہینہ ایسا خالی نہیں جاتا۔ کہ خریداروں کے بڑھانے کی اپیل نہ کی جائے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ معاونین اس کے عادی ہوگئے ہیں۔ جس مہینے ذرا بھی کمزور اپیل ہوئی اور یہ خدائی سپاہی بھی آرام کرنے لگے۔ جہاں بگل بجا اور سب ہوشیار ہوگئے۔ اس لئے ہر مہینہ بڑے شد و مد سے اسی سوال کو دہرانا پڑتا ہے۔ ابھی پچھلے مہینہ کی بات ہے اپیل میں زور نہ تھا۔ یہ مہینہ جیسا گذرا ہے میرا دل ہی جانتا ہے۔ یہاں یہ کیفیت ہے کہ ذرا کام میں ڈھیل ہوئی اور قرضخواہوں نے بوٹیاں نوچنی شروع کردیں

چیل کے گھر میں ماس کی تلاش محکمہ انکم ٹکس کی ستم ظریفی دیکھئے کہ غریب مولوی کے پاس حکم آیا ہے۔ کہ حساب بتلاؤ تاکہ انکم ٹکس لگایا جائے یہاں صحیح حساب کتاب کہاں جس رسالہ کے دفتر میں صرف تین آدمیوں کا عملہ ہو۔ اور جس مدد کا رکن مالک بھی ہو۔ اڈیٹر بھی۔ منیجر بھی ہو محرر بھی۔ کاتب بھی ہو اور چپراسی بھی اور جس رسالہ کا خرچ ہمیشہ ناظرین کے دست کرم اور اعانت و خیرات کا رہین منت رہے وہاں آمدنی اور انکم ٹکس کا سوال ہی دیوانہ ہونے کا کام دے گا۔ یہی ہوا۔ ایک ایک ادو کا حساب تو جب ہو جب کم از کم پچاس روپے ماہوار اکاونٹ پر خرچ کئے جائیں۔ اور یہاں پورے عملے پر ساٹھ روپے خرچ ہوتے ہیں وہ تو میری شبانہ روز کی محنت ہے جو کام پورا کرادیتی ہے چونکہ حساب کتاب صحیح تو نہ تھا۔ دو تخمینہ لکھنا پڑا۔ واقعہ ہے کہ اختتام تخمینہ کے بعد چکر آگیا مولوی کا سالانہ خرچ چھبیس ہزار پانسو چار روپے۔ اور آمدنی از چندہ تقریباً سولہ ہزار اور نفع کتب تقریباً ۴ ہزار ساڑھے پانچ ہزار کا گھاٹا۔ پھر سوچ ہوا کہ آخر یہ رقم پوری کیونکر ہوئی تو معلوم ہوا کہ صرف قرضہ بڑھ رہا ہے۔ ستمبر کے اختتام تک گیارہ ہزار نوسو بہتر کا قرضہ تھا۔ وہ تو خدا کے فضل سے آپ کے پرچہ کی ساکھ ایسی ہے کہ قرضخواہ مطمئن ہیں۔ ورنہ ابتک کیا لیجیے دیجیے۔ بہرحال انکم ٹکس بہادر کا یہ احسان ضرور ہوا کہ اندھیرے سے اجالے میں آگیا۔ اب آپ ہی بتلائیے کہ اگر میرا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے نہ رہ جائے تو اور کیا ہو۔

یہ نہ سمجھئے کہ اس روداد کے بعد میں کوئی خالص نقد اعانت چاہتا ہوں۔ حاشا ایک پیسہ بھی مفت لینا نہیں چاہتا۔ صرف اخلاقی مدد چاہتا ہوں۔ اور اس کے آمادہ کرنے کیلئے ۔۔۔ نہیں بلکہ بحاجت سے استدعا کرتا ہوں

(۱) مولوی کے لئے اس مہینے میں جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ کوشش سے خریدار مہیا کرسکیں خریدار مہیا کردیجئے۔ ۲ ہزار خریدار ہوجائیں تو سالانہ نقصان میں نصف کی کمی ہوجائے

(۲) موجودہ قرضہ کا بڑا بار ہلکا ہو جائے اگر آپ میں سے ہر صاحب استطاعت ایک جلد کتاب الاسلام خرید لے۔ کتاب الاسلام کی فہرست مضامین آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو اگر آپکو میرا اعتبار ہو تو وثوق سے عرض کرونگا کہ ایسی کتاب اردو تو اردو کسی زبان میں بھی آجتک نہیں لکھی گئی۔ اور میرا یقین ہے کہ اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد مسلمان ایسا تحقیقاتی مسلمان ہو جائے گا۔ جس کے ساتھ اسلام ہر وقت آئینہ ہوگا۔ پھر ۱۲ سو صفحے کے قریب ضخامت ہے اور قیمت صرف چار روپے۔ اگر آپ ۸ ہزار دوستوں، بزرگوں میں سے صرف ایک ہزار ہی اس مہینے ایک کتاب خریدنے کی اعانت فرمادیں تو ایک تہائی قرضہ ادا ہو جائے۔ خدا علیم ہے کہ میں نے کفایت اور بنئے پن کی حد کر رکھی ہے۔ ایک ایک پیسہ کی بچت کا متلاشی رہتا ہوں۔ اس قرضہ میں ایک پیسہ بھی میرے ذاتی اخراجات کے قرض کا نہیں ہے،

آیندہ پرچہ مسلمان نمبر ہوگا۔ رجب ۱۳۵۱ھ سے مولوی کی سولہویں جلد شروع ہوتی ہے اور اس جلد کا پہلا نمبر مسلمان نمبر ہوگا۔ اور انشاء اللہ اپنے نوع کا عجیب و غریب نمبر ہوگا۔ اسمیں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ مسلمان کیسا ہونا چاہئے۔ یہ پرچہ اسلامی تعلیمات کا مبش بہا مرقع ہوگا۔ خدا کرے مضامین وقت ہی لکھے جاسکیں جیسا میں نے خاکہ طیار کیا ہے اس پرچہ کے تمام مضامین اگر کتاب کی صورت میں شائع ہوں تو ۶ ۵ سو صفحات میں آئیں اور اتنی ضخامت کی کتاب ایک روپیہ میں بکتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس حساب سے ایک روپیہ کا تو صرف یہی ایک پرچہ ہوا کیا آپ مولوی کے خریدار مہیا کرتے وقت لوگوں کو یہ بتلا کر بھی ان سے ایک روپیہ سالانہ وصول کرنے میں ناکام رہینگے۔ جو توجہ کرتے ہیں وہ بلا بگل بجائے ہی ہوشیار رہتے ہیں۔ خطاب تو ان سے ہے جو کر سکتے ہیں اور نہیں کرتے یا ذراسی ہی دلہ ودوش سے اکتا جاتے ہیں،

پچھلے پرچے میں جن معاونین کے اسمائے گرامی شائع ہوئے تھے وہ سب جولائی کے تھے اور اس پرچہ میں اگست کے نام شائع ہونگے۔ مقصد یہ ہے کہ اس مہینہ خریدار دینے والے بھائیوں کی کافی سرد مہری رہی۔ طویل فہرست سے یہ اندازہ نہ کیجئے گا، کہ اس مہینہ بھی مولوی صاحب کی دعوت خوب زور سے ہوئی۔ اس مہینے میں تو مولوی صاحب کا اکثر برت رہا اور سوڈا و نمک کا پانی بھی نہیں ملا۔

اب ان رضائے الٰہی شیدائیوں سے بھی روشناس ہولیجئے جو مولوی کی اشاعت میں صرف خدا اور رضائے خدا کو سامنے رکھ کر کوشش کرتے ہیں۔ اللہ ناصر انکی ہمیشہ مدد فرمائے اور دنیا و دین کی ہر نعمت سے وہ بہرہ اندوز ہوں، آمین یارب العالمین

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
حاجی جناب غلام نبی صاحب ہانسی	۳	جناب حافظ قمرالدین صاحب بنگالی	۲
" ایم اسحاق خاں صاحب آگرہ	۵	" محمد منصور صاحب رسالپور	۲
" احمد میاں صاحب احمد آباد	۲	" شیخ نور محمد صاحب پونہ کیمپ	۲
" فیض محمد خاں عبدالوہاب خان صاحب رنگپور	۴	" افضل الدین صاحب رتناگیری	۴
" ڈاکٹر محمد حسین صاحب احمد آباد	۲	" محمد عبدالجبار صاحب ایس آئی لال گنج	۵
" نصر اللہ خاں صاحب فارمہٹ	۲	" مولوی محمد علی صاحب خیرپور	۲
" عبدالمجید صاحب بھڑوچ	۲	" محمد سلیمان خاں صاحب لکھنو	۲

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
عالیجناب سید حید رحمن صاحب کانپور	۲	جناب محمد جان صاحب سمتان ربیری	۱	سید یوسف صاحب ہیڈماسٹر ڈیری گڑھ	۳	جناب محمد عبد البصیر صاحب حیدرآباد	۱
〃 عزیز احمد صاحب لکھنؤ	۳	〃 سید خورشید علی صاحب لکھنؤ	۱	〃 حافظ فقیر اللہ صاحب گورکھپور	۲	〃 ایس ایم مصطفیٰ صاحب پٹنہ	۲
〃 شیخ محمد صاحب سوہاگ پور	۲	〃 حسن خانصاحب خجن گاڈ	۱	〃 سلیمان یاسین صاحب صادقیہ	۲	〃 سید احمد صاحب کراکت	۳
〃 حیات خانصاحب کونڈالی	۲	〃 سید محبوب علی صاحب ننڈیال	۱	〃 محمد حسین امین صاحب فتحپور	۳	〃 اصغر علی صاحب قداب نگر	۳
〃 سید کریم صاحب دریخ وکشاپ	۲	〃 محمد شریف صاحب پٹواری کلیان	۱	〃 مولوی فضل حق صاحب گورکھپور	۲	〃 فضل حسین صاحب کنڈیان	۴
〃 میر احمد علی صاحب حیدرآباد دکن	۵	〃 امیر برادرس صاحب علی پور کلکتہ	۱	〃 عصمت اللہ صاحب فیروزپور	۲	〃 محمد ہدایت اللہ صاحب تیتری بازار	۱
〃 عبد السبحان صاحب کیولاری	۳	〃 ولی اللہ صاحب پرتاب گڑھ	۱	〃 ایم حبیب الحق صاحب ...	۲	〃 محبوب خاں صاحب ناگپور	۳
〃 نور محمد صاحب پشاور	۳	〃 سید جمال الدین صاحب وکیل پیگو	۲	〃 حافظ منظور الحق صاحب گوہنہ	۲	〃 محمد امیر بخش صاحب کنٹی مروارہ	۲
〃 عبد الحمید خاں صاحب نانریڑ	۳	〃 عبد الغنی صاحب سانبھر لیک	۳	〃 سراج الحق صاحب ہوشیارپور	۲	〃 حافظ عبد الغفور صاحب جونپور	۳
〃 قاضی محمد رفیع الدین صاحب ساڈگی	۲	〃 محمد اسماعیل صاحب روپاس	۲	〃 شیخ نبی بخش صاحب مظفرگڑھ	۳	〃 شجاعت حسین صاحب لشکر	۳
〃 عبد الرزاق صاحب غازی پور	۲	〃 مولوی داد علی صاحب ہوشیارپور	۲	〃 عبد اللہ صاحب ٹیلرماسٹر بابیا	۲	〃 جناب قاضی گل حسین صاحب ...	-
〃 منشی قادر بخش صاحب آگرہ	۲	〃 ملک عبد الحق صاحب کاروار	۱۰	〃 محمد رشید الدین صاحب ...	۵	〃 محبوب علی صاحب حیدرآباد	۲
〃 ایم ولایت اللہ صاحب کراچی	۶	〃 الہی بخش صاحب پاتھر ڈیہہ	۱	〃 حافظ عبد الکریم صاحب جاورہ	۲	〃 محمد بسم اللہ صاحب بڑنیرہ	۲
〃 طفیل محمد صاحب پہلور	۲	〃 سلامت حسین صاحب ...	۱	〃 محمد یوسف علی صاحب ...	۲	〃 محمد ... صاحب بلکچھیا	۲
〃 اللہ دین صاحب جالرانی	۲	〃 ایم عبد اللہ صاحب ڈبلی گین	۲	〃 عاشق علی صاحب رہتک	۲	〃 محمد یعقوب صاحب گونڈہ	۲
〃 حیدر بیگ صاحب جہلم	۳	〃 سید حسین پیر صاحب کرڈال	۶	〃 ایم ڈی آدور صاحب بیادگی	۲	〃 حاجی طالب دلاور ... صاحب	۲
〃 چودھری علی محمد صاحب دہاروال	۲	〃 شاہ نبی محی الدین صاحب رائچور	۵	〃 محمد سرفراز الدین صاحب ...	۱	〃 منصور دین اسلم صاحب بیرگی	۴
〃 محمد حبیب اللہ صاحب شاہجہان پور	۲	〃 سید شعبان علی صاحب لکھنؤ	۱	〃 سید دلاور علی صاحب ماٹھ	۳	〃 محمد صاحب ایس آئی بیگن پلی	۳
〃 حاجی حافظ محمد یوسف صاحب آشٹہ	۵	〃 مولوی عزیز الدین صاحب ...	۱	〃 احمد خان صاحب جاورہ	۳	〃 سید احمد شاہ صاحب ...	۴
〃 عبد الاحد صاحب کراچی ...	۲	〃 عبد المجید صاحب لاہور	۱	〃 سید عبد الرحیم صاحب حیدرآباد	۳	〃 حافظ محمد حنیف صاحب اوکاڑا	۱
〃 عبد الخالق صاحب افسر مدرس ...	۲	〃 سید بشیر احمد صاحب رانچی	۳	〃 غوث بخش صاحب ...	۱	〃 ایم اے رشید صاحب لاہور	۵
〃 احمد نور صاحب دہار بازار	۲	〃 محمد حنیف شاہ صاحب فیض آباد	۲	〃 سید محی الدین صاحب رانچی	۲	جناب مولوی محمد بخش صاحب بودہراں	۱۰
〃 ولی محمد صاحب منڈلہ	۳	〃 مولوی ابراہیم صاحب ...	۲	〃 ہارون عبد الحمید صاحب ...	۲	〃 محمد یعقوب ... صاحب ...	۵
〃 امیر الحسن صاحب زنگ پور	۲	〃 نواب خان یاسین خان صاحب بنیرہ	۳	〃 عبد الغفور صاحب باران	۱	〃 ایم اے منشی صاحب کرشم	۲
〃 نیاز احمد صاحب جالندہر	۲	〃 رئیس ایم عبد السلام صاحب ...	۵	〃 وحید الحسن صاحب جیلانی علیگڑھ	۱	〃 فتح محمد صاحب پیلاڑہ	۱
〃 سردار خانصاحب رائے پور	۳	〃 مولوی عبد الرشید صاحب ...	۳	〃 ایوب احمد صاحب لال گنج	۱	〃 کے ایم اے پانڈے صاحب لاہور	۳
〃 شیخ محمد حسین صاحب محمد عثمان بمبئی	۴	〃 محمد قمر الدین صاحب حیدرآباد دکن	۳	〃 نذیر احمد صاحب ہردوئی	۱	〃 شرف الدین صاحب سیرانوان	۳
〃 منشی ظہور حسین صاحب ننگاوڑی	۶	〃 محمد اسحاق صاحب ... چھاؤنی	۱	〃 حافظ نذیر محمد صاحب ٹھاکردوارہ	۳	〃 ملا محمد اعظم صاحب ...	۳
〃 ملک عبد الحی صاحب تھیاگلی	۳	〃 سید ادریس صاحب بنگلور	۳	〃 امتیاز احمد صاحب آگرہ	۱	〃 عبد المجید صاحب اسلام آباد	۲
〃 شبیر حسین صاحب کھم	۳	〃 فضل احمد صاحب ...	۲	〃 حامد علی صاحب بہاولپور	۱	〃 عبد الوحید خاں صاحب ...	۳
〃 سردار خاں صاحب لونڈی چودھریان	۱	〃 فرزند علی صاحب فیروزپور	۲	〃 ایم حیات شریف صاحب ...	۲	〃 نذیر الدین صاحب سورت گڑھ	۱
〃 محمد حسین احمد صاحب بجارہ	۱	〃 محمد ولی حیدر صاحب پٹنہ	۳	〃 بادام گل صاحب ...	۴	〃 محمد عثمان صاحب ... فرخ آباد	۱
〃 عثمان گل صاحب لاہور	۱	〃 محمد خلیل صاحب نانڈپور	۱	〃 محمد عبد اللطیف صاحب ...	۳	〃 عبد الحمید صاحب ایوت محل	۴
〃 ڈاکٹر عبد الستار صاحب احمد پور	۳	〃 نذیر احمد صاحب شولاپور	۲	〃 قاری عبد القیوم صاحب ...	۱	〃 حاجی محمد نعمت اللہ صاحب الہ آباد	۲
〃 شیخ میراں صاحب کوکناڑا	۲	〃 عبد الرحمان صاحب دارجلنگ	۲	〃 محمد بشیر صاحب ...	۱	〃 مشتاق حسین صاحب آگرہ	۶
〃 نبی شریف صاحب حیدرآباد دکن	۴	〃 غلام معین الدین صاحب ... سرائے	۲	〃 ایس ایم حسن صاحب احمدنگر	۲	〃 فضل الہی صاحب ڈلہوزی	۵
〃 خان محمد صاحب سلانی	۲	〃 محمد حسین صاحب رائچور	۳	〃 عزت شاہ صاحب پشاور	۳	〃 محمد بشیر صاحب جاورہ	۳
〃 محمد جان صاحب کلرک رزمک	۱	〃 مولوی نعیم الدین صاحب گوالیار	۲	〃 حبیب الرحمن خانصاحب	۲	ابھی بہت باقی ہیں	

پھر ایک سال کے بعد

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

کتاب الاسلام چھپ کر طیار ہے

پورے ایک سال تک خاموشی سے کام کرنے کے بعد خدا کے فضل نے مجھے اس قابل کیا کہ آپ کو کتاب الاسلام کے مکمل ہونے کی خبر سنا دوں، عمر میں پہلی مرتبہ یہ حماقت کی تھی کہ کتاب چھپنے سے پہلے روپیہ پیشگی منگایا، اور وہی راس نہ آیا، میرا دل ہی جانتا ہے جیسی زحمت میں نے اس کتاب میں اٹھائی ہے، پہلا اڈیشن پورا کتابت شدہ ردی کیا، اسمیں ۸ سو روپے سے کچھ زائد پیسے برباد ہوئے کہ وہ اس اڈیشن میں ذرا بھی کام نہ آئے دوستوں کے طعنے سنے جنہوں نے پیشگی روپیہ دیا تھا انہوں نے بھی یہی سمجھ لیا، کہ روپیہ جمع کرنے کا خوب بہانہ بنایا، سب کی سنتا اور مصروف عمل رہتا، خدا کی کریمی تھی، کہ اس نے اس نقصان کے بعد مجھے ایسا خاکہ طیار کرنے کی توفیق دی جس سے یہ کتاب اب ہندوستان کی ہر مذہبی کتاب سے ممتاز ہے اور اس قدر جامع اور اسلامی تعلیمات سے پر آج تک کوئی کتاب کسی زبان میں نہیں طیار ہوئی

کتاب الاسلام میں ادامر ونواہی اسلام اور قانون شریعت کی تفصیل تو ہے ہی لیکن بڑی ضرورت اس زمانہ میں یہ ہے کہ انسان اپنے مذہب کو عقلی طور سے سمجھ کر اور دوسرے ادیان سے موازنہ کر کے اس کو اختیار کرے، ہم میں سے ہزار ہا بھائی صرف اس لیے مسلمان ہیں کہ وہ مسلمان ماں باپ کی اولاد ہیں یا انہوں نے چند فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کر لیا۔ اور قانون شریعت سے بالواسطہ روشناس ہو گئے، کتاب الاسلام میں بتلایا گیا ہے، کہ مذہب کسے کہتے ہیں اور مذہب دنیا میں کب سے ہے؟ مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے، دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے؟ مذہب بامذہبی اور لامذہبی میں کیا فرق ہے؟ دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور کب سے ہیں اور انکی مابہ الامتیاز خصوصیات کیا ہیں؟ اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اسمیں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے؟ دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے، اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض کیے جاتے ہیں اس کا کیا جواب ہے، اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے؟ اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں، اور آج کل کے مسلمان ان تعلیمات پر کس حد تک عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہیں اور وہ کتابیں کب اور کیسے بنیں، وحی والہام اور اس کے اقسام نزول وحی کیفیت، قرآن و حدیث کی تاریخ، اسلامی تعلیم کو سمجھنے کے لیے قرآن و حدیث کے علاوہ کن کتابوں کی مدد کی ضرورت ہے، یہ وہ چیزیں ہیں کہ اگر ایک مسلمان ان سے بہرہ ور ہو جائے تو وہ ہی صحیح معنوں میں سچا مسلمان ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو ہرگز مرتد نہیں بنا سکتی مجھے تو یقین ہے کہ اس کتاب کے شایع ہونے کے بعد آریوں اور عیسائیوں میں ہلچل پڑ جائیگی اور انکی شدھی اور بپتسمہ کی فیکٹریاں بند ہو جائینگی

کتاب الاسلام حالات حاضرہ کو ملحوظ رکھ کر بہترین کتاب ثابت ہوگی، مذکورہ تعلیمات کے علاوہ خالص اسلامی اصول کا تذکرہ بھی اس کتاب میں بہت مفصل ہے مثلاً علم کلام فقہ، اسلامی آداب و اخلاق، اسلامی تصوف، اسلام کے مشہور فرقوں کے حالات، اس کے بعد اسلامی عقائد ہیں اور اس قدر تفصیل سے ہیں کہ شاید ہی کوئی کتاب اتنے بڑے مجموعہ کی حامل ہو، اس کے بعد عبادات ہیں یہ اس کتاب کا سب سے بڑا حصہ ہے اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں چھوڑا گیا ہے جو انسانی ضروریات کے لحاظ سے ذہن میں آسکے اور اس کا جواب اس کتاب میں نہ ملے، اس کے بعد سنن و مستحب عبادات اور اعمال و ادعیہ و اوراد ہیں، پھر معاملات اور آخر میں اسلامی تصوف، ریاضات اور مجاہدات

پچھلے سال جب کتاب الاسلام کا اعلان کیا تھا تو اندازہ تھا کہ کتاب آٹھ سو صفحات پر ختم ہوگی، لیکن جب جدید خاکہ طیار کر لیا، تو اس کی ضخامت میں غیر معمولی وسعت ہو گئی اور اب ۱۲ سو صفحات کے قریب پہنچ گئی ہے کاغذ بھی بہت دبیز اور اعلیٰ ہے اس لحاظ سے اس لحاظ سے اس کی قیمت چھ روپے ہونی چاہئے تھی اور سابقہ کتاب ردی شدہ کے نقصان کو ملا کر میری لاگت اس پر چار روپے فی جلد آئی ہے اب اگر وہی مشتہرہ قیمت چار روپے رکھتا ہوں، تو زیادہ سے زیادہ میرا لگا ہوا روپیہ واپس مل سکتا ہے اس دفعہ یہی سہی، یہ اڈیشن میں چار روپے فی جلد کے حساب سے ہی فروخت کرونگا اس لیے آپ لوگ بلا تاخیر منگا لیں

جن حضرات کے پیشگی روپے آئے ہوئے ہیں ان کو بہرحال یہ کتاب دو روپے میں ہی دی جائے گی، لیکن اب محصول ڈاک بجائے ۸ آنہ کے ایک روپیہ ہو گیا ہے نیز کتاب بلا جلد بھی نہیں آسکتی، کیونکہ میں نے سب کی جلدیں بنوانے کا ٹھیکہ دیدیا ہے اس لیے اس لیے ۸ آنہ جلد چرمی کے اور ۸ آنہ اضافہ محصول کے ہوا کا وی پی انکو جائے گا اس لیے وہ ۱۴ کے وی پی کا انتظار فرمائیں، اگر ان میں سے کسی بھائی نے اپنا مقام بدل دیا ہو تو فوراً اطلاع دیں۔

بعض بھائیوں نے اپنے روپے کے بدلے کتابیں منگاتے وقت اس کا وعدہ لے لیا تھا کہ جب کتاب طیار ہو گی تو وہ دو روپے کے حساب سے ہی لیں گے، اور انکو تحریری یادداشت بھیجدی گئی تھی، وہ بھائی بھی میری تحریر بھیجکر دو روپے میں کتاب لے سکتے ہیں، اس کے علاوہ کسی طرح بھی رعایت کی گنجائش نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ بہر محسن مجھے رعایت کے متعلق لکھکر مجھے نادم نہ فرمائیں گے،

دوستوں کو ترغیب دیجیے کہ اگر انھیں قوت خرید ہو تو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں یقین فرمایئے کہ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ کو یقین آئے گا کہ اسلام حقیقت میں سب سے بہتر صحیح راستہ ہے اور متحیر ہو جائیں گے کہ اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں

اب اس کتاب کی فہرست مضامین پر نظر ڈالیے اور فرمایئے کہ کیا آج تک کوئی کتاب اتنے مضامین سے پر آپ نے کسی زبان میں، پڑھی، دیکھی، یا سنی ہے،
ضخامت تقریباً بارہ سو صفحات مجلد چرمی قیمت چار روپے محصول عہ کل پانچ روپے

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مناجات	۲	ایمان کے رکن	۴۲	کامل الہامی کتاب انتہائی		تمام مذاہب کا اجتماع		اسلام اور آریہ سماج		تعاقب کرتا ہے	۲۴۴	تفسیر تاریخ حیثیت سے	۲۸۴
دیباچہ	۳	اعمال صالحہ	۴۴	ظلمت کے زمانہ میں نازل		اسلام میں ہے	۱۵۵	کا موازنہ	۲۱۰	اسلام کی تعلیم فطری		طبقات مفسرین	۲۸۵
باب اول		اسلام سچے مذہب		ہوتی ہے	۱۱۳	اسلام تمام ہادیوں		عیسویت اور اسلام		اور عقلی ہے	۲۴۵	کیفیت تفسیر اور	
اسلام اور مسلمان		کے معیار پر پورا اترتا		ابدی مذہب عملی نمونہ		کی توقیر سکھاتا ہے	۱۵۶	کا موازنہ	۲۱۳	اسلام اور تعلیم	۲۴۷	آداب مفسر	۲۸۹
مذہب کسے کہتے ہیں	۷	ہے یا نہیں		سے معلوم ہوتا ہے	۱۱۶	ذمہ دار مشنریز کا		مسلمان فاتح اور		اسلام اور قیام امن	۲۵۰	مشہور تفاسیر قرآن	۲۹۰
مذہب کا فائدہ اور مقصود	۷	مدعیان عقل کی گمراہی	۴۸	سچا مذہب عملی زندگی میں		اعتراف	۱۵۸	نصرانی فاتح	۲۱۴	اسلام کی قوت عمل	۲۵۱	تفسیر بالرائے امام غزالی	۲۹۲
مذہب کی تعریف	۸	عقل کی تعریف	۵۰	بالکل پورا اترتا ہے	۱۱۹	دعوت حق	۱۵۹	اسلام اور اسلام		اسلام اور انتظام اجتماع	۲۵۲	تفسیر اور تاویل کا	
دین کے اجزا	۹	استدلال لمی	۵۱	اسلام دنیا میں کب سے		اسلام کی صداقت پر		کی تعلیمات کے متعلق		اسلام اور تعلیم دولت	۲۵۳	فرق	۳۰۱
دنیا کو مذہب کی ضرورت		استدلال انی	۵۲	ہے اور اسے کب تک		بڑے بڑے اعتراضات		غیر مسلموں کی رائیں	۲۱۶	اسلام اور اصلاح نفس	۲۵۴	حدیث کی تعریف	
کیوں ہوئی	۹	علم کی حقیقت	۵۲	باقی رہنے کی صلاحیت ہے	۱۲۰	اور ان کے جوابات	۱۶۱	تعصب کی تعریف	۲۱۶	اسلام کا طریق عبادت	۲۵۵	حدیث	۳۰۲
مذہب فطری ہونا چاہیے	۱۴	قلب و روح کے جوابات	۵۳	دنیا کے سارے نبی اسلام		اسلام اور تکمیل اخلاق	۱۶۸	تعصب کی خرابیاں	۲۱۶	اسلام کی پاکیزگی	۲۵۶	خبر، اسناد اور	
فطرت کی قسمیں	۱۵	خواص باطنی کا ثبوت	۵۴	کے داعی تھے	۱۲۳	مقدس رسول کے معترضین	۱۷۲	تعصب اور خودداری		اسلام اور آزادی	۲۵۷	المتن کی تعریف	۳۲۰
مذہب دنیا میں کب سے ہے	۱۶	احکام عقل	۵۵	دین الٰہی میں تحریف	۱۲۵	خادمان دین کا فرض	۱۷۶	میں فرق	۲۱۹	اسلام اور قومی وظیفہ	۲۵۸	تعلیم حدیث بلحاظ	
مذہب کی صداقت کا		نور بصیرت کی ضرورت	۵۶	دین حق کی حقیقت کا		کثرت ازدواج پر اعتراض	۱۷۷	اسلام کی تعلیم دلوں		کیا مسلمان ان تعلیمات		راوی متواتر	۳۰۳
معیار کیا ہے	۱۷	عقل کے ادراک کی حد	۶۱	عام اعلان	۱۳۲	انبیائے سابقین اور		میں گھر کر رہی ہے	۲۲۲	پر عمل پیرا ہیں	۲۵۹	عزیز و غریب کی تعریف	۳۰۳
سچے مذہب کی تلاش	۱۸	عقل انسانی کی نارسائی	۶۲	اسلامی حریت و مساوات	۱۳۹	تعدد ازدواج	۱۸۱	کیا عیسائیت مٹ		نتیجہ دین فراموشی	۲۶۰	اقسام غریب	۳۰۴
عقل سلیم کے مطابق مذہب	۲۲	اسلام میں عقل کا درجہ	۶۶	دنیا کا آئندہ مذہب		ہندو بزرگوں میں		رہی ہے	۲۲۳	مسلمانوں کے زوال		صفات قبولیت راوی	۳۰۴
عقل سلیم و مستقیم کی تعریف	۲۴	قرآن اور علم کی تعریف	۶۷	صرف اسلام ہو سکتا ہے	۱۴۵	کثرت ازدواج	۱۸۲	ہمارا رسول سارے		کے اسباب	۲۶۱	معقول کی دوسری تقسیم	۳۰۵
عقل کی بیماریاں	۲۷	قلب پر پردہ پڑنا	۶۷	برطانیہ میں اسلام کا		چار نکاح کی اجازت	۱۸۳	جہان میں مقبول	۲۲۴	اسلام کی الہامی تعلیم		رد حدیث کے اسباب	۳۰۶
مذہب کے اہم ترین اغراض	۲۸	عقل سے کام نہ لینا	۶۸	شاندار مستقبل	۱۴۷	جہاد کے ذریعہ اشاعت	۱۸۴	اسلام اور فلسفہ یورپ	۲۲۵	کن کتابوں میں ہے		موضوع اور اقسام وضع	۳۰۷
مذہب اور لا مذہبی کا		بصیرت سے کام لینے والے	۶۹	دوسرے مروجہ مذاہب		غزوات و سرایا کا مقصد	۱۸۵	فلسفہ کانٹ اور اسلام	۲۲۶	اور وہ کب اور کیسے	۲۶۲	اسباب وضع	۳۰۸
فرق کیا ہے	۳۰	علم و بصیرت خیر کثیر ہے	۷۱	پر اسلام کو کیوں		فرضیت جہاد کی تاریخ	۱۸۷	اسلام اور تکمیل نفس	۲۲۷	بنیں، قرآن کریم	۲۶۲	حدیث متروک منکر	
اسلام کسے کہتے ہیں	۳۱	دنیا کے تمام مذاہب		فوقیت ہے	۱۵۰	حکم جہاد کی ابتدا	۱۸۸	ابو الانبیاء اور اسلام	۲۲۸	قرآن کا تدریجی نزول	۲۶۳	و معلل	۳۰۸
اسلام کے اصطلاحی معنی	۳۲	کو چیلنج	۷۳	عبادات اسلامی کی		مذاہب عالم پر اسلام		باوا گرونانک اور اسلام	۲۳۲	وحی کی تعریف	۲۶۵	حدیث مرفوع	۳۰۹
اسلام کی خصوصیات لفظی	۳۲	الہامی مذہب فطری		خصوصیات	۱۵۱	کا احسان	۱۹۲	مہاتما گاندھی	۲۳۳	وحی کے اقسام	۲۶۵	صحابی کی تعریف	۳۰۹
سچا مسلمان کون ہے	۳۳	ہوتا ہے	۸۲	مجلسی اور معاشرتی		قرآن کریم کا طریق ہدایت	۱۹۳	ملک کے برگزیدہ حضرات		وحی کی صورتیں	۲۶۶	تابعی کی تعریف	۳۰۹
مسلم کا نصب العین	۳۴	وطنی الفرس	۹۰	قوانین	۱۵۲	اسلام میں ذمیوں		اور اسلام	۲۳۴	وحی کی ضرورت و حکمت	۲۶۸	حدثنا، اخبرنا وغیرہ	
ترقی اور کامیابی کا گر	۳۵	نیرنگ	۹۱	دیوانی اور فوجداری		کے حقوق	۱۹۹	اسلام کی اہم تعلیمات		وحی اور الہام کا فرق	۲۶۹	کا بیان	۳۱۰
ارکان اسلام	۳۶	یونی چکر	۹۳	قوانین و اصول	۱۵۳	اسلامی حکومت میں		کیا ہیں	۲۴۰	رحمانی و شیطانی الہام	۲۷۱	روایت بالمعنی	۳۱۱
حقیقت ایمان	۳۸	وید منتروں کا خلاف		جمہوریت	۱۵۴	غیر مسلم کا خون	۲۰۱	اسلام تبلیغی مذہب کا		میں تمیز		اقسام علوم الحدیث	۳۱۱
مسئلہ ایمان میں حنفیہ		عقل ہونا	۹۵	قومی استدلال	۱۵۴	فقہ اسلامی کے بعض		راز وارست	۲۴۱	نزول وحی کی مختصر		جمع و تدوین احادیث	
کا مسلک	۴۱	سچے مذہب کے ساتھ		لین دین کے معاملات	۱۵۴	قوت احکام	۲۰۳	اصلاح پر اثر ڈالنے		کیفیت	۲۷۳	کی تاریخ	۳۱۲
ایمان کی مختصر تعریف	۴۲	خدائی نشانات بھی ہوتے ہیں	۹۸	انسان کی بدحالی اور		اسلام کی روح تعصب		والی طاقت	۲۴۳	جمع و ترتیب قرآن	۲۷۴	سب سے پہلے حنفی مذہب	
حقائق ایمانیہ	۴۳	اسلامی توحید	۱۰۲	خوشحالی اسی کے ہاتھ میں ہے	۱۵۴	کی مخالف ہے	۲۰۴	فرائض اسلامی کی		قرآن کریم کا اعجازی نکتہ	۲۸۱	کی بنیاد پڑی	۳۱۴
ایمان مجمل	۴۳	توحید الٰہی کا بلند مقام	۱۰۳	اسلام عالمگیر اور		عیسائیوں اور آریوں		زبان	۲۴۳	علم التفسیر	۲۸۳	فقہائے چند طبقات	۳۱۹
ایمان مفصل	۴۴	خدا تک پہنچنے کے وسائل	۱۰۴	بین الاقوامی مذہب ہے	۱۵۵	کو چیلنج	۲۰۵	اسلام جہانگیر والوں کا		تفسیر کے شرعی معنی	۲۸۴	طبقات محدثین	۳۲۰

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
امام ہارون کے حالات	۳۲۱	عقیدہ کے اقسام	۳۷۷	رسالت	۴۲۵	بحث ناسخ و منسوخ	۴۷۲	علامات قیامت اور		**باب سوم**		احکام شرعیہ کی تعریف	۶۲۹
اختلاف صحابہ کی تحقیق	۳۲۴	عقیدہ اور ایمان کی تعریف	۳۷۸	حقیقت نبوت		قرآن کے متعلق غور		ان کا فلسفہ	۵۱۲			اوامر و نواہی کے احکام	۶۳۰
اختلاف حدیث کے		ایمان اور عمل کا تعلق	۳۷۹	نبی کے معنی	۴۲۸	مسلمانوں کی ترکی	۴۷۷	اہل الہام	۵۱۲	**عبادات**		وضو کا بیان	۶۳۰
آٹھ اسباب	۳۲۵	صحابہ کی ترقی کا راز	۳۸۲	نبیوں کا آنا کیوں		فرشتے	۴۷۸	تفصیلات قیامت	۵۱۳	مقدمہ	۵۵۳	وضو کے فرائض	″
قرآن کی موجودگی میں		اسلام کے بنیادی عقائد	۳۸۳	ضروری ہے	۴۳۰	فرشتوں کے نام اور		حساب کتاب	۵۱۴	سبب تنزل اسلام	″	وضو کی سنتیں	۶۳۱
حدیث کی ضرورت	۳۲۷	کفر و ایمان	۳۸۴	نبی اور رسول میں فرق	۴۳۱	ان کی ضرورت	۴۸۱	میزان کا بیان	۵۱۵	مسلمانوں کی پستی کا	۵۵۴	وضو کے مستحبات	۶۳۲
قرآن حق ہے اور		موجبات کفر	۳۸۴	معجزہ، کرامت، استدراج	۴۳۵	فرشتوں کے منکرین		حوض کوثر	۵۱۵	علاج		وضو کے مکروہات	۶۳۳
احادیث تفسیر	۳۳۱	ایمان کی مختصر بحث	۳۸۵	حقیقت قانون قدرت	۴۳۷	کا جواب	۴۸۲	پل صراط	۵۱۶	تقلید کی ضرورت	۵۵۶	مسواک کا فائدہ	۶۳۴
اسلام کی تعلیم کے لیے		ایمان میں کمی و زیادتی		ظہور معجزات کی وجہ	۴۴۱	مشہور فرشتے اور		بہشت و دوزخ	۵۱۷	تقلید کی تعریف	۵۵۷	وضو توڑنے والی	۶۳۵
قرآن و حدیث کے علاوہ		نہیں ہوتی	۳۸۶	امر خارق کی تقسیم	۴۴۲	ان کے کام	۴۸۳	جنت کی نعمتیں	۵۱۹	مقلد اور غیر مقلد کسے		وضو کا حنفی طریقہ	۶۳۵
اور کن کتابوں کی ضرورت ہے	۳۳۳	عقائد میں اہل سنت کا		اعتراف نبوت لازم		مسئلہ تقدیر کی بحث	۴۸۳	بہشت کی حقیقت	۵۲۰	کہتے ہیں	۵۵۸	مسائل متفرقہ وضو	۶۳۶
علم کلام	۳۳۶	مسلک	۳۸۷	انسانی ہے	۴۴۵	تقدیر کا مفہوم	۴۸۴	قیامت کی حقیقت	۵۲۱	ہر دو کے اختلاف کی		**غسل کا بیان**	
علم کلام کی تقسیم و وجہ		ذات و صفات باری تعالیٰ	۳۹۱	شہود انبیاء و رسل		قضا و قدر کے معنی	۴۸۵	عالم معاد کے اسباب	۵۲۲	وجوہات	۵۵۸	غسل کے اقسام	۶۳۹
تسمیہ اور تاریخ	۳۳۷	وجود باری	۳۹۳	کے نام حالات	۴۴۶	جبر و شر سب خدا کے		منکرین حشر کا رد	۵۲۴	ایک مغالطہ کا ازالہ	۵۵۹	جنابت حیض اور	
اختلاف عقائد کے	۳۳۹	خدا کے وجود پر مباحثہ		تمام انبیاء ایک ہی دین کے		تابع ہیں	۴۸۷	تحقیقات جدیدہ سے		امام بخاری مقلد تھے	۵۵۹	نفاس کی تعریف	۶۳۹
مذہبی اختلافات کی وجہ	۳۴۲	کے اعتراض	۳۹۳	کے داعی تھے	۴۴۷	ایمان بالقدر کی ضرورت	۴۸۹	قیامت کا ثبوت	۵۲۴	ترک تقلید کے نتائج	۵۶۱	جنابت کی شرائط	۶۴۰
مذہب اعتزال کی ابتدا	۳۴۴	فلسفہ کا جدید خیال	۳۹۴	اسلام اور وحدت نسل	۴۴۸	مسئلہ ارزاق اور تقدیر	۴۹۰	کرہ ارض کا انجام	۵۲۷	دلائل تقلید	۵۶۴	حیض کی مدت	۶۴۰
اسلامی فرقوں کی تعداد	۳۴۴	ابطال مذہب کا تسلسل	۳۹۵	عصمت انبیاء	۴۴۸	عملی زندگی پر تقدیر کا اثر	۴۹۰	مسئلہ شفاعت	۵۲۸	ضرورت تقلید معین	۵۶۷	طہار کی مدت	۶۴۰
اصولی اختلافات	۳۴۵	امام فخر الدین رازی کا		آنحضرت کی نبوت		نہیں ہوتا		امامت و خلافت	۵۳۰	فضیلت تقلید امام اعظم	۵۶۹	نفاس کی مدت	۶۴۰
معتزلہ، اشعریہ، جہمیہ		استدلال	۳۹۸	کا ثبوت	۴۴۹	حشر و نشر	۴۹۱	ترتیب خلافت کی حکمت	۵۳۲	غیر مقلدین کے اقسام	۵۷۸	غسل کی سنتیں	۶۴۱
فرقہ جات کی تاریخ	۳۴۷	وجود باری پر قرآن		آنحضرت کے فضائل		عالم برزخ	۴۹۲	خلافت میں انتشار کی وجہ	۵۳۴	فقہ کے لغوی معنی	۵۸۰	غسل کے مستحبات	۶۴۱
پہلی سیاسی تفریق	۳۴۸	مجید کا استدلال	۴۰۰	معجزات	۴۵۵	عالم برزخ کی حقیقت	۴۹۲	دعا اور اس کی حقیقت	۵۳۷	فقہ کی مختصر تاریخ	۵۸۲	جنابت کے احکام	۶۴۲
اسلامی فرقوں کی پوری		ذات الٰہی	۴۰۳	ختم نبوت	۴۵۶	عذاب قبر کا نمونہ	۴۹۳	دعا کی فضیلت	۵۳۷	فقہی مسائل کی تعداد	۵۹۲	حیض کے احکام و مسائل	۶۴۴
روداد پر تبصرہ	۳۴۹	توحید باری تعالیٰ	۴۰۴	معجزات محمدی	۴۶۰	قبر کا عذاب کیوں نہیں	۴۹۴	آداب دعا	۵۳۸	تقابلیت امام اعظم	۵۹۶	نفاس کے احکام و مسائل	۶۴۷
فرقہ اہل سنت حق پر ہے	۳۵۱	توحید کا فائدہ	۴۰۶	اعجاز قرآنی کا اثبات	۴۶۱	دکھائی دیتا		آثار قبولیت دعا	۵۳۹	ائمہ اربعہ	۶۰۱	معذور کی تعریف	۶۴۸
درجات الاعتقاد	۳۵۸	توحید کے مراتب	۴۰۷	امام فخر الدین رازی		واقعات بعد الموت امام		توبہ و استغفار	۵۴۰	امام مالک	۶۰۳	غسل کے پانی کی مقدار	۶۴۸
اہل سنت کی تین جماعتیں		[illegible]	۴۰۷	کا طریق استدلال	۴۶۳	غزالی کی تحقیق میں	۴۹۷	گناہ کا علاج	۵۴۲	امام ابو حنیفہ	۶۰۶	**تیمم کا بیان**	
تاضین	۳۶۰	توحید وجودی و شہودی	۴۰۷	معجزہ شق القمر	۴۶۵	قیامت	۴۹۹	توبہ کے معنی	۵۴۳	امام شافعی	۶۰۸	تیمم کی تعریف	۶۴۹
علم کلام پیدا ہونے کے اسباب	۳۶۲	حقیقت شرک	۴۰۸	شق القمر پر اعتراضات		علامات صغریٰ	۵۰۰	استغفار کی حقیقت	۵۴۵	امام احمد بن حنبل	۶۱۴	تیمم کے ارکان	۶۴۹
ابو الہذیل بانی علم کلام	۳۶۳	شرک کے اقسام	۴۰۹	کی گواہی	۴۶۶	علامات کبریٰ	۵۰۱	اولیاء اللہ ہونے کا		**طہارت**		تیمم کی سنتیں	۶۴۹
چوتھی صدی کے متکلمین	۳۶۵	شرک کی برائی کی وجہ	۴۱۰	واقعہ معراج شریف	۴۶۷	ظہور مہدی	۵۰۲	ثبوت	۵۴۶	طہارت کے اقسام	۶۱۷	تیمم کے شرائط	″
پانچویں صدی کے متکلمین	۳۶۶	شرک کی تردید	۴۱۱	معراج کی تفصیل	۴۶۸	خروج دجال	۵۰۳	ولی کی تعریف	۵۴۶	مذہب اور تہذیب کا تعلق	۶۱۸	تیمم کرنے کا طریقہ	″
امام غزالی کے حالات	۳۶۷	صفات الٰہی	۴۱۲	معراج روحانی ہوئی		نزول مسیح	۵۰۴	ولی کے ذاتی خصائل	۵۴۷	اسلام کے معنی طہارت	۶۲۴	تیمم کرنے کی نیت	″
دوسرا باب		نور الٰہی کے بنیادی اصول	۴۱۴	یا جسمانی	۴۶۹	حیات مسیح	۵۰۸	اولیاء کی پہچان کا طریقہ	۵۴۸	طہارت کے جسمانی فوائد	۶۲۶	تیمم والے اشخاص	۶۵۰
اسلامی عقائد مسلک		عرش الٰہی	۴۱۵	معراج کا عقلی ثبوت	۴۷۰	یاجوج ماجوج	۵۰۹	پیری و مریدی	۵۵۰	مومن کا وضو کامل	۶۲۷	اصول موضوعہ	۶۵۰
اہل سنت والجماعۃ	۳۶۹	دیدار الٰہی	۴۲۲	مشہور آسمانی کتابیں		دابۃ الارض	۵۱۰	مسئلہ وحدت وجود	۵۵۱	اولیاء کا وضو	۶۲۸	مسائل متفرقہ تیمم	۶۵۱
اقسام توحید شرعیہ	۳۷۱	کرسی کی تفصیلات	۴۲۳	کتب کے نام اور ان کی مختصر		آفتاب کا مغرب سے نکلنا	۵۱۱	اور اس کے علاوہ		شہداء اور صدیقوں کا وضو	۶۲۹	**موزوں پر مسح**	
ایمان بالغیب کا فلسفہ	۳۷۴	افعال الٰہی		کیفیت	۴۷۱	نفخ صور	۵۱۱	عقائد کی مفید معلومات		احکام کا بیان اور اقسام	۶۲۹	مسح کے مسنون طریقے	۶۵۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مسح کے شرائط	۶۵۶	نماز میں دست بستہ		نماز کے فرائض	۷۲۳	ترک متابعت امام	۷۴۹	قرآن خوانی کی اجرت	۷۶۹	خطبہ اولیٰ اردو	۷۹۳	مردہ کی بری بات کا	
مسح کی مدت	״	کھڑے ہونے کا فلسفہ	۶۸۹	قیام کے مسائل	۷۲۴	مسبوق مدرک لاحق	۷۵۰	ماہ شوال کی نماز	۷۷۰	خطبہ ثانی اردو	۷۹۴	تذکرہ نہ کیا جائے	۸۱۷
مسح کی کیفیت واحکام	״	ادھر ادھر نہ دیکھنا	״	قرات کے مسائل	״	امام کا جانشین	۷۵۲	ماہ ذی قعدہ کی نماز	۷۷۰	خطبہ کے متفرق مسائل	۷۹۶	کفن کا بیان	۸۱۷
مسح توڑنے والی چیزیں	۶۵۷	رکوع و سجود	״	رکوع و سجود کے مسائل	۷۲۵	بیمار نماز کے احکام	۷۵۳	ماہ ذوالحجہ کی نماز	۷۷۲	جمعہ کی اذان کا بیان	۷۹۷	کفن کفنانا	״
مسائل متفرقہ	۶۵۸	جماعت و امامت	۶۹۰	قعدہ کے مسائل	۷۲۶	بیمار نماز کے شرائط	۷۵۳	ہفتہ بھر کی نمازیں	۷۷۲	جمعہ کی ساعت مقبولہ	۷۹۷	مرد و عورت کے کفن کا فرق	۸۱۷
باب النجاسۃ		اسرار الصلوٰۃ		نماز کے واجبات	۷۲۶	سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ	۷۵۶	شنبہ کی خاص نماز	۷۷۲	نماز عیدین کا بیان	۷۹۸	کفن مسنون	״
نجاست کے اقسام	۶۵۸	قیام کے اسرار	۶۹۳	نماز کی سنتیں	۷۲۷	وتر کا بیان	۷۵۶	یکشنبہ کی ״	״	شرائط عیدین	״	بچوں کا کفن	״
نجاست کا حکم	״	قعود ״	۶۹۴	نماز کے مستحبات	۷۲۸	سنتوں کا بیان	۷۵۷	دوشنبہ کی ״	۷۷۳	عید کے دن مسنون امور	״	کفن کا رنگ	۸۱۸
نجاست کی حقیقت	״	رکوع ״ ״	״	مردوں کے لئے نماز کا طریقہ	״	غیر مؤکدہ سنتیں	۷۵۸	نماز حاجت	۷۷۳	عید کی نماز پڑھنا	۷۹۸	کفن پہنانے کا مسنون	
نجاست خفیفہ	۶۵۹	سجود کے اسرار	۶۹۵	عورتوں کے لئے ״	۷۳۱	نماز اشراق	۷۵۹	سہ شنبہ کی نماز	״	مسائل عید	۷۹۹	طریقہ	۸۱۸
نجاست غلیظہ	״	نماز کی فرضیت و فضیلت	۶۹۶	نماز کو فاسد کرنیوالے اقوال	״	نماز چاشت	۷۵۹	چہارشنبہ کی نماز	״	عیدین کے خطبے کے مسائل	۸۰۰	جنازہ کی نماز کا بیان	۸۱۸
نجاست دور کرنیکا طریقہ	۶۶۰	نماز با جماعت کا شرف	۷۰۰	״ کو فاسد کرنیوالے افعال	״	نماز تہجد	״	پنجشنبہ کی نماز	״	عید الفطر کا پہلا عربی خطبہ	۸۰۱	ارکان نماز جنازہ	۸۱۹
نجاست کے متفرق مسائل	۶۶۲	ترک صلوٰۃ کی وعیدیں	۷۰۱	فساد نماز کے متعلق مسائل	۷۳۳	نماز سفر	۷۶۰	جمعہ کی خاص نماز	۷۷۴	״ دوسرا عربی خطبہ	۸۰۱	واجبات نماز ״	۸۱۹
آدمی اور جانور کا جھوٹا	۶۶۳	نماز جمعہ کا بیان	۷۰۲	اغلاط قرآن کے ״	۷۳۴	نماز واپسی سفر	۷۶۰	نوافل کے مسائل	۷۷۴	عید الفطر کا پہلا اردو خطبہ	۸۰۲	نماز جنازہ کی شرائط	۸۱۹
جانوروں کا پسینہ اور لعاب	۶۶۴	تکبیر تحریمہ و تعدیل	۷۰۴	حروف مد ولین کے معنی	۷۳۶	صلوٰۃ التسبیح	״	نماز کسوف	۷۷۷	״ کا دوسرا اردو خطبہ	۸۰۴	نماز جنازہ کا مسنون طریقہ	۸۱۹
مسائل متفرقہ	۶۶۵	اذان و امامت کے آداب	۷۰۷	نماز کی اوٹ (سترہ)	۷۳۷	نماز استخارہ	۷۶۱	نماز خسوف	۷۷۸	عید الضحیٰ کا پہلا عربی خطبہ	۸۰۵	نماز جنازہ کے متفرق	۸۲۰
پانی کے احکام		نماز کے مستحب اوقات	۷۰۹	نماز توڑنے کے عذر	۷۳۹	نماز قضائے حاجت	۷۶۲	نماز استسقا	۷۷۸	״ دوسرا عربی خطبہ	۸۰۵	نماز جنازہ کے مسائل	۸۲۱
بند پانی	۶۶۵	مکروہ اوقات	۷۱۰	نماز میں کراہت پیدا		نماز حفظ الایمان	״	״ فوت شدہ قضا نمازیں	۷۷۸	عید الضحیٰ کا پہلا اردو خطبہ	۸۰۶	جنازہ کو قبرستان لیجانا	״
قلیل پانی	۶۶۶	مکروہ مقامات نماز	۷۱۰	کرنیوالے امور	۷۴۰	نماز تنگی قبر	۷۶۲	ترتیب کا ساقط ہو جانا	۷۷۹	״ کا دوسرا خطبہ	۸۰۷	شیرخوار بچہ کا جنازہ	״
کثیر پانی	״	اذان و اقامت کا بیان	۷۱۱	کراہت تنزیہی والے امور	۷۴۱	سوال منکر نکیر کی آسانی		اسقاط کا بیان	۷۸۱	״ ایام تشریق کے احکام	۸۰۸	شرکاء جنازہ کی ہیئت	۸۲۱
مسائل متفرقہ	״	اذان دینے کا طریقہ	۷۱۲	وہ لوگ جنہیں سلام کرنا		کے لئے نماز	۷۶۲	شیخ فانی کا حکم	۷۸۱	״ قربانی کے مسائل	۹۰۸	قبر کا بیان	۸۲۱
کنوئیں کے احکام	۶۶۸	مکروہات اذان	״	مکروہ ہے	۷۴۱	ماہ محرم کی نفل نمازیں	۷۶۳	سجدہ سہو کا بیان	۷۸۲	مسافر کی نماز کا بیان	۸۰۹	دفن کا بیان	۸۲۲
مسائل متفرقہ	۶۷۰	مسنونات اذان	״	وہ لوگ جنہیں سلام کا		محرم کے چاندرات کی نماز	״	سجدہ سہو کا طریق ادا	۷۸۲	مسافر کی تعریف	۸۰۹	مردہ کو قبر میں اتارنا	۸۲۲
استنجا		متفرق مسائل	۷۱۳	جواب دینا واجب نہیں	۷۴۲	شب عاشورہ کی نماز	۷۶۳	سجدہ سہو واجب ہونے کے اسباب	۷۸۲	احکام سفر کی ابتدا	۸۱۰	مردہ کو قبر میں لٹانا	״
بیت الخلا میں داخلہ	۶۷۳	نماز کی بیرونی شرطیں	۷۱۵	امامت کا بیان	۷۴۲	روز عاشورہ کی نماز	۷۶۳	سجدہ تلاوت کا بیان	۷۸۶	مسافر کے لئے اقامت	۸۱۰	مٹی ڈالنے کا مستحب طریقہ	״
مقام ممنوعہ بول و براز	״	نماز کی معانی کے تمرعی عمل	״	نابالغ کی امامت	۷۴۳	یکم صفر کی نماز	۷۶۴	سجدہ تلاوت کی شرطیں	۷۸۶	وطن اقامت و وطن اصلی	۸۱۰	قبر کی اونچائی	۸۲۲
مسنون طریقے	۶۷۴	صحت نماز کے شرائط	״	امام بننے کا کون شخص		آخری چہارشنبہ کی نماز	۷۶۴	سجدہ تلاوت کا طریقہ	״	اصول مقررہ مسائل متفرقہ	۸۱۱	مسائل متفرقہ	۸۲۲
باب الصلوٰۃ		ستر عورت کی حد	״	زیادہ مستحق ہے	۷۴۴	ربیع الاول کی نماز	۷۶۴	چند سجدوں کی بجائے ایک سجدہ	۷۸۷	مریض کی نماز کا بیان	۸۰۲	مزارات اولیا کا قرب	۸۲۳
بت پرستی اور خدا پرستی	۶۷۵	عورت غلیظہ	۷۱۷	امامت کے متعلق مسائل	۷۴۵	ربیع الثانی کی نماز	۷۶۵	سجدہ شکر کا بیان	۷۸۸	قاعدہ کلیہ	۸۱۲	دوسرے شہر میں میت لیجانا	۸۲۳
مذاہب عالم کی عبادت	۶۷۶	کشف عورت کی مقدار	۷۱۷	وہ امور جنکا ارتکاب		جمادی الاولیٰ کی نماز	۷۶۵	نماز جمعہ کا بیان	۷۸۹	لیٹ کر نماز پڑھنے کی ترکیب	۸۱۳	قرآن خوانی	۸۲۳
مذہب یہود	۶۸۰	برہنہ آدمی کی نماز	״	سجدہ میں ناجائز ہے	۷۴۶	جمادی الآخر کی نماز	״	وجوب جمعہ کی شرائط	۷۹۰	مسائل متفرقہ	۸۱۳	مزارات کی زیارت	״
مذہب عیسوی	۶۸۱	نماز کے مستحب کپڑے	۷۱۸	جماعت کے احکام و مسائل	۷۴۷	رجب کی نماز	۷۶۵	صحت جمعہ کے شرائط	״	جنازہ کا بیان	۸۱۳	زیارت قبر کا طریقہ	״
اوقات عبادت کا فلسفہ	۶۸۴	قبلہ کی شناخت	۷۱۹	وہ لوگ جن کے پیچھے		لیلۃ الرغائب کی نماز	۷۶۵	وجوب و صحت میں فرق	۷۹۱	تلقین کا مسنون طریقہ	۸۱۴	توشہ میت کیساتھ لیجانا	۸۲۴
اوقات کے تعین کی وجہ	۶۸۶	تحری قبلہ	۷۱۹	نماز ناجائز یا مکروہ ہے	۷۴۷	شعبان کی نماز	۷۶۶	خطبہ کی مقدار واجب	۷۹۱	مرنے کے بعد مستحب افعال	۸۱۴	قبرستان میں ممنوع امور	״
وجہ تعیین ظہر	۶۸۶	متفرق مسائل	۷۲۰	جماعت ثانیہ کا حکم	۷۴۸	رمضان کی نماز	۷۶۷	خطبہ کی مقدار مسنون	״	غسل میت کا بیان	۸۱۴	سوگ کا بیان	״
״ عصر	۶۸۷	نیت کے مسائل	۷۲۱	وہ امور جو امام کے لئے		شب قدر کی نماز	۷۶۷	خطبہ کے مستحبات	۷۹۱	غسل میت کا مسنون طریقہ	۸۱۴	تعزیت	״
״ مغرب	۶۸۸	تعیین فرض و واجب و ذکر	״	مکروہ تحریمی ہیں	۷۴۸	نماز تراویح	۷۶۷	خطبہ اولیٰ عربی	۷۹۲	غسل کے مسائل	۸۱۵	شہید کا بیان	۸۲۵
״ عشاء و فجر	״	متفرق نماز کی نیت	۷۲۳	صفوں کی ترتیب	۷۴۹	تراویح میں قرآن پڑھنا	۷۶۹	خطبہ ثانی عربی	״	جنکو غسل نہ دیا جائے	۸۱۶	شہادت کے اقسام	[illegible]

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تہید کامل	۸۲۶	احصار کا بیان	۸۵۱	چاند دیکھنے کے مسائل	۸۸۴	باب الزکوٰۃ		کن لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے	۹۳۲	مہر کی کمی و بیشی کا حق	۹۵۱	طلاق واپس لینے کا بیان	۹۶۷
وصیت کرنے کا بیان	۸۲۷	احصار کا حکم کب ہوتا ہے	۸۵۲	رمضان کے روزہ کی نیت	۸۸۵	اسلام کی تعلیم نہایت		زکوٰۃ کن کو دینی ناجائز ہے	〃	مہر کا ایک ضروری مسئلہ	۹۵۱	رجعت کا کیا طریقہ ہے	۹۶۸
باب الحج		دوسرے کی طرف سے حج	〃	نیت کرنے کا طریقہ	۸۸۵	مکمل ہے	۹۰۰	زکوٰۃ کس طرح اور کب دی جائے	۹۳۵	نکاح کے شرائط غیر متعلقہ	〃	رجعت کا حق کب تک باقی	
حج کیلئے اور حج کی		حج کی وصیت کرنی	〃	روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا	۸۸۶	اسلام کے عملی احکام	۹۰۰	زکوٰۃ کی نیت	۹۳۵	نکاح فاسد کا حکم	۹۵۲	رہتا ہے	〃
فرض کیا ہے	۸۲۸	ہدی اور صدقے کا احکام	۸۵۳	قضا و کفارہ کا قاعدہ کلیہ	۸۸۸	زکوٰۃ کیا چیز ہے	۹۰۱	زکوٰۃ کا مال کیونکر دیا جائے	〃	مہر مثل کے شرائط	۹۵۲	مطلقہ رجعیہ کے چند مسائل	〃
حج کے تمدنی، اخلاقی		قربانی کا جانور کیسا ہو	۸۵۵	روزہ توڑنا کب جائز ہے	۸۸۹	زکوٰۃ نہ دینے کی سزا	۹۰۱	متفرق مسائل زکوٰۃ	۹۳۶	شوہر کو عورت کس وقت		حلالہ کا بیان	〃
اور مذہبی منافع	۸۲۹	مکہ و حرم شریف کی فضیلت	۸۵۵	روزہ چھوڑنا کب جائز ہے	۸۸۹	زکوٰۃ کے قومی اور		باب چہارم		حقوق زوجیت سے		حلالہ کا حکم	۹۶۹
حج ہماری نظروں کے		روضہ اقدس کی زیارت	۸۵۷	کفارہ کا بیان	۸۹۱	تمدنی فوائد	۹۰۲	معاملات		روک سکتی ہے	۹۵۲	حلالہ کے شرائط	〃
سامنے کیا مناظر پیش		مسجد پاک کی فضیلت	۸۵۹	فدیہ کا بیان	۸۹۲	مصارف زکوٰۃ	۹۰۴	کتاب النکاح		عورت کو سفر میں لیجانا	۹۵۳	ایلا کا بیان	〃
کرتا ہے		قبرستان بقیع میں جانا	۸۶۰	فدیہ کی تعریف	〃	فقر و مسکنت تمام		نکاح کی تعریف	۹۳۷	نکاح کافر کا بیان	〃	ایلا کا حکم	〃
منظر دوم	۸۳۳	مدینے سے واپسی کا طریقہ	۸۶۲	فدیہ کی وصیت	۸۹۲	جرائم کی جڑ ہیں	۹۰۵	نکاح کا طریقہ و ارکان	۹۳۷	نکاح مرتد کا بیان	〃	ایلا کی چند صورتیں	۹۷۰
منظر سوم	۸۳۴	باب الصوم		قضا روزہ کا بیان	۸۹۳	اسلام کی امتیازی		نکاح کے شرائط	۹۳۸	نکاح ذمی اور حربی	۹۵۴	ایلا موقت	〃
منظر چہارم	۸۳۵	دنیا کے مذاہب اور روزہ	۸۶۲	قضا روزہ کی نیت	۸۹۴	خصوصیت اور زکوٰۃ		نکاح کا خطبہ	۹۳۸	نکاح غلام	〃	ایلا دائمی	〃
حج کا حکم کن لوگوں کو ہے	۸۳۵	روزہ کے طبی منافع	۸۶۴	بیہوشی سے روزہ کی قضا	〃	نہ دینے کی خرابیاں	۹۰۷	نکاح کا مستحب طریقہ	۹۳۹	بیویوں میں عدل	۹۵۵	خلع کا بیان	۹۷۱
حج مبرور کے معنی	۸۳۶	روزہ کے روحانی فوائد	۸۶۵	نذر معین وغیر معین نفل	〃	زکوٰۃ ہی ترقی تمدن کا		دلہن کو گھر میں لانا	〃	رضاعت کا بیان	〃	خلع کا حکم	〃
حج مبرور کی علامت	۸۳۷	روزے کے اخلاقی فوائد	۸۷۰	نذر معین روزہ کی نیت	۸۹۵	باعث ہے	۹۱۰	ولیمہ کا بیان	〃	نسبی اور رضاعی رشتے	〃	خلع کے چند مسائل	〃
حاجی کے اوصاف	۸۳۸	روزہ کا انتہائی نقطہ نظر	۸۷۱	نذر غیر معین روزہ	〃	زکوٰۃ کا بے محل استعمال	۹۱۰	محرمات کا بیان	۹۴۰	متفرق مسائل	۹۵۷	قبول خلع اور وحدت مجلس	۹۷۲
حج کی بدعتیں	۸۳۹	رمضان روزہ و سحری		نفلی روزہ کا بیان	〃	مسکین کون ہے اور		محرمات کی شناخت کے		کتاب الطلاق		ظہار کا بیان	〃
حج کے شرائط وجوب	۸۴۲	اور افطار کے فضائل	۸۷۲	نفلی روزہ کی نیت	۸۹۵	فقیر کون	۹۱۱	لئے ایک کامل نقشہ	۹۴۳	طلاق کے اقسام	۹۵۸	ظہار کی تعریف	۹۷۳
حج کے شرائط ادا	۸۴۲	اسلامی روزہ کے اوصاف	۸۷۲	نفلی روزہ کس دن مکروہ ہے	〃	سادات کو زکوٰۃ لینی		وہ عورتیں جن سے نکاح جائز ہے	۹۴۴	طلاق باعتبار حکم	〃	ظہار کے الفاظ و حکم	〃
حج کے فرائض	۸۴۳	مصابیح کی حدیث	۸۷۳	نفلی روزہ کب فرض ہو جاتا ہے	۸۹۶	حرام ہے	۹۱۲	متعہ کی حرمت	۹۴۵	طلاق احسن	〃	ظہار موقت	〃
حج کے واجبات	۸۴۳	شیطانوں کا جکڑا جانا	۸۷۴	نفلی روزہ کب توڑنا واجب ہے	〃	بھیک مانگنے کی خرابیاں	۹۱۳	نکاح موقت کا حکم	〃	کن اشخاص کی طلاق		ظہار معین	۹۷۴
احرام باندھنے کا طریقہ	۸۴۴	روزہ کی فضیلت میں		مسنون روزے	۸۹۶	انسداد گداگری	〃	نکاح کی ولایت	〃	نہیں ہوتی	۹۵۹	متفرق مسائل ظہار	〃
ممنوعات احرام	۸۴۴	خاص تاکیدی حدیثیں	۸۷۴	مستحب روزے	〃	ذوی القربیٰ	۹۱۴	کس ولی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے	۹۴۶	طلاق جبریہ	〃	کفارہ ظہار	〃
حج کی کیفیت و آداب	۸۴۴	سحری کا بیان	۸۸۰	سحری کے فضائل	۸۹۷	یتامیٰ	۹۱۵	چند متفرق مسائل	۹۴۶	طلاق تعلیم	〃	لعان کا بیان	〃
عورتوں کے مخصوص احکام بیان	۸۴۶	افطار کا احکام	۸۸۱	سحری میں تاخیر	۸۹۷	امداد یتامیٰ کا پہلا فائدہ	۹۱۷	اجازت نکاح کا طریقہ	〃	طلاق صریح کب ہوتی ہے	۹۶۰	لعان کی تعریف	〃
عورت کے ساتھ حج میں		شب قدر کی تحقیق	۸۸۱	افطار کا بیان	۸۹۷	امداد یتامیٰ کا دوسرا فائدہ	۹۱۸	اولیاء نکاح کی ترتیب	〃	اور رجعی کب	〃	لعان کی شرطیں	〃
محرم ہونے کی شرط	۸۴۶	اشکاف کا بیان	۸۸۲	افطار کی مسنون چیز	۸۹۷	یتیم کو مسکین خود انفرادی	۹۱۹	اولیاء نکاح کا نقشہ	۹۴۷	طلاق بائن و رجعی	۹۶۱	لعان کا طریقہ	۹۷۵
تمتع اور قران کا بیان	۸۴۷	روزہ کی تعریف	۸۸۲	افطار کے وقت کی دعا	۸۹۸	مسائل و سائر کا بیان	〃	ولایت کی چند ہدایات	۹۴۷	طلاق بتہ	〃	متفرق مسائل لعان	〃
تمتع اور قران کی تعریف	〃	روزے کے اقسام	۸۸۳	افطار کا وقت	۸۹۸	طریق زینت اور اسلام	۹۲۱	کفو کا بیان	۹۴۸	ضروری ہدایات	〃	عنین کا بیان	〃
دونوں کا فرق	〃	حرام روزے	۸۸۴	اعتکاف کا بیان	۸۹۸	زکوٰۃ کی آیات و احادیث	۹۲۲	وکالت نکاح اور فضولی		تفویض طلاق	۹۶۲	عدت کا بیان	۹۷۶
قران کا طریقہ	〃	مطلق روزہ کا بیان	۸۸۳	اعتکاف مسنون	۸۹۹	پہنچ کرنیوالوں کے اقسام	۹۲۴	نکاح کا بیان	۹۴۸	تفویض طلاق سے		مطلقہ کی عدت	〃
تمتع کا طریقہ	۸۴۸	روزہ کا وقت	〃	اعتکاف کا رکن و شرط	〃	اسباب زکوٰۃ	۹۲۶	نکاح فضولی کے احکام	۹۴۹	طلاق بائن ہوتی ہے یا رجعی	۹۶۳	مرحوم شوہر کی عدت	〃
ممنوعات احرام کی سزا	۸۴۸	روزے کی نیت	〃	اعتکاف واجب کی مدت	〃	سونے چاندی کا حساب	۹۲۷	نکاح فضولی کے چند مسائل	〃	طلاق کی وکالت	۹۶۴	عدت فار کا بیان	〃
شکار کی سزا	۸۴۹	روزہ کی فرضیت	۸۸۳	اعتکاف واجب کی		جواہر کی زکوٰۃ	۹۲۹	مہر کی مقدار	〃	تفویض طلاق کے		عدت آئسہ کا بیان	〃
حرم کی خاص ممنوعات	۸۵۰	فرضیت ادا کی شرط	〃	وصیت و کفارہ	۸۹۹	قرض کی زکوٰۃ	۹۳۰	نکاح شغار کا حکم	۹۵۰	چند مسائل	۹۶۴	عدت کے احکام	۹۷۷
حرم کے موذی جانور	۸۵۰	صحت ادا کی شرط	〃	اعتکاف نفل کی مدت	۸۹۹	پیداوار زمین کی زکوٰۃ	۹۳۱	نکاح مفوضہ	〃	طلاق مشروط	۹۶۵	سوگ کا بیان	〃
مسائل متفرقہ	۸۵۱	رمضان کے روزے	۸۸۳	متفرق مسائل	〃	عشری زمین	۹۳۱	خلوت صحیحہ کا بیان	〃	طلاق مریض	۹۶۶	ثبوت نسب کا بیان	〃

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بچے کی پرورش کا بیان	۹۷۸	بیوی سے خوش مزاجی	۱۰۰۸	ذبح کرنے کا مقام	۱۰۳۳	اصول اخلاق	۱۰۶۴	ومجاہدات		ذکر نفی واثبات	۱۱۱۵	ختم خواجگان	
خرچہ حضانت	〃	بدگمانی کی سخت ممانعت	۱۰۰۸	ذبح کے مستحبات کردنی	۱۰۳۳	خیر وشر وغیرہ کی تقسیم	۱۰۶۴	اسلام وروحانیت	۱۰۹۰	پاس انفاس	۱۱۱۶	قادریہ	۱۰۲۸
مدت حضانت	〃	حضور کا ازواج سے سلوک	〃	ذبح وادر نحر کا بیان	۱۰۳۴	فانی اور غیر فانی لذات	۱۰۶۵	اہل یورپ کے قیاسات	〃	حبس نفی واثبات	〃	ختم خواجگان	
نفقہ کا بیان	۹۷۹	اسلامی پردہ	۱۰۰۹	کس جانور کا گوشت حلال ہے	〃	نفس انسانی کو فانی		عبادات کی غرض وغایت	۱۰۹۱	طریق اسم ذات		چشتیہ	۱۰۲۹
کتنا خرچ دینا چاہیے	〃	شوہر کے حقوق بیوی پر	۱۰۱۱	شکار کا بیان	۱۰۳۴	لذات پر کیونکر غلبہ ہو	۱۰۶۶	رہبانیت کی تنقیص	۱۰۹۴	بامزبات	〃	راہ سلوک کے اہم	
کس عورت کا نفقہ واجب نہیں	〃	اہل قرابت کے حقوق	۱۰۱۲	شکار کے شرائط	۱۰۳۴	ترک شرک اور ایصال حق	〃	اسلام کی روحانی تعلیم	۱۰۹۵	شغل اسم ذات		مواخات	۱۰۲۹
متفرق مسائل	۹۸۰	صلہ رحم کے دنیوی فوائد	۱۰۱۳	تیر یا بندوق سے شکار	۱۰۳۵	امانت ودیانت	۱۰۶۸	بنی نوع انسان پر احسان	۱۰۹۶	خفیہ	〃	چلہ کا طریق	〃
شوہر کے حقوق	〃	قطع رحم کا وبال	۱۰۱۴	متفرق مسائل شکار	〃	کشادہ روئی اور صلح کاری	۱۰۷۰	دین ودنیا میں سعادت	〃	شغل برزخ اکبر	۱۱۱۷	خلوت کے شرائط	〃
اعزا کا نفقہ	〃	ہمسایہ کے حقوق	۱۰۱۴	کتاب الاشربہ والاطعمہ		اسلامی شجاعت	۱۰۷۴	اسلام میں دین ودنیا		اسم ذات کا شغل	۱۱۱۸	چند نصائح	〃
متفرق مسائل	۹۸۱	یتیموں کے حقوق	۱۰۱۶	کونسا شربت ناجائز ہے	۱۰۳۶	اسلامی صبر	۱۰۷۵	کا مفہوم کیا ہے	۱۰۹۷	دورۂ قادریہ	〃	موجودہ تصوف اور	〃
کتاب الحقوق		پرورش یتیم	〃	کھانے کا بیان	〃	ہمدردی خلق	۱۰۷۶	روحانیت کا صحیح مفہوم	۱۰۹۸	مراقبات قادریہ	〃	اسلامی تصوف	۱۰۳۰
حقوق اللہ	۹۸۲	مہمان نوازی	〃	کس برتن میں کھانا ناجائز ہے	۱۰۳۷	تربیت کا دخل اخلاق میں	۱۰۷۷	صوفیائے کرام	۱۰۹۹	مراقبہ توحیدی	〃	اسلام میں ظاہری	
اثبات نبوت عامہ	۹۸۴	سوال پورا کرنا	〃	کتاب اللباس		اپنے عیوب سے واقف ہونا	۱۰۷۸	صوفی کسے کہتے ہیں	〃	مراقبہ توحید ذاتی	〃	اور باطنی فرقہ میں	
حقوق النبی	۹۸۷	مسلمانوں کے باہمی حقوق	۱۰۱۸	کپڑا پہننے کے احکام	۱۰۳۷	حسن اخلاق کیسے حاصل ہو	۱۰۷۹	تصوف کی وجہ تسمیہ	۱۱۰۰	مراقبہ توحید صفاتی	۱۱۱۸	کوئی تفرقہ نہیں	۱۰۳۱
رسول سے محبت	〃	سلام علیک کرنا	۱۰۱۹	مسائل متفرقہ	〃	تہذیب اخلاق کا کامیہ	۱۰۸۰	حضرت امام غزالی اور		ارواح کا کشف	۱۱۱۹	آخری کلمات	۱۰۳۴
محبت سے کیا مراد ہے	۹۸۷	دلمیں کدورت کی ممانعت	۱۰۲۰	کتاب الہدایات		اخلاقی تربیت کا دستور العمل	۱۰۸۱	حقیقت تصوف	۱۱۰۱	مراقبات چشتیہ	〃	دعا	۱۰۳۶
اتباع سنت کیوں ضروری	۹۸۸	بدگمانی کا گناہ	۱۰۲۰	کسب معیشت	۱۰۳۸	اخلاق حسنہ کا محور ومرکز	۱۰۸۳	مقامات سلوک	۱۱۰۲	طریقہ توحید	〃	تقریظات علمائے	
انبیا کے حقوق	۹۹۰	امربہ سے منع کرنا	〃	طلب رزق کی اباحت	۱۰۳۹	اسلامی آداب	۱۰۸۴	حقیقت فقر	〃	ذکر کا طریقہ	〃	کرام ومشائخ عظام	
اہلبیت واصحاب کے حقوق	〃	مسلمانوں میں صلح کرانی	۱۰۲۱	حلال روزی کے احکام	۱۰۴۰	مومنین کے آداب	〃	اسلامی زہد	۱۱۰۳	ذکر کی چار قسمیں	〃	واکابر ملت	۱۱۶۰
حضرت ابوبکر کے مناقب	۹۹۱	حسد ناجائز ہے	〃	صحابہ کا تلاش معاش	〃	آداب العالم	〃	روحانیت اور قرآن	۱۱۰۴	ذکر جہر وخفی	〃	فہرست مضامین	
حضرت عمر کے مناقب	〃	ضرر پہنچانا کتنا برا ہے	〃	نشہ کی خرابیاں	۱۰۴۲	آداب المتعلم	۱۰۸۵	اعلیٰ روحانی حالت	۱۱۰۶	ذکر اثبات مجرد	۱۱۲۲	کتاب الاسلام	۱۱۷۰
حضرت عثمان 〃	۹۹۲	ایفاء وعدہ	۱۰۲۱	سوال کی حرمت	۱۰۴۶	آداب الواعظ	〃	فیوض ربانی کا حصول	۱۱۰۷	ذکر اسم ذات	〃	اب بتلائیے	
حضرت علی کے مناقب	۹۹۳	ادائے قرض	۱۰۲۲	کون شخص غنی ہے	۱۰۴۶	آداب الصوفی	〃	خدا پانے کا ذریعہ	〃	ذکر نفی واثبات کا		کیا اس قدر وسیع معلومات	
علماء واولیا کے حقوق	۹۹۴	مسلمان پر ظلم کرنا	۱۰۲۲	سوال ہر طرح کا برا ہے	۱۰۴۷	سونے کے آداب	۱۰۸۶	استقامت اور ترک		دوسرا طریق	۱۱۲۳	کی کتاب آپ کی نظر سے	
مجدد کے حقوق	۹۹۶	کافروں کی حق تلفی	۱۰۲۴	فضول خرچی کا بیان	۱۰۴۸	آداب تہجد	〃	دنیا	۱۱۰۸	پاس انفاس کے طریقے	〃	کبھی گذری ہے، کیا اسلامی	
کافر والدین کے ساتھ سلوک	۹۹۹	انتقام زیادتی	۱۰۲۵	اعتدال کا حکم	۱۰۴۸	استنجے کے آداب	۱۰۸۷	علم غیب کیونکر حاصل		اسم ذات کا زبانی		ضروریات کے لئے اس کتاب	
والدین کی اطاعت		مزدور کی مزدوری دینا	۱۰۲۷	امر بالمعروف ونہی		حمام کے آداب	۱۰۸۷	ہوتا ہے	۱۱۰۹	ذکر	۱۱۲۴	کا ہونا اور ہر مسلمان کا	
کس امر میں واجب نہیں	۱۰۰۰	خوش خلقی کا حکم	〃	عن المنکر	۱۰۴۹	داخلہ مسجد کے آداب	〃	خدا تعالیٰ کا حسن وجمال	۱۱۱۰	اسم ذات سالکی	〃	پڑھنا دنیا ودین کا بڑا اور	
باپ کے دوستوں کے		تکبر وغرور کی ممانعت	۱۰۲۷	پانچواں باب		آداب الامام	〃	خدا تعالیٰ کے احسان	۱۱۱۱	اسم ذات قلندری	〃	سب سے اہم کام نہیں ہے	
حقوق	〃	خادموں کے حقوق آقا پر	〃	اسلامی اخلاق		آداب نماز	۱۰۸۸	راستبازوں اور		ذکر جاروب	〃	اگر اشاعت ضروری ہے	
اولاد کے حقوق والدین پر	〃	جانوروں کی خبرگیری	۱۰۲۸	انسان کی تین حالتیں	۱۰۵۴	آداب جمعہ	〃	کاملوں کی صحبت	۱۱۱۲	ذکر حدادی	〃	تو آپ ہی نہیں، آپ کے	
محبت وشفقت کا برتاؤ	۱۰۰۰	آقا کے حقوق غلاموں پر	〃	نفس لوامہ کا بیان	〃	آداب مریض	〃	کشف والہام کیونکر		ذکر آرہ	〃	ہر دوست ہر عزیز اور ہر	
والدین کو اولاد کے		راعی کے حقوق رعایا پر	۱۰۲۹	طبعی اور اخلاقی حالتیں	۱۰۵۵	آداب غنی	〃	ہوتا ہے	۱۱۱۳	خطرۂ فاسد رفع کرنا	۱۰۲۵	مخلص کے پاس یہ کتاب پہنچا دیجئے۔	
ساتھ کیا کرنا چاہیے	۱۰۰۱	حاکم کا حکم کس وقت		اسلام اور اخلاقی زندگی	۱۰۵۶	آداب فقیر	〃	ذکر انتقال سلسلہ		حبس نفی واثبات	〃	آپکی رائے کی ضرورت	
عورت کے حقوق مرد پر	۱۰۰۲	واجب التعمیل نہیں	۱۰۳۰	حقیقت اخلاق	۱۰۵۹	کھانے کے آداب	۱۰۸۹	قادریہ وچشتیہ	۱۱۱۳	شغل سہ پایہ و		ہے کتاب پڑھ لینے کے بعد اپنی	
عورتوں سے حسن سلوک	۱۰۰۵	رعایا کا حق حاکم پر	۱۰۳۱	خلق اور خُلق کی تعریف	۱۰۶۰	پینے کے آداب	〃	طریقہ نقشبندیہ کے اعمال	〃	دورۂ چشتیہ	۱۰۲۶	رائے ہی لکھیے جو آئندہ اڈیشن میں	
الرجال قوامون کا مطلب	۱۰۰۷	کتاب الذبائح		ملکہ کی تعریف	۱۰۶۱	چھٹا باب		بیعت کا طریقہ	۱۱۱۴	اعمال متفرقہ صبح		تقریظات کے ساتھ شایع ہوگی	
عورت کی ایذادہی برداشت کرنی	۱۰۰۸	ذبح کرنے کا مقام	۱۰۳۳	علم اخلاق سے اصل غرض	۱۰۶۲	اسلامی تصوف وریاضات		ذکر کی تلقین	۱۱۱۵	وشام	۱۰۲۷	قیمت چار روپے محصول علاوہ [illegible]	

صحیفہ قدسی

اسی کتاب کے ذریعے اسم اعظم ہوتا ہے

اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا مسخر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل، وہ عامل ہے جس کے زیر حکم کائنات ہو جاتی ہے اور اس کا عامل جو بھی چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مصیبتیں ٹال دیں، جس نے غیب سے ہارے ہوئے مقدمات جتوا دیئے، جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے ملا دیا، جس نے بیسیوں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا، جس نے ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا یہ تو نقد فائدے ہیں، اب قرض کے فائدے سن لیجئے، اس کتاب کا عامل جنت الفردوس کا وارث ہوتا ہے حوران بہشتی کا مالک ہوتا ہے، رضائے الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور شفاعت رسول کا مستحق ہو جاتا ہے یہ سورہ آیۃ الکرسی کی تفسیر بھی ہے اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم کا عامل چند روز میں ہر مسلمان بن سکتا ہے

قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

عملیات باقی

بگڑی ہوئی قسمت بن گئی دنیا کے سہارے ٹوٹ چکے تھے کوئی سونس دیار نظر نہ آتا تھا کام بن بن کر بگڑ جاتے تھے لیکن جب خاصان خدا کا توسل ڈھونڈا تو بگڑی ہوئی بن گئی خدانخواستہ اگر آپ بھی پریشان ہیں فکر معاش میں سرگردان ہیں دشمنوں کی یورش ہے کوئی پیارا عزیز بیمار ہے، تو **عملیات باقی** منگا لیجئے، اس میں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد سے آپ کی مراد دلی پوری ہو گی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ کی گئی ہے، اور بعض کتابیں تو بالکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی ہیں اس میں وہ وہ اعمال ہیں جو اوراد پنہانی عوام پر ظاہر کئے ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس بطور حرز جاں تھے، یہ کتاب اپنی ظاہری خوبی اور طباعت کی عمدگی کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے

حضرات نقشبندیہ اس کتاب کے شایع ہونے سے ناخوش ہیں کہ ایسے سینہ بسینہ اعمال کیوں شایع کر دیئے گئے قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظایف

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں، انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد وظائف ہے یہی دنیا دی نجات کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ شاہد ملتی ہے جسمیں مجبور انسان و شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیان جہاں گشت کے وظائف و اوراد کو ہے کیونکہ آپ نے ایک عالم کا چکر لگا کر یہ خزانہ مہیا کیا، یہ خزانہ کس سلسلہ سے ہم کو ملا اس کا شجرہ کتاب میں موجود ہے، ایک ایک عمل ایسا لیا گیا ہے جو صدہا صلحا کا آزمودہ و مجرب ہے اس کتاب کے اثر و قبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک سال میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں ہر وہ شخص جس نے یہ اوراد اپنے معمول میں رکھے فائز المرام ہوا اسمیں انسانی ضرورت ایک بھی نہیں چھوڑی جس کے لیئے تیر بہدف وظیفہ یا نقش نہ ہو قیمت ۱ر محصول ۵ر کل ۱۵ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو یا عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو یا بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں، کہ اس پر آپ قابو حاصل کر لیں گے، اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل ہو جائیں احباب کو مسخر کرنا زن و مرد کو مطیع کرنا آقا اور افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لیئے ایک معمولی بات ہے، یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے، اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے، فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے، اس کے عامل کے لیئے ناکامی کا امکان ہی نہیں، دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اسمیں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق سنا ہی نہیں کہ اس کا عامل ناکام ہوا ہو، قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کا میابی کیساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض دفع نہ کیا جائے، اسکی مثال ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لیئے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کدہ بنا دیں، لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بے کار رہیگا، ان لوگوں کے لیئے جو فقط پیروں کے عمل پر رہ کر عاجی معالجے سے بے نیاز ہو جاتے ہیں، ان لوگوں کے لیئے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں طیار کی گئی ہیں اس کے دو حصے ہیں جو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں، اگر آپ کو ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو، تو دوسرے کے نسخے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہو گا، انکا نام دوائیں اور دعائیں اور دافع الامراض ہے اس کتاب میں سر سے لیکر پاؤں تک بیماریوں کے نسخے تعویذات اور دعائیں سب درج ہیں اور یہ یقین سے دعویٰ ہے کہ ہر نسخہ اتنا موثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو دوا سے آرام نہ ہو گا دعا سے ہو گا، قیمت کامل ۱۰ر محصول ۵ر ۱۵ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

قرآنی دعائیں

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لیئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لیئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لیئے کہ آپکو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں، یہی وجہ ہے، کہ اب تک آپ کی دعائیں بے اثر ہیں، لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستوں کے موافق دعا مانگئے پھر دیکھیئے، کہ آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر مفلس ہیں تو زردار ہو جائیں گے مقدمات کی پریشانی رفع ہو جائیگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جنمیں دعا مانگنے اور مرادیں برلانے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں سے دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی قبولیت یقینی ہے، لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۸ر محصول ۵ر کل ۱۳ر

ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

دلی کا دسترخوان

دلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین کتاب

کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہو گئی۔ دلی کا دسترخوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی چھوٹی بچیاں، نافہم عورتیں، اور مرد بھی باسانی کم داموں میں اچھے کھانے پکا سکتے ہیں، یہی وہ کتاب جو ہندو و مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور روزانہ خاصی اچھی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے، عورتوں کے کھانا پکانے کی امداد کے ساتھ یہ کتاب باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ، کھانا کھلانے کا مہذب طریقہ بھی بتلاتی ہے، وہ بیویاں جن کے خاوند خراب کھانا کھاتے ان کی محبت بھی کھو بیٹھے تھے گرویدہ ہوتے جاتے ہیں گویا جہاں یہ کتاب اپنے کھانا پکانے کی استانی تھی وہاں خاوند کو موہ لینے کا عمل بھی اپنے اندر رکھتی ہے

جن لوگوں کو تھوڑے سے صرف سے لذیذ کھانا پکوانا پسند ہو یا جنکو اپنی بیٹیوں کی آیندہ زندگی کا فکر ہو، وہ یہ کتاب ضرور منگائیں ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت ۸ محصول ۹ کل ۱/۱ حمیدیہ پریس دہلی

میاں بیوی کے فرائض

آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے، اگر آپ کی بیوی سلیقہ شعار اور اطاعت گذار ہو، آپکا گھر فردوس بن سکتا ہے اگر آپکی بیوی اپنے فرائض بوجہ احسن پورے کرنے لگیں لیکن دشواری یہ ہے کہ ہر گھر میں افراط و تفریط ہے کہیں میاں ہیں تو اپنے گھر کے ... اور بیوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں کہیں بیوی ہیں تو مساوات کی ... ہر بات میں اور ہر انداز میں اپنا تفوق جتانے والی ہی وجہ ہے کہ ہر گھر دوزخ بنا ہوا ہے اسی چیز کو مد نظر رکھ کر حمیدیہ پریس دہلی نے کتاب **میاں بیوی کے فرائض** شایع کی ہے اور قرآن و حدیث کے احکام میاں اور بیوی دونو کو بتلائے ہیں سلیس اردو میں عورتوں کو سمجھایا گیا ہے، کہ انہیں کس طرح مردوں کی اطاعت کرنی چاہیے اور مردوں کو بتلایا ہے کہ عورتوں کی دلشکنی کس طرح گھر کو خراب اور رسول کریم کو ناراض کرتی ہے۔ فرمان رسالت ہے کہ خیرکم خیرکم لاہلی یہ کتاب میاں بیوی دونو کو محبت کی شاہراہ پر لے جائے گی یہ کتاب کبیدہ اور آزردہ دلوں کو یکجا کر دے گی۔ یہ کتاب ہر اس گھر میں ہونی ضروری ہے جو اپنے ظلمت کدہ کو راحت کا گھر بنانا چاہیں، قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱/۳

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

شہید کربلا

رسول پاک کی روح مقدس کا کیا حال ہوگا جب خاندان نبوی کربلا کے تپتے ہوئے میدان میں سر و پا برہنہ بے یار و مددگار جانوروں کی طرح ذبح کیے جا رہے تھے، اگر ان حالات الم ناک کو صحیح الفاظ میں پڑھنا اور دیکھنا چاہیں تو کتاب دردناک **شہید کربلا** منگائیے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کیے گئے ہیں، اور ابتداء سے کر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا ترک وطن، امام مظلوم کی کربلا کو روانگی کوفیوں کی شرارت ظالموں کا ستم، ہونٹوں تک کوثر پی کر جام شہادت پلانا، اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت درد انگیز تاریخ ہے جگہ جگہ میر انیس کے مرثیے بھی لیے گئے ہیں، اور آخر میں، تو حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے اس قدر دردناک ہیں، کہ ہچکی بندھ جاتی ہے، دور حاضرہ کی سب سے موثر اور دردناک کتاب ہے اور لطف یہ ہے کہ ادنیٰ سا واقعہ بھی غیر مستند نہیں قیمت ۸ محصول ۵ کل ۱/۱ حمیدیہ پریس دہلی

مجربات طبی

اب ہر شخص لائق طبیب اور بہترین معالج

بن سکتا ہے، کیونکہ مجربات طبی ایسی کتاب طیار ہو گئی ہے جس کو پنجاب یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کیے ہوئے اور ہندوستان کے مشہور نامی گرامی حکیموں کے علاوہ مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلوی مرحوم افسر الاطبا حکیم نور الدین صاحب مرحوم کی شاگردی کا فخر حاصل کیے ہوئے ایک فاضل اجل اور لائق طبیب نے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی سے مرتب کیا ہے جسمیں قابل مصنف نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال انکی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج ایسے ایسے سہل اور آسان اور مجرب و زود اثر نسخوں سے لکھا ہے جن کے مطالعہ سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی امداد کے خود بخود اپنا اور اپنے خویش و اقارب اور بال بچوں اور عزیزوں دوستوں کا کماحقہ علاج کر سکتا ہے اور ہر قسم کے مرض کی مختلف قسمیں لکھ کر بتایا ہے، کہ اس قسم کے مرض کے لیے ایسا نسخہ کارگر ہوتا ہے، عورتوں اور مردوں کی خاص بیماریوں کی تشخیص اور انکا مجرب و زود اثر علاج، قیمت دو روپیہ محصول ڈاک ۱۰/ دو روپے ۱۰/

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

مبادی تجارت

معلومات تجارت کے لیے سب سے بہتر کتاب مبادی تجارت ہے اس کے ہزاروں بیش بہا قابل قدر مشوروں میں سے ممکن ہے کہ ایک اور صرف ایک مشورہ آپ کی فلاکت زدہ زندگی کی کایا پلٹ دے اور جس کی قیمتی معلومات سے بھرے ہوئے صفحات میں سے کیا عجب ہے کہ ایک صفحہ بلکہ ایک سطر آپ کو امیر بنا دے مبادی تجارت سے بہتر آجتک اردو میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی یہ کتاب یورپ اور امریکہ کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہے یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ صدہا انسان اپنی ناکام زندگی کامیاب بنا چکے ہیں، یہ وہ کتاب ہے جس کے صدہا صفحوں میں سے ایک ایک صفحہ ایک علمی آدمی کی زندگی کو پلٹ سکتا ہے، اور اسے مفلس سے لکھ پتی بنا سکتا ہے اس کتاب کی مدد سے معمولی عقل و سمجھ کا شخص بہت کم سرمایہ سے بڑا نفع اٹھا سکتا ہے اور ایک سمجھدار بغیر سرمایہ کے لاکھوں روپیہ پیدا کر سکتا ہے کتاب غیر مفید ہو تو واپس کر دیجیے یہ کتاب بلحاظ ضخامت و بقیمت بہتر ہے ہر وہ شخص جو تجارت کر رہا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اپنی آمدنی کافی بڑھا سکتا ہے، قیمت دو روپے محصول ۸/ کل ۲/۸ ملنے کا پتہ:- مینجر حمیدیہ پریس دہلی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے جسمیں مصنف نے خلق خدا کی بہلائی کے لیے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری کے ساتھ صحیح صحیح تجربہ کر کے درج کر دیے ہیں معمولی عقل کا آدمی بھی اس کتاب کے مطالعہ سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ سکتا ہے، اور اگر چند روز استقلال سے کام کرتا رہے، تو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے کا مالک بن سکتا ہے اس میں صابن سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت ہر قسم کے اچار مربے ڈالنے کی ترکیبوں کے علاوہ خضاب، امرت دھارا کے نسخے بال اڑانے کا پوڈر بنانے کے طریقے ہر قسم کی سیاہیوں کے تیار کرنے اور ان کو فروخت کرنے کے لیے مشورہ ڈبل روٹی بسکٹ، کیک بنانا نقلی سونا، نقلی چاندی بنانا نقلی ہیرا بنانا، ذرگری، گھڑی سازی، عطاری، حکمت صدہا قسم کے صابن بنانے کے طریقے، غرض کوئی کام ایسا نہیں ہے جس کی سہل ترکیب اس کتاب میں نہ ہو، مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس سے پیشتر ایسی اعلیٰ ایسی مفید اور ایسی عمدہ کتاب آجتک شایع نہیں ہوئی، قیمت ۱۲/ محصول ۸/ کل ۱/۴ آنہ

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

گناہ سے نجات

پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے، کہ انسان آیندہ گناہوں سے اجتناب کرے اور پچھلی خطاؤں سے معافی مانگے اسی کا نام توبہ ہے، توبہ کی تحقیق اور توبہ کے فضائل و اثرات کے متعلق ابتک اردو میں کوئی کتاب نہ تھی حمیدیہ پریس نے حال ہی میں ایک کتاب **توبہ** کے نام ہی سے شایع کی ہے جس کے چند مضامین یہ ہیں، توبہ کے معنی، اردو کی نعت، مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت فضیلت توبہ، سرور عالم کے ارشادات، ارباب طریقت کی توبہ توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے تائب و صابر، قبولیت توبہ، حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ و کبیرہ توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہوں کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے ذرایع صغیرہ گناہ ہی کبیرہ ہوجاتے ہیں، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں او حکایتیں، مولا کی بندہ نوازی بڑھیوں استغفار، عبادت دلی، امید و بیم، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری ہوجاتی ہے مواخذہ سے بے فکری، گناہوں سے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ یہ اپنی نوع کی بالکل انوکھی کتاب ہے قیمت دس آنہ محصول

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حل معلوم کرنے کے لیئے ہر انسان بے چین رہتا ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اسی کتاب میں ہے اور مختصر فہرست مضامین یہ ہے فلسفہ روح انسانی، روح کا دخول، عہد میثاق روح حیوانی روح انسانی، تناسخ، آواگون، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کا نکلنا، حضرت آدم کی وفات دیگر رسولوں کی وفات، ایمان و کفر نیک روحین علیین ابرار مقربین برا خاتمہ، بری روحین سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب نکیرین، عالم برزخ، عذاب و ثواب کا فلسفہ، قبر کا عذاب، تجہیز و تکفین، نماز جنازہ، جنازہ کے تمام مسائل، دفن کے طریقے اور مسائل فاتحہ و درود، تلاوت قران کا ثواب قبرستان، زیارت قبور، تعزیت و تسلی، کھانا کھلانا، نجات اُخروی، مردوں کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے دوسرے حصہ میں ۴۳ اصحاب کرام اور اولیائے عظام کے رویائے صادقہ کے احوال ہیں، جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے احباب کو دوسری دنیا کے حالات بتائے ہیں، قیمت ۱۲؍ بارہ آنے، محصول ۶؍ کل ۱؍۲

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

یہ بات دریافت کرنے کے لیئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپ کے گردو پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدہ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کرسکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات سے اطلاع دے سکے عام طور سے اس علم سے بے بہرہ لوگوں سے تعبیر لے کر خواہ مخواہ تشویش بڑھتی ہے، اگر آپ کو اپنے خواب کے صحیح اثرات معلوم کرنے ہوں تو **خواب نامہ صدیقی** کو منگا کر ساتھ رکھیئے جسمیں اس کے مولف نے تعبیر خواب کی پرانی اور نایاب عربی کتابوں کی مدد سے ہر ایک قسم کے خواب کو مفصل بیان کر کے بتلایا ہے، کہ کس قسم کے خواب قابل تعبیر ہوتے ہیں اور کون سے خواب قابل تعبیر نہیں ہوتے، اور فراموش خواب کیسے یاد آتے ہیں، اور دن کے کس حصہ مہینے کے کس دن اور کس تاریخ کو خواب قابل تعبیر ہوتا ہے، شروع میں فلسفہ خواب پر ایک مفصل مضمون ہے اور آخر میں علم قیافہ اور ہاتھ دیکھنے کے علم پر نہایت نایاب ضمیمہ ہے قیمت ۸؍ محصول ۶؍ کل ۱؍۲

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کرلیا جائے تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کردیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں رمالوں سے یا جوگیوں اور کاہنوں سے ... اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں، بزرگان دین نے ... لکھے ہیں جن سے انسان کے کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے ان بزرگوں میں شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گذرے ہیں، جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرانیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قران مجید کی آیت سے معلوم ہوسکتا ہے، ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف سے شامل کردیا ہے، یہ فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلوم کام کا انجام معلوم ہوسکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ ناصری** ہے ہمارا دعوے ہے کہ ایسا اعلیٰ اور مستند فالنامہ اس سے پیشتر شایع نہیں ہوا قیمت آٹھ آنے محصول ۵؍ کل ۱۳؍

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

زیارت رسولؐ

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کا کونسا امتی ہے جو شیدانہ ہوگا پھر بہت ہی کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے بہرہ ور ہو چکے ہوں خوشا نصیب و زہے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے، کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کردیا، اور درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب الہ لازمی ہوجاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شایع ہوئی ہے، جسمیں درود شریف کی برکات و سعادات اور اس کے فضائل صحیح احادیث سے بیان فرمائے ہیں، اس کے بعد اولیائے عظام کے مقالات رقم کیئے ہیں، جنہوں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت جس جس طریقہ سے کی ہے حضرت ممدوح کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ یہ نعمت اب عام ہوگئی ہے، اب بھی کوئی محروم زیارت حبیب رہ جائے تو اللہ کی مرضی اور اس کی سیہ بختی،

قیمت آٹھ آنے، محصول ڈاک ۵؍ کل ۱۳؍

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور تو خدا سے مانگے گا وہ دیگا لیکن جو دعائیں قران شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور مستجاب ہوتی ہیں، دعائے مقبول ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل پانچ حصے ہیں،

صلوٰۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانے والی دعائیں سب عربی میں قران شریف سے لی گئی ہیں، ترجمہ تفسیر مولوی اشرف علی صاحب

مناجات مقبول دیباچہ مولوی اشرف علی صاحب کا ہی بہت ہی موثر سات روز کی مناجاتیں ہیں جن سے حضور قلب پیدا ہوتا ہے

ہفت احزاب از حضرت مولانا اشرف علی صاحب اسمیں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کے لیئے دعا نہ ہو اور مولانا نے اسکے مانگنے کا طریقہ بتایا ہے

تتمہ دعائے مقبول ہفت احزاب ہیں، مولانا روم کی لکھی ہوئی ہفت روزہ بہت موثر مناجاتیں ہیں،

حزب البحر دعائے مترجم مع اعمال از حضرت مولانا اشرف علی صاحب کامل پانچوں جز مجلد خاشہ دار قیمت ۱۲؍ محصول ڈاک ۶؍ کل ۱؍۲

مینجر حمیدیہ پریس دہلی

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں

دیکھنے سے پہلے مجسمہ ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہوجایئے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب **عورت** پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ وامریکہ کی بہترین صنفی کتابوں کا عطر کھینچا گیا ہے، عورت کی نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت، عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات بھی ایسی نہیں جو آپ کو عورت میں نہ مل سکے یہ کتاب حقیقتاً عورتوں کی انسائیکلو پیڈیا ہے اس کتاب کو آپ پڑھکر ہر قسم کی کوک شاستروں سے بے نیاز ہوجائیں گے اس کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق اولاد پیدا کرنے کے طریقے بتلائے گئے ہیں، اس کتاب میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک ہیں اور قلمی تصویریں بھی سو کے قریب ہیں، لکھائی چھپائی بہت ہی اعلیٰ ہے، ضخامت دو سو صفحات

قیمت دو روپے، محصول ڈاک ۸ر کل ۲؍ عہ

حمیدیہ پریس دہلی

کیف مواصلت

دنیائے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی نہ کیف افزا امر وہ ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے اگرچہ تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستی ہیں، لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے مابہ الامتیاز ہو، یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے، کتاب کے جزئیات سے تعارف اتنے مختصر اشتہار میں ناممکن ہے صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سید صابر علی صاحب ماہر علوم صنفیات کی سب سے زیادہ کیف انگیز اور آخر تصنیف ہے اور نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول کی مصداق ہے ۷۶ صفحات کی ضخامت ہے اور متعدد قلمی تصاویر اندرونی اعضائے نسوانی اور فوٹو بلاک بھی ہیں، قیمت ایک روپیہ، محصول ڈاک ۸ر کل ۲؍ عہ

حمیدیہ پریس دہلی

بہار شباب

صنفی کتابوں میں آجتک جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا وہ جذبات کی ہیجانی ہے گویا یہ چیز مطالعہ کو کتنا ہی پر لطف بناد لیکن نتائج کے لحاظ سے اتنی اہم نہیں ہے جس قدر کہ صنفی معلومات سے عوام کو مستفید کیا جاسکے بہار شباب اپنی رنگین عبارت کیساتھ صنفی معلومات کا وہ ذخیرہ لایا ہے جو ماسبق کتابوں میں مشکل ملیگا، بہار شباب میں اسبات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ صنفیات کی حقیقی تعریف کا احترام کرتے ہوئے کتاب کو اسی دائرہ میں رکھا جائے، بہار شباب میں جابجا تاریخی وادبی حکایات کا عبرت و موعظت کا بہترین سرمایہ ہے بہار شباب میں گل چینی حسن کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کیا گیا ہے بہار شباب میں نوجوانوں کو اشتہاری دواؤں کی خرابیاں بتلاتے ہوئے بہترین ضروری نسخہ جات بھی بتلائے گئے ہیں، بہار شباب میں اسباب عیش کی فراوانی کا سامان ہے بہار شباب طبی جواہر ریزوں کا کشکول ہے، بہار شباب میں شاہد طناز کی رعنائیاں ہیں، طاق جمال کی کلکاریاں، وادی شباب کے سحر آگین کہانیاں غرضکہ اس کتاب میں وہ سب کچھ ہے جو ازدواجی مسرتوں کے اضافہ کا باعث ہوتا ہے متعدد پر شباب فوٹو ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ۸ر کل ۲؍ عہ ضخامت ۲۰۰ صفحات حمیدیہ پریس دہلی

کشمیری کوک شاستر

یعنی

مجربات بوعلی سینا باتصویر

یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے وہ زود اثر اور مجرب نسخے جنکی مدت سے لوگ تلاش میں تھے، بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کرکے اردو میں شایع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کی زندگانی پر ہمیشہ غالب ہیں، اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیئے اور اس پر عمل کیجئے تادم مرگ آپ وہی لطف حاصل کرسکیں گے جو پندرہ بیس سال کا نوجوان اپنے ہم عمر رفیق حیات سے حاصل کرسکتا ہے زیادہ تعریف کی ضرورت نہیں، اس کتاب میں آٹھ دلکش تصاویر بھی دی گئی ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات قیمت عہ محصول ۸ر کل ۲؍ عہ

یہ کتاب اسقدر مقبول ہے کہ صرف پنجاب میں کئی ہزار فروخت ہوچکی ہے،

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

شب نامچہ عروسی

اس کتاب میں نہایت دل آویز اور پر کیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ رازوں، اور رازدوروں کو نہایت ہی وضاحت و متانت کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی زندگی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے، ہندوستانی گھروں میں بدنصیب میاں بیوی کی زندگیاں جو عذاب میں کٹتی ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آیندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا، اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب، صدہا مغربی کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ نوعمر عورتوں کی صنفی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے ایسی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آجتک ہندوستان کی کسی زبان میں شایع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف رنگینی معلومات کا چھلکتا ہوا ساغر ہے شب نامچہ عروسی میں گیارہ اعلیٰ درجہ کے فوٹو بلاک کی تصویریں دیگئی ہیں، کاغذ لکھائی چھپائی بہترین ضخامت ۱۶۴ صفحات

قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۸ر کل ۲؍ عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

انگریزی کوک شاستر

یعنی نقد دم لطف اٹھایئے اور مال للطف یعنی بچوں کے جھنجٹ سے رستگاری پایئے، اسی لئے اس ... کتاب دل سے عورت کی شباب آفرین لذت اس وقت حاصل ہوسکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے انکی پرورش وبال روح ثابت ہوتی ہے اور انسان ازدواجی زندگی کی سچی مسرتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوجاتا ہے **برتھ کنٹرول** ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہوجائیگی تم کو معلوم ہوجائیگا کہ اولاد کی پیدائش کو روک کر زندگی کی بہار لوٹنے کا سچا طریقہ کیا ہے اس کتاب کو پڑھ کر اولاد کی پیدائش بالکل تمہارے اختیار میں ہے جب چاہو گے اولاد ہوگی اور جب چاہو گے نہ ہوگی، پھر لطف یہ کہ اس حیرت انگیز کتاب کی مدد سے تم حسب خواہش بیٹا بیٹی پیدا کرسکتے ہو، برتھ کنٹرول یورپ وامریکہ کی بہترین سائنٹفک کتابوں کا نچوڑ ہے،

قیمت ایک روپیہ محصول ۸ر کل ۲؍ عہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کتاب طلسم و اعجاز

غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کردیگی یہ عجیب و غریب کتاب ہندوستان کی کسی کتاب میں [illegible]

غیبی اشارے [illegible]

غیبی اشارے [illegible]

غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی [illegible]

غیبی اشارے کا مطالعہ [illegible]

غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت [illegible]

غیبی اشارے [illegible]

غیبی اشارے کے مطالعہ [illegible]

غیبی اشارے کا مطالعہ [illegible] نقصان [illegible]

غیبی اشارے کے مطالعہ سے آپ دشمنوں کے [illegible]

غیبی اشارے [illegible] لوگوں کے دلوں کا حال معلوم [illegible]

غیبی اشارے [illegible] کیفیات معلوم [illegible]

غیبی اشارے [illegible] ترقی کی راہیں [illegible]

غیبی اشارے [illegible] زندگی [illegible]

غیبی اشارے

[illegible]

آتالیق عربی

بغیر استاد کے عربی سکھانیوالی کتاب

جس کے دو سال میں تین اڈیشن [illegible] عربی سیکھنے، عربی پڑھنے، عربی بولنے، عربی ترجمہ کرنے کے لیے

[illegible] بہتر کتاب شاید ہی کوئی شایع ہوئی ہو۔ اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہی ہو سکتا ہے کہ بہتر مکاتب و مدارس میں داخل نصاب ہے اس کی اصلی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے [illegible] حمیدیہ پریس دہلی سے صرف ایک روپیہ میں [illegible]

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

جہاؤں میں ہم یکے [illegible] — غالب آغا خان [illegible] سلطان و وزیر

تاریخ حریت اسلام

[illegible]

فہرست مضامین

باب اول — باب پنجم — باب [illegible]

باب دوم — باب ششم — باب [illegible]

باب سوم — باب ہفتم — باب [illegible]

باب ہشتم

باب چہارم

باب نہم — باب سیزدہم

باب چہاردہم

باب دہم

قیمت تین روپیہ محصول [illegible] ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولوی دہلی رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۸۴۶ [illegible]

جمعہ و عید کے خطبہ خواں اصحاب [illegible] خوش خبری

خطبات عرشی مجلد

مولفہ مولانا مولوی [illegible] صاحب [illegible] مولف مفتاح [illegible] [illegible] اور فی [illegible] کے موقع [illegible] خطبہ [illegible] وقت وقت [illegible] کا جامع اور موجودہ زمانہ کی ضروریات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حاصل کر سکتا ہے

اس [illegible] کتاب [illegible]

فہرست [illegible]

[illegible]	پہلا خطبہ [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
شوال	جمادی الثانی		
[illegible]	[illegible]		صفر
ذیقعد	رجب		ربیع الاول
ذوالحجہ	شعبان		ربیع الثانی
[illegible]	۲- [illegible] البرات		۱- روز قیامت
قربانی کے احکام	۳- فضائل درود شریف		۲- لوگوں کا اخلاقی تغیر
۳- [illegible]	۴- ایام کو رائیگاں کھونے پر [illegible]		۳- دوزخ کا حال
۳- قسمت [illegible] کا علاج	رمضان		۴- بہشت کا حال
۴- وداع سال	پہلا خطبہ- فضائل رمضان		جمادی الاول

جب سے یہ [illegible] شائع ہوئی ہے پنجاب اور بنگال کی ہر مسجد میں اردو خطبہ کا رواج ہوگیا ہے۔ اس زمانہ میں ایسے خطبوں کی بڑی ضرورت تھی، قیمت مجلد ایک روپیہ محصول [illegible]

دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

عربی کی مستند اور ضخیم ترین کتابوں کی [illegible]

اسلامی تعلیمات کا زبردست ذخیرہ

مسلمانوں کی دینی معلومات کے ساتھ دنیاوی تعلیمات سے آگاہ کرنے والی اردو کی شاندار کتاب

اسلامی زندگی

جو اردو زبان کی وہ مستند کتاب ہے جس میں وہ چیزیں ہیں جن [illegible] آج کل کے علما بھی ناواقف ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ [illegible] [illegible] ایک کتاب چھپ گئی ہے اس کو [illegible]

[illegible] وہ ایک کتاب سے حاصل ہو جاتی ہے

ایک مسلمان کی زندگی کے تمام مذہبی اور دنیاوی پہلو

[illegible] اسلامی معاشرت [illegible] عبادات سے متعلق ہو خواہ معاملات سے خواہ تعلق [illegible] موجود [illegible] [illegible] ضروری باتوں کا جاننا [illegible]

[illegible] زبردست [illegible]

اردو میں یہی [illegible] کتاب ہے

[illegible] باتوں سے واقف [illegible]

[illegible] اسلامی [illegible] معلومات ہے ایک مسلمان تاجر کے لیے جن مسائل [illegible] باتوں کا جاننا ضروری اور فرض ہے وہ بھی اسمیں موجود ہیں [illegible] میں [illegible] کیا بتایا ہے وہ بھی بہت درج ہے۔ مسلمانوں کے لیے قانونی [illegible] قانونی معلومات، وصیت کے متعلق اور قانونی معلومات، غرضکہ ایک مسلمان کو قانونی سلسلہ میں جتنی شرعی معلومات کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ بھی اسمیں موجود ہے [illegible] اور اس کے نازک مسائل، جہاد [illegible] قصاص، غرضکہ پیدائش سے لیکر موت تک جس چیز کی بھی ایک مسلمان کو ضرورت ہو سکتی ہے اس کے متعلق کل معلومات اس کتاب میں موجود ہے [illegible] کتاب آجتک شائع [illegible] ہوئی۔ اس کتاب کی اصلی قیمت [illegible] روپیہ ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس مفید کتاب سے کوئی مسلمان محروم نہ رہے [illegible] محصول ڈاک الگ ہیں، کل [illegible]

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

عبدالحمید پرنٹر، پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس میں چھپوایا

۲۹۷۴۰۵ موسوی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔